مثنوی مولوی معنوی رحمه الله تعالی

ترجمہ مثنوی مولانا روم

۱۹۷۶ء

دورۂ تہران و ترکی، مصر و بغداد و عرب

ہو مبارک صاحبِ عز و شرف یہ فضلِ رب

مثنوی کے شارح و فاضل مترجم مرحبا

مولوی سجاد بحرِ علم صدرِ شکِ عرب

۱۳۹۶ھ

پیش کنندہ احقر خلیق ٹونکی

۱۹۷۶ء

مُقدّمہ

عرضِ حال

آج جبکہ میں دفترِ پنجم کا یہ پیش لفظ لکھ رہا ہوں، بفضلہ تعالیٰ دفترِ چہارم کی کتابت وطباعت کے جملہ مراحل سے فارغ ہو چکا ہوں اور وہ دفتری نے یہاں جلد بندی میں ہے۔ انشاء اللہ ہفتہ عشرے میں بازار میں آجائے گا۔ نیز دفترِ پنجم کی کتابت بفضلہ تعالیٰ مکمل ہو چکی ہے اور وہ بھی عنقریب طباعت کے لئے پریس کے سپرد کر دیا جائے گا، دفترِ سوم مارچ ۷۸ء میں شائع ہوا تھا۔ انشاء اللہ مارچ ۷۸ء تک دفترِ پنجم بھی بازار میں آجائے گا اور اس طرح میں ایک سال کی مدت میں دفترِ چہارم و پنجم ناظرین کی خدمت میں پیش کرنے کا فخر حاصل کر لوں گا۔ دفترِ پنجم کے مسودے سے فارغ ہو کر میں نے دفترِ ششم پر کام شروع کر دیا تھا اور اس کی رحمتِ بے پایاں کے سہارے میں اس کا بھی تقریباً نصف حصہ لکھ چکا ہوں اور انشاء اللہ ۷۸ء کے اواخر میں وہ بھی شائقین کی خدمت میں پیش کر سکوں گا

دفترِ پنجم سے متعلق بعض مباحث

نفس: اس کی چار قسمیں ہیں۔ نفسِ امارہ، نفسِ لوامہ، نفسِ مطمئنہ، نفسِ ملہمہ ـــــ نفسِ امارہ وہ ہے جو شہوتوں اور لذتوں کا طالب ہو۔ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ میں اسی کا بیان ہے۔

نفسِ لوامہ وہ ہے جس میں کسی قدر صفائی پیدا ہو چکی ہو اور شہوتوں اور لذتوں سے پرہیز کرنے لگے اور اگر

کبھی کسی لذت و شہوت میں مبتلا ہو جائے تو پچھتائے۔ لَا اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَلَا اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ میں اس کا ذکر ہے۔

نفسِ مطمئنہ وہ ہے جو کسی حالت میں بھی لذت و شہوت میں مبتلا نہ ہو اور شیطانی اثرات سے بالکل محفوظ ہو چکا ہو۔ یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً میں یہی نفس مراد ہے۔

نفسِ ملہمہ وہ ہے جو صفائی کے اعلیٰ مراتب حاصل کر چکا ہو اور انسانوں کو امورِ خیر کی جانب توجہ دلائے۔ ہر شخص میں ان قسموں میں سے کسی ایک قسم کا نفس ہوتا ہے۔

انسان کی تین طاقتیں : قدرت نے انسان میں تین طاقتیں ودیعت فرمائی ہیں۔ ملکی، غضبی، بہیمی۔

ملکی طاقت۔ خداوندی اطاعت اور اعمالِ خیر کی متقاضی ہے۔ یہ طاقت روح کے ساتھ خاص ہے۔

غضبی طاقت۔ انسان کے غصہ و غضب کا سبب ہے اور مخالف چیز کا دفعیہ کرتی ہے۔

بہیمی طاقت۔ انسان میں شہوت اور ہوس کا سبب ہے اور یہ طاقت مرغوب اور مناسب چیز کے حصول کے درپے رہتی ہے۔ یہ دونوں طاقتیں جسمِ انسانی کے ساتھ خاص ہیں۔

وقوفِ قلبی : نقشبندی سلوک میں ایک ریاضت کا نام ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ سالک قلب کی طرف توجہ کر کے بیٹھے اور قلب کی نگرانی کرے۔ قلب پر ماسوی اللہ کسی خطرے اور خیال کو وارد نہ ہونے دے۔ یہ ریاضت انتہائی مشکل ہے۔ بہت سی ریاضت کے بعد سالک اس پر قابو پاتا ہے۔

کرامت کی قسمیں : بزرگوں سے جو کرامتیں صادر ہوتی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں۔ کرامتِ حسی، کرامتِ معنوی۔

حسی کرامت۔ یہ ہے کہ کسی حسی اور ظاہری امر میں بزرگ سے کوئی بات دستور کے خلاف ظاہر ہو، مثلاً بزرگ کو کسی کے دل کی بات کا معلوم ہو جانا۔ آنے والی بات کا معلوم ہو جانا، توجہ ڈال کر بیتاب بنا دینا، پانی کی سطح پر چلنا۔ ان کرامات سے عوام زیادہ متاثر

ہوتے ہیں لیکن یہ کرامتیں حیضُ الاولیاء کہلاتی ہیں اور یہ ہمیشہ قائم نہیں رہتی ہیں

معنوی کرامت۔ دین پر استقامت، بُری عادتوں سے پاکی، خیر کی طرف سبقت فرائض و واجبات کی بروقت ادائیگی یہ معنوی کرامتیں ہیں اور اصل فضیلت یہی ہیں۔ یہی اہلِ اللہ اور فرشتوں کی صفات ہیں۔

فیضِ اقدس، فیضِ مُقدّس : حضرت حق تعالےٰ کی جانب سے مخلوق کو جو فیض پہنچتا ہے اُس کی دو قسمیں ہیں۔

فیضِ اقدس۔ وہ فیض ہے جو حق تعالےٰ کی جانب سے اعیانِ ثابتہ کو پہنچتا ہے، یہ فیض تعدد اور کثرت سے پاک ہے۔

فیضِ مقدس۔ وہ فیض ہے جو اعیانِ ثابتہ سے ارواح کو فتوح کی قابلیت اور استعداد کے مطابق پہنچتا ہے اس میں تنوع اور تکثر ہے۔ ان دونوں کی مثال اس طرح سمجھ لی جائے کہ سورج کا نور مختلف رنگ کے آئینوں پر پڑتا ہے اور پھر ان آئینوں کے ذریعہ مختلف قسم کا نور انسانوں پر پڑے، سورج کا جو نور آئینوں پر پڑا وہ فیضِ اقدس کی مثال ہے اور جو آئینوں کے ذریعہ انسانوں پر پڑا وہ فیضِ مقدس کی مثال ہے۔

معیتِ حق : مولانا بحرالعلوم رح نے فرمایا ہے کہ مخلوق کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی معیت دو طرح کی ہے۔

معیتِ عامہ۔ حق تعالےٰ کی یہ معیت تمام مخلوق کے ساتھ ہے خواہ وہ مومن ہو یا کافر وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ " وہ خدا تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو" اس معیت کا مطلب یہ ہے کہ تمام مخلوق محض وجودِ باری تعالےٰ کی شئون ہیں اور یہ موجودات حق تعالےٰ کے وجود کے ذریعہ موجود ہیں۔

معیتِ خاصہ۔ یہ معیت صالحین اور عارفین کو حاصل ہوتی ہے اور یہ معیت ایسی ہے جیسے محبوب کی معیت محب کے ساتھ ہوتی ہے اور حدیث

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ " انسان اُس کے ساتھ ہے جس سے اُس کو محبت ہو" میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

علمِ باری تعالےٰ : مولانا بحرالعلومؒ نے فرمایا ہے۔ حضرتِ حق تعالےٰ کے علم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک علم تو وہ ہے جو کائنات کے وجود سے قبل حضرتِ حق تعالےٰ کو حاصل ہے۔ یہ علم جزا اور سزا کا مدار نہیں ہے۔ دوسرا علم وہ ہے جو موجودات کے وجود کے بعد اُن سے متعلق ہوتا ہے۔ یہ جزا اور سزا کا مدار ہے۔ اِس علم کے اعتبار سے نیک لوگ جزا کے اور بُرے لوگ سزا کے مستحق قرار دیئے جاتے ہیں۔ اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا "خدا وہ ہے جس نے موت اور زندگی پیدا کی تاکہ تمہیں آزمائے کون عمل کے اعتبار سے بہتر ہے"۔ انسانی موت و حیات کی پیدائش اُس کی آزمائش کیلئے ہے اب جیسے اُس کے افعال ہوں گے اُن سے جو علمِ خداوندی متعلق ہوگا وہ جزا اور سزا کا مدار ہوگا۔

مُعجزہ رَدُّالشمس : روایت ہے کہ آنحضورؐ کا سرِ مبارک حضرت علیؓ کی گود میں تھا اور آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ حضرت علیؓ نے عصر کی نماز نہ پڑھی تھی اور سورج غروب ہونے لگا۔ وحی کے ختم ہو جانے کے بعد حضرت علیؓ نے آنحضورؐ سے صورتِ حال عرض کی تو آنحضورؐ نے دعا فرمائی کہ "اے خدا اگر علیؓ تیری اور تیرے رسولؐ کی اطاعت میں تھا تو سورج کو واپس لوٹا دے"۔ اِس پر سورج واپس لوٹ آیا اور پہاڑ اور زمین پر دھوپ چمکنے لگی۔ اِس حدیث کو محدثین نے سند کی کمزوری اور عقل کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناقابلِ قبول قرار دیا ہے۔

عشرۂ مبشرہ : وہ دس صحابہ جن کو آنحضورؐ نے اُن کی زندگی میں ہی جنت کی بشارت دیدی تھی یہ ہیں۔

ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ۔ علیؓ۔ زبیرؓ۔ طلحہؓ۔ عبدالرحمٰنؓ۔ ابوعبیدہؓ۔ سعدؓ بن ابی وقاص۔ سعیدؓ بن زید رضی اللہ عنہم

اِن کے علاوہ بعض دوسرے صحابہ بھی ہیں جن کو اُن کی زندگی میں جنت کی بشارت ملی ہے لیکن عشرۂ مبشرہ یہی دس کہلاتے ہیں۔

حدیثِ لَوْلَاکَ : حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیلؑ آئے اور کہا

کہ آپ کے لئے فرمایا گیا ہے۔ یَا مُحَمَّدُ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْجَنَّۃَ وَلَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ النَّارَ "اے محمدؐ اگر تم نہ ہوتے تو میں جنت کو پیدا نہ کرتا اور اگر تم نہ ہوتے تو میں دوزخ کو پیدا نہ کرتا" ایک دوسری روایت میں ہے لَوْلَاکَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا "اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا کو نہ پیدا کرتا" ان روایتوں کا مضمون اگرچہ صحیح ہے لیکن مُلّا علی قاری نے ان کو موضوعات میں شمار کیا ہے۔

عباسِ دبس : یہ ایک بھکاری تھا جو بھیک مانگنے کے ستر طریقے جانتا تھا۔ فرضی طور پر ایسے دردناک انداز سے روتا تھا کہ لوگوں کو رُلا دیتا تھا، پھر بھیک مانگتا تھا تو جھولی بھر لیتا تھا اسی عباس کو بعض اہلِ لغت نے عباس دوس لکھا ہے اور بتایا ہے کہ چونکہ یہ دوس قبیلہ کا تھا اس لئے اس کو عباسِ دوس کہا جاتا ہے۔

اصحابِ فیل : ابرہۃ الاشرم یمن کے علاقے کا ایک عیسائی گورنر تھا۔ خانہ کعبہ ڈھانے کے لئے اس نے ہاتھیوں کا لشکر لے کر مکہ معظمہ پر چڑھائی کی لیکن اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوا۔ قدرت نے اس پر پرندوں کے ایک جھلڑ کو مسلط کر دیا۔ ان پرندوں کی چونچوں اور پنجوں میں کنکریاں تھیں جو ان پرندوں نے ہاتھیوں کے لشکر پر برسا دیں اور پورا لشکر تباہ ہو گیا۔ سورۂ "الفیل" میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔

قومِ لوطؑ : اس قوم میں لڑکوں سے بدفعلی کی عادت تھی اسی لئے اس بدفعلی کرنیوالے کو لوطی کہا جاتا ہے۔ حضرت لوطؑ کی نہائش پر جب یہ نہ مانے تو ان کی بستیاں اُلٹ دی گئیں اور ان پر پتھر برسے جس سے وہ سب تباہ ہو گئے۔

اہلِ انطاکیہ : حضرت مسیحؑ نے اپنے دو حواری انطاکیہ کے باشندوں کے پاس بھیجے یہ لوگ بُت پرست تھے۔ ان دونوں حواریوں نے بُت پرستی کے خلاف لوگوں کو دعوت دی تو حبیب نجار ان کے ہاتھ پر ایمان لے آئے۔ انطاکیہ کے بادشاہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ یہ دونوں حواری بُت پرستی کے خلاف لوگوں کو اُبھارتے ہیں تو اس نے ان دونوں کو قید کر دیا۔

حضرت مسیحؑ کو جب ان کی حالت کا علم ہوا تو انھوں نے اپنے بڑے حواری شمعون کو روانہ کیا۔ شمعون نے مختلف تدبیروں سے بادشاہ کا تقرب حاصل کیا اور اس کو آمادہ کیا کہ وہ دربار میں اس

مسئلہ پر گفتگو کرائے۔ چنانچہ دربار میں اُن حواریوں اور انطاکیہ والوں کی گفتگو شروع ہوئی۔ حبیب نجار کو جب پتہ چلا تو وہ دوڑ کر آئے اور اپنے ہم وطنوں سے کہنے لگے کہ تم لوگ اِن بزرگوں کے ہاتھ پر ایمان لاؤ۔ اس پر مجمع بھڑک اُٹھا اور اُس نے حبیب نجار کو قتل کر دیا۔ سورۂ یٰسین میں اِس واقعہ کو ذکر کیا گیا ہے۔

اصحابِ سبت : یہود کو حکم دیا گیا کہ شنبہ کے روز مچھلی کا شکار نہ کیا کریں۔ اِس حکم میں اُن کی آزمائش شروع ہوئی اور شنبہ کے روز دریا میں مچھلیاں زیادہ نظر آنے لگیں تو اُن میں رنج پیدا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی شروع کر دی تب اُن پر مسخ کا عذاب نازل ہوا اور اُن کو بندر بنا دیا گیا۔ سورۂ الاعراف میں اِس کا ذکر ہے۔

عمر بن عبدالعزیزؒ : ۷۱ھ میں اموی خاندان میں پیدا ہوئے۔ ۹۹ھ میں آپ کو خلیفہ مقرر کیا گیا۔ اِس قدر نیک اور دیندار پابندِ شرع تھے کہ اُن کو علماء نے خلفاءِ راشدین میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ سفیان ثوریؒ خلفاءِ راشدین کی تعداد پانچ مانتے ہیں۔ آغازِ خلافت سے پہلے اُن کی ذاتی آمدنی چالیس ہزار دینار سالانہ تھی۔ لیکن خلافت کے دور میں آپ نے اُس کو بہت کم کر دیا تھا اور انتقال کے وقت کل آمدنی چار سو دینار رہ گئی تھی۔ مرضُ الموت کی حالت میں کسی شخص نے آپ کو میلی قمیص پہنے ہوئے دیکھا تو آپ کے گھر والوں سے کہا کہ آپ کو نئی قمیص پہنا دیں۔ جواب ملا کہ آپ کے پاس صرف یہی ایک قمیص ہے جو پہنے ہوئے ہیں۔ ایک شب کا واقعہ ہے کہ آپ چراغ جلائے ہوئے بیت المال کا حساب کتاب کر رہے تھے اِسی اثناء میں آپ کا غلام آیا اور کچھ گھریلو باتیں کرنے لگا۔ آپ نے فوراً بیت المال کا چراغ بجھا دیا اور یہ گوارہ نہ کیا کہ بیت المال کا چراغ ذاتی معاملہ میں کام آئے۔ ۱۰۱ھ میں آپ کی وفات ہوئی ہے۔

حجاج بن یوسف : یہ ثقفی خاندان کا تھا۔ اور عبدالملک بن مروان کی جانب سے عراق کا گورنر تھا اس نے ۷۳ھ میں حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ حاکمِ مکہ پر چڑھائی کی تھی اور مکہ پر منجنیقوں سے اِس قدر پتھر برسائے تھے کہ خانہ کعبہ کی دیواروں کو بھی

نقصان پہنچا تھا اُس نے سینکڑوں صحابہ کو قتل کرایا ہے۔ تابعین اور تبع تابعین جو اس کے ہاتھوں قتل ہوئے اُن کی تعداد تو لاکھوں تک پہنچ گئی ہے۔ اسی لئے اُس کو اُمتِ محمدیہ کا سب سے بڑا ظالم قرار دیا جاتا ہے اور ظلم و ستم میں ضربِ المثل بن گیا ہے۔

ابوہریرہؓ : آنحضورؐ کے مخصوص صحابی ہیں۔ یہ اُن کی کنیت ہے۔ نام غیر مشہور ہے جس میں کافی اختلاف ہے۔ غزوۂ خیبر کے موقع پر آکر مسلمان ہوئے اور پھر شب و روز آنحضرتؐ کی صحبت میں رہے۔ صُفّہ میں مقیم ہو گئے تھے اور قوت لایموت پر اکتفا کرتے تھے اور آنحضورؐ کے افعال و اقوال کو یاد کرنا اپنا مقصد بنا لیا تھا اسی لئے صحابہ میں سب سے زیادہ روایتیں انہی سے منقول ہیں۔

محمد خوارزم شاہ : جلال الدین کے لقب سے مشہور ہے۔ خراسان سے عراق تک اُس کی سلطنت پھیلی ہوئی تھی۔ یہ مولانا رومؒ کے والد خواجہ بہاؤ الدینؒ کا ماموں تھا اُس نے چنگیز خانی فتنے کا مقابلہ کیا۔ ابتدائی جنگ میں اُس نے ایک ہزار تاتاری سپاہیوں کو تہ تیغ کر ڈالا۔ تاتاری فوج شکست کھا گئی پھر چنگیز خاں نے تیس ہزار فوج اُس کے مقابلہ کے لئے بھیجی اُس کو بھی اُس نے شکست دی، تب چنگیز خاں خود ایک بھاری فوج لے کر حملہ آور ہوا۔ اُس وقت اُس کی فوج کا ایک بڑا حصہ ہرات کی مہم پر تھا مجبوراً اُس کو غزنین کی طرف پسپا ہونا پڑا وہاں سے وہ ہندوستان آنا چاہتا تھا کہ ۶۱۸ھ میں دریائے سندھ کے کنارے پر پھر تاتاری فوج سے مقابلہ کرنا پڑا اور اس قدر بہادری اور بے جگری سے اُس سے لڑا کہ تاریخ میں اُس کی مثال نہیں ہے۔ اس جنگ میں اُسکے بہت سے ساتھی شہید ہو گئے اور اُس نے تنہائی محسوس کی تو ہندوستان پہنچنے کے ارادے سے اُس نے اپنا گھوڑا دریائے سندھ میں ڈال دیا اور اس قدر صفائی سے اُس کو پار کیا کہ چنگیز خاں انگشت بدنداں ہو گیا اور اُس کی بہادری کے اعتراف میں کہا کہ "پسرِ او جوانمرد در دنیا پیدا نشد و نخواہد شد" اُس جیسا بہادر دنیا میں نہ پیدا ہوا نہ پیدا ہوگا۔ ہندوستان پہنچ کر اُس نے پھر اپنی حالت کو سنبھالا اور آذربائیجان کی طرف چلا گیا وہاں رات کو سوتے ہوئے کسی مُغل کے ہاتھ سے شہید ہو گیا۔

رُوح : روح کی حقیقت شریعت نے واضح نہیں کی ہے اور اسکی صحیح حقیقت کا علم صرف خدا ہی کو ہے۔ پھر بھی جمہور علماء نے اسکی جو حقیقت بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ روح ایک نورانی لطیف جسم ہے جو انسان کے جسم میں اسی طرح جاری اور ساری ہے جیسا کہ پانی گلاب میں اور تیل تلوں میں اور آگ کوئلہ میں۔ جب تک وہ لطیف جسم انسان کے جسم میں ساری اور جاری ہے انسان کا جسم زندہ ہے اور جس وقت یہ لطیف جسم اُس کثیف جسم سے جُدا ہوجاتا ہے تو یہ کثیف جسم مُردہ ہوجاتا ہے۔ روح کی شکل بالکل وہی ہے جو اُس جسم کثیف کی شکل ہے جس طرح اُس کثیف جسم کے آنکھ، ناک، ہاتھ، پاؤں ہیں اسی طرح رُوح کے بھی یہ اعضاء ہیں اصل انسان روح ہے اور یہ کثیف جسم اُس کیلئے بمنزلہ لباس کے ہے جسمانی ہاتھ روح کے ہاتھ کے لئے بمنزلہ آستین کے ہے اور کثیف جسم کی ٹانگیں روح کی ٹانگوں کے لئے بمنزلہ پاجامے کے ہیں اور چہرہ اُس کے چہرے کے لئے بمنزلہ نقاب کے ہے۔

اِستدراج : سنت اللہ اور عام طریقہ کے خلاف کسی واقعہ کا ظاہر ہونا مثلاً ہوا میں اُڑنا، پانی پر چلنا۔ یہ نبی سے بھی صادر ہوتا ہے اور ولی سے بھی اور کافر سے بھی۔ اس طرح کا واقعہ اگر نبی سے صادر ہو تو اُس کو معجزہ کہا جاتا ہے جیسا کہ آنحضورؐ کا جسمانی طریقہ پر آسمانوں کی سیر کرنا، وغیرہ، اور اگر ولی سے صادر ہو تو اُس کو کرامت کہا جاتا ہے اور اگر کسی کافر سے ایسی چیز کا صدور ہو تو اُس کو استدراج کہتے ہیں۔

نحسِ اکبر و سعدِ اکبر : نحسِ اکبر زحل ستارے کو اور سعدِ اکبر مشتری ستارے کو کہا جاتا ہے منجمین کے خیال میں یہ دونوں ستارے نحوست اور سعادت میں بہت بڑھے ہوئے ہیں اور زمین کی خیر و شر میں اُن کے اثرات سب سے زیادہ پڑتے ہیں۔ مولانا رومؒ اپنے کلام میں ستاروں کے مؤثر ہونے کا ذکر کرتے ہیں لیکن اسلامی عقیدے کے اعتبار سے اِن ستاروں میں کوئی ذاتی تاثیر نہیں ہے۔ ہر چیز میں حقیقتاً خدا ہی مؤثر ہے۔

سجاد حسین۔ دہلی

۲۴ محرم الحرام ۱۳۹۷ھ ـــــ م ـــــ ۳ جنوری ۱۹۷۸ء

فہرستِ مضامینِ دفترِ پنجم مثنوی معنوی

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	مقدمہ	۳
۲	شروع دفترِ پنجم	۱۵
۳	تفسیرِ آیت فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ	۱۸
۴	در سببِ ورودِ حدیث اَلْکَافِرُ یَاْکُلُ فِیْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ	۲۰
۵	در حجرہ کشادنِ صلی اللہ علیہ وسلم بر مہمانِ خود	۲۳
۶	سببِ رجوع کردنِ آں مہمان بخانۂ مصطفیٰؐ	۲۵
۷	نواختنِ مصطفیٰ آں عرب مہمان را	۲۹
۸	بیان آنکہ نماز و روزہ و حج بیرونی گواہہاست	۳۱
۹	پاک کردنِ آب ہمہ پلیدیہا را	۳۳
۱۰	استعانت خواستنِ آب از حق تعالےٰ	۳۴
۱۱	گواہی دادنِ فعل و قولِ بیرونی بر نورِ اندرونی	۳۵
۱۲	در بیان آنکہ آں نورِ خدا از اندرون سرِ عارف ظاہر کند	۳۶
۱۳	عرضہ کردنِ مصطفیٰؐ شہوات را بر مہمان	۳۸
۱۴	در بیان آنکہ نورے کہ غذائے جان ست	۴۰
۱۵	انکار کردنِ اہلِ حس غذائے روح را	۴۲
۱۶	مناجات	۴۳
۱۷	تشبیہِ عقل بجبرئیل علیہ السلام	۴۳
۱۸	تمثیلِ روشہائے مختلف	۴۴
۱۹	تفسیرِ آیت یَا حَسْرَةً عَلَی الْعِبَادِ	۴۶
۲۰	بیانِ فرجی	۴۷
۲۱	مناجات	۴۸
۲۲	صفتِ طاوس و طبعِ اُورا	۵۰
۲۳	در بیان آنکہ لطفِ حق را ہمہ کس دانند	۵۲
۲۴	تفاوتِ عقول در اصلِ فطرت	۵۶
۲۵	حکایتِ آں اعرابی کہ سگِ اُو از گرسنگی میمرد	۵۸
۲۶	در بیان آنکہ ہیچ چشمِ بد آدمی را چناں ہلاک نیست	۶۰
۲۷	تفسیرِ آیت وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا	۶۱
۲۸	قصۂ آں حکیمے کہ طاوس را دید کہ پرِ زیبائے خود را بر میکند	۶۴
۲۹	در بیان آنکہ صفا و سادگیِ نفسِ مطمئنہ از فکرتہا مشوش شود	۶۶
۳۰	در بیانِ قولِ علیہ السلام لَا رُهْبَانِیَّةَ فِی الْاِسْلَامِ	۶۸
۳۱	در بیان آنکہ ثوابِ عملِ عاشق از حق ہم حقست	۶۹
۳۲	در بیانِ حدیثِ مَامَاتَ مَنْ یَّمُوْتُ	۷۰
۳۳	در بیان آنکہ عقل در روح در آبِ و گِل جسد محبوس اند	۷۲
۳۴	جواب دادنِ طاوس آں حکیم سائل را	۷۴
۳۵	در بیان آنکہ ہنرہا ہمچوں پرِ طاوس عدوِ جان اند	۷۵
۳۶	در صفتِ آں بیخوداں کہ از شرِ خود ایمن شدہ اند	۷۷
۳۷	در بیان آنکہ ماسوی اللہ ہر چیزے آکل و ماکول ست	۸۱
۳۸	سببِ کشتنِ ابراہیم علیہ السلام زاغ را	۸۵
۳۹	مناجات	۸۷
۴۰	قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا	۹۱
۴۱	قصۂ محبوس شدنِ آہو بچہ در آخورِ خراں	۹۲
۴۲	حکایتِ سلطان محمد خوارزم شاہ	۹۳

نمبر	عنوان	صفحہ
۴۳	بقیہ قصۂ آہو	۹۸
۴۴	تفسیر آیت اِنِّیْ اَرٰی سَبْعَ بَقَرَاتٍ	۱۰۰
۴۵	دربیان آنکہ کشتن خلیل علیہ السلام خروس را	۱۰۱
۴۶	تفسیر لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ	۱۰۴
۴۷	تفسیر اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا الخ	۱۰۵
۴۸	مثالِ عالم ہست نیست نما	۱۰۹
۴۹	تفسیر قولہ علیہ السلام لَا بُدَّ مِنْ قَرِیْنٍ یُذْکَرُ مَعَکَ	۱۱۱
۵۰	تفسیر قولہ عزوجل وَھُوَ مَعَکُمْ الخ	۱۱۳
۵۱	تفسیر قولِ نبیؐ مَنْ جَعَلَ الْھُمُوْمَ ھَمًّا وَّاحِدًا	۱۱۵
۵۲	درمعنیٔ رباعی گر راہ روی	۱۱۷
۵۳	قصۂ آں شخصے کہ دعویٰ پیغمبری میکرد	۱۱۸
۵۴	سببِ عداوتِ عام با اولیائے خدا	۱۲۱
۵۵	دربیان آنکہ مرد بدکار چوں متمکن شود	۱۲۳
۵۶	درمناجات	۱۲۵
۵۷	پرسیدن شاہ ازاں مدعیِ نبوت	۱۲۸
۵۸	داستانِ آں عاشق کہ با معشوقِ خود رمی شمرد	۱۲۹
۵۹	یکے پرسید از عالمے عارفے کہ اگر در نماز کسے بگرید	۱۳۳
۶۰	قصۂ آمدنِ مرید بخدمتِ شیخ و شیخ را گریاں دیدن	۱۳۵
۶۱	بقیۂ حالِ مرید مقلد	۱۳۸
۶۲	داستانِ آں کنیزک کہ با خرِ خاتونِ خود شہوت میراند	۱۴۱
۶۳	تشنیعِ تلقینِ شیخ مریداں را کہ ایشاں طاقتِ تلقینِ حق ندارند	۱۴۵
۶۴	صاحبدلے در چلہ بخواب دید	۱۵۱
۶۵	قصۂ اہلِ ضرواں و حسدِ ایشان	۱۵۴
۶۶	دربیان آنکہ عطائے حق موقوف بر قابلیت نیست	۱۶۰
۶۷	در ابتدائے خلقتِ جسمِ آدم علیہ السلام	۱۶۲
۶۸	فرستادن میکائیل علیہ السلام را	۱۶۵
۶۹	قصۂ یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام	۱۶۷
۷۰	فرستادن اسرافیل علیہ السلام	۱۶۸
۷۱	فرستادن عزرائیل علیہ السلام	۱۷۱
۷۲	دربیان آنکہ مخلوقیکہ ترا ازو ظلمے رسد	۱۷۴
۷۳	جواب آمدن از حضرتِ عزت آں عزرائیلؑ را	۱۷۷
۷۴	بیان وفاتِ چرب و شیریں دنیا	۱۸۰
۷۵	در جواب آں مغفل کہ گفتہ است	۱۸۲
۷۶	رَبِّ اَبْرِزْنِیْ مِنْ رَحْمَتِ اللّٰہِ	۱۸۳
۷۷	قصۂ ایاز و حجرہ داشتن از جہتِ چارق و پوستین	۱۹۰
۷۸	دربیان آنکہ آنچہ بیان کردہ میشود صورتِ قصہ است	۱۹۳
۷۹	حکمتِ نظر کردن در چارق و پوستین	۱۹۶
۸۰	دربیان آیۂ کریمہ خَلَقَ الْاِنْسَانَ	۱۹۷
۸۱	درمعنیٔ آنکہ اَرِنَا الْاَشْیَاءَ کَمَا ھِیَ	۲۰۱
۸۲	دربیانِ اتحادِ عاشق و معشوق از روئے حقیقت	۲۰۳
۸۳	معشوقے از عاشق پرسید	۲۰۶
۸۴	آمدنِ آں امیرِ تمام با سرہنگان	۲۰۹
۸۵	بازگشتنِ تماماں از حجرۂ ایاز تہی و خجل	۲۱۲
۸۶	حوالہ کردنِ بادشاہ قبولِ توبۂ تماماں با ایاز	۲۱۴
۸۷	فرمودنِ شاہ ایاز را	۲۱۵
۸۸	تعجیل فرمودنِ بادشاہ ایاز را	۲۱۸
۸۹	حکایت در تقریرِ ایں سخن کہ	۲۲۰
۹۰	قصۂ زاہد و زنِ غیور و جفت شدنِ زاہد با کنیزک	۲۲۱
۹۱	رسیدنِ زن بخانہ و جدا شدنِ زاہد از کنیزک	۲۲۳
۹۲	حکایت دربیانِ توبۂ نصوح کہ ولائی میکرد	۲۲۷

یا نہاں شد در پسِ دیوار یا[1] — از وَبش پوشید دامانِ خدا
یا تو دیوار کے پیچھے چھپ گئے یا — اُن کو اس سے خدا کے دامن نے چھپا لیا

صبغۃ اللہ گاہ پوشیدہ کُند — پردۂ بیچوں بَراں ناظر تَنَد
اللہ (تعالیٰ) کا رنگ کبھی چھپاتا ہے — بے کیفیت کا پردہ دیکھنے والے پر پڑ جاتا ہے

تا نہ بیند خصم را پہلوئے خویش — قدرتِ یزداں ازیں بیش ست بیش
تاکہ وہ دشمن کو اپنے پہلو میں نہ دیکھے — اللہ (تعالیٰ) کی قدرت بیش از بیش ہے

مُصطفےٰ می دید احوالِ شبش — لیک مانع بود فرمانِ رَبش
مصطفےٰ اس کے رات کے احوال دیکھ رہے تھے — لیکن اُن کیلئے اللہ (تعالیٰ) کا حکم مانع تھا

تا کہ پیش از خیط[2] بکشاید رَہے — تا نیفتد زاں فضیحت در چَہے
تاکہ (صبح کے) دھاگے سے پہلے وہ راستہ کھولدیں — تاکہ وہ اُس رُسوائی سے کنویں میں نہ گرے

لیک حکمت بود و امرِ آسماں — تا بہ بیند خویشتن را او چناں
لیکن مصلحت تھی اور آسمان کا حکم — کہ وہ اپنے آپ کو اِس حالت میں دیکھ لے

بس عداوتہا کہ آں یاری بُوَد — بس خرابیہا کہ معماری بُوَد
بہت سی عداوتیں ہوتی ہیں کہ وہ دوستی ہوتی ہیں — بہت سی بربادیاں ہوتی ہیں کہ وہ آبادی ہوتی ہیں

چونکہ کافر باب را بکشادہ دید — نرم نرمک از کمیں بیروں دَوید
جب کافر نے دروازہ کھلا دیکھا — گھات سے آہستہ آہستہ باہر بھاگ گیا

جامہ خواب پُر حدث یا یک فضول[3] — قاصد آورد در پیشِ رسولؐ
سنے ہوئے کپڑے کو ایک سادہ لوح — جان بوجھ کر آنحضورؐ کے سامنے لے آیا

کرچنیں[3] کردست مہمانت ہمیں — خندۂ زد رحمۃٌ للعالمیں
کہ دیکھئے آپ کے مہمان نے ایسا کیا ہے — جہانوں کی رحمت مُسکرا دیئے

کہ بیار آں مطہرہ اینجا بہ پیش — تا بشوییم جملہ را با دستِ خویش
کہ وہ لوٹا سامنے لے آ — تاکہ سب کو اپنے ہاتھ سے دھو دیں

ہر کسے می جست کز بہرِ خدا — جانِ ما و جسمِ ما قُرباں تُرا
ہر شخص دوڑا کہ خدا کے لئے — ہماری جان اور ہمارا جسم آپ پر قربان ہو

ما بشوئیم ایں حدث را تو بہل — کارِ دستست ایں نمط نہ کارِ دل
اِس گندگی کو ہم دھو دینگے آپ رہنے دیں — یہ ہاتھ کا کام ہے، نہ کہ دل کا

[1] یا نہاں۔ حضورؐ یا خود چھپے تھے یا خدا نے آپ کو اُس کی نگاہوں سے چھپا دیا تھا۔ صبغۃ اللہ۔ اللہ تعالیٰ کبھی آنکھوں پر ایسا پردہ ڈال دیتا ہے کہ انسان اپنے پہلو کے دشمن کو نہیں دیکھ سکتا۔ مصطفےٰ۔ آنحضورؐ کو اُس کے احوال کا علم ہو گیا تھا لیکن خدائی حکم تھا کہ رات کو دروازہ نہ کھولیں۔

[2] خیط۔ دھاگا یعنی صبح صادق۔ لیک۔ شب میں دروازہ نہ کھولنا بظاہر اُس کے ساتھ دشمنی تھی لیکن اُس میں ہی اُس کی بھلائی مُضمر تھی۔ چونکہ جب اُس کافر نے صبح کو دروازہ کھلا دیکھا چپکے سے نکل بھاگا۔ فضول۔ اُن صاحب کے لئے مناسب تھا کہ وہ اُس پاخانہ کو خود دھو دیتے۔

[3] کرچنیں۔ اُن صاحب نے آنحضورؐ کو بستر دکھا کر کہا۔ مطہرہ۔ لوٹا۔ ہر کسے۔ ہر صحابی نے کوشش کی کہ پاخانہ خود دھو دے۔ تمہارا دل آنحضورؐ صحابہ کے لئے دل و جگر تھے۔

گشت بیدار و بدید آن جا مر خواب — پر حدث[1] دیوانہ شد از اضطراب
بیدار ہوا اور اُس نے سونے کا بستر دیکھا — نجاست سے بھرا ہوا پریشانی سے دیوانہ ہو گیا

زاندرونِ اُو برآمد صد خروش — زیں چنیں رُسوائیِ بے خاک پوش
اُس کے دل سے سینکڑوں آہیں نکلیں — مٹی میں نہ چھپنے والی ایسی رُسوائی سے

گفت خوابم بد تر از بیداریم — کارِ نیکم بد تر از بدکاریم
بولا میرا سونا میری بیداری سے بدتر ہے — میری نیکی میری بدکاری سے (بھی) بُری ہے

بانگ[2] می زد وا ثبورا وا ثبور — آنچناں کہ کافراں روزِ نشور
ہائے ہلاکت، ہائے ہلاکت کا شور کرتا تھا — جس طرح کافر حشر کے دن (کریں گے)

منتظر کے شود ایں شب بسر — تا برآید از گشادن بانگِ در
اس کا منتظر کہ یہ رات کب ختم ہوگی — تاکہ دروازہ کھلنے کی آواز آئے

تا گریزد اُو چو تیرے از کماں — تا نہ بیند ہیچکس اُورا چناں
تاکہ وہ کمان سے تیر کی طرح بھاگ جائے — تاکہ اس کو کوئی اس حالت میں نہ دیکھے

قصہ بسیار است کوتہ میکنم — باز شد آں در رہید از دردِ غم
قصہ بہت ہے، میں مختصر کرتا ہوں — دروازہ کھلا اُس کو دردِ غم سے نجات ملی

در حجرہ گشادن مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بر مہمانِ خود و خود را پنہاں کردن تا اُو خیالِ در گشا نبیند را نہ بیند و خجل نشود و گستاخ بیروں رود

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان کے لئے حجرے کا دروازہ کھولنا اور اپنے آپ کو چھپا لینا تاکہ وہ دروازہ کھولنے والے کی پرچھائیں کو نہ دیکھے اور شرمندہ نہ ہو اور بے دھڑک باہر چلا جائے

مصطفےٰ[3] صبح آمد و در را گشاد — صبح آں گمراہ را اُو راہ داد
صبح کو مصطفےٰ آئے اور دروازہ کھولا — صبح کو اُس گمراہ کو انھوں نے راستہ دیدیا

در گشاد و گشت پنہاں مصطفےٰ — تا نگردد شرمسار آں مبتلا
دروازہ کھولا اور مصطفےٰ چھپ گئے — تاکہ وہ مصیبت کا مارا شرمندہ نہ ہو

تا بروں آید رود گستاخ اُو — تا نہ بیند در گشا را پشت و رُو
تاکہ وہ باہر آجائے اور بے دھڑک چلا جائے — تاکہ دروازہ کھولنے والے کی پشت اور چہرے کو نہ دیکھے

[1] پر حدث یعنی پاخانہ میں سنا ہوا ——— نوآموزوں۔ اس کے دل میں اُس "زیبا حرکت" سے بہت سی پریشانیاں پیدا ہو گئیں۔ گفت۔ جاگنے میں زیادہ کھایا سوتے میں بستر پر پاخانہ پھر دیا۔

[2] بانگت۔ کفار حشر کے دن وا ویلا وا ثبورا ہائے تباہی ہائے ہلاکت کہیں گے نشور۔ حشر۔ بسر۔ یعنی رات کب ختم ہوگی۔ چناں یعنی پاخانہ میں سنا ہوا۔

[3] مصطفےٰ۔ آنحضورؐ کو مہمان کی یہ حرکت کسی طرح معلوم ہو گئی تھی ——— دروازہ اس لئے نہ کھولا کہ اُس کو خوب شرمندگی ہو جو اُس کے ایمان لانے کا سبب بن جائے۔ تا نگردد۔ آنحضورؐ دروازہ کھول کر خود چھپ گئے تاکہ اُس کو مزید شرمندگی نہ ہو۔

کہ مقیم[1] خانہ بودندے بزاں — بہرِ دوشیدن برائے وقتِ خواں
جو بکریاں گھر پر رکی ہوئی تھیں — دسترخوان کے وقت دُہنے کے لیے

نان و آش و شیرِ آں ہر ہفت بز — خوردآں بُو قحط عوجِ ابنِ غز
روٹی اور سالن اور اُن ساتوں بکریوں کا دودھ — وہ قحط زدہ، عوج، غز کا بیٹا کھا گیا

جملہ اہلِ بیت خشم آلود شدند — کہ ہمہ در شیرِ بز طامع بدند
تمام گھر والے غصہ میں بھر گئے — کہ سب بکریوں کے دودھ کے اُمیدوار تھے

معدہ طبلے[2] خوار ہمچو طبل کرد — قسمِ ہژدہ آدمی تنہا بخورد
پیٹ نے معدہ ڈھول کی طرح کر لیا — اٹھارہ آدمیوں کا حصہ تنہا کھا گیا

وقتِ خفتن رفت و در حجرہ نشست — پس کنیزک از غضب در را ببست
سوتے وقت گیا اور حجرے میں بیٹھ گیا — لونڈی نے غصہ سے دروازہ بند کر دیا

از بروں زنجیرِ در را در فگند — کز وبد خشمگین و دردمند
باہر سے دروازے کی زنجیر لگا دی — کیونکہ وہ اُس سے غصہ میں اور رنجیدہ تھی

گبر را از نیمِ شب تا صبحدم — بس تقاضا آمد و دردِ شکم
کافر کو آدھی رات سے صبح تک — بہت تقاضا اور پیٹ میں درد ہوا

از فراشِ خویش سوئے در شتافت — دست بر در چوں نہاد او بستہ یافت
اپنے بستر سے دروازے کی جانب دوڑا — جب دروازہ پر ہاتھ رکھا اُس کو بند پایا

در کشادن حیلہ کرد آں حیلہ ساز[3] — نوع نوع و خود نشد آں بند باز
اُس مکار نے دروازہ کھولنے کی تدبیر کی — طرح طرح، لیکن، وہ دروازہ نہ کھلا

شد تقاضا بر تقاضا خانہ تنگ — ماند او حیران و بیدرمان و دنگ
تقاضے پر تقاضے کی وجہ سے گھر تنگ ہو گیا — وہ حیران اور پریشان اور لاچار ہو گیا

حیلہ کرد و بخواب اندر خزید — خویشتن در خواب در ویرانہ دید
اُس نے تدبیر کی اور نیند میں مبتلا ہو گیا — اُس نے خواب میں اپنے آپ کو ایک ویرانہ میں دیکھا

زانکہ ویرانہ بُد اندر خاطرش — شد بخواب اندر ہمانگا منظرش
کیونکہ اُس کے باطن میں ویرانہ تھا — خواب میں بھی اُس کی اُسی جگہ نظر پڑی

خویش در ویرانہ خالی چو دید — او چناں محتاج اندر دم پرید
جب اُس نے اپنے آپ کو خالی ویرانہ میں دیکھا — اُس ایسے ضرورتمند نے فوراً اُڑ دیا

---

[1] کہ مقیم۔ یہ دودھ والی بکریاں جنگل نہ جاتی تھیں تاکہ کھانے کے وقت اُن کا دودھ دھوہ لیا جائے۔ جو قحط۔ قحط میں مبتلا انسان بسیار خور ہو جاتا ہے۔ غز۔ ترکوں میں سے ایک قوم تھی جو ڈاکو تھی عوج کے باپ کا نام عنق تھا مولانا نے اُس کی بری عادتوں کی وجہ سے اُس کو غز کا بیٹا کہا ہے۔ خشم آلود۔ خشم آلودہ۔ طامع۔ اُمیدوار۔

[2] طبلے خوار۔ بسیار خور۔ ہژدہ۔ اٹھارہ۔ بیش۔ چونکہ لونڈی کو اُس پر غصہ آ رہا تھا۔ در فگند یعنی زنجیر کو کنڈے میں ڈال دیا۔ تقاضا یعنی اُس کو بدہضمی کی وجہ سے تقاضا حاجت کا تقاضہ ہوا اور پیٹ میں درد ہوا۔

[3] در کشادن۔ اُس نے دروازہ کھولنے کی بہت تدبیریں کیں لیکن دروازہ نہ کھلا۔ حیلہ کرد۔ اُس نے تقاضا حاجت کو دبانے کی یہ تدبیر کی کہ سو گیا۔ بر دید۔ اُس نے پاخانہ پھر دیا۔

چوں[1] امیرِ جملۂ دلہا شوی — اندریں دوراں خلیفہ حق توئی

جب آپ تمام دلوں کے حاکم بن جائیں گے — (پھر) اس زمانہ میں اللہ کے خلیفہ آپ ہی ہیں

سر ببر ایں چار مرغِ زندہ را — سر مدی کن خلقِ ناپائندہ را

ان چار زندہ پرندوں کا سر قلم کر دیجئے — فانی لوگوں کو دائمی بنا دیجئے

بط و طاؤس[2] و زاغ و خروس — ایں مثالِ چار مرغ اندر نفوس

بط اور مور ہے، کوا ہے اور مرغا ہے — نفسوں میں یہ چار پرندوں کی طرح ہیں

بطِ حرص است و خروس آں شہوت — جاہ چوں طاؤس و زاغ آں منیت

حرص بط ہے اور شہوت مرغا ہے — رتبہ مور کی طرح ہے آرزو نفس کا کوا ہے

منیتش آنکہ بود امید ساز — طامع تابید یا عمرِ دراز

اس کی آرزو یہ امید بندھاتی ہے — ہمیشگی کا لالچی یا دراز عمر (کا لالچی)

بطِ حرص آمد کہ نوش در زمیں — در تر و در خشک میجوید دفیں

حرص بط ہے کہ اس کی چونچ زمین میں ہے — تر اور خشک میں دفینہ ڈھونڈتی ہے

یک زماں نبود معطل آں گلو — نشنود از حکم جز امرِ کلوا

اس کا حلق تھوڑی دیر کیلئے بھی معطل نہیں ہوتا — وہ کھاؤ کے سوا کوئی حکم نہیں سنتی ہے

ہمچو یغما چی کہ خانہ میکند — زود زود انبانِ خود پر میکند

اس لٹیرے کی طرح جو گھر کو کھودتا ہے — جلد جلد اپنا تھیلا بھرتا ہے

اندر انباں می فشارد نیک و بد — دانہائے دُر و حبّاتِ نخود

اچھا، برا تھیلے میں ٹھونستا ہے — موتی کے دانے اور چنے کے دانے

تا مبادا باغیٔ آید دگر[3] — می فشارد در مجواں او خشک و تر

ایسا نہ ہو کہ کوئی دوسرا لٹیرا آجائے — وہ بورے میں خشک و تر ٹھونستا ہے

وقت تنگ و فرصت اندک و مخوف — در بغل زد ہر چہ زود تر بے توقف

وقت تنگ، فرصت تھوڑی ہے، وہ ڈرا ہوا ہے — بے تامل جو کچھ ہے اُسے بغیر سمجھے بوجھے بغل میں دبا لیا

اعتمادش نیست بر سلطانِ خویش — کہ مبادا باغیٔ آید بہ پیش

اس کو اپنے شاہ پر بھروسہ نہیں ہے — (اس بارے میں) ایسا نہ ہو کہ کوئی لٹیرا آجائے

لیک مومن ز اعتمادِ آں حیات — میکند غارت بمہل و باانات

لیکن مومن اس (آخروی) زندگی کے بھروسہ پر — لوٹتا ہے، تامل اور توقف سے

---

[1] چوں۔ جب آپ دلوں پر حکومت کرنے لگیں گے تو خلافتِ الٰہی کے مستحق ہونگے۔ مقرِ بشر۔ ان روحوں کے ازالہ سے حیاتِ سرمدی حاصل ہوجائیگی۔ بط۔ ان چار پرندوں جیسی انسان میں چار خصلتیں ہیں۔

[2] بط۔ بطخ سے مراد انسانی حرص ہے اور مرغے سے مراد انسانی شہوت ہے مور سے مراد انسان کی جاہ طلبی ہے اور کوے سے مراد انسان کی تمنا ہے۔ منیتش۔ ایک آرزومند کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ اس کو دنیوی زندگی ہمیشہ کیلئے حاصل ہوجائے یا کم از کم عمر دراز ہوجائے۔ بط۔ انسان کی حرص بطخ کی طرح ہے جو ہر جگہ اپنی چونچ خوراک کی جستجو میں مارتی پھرتی ہے۔ کلوا اللہ کے احکام میں سے اس نے صرف "تم کھاؤ" کا حکم سنا ہے۔ یغما چی۔ لٹیرا جلد جلد ہر چیز کو تھیلے میں بھرتا ہے

[3] تا مبادا۔ اس کی جلد بازی اس لئے ہوتی ہے کہ کوئی دوسرا لٹیرا آکر شریک نہ بن جائے۔ اعتمادش۔ اس کو اپنے خدا پر بھروسہ نہیں ہوتا ہے۔ لیک مومن۔ مرد مومن جو نئی اخروی زندگی کا بھی عقیدہ رکھتا ہے اس لئے اُسے یہ جلد بازی نہیں ہوتی

تفسیر[1] فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ (الآیۃ)

پس "پکڑ لے چار پرندے پھر اُن کو اپنی طرف بلا" کی آخر آیت تک تفسیر

چار وصف ست ایں بشر را دل فشار — چار میخ عقل گشتہ ایں چہار

یہ چار وصف انسان کے دل کو نچوڑنے والے ہیں — یہ چاروں، عقل کی چار میخ ہیں

تو خلیلِ وقتی اے خورشید وش — ایں چہار اطیار رہزن را بکش

اے ہوش کے سورج! تو خلیلِ دوراں ہے — اِن چار ڈاکو پرندوں کو مار ڈال

زانکہ ہر مرغے ازینہا زاغ وش — ہست عقلِ عاقلانرا دیدہ کش

اِس لئے کہ اُن میں سے ہر زاغ صفت پرند — عقلمندوں کی عقل کی آنکھ نکال لینے والا ہے

چار وصفِ تن چو مرغانِ خلیل — بسملِ ایشاں دہد جانرا سبیل

جسم کے چار اوصاف حضرت خلیلؑ کے پرندوں کی طرح ہیں — اِن کا قربان کرنا جان کو راستہ عطا کرتا ہے

اے خلیل اندر خلاصِ نیک و بد — سر ببر شاں تا رہد پا باز سد

اے خلیل! اچھے اور بُرے کو نجات دلانے کیلئے — اُن کا سر قلم کر دے۔ تاکہ پاؤں بندش سے بچا باقی رہے

کل توئی و جملہ گان اجزائے تو — برکشا کہ ہست پاشاں پائے تو

تو مجموعہ ہے اور سب تیرے اجزاء ہیں — کھول دے کہ اِن کا پاؤں تیرا پاؤں ہے

از تو عالم روح زارے میشود — پشتِ صد لشکر سوارے میشود

آپ کی وجہ سے دنیا روح زار بنتی ہے — ایک سوار سو لشکروں کی مدد بن جاتا ہے

زانکہ ایں تن شد مقامِ چار خو — نامِ شاں شد چار مرغِ فتنہ جو

کیونکہ یہ جسم چار عادتوں کا مقام ہے — اُن کا نام فتنہ کے جویاں چار پرند پڑ گیا ہے

خلق را گر زندگی خواہی ابد — سر ببر ایں چار مرغِ شوم و بد

اگر آپ لوگوں کی ابدی زندگی چاہتے ہیں — اِن بدبخت اور بد چار پرندوں کا سر قلم کر دیجئے

باز شاں زندہ کن از نوعِ دگر — کہ نباشد بعد ازاں ایشاں ضرر

پھر اُن کو دوسری طرح سے زندہ کر دیجئے — کیونکہ اِس کے بعد اُنسے نقصان نہ پہنچے گا

چار مرغِ معنویِ راہزن — کردہ اندر دلِ خلقاں وطن

یعنی چار ڈاکو پرندوں نے — لوگوں کے دل کے اندر وطن بنا لیا ہے

ایک سوار کی ہمت اور بہادری بہت سے لشکروں کی پناہ ہوتی ہے ——— [3] زانکہ۔ انسان کے جسم میں یہ چار خصلتیں ہیں جنکو چار پرندوں سے تعبیر کیا گیا ہے مخلق۔ اِن خصائل کے ازالہ سے ابدی زندگی نصیب ہوگی۔ باز شاں۔ اِن چاروں خصلتوں کو اِس طرح قابو میں رکھو کہ اُنکی مضرت سے بچ سکو۔

---

[1] تفسیر۔ حضرت ابراہیمؑ سے فرمایا گیا کہ اگر تجھے ہماری صفت زندہ کرنے اور مارنے میں شک ہے تو چار پرندوں کو ذبح کر ڈال یہ چار پرند بطور مور کوا مرغ تھے مولانا نے فرمایا ہے کہ اِن چار پرندوں سے انسان کی چار بُری صفات مراد ہیں جو کہ انسان کے لئے حقیقت بینی سے مانع ہیں انسان اِن صفات کو ازالہ کر دے تو حقیقت بین بنجاتا ہے بطق سے مراد حرص، مور سے مراد حُبِ جاہ، کوے سے مراد تمنا اور مرغ سے مراد شہوت ہے۔ چار میخ۔ سزا کا ایک طریقہ تھا۔ تو خلیل۔ اگر خصلت ابراہیم خلیل اللہؑ کی طرح حقیقت بین بننا چاہتا ہے تو اُس کو اپنی ان چار صفتوں کو مٹا دینا چاہیئے زانکہ۔ یہ چاروں صفتیں بُرے کی خاصیت رکھتی ہیں کو اب سے پہلے بُرے کی آنکھ نکالتا ہے یہ بھی انسان کو اندھا کر دیتی ہیں۔ بسمل۔ جو شخص ان چاروں صفتوں کو مٹا دیگا اُسکی جان حقیقت بیک پار ہو جائے گی۔

[2] اے خلیل یعنی اے حُسام الدینؒ لوگوں میں سے صفات ذمیمہ کو دور کر دیجئے تاکہ اُنکا دل ملوک میں سیر حاصل ہو جائے۔ نحل قرآنی۔ مرغ شیخ کے اجزا کی طرح ہوتے ہیں۔ از تو۔ تیرے وجود سے یہ عالم عالمِ ارواح بنا ہوا ہے۔ پشت۔

راز[1] را گرمی نیاری در میاں — در کہا را تازہ کن از قشر آں

اگر تو راز کو درمیان میں نہیں لا سکتا ہے — اُس کے چھلکے سے یاروں کو تازہ کرلے

نُطقہا نسبت بتو قشرست لیک — پیشِ دیگر فہمہا مغزست نیک

آپ کے اعتبار سے (ہماری) باتیں اگرچہ چھلکا ہیں لیکن — دوسروں کی سمجھ کے لئے اچھا گودا ہے

آسماں نسبت بعرش آمد فرود — ورنہ بس عالیست پیشِ خاکِ تو

آسمان، عرش کے اعتبار سے نیچا ہے — ورنہ خاک کے تودے کے اعتبار سے بہت بلند ہے

من بگویم وصفِ تو تا رہ برند — پیش ازاں کز فوتِ آں حسرت خورند

میں آپ کی تعریف کرتا ہوں تاکہ رہنمائی حاصل کریں — اُس سے پہلے کہ وہ اُس کے فوت ہونے سے حسرت کریں

نورِ حقی و بحق جذابِ جاں — خلق در ظلماتِ وہم اند و گماں

آپ اللہ کا نور ہیں اور جان کو خدا کی طرف کھینچنے والے ہیں — لوگ وہم اور گمان کی اندھیریوں میں ہیں

شرطِ[2] تعظیم است تا آں نورِ خوش — گرد دایں بیدیدگاں را سُرمہ کش

تعظیم شرط ہے، تاکہ وہ عمدہ نور — ان اندھوں کے لئے سُرمہ لگانے والا بنجائے

نور یابد مستعدِ تیز کوش — کو نباشد عاشقِ ظلمت چو موش

سخت کوشش کرنیوالا، مستعد نور حاصل کرتا ہے — جو چوہے کی طرح اندھیرے کا عاشق نہ ہو

نور میکش اے حریفِ تیز کوش — گر نہ چوں موش در ظلمت مکوش

اے سخت کوشش کرنیوالے دوست! نور حاصل کر — اگر تو چوہے کی طرح نہیں ہے اندھیرے کی کوشش نہ کر

سُست چشمانے کہ شب جولاں کنند — کے طوافِ مشعلِ ایماں کنند

کمزور آنکھوں والے جو رات کو گھومتے ہیں — وہ ایمان کی مشعل کا طواف کب کرتے ہیں!

نُکتہائے[3] مشکلِ باریک شد — بندِ طبعے کو ز دیں تاریک شد

مشکل باریک نکتے بن گئے — طبیعت کا بند، کیونکہ وہ دین سے تاریک ہے

تا بر آرایدِ ہنر را تار و پود — چشم در خورشید نتواند کشود

جب تک کہ وہ ہنر کا تانا بانا نہ سنوارے — سورج میں آنکھ نہیں کھول سکتا

ہمچو نخلے بر نیارد شاخہا — کردہ موشانہ زمیں سوراخہا

وہ کھجور کے درخت کی طرح شاخیں نہیں نکال سکتا — جس نے چوہے کی طرح زمین کو سوراخ سوراخ کر رکھا ہے

یعنی کے ہمرہ آہستہ نہ چلیں گے وہ شیخ حسام الدینؒ کی تعریف نہ سمجھیں گے۔ ہمچو۔ جو لوگ چوہے کی طرح زمین دوز سوراخوں میں رہنے کے عادی ہیں وہ کھجور کی طرح بار آور نہ ہوں گے۔

---

[1] راز۔ یعنی حسام الدینؒ کی پوری تعریف عوام کے سامنے ناممکن ہے تب بھی اُس کا کچھ حصہ بیان کرنا چاہیے۔ نُطقہا۔ اگرچہ حسام الدینؒ کی تعریف اُن کی تعریف کا مغز نہیں ہے بلکہ چھلکا ہے لیکن عوام کے لئے اُس میں بھی فوائد ہیں۔ آسمان۔ بلندی اور پستی فائدہ اور نقصان سب اضافی باتیں ہیں ایک چیز ایک کے لئے مفید دوسرے کیلئے غیر مفید ہے آپ کی تعریف عوام کے لئے مفید ہے اگرچہ وہ حقیقی نہیں ہے۔ من بگویم میں اپنی تعریف اسلئے کر رہا ہوں تاکہ وہ حقیقی تعریف تک رہنمائی حاصل کرلیں۔ نورِ حقی۔ تیری ذات کے ذریعہ مخلوق وہم وگمان سے گذر کر مرتبہ یقین حاصل کرسکتی ہے۔

[2] شرط۔ مرید اُس وقت فیض حاصل کرسکتا ہے جبکہ اُس کے دل میں شیخ کی عظمت ہو۔ نور یابد۔ فیض حاصل کرنے کے لئے استعداد اور کوشش ضروری ہے۔ گر نہ۔ چوہا اندھیرے کو پسند کرتا ہے سُست چشمانے۔ چوہا اور چمگادڑ کبھی روشنی کا طواف نہیں کرتے ہیں۔

[3] نُکتہائے۔ جن کے دلوں میں دین کی جانب سے تاریکی ہے اُن کے لئے علمی موشگافیاں حقیقت تک پہنچنے سے مانع بنگئی ہیں۔ تا بر آرایدِ۔ یہ لوگ جب تک حقیقت

مدح تعریف است و تخریقِ حجاب — فارغ است از مدح و تعریفِ آفتاب

تعریف کرنا، سیپنا اور (حجاب کے) پردے کو چاک کرنا ہے — سورج، تعریف اور سیپنانے سے بے نیاز ہے

مادحِ خورشید مدّاحِ خود است — کہ دو چشمم روشن و نامُرمُد ست

سورج کی تعریف کرنیوالا، اپنی تعریف کرنیوالا ہے — کہ میری دونوں آنکھیں روشن اور تندرست ہیں

ذمِّ خورشیدِ جہاں ذمِّ خود ست — کہ دو چشمم کور و تاریک و بد ست

دنیا کے سورج کی مذمت کرنا، اپنی مذمت ہے — کہ میری دونوں آنکھیں اندھی اور بے نور اور بری ہیں

تو بخشا بر کسے کاندر جہاں — شد حسودِ آفتابِ کامراں

آپ اس کو معاف کر دیجئے جو دنیا میں — کامیاب سورج کا حاسد ہے

تا ندش پوشید ہیچ از دیدہا — وز طراوت دادنِ بوسیدہا

اس کو کوئی آنکھوں سے چھپا سکتا ہے، — اور بوسیدہ چیزوں کے تازگی بخشنے کو

یا ز نورِ بیحدش تا نند کاست — یا بدفعِ جاہِ او تا نند خاست

یا اس کے لامحدود نور کو وہ گھٹا سکتے ہیں — یا اس کے رتبہ کو گھٹانے کے لئے وہ کھڑے ہو سکتے ہیں

ہر کسے کو حاسدِ گیہاں بُوَد — آں حسد خود مرگِ جاویداں بُوَد

جو شخص عالم کا حاسد ہو — وہ حسد خود ہمیشہ کی موت ہے

قدرِ تو بگذشت از درکِ عقول — عقل اندر شرحِ تو شد لوالفضول

آپ کا مرتبہ عقلوں کے ادراک سے بالا ہے — آپ کی شرح کرنے میں عقل، بکواسی ہے

گرچہ عاجز آمد ایں عقل از بیاں — عاجزانہ جُنبشے باید دراں

اگرچہ عقل بیان سے عاجز ہے — اس میں عاجزانہ ہی، حرکت کرنی چاہئے

اِنَّ شَیْئًا کُلُّہٗ لَا یُدْرَکُ — اِعْلَمُوْا اَنْ کُلَّہٗ لَا یُتْرَکُ

وہ چیز جو پوری حاصل نہیں کی جا سکتی — جان لو، وہ سب نہیں چھوڑی جاتی

گرچہ نتواں خورد طوفانِ سحاب — کے تواں کردن بترکِ خوردِ آب

اگرچہ ابر کا طوفان پیا نہیں جا سکتا — (لیکن) پانی پینا کب چھوڑا جا سکتا ہے!

آبِ دریا را اگر نتواں کشید — ہم بقدرِ تشنگی باید چشید

دریا کا (پورا) پانی اگرچہ نہیں کھینچا جا سکتا — پیاس کی بقدر ہی چکھ لینا چاہئے

---

۵۳ گرچہ۔ انسان بارش کا تمام پانی نہیں پی سکتا لیکن تھوڑا سا تو ضرور پی لیتا ہے۔ آبِ دریا۔ سارا دریا نہیں پیا جا سکتا تو بقدرِ امکان سیرابی حاصل کر لی جاتی ہے۔

۵۱ مدح۔ جس طرح سورج مدح اور تعریف سے بے نیاز ہے اسی طرح حسام الدین بھی۔ مُرمد۔ دکھتی ہوئی آنکھ۔ ذمّ۔ اگر کوئی شخص سورج کو تاریک کہے تو لوگ خود اس کو اندھا کہیں گے..... تو بخشا یعنی اے حسام الدین آپ اس کو معاف کریں جو آپ پر حسد کرتا ہے اس لئے کہ اس کے حسد سے آپ کا نقصان نہیں ہے خود اس کا نقصان ہے آپ آفتاب اور آپ کے فیوض آفتاب کے فیوض کی طرح ہیں اگر کوئی چاہے کہ آفتاب کو اور اس کی فیض رسانی کو لوگوں کی آنکھوں سے چھپا دے تو وہ خود حسد میں مبتلا ہے۔ وز طراوت۔ سورج کی شعاعیں پھلوں کو تازگی عطا کرتی ہیں۔

۵۲ یا۔ سورج کے حاسد نہ اس کا نور گھٹا سکتے ہیں نہ اس کا رتبہ کم کر سکتے ہیں۔ گیہاں۔ جہان، یعنی حسام الدین جو کہ عالمِ اکبر ہیں۔ قدر۔ آپ کا رتبہ عام عقول سے بالاتر ہے اب جو بھی اس کی تعریف کی جائے کم ہے۔ گرچہ۔ حسام الدین کی پوری تعریف اگرچہ ناممکن ہے، لیکن پھر بھی عاجزانہ اس کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ جو چیز پوری حاصل نہ ہو سکے اس کو بھی بے طور پر ترک نہ کرنا چاہئے کچھ نہ کچھ اس میں سے حاصل کر لینا چاہئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شہ[1] حسام الدین کہ نورِ انجم ست — طالبِ آغازِ سفرِ پنجم است

شاہ حسام الدین جو ستاروں کا نور ہیں — پانچویں کتاب کے شروع کرنے کے طالب ہیں

اے ضیاء الحق حسام الدین راد — اوستادانِ صفا را اوستاد

اے سخی ضیاء الحق حسام الدین! — (آپ) اہلِ باطن کے اُستادوں کے اُستاد ہیں۔

گر نبودے خلق محجوب و کثیف — ور نبودے حلقہا تنگ و ضعیف

اگر مخلوق محجوب اور کثیف نہ ہوتی — اگر حلقے تنگ اور کمزور نہ ہوتے

در مدیحت دادِ معنی دادمے — غیرِ ایں[2] منطق بے نکشادمے

تو میں آپ کی تعریف کا حق ادا کر دیتا — اس گفتگو کے علاوہ لب کشائی نہ کرتا

لیک لقمہ بازِ آں صعوہ نیست — چارہ اکنوں آب[3] و روغن کردنیست

لیکن باز کا لقمہ مولے کی ملکیت نہیں ہے — اب تدبیر، پانی اور تیل کرنا ہے

مدحِ توصیف است با زندانیاں — گویم اندر مجمعِ روحانیاں

قیدیوں سے تیری تعریف کرنا ظلم ہے — روحانیوں کے مجمع میں کہوں گا

شرحِ تو غبن است با اہلِ جہاں — ہمچو رازِ عشق دارم در نہاں

دنیا داروں سے آپ کی تشریح کرنا، ٹوٹا ہے — عشق کے راز کی طرح دل میں رکھتا ہوں

[1] شہ یعنی ضیاء الحق حسام الدین کا مطالبہ ہے کہ مثنوی کا پانچواں دفتر شروع کیا جائے۔ شہ کتاب یعنی مثنوی کا دفتر پنجم تحریر دے۔ یہ شرط ہے دوسرا شعر جزا ہے۔ محجوب یعنی عوام میں تمہاری تعریف سننے کی اہلیت نہیں ہے ورنہ میں تمہاری بہت تعریف کرتا اور اسکے علاوہ کوئی بات کہتا۔

[2] ایں منطق یعنی حسام الدینؒ کی تعریف لیکن عوام کے سامنے حسام الدینؒ کی تعریف کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ باز کی خوراک مولے کو کھلائی جائے۔

[3] آب و روغن۔ اگر واؤ عطف نہ ہو تو معنی یہ ہیں کہ پانی کو تیل کتنا بڑھائے یعنی عوام کے سامنے غیر حقیقی تعریف کرنی پڑ رہی ہے اگر واؤ آب و روغن ہے تو اب معنی یہ ہونگے کہ تعریف میں تکلف کرنا پڑ رہا ہے۔ زندانیاں یعنی دنیا کے قیدی۔ غبن۔ ٹوٹا۔ عشق۔ عشق حقیقی رکھا جاتا ہے۔

آے[1] لعمرک مر ترا حق عمر خواند — پس خلیفہ کرد و بر کرسی نشاند

اے تیری جان کی قسم (اللہ) تجھے اللہ نے عمر کہا — پھر قائم مقام بنایا اور کرسی پر بٹھایا

ما برای خدمت تو میزیم — چوں تو خدمت می کنی پس ما کیئیم

ہم آپ کی خدمت کے لئے زندہ ہیں — جب آپ خدمت کریں تو پھر ہم کیا ہیں؟

گفت آں دانم ولیک ایں ساعت ست — کہ دریں شستن بخویشم حکمت ست[2]

فرمایا میں یہ جانتا ہوں لیکن یہ وقت ہے — کہ اس میں میرے خود دھونے میں حکمت ہے

منتظر بودند کیں قول نبی ست — تا پدید آید کہ ایں اسرار چیست

وہ منتظر ہو گئے کہ یہ نبی کا فرمان ہے — یہانتک کہ معلوم ہو کہ کیا راز ہے؟

او بجد می شست آں احداث را — خاص زامر حق نہ تقلید و ریا

وہ اُن نجاستوں کو کوشش سے دھوتے تھے — خاص اللہ (تعالیٰ) کے حکم سے نہ کہ تقلید اور ریا سے

کہ دلش میگفت کیں را تو بشو — کاندریں جا ہست حکمت تو بتو

اُن کا دل کہہ رہا تھا کہ اس کو آپ خود دھوئیں — کہ اس جگہ اس میں تم پر حکمتیں ہیں

سبب رجوع کردن آں مہمان بخانہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دراں ساعت کہ نہالین ملوث او را بدست مبارک خود می شست و خجل شدن او و جامہ چاک کردن و نوحہ کردن او بر خود و بر حال خود و مسلمان شدن

اُس مہمان کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر اُس وقت واپس آنے کا سبب جس وقت کہ وہ سنے ہوئے نہالچوں کو اپنے دستِ مبارک سے دھو رہے تھے اور اُس کا اپنے اوپر اور اپنی حالت پر شرمندہ ہونا اور کپڑے پھاڑنا اور رونا اور مسلمان ہو جانا

کافرک[3] را ہیکلے بُد یادگار — یاوہ دید آنرا و گشت او بیقرار

اُس حقیر کافر کے پاس ایک یادگار مورتی تھی — اُس نے اُسکو گم شدہ پایا وہ بے قرار ہو گیا

گفت آں حجرہ کہ شب جا داشتم — ہیکل آنجا بے خبر بگذاشتم

کہا کہ وہ حجرہ جہاں میں نے رات قیام کیا تھا — لاعلمی میں مورتی اُس جگہ چھوڑ آیا ہوں

گرچہ شرمیں بود شرمش حرص برد — حرص اژدر ہاست نے چیزیست خرد

اگرچہ وہ شرمندہ تھا لیکن لالچ نے اُسکی شرمندگی ختم کر دی — حرص اژدہا ہے، چھوٹی چیز نہیں ہے

[1] اے لعمرک۔ قرآن پاک میں ہے۔ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ۔ تیری عمر کی قسم وہ اپنی مستی میں اندھے ہو رہے ہیں۔ جو خدا نے آنحضور کی عمر کی قسم کھائی اور قسم ذات و صفاتِ خدا وندی کی کھائی جاتی ہے تو گویا آنحضور کی عمر کو اپنی صفت قرار دیا ہے۔ یا۔ ہماری زندگی کا مقصد آپ کی خدمت ہے۔ اگر ہم خدمت نہ کریں تو زندگی بیکار ہے۔

[2] کہ دریں۔ آنحضور نے فرمایا ان سب باتوں کا مجھے یقین ہے لیکن یا تو خود میں اپنے ہاتھوں سے دھوؤں گا اسی میں حکمت پوشیدہ ہے۔ ایں اسرار۔ یعنی خود دھونے کی حکمت کو دیکھکر آنحضور اپنے ہاتھوں نجاست کو خدائی حکم سے دھو رہے تھے اسمیں کسی ریا اور تقلید کو دخل نہ تھا۔ محقق سمجھا ہوا۔

[3] کافرک۔ مہمان اپنی مورتی بھول کر چلا گیا تھا۔ اگرچہ وہ شرمندہ تھا لیکن مورتی کی حرص نے اُس کو دوبارہ لوٹنے پر مجبور کر دیا۔

از پے[1] ہیکل شتاب اندر دوید — در وثاق مصطفےٰ آں را بدید

مورتی کی خاطر جلدی سے اندر گھس گیا — مصطفےٰؐ کے حجرے میں اُس کو دیکھا

کاں یدُ اللہ آں حدث را ہم بخود — خوش ہمی شوید کہ دورش چشم بد

کہ وہ اللہ کے ہاتھ اُس نجاست کو خود — بہت اچھی طرح دھو رہے ہیں خدا انکو نظر بد سے بچائے

ہیکلش از یاد رفت و شد پدید — اندر و شورے گریباں را درید

مورتی اُس کے حافظہ سے نکل گئی اور پیدا ہو گیا — اُسکے اندر ایک شور تھا جس نے اُسکے گریبان کو پھاڑ ڈالا

میزد او دو دست را بر رو و سر — کلہ را میکوفت بر دیوار و در

وہ دُھتّڑ مُنھ اور سر پر مارتا تھا — سر کو در و دیوار سے ٹکراتا تھا

آنچناں کہ خوں ز بینی و سرش — شد روان و رحم کرد آں مہترش

اِس طرح کہ اُس کی ناک اور سر سے خون — بہہ پڑا اور اُن بزرگوار نے اُس پر رحم کیا

نعرہ[2] ہا زد خلق جمع آمد برو — گبر گویاں ایُّھا النّاس احذروا

اُس نے نعرے مارے لوگ اُسکے پاس جمع ہو گئے — کافر کہتا تھا اے لوگو! ڈرو

میزد او بر سر کہ اے بے عقل سر — میزد او بر سینہ کاے بے نور بر

وہ سر پیٹتا تھا کہ اے بے عقل سر! — وہ سینہ کوٹتا تھا کہ اے بے نور جسم!

سجدہ میکرد او کہ اے کل زمیں — شرمساریست از تو ایں جزو مہیں

وہ سجدہ کرتا تھا کہ اے عالم کے مجموعے! — یہ ذلیل جزو آپ سے شرمندہ ہے

تو کہ کلی خاضع امر وئی — من کہ جزوم ظالم و لدّ و غوی

آپ جو کہ مجموعہ ہیں اُسکے حکم پر جھکے ہوئے ہیں — میں جو کہ جزو ہوں ظالم اور سرکش اور گمراہ ہوں

تو کہ کلی خوار و لرزانی ز حق — من کہ جزوم در خلاف و در سبق

آپ جو کہ مجموعہ ہیں اللہ تعالےٰ سے خوار اور اللہ سے لرزاں ہیں — میں جو کہ جزو ہوں خلاف اور سرکشی میں ہوں

ہر زماں[3] میکرد رو بر آسماں — کہ ندارم روی ایں قبلہ جہاں

ہر آن آسمان کی طرف منھ کرتا — کہ اِس قبلۂ عالم کے سامنے میرا منھ نہیں ہے

چوں ز حد بیروں بلرزید و طپید — مصطفےٰ اش در کنار خود کشید

جب وہ حد سے زیادہ لرزا اور تڑپا — مصطفےٰ نے اُس کو اپنی بغل میں لے لیا

ساکنش کرد و بسے بنواختش — دیدہ اش بکشاد و داد اشناختش

اُس کو سکون دلایا اور اُسکو بہت نوازا — اُسکی آنکھیں کھولیں اور اُنھوں نے اُسکو پہچان کی عطا

---

[1] از پے ۔ وہ مورتی کیلئے واپس آیا تو اُس نے دیکھا کہ آنحضرتؐ اپنے دست مبارک سے اُسکی نجاست دھو رہے ہیں۔ یدُ اللہ بیعت رضوان کے سلسلہ میں قرآن میں فرمایا گیا ہے یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ خدا کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں کے اوپر ہے تو گویا اللہ تعالےٰ نے آنحضرتؐ کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے۔ ہیکلش ۔ وہ آنحضرتؐ کے اِن کریمانہ اخلاق کو دیکھ کر اِسقدر متاثر ہوا کہ مورتی کو بھول گیا اور دیوانہ وار اپنا سر دیواروں سے ٹکرانے لگا۔ خون بہا تو آنحضرتؐ کو اُس پر ترس آنے لگا۔

[2] نعرہ ۔ وہ نعرے مارتا تھا اور کہتا تھا کہ آنحضرتؐ کی مخالفت سے ڈرو۔ بے عقل سر ۔ سر بے عقل۔ بے نور بر ۔ بر بے نور۔ کل زمیں ۔ آنحضرتؐ کی ذاتِ گرامی اسرار اور عالم کا مجموعہ ہے مہیں ۔ ذلیل۔ تو کہ کلی۔ اُس کا اشارہ ہے آنحضرتؐ جو مجموعۂ عالم ہیں وہ خدائی حکم کے تابع ہیں اللہ میں جزو ہو کر خوار اور سرکش بنا ہوا ہوں۔

[3] ہر زماں ۔ وہ کافر ہر بار آسمان کی طرف منھ کر کے کہتا تھا کہ میرا منھ اِس قابل نہیں کہ حضورؐ کے روبرو ہوں۔ چوں ۔ آنحضرتؐ نے اُسکی بیقراری کو دیکھ کر اُسکو سینے سے لگا لیا۔ ساکنش ۔ آنحضرتؐ نے اُس کو اطمینان دلایا اور اُس کو خوب انعام عطا فرمایا۔

تا نگرید[1] ابر کے خندد چمن — تا نگرید طفل کے جوشد لبن

جب تک ابر نہیں روتا ہے چمن کب مسکراتا ہے؟ — جب تک بچہ روتا نہیں ہے دودھ کب جوش مارتا ہے؟

طفلِ یک روزہ ہمی داند طریق — کہ بگریم تا رسد دایہ شفیق

ایک روز کا بچہ بھی یہ راستہ جانتا ہے — کہ میں روپڑوں، تاکہ مہربان دایہ آجائے

تو نمی دانی کہ دایہ دائیگاں — کم دہد بے گریہ شیر او رائیگاں

تو نہیں جانتا کہ دایوں کی دایہ — خواہ مخواہ بے روئے دودھ نہیں دیتی ہے

گفتِ وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا گوش دار — تا بریزد شیرِ فضلِ کردگار

اور چاہیئے وہ بہت روئیں، کے قول کو یاد رکھ — تاکہ اللہ (تعالیٰ) کی رحمت دودھ بہادے

گریۂ ابر ست و سوزِ آفتاب — اُستنِ دنیا ہمیں دو رشتہ تاب

ابر کا رونا ہے اور سورج کی جلن — دنیا کے ستون بھی دو رشتے چمکانے والے ہیں

گر نبودے[2] سوزِ مہر و اشکِ ابر — کے شدے اجسامِ ما زفت و سطر

اگر سورج کی جلن اور ابر کے آنسو نہ ہوتے — ہمارے جسم موٹے اور بھاری کب ہوتے

کے بدے معمور ایں ہر چار فصل — گر نبودے ایں تفِ و ایں گریہ اصل

یہ چاروں فصلیں کب آباد ہوتیں؟ — اگر یہ جلن اور رونا بنیاد نہ بنتا

سوزِ مہر و گریۂ ابرِ جہاں — چوں ہمی آرد جہاں را خوش دہاں

دنیا کے ابر کا گریہ اور سورج کا سوز — جبکہ دنیا کو خوش عیش بناتا ہے

آفتابِ عقل را در سوز دار — چشم را چوں ابر اشک افروز دار

عقل کے سورج کو شورش میں رکھ — آنکھوں کو ابر کی طرح آنسو بہانے والی رکھ

چشمِ گریاں باید[3] چوں طفلِ خورد — کم خور آں نانے کہ نانِ آبِ تو برد

تجھے چھوٹے بچے کی طرح رونے والی آنکھیں درکار ہیں — وہ روٹی نہ کھا جو تیری عزت کو برباد کردے

تن چو با برگست روز و شب ازاں — شاخِ جاں در برگ ریزست و خزاں

جسم چونکہ سرسبز ہے اس کی وجہ سے ہمیشہ — جان کی شاخ پت جھڑ اور خزاں میں ہے

برگِ[3] تن بے برگیٔ جانست زود — ایں بباید کاستن آں را فزود

جسم کی سبزی، جان کا پت جھڑ ہے، جلد — اِس کو گھٹانا، اُس کو بڑھانا چاہیئے

اَقْرِضُوا اللّٰهَ قرض دہ زیں برگِ تن — تا بروید در عوض در دل چمن

اللہ (تعالیٰ) کو قرض دو اس جسم کی قربانی جس سے — تاکہ بدلے میں دل میں چمن اُگے

قرض دے

[1] تا نگرید: مقصد یہ ہے کہ آہ و زاری سے ہی مقصد حاصل ہوتا ہے۔ طفل بچہ بھی جانتا ہے کہ جب تک نہ روؤں گا دایہ دودھ نہ دے گی۔ تو نمی دانی: لیکن تم بالغ انسان یہ نہیں سمجھ رہا ہے کہ رحمتِ خداوندی بغیر آہ و زاری کے متوجہ نہیں ہوتی ہے۔ گفتِ قرآن میں ہے۔ فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا۔ تھوڑا ہنسو زیادہ روؤ۔ گریۂ ابر: ابر کے رونے اور سورج کی سوزش ہی سے دنیا کی ترقی ہے۔

[2] گر نبودے: اگر ان میں سورج کی گرمی اور ابر کا پانی نہ ہوتا تو اجسام میں نشوونما نہ ہوتا۔ چار فصل: سال کی چاروں فصلوں کا مدار سورج کی گرمی اور ابر کی بارش پر ہے۔ آفتاب: انسان کو بھی اپنے کمال کے لئے عقل میں سوزش اور آنکھ میں آنسو درکار ہیں۔ تن: جسم کی بہار روح کی خزاں ہے۔

[3] برگ: تن جسم کی شادابی روح کی پژمردگی ہے جسم کو گھٹانا اور روح کو بڑھانا چاہیئے۔ اَقْرِضُوا۔ قرآن پاک میں ہے مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا۔ اور اللہ کو قرضِ حسنہ دو۔ مولانا نے قرض کے معنی اللہ کے راستہ میں بدن کو گھٹانے کے لئے ہیں۔

قرض[1] دہ کم کن ازیں لقمہ تنت — تا نماید وجہ لا عین رأت
قرض دے اپنے جسم کے لقمے کو کم کر — تاکہ جس کو آنکھ نے نہیں دیکھا وہ منہ دکھائے

تن ز سرگین خویش چوں خالی کند — پر ز مشک و دُرِّ اجلالی کند
جب تو جسم کو اپنے پاخانے سے خالی کریگا — اجلال کے موتی اور مشک سے بھر لے گا

زیں پلیدی بر ہد و پاکی برد — از لِیُطَهِّرَکُم تن اُو بر خورد
اس ناپاکی سے نجات پاجائیگا اور پاکی حاصل کریگا — "وہ تمہیں پاک کرتا ہے" سے اسکا جسم پھل کھائیگا

دیو میترساندت کیں ہین و ہین — زیں پشیماں گردی و گردی حزیں
شیطان تجھے ڈراتا ہے کہ ہائیں ہائیں — اس سے تو شرمندہ ہوگا اور غمگین بنے گا

گر گدازی زیں ہوسہا تو بدن — پس پشیمان و غمیں خواہی شدن
اگر تو ان ہوسوں سے بدن کو گھلائے گا — تو شرمندہ اور غمگین ہوگا

ایں[2] بخور گرم ست و داروی مزاج — واں بیاشام از پئے نفع و علاج
یہ کھالے، گرم ہے اور مزاج کی دوا ہے — اور نفع و علاج کے لئے وہ پی لے

ہم بدیں نیت کہ ایں تن مرکبست — آنچہ خو کردست آنش صولبست
نیز اس نیت سے کہ یہ جسم سواری ہے — جس کی اسکو عادت ہے وہ اس کیلئے بہتر ہے

ہیں مگرداں خو کہ پیش آید خلل — در دماغ و دل بزاید صد علل
خبردار! عادت نہ بدل نقصان ہوگا — دل اور دماغ میں سینکڑوں بیماریاں پیدا ہونگی

ایں چنیں تہدیدہا آں دیو دوں — آرد و بر خلق خواند صد فسوں
اس طرح کی دھمکیاں وہ کمبخت شیطان — دیتا ہے اور لوگوں پر سینکڑوں منتر پڑھتا ہے

خویش جالینوس سازد در دوا — تا فریبد نفس بیمار ترا
اپنے آپ کو دوا میں جالینوس بناتا ہے — تاکہ تیرے بیمار نفس کو فریب دے

کیں[3] ترا سود ست از درد و غمی — گفت آدم را ہمی در گندمی
کہ یہ درد اور غم تیرے لئے مفید ہے — گیہوں کے بارے میں آدمؑ سے یہی کہا

پیش آرد ہی ہے و ہیہات را — در لو شیہ پیچد او لبہات را
ائے ائے اور افسوس کو پیش کرتا ہے — تیرے ہونٹوں کو ڈوری سے باندھ دیتا ہے

---

[1] قرض۔ وہ جسمانی خوراک کو کم کر پھر جنت کی نعمتیں ہوگی۔ تن جسم جب جسمانی فضلوں سے خالی ہوگا تو اسرار و انوار سے پر ہوجائیگا۔ زیں پلیدی جسمانی ناپاکی دور ہوگی تو پاکیزگی حاصل ہوگی۔ یُطَهِّرَکُم قرآن پاک میں ہے اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا۔ بیشک خدا چاہتا ہے کہ اے اہل بیت تم سے پلیدی زائل ہوجائے اور وہ تمہیں بالکل پاک کردے۔ دیو جسمانی لذتیں ترک کرنے سے شیطان ڈراتا ہے اور طرح طرح کے وسوسے پیدا کرتا ہے۔

[2] ایں بخور۔ شیطان مختلف چیزوں کے فوائد سمجھا کر ان کے کھانے کی ترغیب دیتا ہے ہم ہم۔ شیطان کہتا ہے کہ جسم روح کی سواری ہے اس کو کمزور نہ کرنا چاہیئے۔ ہیں۔ جس چیز کی عادت ہو وہ نہ چھوڑ ورنہ بیماریاں اٹھ کھڑی ہونگی۔ خویش۔ شیطان اپنے آپ کو حکیم جالینوس بنا کر مختلف مشورے دیتا ہے۔

[3] کیں۔ شیطان کہتا ہے کہ اگر فلاں چیز کھائے گا تو درد و غم سے نجات ہوجائیگی۔ حضرت آدمؑ سے شیطان نے ایسی طرح کی باتیں کی

تھیں۔ لو شیہ۔ وہ رسی جو نعل بندی کے وقت گھوڑے کے اوپر کے ہونٹ میں باندھ دیجاتی ہے تاکہ وہ مجبور ہوجائے۔

همچو لبهائے فرس در وقتِ نعل — تا نماید[1] سنگِ کمتر را چو لعل
جیسا کہ نعل (ہندی) کے وقت گھوڑے کے ہونٹ — تاکہ کمتر پتھر کو لعل (بنا کر) دکھا دے

گوشہایت گیرد و چوں گوشِ اسپ — میکشاند سوئے حرص و سوئے کسب
تیرے کان پکڑتا ہے اور گھوڑے کے کان کی طرح — حرص اور کمائی کی جانب کھینچتا ہے

بر زند بر پات نعلے زاشتباہ — کہ بمانی تو ز درد آں ز راہ
تیرے پاؤں میں شبہ کا نال جڑ دیتا ہے — کہ تو اس کی تکلیف سے راستے سے رک جاتا ہے

نعلِ او ہست آں تردد در دو کار — ایں کنم یا آں کنم ہیں ہوشدار
اس کا نعل دو کاموں میں تردد ہے — یہ کروں یا وہ کروں خبردار! ہوشیار رہ

آں بکن کہ ہست مختارِ نبیؐ — آں مکن کہ کرد مجنون و صبی
وہ کر جو نبیؐ کا پسندیدہ ہے — وہ نہ کر جو پاگل اور بچہ نے کیا

حُفَّتِ الْجَنَّۃُ بچہ محفوف گشت — بالمکارہ کز او افزوں گشت
"جنت کو ڈھانپ دیا گیا ہے" کلمہ سے ڈھانپا گیا ہے؟ — ناپسندیدہ چیزوں سے جن کو اس نے بڑھا رکھا ہے

صد[2] فسوں دارد ز حیلت و ز دہا — کاں کند در سلہ گر ہست اژدہا
مکر اور حیلے کے سینکڑوں منتر رکھتا ہے — کہ ٹوکری میں ڈال دیتا ہے خواہ اژدہا ہو

گر بود آب روان بر بندد ش — ور بود جبر زماں بر خندد ش
اگر بہت پانی ہو اس کو روک دیتا ہے — اگر عالم زمانہ ہو اس کا مذاق اڑاتا ہے

گر بود کوہے چو کہ بر باید ش — دست بر دِ خویشتن بنماید ش
اگر پہاڑ ہو اس کو تنکے کی طرح اڑا دیتا ہے — اپنے غلبہ کی اس پر نمائش کرتا ہے

عقل[3] را با عقلِ یارے یار کن — اَمرُھُم شُوْرٰی بخواں و کار کن
عقل کو کسی دوست کی عقل کا دوست بنا — "ان کا معاملہ باہمی مشورہ ہے" کو پڑھ اور کام کر

نواختن مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آں عرب مہمان را و
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس عرب مہمان کو نوازنا اور اس کو اضطراب اور

تسکین دادن اورا از اضطراب و گریہ و نوحہ کہ بر خود میکرد
رونے اور اس نوحہ سے تسکین دینا جو وہ شرمندگی اور ندامت اور

از خجالت و ندامت و آتشِ نومیدی
ناامیدی کی آگ کی وجہ سے اپنے اوپر کر رہا تھا

[1] تا نماید۔ شیطان کی یہ تمام باتیں ہیں کہ وہ حقیر چیز کو بڑھا بنا کر دکھاتا ہے گو شہایت۔ شیطان انسان کے کان پکڑ کر حرص اور کمائی کی جانب لے جاتا ہے۔ بر زند۔ شیطان شبہات اور وساوس کے ذریعہ صحیح راستے سے روک دیتا ہے۔ نعل۔ وہ شیطان جو نعل بندی کرتا ہے وہ تردد میں مبتلا کر دیتا ہے۔ آں کن۔ جب تردد ہو تو وہ کام کر جو نبی نے کیا ہے طفلانہ اور مجنونانہ کام نہ کر۔ حفت۔ حدیث شریف ہے حُفَّتِ الْجَنَّۃُ جنت دل کی ناپسندیدہ چیزوں سے ڈھانپ دی گئی ہے

[2] صد فسوں۔ شیطان کو ایسے منتر آتے ہیں کہ اژدہے کو بھی ٹوکری میں بند کر لیتا ہے۔ گر تو۔ شیطان اپنے منتر کے ذریعہ طغیانی دریا روک دیتا ہے اور بڑے بڑے عالموں کا مذاق اڑا دیتا ہے پہاڑ کو تنکا بنا دیتا ہے اور اپنی بالادستی کی نمائش کرتا ہے۔

[3] عقل۔ شیطان سے بچنے کیلئے اپنی عقل کو شیخ کی عقل سے وابستہ کر دے اور اس سے مشورہ کرے۔ نواختن۔ وہ مہمان عرب جس نے شتر خراب کر دیا تھا اس کی گریہ وزاری پر آنحضرت نے اس پر بہت نوازا۔

این سخن پایاں ندارد آں عرب — ماند از الطافِ آں شہ در عجب

اِس بات کا خاتمہ نہیں ہے ، وہ عرب — اُن شاہ کی مہربانیوں سے تعجب میں رہ گیا

خواست[1] دیوانہ شدن عقلش رمید — دستِ عقلِ مصطفےٰ بازش کشید

اُس نے دیوانہ بننا چاہا اُسکی عقل بھاگ گئی — حضرت مصطفےٰ کی عقل کے ہاتھ نے اُسکو پھر کھینچا

گفت ایں سو آ بیامد آں چناں — کہ کسے برخیزد از خوابِ گراں

فرمایا اِدھر آ ، وہ اِس طرح آیا — کہ جیسے کوئی بھاری نیند سے اُٹھے

گفتش ایں سودا مکن ہیں با خود آ — کز ایں سو ہست با تو کارہا

اُس سے فرمایا یہ دیوانگی نہ کر خبردار! ہوش میں آجا — کیونکہ اِس طرف تجھ سے بہت کام ہیں

آب بر رُو زد درآمد در سخن — کالے شہیدِ حق شہادت عرضہ کن

اُس کے مُنہ پر پانی چھڑکا ، وہ بولا — کہ اے اللہ (تعالیٰ) کے گواہ! شہادت پیش کیجئے

تا گواہی بدہم و بیروں شوم — سیرم از ہستی دراں ہاموں شوم

تاکہ میں کلمہ شہادت پڑھ لوں اور باہر نکل جاؤں — میں ہستی سے سیر ہو گیا ہوں اُس جنگل میں چلا جاؤں

مادریں[2] دہلیزِ قاضیِ قضا — بہرِ دعویِ اَلَستیم و بلےٰ

ہم قضا کے قاضی کی چوکھٹ پر — اَلَست اور بلیٰ کے دعوے کی وجہ سے ہیں

کہ بلیٰ گفتیم واں را زاستحاں — فعل و قولِ ما شہودست و بیاں

کہ ہم نے بلیٰ کہا ہے اور اُسکی آزمائش کیلئے — ہمارا قول و فعل گواہ اور بیان ہیں

از چہ در دہلیزِ قاضی تن زدیم — نے کہ ما بہرِ گواہی آمدیم

ہم قاضی کی چوکھٹ پر خاموش کیوں ہوں؟ — کیا ہم گواہی کے لئے نہیں آئے ہیں

چند[3] در دہلیزِ قاضی اے گواہ — حبس باشی دہ شہادت از پگاہ

اے گواہ! قاضی کی چوکھٹ پر کب تک — قید رہے گا ، صبح سے گواہی دے دے

زاں نخواندندت بدیں جا تا کہ تو — آں گواہی بدہی و ناری عتو

اُنھوں نے تجھے یہاں اِس لئے بُلایا ہے کہ تو — وہ گواہی دیدے اور سرکشی نہ کرے

از لجاجِ خویشتن بنشستۂ — اندریں تنگی لب و کفبستۂ

تو اپنے جھگڑالوپن سے بیٹھا ہوا ہے — اِس تنگی میں تو نے ہونٹ اور ہاتھ باندھ لئے ہیں

تا نہ بدہی آں گواہی اے شہید — تو ازیں دہلیز کے خواہی رہید

اے گواہ! جب تک تو وہ گواہی نہ ادا کرے گا — تو اِس چوکھٹ سے کب چھٹے گا؟

---

[1] خواست۔ وہ دیوانہ ہو جانے کے قریب تھا آنحضورؐ نے اُس کی عقل کو نصائح گفتش۔ آنحضورؐ نے اِس سے فرمایا دیوانگی ختم کر دے کیونکہ قدرت کو تجھ سے بہت کام لینا ہے۔ آپ پر درود۔ آنحضورؐ نے اُس کے منہ پر پانی چھڑکا تو وہ ہوش میں آیا اور کہنے لگا کہ لکھ شہادت کا لکھ پڑھا دیجئے تاکہ گواہی حقیقی معنی میں کلمۂ شہادت پڑھ لینے پر انسان دنیا سے نجات پاکر آخرت کا آدمی بن جاتا ہے۔ باقی جنگل۔

[2] مادریں۔ ازل میں خدا نے دریافت کیا تھا کہ کیا میں تمہارا خدا نہیں ہوں؟ تو ہم نے جواب دیا کہ "ہاں" اب ہم دنیا میں اِس جواب کے خبرت کے لئے بھیجے گئے ہیں تاکہ قول و فعل تو گواہوں کے ذریعہ اپنے "ہاں" کے دعوے کو ثابت کریں۔ کیونکہ ازل میں ہم نے "بلیٰ" کہا ہے ہمارا قول و فعل اِس پر گواہ ہے۔

[3] چند۔ گواہوں کو قاضی کی عدالت میں خاموش نہ رہنا چاہیئے۔ زاں۔ دنیا کی زندگی قول اور فعل گواہی کے لئے ہے۔ از لجاج۔ اگر گواہ عدالت میں پہنچ کر خاموشی اختیار کرے تو یہ اُس کا جھگڑالوپن ہے ..... تا نہ بدہی۔ جب تک گواہی نہ دے گا قاضی کی عدالت میں مقید رہے گا۔

یک زماں کاریست بگذار و بتاز — کارِ کوتہ را مکن برخود دراز

تھوڑی دیر کا کام ہے، کر دے اور بھاگ جا — مختصر کام کو اپنے لئے لمبا نہ کر

خواہ در صد سال و خواہی یکزماں — ایں امانت را گذار و وارہاں

خواہ سو سال میں اور خواہ تھوڑی دیر میں — یہ امانت ادا کر دے اور چھوٹ جا

بیان آنکہ نماز و روزہ و حج و ہمہ چیزہای بیرونی گواہیہاست بر نورِ اندرونی

اس کا بیان کہ نماز اور روزہ اور حج اور ظاہری تمام چیزیں باطنی نور کی گواہ ہیں

ایں نماز و روزہ و حج و جہاد — ہم گواہی دادنست از اعتقاد

یہ نماز اور روزہ اور حج اور جہاد — بھی عقیدہ پر گواہی دینا ہے

ایں زکوٰۃ و ہدیہ و ترکِ حسد — ہم گواہی دادنست از سرِّ خود

یہ زکوٰۃ اور ہدیہ اور حسد نہ کرنا — بھی، اپنے باطن پر گواہی دینا ہے

خوان و مہمانی پے اظہار راست — کاے بزرگو! ہاشما ہستیم راست

دسترخوان اور مہمانی اسکے اظہار کیلئے ہے — کہ اے بزرگو! ہم تمہارے مخلص ہیں

ہدیہ ہا و ارمغان و پیشکش — شد گواہِ آنکہ ہستم با تو خوش

ہدیئے اور تحفہ اور نذرانہ — اس کے گواہ ہیں کہ ہم آپ سے خوش ہیں

ہر کسے کو شد بمالے یا فسوں — چیست؟ دارم گوہرے در اندروں

جو شخص مال (دینے) یا دعا کی کوشش کرتا ہے — کیا ہے؟ میں باطن میں جوہر رکھتا ہوں

گوہرے دارم ز تقوے یا سخا — ایں زکوٰۃ و روزہ بر ہر دو گوا

میں جوہر رکھتا ہوں تقوے کا یا سخاوت کا — یہ زکوٰۃ اور روزہ دونوں کے گواہ ہیں

روزہ گوید کرد تقویٰ از حلال — با حرامش داں کہ نبود اتصال

روزہ کہتا ہے کہ اس نے حلال سے پرہیز کیا — سمجھ لے کہ حرام سے اس کا اتصال نہ ہوگا

وانِ زکوٰتش گفت کو از مالِ خویش — میدہد پس چون بدزد از اہلِ کیش

اس کی زکوٰۃ نے کہا کہ وہ اپنے مال میں سے — دیتا ہے پس تو دینداروں کا کیسے چرائے گا؟

گر بنظر اری کند پس دو گواہ — جرح شد در محکمہ عدلِ الٰہ

اگر (کوئی گواہ) زبان درازی کرے گا تو دو گواہ — خدا کے انصاف کے محکمہ میں مجروح ہو گئے

لہ یکزماں۔ گواہی دینا تھوڑی دیر کا کام ہے۔ اس معاملہ کو دراز کرنا بے کار ہے۔ یعنی نماز۔ ارکانِ اسلام پر عمل اعتقاد پر عمل گواہی ہے۔ برخود۔ یعنی اعتقاد خوش۔ اگر میزبان مہمان کی خاطر تواضع کرتا ہے تو یہ اس بات کی گواہی ہے کہ وہ مہمان سے خوش ہے۔

۲ ہدیہ۔ کسی کو تحفہ دینا یہ بھی اس کی گواہی ہے کہ تو اس سے خوش ہے۔ جیسے۔ اگر کوئی شخص مال صرف کرتا ہے یا دعا دیتا ہے تو یہ اس بات پر گواہ ہے کہ اس شخص میں تقوے کا جوہر موجود ہے یا وہ سخی ہے۔

۳ روزہ۔ روزہ اس بات کا گواہ ہے کہ اس نے خدا کے حکم کے مطابق حلال کھانے کو بھی ترک کر دیا ہے تو پھر وہ حرام کب کھا سکتا ہے۔ زکوٰۃ زکوٰۃ اس بات کی گواہ ہے کہ جب وہ اپنا مال صرف کر رہا ہے تو کسی دیندار کا مال کیسے چرا سکتا ہے۔ ... گر بنظر اری۔ اگر زکوٰۃ اور روزے میں ریا وغیرہ کا دخل کریگا تو یہ دونوں گواہ اللہ کے دربار میں عدالت سے گر کر مجروح ہو جائیں گے۔

هست صیاد[1] ار کند دانه نثار — نے ز رحم و جود بل بهر شکار

شکاری ہے، اگر دانہ بکھیرتا ہے — رحم اور سخاوت کی وجہ سے نہیں بلکہ شکار کرنے کے لیے

هست گر به روزه دار اندر صیام — خفته کرده خویش بهر صید خام

بلی روزہ دار ہے، روزوں میں — ناتجربہ کار شکار کیلئے اپنے آپ کو سلاتے ہوئے ہے

کرده بدظن زین کژی صد قوم را — کرده بدنام اهل جود و صوم را

اس کجی سے اس نے سینکڑوں قوموں کو بدظن کر دیا — اس نے سخیوں اور روزہ داروں کو بدنام کیا

فضل حق با این که او کژ می تند — عاقبت زین جمله پاکش می کند

باوجودیکہ وہ کجی کر رہا ہے اللہ کا کرم — انجام کار اُس سب سے اُس کو پاک کر دیتا ہے

سبق[2] برده رحمتش وان غدر را — داده نوری که نباشد بدر را

اُس کی رحمت سبقت لے گئی اور اُس غدار کو — وہ نور عطا کیا جو چودھویں کے چاند میں نہیں ہوتا ہے

کوششش راشته حق زین اختلاط — غسل داده رحمت او زین خباط

اس خلط ملط سے اللہ (تعالیٰ) نے اُس کی کوشش کو — رحمت نے اُس کو اس خبطی پن سے غسل دیدیا

تا که غفاری او ظاهر شود — سیئات جمله را غافر شود

تاکہ اُس کی غفاری ظاہر ہو جائے — تمام گناہوں کو بخشنے والی بن جائے

پاک کردن آب همه پلیدی ها را و باز پاک کردن خدای تعالی آب را از پلیدی لاجرم حق تعالی قدوس آمد

پانی کا تمام ناپاکیوں کو پاک کرنا اور پھر اللہ تعالیٰ کا پانی کو ناپاکی سے پاک کرنا لاحال اللہ تعالیٰ بہت پاک ثابت ہوا

آب بهر این ببارید از سماک[3] — تا پلیدان را کند از خبث پاک

پانی ابر سے اس لئے برسایا — تاکہ ناپاکوں کو نجاست سے پاک کر دے

آب چون بیکار گردد شد نجس — تا چنان شد کاب را رد کرد حس

پانی جب بیکار ہو گیا ناپاک ہو گیا — ایسا ہو گیا کہ پانی کو حس نے رد کر دیا

حق ببردش باز در بحر صواب — تا بشستش از کرم آن آب آب

اللہ (تعالیٰ) اُس کو دوبارہ درستگی کے سمندر میں لے گیا — یہاں تک کہ اُس کے کرم نے پانی کو پانی سے دھو دیا

پاک صاف کر کے پھر دنیا میں بھیج دیتا ہے۔

---

[1] صیاد۔ شکاری پرندوں کو دانہ ڈالتا ہے لیکن یہ سخاوت نہیں ہے۔ مگر یہ بلی بھی روزہ دار معلوم ہوتی ہے لیکن اس نے یہ صورت محض شکار کو پھانسنے کے لئے بنا رکھی ہے۔ کژدہ بدظنی۔ ریاکاری کے ساتھ روزہ رکھنے والا اور مال خرچ کرنے والا روزہ دار اور سخی کا بدنام کنندہ ہے۔ فضل حق عبادت شروع میں ریا پھر عادت بنتی ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ اُس کو عبادت بنا دیتا ہے۔

[2] سبق برده۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سابق ہے اسلئے اللہ تعالیٰ ریاکار غدار کو بھی انجام میں نور بخش دیتا ہے۔ کوششش۔ اللہ تعالیٰ اُس عبادت کو جس میں ریا ہوتا ہے پاک صاف کر دیتا ہے تاکہ اُس کی غفاری کا مظاہرہ ہو سکے۔ پاک اللہ تعالیٰ پانی کے ذریعہ نجس کو پاک کر دیتا ہے پھر اس ناپاک پانی کو از سر نو برسا کر پاک کر دیتا ہے تاکہ اُس کی صفت قدوسیت ظاہر ہو سکے۔

[3] سماک۔ آب۔ آسمان۔ خبث۔ نجاست۔ آب جب پانی ناپاک ہو جاتا ہے تو انسان اُس کو استعمال نہیں کرتا ہے حضرت حق تعالیٰ اُس کو پھر واپس بلا لیتا ہے اور اُس کو

سالِ دیگر[1] آمد او دامن کشاں — ہی کجا بودی؟ بدریای خوشاں

وہ دوسرے سال نازو انداز سے آیا — ہائیں؟ تو کہاں تھا؟ اچھوں کے دریا میں

من نجس زیں جا شدم پاک آمدم — بستدم خلعت سوئِ خاکِ آمدم

میں اس جگہ سے ناپاک گیا، پاک آیا ہوں — میں نے شاہی لباس حاصل کیا، زمین کی جانب آگیا ہوں

ہیں بیائید اے پلیداں سوئِ من — کہ گرفت از خوئِ یزداں خوئِ من

خبردار! اے ناپاکو! میرے پاس آؤ — کیونکہ میری عادت نے اللہ تعالیٰ کی عادت حاصل کرلی ہے

در پذیرم جملہ زشتیت را — چوں ملک پاکی دہم عفریت را

میں تمہاری جملہ برائیوں کو قبول کرلیتا ہوں — میں تمہاری صورت کو فرشتہ کی سی پاکی عطا کردیتا ہوں

چوں[2] شوم آلودہ باز آنجا روم — سوئے اصلِ اصلِ پاکیہا روم

جب گندہ ہوجاتا ہوں پھر اس جگہ چلا جاتا ہوں — اصل پاکیوں کی اصل کی طرف چلا جاتا ہوں

دلق چرکیں بر کنم آنجا ز سر — خلعتِ پاکم دہد بارِ دگر

وہاں میں گندی سر سے اتار دیتا ہوں — وہ مجھے دوبارہ پاک لباس عنایت کردیتا ہے

کارِ او این ست و کارِ من ہمیں — عالم آرایست ربّ العالمیں

اس کا یہ کام ہے اور میرا یہ کام ہے — جہانوں کا پالنے والا، عالم کو سنوارنے والا ہے

گر نبودے ایں پلیدیہائے ما — کے بُدے ایں بارنامہ آب را

اگر یہ ہماری ناپاکیاں نہ ہوتیں — پانی کا یہ کارنامہ کب ہوتا؟

کیسہائے زر بدزدید از کسے — میرود ہر سو کہ ہیں کو مفلسے

کسی سے سونے کی تھیلیاں چرائے ہوئے — ہر جانب جاتا ہے کہ ہاں مفلس کہاں ہے؟

تا[3] بریزد بر گیاہِ رستہ — تا بشوید روی ہر ناشستہ

تاکہ اُگی ہوئی گھاس پر بہادے — تاکہ ہر نہ دھلے ہوئے کا منہ دھودے

تا بگیرد بر سر او حمّال وار — کشتی بے دست و پا را در بحار

تاکہ بوجھ اٹھانے والے کی طرح سر پر لے لے — سمندروں میں بے دست و پا کشتی کو

صد ہزاراں دارو اندر وے نہاں — زانکہ دارو زو برو بید در جہاں

اس میں لاکھوں دوائیں پوشیدہ ہیں — کیونکہ دوا دنیا میں اسی سے اُگتی ہے

جانِ ہر دردے دلِ ہر دانہ — میرود در جو چو دارو در خانہ

وہ پانی ہر درد کی جان اور ہر دانہ کا دل ہے — وہ اس نہر میں چلا جاتا ہے جو دوا خانہ کی طرح ہے

[1] سالِ دیگر: برسات کے موسم میں پھر وہ پانی پاک صاف ہوکر برس پڑتا ہے۔ جس اس پانی سے کوئی دریافت کرتا ہے تو وہ جواب دیتا ہے کہ میں خبیثوں کے دریا میں تھا۔ تن نجس میں اس دنیا میں ناپاک ہوگیا تھا اسلئے چلا گیا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے پھر پاکی کی خلعت عطا فرمادی تو میں دوبارہ دنیا میں آگیا ہوں۔ ہیں۔ وہ پانی کہتا ہے کہ اے ناپاکو میری جانب آجاؤ میں تمہیں پاک کردونگا کیونکہ میں نے اللہ تعالیٰ کی صفتِ قدوسیت حاصل کرلی ہے۔ در پذیرم۔ میں سب برائیوں کو دھو دیتا ہوں اگر انسان شیطان بھی ہے تو میں کو فرشتہ کی طرح پاک صاف بنا دیتا ہوں۔

[2] چوں شوم۔ جب ناپاک ہوجاؤں گا پھر اس دریا میں پہنچ جاؤں گا اور از سرِ نو پاکی حاصل کروں گا۔ کارِ او۔ اللہ تعالیٰ کا کام پاک کرنا ہے اور میرا کام دوسروں کو پاک کرکے آلودہ ہوجانا ہے۔ گر نبودے۔ اگر دنیا میں ناپاکی نہ ہوتی تو پانی کی صفت ظاہر نہ ہوتی کیسہائے۔ پانی ہر ضرورتمند کو سیراب کرتا ہے

[3] تا بریزد۔ پانی گھاس کو سیراب کرتا ہے ہر ناپاک کو پاک بناتا ہے دریا میں اپنے سر پر کشتی کو لے بھرتا ہے۔ صد ہزاراں۔ روحوں میں شفا کی خاصیت پانی سے پیدا ہوتی ہے۔ جان۔ پانی

زو یتیمانِ زمیں را پرورش — تشنگانِ خشک را از وے روش

زمین کے یتیموں کی اُس سے پرورش ہے — خشک پیاسوں کی اُس سے رفتار ہے

استعانت خواستن آب از حق تعالیٰ بعد از تیرہ شدن

پانی کا گدلا ہونے کے بعد حضرتِ حق تعالیٰ سے مدد چاہنا اور

وقبول کردن حق تعالیٰ دُعائے آبرا

اللہ تعالیٰ کا پانی کی دعا کو قبول کرنا

چوں نماند مایہ اُش تیرہ شود — ہمچو ما اندر زمیں خیرہ شود

جب اُس کا سرمایہ نہیں رہتا وہ مکدر ہوجاتا ہے — ہماری طرح زمین میں حیران ہوجاتا ہے

نالہ از باطن برآرد کاے خدا — آنچہ دادی دادم و ماندم گدا

اندر سے فریاد کرتا ہے کہ اے خدا! — جو کچھ تو نے دیا تھا میں نے دیدیا اور میں فقیر

رنجتم سرمایہ بر پاک و پلید — اے شہِ سرمایہ دِہ ھَلْ مِنْ مَّزِیْد

میں نے اسرایہ پاک اور ناپاک پر بہا دیا — اے سرمایہ عطا کرنیوالے شاہ! اور زیادہ عطا کر

ابر را گوید ببر جائے خوشش — ہم تو خورشید آببالا بر کشش

ابر کو حکم فرماتا ہے کہ اُس کو اچھی جگہ لے جا — سورج تو بھی آ، اُس کو اوپر کھینچ لے

راہہائے مختلف میراندش — تا رساند سوئے بحرِ بیحدش

وہ اُسکو مختلف راستوں پر چلاتا ہے — یہانتک کہ اُس کو لامحدود دریا تک پہنچا دیتا ہے

خود غرض زیں آب جانِ اولیاست — کو غسولِ تیرگی ہائے شماست

اِس پانی سے مقصود اولیاء کی جان ہے — کیونکہ وہ تمہاری تاریکیوں کو دھونیوالی ہے

چوں شود تیرہ ز غسلِ اہلِ فرش — باز گردد سوئے پاکی بخشِ عرش

جب وہ زمین والوں کو دھونے سے میلی ہوجاتی ہے — عرش کو پاکی بخشنے والے کی طرف واپس ہوجاتی ہے

باز آرد زاں طرف دامن کشاں — از طہاراتِ محیط اُو دُرفشاں

اُس جانب سے پھر لاتی ہے دامن پھیلائے ہوئے — وہ موتی برسانے والی محیط کی پاکیزگیوں کو

وز یتیم وارہاند جملہ را — وز تحری طالبانِ قبلہ را

سب کو یتیم سے نجات دلاتی ہے — اور قبلہ کے طلبگاروں کو اُنکی کرنے سے

زاختلاطِ خلق یابد اعتلال — آں سفر جوید کہ خِنَّا یا بِلَالْ

لوگوں میں گھلنے ملنے سے وہ بیماری محسوس کرتی ہے — وہ سفر تلاش کرتی ہے جیسا کہ اے بلال ہمیں آرام پہنچا

ف۱ زمین کے بے سہارا اُس سے سہارا پکڑتے ہیں اور خشک اُس سے تری حاصل کرتے ہیں۔ بصفات پانی نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ مکدر ہوجانے کے بعد وہ پھر صاف ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کی دُعا قبول فرمالی۔ خیرہ۔ حیران۔ آبرا۔ پانی فریاد کرتا ہے کہ جو پاکی تو نے مجھے عنایت کی تھی وہ میں نے دوسروں کو دیدی۔ ھَلْ مِنْ مَّزِیْد۔ کیا کچھ اور ہے!

ف۲ آبرا۔ اِس فریاد پر اللہ تعالیٰ ابر کو حکم دیتا ہے کہ اِس پانی کو تو دوسری جگہ لے جا اور سورج کو حکم دیتا ہے کہ تو پانی کو اوپر کھینچ لے چنانچہ سورج اپنی گرمی سے اُسکو بھاپ بنا کر اوپر کھینچ لیتا ہے۔

ف۳ خود غرض۔ اِس پانی کے اعمال کے ذریعہ سے مقصد اولیاء کرام کے حاصل کو سمجھا نا تھا اولیاء بھی تمہاری نجاستوں کو پاک کرتے ہیں۔ چوں۔ جب عوام کے اختلاط سے انمیں کدورت پیدا ہو جاتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور تَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا۔ اُس اللہ کی طرف رجوع کر پورا رجوع کرتے ہیں۔ باز آرد۔ جب شیخ تبتل اختیار کرتا ہے تو پھر اُس میں منجانب اللہ تطہیر کی طاقت آجاتی ہے۔ وز یتیم۔ اب وہ مریدوں کو طہارت کا مدعا عطا کرتا ہے درجنین کے درجہ پر پہنچا دیتا ہے۔ اختلال۔ بیمار ہونا۔

اے بلالِ خوش نوائے خوش صہیل — میمند نہ بر رو بزن طبلِ رحیل[1]

اے خوش نوا، خوش آواز بلال! — میمند نہ پر جا، کوچ کا نقارہ بجا دے

جاں سفر رفت و بدن اندر قیام — وقتِ رجعت زیں سبب گوید سلام

جان سفر میں چلی گئی اور بدن قیام میں ہے — واپسی کے وقت اسی لئے سلام کرتی ہے

ایں مثل چوں واسطست اندر کلام — واسطہ شرطست بہرِ فہمِ عام

یہ مثال گفتگو میں واسطہ کی طرح ہے — عوام کے سمجھنے کے لئے واسطہ ضروری ہے

اندر آتش کے رود بے واسطہ — جز سمندر کو رہید از رابطہ

بغیر واسطہ کے آگ میں کب جاتا ہے؟ — سوائے سمندر (کیڑے) کے جو واسطے آزاد ہو گیا ہے

واسطہ حمّام[2] باید مر ترا — تا ز آتش خوش کنی تو طبع را

تیرے لئے حمام کا واسطہ چاہیئے — تاکہ تو گرمی سے طبیعت کو خوش کرے

چوں نتانی شد در آتش چوں خلیل — گشت حمامت رسول آبت دلیل

جبکہ تو خلیلؑ (اللہ) کی طرح آگ میں نہیں جا سکتا — رسول تیرا حمام (اور) پانی تیرا رہنما بنا

سیری از حق ست لیک اہلِ طبع — کے رسد بے واسطہ ناں در شبع

پیٹ بھرنا اللہ کی جانب سے ہے لیکن طبیعت والا — پیٹ بھرنے کو روٹی کے واسطے کے بغیر کب پہنچتا ہے؟

لطف از حق ست لیکن اہلِ تن — در نیابد لطف بے پردہ چمن

لطف اللہ کی جانب سے ہے لیکن جسم والا — چمن کے پردے کے بغیر لطف حاصل نہیں کر پاتا ہے

چوں[3] نماند واسطہ تن بے حجیب — ہمچو موسیٰؑ نورِ مہ تابد ز جیب

جب واسطہ نہیں رہتا، جسم بغیر پردے کے — حضرت موسیٰؑ کی طرح چاند کا نور گریبان میں سے چمکتا ہے

گواہی دادن فعل و قولِ بیرونی بر ضمیر و نورِ اندرونی

بیرونی قول و فعل کا دل اور اندرونی نور پر گواہی دینا

ایں ہنر ہا آب را ہم شاہدست — کاندرونش پُر ز نورِ ایزد ست

یہ ہنر پانی کے بھی گواہ ہیں — کہ اس کا باطن خدائی نور سے پُر ہے

فعل و قول آمد گواہانِ ضمیر — زیں دو بر باطن تو استدلال گیر

فعل اور قول دل کے گواہ ہیں — ان دونوں سے تو باطن پر دلیل حاصل کر لے

کرنا اور پھر خود پاک ہو جانا۔ فعل و قول۔ انسان کے افعال اور اقوال سے اس کے باطن کا حال معلوم ہوتا ہے۔

[1] طبلِ رحیل۔ سفر کا نقارہ یعنی رجوع الی اللہ کا اعلان۔ جاں سفر نماز کی حالت میں روح قرب الٰہی کا سفر طے کر لیتی ہے اور جسم رکوع و سجود ادا کرتا ہے نماز کے ختم پر جو سلام ہے وہ گویا روح واپس آ کر سلام کرتی ہے۔ ایں مثل۔ رجوع الی اللہ کے سلسلہ میں آنحضورؐ کی یہ مثال مطلب سمجھانے کے لئے ایک واسطہ اور ذریعہ ہے۔ عوام بغیر مثال اور واسطے کے مقصد تک نہیں پہنچتے ہیں۔ اندر آتش۔ سمندر کیڑا بغیر کسی واسطے کے آگ سے مستفید ہوتا ہے دوسرے کسی وسیلہ کے ذریعہ آگ سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

[2] حمّام۔ حمام آگ سے گرم کیا جاتا ہے عوام اس کے واسطہ سے آگ کی گرمی سے مستفید ہوتے ہیں۔ چوں نتانی۔ حضرت ابراہیمؑ کو واسطہ کی ضرورت نہ تھی عوام کے لئے رسول بمنزلہ حمام اور ان کی شریعت بمنزلہ پانی کے ہے۔ سیری۔ پیٹ کا بھرنا منجانب اللہ ہے لیکن اس کے لئے روٹی وسیلہ ہے لطف اللہ کی جانب سے ہے جسم اس کا واسطہ ہے۔

[3] چوں نماند۔ جب سائے ختم ہو جاتے ہیں تو پھر براہ راست استفادہ ہونے لگتا ہے۔ ایں ہنر۔ یعنی پانی کا دوسری چیزوں کو پاک

چوں[1] ندارد سیر سرّت در دروں — بنگر اندر بولِ رنجور از بروں

جب تیرا باطن اندر کی سیر نہیں کر سکتا ہے — تو بیمار کے پیشاب پر باہر سے غور کرے

فعل و قول آں بولِ رنجوراں بُوَد — کہ طبیبِ جسم را بُرہاں بُوَد

بیماروں کا قول و فعل وہ پیشاب ہے — جو جسمانی طبیب کے لیے دلیل ہے

واں طبیبِ رُوح در جانش رَوَد — وز رہِ جاں اندر ایمانش رَوَد

روحانی طبیب اُس کی روح میں گھستا ہے — اور روح کے راستہ سے اُسکے ایمان میں چلا جاتا ہے

حاجتش نبُوَد بقول و فعلِ خوب — اُحْذَرُوْهُمْ هُمْ جَوَاسِيْسُ الْقُلُوْب

اُس کو اچھے فعل و قول کی ضرورت نہیں ہے — اُن سے ڈرو وہ دلوں کے جاسوس ہیں

ایں[2] گواہِ فعل و قول از بہرِ جُوی — کو بدریا ئیست واصل ہمچو جُوی

یہ فعل و قول کی گواہی اس میں تلاش کر — جو دریا سے نہر کی طرح ملا ہوا ہے

قول و فعلِ اُو گواہِ اُو بُوَد — کو بدریا مُتّصل چوں جُو بُوَد

اُس کا قول و فعل اُس کا گواہ ہوتا ہے — جو نہر کی طرح دریا سے ملا ہوا ہوتا ہے

بنگر اندر فعلِ اُو و قولِ اُو — تا چہ دارد در ضمیرِ آں رازجُو

اُس کے فعل اور اُس کے قول کو دیکھ — کہ وہ راز کو تلاش کرنے والا دل میں کیا رکھتا ہے

نورش اندر مرتبت چند ست و چیست — بہرِ صید اُو دانہ پاشد یا نیست

اُس کے مرتبہ میں نور کتنا اور کیسا ہے — وہ شکار کے لیے دانہ ڈال رہا ہے یا نہیں ہے

گر[3] بُوَد صیّاد از وے دُور شو — واں فسون و فعل و قولش کم شنو

اگر وہ شکاری ہے اُس سے دُور ہو جا — اُس کا منتر اور فعل و قول نہ سُن

ور بُوَد صدّیق دست از وے مدار — تا رساند مر ترا سوئے بحار

اگر وہ صدیق ہے تو اُس سے وستبردار نہ ہو — تاکہ وہ تجھے سمندروں تک پہنچا دے

در بیانِ آنکہ آں نورِ خدا خود را از اندرونِ سرِّ عارف ظاہر کند بر خلقان بے فعلِ عارف و بے قولِ عارف افزوں باشد ازاں کہ بفعل و قولِ اُو ظاہر گردد چنانکہ چوں آفتابِ بلند

اِس کا بیان کہ وہ خدائی نور جو خود کو عارف کے باطن سے بغیر عارف کے فعل کے اور بغیر عارف کے قول کے لوگوں پر ظاہر کرے وہ اُس نور سے بڑھ ہوا ہے جو اُس کے فعل اور قول سے ظاہر ہو جیسا کہ جب سورج نکلتا ہے تو

---

[1] چوں ندارد۔ طبیب مریض کے اندر کی حالت نہیں دیکھ سکتا تو وہ قارورہ کے ذریعہ حالت معلوم کرتا ہے۔ وآں طبیب۔ شیخ جو روحانی طبیب ہے وہ مرید کے باطن کی سیر کر لیتا ہے لہٰذا اُس کو مرید کے قول و فعل سے استدلال کی ضرورت نہیں ہے۔ شیوخ دلوں کے جاسوس ہوتے ہیں۔

[2] ایں گواہ۔ عوام کو شیخ کے انتخاب میں شیخ کے قول و فعل سے اس کے باطن پر استدلال کرنا چاہیے اور یہ دیکھنا چاہیے کہ اُس کا اتصال بحقیقت سے ہے یا نہیں۔ تا چہ دارد۔ اُس کا قول و فعل اُس کے ضمیر کو بتائے گا۔ بہرِ صید۔ یہ معلوم کر لینا ضروری ہے کہ اُس کا ظاہر محض لوگوں کو پھنسانے کے لیے ہے یا اُس میں کوئی حقیقت پوشیدہ ہے۔

[3] گر بُوَد۔ اگر وہ محض بناوٹی شیخ ہے تو اُس کے قول و فعل کی طرف دھیان نہ کر۔ ور بُوَد۔ اور اگر وہ شیخ صادق ہے تو اُس سے وابستہ ہو جا تاکہ وہ حقیقت کے سمندروں تک پہنچا دے۔ در بیان۔ اگر شیخ میں خدائی نور ہوتا ہے تو وہ لامحالہ ظاہر ہو کر رہتا ہے اور اُس کے اظہار کیلئے شیخ کے کسی قول و فعل کی ضرورت نہیں ہے۔

شود بانگ خروس و اعلام مؤذن و علامات دیگر حاجت نباید

اسکو مرغ کی اذان اور مؤذن کے بتانے اور دوسری علامتوں کی ضرورت نہیں ہوتی

لیک[1] نور سالکے کز حد گذشت — نور او بر شد بیابانها و دشت

لیکن سالک کا وہ نور جو حد سے بڑھ گیا ہے — اس کے نور سے جنگل اور بیابان پر ہو جاتے ہیں

شاهدش فارغ آمد از شهود — وز تکلفهای و جانبازی وجود

اسکی گواہی گواہیوں سے بے نیاز ہے — اور جسم کے تکلفات اور جانبازی سے

نور آن گوهر چو بیرون تافته است — زین تسلسها فراغت یافته است

جبکہ اس کے نور کا جوہر باہر چمک گیا ہے — اس کو ان مکاریوں سے نجات مل گئی ہے

پس[2] مجاز و بے گواه فعل و گفت — کز دو هر دو جهان چون گل شگفت

تو اس سے فعل و قول کا گواہ نہ چاہ — کیونکہ دونوں جہان اسکی وجہ سے پھول کی طرح کھلتے ہیں

این گواهی چیست؟ اظهار نهان — خواه قول و خواه فعل و غیر آن

یہ گواہی کیا ہے؟ پوشیدہ کو ظاہر کرنا ہے — خواہ وہ اگواہی) قول ہو اور خواہ فعل اور انکے علاوہ ہو

که عرض اظهار سر جوهر است — وصف باقی دین عرض بر معبر است

کیونکہ جوہر کے راز کا ظاہر کرنا عرض ہے — صفت باقی ہے اور یہ عرض گذرگاہ پر ہے

این نشان زر نماند بر محک — زر بماند نیک نام و بے زشک

کسوٹی پر سونے کا یہ نشان (باقی) نہیں رہتا — سونا نیک نام اور بے شک (باقی) رہتا ہے

این[3] صلوٰة و این جهاد و این صیام — هم نماند جان بماند نیک نام

یہ نماز اور یہ جہاد اور یہ روزے — بھی نہ رہیں گے جان نیک نام رہیگی

جان چنین افعال و اقوالے نمود — بر محک امر جوهر را بسود

جان نے ایسے افعال اور اقوال ظاہر کیے — جوہر کو امر کی کسوٹی پر گھسا

کاعتقادم راست است این گواه — لیک هست اندر گواهان اشتباه

کہ میرا عقیدہ درست ہے، یہ گواہ ہے — لیکن گواہوں میں شبہ ہوتا ہے

تزکیه باید گواهان را بداں — تزکیه اش اخلاص و موقونی بدان

سمجھ لے گواہوں میں عدالت ہونی چاہیے — اس کی عدالت اخلاص اور تیرا اسپر مطلع ہونا ہے

حفظ لفظ اندر گواه قولی ست — حفظ عهد اندر گواه فعلی ست

قولی گواہ میں لفظوں کی نگہداشت ہے — فعلی گواہ میں عہد کی حفاظت ہے

---

[1] لیک۔ عارف باللہ میں وہ نور ہوتا ہے کہ اس سے عالم پُر ہو جاتا ہے شاہد بیں۔ اس کے لئے گواہوں کی گواہی کی ضرورت نہیں ہے... نور جاں۔ اس کے جوہر کا نور ایسا روشن ہوتا ہے کہ اس کے اظہار کے لئے کسی تکلف کی کوئی ضرورت نہیں ہے

[2] پس مجو۔ ایسے شخص کی صداقت پر اس کے قول و فعل سے گواہی چاہنا مناسب نہیں ہے۔ کہ عرض بالعرض فنا ہو جاتا ہے جوہر باقی رہتا ہے قول و فعل عرض ہے اور نور باطن جوہر ہے۔ جوہر ہست یعنی فانی ہے۔ وصف یعنی نور باطن۔ اس نشان سونے کو پہچاننے کے لئے کسوٹی پر کسا جاتا ہے وہ کس فنا ہو جاتا ہے اور سونا باقی رہتا ہے۔

[3] این صلوٰۃ۔ عبادات کے ذریعہ روح کو نیکنامی حاصل ہوتی ہے یہ عبادات فانی ہیں نیکنامی باقی رہتی ہے جان۔ روح اپنی نیکنامی کیلئے خدائی حکم کے مطابق افعال و اقوال ظاہر کرتی ہے اور بتاتی ہے کہ میرا اعتقاد درست ہے اور یہ افعال و اقوال اسکے گواہ ہیں لیکن ہر گواہ قابل قبول نہیں ہوتا بلکہ عادل گواہ قابل اعتبار ہوتا ہے اسلئے گواہ کا تزکیہ یعنی اسکی عدالت ثابت کرنا ضروری ہوا افعال و اقوال کا تزکیہ یہ ہے کہ انمیں اخلاص ہو یا وغیرہ نہ ہو حفظ لفظ۔ تیرا ایمان جو گواہوں کی ضرورت ہے کہ کوئی غیر مناسب لفظ نہ بولے اور اپنی فرضیت کی ادائیگی کی حفاظت کرے۔ عہد عبادت کی ادائیگی کی حفاظت کرے۔

گر گواہِ قول کژ گوید رَدَست — وَر گواہِ فعل کژ پوید بَدَست

اگر قولی گواہ ٹیڑھی بات کہے تو رَد ہے — اگر فعلی گواہ ٹیڑھا چلے تو بَد ہے

قول و فعلِ بے تناقض بایدت — تا قبول اندر زماں پیش آیدت

بغیر اختلاف کا قول و فعل تیرے لئے ضروری ہے — تاکہ زمانہ میں قبولیت تیرے سامنے آئے

سَعْیُکُمْ شَتّٰی تناقض اندرید — روز میدوزید و شب بَر میدرید

تمہاری کوششیں مختلف ہیں تو تناقض میں ہو — دن کو سیتے ہو اور رات کو پھاڑتے ہو

پس گواہی با تناقض کہ شنود — یا مگر حکمے کند از لُطفِ خود

تو تناقض کے ساتھ گواہی کون سنتا ہے؟ — ہاں اگر اپنی مہربانی سے فیصلہ کر دے

فعل و قول اظہارِ سِرّست و ضمیر — ہر دو پیدا میکند سِرِّ ستیر

فعل اور قول راز اور دل کا اظہار ہے — دونوں چھپے ہوئے راز کو ظاہر کر دیتے ہیں

چوں گواہت تزکیہ شد شد قبول — ورنہ محبوس ست اندر مُول مُول

جب تیرے گواہ کی حالت ثابت ہو گئی وہ مقبول ہو گیا — ورنہ وہ ٹھہرا ہوا میں پھنسا ہوا ہے

تا تو بستیزی ستیزندا ے حرون — فَانْتَظِرْهُمْ اِنَّهُمْ مُنْتَظِرُوْن

اے سرکش جب تک تو جھگڑا کریگا وہ جھگڑ رہے — پس تو ان کا انتظار کر وہ بھی منتظر ہیں

عرضہ کردن مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم شہادت را بر مہمانِ خویش

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے مہمان پر کلمۂ شہادت پیش کرنا

ایں سخن پایاں ندارد مصطفےٰ — عرضہ کرد ایمان و پذرفت آں فتےٰ

اس بات کا خاتمہ نہیں ہے مصطفےٰ نے — ایمان پیش کر دیا اور اس نوجوان نے قبول کر لیا

آں شہادت را کہ فرخ بودہ ست — بندہائے بستہ را بکشودہ ست

وہ (کلمۂ) شہادت جو بابرکت ہے — جس نے بندھی ہوئی بندشوں کو کھولا ہے

گشت مومن گفت او را مصطفےٰ — کامشباں ہم باش تو مہمانِ ما

وہ مومن ہو گیا، اس کو مصطفےٰ نے فرمایا — تو آج کی رات بھی ہمارا مہمان رہ

گفت واللہ تا ابد ضیفِ توام — ہر کجا باشم بہر جا کہ رَوَم

اس نے کہا خدا کی قسم ہمیشہ کیلئے آپکا مہمان ہوں — جہاں کہیں بھی رہوں، جہاں بھی جاؤں

دسترخوان کا خوشہ چین ہوں۔

---

۱ گر گواہ قول۔ قول گواہ ہے اگر کوئی لفظ غلط کہے گا تو گواہ مردود ہو جائیگا فعل گواہ میں اگر کوئی عمل عہد الست کے خلاف ہوگا تو وہ مردود ہو جائیگا۔ قول و فعل بالکل دونوں گواہوں میں موافقت ضروری ہے ورنہ مردود ہو جائیں گے۔ سَعْیُکُمْ شَتّٰی۔ تمہاری کوششیں مختلف ہیں قرآن پاک میں ہے اِنَّ سَعْیَکُمْ لَشَتّٰی۔ روزہ۔ دن میں کچھ رات میں کچھ اور کرتے ہیں۔ یا مگر۔ یہ گواہی مردود ہے۔ ہاں خدا اپنے فضل سے قبول کر سکتا ہے۔

۲ فعل و قول۔ انسان کا قول و فعل اس کے دل میں چھپی ہوئی کیفیت ظاہر کرتے ہیں۔ چوں۔ اگر گواہوں کی نیکی ثابت ہو جاتی ہے تو گواہی مقبول ہو جاتی ہے ورنہ گواہ خود پھنس جاتا ہے۔ مول مول یعنی اس کو حکم ہوگا کہ ٹھہرا رہ۔ فَانْتَظِرْهُمْ۔ قرآن پاک میں آنحضرتؐ کو حکم ہے فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُنْتَظِرُوْنَ۔ اے نبی آپ ان سے رُوگردانی کر لیجئے اور انتظار کیجئے وہ بھی انتظار میں ہیں۔

۳ عرضہ کردن پیش کرنا۔ شہادت۔ کلمۂ شہادت۔ فرخ۔ مبارک۔ گشت۔ وہ کافر مہمان کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ کامشباں۔ آج کی رات۔ گفت۔ اس نے کہا اب تو میں جہاں کہیں بھی رہوں آپ کے

زندہ[1] کردہ مُعتق و دربانِ تو — ایں جہان و آں جہان خوانِ تو
آپ کا زندہ کیا ہوا اور آزاد کیا ہوا اور دربان ہوں — اس جہان میں اور اُس جہان میں آپکے دسترخوان پر ہوں

ہر کہ بگزیند جُز ایں بگزیدہ خوں — عاقبت دَرد گلویش مُستحوں
جو اِس منتخب دسترخوان کے علاوہ منتخب کریگا — انجام کار بدی اُس کا گلا پھاڑ دے گی

ہر کہ سُوئے غیرِ خوانِ تو رَوَد — دیو با اُو داں کہ ہم کاسہ بُوَد
جو آپ کے دسترخوان کے غیر کے پاس جائے گا — سمجھ لیجئے شیطان اُس کا ہم پیالہ ہوگا

ہر کہ از ہمسایگیِ تو رَوَد — دیو بے شکّے کہ ہمسایہ اش بُوَد
جو آپ کے پڑوس سے جائے — بیشک شیطان اُس کا پڑوسی ہوگا

وَر رَوَد بے تو سفر اُو دُور دَست — دیو بد ہمراہ و ہم سفرہ ویست
اگر وہ دور و دراز آپ کے بغیر سفر کرے — شیطان اُس کا ہمراہی اور شریک دسترخوان ہے

وَر نشیند بے تو بر اسپِ شریف — حاسدِ ما ہست دیو اُو را رَدیف
اگر آپ کے بغیر وہ عمدہ گھوڑے پر بیٹھے — وہ ہمارا حاسد ہے، شیطان اُس کے پیچھے سوار ہے

وَر بجیہ[2] گیرد از و شہناز اُو — دیو در نسلش بُوَد انباز اُو
اگر اُس کی نازنین (بیوی) اُس سے پیٹ جنے — شیطان اُس کی نسل میں اُس کا شریک ہوگا

در نبی شارِکہم گفت ست حق — ہم دَر اموال و دَر اولاد از سَبق
اللہ (تعالیٰ) نے قرآن میں ان کا شریک ہونا فرمایا — مالوں میں بھی اور اولاد میں بھی پہلے سے

گفت پیغمبر ز غیب ایں را جلی — در مقاماتِ نوادر با علیؓ
پیغمبرؐ نے واضح طور پر یہ غیب سے فرمایا — نادر مقامات میں (حضرت علیؓ سے)

یا رسولَ[3] اللہ رسالت را تمام — تو نمودی ہمچو شمس بے غمام
اے اللہ کے رسولؐ پوری رسالت کو — آپ نے دکھا دیا بغیر ابر کے سورج کی طرح

ایں کہ تو کردی دو صد مادر نکرد — عیسیٰ وافسونش با عاذر نکرد
جو کچھ آپ نے کیا دو سو ماؤں نے نہ کیا — (حضرت) عیسیٰؑ اور انکی دعا نے عاذر کیساتھ نہ کیا

از تو جانم از اجل نک جان بُرد — عاذر ار شد زندہ آندم باز مُرد
اب میری جان آپ کی وجہ سے موت سے جان بچا لیگئی — عاذر اگر اُس وقت زندہ ہوا پھر مر گیا

گشت مہمانِ رسول آں شب عرب — شیر یک بز نیمہ خورد و بست لب
عرب اُس رات رسولؐ کا مہمان ہو گیا — ایک بکری کا آدھا دودھ پیا اور ہونٹ بند کر لئے

[1] زندہ کردہ۔ آپ نے مجھے حیاتِ ابدی عنایت کی ہے۔ معتق۔ غلامی سے آزاد شدہ۔ آں جہاں۔ عالمِ آخرت۔ ہر کہ۔ جو آپ کے دسترخوان سے بھاگے گا وہ ہلاک ہوگا اور شیطان اُس کا ہم نوالہ اور ہم پیالہ جیسا۔ ہمسائگی۔ جو آپ کا پڑوس چھوڑے گا شیطان اُس کا پڑوسی بنے گا۔ حنفرہ۔ دسترخوان۔

[2] وَر بجہ۔ اگر اُس کی بیوی کے بچہ پیدا ہوگا اس پر شیطانی اثر ہوگا۔ شہناز۔ شاہ ناز یعنی بیوی۔ انباز۔ شریک۔ قدیمی۔ قرآن پاک میں شیطان کو خطاب کیا گیا ہے وَشَارِکْہُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ مال و اولاد میں شریک بن جا۔

[3] یا رسول اللہ۔ اُس مومن مہمان نے کہا۔ خرم۔ ابر۔ دو صد مادر۔ ماں کی بہت مشہور ہے۔ عاذر۔ وہ شخص تھا جس کو حضرت عیسیٰؑ نے مرنے کے چالیس سال بعد زندہ کر دیا تھا لیکن پھر وہ طبعی موت مر گیا تو اُسکی حیات عارضی تھی آپ نے مجھے ابدی زندگی عطا کر دی ہے۔ گشت۔ وہی رسا خواب مسلمان ہونے کے بعد ایک بکری کے آدھے دودھ سے سیر ہو گیا۔

کرد[1] الحاحش بخور شیر و رقاق — گفت گشتم سیر واللہ بے نفاق

آنحضورؐ نے اس سے اصرار کیا کہ دودھ اور روٹی کھائے — اس نے کہا میرا پیٹ بھر گیا خدا کی قسم ایمانداری سے

این تکلف نیست نے ناموس و فن — سیرتر گشتم ازاں کہ دوش من

یہ تکلف نہیں ہے، نہ شرم اور مکر — میں اس سے زیادہ پیٹ بھرا ہوں جتنا کہ کل (تھا)

در عجب ماندند جملہ اہلِ بیت — پُر شد ایں قندیل از یکقطرہ زیت

سب گھر والے تعجب میں پڑ گئے — کہ یہ قندیل زیت کے ایک قطرے سے بھر گیا

آنچہ قوتِ مرغِ بایلیے بود — سیری معدہ چنیں پیلے بود

جو ابابیل پرند کی خوراک ہو — ایسے ہاتھی کا اس سے پیٹ بھر جائے

فجفجے افتاد اندر مرد و زن — قدرِ پشہ می خورد آں پیلتن

مرد و زن میں کھس پھس ہونے لگی — یہ ہاتھی جیسے جسم والا مچھر کی بقدر کھاتا ہے

حرص و وہم کافری سر زیر شد — اژدہا از قوتِ مورے سیر شد

کفر کی حرص اور وہم اوندھا ہو گیا — اژدہا چیونٹی کی خوراک سے سیر ہو گیا

آں گداچشمی و کفر از وے برفت — لوتِ ایمانیش[2] مُتر کرد و زفت

وہ بھکاری پن اور کفر اس سے رخصت ہوا — اس کو ایمان کی عمدہ غذا نے موٹا تازہ کر دیا

آنکہ از جوعُ البقر اُو می طپید — ہمچو مریم میوۂ جنت بدید

وہ شخص جو جوعُ البقر سے تڑپتا تھا — اس نے حضرت مریم کی طرح جنت کے پھل دیکھ لئے

میوۂ جنت سوئے چشمش شتافت — معدہ چوں دوزخش آرام یافت

جنت کے پھل اس کی آنکھوں کی جانب دوڑ آئے — اس کے دوزخ جیسے معدہ نے آرام پا لیا

ذاتِ ایمان نعمت و لوتے ست ہو — اے[3] قناعت کردہ از ایماں بقول

ایمان کی حقیقت نعمت اور عظیم لذیذ غذا ہے — اے وہ کہ جس نے ایمان کے بارے میں قول پر اکتفا کر لیا ہے

دریاں آنکہ نورے کہ غذائے جان ست غذائے جسمِ اولیاء

اس کا بیان کہ وہ نور جو روح کی غذا ہے اولیاء کے جسم کی بھی غذا ہوتا ہے

میشود تا اوہم یار می شود روح را کہ اَسلَمَ شَیطانِی عَلٰی یَدِی

ہے یہاں تک کہ وہ بھی روح کا دوست بنجاتا ہے کیونکہ آنحضورؐ نے فرمایا ہے "میرا شیطان میرے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا ہے"

گرچہ آں مطعومِ جان ست و نظر — جسم را ہم زاں نصیب ست اے پسر

اگرچہ وہ جان اور نظر کی خوراک ہے — اے بیٹا! اس میں جسم کا بھی حصہ ہے

---

[1] کرد۔ آنحضورؐ نے مزید کھانے پر اصرار کیا۔ الحاح۔ اصرار۔ رقاق۔ چپاتی روٹی۔ دوش۔ شب گذشتہ۔ پُر شد۔ یعنی آج یہ تھوڑی غذا سے سیر ہو گیا۔ اپنے۔ ہاتھی کا پیٹ ابابیل کی خوراک سے بھر گیا۔ پیلتن۔ ہاتھی جیسے جسم والا۔ حرص۔ کفر کی حالت کی حرص جاتی رہی۔

[2] گداچشمی۔ لالچ۔ حرص۔ لوت۔ اب چونکہ وہ مومن ہو گیا ایمانی غذا نے اور موٹا تازہ کر دیا۔ جوع البقر۔ بیماری ہے جس میں کبھی پیٹ نہیں بھرتا۔ مریم۔ حضرت مریم حاملہ ہونے کی حالت میں جنتی پھل کھاتی تھیں اور دنیاوی غذا سے بے نیاز رہیں۔ ذاتِ ایمان۔ ایمان کی حقیقت عجب نعمت اور غذا ہے اگر وہ کسی کو حاصل ہو جائے تو پھر جسمانی غذا کی زیادہ ضرورت نہیں رہتی ہے

[3] اے قناعت کردہ۔ جو لوگ صرف زبانی مومن ہیں وہ اس حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے۔ یہاں نورِ ایمانی روح کی غذا ہے جب روح اور جسم کا اتحاد ہو جاتا ہے تو وہ نور جسم کی غذا بھی بن جاتا ہے۔ اَسلَمَ۔ حدیث شریف کا مقصد یہ ہے کہ نفسِ امارہ میرا تابع ہو گیا ہے۔ مولانا نے یہاں شیطان سے مراد جسم انسانی لیا ہے یعنی وہ بھی روح کا ساتھی بن گیا ہے۔ گرچہ آں یعنی نورِ ایمانی۔

گر نگشتے دیو جسم آں را اکول — اسلم الشیطاں نہ فرمودے رسول

اگر شیطان کا جسم اُس کا کھانیوالا نہ بنتا — (تو) رسول "شیطان اسلام لے آیا" نہ فرماتے

دیو زاں لوتے کہ مُردہ حی شود — تا نیاشامد مسلماں کے شود

شیطان اُس غذا کو جس سے مُردہ زندہ ہوتا ہے — جب تک نہ پی لیتا، مسلمان کب ہوتا

دیو بر دنیاست عاشق کور و کر — عشق را عشقِ دگر بر دد کمر

شیطان دنیا کا اندھا اور بہرا عاشق ہے — عشق کی کمر دوسرا عشق (ہی) توڑتا ہے

از نہانخانہ یقیں چوں مے چشد — اندک اندک عشق رخت آنجا کشد

یقین کے دفینہ میں سے جب وہ شراب چکھتا ہے — آہستہ آہستہ عشق اس جگہ بڑا ڈالتا ہے

یَا حَرِیْصَ الْبَطْنِ عَرِّجْ ھٰکَذَا — اِنَّمَا الْمِنْھَاجُ تَبْدِیْلُ الْغِذَا

اے پیٹ کے لالچی! اس طرح مائل ہو — غذا کی تبدیلی ہی راستہ ہے

یَا مَرِیْضَ الْقَلْبِ عَرِّجْ لِلْعِلَاجْ — جُمْلَۃُ التَّدْبِیْرِ تَبْدِیْلُ الْمِزَاجْ

اے دل کے مریض! علاج کی طرف مائل ہو — مکمل تدبیر مزاج کا بدلنا ہے

اَیُّھَا الْمَحْبُوْسُ فِیْ رَھْنِ الطَّعَامْ — سَوْفَ تَنْجُوْ اِنْ تَحَمَّلْتَ الْعِظَامْ

اے کھانے کی رہن کے قیدی — عنقریب تجھے نجات پا جائیگا، اگر تو نے بڑے اعضا برداشت کر لئے

اِنَّ فِی الْجُوْعِ طَعَامًا وَّافِرًا — اِفْتَقِدْہُ وَارْتَجِ یَا نَافِرًا

بھوکا رہنے میں بہت غذا ہے — اُس کو تلاش کر لے اور اُمید رکھ اے بھاگنے والے

اِغْتَذِ بِالنُّوْرِ کُنْ مِثْلَ الْبَصَرْ — وَافِقِ الْاَمْلَاکَ یَا خَیْرَ الْبَشَرْ

نور کی غذا حاصل کر، آنکھ جیسا بن جا — اے انسانوں میں سے بہتر! فرشتوں کی موافقت کر

چوں ملک تسبیح حق را کن غذا — تا رہی ہمچوں ملائک از اذا

فرشتوں کی طرح اللہ کی تسبیح کو غذا بنا لے — تاکہ تو فرشتوں کی طرح ہے نجات پا جائے

جبرئیل ار سوئے جیفہ کم تند — اُو بقوت کے ز کرگس کم زند

اگرچہ جبرئیل مردار کا رُخ نہیں کرتے ہیں — وہ قوت میں گدھ سے کم پرواز کب کرتے ہیں؟

پیل اگرچہ در زمیں آہستہ است — او ز پشہ باز کو چوں رستہ است

ہاتھی زمین میں اگرچہ آہستہ چلتا ہے — بتا وہ مچھر سے کب بچا ہے!

ہے اُن کی پرواز مُردار خور گدھ سے بہت زیادہ ہے۔ پیل۔ ہاتھی کا جسم بھاری بھرکم ہے لیکن مچھر اُس کو ہلاک کر سکتا ہے تو جسم کی طاقت پر مدار نہیں ہے۔

---

۱ گر نگشتے۔ اگر جسم کا ہم پیالہ اور ہم نوالہ نہ بنتا تو حضور شیطان مسلمان ہوگیا نہ فرماتے۔ دیو شیطان اگر نور سے غذا حاصل نہ کرتا تو مسلمان کب بن سکتا تھا۔ دیو جسم انسانی دنیا کا شاہ ہے جب تک آخرت کا عشق نہ پیدا ہوگا اس عشق کی کمر نہ ٹوٹے گی۔ از نہانخانہ جب اللہ تعالیٰ کی جانب دل میں یقین کی کیفیت پیدا ہونے لگتی ہے تو عشق نمودار ہو جاتا ہے۔ یا حریص۔ غذا کی تبدیلی سے مزاج بدلتا ہے اور اُس سے مرض زائل ہو جاتا ہے، انسان کو غذا جسمانی چھوڑ کر غذا روحانی کا عادی بننا چاہیے۔

۲ یا مریض۔ مزاج کے تغیر سے ہی امراض پیدا ہوتے ہیں جب مزاج کی تبدیلی کر کے اُس کو اصل حالت میں لے آیا جائے تو مرض زائل ہو جاتا ہے۔ اعظام۔ صبر کے مصائب برداشت کرنے سے راحت حاصل ہوتی ہے۔ اِنَّ فِی الْجُوْعِ۔ اشر۔ اُمدد من الطعام خالی اور تا دراس نور بصر قوت یعنی دانق۔ ملائکہ کی غذا نور ہے۔

۳ چوں ملک۔ فرشتوں کو تسبیح کے ذریعہ غذا نور حاصل ہوتی ہے۔ جبرئیل۔ جبرئیل کی طاقت نورانی

حبذا[1] خوانے نہادہ در جہاں — لیک از چشمِ خسیساں بس نہاں
دنیا میں عمدہ خوان رکھا ہوا ہے — لیکن کمینوں کی نگاہ سے بہت چھپا ہوا ہے

اِنکار کردنِ اہلِ تن غذائے رُوح را و لرزیدنِ ایشان بر غذائے خسیسِ جسمانی

تن پروروں کا روحانی غذا سے انکار کرنا اور اُن کا جسمانی تھوڑی غذا سے لرزنا

گر جہاں باغے پُر از نعمت شود — قسمِ موش و مارہم خاکے بُود
اگر دنیا نعمت سے بھرا ہوا باغ بن جائے — چوہے اور سانپ کا حصہ پھر بھی مٹی ہے

قسمِ شاں خاکست گر دُرّے گر بہا — میرکونی خاک چوں نوشی چو مار
اُن کا حصہ مٹی ہے خواہ خزاں ہو خواہ بہار ہو — تو جہاں کا سردار ہے سانپ کی طرح مٹی کیوں کھاتا ہے

در میانِ چوب گوید کرم چوب — مر کرا باشد چنیں حلوائے خوب
لکڑی کا کیڑا لکڑی میں کہتا ہے — ایسا عمدہ حلوا کس کو نصیب ہے!

در میانِ[2] خاک گوید کرم خورد — ایں چنیں حلوا بعالم کس نخورد
چھوٹا سا کیڑا مٹی میں کہتا ہے — دنیا میں ایسا حلوہ کسی نے نہیں کھایا

کرم سرگیں در میانِ آں حدث — در جہاں نُقلے نداند جز خبث
گوبر کا کیڑا اس نجاست میں — دنیا میں سوائے نجاست کے کوئی خوراک نہیں جانتا ہے

جز نجاست ہیچ نشناسد کلاغ — شد نجاست مر ورا چشم و چراغ
کوا نجاست کے علاوہ کچھ نہیں پہچانتا ہے — نجاست ہی اُس کا چشم و چراغ ہے

مناجات

دعا

اے[3] خدائے بے نظیر ایثار کُن — گوش را چوں حلقہ دادی زیں سخن
اے بے نظیر خدا! عنایت کر دے — جبکہ تو نے اس کام کا کان میں حلقہ پہنا دیا ہے

گوش ما گیر و بداں مجلس کشاں — کز حقیقت مینخورند ایں سرخوشاں
ہمارا کان پکڑ اور اُس مجلس میں کھینچ — کیونکہ یہ مست تیری شراب پی رہے ہیں

چوں بما بوئے رسانیدی ازیں — سر مبعد آں مُشک را اے ربِ دیں
جبکہ تو نے ہم تک اس کی خوشبو پہنچا دی ہے — اے دین کے رب! اُس مُشک کو بند نہ کر

[1] حبذا۔ خوانِ نعمت دنیا میں موجود ہے لیکن وہ کمینوں کی نگاہ سے پوشیدہ ہے وہ صرف ظاہری غذا پر بھروسہ کرتے ہیں۔ انکار کردن۔ دنیادار غذائے روح کے منکر ہیں۔ اور جسم کی جسمانی غذا کی طرف مائل ہیں۔۔۔۔ گر جہاں۔ اگر پورا عالم باغ بن جائے تب بھی چوہے اور سانپ کی غذا مٹی ہوتی ہے یہی حال ان دنیاداروں کا ہے۔ در میان۔ لکڑی کا کیڑا لکڑی ہی کو بہترین حلوا سمجھتا ہے۔

[2] در میان۔ زمین کا کیڑا زمین ہی کو اپنا حلوا سمجھتا ہے۔ کرم سرگیں۔ گوبر کے کیڑے کو گوبر ہی بہتر غذا معلوم ہوتی ہے۔ کلاغ۔ کوا نجاست ہی کو بہترین غذا سمجھتا ہے۔ مناجات۔ دعا۔

[3] اے خدا۔ جب تو نے ہمیں توفیق عطا فرمائی ہے کہ ہم اسرار و حکم سن رہے ہیں تو پھر ہمیں اہلِ حال کی مجلس میں پہنچا دے۔ زیں سخن یعنی اسرار و حکم۔ رحیق۔ شراب۔ سرخوشاں۔ مستاں۔ چوں۔ جب تو نے ہمیں اہلِ دل کی باتیں سنا دی ہیں تو ان کو ہم سے مخفی نہ رکھ۔

از تو نوشند از ذکور و از اناث — بے دریغی در عطایا مستغاث

مذکر اور مؤنث تجھ ہی سے پی رہے ہیں — اے فریاد رس! تو عطیات میں بے دریغ ٹوک سے

اے دعا نا گفتہ از تو مستجاب — دادہ دل را ہر دمی صد فتح باب

اے وہ کہ نہ مانگی ہوئی دعا بھی تیری جانب سے قبول ہو — تو نے ہر لمحہ دل کو سینکڑوں دروازے کی کشادگیاں عطا کی ہیں

چند حرفے نقش کردی از رقوم — سنگہا از عشق اُو شد ہمچو موم

تو نے حروف میں سے چند حرف تحریر کیے — اسکے عشق سے بہت سے پتھر موم جیسے ہو گئے

نونِ ابرو صادِ چشم و جیم گوش — بر نوشتی فتنۂ صد عقل و ہوش

ابرو کا نون، آنکھ کا صاد، کان کا جیم — تو نے لکھے ہیں جو سینکڑوں عقل و ہوش کیلئے فتنہ ہیں

زاں حروفت شد خرد باریک بیں — نسخ میکن اے ادیبِ خوشنویس

تیرے اُن حروف سے عقل دقیق النظر ہو گئی — اے خوشنویس ادیب! خوب لکھ

در خورِ ہر فکر بستہ بر عدم — دمبدم نقشِ خیالِ خوش رقم

عدم پر ہر فکر کے مناسب قائم کر دیا ہے — ہر لمحہ، حسین خیالی نقش

حرفہائے طرفہ بر لوحِ خیال — بر نوشتہ چشم و ابرو خط و خال

خیال کی تختی پر عجیب حروف — آنکھ اور ابرو اور خط و خال کے لکھ دیئے ہیں

بر عدم باشم نہ بر موجود مست — زانکہ معشوقِ عدم وافی تر ست

میں عدم کا عاشق ہوں نہ کہ موجود کا — کیونکہ عدم والا معشوق زیادہ وفادار ہے

عقل را خط خوانِ آں اشکال کرد — تا دہد تدبیرہا را زاں نورد

عقل کو اُن شکلوں کا پڑھنے والا بنا دیا — تاکہ اُن کے بارے میں تدبیروں کو لپیٹ دے

تشبیہ عقل بجبرئیل و نظر او در غیب مانند نظر جبرئیل در لوحِ محفوظ

عقل کی حضرت جبرئیلؑ سے مشابہت اور اس کی نظر کا غیب پر حضرت جبرئیلؑ کی طرح رہنا

چوں ملک از لوحِ محفوظ آں خرد — ہر صباحے درس ہر روزہ برد

عقل فرشتہ کی طرح لوحِ محفوظ سے — ہر صبح کو ہر دن کا سبق حاصل کر لیتی ہے

بر عدم تحریرہا بیں با بیاں — واں سوادش حیرتِ سودائیاں

عدم میں وہ تحریریں دیکھ، باوجود بیان کے — اُن کی سیاہی دیوانوں کے لئے باعث حیرت ہے

ہر کسے شد بر خیالے ریش گاؤ — گشتہ در سودائے گنجے گنج گاؤ

ہر شخص کسی خیال میں احمق بنا ہوا ہے — خزانے کے خیال میں گنج گاؤ بنا ہوا ہے

---

۱ از تو۔ تیری عطا عام ہے تو میں بھی محروم نہ رہے دعا۔ تیری وہ ذات ہے کہ تو نہ مانگی ہوئی دعائیں بھی قبول فرما لیتا ہے اور دل کو سینکڑوں اسرار سے مانوس کر دیتا ہے۔ چند حرفے۔ معشوقوں کے عضاء چند حرفوں کے مشابہ ہیں نون ابرو کے، اور صاد آنکھ کے، حلقہ کے اور جیم کان کے۔ یہ حضرت حق کی کاریگری ہے کہ چند حرف اس نے تحریر فرما دیئے جن کی تاثیر سے سنگدل عاشقوں کے دل موم ہو گئے ہیں۔ زاں۔ ان حروف کے ذریعہ عقل مصنوع سے صانع پر استدلال کرنے کے قابل ہو گئی۔ رقیق۔ دقیق نکتہ۔

۲ در خور۔ انسان جس طرح حق حروف سے مقاصد اور مطالب اخذ کرتا ہے اسی طرح خیالی حرف بھی ہیں جن سے انسان مطالب اخذ کرتا ہے اس کے لوحِ خیال پر چشم و ابرو کے نقش قائم ہیں۔ بر عدم۔ مولانا فرماتے ہیں کہ صورتِ خیالی سے عاشق کا اتحاد تام ہوتا ہے اور وفا قائم رہتا ہے اس لئے میں صورتِ حق پر صورتِ خیالی کو ترجیح دیتا ہوں۔ اشکال۔ یعنی خیالی صورتیں۔

۳ تشبیہ۔ جس طرح حضرت جبرئیلؑ لوحِ محفوظ سے پڑھتے ہیں اسی طرح عقل بھی غیب سے پڑھتی ہے اور دنیا کی دولت حاصل کرتی ہے۔ تحریر۔ بلا بردہ

ہمچو قومے کہ تحری میکنند — بر خیالِ قبلہ ہر سُو می تنند

جس طرح لوگ اٹکل کرتے ہیں — قبلہ کے خیال سے ہر جانب کو رُخ کرتے ہیں

چونکہ[1] کعبہ رُو نماید صبح گاہ — کشف گردد کہ کم کردہ ست راہ

جب صبح کو قبلہ رُو نما ہوتا ہے — واضح ہو جاتا ہے کہ کس نے غلطی کی ہے

یا چو غوّاصاں بزیرِ قعرِ آب — ہر کسے چیزے ہمی گیرد شتاب

یا جس طرح غوطہ زن پانی کی گہرائی کے نیچے — ہر شخص جلدی سے ایک چیز پکڑ لیتا ہے

بر اُمیدِ گوہر و دُرِّ ثمیں — تو برہ پُر میکنند از آن و ایں

جوہر اور قیمتی موتی کی اُمید پر — اُس اور اس سے تھیلی بھر لیتے ہیں

چوں برآیند از تگِ دریا ز ژرف — کشف گردد صاحبِ دُرِّ شگرف

جب گہرے دریا کی تہ سے باہر آتے ہیں — عجیب موتی والا واضح ہو جاتا ہے

واں دگر کہ بُرد مروارید خُرد — واں دگر کہ سنگریزہ و شبہ بُرد

اور وہ جس نے چھوٹا موتی حاصل کیا ہے — اور وہ جس نے پتھری اور بوتھ حاصل کیا ہے

ھٰکَذَا نَبْلُوْھُمْ بِالشَّاھِرَۃ[2] — فِتْنَۃٌ ذَاتَ افْتِضَاحٍ قَاھِرَۃ

اسی طرح ہم ان کو میدان میں آزمائیں گے — آزمائش میں جو زبردست رسوائی والی ہوگی

ہمچنیں ہر قوم چوں پروانگاں — گرد شمعے پر زناں اندر جہاں

اسی طرح ہر قوم پروانوں کی طرح — دنیا میں ایک شمع کے چاروں طرف پرواز کر رہی ہے

خویشتن بر آتشے بر میزنند — گرد شمعِ خود طوافے می کنند

اپنے آپ کو ایک آگ پر پھینک رہی ہے — اپنی شمع کے گرد طواف کر رہی ہے

بر اُمیدِ آتشِ موسیٰ بخت — کز لہیبش سبز تر گردد درخت

نصیب کے موسیٰ کی آگ کی اُمید پر — جس کی لپٹ سے درخت زیادہ سرسبز ہو جاتا ہے

فضلِ آں آتش شنیدہ ہر رمہ[3] — ہر شرر را آں گماں بُردہ ہمہ

ہر جماعت نے اس آگ کی فضیلت سُن لی ہے — سب نے اس چنگاری کو وہ سمجھا ہے

چوں برآید صبحدم نورِ خلود — وا نماید ہر یکے چہ شمع بود

جب صبح کو ہمیشگی کا نور طلوع کرے گا — ہر شخص دیکھے گا کہ کیا شمع تھی

ہر کرا پر سوخت زاں شمعِ ظفر — بدہدش آں شمعِ خوش ہفتاد پر

جس کے اُس کامیابی کی شمع سے پَر جُھلسے ہیں — اُس کو وہ شمع ستر اچھے پَر دیدے گی

[1] چونکہ۔ جب صبح کو قبلہ رُو نما ہوتا ہے تو ہر شخص کو غلطی کا احساس ہوتا ہے۔ اسی طرح قیامت صغریٰ کا کشف جب واضح ہوگا تو غلط اندیش کو غلطی کا احساس ہوگا۔ دُرِّ ثمیں۔ قیمتی موتی۔ تو برہ۔ تھیلا۔ ژرف۔ گہرا۔ شگرف۔ عجیب۔

[2] ساہرہ۔ نمائے زمین۔ میدان۔ افتضاح۔ رسوا ہونا۔

[3] شمعے۔ یعنی مقصود موسیٰ۔ حضرت موسیٰؑ کو نور کی تجلی ایک درخت پر آگ کی صورت میں نظر آئی تھی۔ لہیب۔ لپٹ۔

[3] رمہ۔ جماعت۔ اس یعنی نورِ موسوی۔ تو ضوء بلدی نور۔ شمعِ ظفر یعنی شمعِ خداوندی۔

جوق[1] پروانہ دو دیدہ دوختہ — ماند زیرِ شمعِ بد پَر سوختہ
دونوں آنکھیں بند کئے ہوئے پروانوں کی جماعت — بُری شمع کے نیچے بَر جل ہوئی رہ جائے گی

می طپد اندر پشیمانی و سُوز — میکند آہ از ہوائے چشم دوز
یہ سوزش اور شرمندگی میں تڑپے گی — آنکھیں سی دینے والی خواہشِ نفسانی سے آہ کرے گی

شمع اُو گوید کہ چوں من سوختم — کے ترا برہانم از سوز و ستم
اُس کو شمع کہے گی جبکہ میں جل گئی — میں تجھے سوزش اور ستم سے کیسے رہائی دوں

شمع اُو گریاں کہ من سَر سوختہ — چوں[2] کنم من غیر را افروختہ
اُس کی شمع روئے گی کہ میں سَر جلی — دوسرے کو کیا روشن کروں ؟

در تفسیر آیت یَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ

"بندوں پر حسرت ہے" آیت کی تفسیر

اُو ہمی گوید کہ از اشکالِ تو — غرّہ گشتم دیر دیدم حالِ تو
وہ کہے گا کہ تیری صورت سے — میں دھوکا کھا گیا میں نے تیری حالت دیر میں دیکھی

شمع مُردہ بادہ رفتہ، دلربا — غوطہ خورد از ننگ کژ بینیِ ما
شمع مر کر چلی گئی ، دل رُبا نے — غوطہ ماریا، ہماری کج بینی کی ذلت سے

ظَلَّتِ الْاَرْبَاحُ خُسْرًا مُغْرَمًا — نَشْتَکِیْ شَکْوٰی اِلَی اللّٰہِ الْعَمٰے
نافع مُرنڈ والا نقصان بن گئے — اندھے پن کا اللہ سے شکوہ کرتا ہے

حبّذا[3] اَرواحِ اِخوانِ ثقات — مُسْلِمٰتٌ مُّؤْمِنٰتٌ قٰنِتٰتٌ
ثقہ بھائیوں کی روحیں قابلِ مبارکباد ہیں — مسلمان ہیں، مومن ہیں، دعا کرنے والی ہیں

ہر کسے روئے بسوئے بُردہ اند — واں عزیزاں رُو بہ بے سُو کردہ اند
ہر شخص نے ایک جانب مُرخ کیا ہے — وہ باعزت ہیں جنھوں نے بے مُرخ کیا جانب مُرخ کیا ہے

ہر کبوتر می پرد در مذہبے — دیں کبوتر جانبِ بے جانبے
ہر کبوتر ایک راستہ پر پرواز کرتا ہے — یہ کبوتر بے جانب کی جانب پرواز کرتا ہے

ہر عقابے می پرد از جا بجا — دیں عقاباں راستِ بیجائی سَرا
ہر باز ایک جگہ سے دوسری جگہ پرواز کرتا ہے — ان بازوں کی سَرا لامکانی ہے

ما نہ مرغانِ ہوا نے خانگی — دانۂ ما دانۂ بے دانگی
ہم نہ ہوائی پرند ہیں ، نہ پالتو — ہمارا دانہ بے دانگی کا دانہ ہے

---

[1] جوق۔ جوق گل سلیم سے کام نہ لیں گے اور شیطان کے فریب خوردہ ہونگے وہ گم گشتہ راہ ہونگے تیکند۔ جو آنکھیں بند کرکے شہوات میں مبتلا ہوگئے ہیں وہ آہیں بھریں گے شمع اُو گوید۔ یعنی باطل معبود اُن سے برأت کرینگے۔

[2] چوں کنم۔ باطل معبود خود عذاب میں ہونگے وہ دوسروں کو کیا بچا سکیں گے۔ اُو باطل پرست شمع یعنی باطل معبود شمع بچائیں گے۔ ظلت۔ تجارت نفع نقصان ثابت ہوگا اور یہ لوگ اپنے اندھے پن کا شکوہ کرینگے۔

[3] حبّذا۔ مومنین کی روحیں مسلمات ہوں گی۔ مآل عزیزاں جو لوگ حق پرست ہیں اور انھوں نے اپنا رُخ ذاتِ منزہ کی طرف کیا ہے وہ باعزت ہونگے۔ دیں کبوتر۔ یہ وہ روحیں ہیں جو مومنات ہیں۔ بے جانبے۔ یعنی ذاتِ حق جو جہت سے منزہ ہے۔ ہر عقابے۔ ہر انسان کا ایک جانب کو رُخ ہے لیکن اخوانِ صفا کا مکان لا مکان ہے۔ آنہ۔ وہ یہ کہتے ہیں۔

زاں[1] فراخ آمد چنیں روزیِ ما — کہ دریدن شد قبا دوزیِ ما

اسی لئے ہماری روزی اس قدر فراخ ہے — کہ ہمارا پھاڑنا قبا کو سینا ہے

دربیان آنکہ فرجی را چرا فرجی نام نہادند اوّل

اس کا بیان کہ شروع میں فرجی کو فرجی کیوں کہا گیا

صوفیٔ بدرید جُبّہ در حَرَج — پیشش آمد بعد بدیدن فرج

ایک صوفی نے تنگی میں جُبّہ پھاڑ ڈالا — پھاڑنے کے بعد اُس کو فراخی میسّر آگئی

کردہ نامِ آں دریدہ فرجی[2] — ایں لقب شد فاش زاں مردِ نجی

اُس نے اُس پھٹے ہوئے (جُبّہ) کا نام کشادگی والا رکھ دیا — اُس برگزیدہ کی وجہ سے یہ نام مشہور ہوگیا

ایں لقب شد فاش و صافش شیخ بُرد — ماند اندر طبعِ خلقاں حرفِ دُرد

یہ لقب مشہور ہوگیا اور اُس کی حقیقت شیخ لے گیا — لوگوں کی طبیعت میں حرفِ تلچھٹ باقی رہ گئی

ہمچنیں ہر نامِ صافی داشتہ است — اسم را چوں دُردی بگذاشتہ است

اسی طرح ہر وہ نام جو صفائی رکھتا تھا — اُس نے نام کو تلچھٹ کی طرح چھوڑا

ہر کہ گلخوار[3] است دُردی را گرفت — رفت صوفی سوئے صافی ناشگفت

جو مٹی کھانے والا ہے اُس نے تلچھٹ لے لی ہے — صوفی صاف کی جانب تعجب کے بغیر چلا گیا

گفت لابد دُرد را صافی بُود — زیں دلالت دل بصفوت میرود

صوفی نے کہا، تلچھٹ کے لئے صفائی لازمی ہے — اِس رہنمائی سے دل صفائی کی جانب جاتا ہے

دُرد عُسرا فتاد صافش یُسرا اُو — صاف چوں خرما و دُردی بُسرا اُو

تنگی تلچھٹ ہے اُس کا صاف اُس کی کشادگی ہے — صاف خرما کی طرح ہے اور تلچھٹ اُس کا کچا ہے

عُسر با یُسر ست ہیں آیس مباش — راہ داری زیں ممات اندر معاش

تنگی کشادگی کے ساتھ ہے خبردار! مایوس نہ ہو — اِس موت سے تو زندگی میں راستہ پاتا ہے

صاف خواہی جُبّہ بشگاف اے پسر — تا ازاں صفوت برآری زود سر

اے بیٹا! اگر تو صاف چاہتا ہے جُبّہ کو پھاڑ دے — تاکہ اُس میں سے جلد صفائی ظاہر ہو جائے

ہے کہ مجاز میں حقیقت پنہاں ہے۔ صفوت۔ نیز، صاف۔ عُسر۔ مجاز کی مثال تنگی اور کچی کھجور کی سی ہے اور حقیقت کی مثال یُسر اور پکی کھجور کی ہے۔ ہر عسر تنگی کے بعد یُسر اور سہولت میسّر آتی ہے۔ زاہ۔ فنا کے بعد ہی بقا حاصل ہوتی ہے۔ صاف۔ اگر تو چاہتا ہے کہ حقیقت تک پہنچے تو ظاہر پرستی اور تن پروری چھوڑ دے بہت جلد حقیقت تک پہنچ جائے گا۔

---

[1] زاں۔ مشہور مقولہ ہے کہ گدھا کھودنے سے اپنے دھن فراواں ہو جاتا ہے اور قبا چاک کر دینے سے روزی فراواں ہو جاتی ہے اُس کے استر اور سے دفیرہ کو فروخت کر کے گذارا کیا جاسکتا ہے، یعنی اسبابِ ظاہری کو ختم کر دینے سے اللہ پر توکل ہو جاتا ہے۔ وَمَن یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ۔ دربیان۔ جُبّہ کو شروع میں فرجی اسلئے کہا گیا کہ ایک فقیر نے اپنا جبّہ پھاڑ کر فروخت کر دیا اور اُس سے اُس کو فراغدستی حاصل ہوگئی یعنی اُس نے وجودِ ظاہری کو فنا کیا تو اُس کو جاودانی بقا حاصل ہوگئی اس لئے اُس نے پھٹے ہوئے جبّہ کا نام فرجی یعنی کشادگی والا رکھ دیا۔ حرج۔ تنگی۔ فرج کشادگی

[2] فرجی۔ یعنی اُس جبّہ کا نام کشادگی والا پڑ گیا کیوں کہ اُس کے پھٹنے سے اُس فقیر کو کشادگی حاصل ہوئی تھی۔ فاحش۔ مشہور۔ قدر۔ تلچھٹ۔ ہمچنیں۔ دنیا کا قاعدہ ہے کہ ابتداءً کوئی نام کسی حقیقت کی بنیاد پر رکھا جاتا ہے، لیکن پھر اُس نام میں سے حقیقت گم ہو جاتی ہے اور صرف لفظ رہ جاتے ہیں۔

[3] گلخوار۔ یعنی دنیا پرستوں نے مجاز کو اختیار کر لیا اور حقیقت تک نہ پہنچے حقیقت پرست صوفی حقیقت تک پہنچ گیا۔ گفت۔ مجاز پرست سمجھا

ہست[1] صوفی آنکہ شد صفوت طلب — نہ لباسِ صوف و خیاطی و دَب

صوفی وہ ہے جو صفائی کا طالب ہو — نہ کہ اون کا لباس اور سینا اور نقش

صوفیی گشتہ بہ پیشِ ایں لِئام — اَلْخِیَاطَۃُ وَالْلَّوَّاطَۃُ وَالسَّلَام

ان کمینوں کے لئے صوفی ہو تا بن گیا ہے — سینا اور اغلام، والسلام

بر خیالِ آں صفا و نامِ نیک — رنگ پوشیدن نکو باشد ولیک

صفا کے خیال اور بھلے نام کی وجہ سے — رنگین پہننا اچھا ہوگا لیکن

بر خیالش گر روی تا اصلِ اُو — ہمچناں کہ گربہ سُوئے ناں بُو

اگر اُس کے خیال سے تو حقیقت کی طرف جائے — جس طرح کہ بلی خوشبو کے ذریعہ روٹی کی جانب

بُو[2] قلاؤوزست اے جویائے عشق — نے ز بُو یعقوبؑ شد بینائے عشق

اے عشق کے تلاش کرنے والے: بُو رہنما ہے — کیا بُو کی وجہ سے (حضرت) یعقوبؑ عشق کے بینا نہیں ہوئے!

دور باشِ غیرتت آمد خیال — گرد بر گردِ سراپردہ جلال

(فاسد) خیال تیرے لئے دو شاخہ نیزہ ہے — جلال کے پردے کے اردگرد ہے

بستہ ہر جوینده را کہ راہ نیست — ہر خیالش پیش می آید کہ بیست

جس نے ہر تلاش کرنیوالے کو باندھ دیا ہے کہ راستہ نہیں ہے — ہر خیال اُس کے سامنے آجاتا ہے کہ ٹھہر جا

جز مگر آں تیز گوش و تیز ہوش — کش بُود از جیشِ نصر تہاش جوش

سوائے اُس تیز کان والے اور تیز ہوش والے کے — جس کو مددوں کے لشکر سے جوش حاصل ہے

بجہد[3] از تخیلہا بے شہ شود — تیرِ شہ بنماید و بیروں رود

وہ تخیلات سے نکل جاتا ہے بغیر بادشاہ کے بنجاتا ہے — شاہی تیر دکھاتا ہے اور باہر نکل جاتا ہے

ہر کہ را در دست تیرِ شہ بُود — راہ یابد تا بمنزل می رود

جس کے ہاتھ میں بادشاہ کا تیر ہو — راستہ پالیتا ہے منزل تک چلا جاتا ہے

فی المناجات

دُعا

اے قدیم رازدانِ ذوالمنن — در رہِ تو عاجزیم و ممتحن

اے احسانوں والے، راز کو جاننے والے قدیم! — تیری راہ میں ہم عاجز ہیں اور مشقت میں ہیں

ایں دلِ سرگشتہ را تدبیر بخش — ویں کمانہائے دو تو را تیر بخش

اِس حیران دل کو تدبیر عنایت کر دے — اِن خمیدہ کمانوں کو تیر عنایت کر دے

[1] ہست۔ تصوف محض کپڑے پہننے اور پیوند در پیوند گدڑی اور اُس کو منقش کرنے کا نام نہیں ہے۔ لئام کمینے۔ لواطت۔ اغلام۔ ہر خیال نیکی تک پہنچنے کے لئے نیکوں کا لباس اختیار کرنا مفید ہو لیکن محض لباس اختیار کر لینا اور بدوں کے سے کام کرنا بُرا ہے۔ ہمچناں۔ نشانات سے منزلِ مقصود تک پہنچنا چاہیئے، محض نشان حاصل کرنا کافی نہیں ہے۔

[2] بُو۔ کسی چیز کی خوشبو اُس چیز تک پہنچا جاسکتا ہے۔ حضرت یعقوبؑ حضرت یوسفؑ کی خوشبو سے عشق کے بینا بنے اور انکی آنکھیں روشن ہوگئیں۔ دوشاخہ۔ وہ دوشاخہ نیزہ جو چوبدار بادشاہوں کے آگے لیکر لوگوں کو ہٹاتا ہوا چلتا ہے یعنی مجاز میں پھنسنا اور مجاز کا خیال خدا کی غیرت کا لڈ باش ہے جو انسان کو اُس کے راستے سے ہٹا دیتا ہے۔ بستہ۔ یہ خیال حقیقت تک نہیں پہنچنے دیتا ہے۔ جز۔ توفیقِ خداوندی جن کا ساتھ دیتی ہے وہ مجاز سے حقیقت تک پہنچتے ہیں۔

[3] بجہد۔ توفیق جن کا ساتھ دیتی ہے وہ ان خیالات سے شاہی تیر کی علامت دکھا کر آگے بڑھ جاتے ہیں۔ تیرِ شہ۔ شاہی تیر کی علامت ہوتی تھی جس کو دکھا کر کوئی ہر جگہ جاسکتا تھا۔ ذوالمنن۔ احسانوں والا، اللہ تعالیٰ۔ ممتحن۔ مصیبت زدہ۔ تحیر۔ حیرانی۔

جُرعہ بر ریختی زاں خُفیہ جام — بر زمینِ خاکِ مِن کَاسِ الکِرام

تو نے اس پوشیدہ جام سے گھونٹ گرا دیا ہے — خاک کی زمین پر کریموں کے پیالے سے

جُست بر زُلف و رُخ از جُرعہ نشاں — خاکِ اشاہاں ہمی لیسند ازاں

گھونٹ کا نشان زلف اور رُخ پر تلاش کیا ہے — اسی وجہ سے شاہ خاک کو چاٹتے ہیں

جُرعہ حُسن ست کاین خاکست گش — کہ بصد دل روز و شب می بوسیش

حُسن کا گھونٹ ہے کہ یہ خاک بھی ہے — کہ تو دل و جان سے دن رات اُس کو چومتا ہے

جُرعہ خاک آمیز چوں مجنوں کُند — مر ترا تا صاف اُو خود چوں کُند

مٹی میں ملا ہوا گھونٹ جبکہ مجنوں بنا دیتا ہے — تو تجھے اُس کا صاف کیا بنا دے گا؟

ہر کسے پیشِ کلوخے جامہ چاک — کاں کلوخ از حُسن آمد جُرعہ ناک

ہر شخص ایک مٹی کے ڈھیلے کے سامنے کپڑے پھاڑتے ہوئے — کیونکہ وہ ڈھیلا حُسن سے گھونٹ حاصل کئے ہوئے ہے

جُرعہ بر ماہ و خورشید و حمل — جُرعہ بر عرش و کرسی و زحل

ایک گھونٹ ہے چاند اور سورج اور برج حمل پر — ایک گھونٹ ہے عرش اور کرسی اور زحل پر

جُرعہ گوئیش اے عجب یا کیمیا — کز آسیبش فنا گردد بقا

تعجب ہے تو اس کو گھونٹ کہے یا کیمیا — کہ اُس کے اثر سے فنا بقا بن جاتی ہے

جد طلب آسیب اُو اے ذوفنوں — لَا یَمَسُّ ذَاکَ اِلَّا الطَّاهِرُوْن

اے ہوشمند! اُس کا اثر کوشش کا خواہاں ہے — اُس کو نہیں چھو سکتے ہیں مگر پاک لوگ

جُرعہ بر لعل و بر زر و دُرر — جُرعہ بر خمر و بر نقل و ثمر

ایک گھونٹ ہے لعل اور سونے اور موتیوں پر — ایک گھونٹ ہے شراب اور چنے اور پھلوں پر

جُرعہ بر رُوئے خوبانِ لطاف — تا چگونہ باشد آں رَوَاقِ صاف

ایک گھونٹ ہے نازک اندام حسینوں کے رُخ پر — تو اُس چھنے ہوئے اور صاف کا کیا حال ہوگا؟

چوں ہمی مالی زباں را اندریں — چوں شوی چوں بینی آنرا بے زطیں

جبکہ تو اُس پر زبان کو ملتا ہے — تو تیرا کیا حال ہوگا جبکہ اُس کو بغیر مٹی کے دیکھے گا

چونکہ وقتِ مرگ آں جُرعہ صفا — زیں کلوخِ تن بمردن شد جُدا

چونکہ موت کے وقت وہ مصفّی گھونٹ — جسم کے اِس ڈھیلے سے مرنے پر جُدا ہو گیا

آنچہ ماند میکنی زودش دفیں — کیں چنیں زشتے و دوں چوں بُد قریں

جو رہ گیا اُس کو تو جلدی سے دفن کر دیتا ہے — کہ یہ ایسا بدنما اور کم رتبہ کیوں سا تو تھا!

(۴)

لہ جرعہ۔ وَبِذُرْفِ مِنْ کَاسِ الکِرَامِ کریموں کے پیالے سے زمین کو حصہ ملتا ہے صفت مصدر قدرت میں حُسنِ ازلی کی تجلی نمودار ہو گئی ہے جس کی وجہ سے لوگ ان کے شیدا ہیں گلش بخوش منظر پر مستی اُس کے حُسنِ ازلی کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ خاک تیرہ وہ تجلی جو مادیات میں ظہور پذیر ہے جب اُس نے جرعہ بنا رکھا ہے تو جو تجلی اُس سے مشروب ہے اُس کا کیا حال ہوگا۔

لہ جرعہ۔ جس قدر مظاہر ہیں وہ تجلی حقیقی سے سیراب ہیں خواہ وہ چاند اور سورج ہو یا عرش و کرسی وہ گھونٹ یعنی تجلی سے حاصل ہوتا ہے اُس سے فانی بھی بقا حاصل کرتا ہے۔ جد۔ اِس گھونٹ کے حاصل کرنے کے لئے بہت مجاہدوں کی ضرورت ہے تاکہ باطنی طہارت حاصل ہو سکے۔ ..... جرعہ۔ دنیا کی ہر مرغوب چیز نے اِسی حُسنِ ازلی سے گھونٹ حاصل کر لیا ہے جس معشوق اِسی کے جلوہ نشیں

لہ چوں۔ جبکہ اِس گلۂ جرد کو دیکھ کر تیرا یہ حال ہوتا ہے تو صاف جرعہ کو دیکھے گا تو کیا حال ہوگا۔ چونکہ حسین معشوق سے موت کے وقت وہ جرعہ واپس لے لیتا ہے تو تو انگور دیکھ بھی نہیں سکتا ہے اور بہت جلد مٹی کو دفن کر دیتا ہے اور اُس سے اپنی رفاقت پر تعجب کرتا ہے

جاں[1] چو بے ایں جیفہ نماید جمال — کے توانم گفت لطفِ آں وصال

جان، جب اس مُردار کے بغیر حُسن دکھائیگی — اُس وصال کا لطف میں کیا کہہ سکتا ہوں

مہ چو بے ایں ابر بنماید ضیا — شرح نتواں کرد ازاں کار و کیا

جاند جب اس ابر کے بغیر روشنی دکھائے گا — اس معاملہ اور باکیزگی کی شرح نہیں کی جاسکتی

مبدا آں مطبخ پُر نوش و قند — کیں سلاطیں کاسہ لیسانِ دیند

سبحان اللہ، وہ کیسا شہد و شکر سے پُر مطبخ ہے — کہ یہ شہنشاہ اُس کا پیالہ چاٹنے والے ہیں

حبذا آں خرمنِ صحرائے دیں — کہ بُود ہر خرمن آں را خوشہ چیں

وہ دین کے صحرا کا خرمن کیا ہی عمدہ ہے — کہ ہر خرمن اُس کا خوشہ چین ہوتا ہے

حبذا دریائے عمرِ بے غمے — کہ بُود زو ہفت دریا شبنمے

بے غم عُمر کے دریا کے کیا کہنے ہیں — کہ اُس کے مقابل ساتوں دریا شبنم ہیں

جرعۂ چوں ریخت ساقی الست — بر سرِ ایں شورہ خاکِ زیر دست

الست کے ساقی نے جب ایک گھونٹ بہایا — اس نچلی بنجر زمین پر

جوش[2] کرد آں خاک و مازاں جوشیم — جرعۂ دیگر کہ بس بے کوششیم

اُس خاک نے جوش مارا اور ہم اُس کے جوش میں ہیں — (اے خدا) دوسرا گھونٹ کر ہم بے طاقت ہیں

گر روا بُد نالہ کردم از عدم — ور نبُود ایں گفتنی نِک تن زدم

اگر جائز ہو تو معدوم (گھونٹ) کا نالہ کروں — اور اگر یہ اُن کہنی بے تو میں چپ ہوا

ایں[3] بیانِ بطِ حرصِ منشی ست — از خلیل آموزگاں بطِ کشی ست

یہ حرص کی اوندھی بط کا بیان ہے — خلیل (اللہ) سے سیکھ لے یہ بط مارنے کے قابل ہے

ہست در بط غیر ایں بس خیر و شر — ترسم از فوتِ سخنہائے دگر

بط میں اس کے علاوہ اور بہت سے خیر و شر ہیں — میں دوسری باتوں کے چھوٹ جانے کے خوف سے ڈرتا ہوں

صفتِ طاؤس و طبعِ اُو و سببِ کشتنِ ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اُورا

مور کی صفت اور اُس کا مزاج اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے اُس کو مار ڈالنے کا سبب

آمدیم اکنوں بطاؤسِ دو رنگ — کو کند جلوہ برائے نام و ننگ

اب ہم دو رنگے مور کے ذکر پر آگئے — کہ وہ فخر و مباہات کے ذریعہ نمائش کرتا ہے

---

[1] جاں۔ صاف سخن سے وصل کی لذت کا بیان ممکن ہے۔ جز دیدارِ حق کا لطف اور شرح ناقابلِ بیان ہے۔ حبذا۔ شاہانِ حقیقی اُس کے دربار سے جو لذتیں حاصل کرتے ہیں وہ عجیب و غریب ہیں۔ کہ تو و مظاہر جس خرمن کے خوشہ چین ہیں وہ خرمن قابلِ صد مبارکباد ہے۔ حبذا۔ دریا۔ معنوی لذائذ کا دریا اس قدر وسیع ہے کہ ساتوں سمندر اُس کے سامنے شبنم کا قطرہ ہیں۔ زیر دست۔ عاجز۔

[2] جوش کرد۔ مطلب یہ قدرت والے جرعہ سے ہم جوش میں ہیں ہم عاجزوں کو دوسرا جرعہ بھی عطا کر دے۔ گر نہ۔ اگر دوسرے گھونٹ کے لئے ہماری فریاد جائز ہو تو ہم فریاد کریں ورنہ خاموشی اختیار کریں۔

[3] ایں۔ صوفیا کی اصطلاح میں بط سے مراد انسان کی صفت حرص ہے مولانا اس کا بیان کر رہے تھے درمیان میں دوسری باتیں آگئیں اب اُس کا بیان ختم کر کے دوسری مذموم صفات کا بیان شروع کرتے ہیں۔ طاؤس۔ صوفیا کی اصطلاح میں مور سے مُراد محبِ جاہ ہے۔ دو رنگ۔ محبِ جاہ میں انسان نفاق سے کام لیتا ہے۔

ہمتش[1] اُو صیدِ خلق از خیر و شر — وز نتیجہ و فائدہ آں بے خبر
اُس کا ارادہ اچھے بُرے طریقوں پر مخلوق کا شکار کرنا ہے — اور وہ نتیجہ اور فائدے سے بے خبر ہے

نیخبر چوں دام میگیرد شکار — دام را چہ علم از مقصودِ کار؟
ایسا ہی لاعلم ہے جس طرح جال شکار پھانستا ہے — جال کو کام کے مقصد کا کیا علم؟

دام را چہ ضر و چہ نفع از گرفت — زیں گرفتِ بیہدہ اش دارم شگفت
گرفتار کرنے میں جال کا کیا نفع و نقصان؟ — اُس کی اِس بیہودہ گرفت سے مجھے تعجب ہے

اے برادر دوستاں را فرا شتی — با دو صد دلداری و بگذاشتی
اے بھائی! تو نے دوستوں کو بلند کیا — سینکڑوں دلداریوں سے اور چھوڑ دیا

کارت ایں بودہ ست از وقتِ وِلاد — صید مردم کردن از دام و داد
پیدائش کے وقت سے تیرا یہی کام رہا ہے — جال اور بخشش کے ذریعہ لوگوں کا شکار کرنا

زاں[2] شکار و انبہی باد و بود — دست در کُن ہیچ یابی تار و پود
اُس شکار اور تگ و دو کی کثرت سے — (جال میں) ہاتھ ڈال کچھ تانا بانا تیرے ہاتھ نہ آئیگا

بیشتر رفت ست و بیگاہ است روز — تو بجد در صیدِ خلقانے ہنوز
دن بیشتر چلا گیا اور نا وقت ہو گیا — تو ابھی تک لوگوں کو شکار کرنے کی کوشش میں ہے

آں یکے می گیر و ایں می ہل ز دام — وِیں دگر را صید می کن چوں لئام
اُس ایک کو پکڑ اور اِس کو جال میں سے چھوڑ دے — کمینوں کی طرح دوسرے کا شکار کر

باز ایں را می ہل و می جُو دگر — اینت لعبِ کودکانِ بے خبر
پھر اُس کو چھوڑ دوسرے کی تلاش کر — عجب بے خبر بچوں کا کھیل ہے

شب[3] شود در دامِ تو یک صید ہے — دام بر تو جز صداع و قید نے
رات ہو جائیگی تیرے جال میں کوئی شکار نہیں ہے — تیرے لئے جال سوائے دردِ سر اور قید کے کچھ نہیں ہے

پس تو خود را صید میکردی بدام — کہ شدی محبوس و محروم ز کام
تو نے جال سے خود اپنا شکار کر لیا — کیونکہ تو قیدی ہو گیا اور کام سے محروم رہا

در زمانہ صاحبِ دامے بُوَد؟ — ہمچو ما احمق کہ صیدِ خود کند
کیا دنیا میں کوئی ایسا شکاری ہوگا — ہم جیسا احمق! کہ خود اپنا شکار کرے؟

چوں شکارِ خوک آمد صیدِ عام — رنج بیحد لقمہ خوردن زُو حرام
عوام کو پھانسنا سُور کے شکار کی طرح ہے — مشقت بیحد، اور اُس میں سے لقمہ کھانا حرام ہے

---

[1] ہمتش۔ دفتر ۳ میں انسان لوگوں کو پھانسنے کی کوشش کرتا ہے اور اُن کے لئے جائز و ناجائز ذرائع اختیار کرتا ہے۔ ہمچو۔ یہ طاؤس اسی طرح لوگوں کو پھنساتا ہے جس طرح انجام سے بے خبر جال پھنساتا ہے۔ اے برادر۔ حُبِّ جاہ میں مبتلا کی دوستی ناپائیدار ہوتی ہے وہ حصولِ مقصد کیلئے دوست بناتا ہے اور اپنا فائدہ پورا کر کے دوستوں کو فراموش کر دیتا ہے۔

[2] زاں۔ حُبِّ جاہ میں مبتلا کو سوچنا چاہیئے کہ ان حرکات سے اُس کو کیا حاصل ہوا۔ بیشتر۔ یہ شخص انھیں لغو باتوں میں عمر کو برباد کرتا ہے آن یکے۔ کبھی کسی کو پھنساتا ہے پھر اُس کو چھوڑتا ہے، دوسروں کو پھنساتا ہے۔ بس کا یہی طفلانہ حرکات جاری رہتی ہیں

[3] شب شود۔ روزِ عمر ختم ہو جاتا ہے کہ شب کو موت آجاتی ہے وہ دوسروں کا شکار کرتا ہے لیکن خود محرومی کا شکار بن جاتا ہے۔ در زمانہ۔ وہ شکاری نرا احمق ہے جو شکاری کی بجائے خود شکار بن جائے۔ چوں۔ عوام کو پھانسنا سُور کا شکار کرنا ہے کہ بڑی مصیبت سے جال میں پھنستا ہے اور اُس کا کھانا حرام ہے۔

آنکہ ارزد صید را عشق است و بس — لیک او کے گنجد اندر دامِ کس

جو شکار کرنے کے لائق ہے وہ صرف عشق ہے — لیکن وہ کب کسی کے جال میں پھنستا ہے؟

تو مگر آئی و صیدِ او شوی — دام بگذاری بدامِ او روی

ہاں تو آ اور اُس کا شکار بن جا — اپنا جال چھوڑ اُس کے جال میں گرفتار ہو جا

عشق میگوید بگوشم پست پست — صید بودن خوشتر از صیادیست

میرے کان میں عشق آہستہ آہستہ کہتا ہے — شکاری بننے سے شکار بن جانا بہتر ہے

گول میکن خویش را و غرّہ شو — آفتابی را رہا کن ذرّہ شو

اپنے آپ کو بیوقوف بنائے اور فریفتہ نہ ہو — سورج بننے کو چھوڑ، ذرّہ بن جا

بر درم ساکن شو و بیخانہ باش — دعویِ شمعی مکن پروانہ باش

میرے دروازے پر پڑا رہ اور بے گھر بن جا — شمع بننے کا دعویٰ نہ کر پروانہ بن جا

تا بہ بینی چاشنیِ زندگی — سلطنت بینی نہاں در بندگی

تاکہ تو زندگی کا لطف دیکھے — بادشاہی کو غلامی میں چھپا ہوا دیکھے

نعل بینی باژگونہ در جہاں — تختہ بند انرا لقب گشتہ شہاں

دنیا میں الٹی نعل بندی دیکھے — پھانسی پر چڑھنے والوں کا لقب بادشاہ ہو جائے

بس طناب اندر گلو و تاج دار — بر وے انبوہے کہ اینک تاجدار

گلے میں شوں کا پھندا اور تاج ہے — اس پر مجمع ہے کہ یہ بادشاہ ہے

ہمچو گورِ کافراں بیروں حُلل — واندروں قہرِ خدائے عزّ و جل

جس طرح کافروں کی قبر کو بہت قیمتی کپڑے ہیں — اور اندر خدائے عزّ و جل کا قہر ہے

چوں قبورِ آں را مجصّص کردہ اند — پردۂ پندار پیش آوردہ اند

قبروں کی طرح اس پر گچھی چونا کر دیا ہے — گھمنڈ کا پردہ سامنے لٹکا دیا ہے

طبعِ مسکینت مجصّص از ہنر — ہمچو نخلِ موم بے برگ و ثمر

تیری بیچاری طبیعت ہنر سے آراستہ — موم کی کھجور کی طرح بے برگ و ثمر ہے

در بیان آنکہ لطفِ حق را ہمہ کس دانند و قہر را نیز ہمہ کس

اس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کی مہر کو سب جانتے ہیں اور قہر کو بھی

دانند و ہمہ از قہرِ حق گریزانند و بلطفِ او آویزانند اما

سب جانتے ہیں اور سب اس کے قہر سے گریز کرتے ہیں اور اس کی مہر سے وابستہ ہیں

---

۱ آنکہ ارزد صید را عشق است و بس — آنکہ شکار کرنے کے لائق ہے وہ صرف عشق ہے

۲ گول میکن خویش را و غرّہ شو — اپنے آپ کو بے عقل بنا لو اور مصنوعی ہنسی کی بجائے ذرہ بن جاؤ تو یہ عشق کا مقصود ہے۔ جہاں برباد بن کر رہے ذرہ بنا آپڑ شمع ہونے کے دعوے کو چھوڑ کر پروانہ بن جا۔

۳ تا بہ بینی چاشنیِ زندگی — تاکہ تو زندگی کا لطف دیکھے

۴ سلطنت بینی نہاں در بندگی — جب یہ کیفیت ہو جائیگی تو حقیقی لذت محسوس ہوگی اور جب انسان غلامی میں شاہی کرے گا۔ (شعر)

ہیں حقیر گدایان عشق کو یہ تیغ شہان — بے کمر خسروان بے کلہ بند نقل میں بس دنیا کے بادشاہ ہیں جو دنیا کے قیدی ہیں لوگ انکو شاہ کہتے ہیں اور جو لوگ شاہ ہیں انکو نیلا اور گدا کہتے ہیں تاج و رسن دینے کے وقت سر اور آنکھوں پر ایک ٹوپی اٹھا دی جاتی ہے۔ تاجدار بادشاہ کا لفظ تعظیم ہے۔ اس کا جوڑا۔

۵ مجصّص جڑنے اور گچھی سے چاہا ہوا۔ نخل موم کھجور کا موم کی درخت۔ قرآن میں حضرت حق تعالیٰ کے مہر و قہر کو یہ شخص جانتا ہے اور یہ شخص مہر کا طالب اور قہر سے گریزاں ہے لیکن اللہ نے اپنے مہر کو قہر سے اور قہر کو مہر سے ملا دیا ہے۔ غافلوں کی آزمائش کرے۔

حق تعالیٰ قہرہا را در لطف پنہاں کردہ و لطفہا را در قہر

لیکن اللہ تعالیٰ نے قہر کو مہربانی پوشیدہ کر دیا ہے اور مہربانی کو قہر میں

پنہاں کردہ نعل باژگونہ و تلبیس و مکر اللہ بود تا اہلِ تمیز

پوشیدہ کر دیا ہے اُلٹی چال اور بناوٹ اور اللہ کا داؤ تھا تاکہ اہلِ تمیز

وَیَنظُرُ بِنُورِ اللہ از بے تمیزاں و حالے بینان و ظاہر بینان

اور اللہ کے نور سے دیکھنے والے بے تمیزوں اور حال کو دیکھنے والوں اور ظاہر بینوں

جُدا شوند کہ لِیَبلُوَکُم اَیُّکُم اَحسَنُ عَمَلاً

سے جدا ہو جائیں کیونکہ (فرمایا ہے) تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ کون تم میں کے اعتبار سے اچھا ہے

گفت درویشے بدرویشے کہ تو — چوں بدیدی حضرتِ حق را بگو

ایک درویش نے دوسرے درویش سے کہا کہ تو نے — حضرتِ حق کو کیسا دیکھا ہے بتا

گفت ہیچوں دیدم اما بہرِ قال[1] — باز گویم مختصر آں را مثال

اُس نے کہا میں نے بے مثال دیکھا لیکن کہنے کیلئے — اُس کی ایک مختصر مثال بتاتا ہوں

دیدمش سوئے چپ او آذرے[2] — سوئے دستِ راست حوضِ کوثرے

میں نے اُس کی بائیں جانب آگ دیکھی — (اور) دائیں جانب حوضِ کوثر دیکھا

سوئے چپش بس جہاں سوزِ آتشے — سوئے دستِ راستش جوئے خوشے

اُس کی بائیں ہمسے جہاں سوز آگ ہے — اُس کے دائیں ہاتھ کی جانب عمدہ نہر ہے

سوئے آں آتش گروہے بردہ دست — بہرِ آں کوثر گروہے شاد و مست

ایک گروہ نے اُس آگ کی جانب ہاتھ بڑھایا ہے — ایک گروہ اُس نہر کے لئے شاد و مست ہے

لیک نعلِ باژگونہ بود سخت — پیشِ پائے ہر شقی و نیک بخت

لیکن اُلٹی چال سخت ہوتی ہے — ہر شقی اور نیک بخت کے لئے

ہر کہ در آتش ہمی رفت و شرر — از میانِ آب بر میکرد سر

جو آگ اور چنگاریوں میں گیا — اُس نے پانی میں سے سر اُبھارا

ہر کہ سوئے آب میرفت از میاں — اُو در آتش یافت میشد در زماں

جو آگ کی طرف گیا — وہ فوراً آگ میں پایا گیا

ہر کہ سوئے راست شد و آبِ زلال — سر ز آتش بر زد از سوئے شمال

جو داہنی جانب اور نہر پانی کی طرف گیا — اُس نے بائیں جانب آگ میں سے سر اُبھارا

[1] قہر قال۔ یعنی دست حق کی جلوگری کا تو میں بیان سے لیکن سمجھانے کے لئے کچھ بیان کیا جاتا ہے۔

[2] آذر سے۔ خلاصۂ مطلب آخرت میں بصورت نار و کوثر ظاہر ہوں گے اور مجاہدات و عبادت کی مشقتیں بصورت حور و قصور آخرت میں نمودار ہوں گی۔ یہ اللہ تعالیٰ نے آزمائش کے لئے ایک تدبیر فرمائی ہے انسان اگر دنیا میں نفس کی تدبیر میں لگے گا جو جلتا ہے۔ حوض کوثر میں تو وہ شے کو حاصل کرتا ہے اور اگر عبادت کی مشقتوں میں لگے گا جو جلتا ہے میں وہ حوض کوثر حاصل کریگا۔ نیز بیان۔

وانکہ شد سوئے شمالِ آتشیں — سر بروں میکرد از سوئے یمیں[1]

جو آگ والی بائیں جانب گیا — وہ دائیں جانب سے سر اُبھارتا ہے

کم کسے بر سرِ ایں مضمر زدے — لاجرم کم کس دراں آذر شدے

اِس پوشیدہ راز سے بہت کم لوگ واقف ہوئے — لامحالہ بہت تھوڑے لوگ اُس آگ میں گئے

جز کسے کہ بر سرش اقبال ریخت — کو رہا کرد آب و در آتش گریخت

سوائے اُس شخص کے جس کے سر پر اقبالمندی نازل — کہ اُس نے پانی کو چھوڑ دیا اور آگ میں گھس گیا

کردہ ذوقِ نقد را معبودِ خلق — لاجرم زیں لعب مغبوں بود خلق

لوگوں نے نقد فائدے کو معبود بنا لیا ہے — لامحالہ اِس کھیل سے لوگ ٹوٹے میں ہیں

جُوق جُوق و صف صف از حرص و شتاب — محترز از آتش گریزاں سوئے آب

گروہ در گروہ اور صف صف حرص اور عجلت کی وجہ سے — آگ سے بچنے والے ہیں پانی کی طرف دوڑنے والے ہیں

لاجرم ز آتش برآوردند سر — اعتبار الاعتبار اے بے خبر

لامحالہ انھوں نے آگ میں سے سر اُبھارا — اے بے خبر! عبرت حاصل کر، عبرت

بانگ میزد آتش اے گیجانِ گول — من نیم آتش منم چشمہ قبول

آگ پکارتی ہے اے بے وقوف احمقو! — میں آگ نہیں ہوں میں پسندیدہ چشمہ ہوں

چشم بندی[2] کردہ اندر بے نظر — در من آ و ہیچ مندیش از شرر

اے اندھے! انھوں نے نظر بندی کر دی ہے — مجھ میں آ جا اور چنگاریوں کی فکر نہ کر

اے خلیل اینجا شرار و دود نیست — جز کہ سحر و خدعۂ نمرود نیست

اے خلیل! یہاں چنگاری اور دھواں نہیں ہے — سوائے نمرود کے دھوکے اور جادو کے کچھ نہیں ہے

چوں خلیلِ حق اگر فرزانۂ — آتش آب تست و تو پروانۂ

اگر تو اللہ کے خلیلؑ کی طرح عقلمند ہے — آگ تیرا پانی ہے اور تو پروانہ ہے

جانِ پروانہ ہمی دارد ندے — کاے دریغا صد ہزارم پر بُدے

پروانہ کی جان پکارتی ہے — کہ کاش میرے ہزاروں پر ہوتے

تا ہمی سوزید ز آتش بے اماں — کوریِ چشم و دلِ نامحرماں

تاکہ وہ بے اماں آگ سے جل جائے — نامحرموں کی آنکھ اور دل کے اندھے پن کے

بر من آرد رحم جاہل از خری — من برو رحم آرم از دانشوری

نادان کو گدھے پن سے مجھ پر ترس آتا ہے — میں عقلمندی کی وجہ سے اُس پر ترس کھاتا ہوں

[1] یمیں۔ دائیں۔ مضمر۔ پوشیدہ۔ ذوقِ نقد یعنی دنیاوی لذتوں کا ذوق۔ لعب۔ کھیل۔ مغبون۔ ٹوٹے میں مبتلا۔

[2] چشم بندی۔ نظر بندی۔ آتشِ نمرود۔ نمرود کی آگ حضرت خلیل اللہ کے لئے بظاہر آگ اور حقیقت گلزار تھی۔ خدعے۔ آواز۔ خری۔ گدھا پن۔

خاصہ ایں آتش کہ جانِ آبہاست — کارِ پروانہ[1] بعکسِ کارِ ماست

خصوصاً یہ آگ جو پانی کی جان ہے — پروانہ کا معاملہ ہمارے معاملہ کے برعکس ہے

اُو بہ بیند نور و در نارے رَوَد — دل بہ بیند نار و در نورے شود

وہ نور دیکھتا ہے اور آگ میں گر جاتا ہے — دل آگ دیکھتا ہے اور نور میں پہنچ جاتا ہے

اینچنیں لَعب آمد از ربِّ جلیل — تا بہ بینی کیست از آلِ خلیل

ربِّ جلیل کی جانب سے یہی کھیل ہے — تاکہ تو دیکھ لے کہ خلیل کی اولاد میں سے کون ہے

آتشے را شکلِ آبی دادہ اند — واندر آتش چشمۂ بکشادہ اند

آگ کو پانی کی شکل دے دی ہے — اور آگ کے اندر چشمہ جاری کر دیا ہے

ساحرے صحنِ برنجی را بہ فن — می کند کرمش میانِ انجمن

جادوگر جادوں کے طباق کو فن کے ذریعہ — انجمن میں اُس کو کیڑے بنا دیتا ہے

خانہ را اُو پُر ز کژدُم مہا نمود — از دمِ سحر و خود آں کژدم نبود

گھر کو بچھوؤں سے بھرا ہوا دکھا دیتا ہے — جادو کے اثر سے حالانکہ وہ بچھو نہیں ہیں

چونکہ جادو می نماید صد چنیں — چوں بود دستانِ جادو آفریں

جبکہ جادو اس جیسی سینکڑوں باتیں دکھا دیتا ہے — تو جادو پیدا کرنے والے کی تدبیر کیسی ہوگی؟

لاجرم از سحرِ یزداں قرنِ قرن — اندر افتادند چوں زن زیرِ پہن[2]

واہمار خدا کے جادو سے گروہ در گروہ — عورتوں کی طرح نیچے چت گرے ہیں

لاجرم از سحرِ یزداں مرد و زن — رفتہ اندر چاہِ جاہِ بے رسن

لاجرم خدا کے جادو سے مرد و زن — پہنچ گئے ہیں جاہ کے بے رسی کے کنویں میں

ساحراں شاں بندہ بودند و غلام — اندر اُفتادند چوں صعوہ بدام

جادوگر اُن کے بندے اور غلام تھے — مرغے کی طرح جال میں پھنس گئے

ہین بخواں قرآں ببیں سحرِ حلال — سرنگونی مکرہائے[3] کالجبال

آگاہ! قرآن پڑھ لے حلال جادو کو دیکھ — (اور) پہاڑوں جیسے مکروں کے اوندھا ہونے کو

من نیم فرعون کایم سوئے نیل — سوئے آتش میروم ہمچوں خلیل

میں فرعون نہیں ہوں کہ نیل (دریا) کی طرف جاتا ہوں — میں خلیلؑ (اللہ) کی طرح آگ کی طرف جاتا ہوں

نیست آتش ہست آں آبے ما معیں — واں دگر از مکر آب آتشیں

آگ نہیں ہے، وہ بہتا پانی ہے — اور دوسرا مکر کی وجہ سے آتشیں پانی ہے

[1] کارِ پروانہ۔ پروانہ نار کو نور سمجھ کر اُس میں گرتا ہے مومن نار کو نار سمجھ کر اُس میں داخل ہوتا ہے اور نور حاصل کر لیتا ہے۔ ساحر کسی چیز کا حقیقت کے خلاف نظر آنا مشتبہ نہیں ہے جادوگر جادوں کو کیڑوں کی شکل میں دکھا دیتا ہے۔ صحن۔ طباق۔ جادو آفریں اللہ تعالیٰ۔ قرن۔ گروہ

[2] پہن۔ چت۔ چاہِ جاہ۔ یعنی چاہ بلندی کا کنواں۔ بے رسن۔ بغیر گھرا کنواں۔ ساحراں شاں۔ ان گروہوں کے جادوگر بھی جادو آفریں کے جادو میں مرغے کی طرح پھنس کر رہ گئے۔

[3] مکرہائے۔ قرآن پاک میں ہے وَإِن كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُولَ مِنْهُ الْجِبَالُ یعنی خدا نے اُنکے مکر کو برباد کر دیا اگرچہ ان کا مکر ایسا تھا کہ اُس سے پہاڑ ہل جائیں۔ من نیم۔ یہ فقیر کا قول ہے یا مولانا کا۔ فرعون۔ فرعون نیل کو خشکی سمجھ کر پانی میں ڈوبا۔ حضرت خلیل اللہ آگ کو آگ سمجھ کر گلزار میں پہنچے۔

پس[۵۱] نکو گفت آں رسولِ خوش جواز — ذرّۂ عقلت بہ از صوم و نماز

اُس خوش رفتار رسولؐ نے خوب کہا ہے — تیرے لئے عقل کا ایک ذرہ روزے (اور) نماز سے بہتر ہے

زانکہ عقلت جوہر ایں دو عرض — ایں دو در تکمیلِ آں شد مفترض

کیونکہ تیری عقل جوہر ہے یہ دونوں عرض ہیں — یہ دونوں اُس کی تکمیل کے لئے فرض کئے گئے ہیں

تا جلا باشد مر آں آئینہ را — کہ صفا آید ز طاعت سینہ را

تاکہ اُس آئینہ پر جلا ہو جائے — کیونکہ عبادت سے سینہ میں صفائی آتی ہے

لیک گر آئینہ از بُن فاسد ست — صیقل آں را دبر باز آرد بدست

لیکن اگر آئینہ اصل سے خراب ہے — اُس پر صیقل دبر سے چرمستی ہے

واگزیں[۵۲] آئینہ کو اکیس است — اندکے صیقل گری اُو را بس است

وہ آئینہ نے جو زیادہ ذہین ہے — اُس کے لئے تھوڑی صیقل گری کافی ہے

تفاوتِ عقول در اصل فطرت برخلاف معتزلہ کہ می گویند کہ در اصل عقول جزوی برابر اند ایں افزونی و تفاوت از تعلیم ست و ریاضت و تجربہ

عقلوں کا فرق اصل فطرت سے ہے معتزلہ کے برخلاف کہ وہ کہتے ہیں کہ دراصل شخصی عقلیں برابر ہیں اُن میں بڑھوتری اور فرق تعلیم اور ریاضت اور تجربہ کی وجہ سے ہے

ایں تفاوت عقلہا را نیک داں — در مراتب از زمیں تا آسماں

عقلوں کے اِس فرق کو خوب سمجھ لے — مرتبوں میں زمین سے آسمان تک

ہست عقلے ہمچو قرص[۵۳] آفتاب — ہست عقلے کمتر از زہرہ و شہاب

ایک عقل سورج کی ٹکیہ کی طرح ہے — ایک عقل زہرہ اور ٹوٹنے والے ستارے سے کم ہے

ہست عقلے چوں چراغِ سرخوشے — ہست عقلے چوں ستارہ آتشے

ایک عقل مست چراغ کی طرح ہے — ایک عقل آگ کے شعلہ کی طرح ہے

زانکہ ابر از پیشِ اُو چوں واجہد — نورِ یزداں بیں خرد ہا بر دہد

کیونکہ جب ابر اُس کے سامنے سے ہٹ جاتا ہے — وہ عقلوں کو خدا کو دیکھنے والا نور عطا کرتی ہے

عقلہای خلق عکسِ عقلِ اُو — عقلِ اُو مُشک ست و عقلِ خلق بُو

مخلوق کی عقلیں اُس کی عقل کا عکس ہیں — اُس کی عقل مشک ہے اور مخلوق کی عقل اُس کی خوشبو ہے

---

۵۱ پس۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ جواز۔ رفتار۔ زانکہ۔ عبادات عقلِ شرعی کی تکمیل کے لئے فرض ہوئی ہیں۔ کہ قضا شرعی اقبال سے عقل دل میں ہے۔

۵۲ واگزیں۔ مولانا۔ مرشد کے لئے فرماتے ہیں کہ ایسے مریدوں کو جن کے دل تھوڑی سی صیقل سے چمک اٹھیں۔ ایں تفاوت۔ عقلوں میں فطری تفاوت ہے اور اُن کے مختلف مراتب ہیں۔

۵۳ قرص۔ ایک عقل کا نور سورج جیسا ہے اور دوسری عقل کا نور زہرہ وغیرہ ستاروں سے بھی کم ہے۔ زانکہ۔ عقل کی یعنی دل اللہ کی عقل کے سامنے سے جب ماسوی اللہ کا ابر ہٹ جاتا ہے تو وہ دوسری عقلوں کو خدا کو دیکھنے والا نور عطا کر دیتی ہے۔ عقلہائے مخلوق کی عقلیں اُس کی عقل سے فیضیاب ہیں۔

عقلِ[1] کُل و نفسِ کُل مردِ خداست — عرش و کُرسی را مداں کز وے جداست

مردِ خدا، عقلِ کُل اور نفسِ کُل ہے — یہ نہ سمجھو کہ عرش اور کرسی اُس سے جدا ہے

مظہرِ حق ست ذاتِ پاکِ اُو — زُو بجو حق را و از دیگر مجُو

اُس کی پاک ذات خدا کا مظہر ہے — اُس سے اللہ کا طالب بن اور دوسرے سے نہ پوچھ

عقلِ جُزوی عقل را بدنام کرد — کامِ دنیا مَرد را بے کام کرد

جزوی عقل نے عقل کو بدنام کر دیا ہے — دنیاوی مقصد نے انسان کو ناکام کر دیا ہے

آں زصیدی حُسنِ صیّادے بدید — وِیں زصیّادی غمِ صیدی کشید

اُس نے شکاری سے شکاری کا حُسن سیکھا — اس نے شکاری بن سے شکار بن جانے کا غم حاصل کیا

آں زخدمت نازِ مخدومی بیافت — وِیں زمخدومی زراہِ عزّ بتافت

اُس نے خدمت کے ذریعہ مخدوم ہونے کا ناز حاصل کر لیا — اس نے مخدوم بنکر عزت کے راستے سے مُنھ موڑ لیا

آں زفرعونی اسیرِ آب شُد — وز اسیری سبطِ ارباب شُد

وہ فرعونیت کی وجہ سے پانی کا قیدی بن گیا — اور سبطی قیدی ہونے کی وجہ سے آقاؤں میں سے ہو گیا

لعبِ[2] معکوس ست و فرزیں بند سخت — حیلہ کم کن کارِ اقبال ست و بخت

اُلٹا کھیل اور سخت فرزین بند (چال) ہے — تدبیر نہ کر اقبال اور نصیب کا معاملہ ہے

برخیال و حیلہ کم تن تار را — کہ غنی رہ کم دہد مکّار را

[3] خیال اور مکر کی بنا پر تانا نہ تن — (اللہ) بے نیاز مکّار کو راستہ نہیں دیتا ہے

مکر کُن در راہِ نیکو خدمتے — تا نبوّت یابی اندر اُمّتے

اچھی خدمت کی راہ میں تدبیر کر — تاکہ تو اُمّت میں (رہ کر) نبوّت (کا رتبہ) پالے

مکر کُن تا وارہی از مکرِ خود — مکر کُن تا فرد گردی از حسد

تدبیر کر تاکہ تو اپنے مکر سے نجات پالے — تدبیر کر تاکہ تو حسد سے علیحدہ ہو جائے

مکر کُن تا کمتریں بندہ شوی — در کمی اُفتی خداوندہ شوی

تدبیر کر تاکہ تو ناچیز بندہ بنے — کمی اختیار کرے گا، آقا بن جائے گا

رُوبہی و خدمت آگرگ کُہن — ہیچ بر قصدِ خداوندی مکُن

اے پُرانے بھیڑیئے! مکّاری اور خدمت — آقائی کے خیال سے کبھی نہ کر

انسان کو اپنی تدابیر ترک کرنے کی تدبیر کرنی چاہیئے اور اپنے آپ کو اوصافِ بد سے پاک کرنا چاہیئے۔ کمترین بندہ بننے کی تدبیر کرے گا تو آقائی میسّر آئیگی۔ روبہی۔ چالاکی اور خدمت مخدوم بننے کی نیت سے نہ کی جائے۔

---

[1] عقلِ کُل۔ عقلِ کُل کی حقیقت کُلی روح ہے جس کا مظہر انسان ہے۔ زُو بجو۔ انسانِ کامل جو مظہرِ عقلِ کُل و نفسِ کُل ہے اُس سے حق کی جستجو کر۔ عقلِ جزوی۔ عام انسان کی عقل بھی۔ اگرچہ عقلِ کُل سے مستفید ہے لیکن دنیوی مشاغل نے اُس کو بے مقصد بنا دیا ہے۔ آں۔ یعنی عقلِ کامل نے اپنے آپ کو عشق حق کے جال کا شکار بنا کر صیاد کا حُسن سیکھ لیا یعنی وہ اخلاقِ خداوندی سے متصف ہو گئی اور عقلِ ناقص نے دوسرں کو جال میں پھانسنا چاہا خود جال میں پھنس گئی۔ آں۔ عقلِ کامل خادم بنکر مخدوم بنی۔ عقلِ ناقص نے مخدوم بننا چاہا تو عزت کے راستے سے بھٹک گئی۔ زفرعونی۔ فرعون نے مخدومیت پسندی کی تو دریا میں غرق ہو گیا۔ سبطی خادم اور قیدی بنا تو آقاؤں میں شمار ہوا۔

[2] لعبِ معکوس۔ یعنی خادمیت سے مخدومیت حاصل ہونا انسانی تدبیر سے ممکن نہیں ہے بلکہ فضلِ خداوندی پر موقوف ہے انسانی مکّاری اور تدبیر فضلِ خداوندی کے منافی ہے۔

[3] مکر کُن۔ انسان خدشکناری کی تدبیر اختیار کرے تو انبیاء کے اخلاق سے متصف ہو جائیگا اور اُمّتی ہوتے ہوئے اُس میں انبیاء کے اوصاف پیدا ہو جائیں گے۔ مکر کُن۔

یک چوں پروانہ در آتش بتاز — کیسۂ زر بر مدوز و پاک باز
ایک پروانہ کی طرح آگ میں دوڑ جا — سونے کی تھیلی نہ سی اور پاک بن جا

زور[1] را بگذار و زاری را بگیر — رحم سوئے زاری آید اے فقیر
زور کو چھوڑ، زاری اختیار کر — اے فقیر! رحم (خداوندی) عاجزی کیجانب آتا ہے

گر کنی زاری بیابی رحم اُو — رحم اُو در زاریِ خود باز جُو
اگر تو عاجزی کرے گا اُس کا رحم حاصل کریگا — اس کا رحم اپنی عاجزی میں تلاش کر

زاریِ مُضطر کہ تشنہ معنوی ست — زاری سرد و دروغ آن غوی ست
مجبور پیاسے کی عاجزی حقیقی ہے — جھوٹی، ٹھنڈی عاجزی، گمراہ کی ہے

گریۂ[2] اخوانِ یوسف حیلتست — کاندروں شاں پُر ز رشک و علتست
یوسفؑ کے بھائیوں کی عاجزی مکاری ہے — اُن کا باطن رشک و بیماری سے پُر ہے

حکایت آں اعرابی کہ سگِ اُو از گرسنگی می مرد و انبانِ اُو پُر نان بود و بر سگ نوحہ میکرد و شعر میگفت و میگریست و طپانچہ بر سر و رُو میزد و در لغش می آمد کہ لقمۂ نان ازاں انبان بسگ دہد و سُوال کردنِ شخص ازو و جواب شنیدن ازو

اُس بدو کا قصہ جس کا کتا بھوک سے مر رہا تھا اور اُس کا تھیلا روٹیوں سے بھرا ہوا تھا اور کتے پر نوحہ کر رہا تھا اور شعر پڑھتا تھا اور روتا تھا اور سر اور منہ پر طمانچے مارتا تھا اور اُسکو اِس میں تامل تھا کہ روٹی کا ٹکڑا کتے میں دے دے اور ایک شخص کا اُس سے سوال کرنا اور اُس سے جواب سُننا

آں سگے می مُرد و گریاں آں عرب — اشک می بارید و میگفت اے کرب[3]
کتا مر رہا تھا اور وہ عرب روتا تھا — آنسو بہاتا تھا اور کہتا تھا، ہائے مصیبت

ہیں چہ سازم مر مرا تدبیر چیست — زیں سپس من چوں تو اَم بے تو زیست
ہائیں کیا کروں میرے لئے کیا چارہ ہے؟ — اس کے بعد میں تیرے بغیر کیسے زندہ رہوں گا؟

سائلے بگذشت و گفت ایں گریہ چیست — نوحہ و زاریِ تو از بہرِ کیست
ایک سائل گذرا اور بولا یہ کیسا رونا ہے؟ — تیرا رونا اور گڑگڑانا کس چیز کے لئے ہے

گفت در ملکم سگے بُد نیک خُو — نیک ہمی میرد میانِ راہ اُو
اُس نے کہا میری ملکیت میں ایک اچھی عادت کا کتا تھا — وہ ابھی سڑک پر مر رہا ہے

[1] زور۔ اپنی تدابیر سے زور آزمائی نہ کر عاجزی اختیار کر اللہ تعالیٰ عاجزوں پر رحم فرماتا ہے۔ زاری حقیقی عاجزی ہو بناوٹی عاجزی سے مقصد پورا نہ ہوگا۔

[2] گریہ۔ برادرانِ یوسفؑ بھی مصنوعی رونا روتے تھے ایسی گریہ وزاری بیکار ہے حکایت۔ اِس حکایت سے یہ سمجھا یا ہے کہ اُس بدو کی طرح رونا بیکار ہے۔

[3] کرب۔ مصائب بے تو۔ یعنی کتے سے کہتا تھا گفت۔ بدو نے رونے کی وجہ بتائی۔

روز[1] صیادم بُد و شب پاسباں — شیرِ نر بود اُو نہ سگ اے پہلواں

وہ دن میں میرا شکاری اور رات کو محافظ تھا — اے نوجوان! وہ کتا نہ تھا نر شیر تھا

تیز چشم و دُزدراں و صید گیر — می دویدے در پئے صید اُو چو تیر

تیز نگاہ والا، چور کو پکڑنے والا، شکار کو پکڑنے والا تھا — وہ شکار کے پیچھے تیر کی طرح دوڑتا تھا

صید میکردے و پاسم داشتے — دُزد را نزدیکِ من نگذاشتے

وہ شکار کرتا اور میری حفاظت کرتا تھا — چور کو میرے پاس نہ آنے دیتا تھا

قانع و آزاد و تند و خصم راں — نیک خو و باوفا و مہرباں

صابر اور آزاد، تیز مزاج اور دشمن کو بھگانے والا تھا — نیک طبیعت اور باوفا اور مہربان تھا

گفت رنجش چیست زخمے خوردہ است — گفت جوعُ الکلب زارش کردہ است

اُس نے کہا اُس کو کیا مرض ہوا ہے زخم لگا ہے؟ — اُس نے کہا "جوعُ الکلب" نے اُسکو بدحال کر دیا ہے

گفت[2] صبرے کُن بریں رنج و حرض — صابراں را فضلِ حق بخشد عوض

اُس نے کہا اس رنج اور غم پر صبر کر — اللہ کی مہربانی صبر کرنیوالوں کو عوض عطا کرتی ہے

بعد ازاں گفتش کہ اے سالارِ حُر — چیست اندر پشت ایں انبانِ پُر

اس کے بعد اُس نے کہا اے آزاد سردار! — کمر پر یہ بھرا ہوا تھیلا کیسا ہے؟

گفت نان و زاد و لوتِ دوشِ من — می کشم از بہرِ قوتِ ایں بدن

اُس نے کہا اس کی روٹی اور توشہ اور عدہ کھانا ہے — اس جسم کی خوراک کے لئے اُٹھائے ہوئے ہوں

گفت چوں نسہی بداں سگ نان و زاد — گفت تا ایں حد ندارم مہر و داد

اُس نے کہا اس کتے کو روٹی اور توشہ کیوں نہیں دیتا ہے — بولا اس حد تک مجھ میں محبت اور بخشش نہیں ہے

دست[3] ناید بے درم در راہ نان — لیک ہست آبِ دو دیدہ رائیگاں

رات میں روٹی بغیر پیسے کے نہیں ملتی ہے — لیکن دونوں آنکھوں کے آنسو مفت کے ہیں

گفت خاکت بر سرِ اے پُر باد مشک — کہ لبِ ناں پیش تو بہتر ز اشک

اُسنے کہا اے ہوا سے بھری ہوئی مشک! تیرے سر پر — کہ روٹی کا ٹکڑا تیرے نزدیک آنسو سے بہتر ہے

اشک خون است و نعم آبے شدہ — می نیرزد خوں بخاک اے بیہدہ

آنسو خون ہے، جو غم سے پانی بن گیا ہے — اے بیہودہ! خون، خاک کی قیمت کا نہیں ہے

کُلِ خود را خوار کرد اُو چوں بلیس — پارۂ ایں کُل نباشد جز خسیس

اُس نے اپنے آپ کو شیطان کی طرح ذلیل کر دیا — اس کل کا جزو ذلیل کے علاوہ کیا ہوگا؟

[1] روز: یعنی دن میں میرے لئے شکار کرکے لاتا تھا اور کو میری حفاظت کرتا تھا۔ پاس: حفاظت۔ قانع: یعنی تھوڑی خوراک پر گزارا کرتا تھا۔ جوعُ الکلب: کتے کی بھوک۔

[2] گفت: اس شخص نے بتدریج کہا کہ کتے کے مرنے پر صبر کر اللہ صابروں کو اچھا بدلہ دیتا ہے۔ حُر: آزاد۔ انبان: تھیلا۔ لوت: توشہ۔ عدہ غذا۔

[3] دست ناید: یعنی روٹی قیمت سے ملے گی آنسو مفت کے ہیں ان کو کتے کے لئے خرچ کیا جاسکتا ہے۔ اشک: یعنی میں خون آنسو بن جاتا ہے۔ خاک: یعنی روٹی جو زمین کی پیداوار سے بنی ہے۔ کُلِ خود: اُس بدنے اپنے کو ذلیل کیا لہٰذا اُس کے آنسو بھی ایسے جیسے ذلیل ہیں۔

من غلامِ آنکہ[1] نفروشد وجود — جز بداں سلطانِ بافضال و جود

میں اُس کا غلام ہوں جو وجود کو نہ فروخت کرے — (کسی کو) مہربانیوں اور سخاوت کے شاہ کے سوا

چوں بگرید آسماں گریاں شود — چوں بنالد چرخ یارب خوار شود

جب وہ رو پڑے تو آسمان رونے لگے — جب وہ فریاد کرے تو آسمان فریادی بن جائے

من غلامِ آں مسِ ہمت پرست — کہ بغیرِ کیمیا ناردشکست

میں اُس صاحبِ ہمت تانبے کا غلام ہوں — جو عاجزی کیمیا کے (کسی کے سامنے) عاجزی نہ کرے

دست اشکستہ برآور در دعا — سوئے اشکستہ پرد فضلِ خدا

دعا میں عاجز ہاتھ اُٹھ — اللہ (تعالیٰ) کا فضل عاجز کی جانب دوڑ کر آتا ہے

گر[2] رہائی بایدت زیں چاہِ تنگ — اے برادر رو برآ ذر بے درنگ

اگر تجھے اس تنگ کنویں سے رہائی درکار ہے — اے بھائی! بلا تاخیر آگے پر چل، پڑ

مکرِ حق را بیں و مکرِ خود بہل — اے ز مکرش مکرِ مکاراں خجل

اللہ تعالیٰ کی تدبیر پر نظر رکھ اپنی تدبیر چھوڑ دے — اُس کی تدبیر سے مکاروں کا مکر شرمندہ ہے

چونکہ مکرت شد فنائے مکرِ رب — برکشائی یک کمینے بو العجب

جبکہ تیری تدبیر اللہ (تعالیٰ) کی تدبیر میں فنا ہو گئی — تو ایک عجیب گھات (کی راہ) کشادہ کرے گا

کہ کمینہ ایں کمیں باشد بقا — تا ابد اندر عروج و ارتقا

کہ اُس گھات کا ادنیٰ (درجہ) بقا ہوتا ہے — ہمیشہ عروج اور ترقی میں

از برائے ایں کمیں سعیے بکن — تا بری بوئے ز علمِ مِن لَدُنّ

اِس گھات کے لئے کوشش کر — تاکہ تجھے علمِ لدنی کی خوشبو حاصل ہو جائے

گر[3] تو احوالِ عروجِ خویش را — نیک دانی نیک باشد مر ترا

اگر تو اپنے عروج کے احوال کو — اچھی طرح سمجھ لے تیرے لئے اچھا ہوگا

در بیانِ آنکہ ہیچ چشمِ بد آدمی را چناں مہلک نیست کہ چشمِ پسند خویشتن مگر کہ چشمِ او مبدل شدہ باشد بنورِ حق کہ

اِس کا بیان کہ آدمی کے لئے کوئی نظرِ بد ایسی مہلک نہیں ہے جیسے کہ خود پسندی کی نظر ہاں اگر اُس کی آنکھ اللہ کے نور سے تبدیل ہو گئی ہو، کیونکہ (فرمایا گیا ہے)

بِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ وَاز خویشتن او بیخویش شدہ باشد

وہ میرے ذریعہ سنتا ہے اور میرے ذریعہ دیکھتا ہے۔ اور وہ خود سے بیخود ہو گیا ہو۔

[1] آنکہ۔ یعنی مرشد کامل۔ .... حق غلام۔ میں اُس مرشدِ کامل کا غلام ہوں جو ایسا باہمت کیمیا پرست ہے کہ وہ عاجزی کیمیا (یعنی ذاتِ باری تعالیٰ) کے سامنے ہی کرتا ہے۔ دستِ بشکستہ۔ عجز و شکستگی کے ساتھ دعا کی جاتی ہے تو فضلِ خدا دوڑ کر آتا ہے۔

[2] گر رہائی۔ سابق مضمون کی طرف رجوع فرما کر کہتے ہیں کہ مجاہدات کی آتش کی طرف چل پڑ تب دنیا سے نجات ملے گی۔ بے درنگ۔ بغیر صدمہ۔ چونکہ جب انسان اپنی تدبیر کو خدائی تدبیر میں فنا کر دیتا ہے تو عجیب راہیں کھل جاتی ہیں۔ کمینہ۔ اُن راہوں کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ انسان کو ایسی عروج اور بقا حاصل ہو جاتا ہے اور اُس عروج کے بعد اُس کو علمِ لدنی حاصل ہو جاتا ہے۔

[3] گر تو۔ انسان جب اُس مقام کو خوب سمجھ لیتا ہے تو اُسکے حصول کیلئے پوری کوشش کرتا ہے اور ضرور رہنما بنتا ہے۔ دریاں۔ انسان کی خود بینی انسان کیلئے سب سے زیادہ مہلک ہے ہاں اگر وہ صفاتِ خداوندی سے متصف ہو گیا ہے تو پھر اُس کی خود بینی اپنی خود بینی نہیں رہتی ہے۔

پرِ طاؤس[1] مبین و پائے بیں — تا کہ سورُ العین نکشاید کمیں
اپنے طاؤس پر کر نہ دیکھ پاؤں کو دیکھ — تاکہ نظرِ بد گھات نہ کھولے

کہ بلغزد کوہ از چشمِ بداں — یُزْلِقُوْنَكَ از نبیٔ برخواں عیاں
کیونکہ بد نظروں سے پہاڑ ہل جاتا ہے — وہ تجھے پھسلا دینگے" قرآن میں صاف پڑھ لے

احمدؐ چوں کوہ لغزید از نظر — در میانِ راہِ بے گِل بے مطر
پہاڑ جیسے احمدؐ نظر سے پھسل گئے — ایسے راستہ میں جو نہ کیچڑ اور بارش کے تھا

در عجب ماند کایں لغزش ز چیست — من نہ پندارم کہ ایں حالت تہیست
وہ تعجب میں رہ گئے کہ یہ پھسل کس چیز سے تھی — میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کسی خاص حالت کے حال ہو

تا بیامد آیت[2] و آگاہ کرد — کاں ز چشمِ بد رسیدت وز نبرد
یہانتک کہ آیت نازل ہوئی اور خبردار کر دیا — کہ وہ نظرِ بد اور خصومت سے ہوئی

گر بُدے غیرِ تو در دم لاشدے — صیدِ چشم و سخرۂ افناشدے
اگر تیرے سوا کوئی ہوتا فوراً ہلاک ہو جاتا — نظر کا شکار اور فنا کے تابع ہو جاتا

معنیِ چشمِ بد آخر باز داں — اِنْ یَّكَادُ از چشمِ بد نیکو بخواں
بالآخر نظرِ بد کے معنی سمجھ لے — نظرِ بد کے سلسلہ میں اِنْ یَّكَادُ پڑھ لے

لیک آمد عصمتے دامن کشاں — ویں کہ لغزیدی بُد از بہرِ نشاں
لیکن دامن کھینچتی ہوئی حفاظت آپہنچی — یہ جو آپ پھسلے یہ پہچان کے لئے تھا

عبرتے[3] گیر اندراں گہ کُن نگاہ — برگِ خود عرضہ مکن اے کم زکاہ
عبرت حاصل کر لے اِس پہاڑ کو دیکھ — اے تنکے سے کم! اپنی شان نہ دکھا

تفسیر آیت وَاِنْ یَّكَادُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ
اور قریب ہیں کافر کہ تمہیں اپنی نظروں سے پھسلا دیں جبکہ انھوں نے ذکر سنا اور
وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ
کہتے ہیں بے شک وہ مجنون ہے اور نہیں ہے وہ مگر جہانوں کا ذکر" آیت کی تفسیر

یا رسول اللہ دراں وادی کساں — میزنند از چشمِ بد بر کرگساں
اے اللہ کے رسولؐ! اِس وادی میں ایسے لوگ ہیں — جو گدھوں پر نظرِ بد لگا دیتے ہیں

از نظر شاں کلۂ شیرِ عریں — واشگافد تا کُند آں شیر نیں
اُن کی نظر سے جھاڑی کے شیر کی کھوپڑی — پھٹ جاتی ہے یہانتک کہ وہ شیر مرتا ہے

[1] پرِ طاؤس۔ انسان کو اپنے عیوب پر نظر رکھنی چاہیئے ورنہ اُس کی نیکیوں کو نظرِ جنگ ہو جائے گی۔ کہ بلفظ نظرِ بد کی بہت بُری اور بڑی تاثیر ہے۔ یَزْلِقُوْنَكَ قرآن پاک میں ہے۔ وَاِنْ یَّكَادُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ اور قریب ہے کہ وہ تمہیں اپنی نگاہوں سے پھسلا دیں۔ تنگ راستہ میں کیچڑ تھی نہ بارش۔ وہ تعجب اس حالت میں پھسلنے سے آنحضورؐ کو تعجب ہوا۔

[2] تا بیامد۔ آنحضورؐ کو پھسلنے کی وجہ اس خداوندی سے معلوم ہوئی جو کہ آنحضورؐ سے کہا گیا کہ یہ نظر بد اس قدر سخت تھی کہ تم تو صرف پھسلے اگر کوئی اور ہوتا تو ہلاک ہی ہو جاتا۔ معنی چشم بد۔ اِس آیت کو پڑھ کر نظرِ بد کی حقیقت سمجھ لو۔ آنحضورؐ چونکہ معصوم تھے لہٰذا ان پر اس کا اثر محض نیکی کا اثر دکھانے کیلئے ہوا تھا۔

[3] عبرتے۔ آنحضورؐ کے اس واقعہ سے عبرت حاصل کر جبکہ آنحضورؐ جیسے کو پھسلایا اثر ہوا تو اپنی گھاس جیسی حیثیت پر اس کی تاثیر کو سمجھ لو۔ یاروں میں سے کسی نے آنحضورؐ سے عرض کیا کہ اس وادی کے لوگ بلند پرواز گدھ کو بھی اپنی بد نظر سے متاثر کر دیتے ہیں۔ اُن نظر بد کی نگاہوں میں یہ اثر ہے کہ شیر کی کھوپڑی پھٹ جاتی ہے یہانتک کہ وہ شیر مرتا ہے

۱ بر شتر چشم افگند ہمچوں حمام — دانگہاں بفرستد اندر پے غلام

اونٹ پر موت جیسی نظر ڈالتا ہے — اور بعد میں غلام کو بھیج دیتا ہے

کہ برو از پیہ ایں اشتر بخر — بیند اشتر را سقط او راہ در

(کہتا ہے) کہ جا اس اونٹ کی چربی خرید لا — وہ راستہ میں اونٹ کو مُردہ دیکھتا ہے

سر بریدہ از مرض آں اشترے — کو بتگ با اسپ میکردے مرے

مرض کی وجہ سے اس اونٹ کی گردن کٹی ہوئی ہے — جو دوڑ میں گھوڑے کا مقابلہ کرتا تھا

کز حسد وز چشم بد بے ہیچ شک — سیر و گردش را بگرداند فلک

بے شبہ حسد اور نظرِ بد سے — آسمان رفتار اور گردش کو اُلٹا کر دیتا ہے

آب پنہان ست و دولاب آشکار — لیک در گردش بود آب اصل کار

پانی پوشیدہ ہے اور رہٹ ظاہر ہے — لیکن گردش میں پانی کام کی جڑ ہے

۲ چشم نیکو شد دوائے چشم بد — چشم بد را لا کند زیر لگد

نظرِ بد کی دوا اچھی نظر ہے — جو نظرِ بد کو پاؤں کے نیچے مسدوم کر دیتی ہے

سبق رحمت راست و ایں از رحمت است — چشم بد محصول قہر و لعنت است

رحمت کو سبقت حاصل ہے اور یہ خدا کی رحمت ہے — نظرِ بد قہر اور لعنت کا نتیجہ ہے

رحمتش بر نقمتش غالب شود — چیرہ زان شد ہر نبی بر خصم خود

۳ اس کی رحمت اس کے غضب پر غالب آجاتی ہے — اسی لئے ہر نبی اپنے مخالف پر غالب ہوا

کو نتیجہ رحمت ست و ضد او — از نتیجہ قہر بود آں زشت رو

کیونکہ وہ رحمت کا نتیجہ ہے اور اس کی ضد — بدصورت قہر کا نتیجہ ہے

حرص بطن یکتاست و ایں پنجاہ تاست — حرص شہوت مارو منصب اژدہاست

بطن کی حرص اکہری اور یہ پچاس گنا ہے — شہوت کی حرص سانپ ہے اور جاہ (کی حرص) اژدہا ہے

حرص بطن از شہوت حلق ست و درج — در ریاست ہست چندانست درج

بطن کی حرص حلق اور سرِ نگاہ کی شہوت کی وجہ سے ہے — حبِ جاہ میں اس کا بیش گنا داخل ہے

از الوہیت زند در جاہ لاف — طامع شرکت کجا باشد معاف

خدائی کی وجہ سے مرتبہ کی ڈینگیں مارتا ہے — شرک کا لالچی کہاں معاف ہوتا ہے!

زلت آدمؑ ز اشکم بود و باہ — وآں ابلیس از تکبر بود و جاہ

حضرت آدمؑ کی لغزش پیٹ اور باہ کی وجہ سے تھی — اور شیطان کی آن تکبر اور جاہ کی وجہ سے تھی

---

۱ بر شتر۔ اگر کسی اونٹ کا گوشت اُن کو لینا چاہتا ہے تو اُس پر اپنی نگاہ ڈال کر فوراً غلام کو اُس کا گوشت خرید لانے کے لئے روانہ کر دیتے ہیں۔ کز حسد۔ حسد اور نظرِ بد کے اثر سے آسمان کی گردش اُلٹی ہو جاتی ہے۔ آب پنہاں۔ چشم بد کی تاثیر اگرچہ بظاہر چشم بد سے متعلق ہے لیکن اصل سبب تقدیرِ الٰہی ہے جو مخفی ہے جس طرح دولاب بظاہر متحرک نظر آتا ہے لیکن حرکت کا اصل سبب پانی ہے۔

۲ چشم نیکو۔ چشم بد کی اس تاثیر کو عارف کی نظر فنا کر دیتی ہے۔ سبق رحمت۔ نظرِ بد کی تاثیر قہرِ الٰہی ہے اور نیک نظر کی تاثیر رحمتِ الٰہی ہے اور رحمت قہر پر غالب ہے۔

۳ کو نتیجہ۔ یہی رحمت ہے اور کا ذکر قہر کا مظہر ہے۔ حرص بطن۔ حبِ جاہ کی بیماری شہوت بطن سے بہت بڑھی ہوئی ہے از الوہیت۔ حبِ جاہ میں الوہیت میں شرکت کا دعویٰ ہے اور شرک ناقابلِ معافی گناہ ہے۔ زلت۔ حضرت آدمؑ کی لغزش شہوت بطن و باہ کی وجہ سے تھی شیطان کی معصیت حبِ جاہ کی وجہ سے تھی۔

لاجرم[1] اُو زود استغفار کرد — وآں لعیں از توبہ استکبار کرد
لامحالہ انھوں نے جلد توبہ کر لی — اور اُس ملعون نے توبہ سے تکبر کیا

حرصِ حلق و فرج ہم خود بد رگیست — لیک منصب نیست آں اِشکستگی ست
حلق اور شرمگاہ کی حرص بھی بدذاتی ہے — لیکن وہ جاہ نہیں ہے وہ تواضع ہے

بیخ و شاخِ ایں ریاست را اگر — باز گویم دفترے باید دگر
جاہ کی جڑ اور شاخ کو اگر — میں بیان کروں (تو) ایک دوسرا دفتر چاہیے

اسپِ سرکش را عرب شیطانش خواند — نے ستورے را کہ در مرعیٰ بماند
عرب نے سرکش گھوڑے کو شیطان کہا ہے — نہ کہ اُس گھوڑے کو جو چراگاہ میں رہا

شیطنت[2] گردن کشی بُد در لغت — مستحقِ لعنت آمد ایں صفت
شیطنت لغت میں سرکشی ہے — یہ صفت لعنت کی مستحق ہے

صد خورندہ گنج اندر گرد خواں — دو ریاست جو نگنجد در جہاں
ایک خوان کے گرد سو کھانے والے سما جاتے ہیں — دو سلطنت کے طالب دنیا میں نہیں سماتے ہیں

آں نخواہد کیں بود بر پشتِ خاک — تا ملک بکشد پدر را ز اشتراک
وہ نہیں چاہتا کہ یہ روئے زمین پر رہے — شرکت (کے طور) سے بادشاہ باپ کو قتل کر دیتا ہو

آں[3] شنیدستی کہ اَلمُلکُ عقیم — قطعِ خویشی کرد ملکت جو ز بیم
تو نے یہ سنا ہے کہ سلطنت بانجھ ہے — سلطنت کے طلبگار نے خوف سے اپنائیت کو ختم کر دیا ہو

کہ عقیم است و ورا فرزند نیست — ہمچو آتش باکسش پیوند نیست
کیونکہ وہ بانجھ ہے اور اُسکے اولاد نہیں ہے — آگ کی طرح اُس کا کسی سے رشتہ نہیں ہے

ہر چہ یابد او بسوزد بر درد — چوں نیابد ہیچ خود را میخورد
وہ جس کو پاتی ہے جلا دیتی ہے پھاڑ دیتی ہے — جب کسی کو نہیں پاتی ہے خود کو کھا لیتی ہے

ہیچ شو وارہ تو از دندانِ او — رحم کم جو از دلِ سندانِ او
ناچیز بن جا اُس کے دانتوں سے نجات پا جا — اُس کے آہرن (جیسے) دل سے رحم نہ تلاش کر

چونکہ گشتی ہیچ از سنداں مترس — ہر صباح از فقرِ مطلق گیر درس
جب تو ناچیز بن گیا آہرن سے نہ ڈر — ہر صبح کو فقرِ مطلق سے سبق حاصل کر لے

کے مرض سے نجات حاصل کر لو۔ چونکہ گشتی۔ سخت چیز کو آہرن سے کوٹا جاتا ہے نرم چیز محفوظ رہتی ہے۔

---

[1] لاجرم۔ حضرت آدمؑ کی عصمت کا اثر زائل ہو گیا۔ شیطان معصیت میں مبتلا رہا حرص حلق۔ کھانے اور شرمگاہ کی شہوت میں عموماً انسان کی ہے کا سر پیدا پڑا ہے۔ بیخ۔ حُبِ جاہ کی مذمت کے لئے دفتر دوم کا ہے ماتحت سرکش۔ سرکش گھوڑے میں تکبر اور جاہ پسندی کے اس کو شیطان کہا جاتا ہے گھوڑے میں شہوت بطن ہے اس کو شیطان نہیں کہا جاتا۔

[2] شیطنت۔ لغت میں شیطنت سرکشی اور تکبر کو کہا جاتا ہے اسی لئے یہ صفت لعنت کی مستحق ہے۔ صد۔ سو سے والے ایک دسترخوان پر دس جمع ہو جاتے ہیں لیکن دو بادشاہ دنیا میں بھی جمع نہیں ہو سکتے ہیں۔ آں نخواہد۔ ہر بادشاہ کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ تنہا ساری دنیا پر سلطنت کرے۔

[3] آں شنیدستی۔ بادشاہت کو بانجھ کہا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ بادشاہ شرکت کے ڈر سے سب رشتے کاٹ دیتا ہے۔ ہمچو آتش۔ ... بادشاہوں کے تکبر اور حب جاہ کی مثال آگ کی سی ہے۔ ہر چہ۔ آگ ہر چیز کو جلا کر خاک کر دیتی ہے اور کچھ نہ ملے تو خود اپنے آپ کو جلا کر خاکستر بنا دیتی ہے۔ ہیچ۔ اپنے آپ کو ہیچ بنا کر حب جاہ

هست[1] الوهیت ردائے ذوالجلال — هر کہ در پوشد براو گردد وبال
الوہیت اللہ (تعالیٰ) کی چادر ہے — جو اوڑھتا ہے وہ اُس کے لئے وبال بنجاتی ہے

تاج از آنِ اوست وآنِ ما کمر — وائے اُو کز حدِ خود دارد گذر
تاج اُس کی ملکیت ہے اور ہماری ملکیت پیٹی ہے — اُس کے لئے تباہی ہے جو اپنی حد سے بڑھے

فتنۂ تست ایں پرِ طاؤسیت — کاشتراکت باید و قدوسیت
تیرا یہ طاؤسی پر تیرے لئے فتنہ ہے — کیونکہ تجھے شرکت اور قدوسیت درکار ہے

قصۂ آں حکیمے کہ طاؤس را دید کہ پرِ زیبائے خود را بر می کند
اُس دانا کا قصہ جس نے مور کو دیکھا کہ وہ اپنے حسین پروں کو چونچ سے

بمنقار و می انداخت و تنِ خود را گل[2] و زشت میکرد از تعجب
اُکھاڑ رہا ہے اور پھینک رہا ہے اور اپنے بدن کو گندا اور بدنما بنا رہا ہے اُس نے

طاؤس را پرسید کہ دریغت نمی آید گفت می آید اما پیشِ ما
تعجب سے مور سے دریافت کیا کہ تجھے افسوس نہیں ہو رہا ہے؟ اُس نے کہا ہو رہا ہے

جان از پرِ عزیزتر است و ایں پرِ عدوِ جانِ من ست ازیں
لیکن مجھے جان پروں سے زیادہ پیاری ہے اور یہ پر میری جان کے دشمن ہیں اسوجہ

جہت بر می کنم
سے میں اُکھاڑ رہا ہوں

پرِ خود می کند طاؤسے بدشت — یک حکیمے رفتہ بود آنجا بگشت
ایک مور جنگل میں اپنے پر اُکھاڑ رہا تھا — ٹہلتا ہوا ایک عقلمند وہاں پہنچ گیا

گفت طاؤسا چنیں پر سنی — بیدریغ از بیخ چوں بر میکنی
اُس نے کہا اے مور! ایسے بڑھیا پر — تو بلا تامل، جڑ سے کیوں اُکھاڑ رہا ہے؟

خود دلت چوں میدہد تا ایں حُلل — بر کنی و اندازیش اندر دَحَل
خود تیرا دل کیسے (اجازت) دیتا ہے؟ کہ یہ لباس — تو اُکھاڑتا ہے اور اُس کو کیچڑ میں پھینک دیتا ہے

ہر[3] پرت را از عزیزی و پسند — حافظاں در طیِّ مُصحف می نہند
گرانقدری اور پسند کی وجہ سے تیرے ہر پر کو — حُفّاظ قرآن کے موڑ میں رکھتے ہیں

بہرِ تحریک ہوائے سُود مند — از پرِ تو باد بیزن می کنند
مفید ہوا کو چلانے کے لئے — تیرے پروں کا پنکھا بناتے ہیں

[1] ہست کبریائی اور الوہیت اللہ تعالیٰ کی چادر ہے جو اُس کو اوڑھے گا اُس کے لئے وہ وبال بنے گی۔ تاج۔ تاج خدا کی ملکیت ہے ہمارے لئے خدمتگذاری کی پیٹی ہے۔ فتنہ۔ کبر و غرور جو پر طاؤس ہے یہ خدائی میں شرکت کا دعویٰ ہے۔

[2] گل۔ گندا۔ دریغ۔ افسوس۔ دشت۔ جنگل۔ گشت۔ سیر و سیاحت۔ بیخ۔ جڑ۔ بیش قیمت۔ حُلل۔ لباس کا جوڑا۔ دَحَل۔ کیچڑ۔

[3] ہر پرت۔ اُس نے مور سے کہا تیرے پر تو ایسے پیارے ہیں کہ ہر شخص اُن کو قرآن میں رکھتا ہے۔ بہر تحریک۔ ہوا چلنے کے لئے تیرے پروں سے پنکھے بنائے جاتے ہیں۔

لیکن[1] ناشکری و چه بیباکی ست — تو نمی دانی کہ نقاشش کیست

یہ کیا ناشکری اور لاپروائی ہے — تو نہیں جانتا کہ اُس کا نقاش کون ہے؟

یا ہمی دانی و نازے میکنی — قاصداً قطع طرازی میکنی

یا تو جانتا ہے اور ناز دکھا رہا ہے — جان بوجھ کر نقش و نگار کو قطع کر رہا ہے

اے بسا ناز کہ گردد آں گناہ — افگند مر بندہ را از چشم شاہ

بہت سے ناز ہیں جو گناہ بن جاتے ہیں — غلام کو بادشاہ کی نظر سے گرا دیتے ہیں

ناز[2] کردن خوشتر آید از شکر — لیک کم خایش کہ دارد صد خطر

ناز کرنا قند سے زیادہ بھلا لگتا ہے — لیکن اُس کو نہ چبا کیونکہ سینکڑوں خطرے رکھتا ہے

ایمن آباد ست آں راہِ نیاز — ترکِ نازش گیر و با آں رہ بساز

عاجزی کا راستہ، اطمینان کی جگہ ہے — ناز کرنا چھوڑ دے اور اُس راہ سے مانوس ہو جا

اے بسا نازآوری زد پر و بال — آخر الامر آں بر اں کس شد وبال

بہت سی نازآوریوں نے پر و بال نکالے — بالآخر وہ اُس شخص پر وبال بنیں

خوبیِ نازار دمے بفرازدت — بیم و ترسِ مضمرش بگدازدت

ناز کی خوبی، اگر فوراً تجھے اونچا کر دیتی ہے — اُس کا چھپا ہوا خوف اور ڈر تجھے پگھلاتا ہے

ویں نیاز ار چہ کہ لاغر میکند — صدر را چوں بدرِ انور میکند

یہ نیاز اگرچہ تجھے دُبلا کرتا ہے — سینہ کو روشن چاند کی طرح بنا دیتا ہے

چوں ز مُردہ زندہ بیروں میکشد — ہر کہ مُردہ گشت او دارد رشد

چونکہ وہ (اللہ تعالیٰ) مُردے سے زندہ پیدا کرتا ہے — جو مردہ بن گیا وہ ہدایت یافتہ ہے

چوں[3] ز زندہ مُردہ بیروں میکند — نفسِ زندہ سوئے مرگے می تند

جبکہ وہ زندہ سے مُردہ پیدا کرتا ہے — زندہ نفس موت کی جانب چلا جاتا ہے

مُردہ شو تا مُخرِجُ الحیِّ الصَّمَد — زندۂ زیں مُردہ بیروں آورد

مُردہ بن جا تاکہ (اللہ) زندہ کو پیدا کرنیوالا بے نیاز — زندہ کو، اُس مُردے سے پیدا کر دے

دے شوی بینی تو اخراجِ بہار — لیل گردی بینی ایلاجِ نہار

تو خزاں بن جا، تو بہار کا پیدا کرنا دیکھے گا — رات بن جا، تو دن کا داخل کرنا دیکھے گا

وہ تجھے حیاتِ ابدی عنایت کر دے گا۔ دے شوی۔ تو اپنے اوپر خزاں طاری کرے گا تو بہار کا لطف دیکھے گا، رات بنے گا تو دن کا پیدا ہونا دیکھ لے گا۔

---

[1] لیکن چہ۔ دوسرے کہا تیرا یہ اُکھاڑنا تیری بے باکی ہے تجھے معلوم نہیں کہ تیرے پردوں پر نقاشی کس ذات نے کی ہے۔ یا ہمی دانی۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ قدرت نے یہ نقاشی کی ہے تو پھر جان بوجھ کر ایسی کاریگری کو برباد کر رہا ہے اور ناز و انداز دکھا رہا ہے۔ اے بسا۔ اس طرح کا ناز بربادی کا سبب ہوتا ہے اور یہ ناز بے جا غلام کو شاہ کی نظروں سے گرا دیتا ہے۔

[2] ناز کردن۔ انسان کو ناز کرنا پسند آتا ہے لیکن اُس میں خطرات بہت ہیں بے خطر راستہ نیازمندی کا ہے لہٰذا انسان کو یہی راستہ اختیار کرنا چاہیئے۔ اے بسا۔ ناز و انداز جب بڑھتا ہے تو وبال بن جاتا ہے۔ خوبی۔ ناز و انداز کی خوبی اگر کچھ بڑھاتی ہے تو اُس میں چھپا ہوا خوف اُس کو پگھلاتا ہے۔ وحی نیاز۔ نیازمندی اگرچہ لاغر کرتی ہے لیکن قلب کو روشن چاند بنا دیتی ہے۔ چوں۔ حضرت حق کی صفت ہے کہ وہ مُردے سے زندہ پیدا کر دیتا ہے تو جو مردہ بنے گا اُس کو وہ زندگی عطا کر دے گا۔

[3] چوں ز زندہ۔ چونکہ وہ زندہ سے مُردہ بھی پیدا کرتا ہے لہٰذا اگر تو نفس کو نہ مارے گا تو وہ مُردہ ہو جائیگا۔ مُردہ شو۔ تو فانی بن جا پھر

بُرمکن آں پُر کہ نہ پذیرد رفو — رُوی مخراش از عزا اے خوبرو

پروں کو نہ اُکھاڑ کیونکہ ان پر رفو نہ ہو سکیگا — اے حسین! ماتم میں چہرے کو نہ چھیل

آنچناں رُوی کہ چوں شمسِ ضحیٰ است — آنچناں رُخ را خراشیدن خطاست

وہ چہرہ جو چاشت کے سورج کی طرح ہے — ایسے چہرے کو چھیلنا غلطی ہے

زخمِ ناخن بر چناں رُخ کافریست — کہ رُخِ مہ در فراقِ اُو گریست

ایسے چہرے پر ناخن کا زخم کافری ہے — جس کے فراق میں چاند کا چہرہ رو رہا ہے

یا نمی بینی تو روی خویش را — ترک کُن خوئے لجاج اندیش را

یا تو اپنا چہرہ نہیں دیکھتا ہے — جھگڑا کرنے والی عادت کو چھوڑ دے

دربیان آنکہ صفا و سادگی نفسِ مطمئنہ از فکرتہا مشوش میشود چنانچہ بر رُوی آئینہ چیزے نویسی اگرچہ پاک کنی داغے و نقصانے بماند

اس کا بیان کہ افکار سے نفسِ مطمئنہ کی صفائی اور سادگی پریشان ہو جاتی ہے — جیسا کہ تو آئینہ پر کوئی چیز لکھے اگرچہ تو دھو ڈالے، داغ اور نقصان باقی رہ جاتا ہے

رُوی نفسِ مطمئنہ در جسد — زخمِ ناخنہائے فکرت می کشد

جسم میں نفسِ مطمئنہ کا چہرہ — فکر کے ناخنوں سے زخمی ہو جاتا ہے

فکرتِ بد ناخنِ پُر زہر داں — میخراشد در تعمق رُوی جاں

بُرے خیال کو زہریلا ناخن سمجھ — غور کرنے کی (صورت) میں وہ جان کا چہرہ زخمی کر دیتا ہے

تا کشاید عقدۂ اشکال را — در حدث کردہ ست نوریں بال را

جب تک کہ وہ کسی اشکال کی گرہ کھولتا ہے — اُس نے سُنہرے بالوں کو ناپاک کر لیا ہے

عُقدہ را بکشادہ گیر اے مُنتہی — عُقدۂ سخت ست بر کیسہ تہی

اے انتہا کو پہنچنے والے! فرض کرلے گرہ کھل گئی — (یہ تیری) خالی تھیلی پر سخت گرہ ہے

در کشادِ عُقدہا گشتی تو پیر — عُقدۂ چندے دگر بکشادہ گیر

تو گرہوں کو کھولنے میں بوڑھا ہو گیا — فرض کرلے تو نے اور چند گرہیں کھول لیں

عُقدۂ کاں بر گلوئے ماست سخت — کہ ندانی کہ خسی یا نیک بخت

وہ پھندا جو ہمارے گلے میں ہے، سخت ہے — کیونکہ تو نہیں جانتا کہ تو بدبخت ہے یا نیک بخت

---

۵۱ بُرمکن۔ بظاہر یہ حکیم کا مقولہ ہے جو اُس نے طاؤس سے کہا۔ عزا۔ ماتم۔ آنچناں۔ حسین۔ چہرے کو بگاڑنا بہت بُری عملی ہے۔ لجاج۔ جھگڑا۔

۵۲ دربیان۔ افکار کی وجہ سے نفسِ مطمئنہ کی صفائی میں خلل پڑتا ہے جیسا کہ آئینہ پر اگر کچھ لکھو پھر خواہ مٹکو مٹا بھی کر دو لاحالہ اُس پر نشان باقی رہ جاتا ہے۔

۵۳ رُوی نفسِ مطمئنہ کا چہرہ فکروں کے ناخن سے زخمی ہو جاتا ہے خصوصاً بُرے افکار تو زہریلے ناخن ہیں جو روح تک کے چہرے کو بدنما بنا دیتے ہیں۔ تا کشاید۔ جب انسان افکار کی کسی گرہ کو کھولتا ہے تو روح کے نوریں پر ناپاک ہو جاتے ہیں جس سے اُس کی پرواز میں کمی آجاتی ہے۔ عُقدہ۔ ان دنیاوی افکار کی عقدہ کشائی ایسی ہے جیسے کسی خالی تھیلی کے مُنہ کی سخت گرہ کو کوئی شخص کھولے جو لاحاصل ہے۔

۵۴ در کشاد۔ چند گرہوں کے کھولنے میں تو بوڑھا ہو گیا فرض کرلے کہ چند گرہیں تو نے اور کھول لیں لیکن حاصل کیا ہوا۔ عقدہ کاں۔ تیرے شقی یا سعید ہونے کی گرہ جو تیرے گلے میں لگی ہوئی ہے اگر تو اسکو کھول لے تو یہ سب سے بہتر ہے۔

گر بدانی کہ شقیئ یا سعید — آں بود بہتر ز فکرِ ہر غنید

اگر تو یہ جان لے کہ تو نیک بخت ہے یا بدبخت — ہر سرکش کے فکر سے بہتر ہے

حلِ[1] ایں اشکال کُن گر آدمی — خرج کن ایں دم اگر صاحب دمی

اگر تو آدمی ہے اس اشکال کو حل کرلے — اگر تجھ میں دم ہے تو اس دم کو خرچ کر

حدِ اعیان و عرض دانستہ گیر — حدِ خود را داں کہ نبود زیں گزیر

ذوض کرلے اعیان اور عرض کی تعریف معلوم ہوگئی — اپنی حقیقت جان لے کہ اسکے سوا چارہ نہیں ہے

چوں بدانی حدِ خود زیں حد گریز — تا بہ بیحد در رسی اے خاک بیز

جب تجھے اپنی حقیقت معلوم ہوگئی اس تعریف سے گریز کر — اے خاک چھاننے والے تاکہ تو اس ذات تک پہنچ جائے جسکی حقیقت نامعلوم ہو

عمر[2] در محمول و در موضوع رفت — بے بصیرت عمر در مسموع رفت

محمول اور موضوع کی تعریف میں عمر گذر گئی — سنی سنائی باتوں میں بلا بصیرت کے عمر ختم ہوگئی

ہر دلیلے بے نتیجہ و بے اثر — باطل آمد در نتیجہ خود نگر

جو دلیل بے نتیجہ اور بے اثر ہو — باطل ہے، تو خود نتیجہ پر غور کرلے

جز بمصنوعے ندیدی صانعی — بر قیاسِ اقترانی قانعی

تو نے مصنوع کے علاوہ صانع کو نہ دیکھا — تو اقترانی قیاس پر صابر ہوگیا

می فزاید در وسائط فلسفی — از دلائل باز برعکسش صفی

فلسفی واسطوں میں اضافہ کرتا رہتا ہے — دلائل سے پھر برگزیدہ شخص اسکے برعکس ہے

ایں گریزد از دلیل و از حجیب — از پئے مدلول سر بردہ بجیب

یہ دلیل اور پردے سے گریز کرتا ہے — مدلول کے لئے، گریبان میں منہ ڈالے ہوئے

گر[3] دخاں اُو را دلیلِ آتشست — بے دُخاں ما را دلالِ آتش خوشست

اگر اُس کے لئے دُھواں آگ کی دلیل ہے — اس معاملہ میں بغیر دھویں کے ہمارے لئے آگ بھلی ہے

خاصہ ایں آتش کہ از قُرب و دِلا — از دخاں نزدیک تر آمد بما

خصوصاً یہ آگ کہ قرب اور دوستی کی وجہ سے — ہم سے دھویں سے زیادہ قریب آگئی ہے

پس سیہ کاری بُود رفتن ز خواں — بہرِ تخییلات جاں سوئے دخاں

دسترخوان سے چل دینا، بدکاری ہے — دھویں کی جانب، جان کے خیالات کی خاطر

---

[1] حل۔ اگر تو آدمی ہے تو اس اشکال کو حل کر۔ حدِ اعیان۔ ذوات و عرض اور جوہر کی تعریف کرنے میں لگے رہتے ہیں اور خود اپنی حقیقت و ماہیت سے بے خبر رہتے ہیں۔ جو نے بدانی۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ عَرَفَ رَبَّہٗ جس نے اپنے آپ کو جان لیا اُس نے خدا کو جان لیا۔ نفس کی حقیقت کا علم خدا کی معرفت تک پہنچاتا ہے

[2] عمر۔ علماء کی عمر موضوع و محمول کی تعریفوں میں گذر جاتی ہے اور کوئی فائدہ ہاتھ نہیں آتا۔ ہر دلیل میں دلیل کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہو وہ بیکار ہے تو اپنے انجام پر غور کرے۔ جز۔ تو نے مشاہدہ نہیں کیا ہے محض مخلوق کے ذریعہ خالق کو سمجھا ہے۔ قیاسِ اقترانی مثلاً عالم مصنوع ہے اور ہر مصنوع کا کوئی صانع ہے حتیٰ فزاید۔ فلسفی فیس امور کو سمجھنے کے لئے وسائل میں اضافہ کرتا رہتا ہے اور برگزیدہ شخص اس کے برعکس مشاہدہ کرتا ہے وہ دلائل سے ہٹ کر مراقبہ میں مشاہدہ کرتا ہے۔

[3] گر دخاں۔ فلسفی اثر سے موثر کو سمجھتا ہے یعنی دھویں کے ذریعہ آگ تک پہنچتا ہے خاصہ۔ عارفوں کے لئے قرب اور عشق کی آگ دھویں سے نزدیک تر ہے۔ پس بشارہ

[4] سے ہٹ کر دلائل سے اُس ذات تک پہنچنا سیاہ کاری اور غلطی ہے۔

دربیانِ[1] قولِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ لَا رُھْبَانِیَّۃَ فِی الْاِسْلَامِ

آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قول کے بیان میں کہ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے

بر مکن پر را و دل بر کن ازو — زانکہ شرطِ ایں جہاد آمد عدو

پروں کو نہ اکھاڑ، ان سے دل ہٹا لے — کیونکہ اس جہاد کے لئے دشمن ضروری ہے

چوں عدو نبود جہاد آمد محال — شہوت ار نبود نباشد امتثال

جب دشمن نہیں ہے تو جہاد ناممکن ہے — اگر شہوت نہ ہو تو حکم ماننا نہ ہوا

صبر[2] نبود چوں نباشد میلِ تو — خصم چوں نبود چہ حاجت خیلِ تو

جب تیرا میلان نہیں ہے تو صبر نہ ہوگا — جب دشمن ہی نہیں ہے تیرے لشکر کی کیا ضرورت ہے؟

ہیں مکن خود را خصی رہباں مشو — زانکہ عفت ہست شہوت را گرو

خبردار! اپنے آپ کو خصی نہ کر، راہب نہ بن — کیونکہ عفت شہوت سے وابستہ ہے

بے ہوا نہی از ہوا ممکن نبود — غازیی بر مردگاں نتواں نمود

بغیر نفسانی خواہش کے اس سے روکنا ممکن نہیں ہے — اپنا مجاہد ہونا مُردوں پر نہیں دکھا سکتا

اَنْفِقُوْا گفتست پس کسبے بکن — زانکہ نبود خرج بے دخلِ کہن

"خرچ کرو" فرمایا ہے تو تمہاری کمائی کر — کیونکہ بن آمدنی کے بغیر خرچ نہیں ہو سکتا ہے

گرچہ آورد اَنْفِقُوْا را مطلق او — تو بخواں کہ اِکْسِبُوْا ثُمَّ اَنْفِقُوْا

اگرچہ اس نے صرف "خرچ کرو" فرمایا ہے — تو پڑھ کماؤ پھر خرچ کرو

ہمچناں[3] چوں شاہ فرمود اِصْبِرُوْا — رغبتے باید کزاں تابی تو او

اسی طرح جب شاہ نے حکم دیا کہ "تم صبر کرو" — تو رغبت درکار ہے تاکہ تو اس سے منہ موڑے

پس کُلُوْا از بہرِ دامِ شہوتست — بعد ازاں لَا تُسْرِفُوْا آں عفتست

تو "تم کھاؤ" شہوت کے جال کے لئے ہے — اسکے بعد "تم فضول خرچی نہ کرو" پاکدامنی کیلئے ہے

چونکہ محمولٌ بہ نبود لدیہ — نیست ممکن بود محمولٌ علیہ

جبکہ خبر نہیں ہے، اس کے پاس — مبتدا کا ہونا ناممکن ہے

چونکہ رنجِ صبر نبود مر ترا — شرط نبود پس فرو ناید جزا

جبکہ تجھے صبر کی تکلیف حاصل نہیں ہے — تو شرط نہ پائی گئی، لہٰذا جزا موجود نہ ہوگی

---

[1] دربیان۔ اسطرح صبر کرو کے حکم کی تعمیل جب ہی ہو کہ رغبت موجود ہو۔ کُلُوْا۔ تم کھاؤ کا حکم شہوت کا جال ہے اور لَا تُسْرِفُوْا فضول خرچی نہ کرو عفت ہے۔ اب اگر کُلُوْا ممکن ہو تو لَا تُسْرِفُوْا کے کوئی معنی نہیں ہیں چونکہ جب خبر کا وجود ہی نہ ہو تو مبتدا کا اس سے اتصال اور تعلق ناممکن ہو۔ رنج۔ صبر کرنے میں اگر کوئی کلفت ہی نہیں ہو تو اجر کی

[1] دربیان۔ معصیت کے اسباب اور قدرت کے ہوتے ہوئے اس سے بچنا کمال ہے نہ کہ معصیت کی طاقت کو ختم کر کے معصیت سے بچنا اسی لئے آنحضورؐ نے فرمایا اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔ راہب معصیت کے اسباب اور اسکی قدرت کو فنا کر ڈالتے تھے۔ جبکہ مومن کو نصیحت ہے کہ پر نہ اکھاڑ یعنی شہوت اور حب جاہ کے اسباب اور ذرائع کو ختم نہ کر کیونکہ یہ دشمن ہیں اور دشمن کے نہ ہوتے ہوئے جہاد کی فضیلت حاصل نہیں ہو سکتی ہے شہوت۔ اگر انسان میں شہوت کا مادہ ہی نہیں ہے تو زنا نہ کرنے کے حکم کی فرمانبرداری کے کوئی معنی نہیں ہیں۔

[2] صبر نبود۔ اگر انسان میں کسی چیز کی جانب میلان نہیں ہے تو اس سے صبر کرنے کے کوئی معنی نہیں ہیں دشمن نہ ہو تو لشکر کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے مشہور راہب اپنے خصیے نکلوا دیتے تھے تاکہ زنا نہ کر سکیں۔ غازیی۔ مرے ہوؤں کے ساتھ جہاد کوئی معنی نہیں رکھتا ہے۔ اَنْفِقُوْا۔ خرچ کرو اس حکم کی تعمیل جب ہی ہو سکتی ہے جبکہ انسان کمائے۔ گرچہ۔ اگرچہ قرآن میں صرف خرچ کرو آیا ہے لیکن اس کا مطلب یہی ہو کہ کماؤ اور خرچ کرو

[3] ہمچناں۔ اسی طرح جب ہی ہو کہ رغبت موجود ہو۔ کُلُوْا۔ تم کھاؤ کا حکم شہوت کا جال ہے اور لَا تُسْرِفُوْا فضول خرچی نہ کرو عفت ہے۔ اب اگر کُلُوْا ممکن ہو تو لَا تُسْرِفُوْا کے کوئی معنی نہیں ہیں چونکہ جب خبر کا وجود ہی نہ ہو تو مبتدا کا اس سے اتصال اور تعلق ناممکن ہو۔ رنج۔ صبر کرنے میں اگر کوئی کلفت ہی نہیں ہو تو اجر کی

جبذا آں شرط و شاداں آں جزا — آں جزائے دلنواز جانفزا

وہ شرط اور جزا کیا ہی خوب ہے — وہ دل نواز، جانفزا جزا

دربیان آنکہ ثواب عمل عاشق از حق ہم حقست و بس جل جلالہ

اس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے عاشق کے عمل کا ثواب صرف اللہ ہی جلالہ ہے

عاشقاں را شادمانی و غم اوست — دست مزد و اجرت خدمت ہم اوست

عاشقوں کی خوشی اور غم وہی ہے — مزدوری اور خدمت کی اجرت وہی ہے

غیر معشوق ار تماشائی بود — عشق نبود ہرزہ سودائی بود

وہ اگر معشوق کے غیر کا تماشائی ہے — عشق نہیں ہے وہ بیہودہ اور دیوانہ ہے

عشق آں شعلہ است کو چوں بر فروخت — ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت

عشق وہ شعلہ ہے جب وہ روشن ہوگیا — جو کچھ معشوق کے علاوہ ہے سب جل گیا

تیغ لا در قتل غیر حق براند — در نگر زاں پس کہ بعد لا چہ ماند

اس نے "لا" کی تلوار اللہ کے سوا پر چلادی — غور کرلے "لا" کے بعد کیا رہ گیا!

ماند الا اللہ باقی جملہ رفت — شاد باش اے عشق شرکت سوز رفت

"الا اللہ" رہ گیا باقی سب فنا ہوگیا، — اے عشق شرکت کو جلانے والے زبردست! تو خوش رہ

خود ہم اُو بود اولین و آخریں — شرک جز از دیدۂ احول مبیں

صرف وہی اولین اور آخرین ہوگا — تو بھینگی آنکھ کے سوائے شرک کو نہ دیکھ

اے عجب حسنے بود جز عکس آں — نیست تن را جنبشے از غیر جاں

تعجب ہے، کوئی حسن اسکے عکس کے سوا ہو — جان کے غیر سے جسم میں حرکت نہیں ہوتی ہے

آں تنے را کہ بود در جاں خلل — خوش نباشد گر بگیری در عسل

جس جسم کی روح میں نقصان ہو — وہ اچھا نہ ہوگا، خواہ تو اس کو شہد میں ڈالدے

ایں کسے داند کہ روزے زندہ بود — از کف ایں جان جاں جامے ربود

یہ وہ شخص سمجھ سکتا ہے جو کسی دن زندہ رہا ہو — اس جان جاناں کے ہاتھ سے اسنے جام حاصل کیا ہو

وانکہ چشم اُو ندیدست آں رخاں — پیش اُو جانست ایں تف و خاں

جس کی آنکھ نے وہ رخسار نہیں دیکھے — اسکے نزدیک یہ دھوئیں کی سوزش جان ہے

حسن کو عکس خداوندی ہی سمجھے گا جس کی روح انسانی زندہ ہوگی۔ فانکہ۔ جو روح انسانی سے ناواقف ہوگا وہ روح حیوانی کو ہی سب کچھ سمجھے گا۔

لہ جبذا۔ صبر کی تکلیف ہو تو اس کا بدلہ بھی ہوگا تو دونوں قابل مبارکباد ہیں۔ دربیان۔ چونکہ پہلے مضمون میں جزا کا بیان تھا اب بتاتے ہیں کہ خدا کے عاشق کا بدلہ کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ حقیقی کے عمل کا بدلہ ذات خداوندی ہے۔ عاشقاں۔ عاشقوں کا رنج اور خوشی مزدوری اور اس کی اجرت صرف ذات خدا ہے۔ غیر معشوق۔ اگر وہ معشوق کی ذات کے علاوہ کسی چیز کا طالب ہے تو پھر اس کا عشق عشق نہیں ہے بلکہ وہ دیوانہ ہے۔

لہ عشق۔ جب عشق الٰہی نمودار ہوتا ہے تو ماسوئی اللہ اس کی آگ سے جل جاتا ہے۔ تیغ لا۔ کلمہ میں لا الٰہ کہنے کے معنی یہی ہیں کہ اس نے غیر کی نفی کردی ہے۔ الا اللہ۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اب اس کے لئے سب کچھ صرف ذات خداوندی ہے، عشق غیر کو بالکل جلا ڈالتا ہے۔ خود۔ جیسے آنکھ ایک دکھاتی ہے بھینگے کو ایک کے دو نظر آتے ہیں۔

لہ اے عجب۔ جہاں کہیں بھی حسن کی جھلک ہے وہ اسی خدا کا پرتو ہے۔ جسم میں روح کی وجہ سے حرکت ہوتی ہے۔ آں تنے۔ جو خطا پر ہیں اُن کی اصلاح ناممکن ہے۔ ایں کسے۔ ہر چیز کے

چوں ندید اُو عمرؓ عبدالعزیزؒ[1] — پیشِ اُو عادل بود حجاج نیز

جس نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو نہ دیکھا ہو — اُس کے نزدیک حجاج ابن یوسف بھی عادل ہوگا

چوں ندید اُو مارِ موسیٰؑ را ثبات — در خیالِ السحر پندارد حیات

جب اُس نے حضرت موسیٰؑ کے سانپ کا ثبات نہیں — وہ جادو کی رسیوں میں زندگی سمجھے گا

مرغ[2] کو ناخوردہ است آبِ زلال — اندر آبِ شور دارد پر و بال

جس پرندے نے نہر پانی نہ پیا ہو — وہ کھاری پانی میں اپنے بال و پر اتر رکھتا ہے

جز بضد ضد را ہمی نتواں شناخت — چوں نہ بیند زخم نشاسد نواخت

ضد کو ضد کے سوا کسی ذریعہ سے شناخت نہیں کیا — جب ظلم کو نہیں دیکھا ہو نوازش کو نہیں پہچان سکتا

لاجرم دنیا مقدم آمدہ است — تا بدانی قدرِ اقلیمِ الست

لامحالہ دنیا پہلے آئی ہے — تاکہ تو الست کے جہان کی قدر جان لے

چوں از اینجا وارہی آنجا روی — در شکرخانہ ابدش کر شوی

جب تو اس جگہ سے نجات پا جائیگا وہاں چلا جائیگا — تو ہمیشگی کے شکرخانہ میں شکرگزار ہوگا

گوئی آنجا خاک را می بیختم — زیں جہانِ پاک می بگریختم

تو کہے گا وہاں میں نے خاک چھانی — میں اس پاک عالم سے بھاگتا تھا

گشتہ بودم قانع از گنجِ بہار — شادماں بودم ز گلزارِ بخار

میں نے خزانہ کے بدلے سانپ پر بس کی — میں چمن کی بجائے کانٹوں پر خوش تھا

اے[3] دریغا پیش ازیں بودے اجل — تا غذایم کم بدے اندر وحل

ہائے افسوس! اس سے پہلے موت آجاتی — تاکہ میری خوراک کیچڑ کی نہ ہوتی

در بیانِ حدیث مَامَاتَ مَنْ یَمُوْتُ اِلَّا وَتَمَنّٰی اَنْ یَّمُوْتَ قَبْلَ

(اس) حدیث کا بیان کہ ہر مرنے والا یہ ضرور تمنا کرے گا کہ وہ پہلے

مَامَاتَ اِنْ کَانَ بَرًّا لِیَکُوْنَ اِلٰی وُصُوْلِ الْبِرِّ اَعْجَلَ وَاِنْ کَانَ

مرجاتا اگر وہ نیک ہے تو اس لئے کہ جلد بھلائی تک پہنچ جاتا اور اگر بد ہے

فَاجِرًا لِیَقِلَّ فُجُوْرُہٗ

تو اس لئے کہ اس کی بدکاری کم ہوتی

زیں بفرمودست آں آگہ رسولؐ — کہ ہر آنکہ مُرد و کرد از تن نزول

اسی لئے باخبر رسولؐ نے فرمایا ہے — کہ جو شخص مرا اور جسم سے جدا ہوا

---

[1] عمرؓ۔ ابن عبدالعزیزؒ اموی خلیفہ تھے۔ جن کا خلافت راشدین میں شمار ہے، یعنی روح انسانی۔ حجاج۔ ابن یوسف ثقفی، عبدالملک ابن مروان عراق کا گورنر تھا جس کا ظلم و ستم مشہور ہے جس نے ستر ہزار بے قصور انسانوں کو قتل کرایا۔ یعنی روح حیوانی۔ چوں۔ اگر کسی نے اصل کو نہ دیکھا ہوگا تو وہ نقل سے دھوکا کھا جائے گا۔

[2] مرغ۔ جو شخص حقیقت سے ناواقف ہوتا ہے وہ مجاز کو حقیقت سمجھ لیتا ہے۔ جو مشہور مقولہ ہے "تُعْرَفُ الْاَشْیَاءُ بِاَضْدَادِھَا" چیزیں اپنی ضدوں سے پہچانی جاتی ہیں" لاجرم۔ دنیا کو چھوڑ کر آخرت کی قدر معلوم ہوگی۔ اقلیمِ الست۔ عالمِ آخرت۔ چوں۔ انسان جب دنیا کی زندگی ختم کرکے عالمِ آخرت میں پہنچے گا تو بہت شکرگزار ہوگا۔ گوئی۔ پھر کہے گا کہ دنیا آخرت کے مقابلہ میں خاک اور مٹی تھی دنیا خارستان تھا اور آخرت گلستان ہے۔

[3] اے دریغا۔ دنیا میں جس قدر وقت گذرا اس پر افسوس کرے گا۔ دربیان۔ مرنے کے بعد ہر نیک و بد جلد مرجانے کی خواہش کا اظہار کرے گا اگر نیک ہوگا تو کہیگا کاش میں جلد اس بھلائی تک پہنچ جاتا اگر بد ہے تو کہیگا کہ کاش

نبود اورا حسرتِ نقلان و موت — لیک باشد حسرتِ تقصیر و فوت

اُس کو منتقل ہونے اور مرنے پر افسوس نہ ہوگا — لیکن کوتاہی اور فوت ہونے کی حسرت ہوگی

ہر کہ میرد خود تمنا باشدش[1] — کہ بُدے زیں پیش نقلِ مقصدش

جو شخص مرتا ہے خود اُس کو تمنا ہوتی ہے — کہ اُس کا مقصود کی طرف منتقل ہو جانا اِس سے پہلے ہوتا

گر بُدے بد تا بدی کمتر بُدے — ور تقی تا خانہ زُوتر آمدے

اگر وہ بد تھا تو اِس لئے کہ بدی کم ہوتی — اور متقی تھا تو گھر جلدی آجاتا

گوید آں بد بیخبر می بودہ ام — دمبدم من پردہ می افزودہ ام

وہ بد کہے گا، میں بے خبر تھا — میں نے ہر وقت حجاب بڑھایا

گر ازیں زُوتر مرا معبر بُدے — ایں حجاب و پردہ ام کمتر بُدے

اگر اِس سے پہلے ہی میرے لئے راستہ ہوتا — میرا یہ حجاب اور پردہ بہت کم ہوتا

از حریصی[2] کم دراں رُوئے قنوع — وز تکبر کم دراں چہرہ خشوع

حرص کی وجہ سے قناعت کے چہرے کو زخمی نہ کر — اور تکبر سے عاجزی کے چہرے کو زخمی نہ کر

ہمچنیں از بخل کم در رُوئے جود — وز بلیسی چہرۂ خوبِ سجود

اسی طرح بخل کے ذریعہ سخاوت کا چہرہ زخمی کر — اور شیطنت سے سجدہ کے حسین چہرے کو

بر مکن آں پرِ رہ پیمائے را — بر مکن آں پرِ خلد آرائے را

راستہ طے کرنے والے پر نہ اُکھاڑ — جنت کو آراستہ کرنے والے پر نہ اُکھاڑ

چوں شنید[3] ایں پند رُوئے بنگریست — بعد ازاں در نوحہ آمد می گریست

جب اُس نے یہ نصیحت سنی اور ناصح کا چہرہ دیکھا — اُسکے بعد نوحہ شروع کر دیا، رو پڑا

نوحہ و گریہ دراز و دردمند — ہر کہ آنجا بود در گریہ اش فگند

نوحہ اور گریہ دراز اور دردمند تھا — وہاں جو بھی تھا اُس کو رُلا دیا

وآنکہ میپرسید پر کندن چیست — بیجوابے شد پشیماں می گریست

اور جس نے پوچھا تھا کہ پر کیوں نوچتا ہے؟ — بغیر جواب (اُسے) شرمندہ ہوگیا، رونے لگا

کز فضولی من چرا پرسیدمش — او ز غم پُر بود شورانیدمش

کہ بیہودہ پن سے میں نے اُس سے کیوں پوچھا! — وہ غم سے بھرا ہوا تھا میں نے اُسکو جوش دلا دیا

می چکید از چشم تر بر خاک آب — اندراں ہر قطرہ مُدرج صد جواب

تر آنکھوں سے زمین پر آنسو ٹپک رہے تھے — ہر قطرے میں سینکڑوں جواب درج تھے

---

[1] ہر کہ۔ موت کے بعد ہر مُردے کی خواہش ہوگی کہ کاش وہ پہلے مرجاتا اگر نیک ہے تو اِس لئے یہ خواہش ہوگی کہ اب سے پہلے ہی جنت میں پہنچ جاتا اگر بد ہے تو اِس لئے کہ یہ سوچے گا اگر جلد مرجاتا تو بُرائیاں کم کرتا۔ دمبدم۔ بُرا انسان کہے گا کہ میں جس قدر زندہ رہا اُسی قدر گمراہی کے پردے یہاں بڑھتے گئے۔ گر۔ اگر اِس سے پہلے مرجاتا تو یہ پردے کم ہوتے۔

[2] از حریصی۔ یہ بھی حکیم کا مقولہ ہے جو اُس نے پر نوچنے پر مور سے کہا۔ قنوع۔ قناعت۔ خشوع۔ عاجزی۔ دراں۔ دریدن یعنی پھاڑنا سے بنا ہے۔ ہمچنیں۔ مور کی تمثیل کے سلسلہ میں گویا نے انسانی اُن صفات کو ذکر کیا ہے جو قدرت نے اُس میں ودیعت رکھی ہیں اور انسان اپنی بداعمالی سے اُن کو برباد کرتا ہے۔ خلد آرائی۔ جنت کو آراستہ کرنیوالا۔

[3] شنید۔ اُس مور نے سنا۔ رُوئے۔ یعنی ناصح کا چہرہ۔ نوحہ۔ اِس کے رونے نے دوسروں کو رُلا دیا۔ وآنکہ۔ وہ ناصح حکیم بھی رو پڑا۔ کز فضولی۔ اِس سوال پر کہ پر کیوں اُکھاڑتا ہے وہ سوال کرنیوالا شرمندہ ہوگیا۔ ہر قطرہ۔ آنسو کے ہر قطرے میں اِس سوال کا جواب تھا۔ مدرج۔ داخل۔

می چکید از چشمِ اُو گریہ بخاک — خاکِ گِل می شد ز اشکِ سہمناک
اُس کی آنکھ سے سچی پیر آنسو ٹپک رہے تھے — خوفناک آنسوؤں سے مٹی کیچڑ بن گئی

گریۂ[1] با صدق بر جانہا زند — تا کہ چرخ و عرش را گریاں کُند
سچائی کے ساتھ رونا روحوں کو متاثر کرتا ہے — حتیٰ کہ آسمان اور عرش کو رُلا دیتا ہے

گریۂ بے صدق بے سوزش بُود — دیو دوں بر گریہ اش خنداں شود
بناوٹی رونا بغیر سوزش کا ہوتا ہے — کمینہ شیطان اُس کے رونے پر ہنستا ہے

گریۂ بے صدق باشد بیفروغ — آں ندارد چربی مانندِ دوغ
بناوٹی رونا بے فروغ ہوتا ہے — اُس میں بھاچھ کی طرح گھمن نہیں ہوتا ہے

عقل و دلہا بے گمانے عرشیند — در حجاب از نورِ عرشی میزیند
عقل اور دل بلاشبہ عرشی ہیں — وہ پردہ عرشی نور کے ذریعہ جھیتے ہیں

بیان آنکہ عقل و روح در آب و گِل جسد محبوس اند ہمچوں ہاروت و ماروت در چاہِ بابل

اِس کا بیان کہ عقل اور روح جسم کی مٹی، پانی میں اِس طرح قیدی ہیں جس طرح کہ ہاروت اور ماروت بابل کے کنویں میں

ہمچو[2] ہاروت و چو ماروت آں دو پاک — بستہ اند ایں جا بچاہِ سہمناک
وہ دونوں پاک، ہاروت اور ماروت کی طرح — اِس جگہ خوفناک کنویں میں بند ہیں

عالمِ سِفلی و شہوانی درند — اندریں چہ گشتہ اند از جُرم بند
وہ عالمِ سِفلی اور شہوانی میں ہیں — جُرم کی وجہ سے اِس کنویں میں بند ہو گئے ہیں

سِحر و ضدِّ سِحر را بے اختیار — زیں دو آموزند نیکاں و شرار
جادو اور اُس کا توڑ بغیر اختیار کے — نیک اور بد اِن دونوں سے سیکھتے ہیں

لیک اوّل پند بد ہندش کہ ہیں — سحر را از ما میاموز و مجیں
لیکن وہ شروع میں نصیحت کر دیتے ہیں کہ خبردار! — جادو ہم سے نہ سیکھو، نہ حاصل کر

ما بیا[3] موزیم ایں سحر اے فلاں — از برائے ابتلا و امتحاں
اے فلاں: ہم یہ جادو سکھاتے ہیں — ابتلاء اور آزمائش کے لئے

کامتحاں را شرط باشد اختیار — اختیارے نبوّت بے اقتدار
آزمائش کے لئے اختیار شرط ہے — بغیر قدرت کے تیرے لئے اختیار نہ ہوگا

میلہا ہمچوں سگانِ خفتہ اند — اندر ایشاں خیر و شر بنہفتہ اند
خواہشات، سوئے ہوئے کتوں کی طرح ہیں — انکے اندر خیر اور شر پوشیدہ ہیں

---

[1] گریہ۔ مولانا فرماتے ہیں جو سچائی کا رونا ہے اُس کی تاثیر محض دنیا تک نہیں بلکہ عرش تک پہنچتی ہے۔ مگر یہ بے صدق۔ بناوٹی رونے پر شیطان مذاق اُڑاتا ہے عقل و دل کو عرشی ہیں "اَلْقَلْبُ عَرْشُ الرَّحْمٰن" "دل خدا کا عرش ہے" تو چونکہ سچے رونے سے عرش متاثر ہوتا ہے لہٰذا عقل و دل جو عرشی ہیں وہ بھی متاثر ہوتے ہیں۔

[2] ہمچو۔ جس طرح ہاروت و ماروت کا تعلق عالمِ بالا سے تھا لیکن چاہِ بابل میں قیدی ہیں اسی طرح عقل اور روح بھی عالمِ بالا کی چیز ہوتے ہوئے انسانی بدن کے کنویں میں قیدی ہیں۔ عالمِ سِفلی۔ ان دونوں نے چونکہ عالمِ سِفلی اور شہوانی سے تعلق پیدا کیا لہٰذا جسم کے کنویں میں بند کر دیئے گئے ہیں۔ سحر و ضدِ سحر۔ اب نیک لوگ انسے اچھی تعلیمات حاصل کرتے ہیں اور بُرے لوگ بُری تعلیمات حاصل کرتے ہیں۔ بے اختیار یعنی شوق سے مجبور ہو کر۔

[3] آبیا موزیم۔ عقل و روح سمجھاتی ہے کہ ہمارے سحر سکھانے میں ایک امتحان اور آزمائش ہے کہ سیکھنے والا اسکو غلط استعمال کرتا ہے۔ ابتلا۔ امتحان۔ اِس جادو کا سیکھنا نہ سیکھنا سیکھنے والا کا اختیاری فعل ہے اسی لئے اسکو دونوں باقتدار قدرت ہے۔ میلہا۔ انسان کے اندر کی خواہشیں سوئے ہوئے کتوں کی طرح ہیں اور انسان کے دل میں خیر و شر دونوں موجود ہیں

چونکہ[1] قدرت نیست خفتند ایں رَدہ — ہمچو ہیزم پارہا و تن زدہ

چونکہ (اجھ میں) قدرت نہیں ہے یہ گروہ سویا ہوا ہے — لکڑی کے ٹکڑوں کی طرح اور چپ ہے

تا کہ مُردارے دَر آید درمیاں — نفخِ صورِ حرص کو بد بَر سگاں

یہاں تک کہ کوئی مُردار بیچ میں آجاتا ہے — حرص کے صور کی آواز کُتوں کو جھنجھوڑ دیتی ہے

چوں دَراں کوچہ خرے مُردار شد — صَد سگِ خفتہ بداں بیدار شد

جب اُس گلی میں کوئی گدھا مر جاتا ہے — اُس سے سینکڑوں سوئے ہوئے کُتے جاگ جاتے ہیں

حرصہائے رفتہ اندر کتمِ غیب — تا ختن آورد سَر بر زد ز جیب

غیب کے پردے میں گئی ہوئی حرصیں — حملہ آور ہوگئیں، گریبان سے سر نکالا

مُو بموئے[2] ہر سگے دنداں شدہ — وز برائے حیلہ دُم جُنباں شدہ

ہر کُتے کا رونگٹا رونگٹا دانت بن گیا — اور تدبیر کے لئے دُم ہلانے لگا

نیم زیرش حیلہ و بالا غضب — چوں ضعیف آتش کہ اُو یابد حَطب

اُس کا آدھا نچلا حصہ حیلہ اور اوپر کا غصہ ہے — جس طرح کمزور آگ جو ایندھن پالے

شُعلہ شُعلہ میرسد از لامکاں — میرود دُود و لہب تا آسماں

لامکاں سے شعلے ہی شعلے آجاتے ہیں — دھواں اور لپٹ آسمان تک جاتی ہے

صَد چنیں سگ اندریں تن خفتہ اند — چوں شکارے نیست شاں بنہفتہ اند

ایسے سینکڑوں کُتے اِس جسم میں سوئے ہوئے ہیں — چونکہ کوئی شکار نہیں ہے وہ چھپے ہوئے ہیں

یا چو بازانند دیدہ دوختہ — در حجاب از عشق صیدے سوختہ

یا آنکھیں سلے ہوئے بازوں کی طرح ہیں — شکار کے عشق میں دَر پردہ جلے ہوئے ہیں

تا کُلہ برداری و بیند شکار — انگہاں سازد طوافِ کوہسار

یہاں تک کہ تو ٹوپا ہٹا دے اور وہ شکار دیکھ لے — اُس وقت پہاڑ کے چکر کاٹتا ہے

شہوتِ[3] رنجور ساکن می بُوَد — خاطرِ اُو سُوئے صحت میرود

بیمار کی خواہش جب تک سکون میں ہوتی ہے — اُس کا مزاج صحت کی طرف چلتا ہے

چوں بہ بیند نان و سیب و خربزہ — در مَصاف آید مزہ و خوفِ بزہ

جب وہ روٹی اور سیب اور خربوزہ دیکھتا ہے — مزا اور بد پرہیزی کا خوف جنگ میں مبتلا ہو جاتے ہیں

چوں بہ بیند۔ جب مریض مختلف غذائیں دیکھتا ہے تو خواہش بیدار ہو جاتی ہے اور اب وہ کشمکش میں مبتلا ہو جاتا ہے کھانے کو جی چاہتا ہے پھر ڈرتا ہے کہ اگر کھاؤں گا تو بد پرہیزی ہوگی۔

[1] چونکہ۔ انسان کا یہ سمجھنا کہ اُسمیں بُرائی کی طاقت نہیں ہے بہت بڑی بھول ہے چونکہ بُرائی کا موقع حاصل نہیں اس لئے وہ قوت سوئی ہوئی ہے جب موقع ہوگا وہ فوراً بیدار ہو جائیگی۔ چوں مدار۔ انسانی خواہشوں کا سوئے ہوئے کُتوں کی طرح ہے اُن کے سامنے جب کوئی مُردار آجاتا ہے پھر اُن کا حال کیو۔

[2] مو بموی۔ اب کُتے کا رونگٹا رونگٹا دانت بن جاتا ہے اور وہ حیلہ اور غصہ سے پُر ہو جاتا ہے۔ چوں ضعیف۔ آگ کو اگر ایندھن ملے تو کس قدر پُرسکون ہوتی ہے اور ایندھن ملتے ہی کس قدر شعلہ زن بن جاتی ہے۔ قصہ چنیں۔ انسان کے اندر بُری صفتیں اِن کُتوں کی طرح سوئی ہوئی ہیں جب موقع ملتا ہے تو وہ پھر اپنی تیزی دکھاتی ہیں۔ یا چو۔ اِن بُری صفتوں کی مثال کُتوں سے دے کر یا اُس باز سے جس کی آنکھیں سلی ہوئی ہیں لیکن شکار کے عشق میں وہ دل سوختہ ہے۔ تا کُلہ۔ شکار کے وقت باز کے سر پر سے ٹوپی ہٹا دی جاتی ہے تو پھر وہ شکار کو دیکھ کر پہاڑوں کا چکر کاٹتا ہے۔

[3] شہوتِ رنجور۔ بیماری کے دوران مختلف غذاؤں کی شہوت و رغبت سکون پذیر ہوتی ہے لیکن جب وہ مختلف غذائیں دیکھتا ہے تو وہ شہوت بیدار ہو جاتی ہے۔

گر بود[1] صبار دیدن سود اوست — آں تہیج طبع سستش را نکوست

اگر وہ صابر ہے تو دیکھنا اُس کے لئے مفید ہے — وہ برانگیختگی اُس کی سست طبیعت کے لئے بہتر ہے

ور نباشد صبر پس نادیدہ بہ — تیر دور اولے زمردِ بے زرہ

اگر صبر نہ ہو تو نہ دیکھنا بہتر ہے — بغیر زرہ کے آدمی سے تیر کا دور ہونا بہتر ہے

باز گرد و کن حکایت را تمام — تا چہ گفت اندر جوابش والسلام

واپس ہو اور حکایت کو پورا کر دے — کہ اُس (مور) نے اُسکے جواب میں کیا کہا والسلام

بشنو[2] اکنوں تو ز طاؤس آں جواب — تا بدانی ہر نکوئی را خطاب

اب تو مور سے وہ جواب سُن — تاکہ تو ہر بھلائی کا خطاب جان لے

جواب دادن طاؤس آں حکیم سائل را

مور کا اُس سوال کرنے والے دانا کو جواب دینا

چوں ز گریہ فارغ آمد گفت رو — کہ تو رنگ و بوئے را ہستی گرو

جب وہ (مور) رونے سے فارغ ہو گیا اُسنے کہا — کہ تو رنگ و بُو کا غلام ہے

آں نمی بینی کہ ہر سو صد بلا — سوئے من آید پئے ایں بالہا

کیا تو یہ نہیں دیکھتا کہ ہر جانب سے سینکڑوں بلائیں — اِن پروں کی وجہ سے میری جانب آتی ہیں

اے بسا صیاد بے رحمت مدام — بہر ایں پر ہا نہد ہر سو دام

ہمیشہ بہت سے ناترس شکاری — اِن پروں کے لئے میری ہر جانب جال بچھاتے ہیں

چند تیر انداز بہر بالہا — تیر سوئے من کشد اندر ہوا

بہت سے تیر انداز پروں کے لئے — ہوا میں میری جانب تیر چلاتے ہیں

چوں[3] ندارم زور و ضبط خویشتن — زیں قضا و زیں بلا و زیں فتن

جبکہ میں طاقت اور اپنا بچاؤ نہیں رکھتا ہوں — اِس قضا اور اِس بلا اور اِن فتنوں سے

آں بہ آید کہ شوم زشت و کریہ — تا بوم ایمن دریں کہسار و تیہ

یہ مناسب ہے کہ میں بھدا اور ناپسند بنجاؤں — تاکہ میں اس پہاڑ اور جنگل میں محفوظ ہو جاؤں

بر کنم پر ہائے خود را یک بہ یک — تا نیندازد بدامم ہر کلک

میں ایک ایک کرکے اپنے پر نوچتا ہوں — تاکہ کوئی منحوس مجھے جال میں نہ پھانسے

نزدِ من جاں بہتر از بال و پرست — جاں بماند باقی و تن ابترست

میرے نزدیک جان بال اور پر سے بہتر ہے — جان باقی رہے گی اور جسم ناقص ہے

[1] گر بود۔ اب اگر اس بیان میں صبر کا مادہ ہے تو اِن نظاروں کا دیکھنا اُس کے لئے مفید ہے تاکہ اُس کی خواہشیں بیدار ہو جائیں اور اگر وہ صابر نہیں ہے تو اُس کے لئے مناسب ہے کہ وہ اِن نظاروں کو ہی نہ دیکھ پائے۔

[2] بشنو۔ اب ناصح حکیم کو مور نے جو جواب دیا وہ سنو اُس نے کہا اے ناصح تو محض رنگ و روپ کا عاشق ہے یہ نہیں دیکھتا کہ یہ پر میرے لئے کس قدر مصائب کا سبب ہیں۔ اے بسا۔ شکاری میرا شکار محض اِن پروں کی خاطر کرتے ہیں کوئی جال سے پکڑتا ہے کوئی مجھے تیر سے مارتا ہے۔

[3] چوں۔ جبکہ مجھ میں اِن مصائب کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے تو بہتر یہی ہے کہ میں بدصورت بن جاؤں۔ کہسار۔ پہاڑ۔ تیہ۔ جنگل۔ کلک۔ منحوس۔ نزدِ من۔ پروں کے بچانے سے جان کا بچانا بہتر ہے۔ ابتر۔ ناقص۔

ایں[1] سلاحِ عُجب من شد اے فتیٰ — عُجب آرد مُعجباں را صد بلا

اے نوجوان! یہ میری خود پسندی کا ہتھیار ہے — خود پسندی خود پسند کو سینکڑوں مصیبتوں میں مبتلا کر دیتی ہے

دربیان آنکہ ہنرہا وزیرکیہا و مالِ دنیا ہمچو پرطاؤس عدوِّ جان اند

اس کا بیان کہ دنیا کا ہنر اور ذہانتیں اور مال مور کے پروں کی طرح جان کے دشمن ہیں

پس ہنر آمد ہلاکت خام را — کز پئے دانہ نہ بیند دام را

ہنر، ناقص کے لئے ہلاکت ہے — کیونکہ وہ دانہ کی وجہ سے جال کو نہ دیکھے گا

اختیارِ[2] آں را نکو باشد کہ اُو — مالکِ خود باشد اندر اتقوا

اختیار، اُس کے لئے بھلا ہوتا ہے جو — تم تقویٰ اختیار کرو کے معاملہ میں اپنے آپ پر قابو رکھے

چوں نباشد حفظ و تقویٰ زینہار — دور کُن آلت بیند از اختیار

جب نگہداشت اور تقویٰ نہ ہو، خبردار! — آلہ کو پھینک دے، اختیار کو چھوڑ دے

جلوہ گاہ و اختیارم ایں پرست — بر کنم پر را کہ در قصدِ سرست

میری خود نمائی اور اختیار یہ پر ہیں — میں پر اُتوچ رہا ہوں کیونکہ وہ سر کے درپے ہیں

نیست انگارد پرِ خود را صبور — تا پرش در نفگند در شر و شور

صابر اپنے (بال) پر کو نیست سمجھتا ہے — حتیٰ کہ اُس کے پر شور و شر میں مبتلا نہیں کرتے ہیں

پس زیانش نیست پرگو بر مکن — گر رسد تیرے بہ پیش آرد مجن

قوائس کو کوئی نقصان نہیں ہے کہدو وہ پر نہ نوچے — اگر کوئی تیر آئے گا، وہ ڈھال سامنے کر دیگا

لیک[3] بر من پر زیبا دشمنے ست — چونکہ از جلوہ گری صبریم نیست

لیکن میرے لئے حسین پر دشمن ہیں — چونکہ خود نمائی سے مجھ میں صبر نہیں ہے

گر بُدے صبر و حفاظم راہبر — بر فزودے ز اختیارم کز و فر

اگر صبر اور حفاظت میرے رہبر ہوتے — تو اختیار سے میری کز و فر بڑھا دیتے

ہمچو طفلم یا چو مست اندر فتن — نیست لائق تیغ اندر دستِ من

میں فتنوں کے سلسلہ میں بچے یا مست کی طرح ہوں — میرے ہاتھ میں تلوار (ہونا) مناسب نہیں ہے

گر مرا عقلے بُدستے منزجر — تیغ اندر دستِ من بودے ظفر

اگر میرے پاس رُک جانے والی عقل ہوتی — تو میرے ہاتھ میں تلوار، کامیابی ہوتی

عقل باید نوردہ چوں آفتاب — تا زند تیغے کہ نبود جز صواب

عقل، سورج کی طرح نور عطا کرنیوالی چاہیئے — تاکہ ایسی تلوار چلائے جو ٹھیک ہی ہو

---

[1] ایں۔ میرے یہ پر میرے غرور و تکبر کا باعث ہیں لوگ تکبر سینکڑوں بلاؤں کا سبب بنتا ہے۔ دربیان جس طرح مور کے پر اُس کے مصائب کا سبب ہیں اسی طرح دنیا کے ہنر اور دنیائی عقل بھی انسان کے لئے وبال جان ہے۔

[2] اختیار۔ گناہ کے کر سکنے اور نہ کر سکنے کا اختیار اُس شخص کے لئے مناسب ہے جس میں تقویٰ ہو اور اگر تقویٰ نہیں ہے تو پھر اُس کے لئے اختیار باقی رکھنا مناسب نہیں ہے۔ آلت۔ یعنی وہ اسباب و ذرائع جن سے بُرائی پر قدرت حاصل ہو سکے۔ جلوہ گاہ۔ مور نے کہا کہ میرے تکبر و غرور کے اسباب میرے پر ہیں لہٰذا میں انکو ہی ختم کئے دیتا ہوں چونکہ یہ ہلاکت کا ذریعہ اور سبب ہیں۔ صبور۔ جو صابر اور محقق ہو وہ ان اسباب کو لازم سمجھ سکتا ہے۔ پس۔ صابر اپنے صبر کی ڈھال سے اپنا بچاؤ کرے گا۔

[3] لیک۔ لیکن میں چونکہ بچنے اور نمائش سے صابر نہیں ہوں لہٰذا میرے پر میرے دشمن ہیں۔ گر بُدے۔ اگر میں صابر ہوتا تو بُرائی پر قدرت ہوتے ہوئے بُرائی نہ کرنا بہت افضل ہے۔ ہمچو۔ میری مثال بچے کی سی ہے جس کے ہاتھ میں تلوار دینا مناسب نہیں ہے وہ اسکو غلط استعمال کریگا۔ عقل باید۔ تلوار عقلمند کے ہاتھ میں دینی چاہیئے تاکہ وہ تلوار کا صحیح استعمال کرے۔

چوں[1] ندارم عقلِ تابان و صلاح
جبکہ میرے پاس روشن عقل اور نیکی نہیں ہے

پس چرا در چاہ نندازم سلاح
تو میں ہتھیار کنویں میں کیوں نہ پھینک دوں؟

درچہ اندازم کنوں تیغ و مجن
اب میں تلوار اور ڈھال کنویں میں ڈال رہا ہوں

کایں سلاحِ خصمِ من خواہد شدن
کیونکہ یہ میرے دشمن کے ہتھیار بن جائینگے

چوں ندارم زور و یاری و سَند
جبکہ میں زور اور مدد اور سہارا نہیں رکھتا ہوں

تیغ اُو بستاند و بر من زند
وہ (دشمن) تلوار چھین لے گا اور مجھ پر چلا دے گا

رغمِ ایں نفسِ وقیحہ خوی را
اس بدخصلت نفس کی ذلت کے لئے

کو نپوشد رُو خراشم رُوی را
جو منہ نہیں چھپاتا ہے میں اپنا منہ نوچ رہا ہوں

تا شود کم ایں جمال و ایں کمال
تاکہ یہ حسن اور یہ کمال کم ہو جائے

چوں نماند زو کم افتم در وبال
جب وہ نہ رہیگا تو میں اس کی وجہ سے وبال میں نہ پھنسوں

چوں بدیں نیت خراشم بزہ نیت
جبکہ میں اس نیت سے نوچ رہا ہوں کوئی گناہ نہیں ہے

کہ بزخم ایں رویِ را پوشید نیت
کیونکہ نوچنے سے اس چہرے کی پردہ پوشی ہے

گر[2] دلم خوی ستیری داشتے
اگر میرا دل پردہ پوشی کی عادت رکھتا

رویِ خوبم جز صفا نفراشتے
تو میرا حسین چہرہ صفائی کو ہی ظاہر کرتا

چوں ندیدم زور و فرہنگ و صلاح
جبکہ میں نے (اپنے اندر) زور اور سمجھ اور نیکی نہ دیکھی

خصم دیدم زود بشکستم سلاح
میں نے دشمن کو دیکھا فوراً ہی اپنے ہتھیار توڑ ڈالے

تا نگردد تیغِ من او را کمال
تاکہ میری تلوار اس کا کمال نہ بنے

تا نہ گردد خنجرم بر من وبال
تاکہ میرا خنجر مجھ پر وبال نہ بنے

میگریزم تا رگم جُنباں بُود
جبتک میری نبض حرکت کرتی رہیگی میں بھاگتا رہونگا

کے فرار از خویشتن آساں بُود
لیکن اپنے آپ سے بھاگنا کب آسان ہے؟

آنکہ[3] از غیرے بُود او را فرار
جس شخص کو غیر سے بھاگنا ہو

چوں از و بُرید گیرد اُو قرار
وہ جب اس سے جدا ہو گیا تو اسکو سکون ہو گیا

منکہ خصمم ہم منم اندر گریز
میں کہ اپنا دشمن خود ہوں، بھاگنے میں

تا ابد کارِ من آمد خیز خیز
ہمیشہ کے لئے میرا کام ہوگا اٹھ اٹھ

نے بہندستان ایمن و نے در ختن
نہ ہندوستان میں امن ہے اور نہ ختن میں

آنکہ خصمِ اوست سایہ خویشتن
جس کا دشمن خود اُس کا سایہ ہو

---

[1] چونکہ جبکہ کچھ میرے پاس نہیں ہے تو مجھے اپنا ہتھیار یعنی پرکنویں میں پھینک دینے چاہئیں۔ چوں ندارم اگر انسان میں تلوار سنبھالنے کی طاقت نہیں رہے تو دشمن اسکی تلوار چھین کر اس کا خاتمہ کر دے گا۔ رغم میں اپنے نفس کو ذلیل کرنے کیلئے اپنے پر اکھاڑ رہا ہوں۔ تا شود تاکہ میرا حسن اور کمال کے اسباب ہی باقی نہ رہیں۔ جبکہ پر اکھاڑنے میں میری یہ مصلحت ہے تو پر نوچنا گناہ نہیں ہے۔

[2] گر دلم اگر مجھ میں پردہ پوشی کی طاقت ہوتی تو میں پر نہ اکھاڑتا۔ چوں ندیدم۔ جب مجھ میں گناہ کے اسباب اختیار کرکے گناہ سے بچنے کی طاقت نہیں ہے تو ان اسباب ہی کو ختم کر رہا ہوں۔ تا نگردد جب مجھ میں طاقت نہیں اگر تو یہ ہتھیار میرے خلاف استعمال ہو جائیگا۔ میگریزم۔ اب جبکہ اپنا دشمن میں خود ہوں تو جب تک میری جان میں جان ہے میں بھاگتا رہوں گا لیکن اپنے آپ سے گریز بہت مشکل ہے۔

[3] آنکہ۔ دوسرے سے بھاگنے میں قرار ممکن ہے جب وہ دور ہو جائے تو ٹھہر سکتا ہے مگر۔ لیکن چونکہ میں خود اپنا دشمن ہوں تو میرا کام ہر وقت دشمن سے بھاگتے رہنا ہے۔ نے بہند۔ نہ میرے لئے ہندوستان میں قرار ممکن ہے نہ ختن میں کیونکہ میرا دشمن سایہ کی طرح میرے ساتھ ہے۔

در صفتِ آں بیخوداں کہ از شرِ خود و ہنرِ خود ایمن شدہ اند[1]

اُن بیخودوں کا بیان جو اپنے شر اور ہنر سے محفوظ ہو گئے ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ

کہ فانی اند در بقائے حق سبحانہٗ ہمچوں ستارگاں کہ فانی

کی بقا میں فانی ہو گئے جس طرح کہ ستارے دن میں سورج کی روشنی

اند بروز در نورِ آفتاب و فانی را خوفِ آفت و خطر نباشد

میں فانی ہیں اور فانی کے لئے آفت کا خوف اور خطرہ نہیں ہوتا ہے

چوں فنائش از فقر پیرایہ شود — اُو محمدؐ وار بے سایہ شود

جب کہ اُس کی فنا فقر سے آراستہ ہو جائے — وہ محمدؐ کی طرح بغیر سایہ کا ہو جاتا ہے

فقرِ فخری[2] را فنا پیرایہ شد — چوں زبانہ شمعِ اُو بے سایہ شد

فقر میرا فخر ہے، کے لئے فنا زینت بنی — شمع کے شعلے کی طرح وہ بے سایہ ہو گیا

شمع چوں گردد زبانہ پا و سر — سایہ را نبود بگردِ اُو گذر

شمع جبکہ سر سے پاؤں تک شعلہ بن گئی — اُس کے گرد سایہ کا گذر نہ ہوگا

موم از خویش و ز سایہ در گریخت — در شعاع از بہرِ اُو کہ شمع ریخت

موم ہستی اور سایہ سے چلا گیا — شعاعوں میں اُس کیلئے جس نے شمع بنائی تھی

گفت[3] از بہرِ فنایت ریختم — گفت من ہم در فنا بگریختم

اُس نے کہا میں نے تجھے فنا کیلئے بنایا ہے — اُس نے کہا میں بھی فنا میں دوڑ گیا

ایں شعاعِ باقی آمد مفترض — نے شعاعِ شمعِ فانی عرض

یہ باقی (باقیہ) شعاع واقعی ہے — نہ کہ فانی ناپائیدار شمع کی شعاع

شمع چوں در نار شد کلی فنا — نے اثر بینی ز شمع و نے ضیاء

شمع جب آگ میں بالکل فنا ہو گئی — تو نہ شمع کا نشان دیکھے گا نہ روشنی

ہست اندر دفعِ ظلمت آشکار — آتشِ صورت بموم پائدار

تاریکی کو رفع کرنے میں واضح ہے — کہ یہ آگ موم کی صورت سے پائیدار ہے

برخلافِ موم شمعِ جسمِ کاں — تا شود کم گردد افزوں نورِ جاں

جسم کی شمع کے موم کے برخلاف کیونکہ وہ — جس قدر گھٹے گا، جان کا نور بڑھے گا

ایں شعاعِ باقی و آں فانیست — شمعِ جاں را شعلۂ ربانیست

یہ شعاع باقی رہنے والی ہے اور وہ فانی ہے — جان کی شمع کا شعلہ خدائی ہے

---

[1] در صفت۔ وہ بیخود اپنے ہنر اور شر سے محفوظ ہیں جنھوں نے بہ وجود وجود حق میں اس طرح فنا کر دیا ہے جس طرح ستارے دن کے وقت سورج کے نور میں فنا ہو جاتے ہیں۔ جب فنائے حق حاصل ہو جاتی ہے تو وہ اسی طرح بے سایہ ہو جاتا ہے جس طرح آنحضورؐ تھے۔

[2] فقرِ فخری۔ چونکہ آنحضورؐ اپنی صفات صفاتِ حق میں فنا کر چکے تھے لہٰذا اپنی صفات کے اعتبار سے آنحضورؐ کو فقر حاصل تھا جو حضورؐ کے لئے باعثِ فخر تھا۔ پھر آنحضورؐ کی شمعِ وجود، شعلۂ شمع کی طرح بے سایہ تھی۔ شمع جب شمع بہتر شعلہ بن جائے تو اُس کا سایہ نہیں رہتا ہے۔ موم، شمع کا موم جو سایہ اُس ذات کی شعاعوں میں گم ہو گیا جس نے شمع بنائی تھی۔

[3] گفت۔ شمع ساز نے شمع سے کہا کہ میں نے تجھے فنا کے لئے بنایا تھا۔ میں نے کہا کہ اسی لئے میں فنا ہو گئی ہوں۔ ایں شعاع۔ یہ خدائی شعاع حقیقی شعاع ہے عارضی اور فانی شعلۂ حقیقی نہیں ہے۔ شمع چوں۔ شمع جب اپنے آپ کو آگ میں فنا کر دیتی ہے تو اُس کا کوئی نشان باقی نہیں رہتا ہے۔ فانی فی اللہ کا ہے۔ جسمت۔ نورِ جان اور نورِ شمع میں یہ فرق ہے۔ شمع کا نور شمع کے جوہر سے وابستہ ہے اور نورِ جان شعلۂ خدائی ہے۔ جو جان آتشِ شمع سے نور پاتی ہے وہ جان آتشِ شمع سے نور پاتی ہے۔ نورِ جان اور نورِ شمع میں یہ فرق ہے کہ شمع کا نور شمع کے جوہر سے وابستہ ہے اور نورِ جان شعلۂ خدائی ہے۔

این[1] زبانہ آتشے چوں نور بُود — سایۂ فانی شدن زو دُور بُود

کیونکہ یہ آگ کا شعلہ نور ہے — فانی ہونے کا سایہ اُس سے دُور ہے

ابر را سایہ بیفتد بر زمیں — ماہ را سایہ نباشد ہمنشیں

زمین پر ابر کا سایہ پڑتا ہے — سایہ چاند کا ہمنشین نہیں ہوتا ہے

بیخودی بے ابریت اے نیک خواہ — باشی اندر بیخودی چوں قرصِ ماہ

اے نیک خواہ! بیخودی بے ابر کے ہو جاتا ہے — تو بے خودی میں چاند کی طرح ہوگا

باز چوں ابرے بیاید راندۂ — رفت نور از مہ خیالے ماندۂ

پھر جب کوئی چلتا پھرتا ابر آجاتا ہے — چاند کا نور چلا جاتا ہے (اُسکا) ایک خیال رہجاتا ہے

از حجابِ ابر نورش شد ضعیف — چوں ہلالے گشت آں بدرِ شریف

اِس (چاند) کا نور ابر کے پردے کیوجہ سے کمزور ہوگیا — وہ چودھویں کا بزرگ چاند پہلی رات کے چاند کیطرح بن گیا

مہ خیالے می نماید ز ابر و گرد — ابرِ تن ما را خیال اندیش کرد

ابر اور گرد کی وجہ سے چاند ایک خیال معلوم ہوتا ہے — جسم کے ابر نے ہمیں خیال کرنے والا بنا دیا

لُطفِ مہ بنگر کہ اینہم لطف اوست — کہ بگفت او ابرہا ما را عدوست

چاند کی مہربانی دیکھو، یہ بھی اُس کی مہربانی ہے — کہ اُس نے کہہ دیا کہ ابر ہمارے دشمن ہیں

مہ فراغت دارد از ابر و غبار — برفرازِ چرخ دارد مہ مدار

چاند ابر اور غبار سے پاک ہے — چاند کا محور آسمان کی بلندی پر ہے

ابرِ ما را شد عدو و خصمِ جاں — کہ کند مہ را ز چشمِ ما نہاں

ابر ہماری جان کا دشمن اور مخالف ہے — کیونکہ وہ چاند کو ہماری نظر سے چھپا دیتا ہے

حور را ایں پردہ زالے میکند — بدر را کم از ہلالے می کند

یہ پردہ حور کو بوڑھی عورت بنا دیتا ہے — چودھویں کے چاند کو پہلی رات کے چاند سے کمتر کر دیتا ہے

ماہ ما را در کنارِ عز نشاند — دشمنِ ما را عدوئے خویش خواند

چاند نے ہمیں عزت کے پہلو میں بٹھا دیا — ہمارے دشمن کو اپنا دشمن کہہ دیا

ابر را تا بے اگر ہست از مہ است — ہر کہ مہ خواند ابر را او گمرہ است

ابر میں اگر کوئی روشنی ہے تو وہ چاند کیوجہ سے ہے — جو ابر کو چاند کہے، وہ گمراہ ہے

---

[1] این زبانہ۔ جس طرح نور ہونے کے وقت آگ کے شعلہ سے فنا کا سایہ دُور ہو جاتا ہے اسی طرح جب جان میں نورِ حق ہو جاتی ہے تو فنا کا سایہ اُس سے دُور ہو جاتا ہے۔ ابر۔ ابر کیونکہ کثافت ہے اُس کا سایہ ہوتا ہے جاں نورِ خالص ہے اُس کے ساتھ سایہ نہیں ہوتا ہے۔ بیخودی۔ جب جان مقامِ فنا حاصل کر لیتی ہے تو اُس کی کثافت دُور ہو جاتی ہے اور وہ چاند کی طرح ہو جاتی ہے۔ باز۔ اگر روح میں کسی وقت خودی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے تو اُس میں ابر جیسی کثافت پیدا ہو جاتی ہے نور جاتا رہتا ہے اور اُس نور کا محض ایک خیالی وجود رہ جاتا ہے۔

[2] از حجاب۔ ابر جس طرح چاند کا نور ابر کی وجہ سے کمزور پڑ جاتا ہے اور چودھویں کا چاند پہلی رات کا سا چاند نظر آنے لگتا ہے۔ یہی خودی کی صورت میں نورِ جان کی کیفیت ہو جاتی ہے۔ مہ۔ ابر اور گرد کے حجاب کی وجہ سے چاند کی ایک خیالی صورت رہجاتی ہے یہی حال جسم کے ابر کیوجہ سے نورِ جان کا ہے۔ لطف۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ تن پروروں کو اُس نے اپنا دشمن قرار دیا حالانکہ اُن کے خدا کے دشمن ہونے کے کوئی معنی نہیں ہیں کیونکہ اُنکی خدا سے دشمنی متصور نہیں ہو سکتی وہ تو مومنین کے دشمن ہیں۔ مہ۔ چاند پر گرد و غبار کا کوئی اثر نہیں ہے وہ تو دیکھنے والوں کی آنکھ ہے ——— [3] ابر۔ ابر دیکھنے والے کا دشمن ہے کیونکہ اُسکی نگاہ سے چاند کو چھپا دیتا ہے۔ حور را۔ یہ ابر ہماری نظر میں ایک خوبصورت چیز کو بدنما بنا دیتا ہے اس چاند کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے۔ زال۔ بڑھیا۔ ماہ۔ خدا نے ہمارے دشمن کو اپنا دشمن قرار دیکر ہماری عزت افزائی کی ہے۔ ابر را۔ یقینات میں ہر کہ مہ خواند ابر را او گمرہ است

نورِ مہ[1] بر ابر چوں منزل شدست — روئے تاریکش ز مہ مبدل شدست

چاند کا نور چونکہ ابر پر پڑ گیا ہے — اُس کا تاریک چہرہ چاند کی وجہ سے تبدیل ہو گیا ہے

گرچہ ہمرنگِ مہ است او دولتی ست — اندر ابر آں نورِ مہ عاریتی ست

(ابر) اگرچہ چاند کا ہمرنگ ہے اور صاحبِ دولت ہے — (لیکن) ابر میں چاند کا نور عارضی ہے

در قیامت مہر و مہ معزول شد — چشم در اصلِ ضیا مشغول شد

قیامت میں چاند اور سورج معزول ہو گئے — آنکھ اصل روشنی میں مشغول ہو گئی

تا بداند ملک را از مستعار — دیں رُباطِ فانی از دارُ القرار

تاکہ ملکیت کی چیز کو مانگی ہوئی سے ممتاز کرے — اور اس فانی سرائے کو ہمیشگی کے گھر سے

دایہ[2] عاریت بود روزے سہ چار — مادرا ما را تو گیر اندر کنار

دایہ تین چار روز کے لئے عارضی ہوتی ہے — اے انسان! تو ہمیں گود میں لے لے

پیرہنِ من ابر ست و پردہ و کثیف — زانعکاسِ لطفِ حق شد او لطیف

میرے پیرہن ابر ہیں اور پردہ اور غلیظ ہیں — اللہ کے لطف کے منعکس ہونے سے وہ لطیف ہو گئے

بر کنم پر او لطفش را ز راہ — تا ببینم حسنِ مہ را ہم ز ماہ

میں پردوں اور اُس کے لطف کو راستہ سے ہٹاتا ہوں — تاکہ میں چاند کا حسن چاند سے دیکھوں

من نخواہم دایہ مادر خوشترست — موسیم من دایہ من مادرست

میں دایہ نہیں چاہتا ماں بہتر ہے — میں موسیٰ ہوں، میری دایہ ماں ہے

من نخواہم لطفِ مہ از واسطہ — کہ ہلاکِ خلق شد ایں رابطہ

میں چاند کا لطف بالواسطہ نہیں چاہتا ہوں — کیونکہ یہ واسطہ لوگوں کیلئے ہلاکت کا سبب بنا ہے

یا مگر[3] ابرے بگیرد خوئے ماہ — تا نگردد او حجابِ روئے ماہ

یا ابر چاند کی خصلت حاصل کرے — تاکہ وہ چاند کے چہرے کا پردہ نہ بنے

صورتش بنماید او در وصفِ لا — ہمچو جسمِ انبیا و اولیا

وہ اپنی صورت "لا" کی صفت میں دکھائے — جس طرح کہ انبیاء اور اولیاء کا جسم ہے

آں چناں ابرے نباشد پردہ بند — پردہ در باشد بمعنی سود مند

ایسا ابر حجاب نہیں بنتا ہے — حقیقتاً پردے کو چاک کرنے والا (اور) مفید ہوتا ہے

---

[1] نور مہ۔ تعینات کا وجود وجودِ مطلق کا سایہ اور عکس ہے۔ گرچہ۔ ابر اگرچہ چاند کی ہمرنگی حاصل ہو گئی ہے لیکن یہ عارضی ہے۔ در قیامت۔ جب صرف ذاتِ حق باقی رہ جائے گی تب سب کو یقین آ جائے گا کہ دوسری چیزوں کا وجود محض عارضی تھا۔ رُباط۔ سرائے یعنی دنیا۔ دارُ القرار۔ عالمِ آخرت۔

[2] دایہ۔ وہ چیزیں جو ہمیں دنیا میں انسان فائدہ اُٹھاتا ہے۔ مادرا۔ یعنی حضرت حق تعالیٰ جس کی ہر حالت میں معیت حاصل ہے۔ پیرہن۔ یہ صور کا مقولہ ہے یعنی دنیاوی ہنر اور صوری صفات میرے لئے بمنزلہ ابر کے ہیں جس میں اُن کو دور کر کے میں چاند کے حسن کا براہ راست مشاہدہ کرنا چاہتا ہوں۔ من نخواہم۔ یہ عارضی صورتیں بے کار نہیں ہیں میں ہر صفت ہوں میں دایہ کا خرچ نہیں ہوں براہ راست سے مستفید ہونا چاہتا ہوں من نخواہم میں مظاہر کے ذریعہ ظاہر کا جلوہ نہیں چاہتا ہوں براہ راست اُس کا جلوہ چاہتا ہوں۔ مظاہر میں پھنس کر لوگ تباہ ہوئے ہیں۔

[3] یا مگر۔ اگر ذاتِ حق سے براہ مستفاد ہو تو ایسے شیخ کے ذریعہ ہو جو باقی باللہ ہو تاکہ وہ حجاب نہ بن سکے۔ صورتش۔ اُس کا وجود باقی باللہ ہو اور اپنی ذات کے اعتبار سے فانی ہو جیسے انبیاء اور اولیاء ہوتے ہیں۔ آں چناں۔ ایسی شخصیت پردہ نہیں ہوتی ہے بلکہ وہ پردے کو چاک کرنے والی ہوتی ہے۔

آں[1] چناں کاندر صباحِ روشنی — قطرہ می بارید و بالا ابرنی

جس طرح کہ روشنی کی صبح میں — بارش ہو اور اوپر ابر نہ ہو

مُعجزِ پیغمبری بُود آں سِقا — گشتہ ابراز محو ہمرنگِ سما

وہ سیرابی پیغمبر کا معجزہ تھی — فنا کی وجہ سے ابر آسمان کا ہمرنگ ہو گیا تھا

گشتہ ریزاں قطرہ قطرہ از سما — گفتہ آمد شرحِ آں در ماجرا

بُوندیں آسمان سے ٹپکیں — اُس کی تشریح پہلے گذر چکی ہے

بود ابر و رفتہ از وے خویِ ابر — ایں چنیں گردد تنِ عاشق بصبر

ابر تھا لیکن اُس سے ابر کی صفت جاتی رہی — عاشق کا جسم صبر کے ذریعہ ایسا ہی ہو جاتا ہے

تن بُود اما تنی گم گشت ازُو — گشتہ مُبدَل رفتہ از وے رنگ و بُو

جسم ہوتا ہے لیکن جسمیت اُس سے غائب ہو جاتی ہے — وہ تبدیل ہو گیا اُس کا رنگ و بُو جاتا رہا

پر[2] پئے غیرست سر از بہرِ من — خانۂ سمع و بصر اُستونِ تن

پر غیر کے لئے ہیں، سر میرے لئے ہے — (وہ سر) سمع اور بصر کا خانہ ہے (اور) جسم کا ستون ہے

جاں فدا کردن برائے صیدِ غیر — کُفرِ مُطلق داں و نومیدی ز خیر

دوسرے کے شکار کے لئے جان قربان کرنا — پورا کفر سمجھ اور خیر سے ناامیدی

ہیں مشو چوں قند پیشِ طوطیاں — بلکہ زہرے شو شوایمن از زیاں

خبردار! ایسا نہ بن جیسے کہ طوطیوں کے سامنے شکر — بلکہ زہر بنجا، نقصان سے محفوظ ہو جا

یا پئے اَحسَنتَ و شاباش و خطاب — خویشتن مُردار کُن پیشِ کلاب

یا اَحسَنتَ اور شاباش اور خطاب کے لئے — اپنے آپ کو کُتوں کے سامنے مُردار بنا دے

پس[3] خضر کشتی برائے آں شکست — تا کہ آں کشتی ز غاصب باز رست

خضرؑ نے کشتی اس لئے توڑی — کہ وہ غاصب (بادشاہ) سے بچ گئی

فقر فخری بہرِ آں آمد سَنی — تا ز طمّاعاں گریزم در غنی

فقر میرا فخر ہے، اسی لئے بہتر ہے — تا کہ لالچیوں سے (اللہ) غنی کی جانب گریز کروں

گنجہا را در خرابی زاں نہند — تا ز حرصِ اہلِ عمراں وا رہند

خزانوں کو ویرانے میں اسی لئے رکھتے ہیں — تا کہ آبادی والوں کی حرص سے نجات پا جائیں

انسان لالچی چوروں سے محفوظ رہتا ہے۔ گنجہا۔ خزانہ ویرانہ میں اسی لئے مدفون کرتے ہیں تا کہ حریص وہاں تک نہ پہنچ سکیں۔

---

[1] آں چناں۔ شیخ کامل ابر ہے لیکن ایسا ابر ہے جو آسمان کے ہمرنگ ہو چکا تھا بارش برستی نظر آ رہی تھی اور ابر نظروں سے غائب تھا جیسا کہ آنحضورؐ کے اس معجزہ میں کہ ہو چکا ہے جو پہلے ذکر کر دیا گیا ہے۔ بود۔ اُس معجزہ میں ابر تھا لیکن اُس میں ابر کی صفات باقی نہیں جب عاشق صبر کر لیتا ہے تو اُس کے جسم کی بھی یہی حالت ہو جاتی ہے کہ بظاہر جسم ہے لیکن اُس میں جسمیت نہیں ہے۔

[2] پر۔ یہ بھی اور کا مقولہ ہے کہ میرے لئے پر غیر جنس میں سر عزیز ہے کیونکہ پروں سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور سر سے میری بینائی اور سماعت اور وجود کا تعلق ہے۔ جاں فدا کردن۔ دوسروں کے لطف کی خاطر جان قربان کرنا بیوقوفی ہے۔ خیر۔ دنیا داروں کیلئے شکر نہ بن بلکہ زہر بن۔ یا پئے۔ اگر لوگوں کی تحسین و آفرین چاہتا ہے تو ان دنیا داروں کی خاطر اپنے آپ کو مردار بنا لے جو کسی طرح مناسب نہیں ہے۔

[3] پس۔ حضرت خضرؑ نے سالم کشتی کو اسی لئے بیدار بنا دیا تھا کہ وہ دنیا دار ظالموں کی دست بُرد سے محفوظ رہ سکے۔ فقر فخری۔ آنحضورؐ نے فقر کو اپنا فخر اس لئے قرار دیا ہے کہ اُس کے ہوتے ہوئے

پرتنانی[1] کند رو خلوت گزین — تا نگردی جملہ خرج آن و این

تو پر نہیں اُگا سکتا ہے جو خلوت اختیار کرلے — تاکہ تو اس اور اُس کا خرچہ نہ بنے

زانکہ تو ہم لقمہ ہم لقمہ خوار — آکل و ماکولی اے جان ہوشدار

کیونکہ تو لقمہ بھی ہے اور لقمہ کھانیوالا بھی ہے — اے پیارے ہوش کر: تو کھانے والا اور غذا ہے

(٦)

در بیان[2] آنکہ ما سوائے اللہ تعالیٰ ہر چیزے آکل و ماکول است

اس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز کھانے والی اور غذا ہے

ہمچو آں مرغے کہ قصد صید ملخ میکرد و بصید ملخ مشغول بود

پرند کی طرح جو ٹڈی کے شکار کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور ٹڈی کے شکار میں مشغول

و غافل بود از باز گرسنہ کہ از پس قفای او قصد صید او

ہوتا ہے اور اُس بھوکے باز سے غافل ہوتا ہے جو اُس کے پس پشت اُس کے شکار کرلینے کا

داشت اکنوں اے آدمی صیاد آکل از صیاد و آکل خود

ارادہ رکھتا ہے، اب اے کھانیوالے شکاری انسان اپنے شکاری اور کھانیوالے سے مطمئن نہ

ایمن مباش کہ اگرچہ نمی بینی اش بنظر چشم بنظر دلیل و

بن کیونکہ اگرچہ تو اُس کو آنکھ کی نگاہ سے نہیں دیکھتا ہے دلیل اور عبرت کی

عبرتش می بین تا چشم تیرہ باز شود انشاء اللہ تعالیٰ

نظر سے دیکھ لے تاکہ تیری بے نور آنکھ کھل جائے اگر خدا چاہے

مرغکے اندر شکار کرم بود — گربہ فرصت یافت او را در ربود

ایک چھوٹا سا پرند کیڑے کے شکار میں مصروف تھا — بلی کو موقع ملا وہ اُس کو اُچک لے گئی

آکل[3] و ماکول بود او بے خبر — در شکار خود ز صیاد دگر

وہ کھانے والا اور لقمہ تھا اور بے خبر تھا — اپنے شکار میں، دوسرے شکاری سے

دزد گرچہ در شکار کالہ است — شحنہ با خصمانش در دنبالہ است

چور اگرچہ سامان کے شکار میں مصروف ہے — کوتوال مع اُسکے دشمنوں کے اُسکے درپے ہے

عقل او مشغول رخت و قفل در — غافل از شحنہ است و از آہ سحر

اُس کی عقل سامان اور دروازے کے قفل میں مشغول ہے — وہ کوتوال اور صبح کی آہ سے بے خبر ہے

او چناں غرق ست در سودائے خود — غافل ست از طالب و جویائے خود

وہ اپنی دُھن میں ایسا غرق ہے — کہ اپنے طالب اور جویا سے غافل ہے

---

[1] پرتنانی کند۔ اگر مور پنے پر نہ اُگا سکے تو پھر خلوت اختیار کرلے تاکہ صرف نہ کا موقع ہی نہ رہے اور دوسرے ہضم نہ کرجائیں۔ تاکہ جو انسان دوسروں کو لطف تاجر وہ خود بھی پھنس جائے یا پنے کی ہر چیز دوسرے کا لقمہ اور دوسرے کو لقمہ بنانے والی ہے۔

[2] در بیان۔ تمام کائنات میں تسلسل بلتکار ہے ہر چیز دوسری چیز کو کھاتی ہے اور پھر کھانے والی چیز دوسری چیز کی غذا بن جاتی ہے ایک چیز کیڑے کا شکار کرتی ہے اور اس سے غافل ہے کہ باز اُس کا شکار کرنے کی فکر میں ہے جو انسان شکاری دوسرے کو کھانے والا ہے اُس کو اپنے کھانے والے سے بے فکر نہ ہونا چاہیئے خود اُس کو کھانے والا اگرچہ نظر نہیں آتا ہے لیکن اُس کو عقل کی آنکھ سے دیکھنا چاہیئے۔ کرتر کیڑا۔

[3] آکل۔ پرند کیڑے کو جھپٹ سنا رہا تھا لیکن وہ خود بلی کی خوراک تھا جس سے وہ غافل تھا۔ دزد۔ چور سامان کے پیچھے ہے اور کوتوال چور کے پیچھے ہے شحنہ۔ کوتوال۔ آہ سحر۔ یعنی مظلوم کی صبح کی بددعا۔ آوچناں۔ چور اپنی دھن میں اس قدر منہمک ہے کہ اپنے دشمن سے بالکل غافل ہے۔

گر حشیش[1] آب زلالے میخورد — معدۂ حیوانش در پے میچرد

اگر گھاس نیز پانی پیتی ہے — بعد میں اُس کو حیوان کا معدہ چر لیتا ہے

آکل و ماکول آمد آں گیاہ — ہمچنیں ہر ہستیِ غیر الٰہ

وہ گھاس کھانے والی اور غذا بن گئی — خدا کے سوا ہر موجود ایسا ہی ہے

وَھُوَ یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ چو اوست — نیست حق ماکول و آکل لحم و پوست

چونکہ وہ تمہیں کھلاتا ہے اور کھلایا نہیں جاتا ہے — تو اللہ (تعالیٰ) غذا اور گوشت و پوست کا کھانیوالا نہیں ہے

آکل و ماکول کے ایمن بود — زآکلے کاندر کمیں ساکن بود

کھانیوالا اور غذا بنجانے والا کب مطمئن ہو سکتا ہے؟ — اُس کھانیوالے سے جو گھات میں بیٹھا ہوا ہے

اَمنِ ماکولاں جذوبِ ماتم ست — رَو بداں درگاہ کو لا یُطعَم ست

کھائے جانیوالوں کا اطمینان رنج کا سبب ہے — اُس درگاہ میں جا جو کھلایا نہیں جاتا ہے

ہر خیالے را خیالے میخورد — فکرِ آں فکرِ دگر را می چرد

ہر خیال کو ایک خیال کھا جاتا ہے — اُس کا فکر دوسرے فکر کو چر جاتا ہے

تو نتانی[2] کز خیالے وارہی — یا بجہی تا ازاں بیروں جہی

تو نہیں کر سکتا کہ خیال سے نجات پا جائے — یا سو جائے، تاکہ اُس سے باہر نکل جائے

فکر زنبور ست و آں خواب آب — چوں شوی بیدار باز آید ذباب

تیرا خیال شہد کی مکھی ہے اور نیند پانی ہے — جب تو جاگے گا پھر مکھی آ جائے گی

چند زنبور خیالی در پرد — میکشد ایں سو و آنسو می برد

خیال کی بہت سی مکھیاں اُڑتی ہیں — اِدھر کھینچتی ہیں اور اُدھر لے جاتی ہیں

کمترین[3] آکلانست ایں خیال — واں دگر ہا را شناسد ذوالجلال

یہ خیال کھا جانے والوں میں سے سب سے چھوٹا ہے — دوسرے (کھانے والوں) کو خدا جانتا ہے

ہیں گریز از جوقِ آکالِ غلیظ — سوئے او کہ گفت ہستیمت حفیظ

خبردار! بھاری زیادہ کھانیوالوں کی جماعت سے بھاگ — اُس کی جانب جس نے فرمایا ہے ہم تیری حفاظت کرتے ہیں

یا بسوئے آنکہ او ایں حفظ یافت — گر تو ازاں حفاظت کر نیوالے کی جانب نہیں دوڑ سکتا ہے

---

[1] حشیش۔ اگر گھاس پانی و شبنم پیتی ہے تو حیوان کا معدہ اُس کو ہضم کر لیتا ہے غیر آکل۔ خدا کے علاوہ ہر چیز دوسرے کو فنا کرتی ہے اور اُس کو دوسری چیز فنا کر ڈالتی ہے۔ وَھُوَ یُطْعِمُ۔ اللہ کی شان ہے کہ وہ دوسروں کو غذا عطا کرتا ہے خود غذا سے بے نیاز ہے۔ حق و ماکول۔ دنیا کی کوئی چیز اپنے نگل جانے والے سے مطمئن نہیں ہو سکتی ہے۔ آمن۔ ان فانی چیزوں کا یہی فنا سے مطمئن رہنا بڑی مصیبت ہے کہ چیز ہے ایسی معاملہ میں اللہ کی جانب رجوع ضروری ہے۔ تو نتانی۔ یہ بات صرف ماد یات ہی میں نہیں ہے بلکہ ایک خیال دوسرے خیال کو کھا جاتا ہے

[2] تو نتانی۔ انسان ہمیشہ خیالات سے کسی طرح نجات نہیں پاتا ہے اگر انسان خیالات کو ختم کرنے کے لئے سو بھی جاتا ہے تو وہ خیالات اُن شہد کی مکھیوں کی طرح باقی رہتے ہیں جو کسی خوردہ خور کی فکر میں باہر اُڑ رہی ہیں تاکہ اُس کے پانی سے باہر نکلنے پر اُس کو چٹ جائیں۔ چند زنبور۔ انسان خیالات کی کشش میں مبتلا رہتا ہے ایک خیال اُس کو ایک جانب کھینچتا ہے تو دوسرا خیال اُس کو دوسری جانب کھینچتا ہے۔

[3] کمترین۔ انسان کو کھانے والی چیزوں میں سے خیالات کمتر درجہ کی چیز ہیں جب اُن کا یہ حال ہے تو بڑی چیزوں کی حالت خدا ہی کو معلوم ہے۔ ہیں۔ انسان کو ان تباہ کن چیزوں سے بچنے کے لئے خدا کی پناہ حاصل کرنا ضروری ہے۔ یا بسوئے۔ اگر تم اپنا رابطہ براہ راست خدا سے نہیں قائم کر سکتے ہو تو کسی برگزیدہ شیخ کو واسطہ بنا لو۔

دست[1] را مپسار جز در دستِ پیر — حق شدست آں دست اُو را دستگیر

شیخ کے ہاتھ کے سوا کسی کا ہاتھ نہ پکڑ — اُس کے ہاتھ کا اللہ تعالیٰ ہاتھ پکڑنے والا ہے

پیرِ عقلت کودکے خو کردہ است — از جوارِ نفس کاندر پردہ است

تیری عقل کے پیر نے بچگانہ عادت ڈال لی ہے — اُس نفس کے پڑوس کی وجہ سے جو پردے میں ہے

عقلِ کامل را قرین کُن با خرد — تا کہ باز آید خرد زاں خوئے بد

عقلِ کامل کو عقل کا ساتھی بنا لے — تاکہ عقل، اُس بری عادت سے باز آ جائے

چونکہ دستِ خود بدستِ اُو نہی — پس ز دستِ آکلاں بیروں جہی

جبکہ تو اپنا ہاتھ اُس کے ہاتھ پر رکھ دے گا — تو کھانے والوں کے ہاتھ سے باہر نکل جائے گا

دستِ تو از اہلِ آں بیعت شود — کہ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ بُود

تیرا ہاتھ اُن بیعت کرنے والوں میں سے ہو جائیگا — کہ جن کے ہاتھوں پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے

چوں[2] بدادی دستِ خود در دستِ پیر — پیرِ حکمت کو علیم ست و خبیر

جب تو نے اپنا ہاتھ شیخ کے ہاتھ میں پکڑا دیا — وہ پیرِ حکمت ہے کیونکہ وہ دانا اور باخبر ہے

کو نبیِ وقتِ خویش ست اے مُرید — زانکہ زو نورِ نبی آید پدید

اے مُرید! وہ اپنے وقت کا نبی ہے — کیونکہ اُس سے نبی کا نور ظاہر ہوتا ہے

در حُدیبیہ شُدی حاضر بدیں — واں صحابہ بیعتی را ہم قریں

تو اِس وجہ سے حدیبیہ میں پہنچ گیا — اور اُن بیعت کرنے والے صحابہ کا ساتھی بھی شمار ہوا

پس زدہ[3] یارِ مُبشّر آمدی — ہمچو زر دہ دہی خالص شدی

تو تو "عشرۂ مبشرہ" صحابہ میں سے ہو گیا — خالص سونے کی طرح تو خالص بن گیا

تا معیّت راست آید زانکہ مرد — با کسے جُفت ست کو را دوست کرد

تاکہ (خدا کی) معیت حاصل ہو جائے کیونکہ انسان — اُس کا ساتھی ہے جس کو اُس نے دوست بنایا ہو

ایں جہاں واں جہاں با اُو بود — ویں حدیثِ احمدؐ خوش خُو بود

یہ جہان اور وہ جہان اُسکے ساتھ ہوگا — یہ خوش خلق احمدؐ کی حدیث ہے

گفت اَلْمَرْءُ مَعَ مَحْبُوْبِہٖ — لَا یَفُکُّ الْقَلْبُ مِنْ مَطْلُوْبِہٖ

فرمایا، "انسان اپنے محبوب کے ساتھ ہے" — قلب اپنے مطلوب سے جدا نہیں ہوتا ہے

رہے جس رکن کا وہ تھا۔ گفت۔ حدیث شریف ہے۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ "انسان اُس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے"۔ یہ حکم دنیا اور آخرت دونوں کے لئے ہے۔

[1] دست سے مراد کسی کا ہاتھ ہے۔ ہاتھ حقیقی شیخ کے ہاتھ میں پکڑو۔ کیونکہ اُس کے ہاتھ کو اللہ کی دستگیری حاصل ہے۔ پیرِ عقلت۔ تیری عقل بچگانہ عادت رکھتی ہے کیونکہ وہ پورشیدہ نفس کے پڑوس میں ہے۔ عقلِ کامل۔ تو اپنی عقل کو شیخ کی عقل سے وابستہ کر دے۔ وہ بچگانہ عادت چھڑا دے گا چونکہ جب تو شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ دیدیگا تو تجھے برباد کرنے والی چیزوں سے بچا لے گا۔

[2] چوں بدادی۔ جب تو شیخ کی ہدایت کا پابند ہے گا تب تجھے تحریر ہوگا وہ تجربہ کار ہے۔ تو۔ شیخ وقت کو نبی کا پرتو حاصل ہوتا ہے۔ در حُدیبیہ۔ حدیبیہ کے مقام پر آنحضورؐ نے بیعت ارضوان لی تو اللہ تعالیٰ نے آنحضورؐ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا شیخ سے بیعت کرنے کے بعد تجھے بھی وہی شخصیت حاصل ہو جائے گی جیسی بیعت ارضوان کرنے والوں کو حاصل ہوئی تھی۔ [3] دہ یار۔ عشرۂ مبشرہ وہ دس صحابہ جنکو آنحضورؐ نے انکی زندگی میں جنت کی بشارت دیدی تھی۔ یہ دس خلیفہ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ حضرت علی مرتضیٰؓ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف حضرت ابو عبیدہ حضرت سعدؓ بن وقاص حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہم ہیں۔ وہ خالص سونا ہوتا ہے جو تپانے سے نہیں سونا رہتا

ہر کجا دام ست و دانہ کم نشیں
جہاں کہیں دانہ اور جال ہے، نہ بیٹھ

اے زبوں گیرِ زبوناں ایں بداں
اے عاجزوں پر ظلم کرنے والے، یہ سمجھ لے

بگسل آں حبلے کہ حرص ست و حسد
اُس رسّی کو توڑ دے جو حرص اور حسد ہے

دل فراز از رام واجب دیدہ است
دل نے جال سے علیحدگی ضروری سمجھی ہے

تو زبونی یا زبوں گیر اے عجب
تعجب ہے تو عاجز ہے یا عاجز پر ظلم کرنیوالا

آکل و ماکولی اے مرغِ عجب
اے عجیب پرند! تو کھانیوالا اور کھایا ہوا ہے

حرصِ صیادی ز صید مغفل ست
شکاری پن کی حرص شکار بن جانے سے غافل کر رہی ہے

بَیْنَ اَیْدِیْ خَلْفَهُمْ سَدًّا مباش
تو ان میں سے نہ بن جن کے آگے اور پیچھے دیوار ہے

تو کم از مرغے مباش اندر نشید
تو سیٹی سننے میں پرندے سے کم نہ بن

کم ز عصفورے نہ بنگر کہ آں
تو چڑیا سے کم نہیں ہے، دیکھ وہ

چوں بنزدِ دانہ آید پیش و پس
جب دانہ کے پاس آتی ہے آگے اور پیچھے

کاے عجب پیش و پسم صیاد ہست
کہ کہیں میرے آگے اور پیچھے شکاری تو نہیں ہے؟

توبہ بیں پس قصۂ فجار را
توبہ کاروں کے قصہ کو پیچھے دیکھ لے

روز زبوں گیر از زبوں گیراں بہیں
جا کہ عاجزوں کو پھنسانیوالوں میں سے کسی کو پھنسانیوالے کو دیکھ لے

دست ہم بالای دست ست اے جواں
کہ تیرے ہاتھ کے اوپر بھی ہاتھ ہے اے جوان!

یاد کن فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مَّسَد
اُسکے گلے میں مونج کی رسّی ہے، گویا یاد کرلے

دامِ تو خود بر پرت چفیدہ است
تیرا جال خود تیرے پروں پر چپاں ہے

باش تو ترساں و لرزاں در طلب
تو طلب میں ترساں اور لرزاں رہا کر

ہم تو صید و صید گیر اندر طلب
تو طلب میں شکار بھی ہے اور شکاری بھی

دلبری میکند کو بیدل ست
وہ دلبری کر رہا ہے جو خود بیدل ہے

کہ نہ بینی خصم را واں خصم فاش
کیونکہ تو دشمن کو نہیں دیکھتا ہے اور وہ دشمن ظاہر ہے

بین ایدی خلف عصفورے بدید
چڑیا آگے اور پیچھے دیکھتی ہے

بین ایدی خلف چوں بیند عیاں
آگے اور پیچھے کھلا دیکھ رہی ہے

چند گرداند سر و رُو آں نفس
اُس وقت سر اور چہرے کو کس قدر گھماتی ہے

تا کشم از بیم اُو زیں لقمہ دست
تاکہ اُس کے ڈر سے اِس لقمہ سے ہاتھ کھینچ لوں

پیش بنگر مرگِ یار و جار را
آگے یار اور پڑوسی کے مرنے کو دیکھ لے

لہ تو۔ دنیا میں کمزوروں پر ظلم کرنیوالوں کا حال دیکھ لے۔ اپنے زبوں کو دوسروں پر ظلم کرنے والوں کو پہچان لینا چاہیئے کہ کوئی نہ کوئی اُس سے بھی زیادہ طاقتور ہوگا۔ بحث۔ مولانا نے اولیب کی بیوی کے گلے کی رسّی کو حرص اور حسد کی رسّی قرار دیا ہے۔ دل فراز۔ جبکہ عقلاً جال سے جدائی ضروری ہے تو تیرا جال خود تیرے پروں سے چپکا ہوا ہے۔

کہ تو زبونی۔ ہر انسان کو احتیاط کے ساتھ غور کرنا چاہیئے کہ وہ مظلوم ہے یا ظالم۔ آکل و ماکول۔ ہر انسان کھانے والا اور دوسرے کی خوراک ہے لہٰذا وہ خود شکار بھی ہے اور شکاری بھی ہے۔ حرص۔ انسان کی شکاری پن کی عادت اُس کو خود شکار بن جانے سے غافل بنائے رہتی ہے وہ دوسروں کا دل مجروح کرتا ہے اور خود اُس کا دل چوری ہو چکا ہے۔ بَیْنَ اَیْدِیْ۔ انسان کو ایسا غافل نہ ہونا چاہیئے کہ اُس کے سامنے غفلت کی ایسی دیوار ہو جو کھلے ہوئے دشمن کو بھی نہ دیکھنے دے۔

کہ تو کم۔ چڑیا اپنے پھنسنے کے خوف سے ادھر اُدھر کو دیکھ لیتی ہے۔ کم ز عصفورے۔ چڑیا آگے پیچھے دیکھ لیتی ہے تو چڑیا سے کم نہیں ہے۔ کاے عجب۔ وہ چڑیا اسلیے ادھر اُدھر دیکھتی ہے کہ کوئی شکاری تو نہیں ہے تاکہ دانہ سے قطع نظر کروں۔ توبہ بیں۔

انسان کو کبھی بدکاروں کے انجام پر غور کرنے سے درستی کا راستہ اختیار کر لینا چاہیئے

کہ ہلاکت[1] دادشاں بے آلتے — اُو قرینِ تُست دَر ہر حالتے

کہ اُنہیں (اللہ تعالیٰ) نے بلا آلہ کے ہلاک کر دیا — وہ ہر حالت میں تیرے ساتھ ہے

حق شکنجہ کرد و گُرز و دست نیست — پس بدانِ بے دست حق داور کُنیست

اللہ (تعالیٰ) نے شکنجہ مہیا کر دیا اور گُرز اور ہاتھ نہیں ہے — تو سمجھ لے اللہ (تعالیٰ) بغیر ہاتھ کے سزا دینے والا ہے

آنکہ میگفتے اگر حق ہست کو — در شکنجہ اُو مُقر می شُد کہ ہُو

وہ جو کہتا تھا کہ اگر اللہ ہے تو کہاں ہے؟ — شکنجہ میں وہ مُقر ہو گیا کہ وہ ہے

وآنکہ میگفت ایں بعید و عجیب — اشک میراند و ہمیگفت اے قریب

وہ جو کہتا تھا کہ یہ بعید اور عجیب ہے — وہ آنسو بہاتا ہے اور کہتا ہے اے نزدیک!

آنکہ جُز از کارِ حق کارش نبود — بُرد حسرت عاقبت بے ہیچ سُود

وہ جس کا کام سوائے اللہ (تعالیٰ) کے انکار کے کچھ تھا — انجام کار بلا فائدہ اُس نے حسرت کی

در نگر[2] احوالِ فرعون و ثمود — قومِ لوطؑ و قومِ صالحؑ قومِ ہُودؑ

فرعون اور ثمود کے احوال دیکھ لے — قومِ لوطؑ اور قومِ صالحؑ اور قومِ ہودؑ کے

حالِ نمرودِ ستمگر در نگر — در مآلِ قومِ نوحؑ افگن نظر

ظالم نمرود کی حالت دیکھ لے — قومِ نوحؑ کے انجام پر نگاہ ڈال لے

تا بدانی حق سمیع ست و علیم — فارغ ست از ترس و پاک از باک و بیم

تاکہ تو جان لے کہ اللہ (تعالیٰ) سمیع اور علیم ہے — وہ خوف سے بے نیاز ہے اور ڈر اور بیم سے پاک ہے

بر کنم من میخِ ایں منحوس دام — از پئے کامے نباشم تلخ کام

میں اس منحوس جال کی کھونٹی اکھاڑ رہا ہوں — مقصد کے لئے (ناکام) میں ناکام نہ بنوں

در خورِ[3] عقلِ تو گفتم ایں جواب — فہم کُن وز جستجو رُو بر متاب

تیری عقل کے مناسب میں نے یہ جواب دیدیا — سمجھ لے اور جستجو سے منہ نہ موڑ

سببِ کُشتنِ ابراہیم علیہ السلام زاغ را کہ آں اشارہ بقمعِ کُدام صفت بُود از صفاتِ مذمومۂ مُہلکہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کوّے کو مارنے کا سبب کہ وہ مہلک صفات میں سے کونسی صفت کو زائل کرنے کی طرف اشارہ تھا

ایں سخن را نیست پایان و فراغ — اے خلیلِ حق چرا کُشتی تو زاغ

اِس بات کا خاتمہ اور فراغ نہیں ہے — اے اللہ کے خلیلؑ! آپ نے کوّے کو کیوں مارا؟

[1] کہ ہلاکت: اللہ تعالیٰ نے پہلے بدکاروں کو بغیر کسی ظاہری آلہ کے ہلاک کر دیا۔ حق: اللہ تعالیٰ نے اُس کو بغیر گرز اور ہاتھ کے سزا دیدی تجھے یقین کر لینا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ بغیر ظاہری ہاتھ کے سزا دے سکتا ہے۔ آنکہ: منکرِ خدا بھی سزا کے وقت خدا کا اقرار کر لیتا ہے۔ وآنکہ: جو منکرِ خدا کا وجود عقل سے دور سمجھتا تھا عذاب کے وقت اُس کو نزدیک کہہ کر پکارتا ہے۔ کارش نبود: خدا کے منکروں کو انجام کار حسرت اُٹھانا پڑے گی۔

[2] در نگر: جن منکروں کو انجام کار حسرت اُٹھانی پڑی اُن کو شمار کیا گیا ہے۔ تا بدانی: اُن لوگوں اور قوموں کے انجام سے تجھے معلوم ہو جائیگا کہ حق تعالیٰ مظلوموں کی فریاد سنتا ہے اور وہ سب کچھ جانتا ہے اور ظالموں کو تباہ کرنے میں اُس کو کوئی باک نہیں ہے۔ بر کنم: یہ بھی مور کا مقولہ ہے کہ یہ پر منزلہ جال کے ہیں لہٰذا میں اُنکو مقصد برآری کے لئے اکھاڑ رہا ہوں۔

[3] در خور: مور نے سامع حکیم سے کہا کہ تیری عقل کے مناسب میں نے یہ جواب دے دیا ہے۔ اب تو اس کو خوب سمجھ لے۔ سببِ کُشتن: حضرت ابراہیمؑ نے جو کوّے کو ہلاک کیا تو وہ کونسی انسانی بری صفت کے ازالہ کی طرف اشارہ تھا۔ اے خلیلؑ: حضرت ابراہیمؑ آپ فرمائیں کہ کوّے کو ہلاک کرنے میں کیا حکمت

بہرِ فرماں حکمت فرماں چہ بود؟ — اندکے زاسرارِ آں باید نمود

حکم کی وجہ ہے، حکم کی حکمت کیا تھی؟ — اس کے رازوں میں سے تھوڑا سا ظاہر کر دیجئے

کاغ[1] کاغ و نعرۂ زاغِ سیاہ — دائما باشد بدن را عمر خواہ

کالے کوے کی کائیں کائیں اور شور — ہمیشہ، جسم کی عمر کا خواہاں ہے

ہمچو ابلیس از خدائے پاک و فرد — تا قیامت عمرِ تن درخواست کرد

جس طرح شیطان نے خدائے قدوس واحد سے — قیامت تک کے لئے جسم کی عمر کی درخواست کی

گفت اَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ الْحَشْرَا — کاشکے گفتے کہ تُبْنَا رَبَّنَا

اس نے کہا مجھے قیامت تک کی مہلت دیدے — کاش وہ کہتا کہ اے ہمارے رب ہماری توبہ قبول کر لے

زندگی بے دوست جاں فرسودست — مرگِ حاضر غائب از حق بودست

بغیر دوست کے زندگی، جان کی تباہی ہے — اللہ (تعالیٰ) سے غائب ہونا، فوری موت ہے

عمر و مرگ[2] ایں ہر دو با حق خوش بود — بے خدا آبِ حیات آتش بود

زندگی اور موت یہ دونوں خدا کیساتھ اچھی ہیں — بغیر خدا کے آبِ حیات، آگ ہے

آں ہم از تاثیرِ لعنت بود کو — در چناں حضرت ہمی شد عمر جو

یہ بھی لعنت کی تاثیر تھی کہ وہ — ایسے دربار میں عمر کا خواہاں بنا

از خدا غیرِ خدا را خواستن — ظنِ افزونی ست کلی کاستن

خدا سے غیر خدا کو مانگنا — بڑھوتری کا گمان اور بالکلیہ گھٹاؤ ہے

خاصہ عمرے غرق در بیگانگی — در حضورِ شیر روبہ شانگی

خصوصاً وہ عمر جو غیریت میں غرق ہو — شیر کے سامنے لومڑی پن ہے

عمر بیشم[3] دہ کہ تا پس تر روم — مہلم افزوں دہ کہ تا کمتر شوم

مجھے زیادہ عمر دے تاکہ زیادہ پیچھے کو جاؤں — مجھے زیادہ مہلت دے تاکہ کمتر ہو جاؤں

تا کہ لعنت را نشانہ او بود — بد کسے باشد کہ لعنت جو بود

تاکہ وہ لعنت کا نشانہ بنے — بدکار وہ ہے جو کہ لعنت کا جویاں ہو

عمرِ خوش در قربِ جاں پروردنست — عمرِ زاغ از بہرِ سرگیں خوردنست

اچھی عمر قربِ خداوندی میں جان کی پرورش ہے — کوے کی عمر گوبر کھانے کے لئے ہے

عمر بیشم دہ کہ تا گو می خورم — دائم ایں دہ کہ بس بدگوہرم

مجھے زیادہ عمر دے تاکہ گو کھاؤں — مجھے ہمیشہ یہ دے کیونکہ میں بہت بدعمل ہوں

[1] کاغ: حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا کوے کی کائیں کائیں ۔ مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی عمر کی درازی کا خواہاں ہے۔ ہمچو ابلیس۔ قرآن پاک میں ذکر ہے اَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ یعنی شیطان نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی مجھے قیامت تک کی عمر دیدے۔ تُبْنَا۔ حضرت آدمؑ نے توبہ کی دعا کی تھی۔ زندگی۔ شیطان نے زندگی کی دعا مانگی لیکن وہ زندگی جو بغیر دوست کے ہو محض جان کو گھسنا ہے اور اللہ تعالیٰ سے غفلت فوری موت ہے۔

[2] عمر و مرگ۔ موت ہو یا زندگی جو اللہ کے ساتھ بے ہی بہتر ہے خدا کو چھوڑ کر آبِ حیات بھی آگ کا کام کرتا ہے۔ آں ہم۔ شیطان کی درازی عمر کی دعا بھی اس کے ملعون ہونے کا اثر تھی۔ از خدا۔ خدا سے غیر خدا کو مانگنا تباہی ہے۔ خاصہ خصوصاً وہ عمر جس میں خدا کی رضا حاصل نہ ہو محض مکاری ہے۔

[3] عمر بیشم۔ وہ شیطان کی دعا تو یہ تھی کہ خدا اس کو زیادہ عمر اسلئے دیدے تاکہ وہ اور قعرِ ذلت میں گرے اور خدا کی لعنت کا نشانہ بنے تو ایسے شخص سے زیادہ برا اور کون ہوگا جو لعنت خداوندی کا جویاں ہو۔ عمرِ خوش۔ اچھی زندگی تو وہ ہے جس میں قربِ الٰہی میں جان کی پرورش ہو سکے۔ کوے کی درازِ عمر گوبر کھانے کے لئے ہے۔ عمرِ سرگین۔ کوے کی عمر کی زیادتی تو گوبر کھانے کیلئے ہے۔

گر نہ گہ خوارست آں گندہ دہاں — گویدے کز زاغیم تو وارہاں

اگر وہ گندہ دہن گر کھانے والا نہ ہوتا — تو کہتا مجھے کوّے پن سے نجات دیدے

مناجات

دعا

اے مُبدّل کردہ خاکے را بزر — خاکِ دیگر را بکردہ بُوالبشر

اے وہ جس نے مٹی کو سونا بنایا — دوسری مٹی کو ابوالبشر بنایا

کارِ تو تبدیلِ اعیان و عطا — کارِ من سہوست و نسیان و خطا

تیرا کام موجودات کو تبدیل کرنا اور عطا ہے — میرا کام سہو اور بھول اور خطا ہے

سہو و نسیاں را مُبدّل کُن بعلم — من ہمہ حلمم مرا کُن صبر و حلم

میرے سہو اور بھول کو علم سے تبدیل کر دے — میں مجسم غصہ ہوں، مجھے صبر اور حلم بنا دے

اے کہ خاکِ شورہ را تو ناں کنی — وے کہ نانِ مُردہ را تو جاں کنی

اے وہ کہ تو شور یعنی زمین کو روٹی بنا دیتا ہے — اے وہ کہ تو مُردہ روٹی کو جان بنا دیتا ہے

اے کہ جانِ خیرہ را رہبر کنی — وے کہ بے رہ را تو پیغمبر کنی

اے وہ کہ تو پراگندہ کو رہبر بنا دیتا ہے — اے وہ کہ تو راستہ نہ دیکھے ہوئے کو پیغمبر بنا دیتا ہے

اے کہ خاکِ تیرہ را تو جاں دہی — عقل و حس و روزی و ایماں دہی

اے وہ کہ تو تاریک مٹی کو جان عطا کرتا ہے — عقل اور حس اور روزی اور ایمان دیدیتا ہے

شکّر از لے میوہ از چوبِ آوری — از مَنی مُردہ بتِ خوب آوری

نے سے شکر اور لکڑی سے پھل پیدا کر دیتا ہے — مُردہ منی سے حسین معشوق پیدا کر دیتا ہے

گُل ز رگ صفوتِ دل پیدا کنی — پیہ را بخشی ضیا و روشنی

منی سے پھول دل میں اخلاص پیدا کر دیتا ہے — چربی کو نور اور روشنی بخش دیتا ہے

میکنی جزوِ زمیں را آسماں — میفزائی در زمیں از اختراں

تو زمین کے جزو کو آسمان بنا دیتا ہے — ستاروں سے زمین میں اضافہ کر دیتا ہے

ہر کہ سازد زیں جہاں آبِ حیات — زو ترش از دیگراں آید ممات

جو اس دنیا کو آبِ حیات بناتا ہے — اس کو دوسروں سے پہلے موت آجاتی ہے

اس سے مراد یا وہ انبیاء ہیں جو زمین سے پیدا ہوئے اور پھر انکو آسمان پر اٹھا لیا گیا یا انکو معراج کرا دی گئی یا یہ مقصد ہے کہ وہ کائنات جو زمین سے اٹھے اُنسے آسمان پیدا فرمایا یعنی فضائی ستاروں کی تاثیر سے زمین میں پیداوار اگتی ہے۔ ہر کہ جو شخص دنیاوی زندگی کو منتہائے کمال سمجھتا ہے اس کی موت سے پہلے آجاتی ہے۔

لے گرنہ۔ اگر وہ گر کھانے والا نہ ہوتا تو یہ دعا کرتا کہ مجھے کوّے پن سے نجات دیدے۔

آگے حضرت حق تعالیٰ کی قدرت ہے کہ اُس نے مٹی سے سونا بنا دیا اور مٹی سے حضرت آدم ابوالبشر کو پیدا کر دیا۔ کارِ تو۔ اللہ تعالیٰ کا کام تبدیل کرنا اور انسان کا کام بھول اور غلطی ہے۔ سہو لیکن اللہ تعالیٰ میں قدرت ہے کہ وہ ہماری بھول کو علم سے تبدیل کر دے اور ہمارے غصہ کو بُردباری سے بدل دے۔

۲ے خاکِ شورہ۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ شور زمین سے بھی وہ غلہ اُگا دیتا ہے جس سے روٹی تیار ہوتی ہے اور مُردہ روٹی کو انسان کی جان میں تبدیل کر دیتا ہے۔

۳ے اے کہ۔ خدا کو وہ قدرت ہے کہ گمراہ کو راہبر بنا دیتا ہے اور راستہ نہ دیکھے ہوئے کو پیغمبر بنا دیتا ہے۔ خاکِ تیرہ۔ انسان مٹی سے بنا ہے اور قدرت نے پھر اُس کو دولت ایمان سے بہرہ ور بنا دیا ہے۔ از نے۔ نے میں سے شکر پیدا کر دینا اور شاخ میں سے پھل پیدا کر دینا لطف سے حسین معشوق پیدا کر دینا قدرت خداوندی ہی کا کام ہے

۴ے گل ز رگ۔ حق خدا کی قدرت ہے کہ وہ مٹی سے حسین پھول اور دل سے خلوص پیدا کر دیتا ہے اور آنکھ کی چربی میں روشنی اور چمک پیدا کر دیتا ہے جز نہیں۔

دیدۂ دل کو بگردوں بنگریست — دیدہ کانجا ہر دمے مینا گریست

جس دل کی آنکھ نے آسمانوں کو دیکھا — اُس نے دیکھا ہے کہ وہاں ہر وقت منظر ہے

قلبِ اعیان ست و اکسیرِ محیط — ایتلافِ خرقۂ تن بے مخیط

موجودات کی تبدیلی ہے اور عالمگیر اکسیر ہے — جس کے چیتھڑوں کو بغیر دھاگے کے سینا ہے

نوازاں روزے کہ در ہست آمدی — آتشے یا خاک یا بادے بُدی

تو جس دن سے وجود میں آیا ہے — آگ یا خاک یا ہوا تھا

گر بداں حالت ترا بُودے بقا — کہ رسیدے مر ترا ایں ارتقا

اگر اُسی حالت پر تیرا بقا ہوتا — تجھے یہ ترقی کب حاصل ہوتی؟

از مُبدلِ ہستیِ اوّل نماند — ہستیِ دیگر بجائے اُو نشاند

تبدیل کرنیوالے کی وجہ سے پہلا وجود نہ رہا — اس نے دوسرا وجود اس کی بجائے قرار دیا

ہمچنیں تا صد ہزاراں ہستہا — بعدِ یک دیگر دوم بہ زابتدا

اسی طرح لاکھوں وجود تک — ایک دوسرے کے بعد، دوسرا پہلے سے بہتر

آں مُبدل بیں وسائط را بماں — کز وسائط دور گردی ز اصل آں

اُس تبدیل کرنیوالے کو دیکھ، واسطوں کو چھوڑ — کیونکہ واسطوں سے تو اصل سے دور ہوتے گا

واسطہ ہر جا فزوں شد وصل جست — واسطہ کم ذوقِ وصل افزوں تر ست

جہاں واسطے زیادہ ہوئے، وصل جاتا رہا — واسطے کم ہوں تو وصل کا ذوق زیادہ ہوتا ہے

از سبب دانی شود کم حیرتت — حیرتے کہ رہ دہد در حضرتت

اسباب کے جاننے سے تیری حیرت کم ہو جائیگی — وہ حیرت جو دربار تک تیری رہنما ہے

ایں بقاہا از فناہا یافتی — از فنایش رُو چرا برتافتی

تو نے یہ بقائیں فناؤں سے حاصل کی ہیں — اُس کی فنا سے تو نے کیوں منہ موڑا ہے

زاں فناہا چہ زیاں بُودت کہ تا — بر بقا چفیدۂ اے بینوا

اُن فناؤں سے تجھے کیا نقصان پہنچا کہ — تو اے بینوا! بقا سے چمٹا ہوا ہے

چوں دوم از اوّلینت بہتر ست — پس فنا جُوی و مُبدل را پرست

جبکہ دوسرا (وجود) تیرے لئے پہلے سے بہتر ہے — تو فنا کی جستجو کر اور تبدیل کرنیوالے کی عبادت کر

---

۱ دیدۂ دل۔ جو شخص بصیرت سے آسمان کو دیکھے گا اُس کو نظر آئے گا کہ وہاں ہر وقت قدرت کا منظر ہو رہا ہے۔ قلبِ اعیان۔ عالمِ بالا کے تصرفات میں اجسام کی تبدیلی ہے اور ایک عالمگیر کیمیاگری ہے۔ نوازاں۔ اس تبدیلی کی دلیل یہ ہے کہ انسان ابتدا میں عناصر اربعہ میں سے کوئی عنصر تھا اگر وہ اسی حالت میں رہتا تو اس کو اس تقریر کا ارتقائی رتبہ کیسے ملتا۔ از مُبدل۔ اللہ تعالیٰ نے اُسکے پہلے وجود کو بدل کر دوسرا وجود عنایت کر دیا۔

۲ ہمچنیں۔ وجود کی تبدیلی کے لاکھوں مرتبے ہیں۔ آں مُبدل۔ انسان کی توحید کا تقاضہ ہے کہ وہ تبدیل کرنے والی ذات پر نظر رکھے تبدیلی کے درمیانی واسطوں پر نظر رکھنا انسان کو اُس ذات سے دُور کر دیتا ہے۔ واسطہ۔ محبوب سے ملاقات میں جس قدر وسائل کا اضافہ ہوتا ہے ذوقِ وصل میں کمی آجاتی ہے۔ از سبب۔ اسباب اور علل معلوم کرنے سے وہ حیرت کم ہو جاتی ہے جو انسان کو بارگاہِ خداوندی میں پہنچاتی ہے۔

۳ ایں بقاہا۔ جبکہ ان مراتب میں فنا کے بعد ارتقائی وجود حاصل ہوا ہے تو انسان کو فنا سے نہ گھبرانا چاہیئے۔ زاں۔ پہلے مراتب کے فنا سے اور ارتقا حاصل ہوا لہٰذا بقا سے چمٹا رہنا عقلمندی نہیں ہے۔ چوں دوم۔ جبکہ تبدیلی کے بعد دوسرا وجود پہلے وجود سے بہتر ہوتا ہے تو انسان کو فنا کی جستجو کرنی چاہیئے اور تبدیل کرنے والے کا شکر گزار رہنا چاہیئے۔

صد[1] ہزاراں حشر دیدی اے عنود — تا کنوں ہر لحظہ از بدو وجود

اے سرکش! تو نے لاکھوں حشر دیکھے ہیں — ہر لمحہ وجود کی ابتدا سے اب تک

از جمادی بے خبر سوئے نما — وز نما سوئے حیات و ابتلا

بے خبری میں جماد سے نشو و نما کی جانب — اور نما سے زندگی اور آزمائش کی جانب

باز سوئے عقل و تمییزات خوش — باز سوئے خارج ایں پنج و شش

پھر اچھی عقل اور تمیز کی جانب — پھر ان حواس خمسہ اور شش جہات سے باہر کی جانب

تا لب[2] بحر ایں نشان پا بہاست — پس نشان پا درون بحر لاست

یہ پاؤں کے نشان سمندر کے کنارے تک ہیں — پھر سمندر کے اندر پاؤں کے نشان معدوم ہیں

زانکہ منزلہائے خشکی را حیاط — بست دہ ہا و وطنہا و رباط

کیونکہ خشکی کے مقامات احاطہ بندی کی وجہ سے — دیہات اور وطن اور سرائے ہیں

باز منزلہائے دریا در وقوف — وقت موجش نے جدار و نے سقوف

پھر دریائی مکانات ٹھکانے ہیں — اس کے تموج کے وقت نہ دیوار ہے نہ چھتیں

نیست پیدا اندراں رہ پا و گام — نے نشانست آں منازل را نہ نام

اس راستہ میں نہ پاؤں اور نہ قدم نظر آتے ہیں — نہ ان گھروں کا نہ نشان ہے، نہ نام ہے

ہست[3] صد چنداں میان منزلین — آں طرف کز این تا بالائے این

دونوں منزلوں کے درمیان سو گنا فاصلہ ہے — اس جانب مکان سے (لامکان کے اوپر تک

در فنا ہا ایں بقا ہا دیدہ — بر بقائے جسم چوں چسپیدہ

فناؤں میں تو نے بقائیں دیکھی ہیں — جسم کے بقا پر تو کیوں چپک گیا ہے؟

ہیں بدہ اے زاغ ایں جان باز باش — پیش تبدیل خدا جانباز باش

ہاں! دے کر یہ جان دیدے، باز بن جا — خدائی تبدیل کے سامنے جانباز بن جا

تازہ میگیر و کہن را می سپار — کہ ہر امسالت فزونست از سہ پار

تازہ بن جا، پرانے کو دے دے — کیونکہ تیرا یہ سال گزشتہ تین سالوں سے بڑھا ہوا ہے

گر نباشی نخل وار ایثار کن — کہنہ بر کہنہ نہ و انبار کن

اگر تو کھجور کی طرح ایثار کرنیوالا نہیں ہے — پرانے پر پرانا رکھتا رہ اور جمع کرے

---

[1] انسان کو دیکھنا چاہیے۔ جس جو تھوڑی عمر کی درازی کا خواہش ہے اس کو اس تبدیلی میں جان کی بازی لگا دینا چاہیے تازہ۔ تو انسان کو تازہ وجود حاصل کرنا چاہیے کیونکہ اس کو ہر تازہ پہلے سے مرتبہ افضل ہوتا ہے۔ اگر تو باغی کھجور اپنا پھل اور اس کو دے دیتی ہے تو اس کو قدرت بیاض عطا کر دیتی ہے۔

[2] قدم نشانی کے معنی ہیں جو چلے ہیں۔ آخر جمادی۔ انسان اپنے جمادی وجود سے نباتی وجود کی طرف منتقل ہوا اور اس سے وہ وجود بھی نباتی وجود سے انسان کو حیوانی وجود اور عقل کی بینائی پر اس کو وہ وجود مل گیا جس میں وہ احکام کا مکلف ہے۔ خارج یعنی پھر انسان کا ارتقاء عالم ارواح کی جانب ہو جو حواس خمسہ اور جہات ستہ سے بالاتر ہے۔

[3] تا لب بحر۔ ان مراتب وجود کے نشانات اس وقت تک ہیں جب تک کہ اس کا وجود وجود منطقی سے وابستہ نہیں ہوا اور جب اس سمندر میں پہنچ گیا تو پھر ان وجودات کے نشانات غائب ہو جاتے ہیں۔ تو آنکہ۔ اس سمندر کو اس طرح سمجھو کہ خشکی کے منازل کے نشانات ہوتے ہیں انھیں نشانات کے ذریعہ گاؤں اور شہر اور وطن بنتے ہیں لیکن دریا کے منازل کا کوئی نشان نہیں ہوتا ہے دریا کی منزل کی نہ چھت ہوتی ہے نہ دیوار نہ وہاں چلنے کے نشانات پیدا ہوتے ہیں۔

[3] ہست۔ اور مکان اور لامکان دونوں منزلوں کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ ہے۔ ایں مکان۔ بالائے ایں لامکان۔ وفنا ہا۔ حلقہ ہے مراتب کے فنا کے بعد بقا حاصل ہوتی ہے تو اس جسم کی طرف

کُہنہ[1] و گندیدہ و بوسیدہ را — تحفہ میبر بہر ہر نادیدہ را
پرانے اور گندہ اور سڑے ہوئے کو — ہر نہ دیکھے کے لئے تحفہ لے جا

آنکہ نو دید او خریدارِ تو نیست — صیدِ حق ست او گرفتارِ تو نیست
جس نے نیا دیکھا ہے وہ تیرا خریدار نہیں ہے — وہ اللہ تعالیٰ کا شکار ہے وہ تجھ میں پھنسا ہوا نہیں ہے

ہر کجا باشند جوقِ مُرغِ کور — بر تو جمع آیند اے سیلابِ شور
جہاں کہیں اندھے پرندوں کا جھرمٹ ہو — اے کھاری پانی! تجھ پر جمع ہو جائے گا

تا فزاید کوری از شورِ آبہا — زانکہ آبِ شور افزاید عمیٰ
تاکہ کھاری پانیوں سے اندھاپن بڑھے — کیونکہ کھارا پانی اندھاپن بڑھاتا ہے

اہلِ[2] دنیا زاں سبب اعمیٰ دل اند — شارب شور است و آبِ وگل اند
دنیا دار اسی وجہ سے اندھے دل والے ہیں — (کیونکہ) وہ آب وگل کا کھاری پانی پینے والے ہیں

شور میخور کور می چر در جہاں — چوں نداری آبِ حیواں در نہاں
دنیا میں کھاری پانی پیتا رہ، اندھے پن سے چرتا رہ — جبکہ تو اندر آبِ حیات نہیں رکھتا ہے

باچنیں حالت بقا خواہی و زیاد — ہمچو زنگی در سیہ روئی تو شاد
اس حالت میں تو بقا اور زیادہ چاہتا ہے — تو حبشی کی طرح کالا منہ ہونے پر خوش ہے

در سیاہی رنگ ازاں آسودہ است — کو ز زاد و اصل زنگی بودہ است
وہ رنگ کے کالے پن پر اس لئے مطمئن ہے — کیونکہ وہ پیدائش اور اصل سے حبشی ہے

آنکہ ز اول شاہد و خوشرو بود — گر سیہ گردد ندارک جو بود
وہ جو شروع سے معشوق اور خوبصورت ہو — اگر وہ کالا بن جائے تو تدارک کا طالب ہوگا

مرغِ[3] پرندہ چو ماند بر زمیں — باشد اندر غصہ و درد و حنیں
اڑنے والا پرندہ جب زمین پر رہ جائے — وہ رنج اور درد اور نقصان میں ہوگا

مرغِ خانہ بر زمیں خوش میرود — دانہ چیں و شاد و شاطر میدود
پالتو پرند زمین پر خوشی سے چلتا ہے — دانہ چگتا ہوا اور خوش اور چالاکی سے دوڑتا ہے

زانکہ او از اصل بے پرواز بود — واں دگر پرندہ و پرباز بود
کیونکہ وہ اصل سے بغیر اڑان کے تھا — وہ دوسرا اڑنے والا اور کھلے پروں کا

اس کو کبھی آزادی نصیب نہیں ہوئی تھی اور اڑنے والا پرند آزاد تھا۔

---

[1] کہنہ۔ اگر پرانا پھل یا جوڑے تو وہ بوسیدہ اور گندہ ہو جائے گا آنکہ جس نے نیا وجود حاصل کر لیا ہے وہ پرانے وجود کا خریدار نہ بنے گا۔ صیدِ حق۔ وہ ذات حق میں اپنے آپ کو فنا کر چکا ہے۔ ہر کجا۔ تیرے خریدار اندھے ہیں۔ اندھے پرند کھارے پانی پر جمع ہوتے ہیں جو ان کو اور اندھا بنا دیتا ہے۔

[2] اہلِ دنیا۔ اہلِ دنیا چونکہ پرانے وجود سے چمٹے ہوئے ہیں تو وہ بھی شور کھاری پانی کے پرندوں کی طرح اندھے دل والے ہیں۔ شور۔ اگر انسان کے دل میں آبِ حیات جاری نہیں ہے تو وہ کھاری پانی پینے والا اور اندھا دھند کھانے والا ہے۔ باچنیں۔ اگر اس بری حالت میں تو عمر کی زیادتی کا خواہاں ہے تو تیری مثال اس حبشی کی سی ہے جو اپنی سیاہ روئی پر مطمئن اور خوش ہو۔ آنکہ۔ اگر کوئی شروع میں خوشرنگ ہو اور پھر وہ سیاہ رو بن جائے تو وہ اس حالت میں مطمئن نہیں ہو سکتا ہے۔

[3] مرغ۔ اگر اڑنے والا پرند پنجرے میں پھنس جائے تو وہ غم و غصہ میں رہتا ہے۔ مرغِ خانہ۔ پالتو پرند پنجرے میں بھی خوش رہتا ہے کیونکہ

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِرْحَمُوْا ثَلَاثًا عَزِیْزَ قَوْمٍ

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے تین شخصوں پر رحم کرو کسی قوم کا باعزت

ذُلَّ، وَغَنِیَّ قَوْمٍ اِفْتَقَرَ، وَعَالِمًا یَلْعَبُ بِہِ الْجُھَّالُ

جو ذلیل ہوگیا ہو کسی قوم کا مالدار جو محتاج ہوگیا ہو، وہ عالم جس کا جاہل مذاق اُڑائیں

گفت پیغمبر کہ رحم آرید بر — حالِ مَن کَانَ غَنِیًّا فَافْتَقَر

پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ رحم کرو اوپر — اُس شخص کے جو مالدار تھا پھر فقیر ہوگیا

وَالَّذِی کَانَ عَزِیْزًا فَاحْتُقِر — اور اُس پر جو باعزت تھا پھر حقیر ہوگیا ہو

گفت پیغمبر کہ بر ایں سہ گروہ — رحم آرید از سنگید و ز کوہ

پیغمبرؐ نے فرمایا کہ ان تین قسموں پر — رحم کرو خواہ تم پتھر کے ہو یا پہاڑ کے

آنکہ اُو بعد از عزیزی خوار شد — واں تونگر ہم کہ بے دینار شد

وہ جو عزت کے بعد ذلیل ہوگیا ہو — وہ مالدار بھی جو بے زر ہوگیا ہو

واں سوم آں عالمے کاندر جہاں — مُبتلا گردد میانِ ابلہاں

تیسرے وہ عالم جو دنیا میں — بے وقوفوں میں مبتلا ہوجائے

زانکہ از عزت بخواری آمدن — ہمچو قطعِ عضو باشد از بدن

کیونکہ عزت سے ذلت میں آجانا — جسم سے عضو کٹ جانے کی طرح ہے

عضو گردد مُردہ کز تن وا بُرید — نو بُریدہ جُنبد اما نے مَدید

جو عضو بدن سے کٹ گیا وہ مُردہ ہوجاتا ہے — نیا کٹا ہوا تڑپتا ہے لیکن زیادہ دیر نہیں

ہر کہ از جامِ اَلَست اُو خورد پار — ہستش امسال آفتِ رنج و خمار

جس نے گذشتہ سال جامِ الست سے پیا ہو — اسکو اس سال رنج اور اعضا شکنی کی مصیبت ہوگی

وانکہ چوں سگ زاصل گُہدانی بُود — کے مرا اُو را حرصِ سلطانی بُود

وہ جو کتے کی طرح اصل شناس کا ہو — اُس کو بادشاہت کا لالچ کب ہوتا ہے؟

توبہ اُو جوید کہ کردہ ست اُو گناہ — آہ اُو گوید کہ گم کردہ است راہ

توبہ وہ کرتا ہے جس نے گناہ کیا ہو — آہ وہ کرتا ہے جس نے راستہ گم کردیا ہو

ہوتا ہے اور راستہ سے بھٹکا ہوا ہی آہ کرتا ہے۔

لہ قال النبی۔ مولانا کا مقصد یہ ہے کہ اچھی حالت کے بعد جب بُری حالت ہوتی ہے تو وہ انتہائی تکلیف دہ ہوتی ہے۔ غنی کان۔ جو شروع سے مفلس ہو وہ اس قدر قابلِ رحم نہیں ہے جیسا کہ وہ شخص جو مالداری کے بعد مُفلس ہوگیا ہو۔ عزیز ذلّ۔ جو شخص پہلے باعزت تھا پھر ذلیل ہوگیا ہو وہ بہت زیادہ قابلِ رحم ہے۔ عالما۔ وہ عالم جو جاہلوں میں پھنس گیا ہو بہت زیادہ قابلِ رحم ہے۔ از سنگید۔ خواہ تم پتھر کے بنے ہوئے ہو۔

لہ آنکہ۔ یہ تینوں شخص بہت زیادہ قابلِ رحم ہیں، کیونکہ عزت کے بعد ذلت میں مبتلا ہوجانے سے وہی تکلیف پہنچتی ہے جو بدن کا کوئی عضو کٹنے سے۔ عضو بدن سے کوئی عضو کٹنے کے بعد مُردہ ہوجاتا ہے تھوڑی دیر وہ تڑپتا ہے اور پھر اس پر مُردنی چھا جاتی ہے۔

لہ ہر کہ۔ جو شخص ایک بار کسی چیز کی لذت حاصل کرچکتا ہے اس کی یاد اس کو ستاتی ہے۔ وانکہ جس شخص نے کبھی سلطنت کا مزہ چکھا ہو وہ سلطانی کی حرص سے محروم ہوتا ہے۔ توبہ۔ وہ شخص توبہ کرتا ہے جس کو اپنے گناہ کا احساس

قصۂ[1] محبوس شدن آں آہو بچہ در آخرِ خراں و طعنۂ آں خراں بر اں

ہرن کے بچہ کا گدھوں کے اصطبل میں قیدی ہونے کا قصہ اور اُس پر دیسی پر اُن

غریب گاہ بجنگ گاہ بہ تسخر و مُبتلا شدنِ اُو بکاہِ خشک کہ غذائے

گدھوں کی طعنہ زنی کبھی لڑائی سے کبھی مذاق سے، اور اُس کا خشک گھاس میں

اُو نیست و ایں صفت بندۂ خاصِ خدای ست عزّ و جلّ میاں

مبتلا ہونا کیونکہ وہ اُسکی غذا نہیں ہے اور یہی حالت خدائے عزّ و جل کے خاص بندے کی دنیا داروں

اہلِ دنیا و اہلِ شہوت کہ اَلْاِسْلَامُ بَدَأَ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ غَرِیْبًا

اور شہوت پرستوں میں ہے کیونکہ اسلام اجنبی بن کر شروع ہوا اور عنقریب اجنبی

کَمَا بَدَأَ فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

بنجائیگا جیسا کہ شروع ہوا تو اجنبیوں کیلئے خوشخبری ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے

آہوئے را کرد صیادے شکار — اندر آخر کردش آں بے زینہار

ایک ہرن کا ایک شکاری نے شکار کیا — اُس بے امان کو اصطبل میں کر دیا

آخرے را پُر ز گاوان و خراں — حبس آہو کرد چوں اِستمگراں

اُس اصطبل کو جو بیلوں اور گدھوں سے بھرا ہوا تھا — ظالموں کی طرح ہرن کا قید خانہ بنا دیا

آہو از وحشت بہر سُو میگریخت — اُو بہ پیشِ[2] آں خراں شب کاہ ریخت

ہرن وحشت سے ہر جانب کو بھاگتا تھا — اُس (شکاری) نے رات کو گدھوں کے سامنے گھاس ڈالدی

از مجاعت و اِشتہا ہر گاؤ و خر — کاہ را میخورد خوشتر از شکر

بھوک اور خواہش سے ہر بیل اور گدھا — گھاس کو شکر سے بھی زیادہ خوشی سے کھاتا تھا

گاہ آہو می دمید از سُو بسُو — گہ زدود و گرد کہ میتافت رُو

ہرن کبھی اِدھر اُدھر دوڑتا تھا — کبھی دھوئیں اور گھاس کی گرد سے منہ موڑتا تھا

ہر کرا با ضدِ خود بگذاشتند — آں عقوبت را چو مرگ انگاشتند

جس کو اُس کی ضد کے ساتھ چھوڑ دیا ہے — اِس سزا کو اُس نے موت خیال کیا ہے

تا سُلیمان[3] گفت کاں ہُدہُد اگر — ہجر را عذرے نگوید معتبر

یہانتک کہ حضرت سلیمانؑ نے کہا کہ اگر وہ ہُدہُد — جدائی کا معتبر عذر نہ بیان کرے

بکشمش یا خود دہم اُو را عذاب — یک عذاب سخت بیروں از حساب

میں اُس کو مار ڈالوں گا یا خود اُس کو سزا دونگا — ایک سخت سزا جو ان گنت ہے

---

[1] قصہ۔ اس قصہ سے یہ بتایا گیا ہے کہ ہرن کا بچہ چونکہ آزادی کے لطف اُٹھائے ہوئے تھا اس لئے اُس کے نہ ہونے کا اسکو افسوس تھا گدھے اُس سے محروم تھے۔ وایں صفت جس طرح یہ ہرن کا بچہ گدھوں میں آکر پریشان ہوا یہی حال عالم کا جاہلوں میں ہوتا ہے۔۔۔۔ اَلْاِسْلَام۔ جس وقت اسلام کی ابتدا ہوئی تب بھی وہ لوگوں کے لئے اجنبی تھا اور عنقریب پھر اجنبی بن جائیگا اُن لوگوں کے لئے خوشخبری ہے جو مسلمان ہونے کی وجہ سے اجنبی ہیں۔ آخر۔ اصطبل۔ زینہار۔ پناہ۔ استمگراں۔ ستمگراں۔

[2] اُو بہ پیش۔ یعنی شکاری۔ مجاعت۔ بھوک۔ تیر کرا۔ سزا۔ اس اگر کسی چیز کو اُس کے مخالف سے وابستہ کر دیا جائے تو یہ سزا موت ہے۔

[3] تا سلیمان۔ حضرت سلیمانؑ نے ہدہد کو جو سخت عذاب دینے کو کہا تھا وہ یہی تھا کہ اُس کو جنس کے ساتھ پنجرے میں بند کر دیتے۔

ہاں کدام ست آں عذاب اے معتمد — در قفس بودن بغیر جنسِ خود

اے معتمد! ہاں وہ سزا کون سی ہے؟ — پنجرے میں غیر جنس کے ساتھ ہونا

زیں[1] بدن اندر عذابی اے پسر — مرغ روحت بستہ با جنسِ دگر

اے بیٹا! اس جسم سے تو بھی عذاب میں ہے — تیری روح کا پرندہ دوسری جنس سے وابستہ ہے

روح بازست و طبائع زاغہا — دارد از زاغانِ تن بس داغہا

روح باز ہے اور مزاج کوے ہیں — وہ جسم کے کوؤں کی وجہ سے بہت زخمی ہے

اُو بماندہ درمیان شاں زار زار — ہمچو بُوبکرے بشہرِ سبزوار

وہ اُن کے درمیان تباہ حال ہے — جس طرح کوئی ابوبکر سبزوار شہر میں

حکایت سلطان محمد خوارزم شاہ کہ شہر سبزوار را کہ ہمہ اہلِ اُو رافضی باشند بجنگ بگرفت ایشاں از کشتن امان خواستند گفت آنگہ اماں دہم کہ پیشِ من ازیں شہر یک ابوبکر نامی بیاورید

سلطان محمد خوارزم شاہ کی حکایت جس نے سبزوار شہر کو جس کے تمام باشندے رافضی تھے جنگ کرکے لے لیا اُن لوگوں نے قتل سے امان چاہی اُس نے کہا میں امان جب دوں گا جبکہ اس شہر میں سے ایک ابوبکر نامی شخص لے آؤ

شُد محمد اَلپ[2] اُلغ خوارزم شاہ — در قتالِ سبزوارِ پر تباہ

بہادر محمد خوارزم شاہ لگا — تباہی بھرے سبزوار (شہر) کے قتال میں

تنگ شاں آورد لشکرہائے اُو — اسپہش افتاد در قتلِ عدُو

اُس کے لشکروں نے اُن کا محاصرہ کر لیا — اُس کے سپاہی دشمن کے قتل میں لگ گئے

سجدہ[3] آوردند پیشش کالاماں — حلقہ ماں در گوش کُن و ابخش جاں

اُنھوں نے اُس کے سامنے سجدہ کیا کہ اُس دے — ہمیں حلقہ بگوش بنالے، جان بخشش دے

ہر خراج و ہر صلہ کہ بایدت — آں زما ہر موسمے افزایدت

جو خراج اور جو بدلہ تجھے چاہیئے — وہ ہر موسم میں ہماری جانب سے تیرے لئے بڑھ کر ہوگا

جانِ ما آنِ تو ست اے شیر خُو — پیشِ ما چندے امانت باش گو

اے شیر دل! ہماری جان تیری ملکیت ہے — کہہ دے ہمارے پاس کچھ دن امانت میں رہے

[1] زیں بدن۔ انسان کے لئے یہی عذاب ہے کہ اس کی روح کو غیر جنس یعنی جسم کے ساتھ مقید کر دیا گیا ہے۔ روح۔ روح باز ہے اور بدن کی طبیعت کوّا ہے۔ بوبکرے یعنی ابوبکر نامی شخص۔ سبزوار۔ ایران کا مشہور شہر ہے جس کے باشندے سخت رافضی تھے

[2] اَلپ۔ بہادر۔ اُلغ۔ بزرگ۔ خوارزم شاہ۔ یہ ایران کا بادشاہ تو خراسان سے عراق تک اُس کی حکومت تھی یہ مولانا کے روم کے والد خواجہ بہاء الدین محمد کا ماموں تھا۔

[3] سجدہ آوردند۔ سبزواریوں نے کہا کہ جو ٹیکس ہم پر لگا یا جائے ہم ہر فصل میں بڑھا کر ادا کریں گے۔

گفت نرہانید از من جانِ خویش — تا نیاریدم ابوبکرے بہ پیش

اُس نے کہا تو اپنی جان مجھ سے نہیں چھڑا سکتے ہو — جب تک کہ ایک ابوبکر میرے سامنے حاضر نہ کردو

تا مرا بوبکر[1] نام از شہرتاں — ہدیہ ناریدا ے رمیدہ اُمتاں

جب تک کہ ابوبکر نامی کو اپنے شہر سے میرے پاس — ہدیہ نہ لاؤ گے، اے بگڑی ہوئی قوم!

بدرم تاں ہمچو کشت اے قوم دوں — نے خراج اِستانم و نے ہم فسوں

اے کمینہ قوم: میں کھیتی کی طرح تمہیں کاٹ دونگا — نہ خراج لوں گا اور نہ ہی پھکی چیزی باتیں (سنونگا)

پس جوالِ زر کشیدندش براہ — کز چنیں شہرے ابوبکرے مخواہ

تو انھوں نے اشرفیوں کا بورا اسکے سامنے لاڈالا — کہ ایسے شہر سے ابوبکر نہ مانگ

کے بُود بوبکر اندر سبزوار[2] — یا کلوخِ خشک اندر جوئبار

ابوبکر، سبزوار میں کہاں ہو سکتا ہے؟ — یا خشک ڈھیلا نہر میں

رُو بتابید از زر و گفت اے مُغاں — تا نیاریدم ابوبکر ار مُغاں

اشرفیوں سے منھ پھیر لیا اور کہا اے کافرو! — جب تک کہ تم ابوبکر کا تحفہ میرے پاس لاؤ گے

ہیچ سودے نیست کودک نیستم — تا بزر و سیم حیراں بیستم

کوئی فائدہ نہیں ہے، میں بچہ نہیں ہوں — کہ سونے اور چاندی سے حیران رہ جاؤں

تا نیاری سجدہ نہ رہی اے زبوں — گر بہ پیمائی تو مسجد را بکوں

اے حقیر! جب تک تو سجدہ نہ کریگا (فرض) نہ چھوٹے گا — خواہ تو مقعد سے (ساری) مسجد کو ناپ ڈالے

مُنہیاں[3] انگیختند از چپ و راست — کاندریں ویرانہ بوبکرے کجاست

انھوں نے دائیں بائیں جانب جاسوس دوڑائے — کہ اس ویرانہ میں کوئی ابوبکر کہاں ہے؟

بعد سہ روز و سہ شب کاشتافتند — یک ابوبکرے نزارے یافتند

تین دن اور تین راتیں کے بعد جبکہ وہ دوڑتے پھرے — انھوں نے ایک لاغر ابوبکر پالیا

رہگذر بُود و بماندہ از مرض — در یکے گوشہ خرابے پُر حرض

مسافر تھا اور مرض کی وجہ سے پڑا رہ گیا تھا — مریض ہوکر، ویرانہ کے ایک گوشہ میں

گوہرے اندر خرابہ بے عرض — خونِ دل بر رُخ فشاندہ از مرض

ویرانہ میں موتی، بے سروسامان — مرض کی وجہ سے دل کا خون چہرے پر چھڑکے ہوئے

خفتہ بود او در یکے کُنجے خراب — چوں بدیدندش بگفتندش شتاب

وہ ایک اُجڑے ہوئے گوشہ میں سو رہا تھا — جب انھوں نے اسکو دیکھا، فوراً اس سے کہا

---

[1] ابوبکر۔ خوارزمشاہ نے کہا امان کی شرط یہ ہے کہ اپنی آبادی میں سے ابوبکر نامی کوئی شخص لاکر پیش کردو۔ تبلیغ اگر یہ شرط پوری نہ کروگے تو میں سب کو قتل کرادونگا۔ پس جوان۔ اس لوگوں نے اشرفیوں کا بورا سامنے لاکر ڈال دیا کہ یہ قبول کرلیجئے اور ابوبکر نامی شخص کے لانے کی شرط ختم کردیجئے۔

[2] کے بود سبزوار۔ میں کسی ابوبکر کی تلاش ایسی ہی ہے جیسے کوئی دریا میں خشک ڈھیلا تلاش کرے۔ مُغاں۔ اُن لوگوں کو رفض کی وجہ سے کفار سے تعبیر کیا ہے۔ تا نیاری۔ اُن لوگوں کا اشرفیاں دے کر بیعت قبول کرنے کی تہ ایسی ہی تھی جیسا کہ کوئی شخص نماز سے اس طور پر چھٹکارا حاصل کرنا چاہے کہ پوری مسجد کو سرینوں سے ناپ ڈالے اور سجدہ نہ کرے۔

[3] مُنہیاں۔ ابوبکر نامی شخص کی تلاش میں سبزوار والوں نے جاسوس چھوڑ دیئے۔ نزار۔ لاغر۔ رہگذر۔ راہگذار مسافر۔ حرض۔ بیماری۔ گوہر۔ وہ شخص ایک قیمتی جوہر تھا لیکن ان بے قدروں میں پڑا ہوا تھا۔ خفتہ بود۔ وہ ابوبکر نامی مسافر ایک ویرانہ میں پڑا سو رہا تھا۔

خیز کہ سلطان ترا طالب شدہ ست — کز تو خواہد شہر را از قتل رست[1]

اٹھ، کہ بادشاہ تیرا طالب ہوا ہے — کیونکہ تیری وجہ سے ہمارا شہر قتل سے بچ جائیگا

گفت اگر پایم بدے یا مقدمے — خود براہے خود بمقصد رفتمے

اُس نے کہا اگر میرے پاؤں، یا چلنا ہوتا — اپنے راستہ پر اپنی منزل کو چل دیتا

اندریں دشمن کدہ کے ماندمے — سوئے شہر دوستاں میراندمے

میں اِس دشمنستان میں کب ٹھہرتا؟ — دوستوں کے شہر کی جانب سواری ہانک دیتا

تختۂ مُردہ کشاں بفراشتند — بر کتف بوبکر را بر داشتند

اُنھوں نے ایک تابوت اُٹھایا — کاندھے پر ابوبکر کو سوار کر لیا

جانب خوارزم شہ جملہ دواں — می کشیدندش کہ تا بیند نشاں

سب خوارزم شاہ کی جانب دوڑے — وہ اُس کو لے جا رہے تھے تاکہ وہ نشانی دیکھے

سبزوارست ایں جہان مردِ حق — اندریں جا ضائع ست و ممتحق

یہ دنیا سبزوار ہے اور مردِ خدا — اُس میں رائیگاں اور نیست ہے

ہست آں خوارزم شہ یزداں جلیل — دل ہمی خواہد ازیں قوم ذلیل

وہ خدائے بزرگ (منزل) خوارزم شاہ کے ہے — اِس ذلیل قوم سے دل کا طالب ہے

گفت[2] لَا یَنْظُرُ اِلٰی تَصْوِیْرِکُمْ — فَابْتَغُوْا ذَا الْقَلْبَ فِیْ تَدْبِیْرِکُمْ

(رسولؐ نے) فرمایا ہو وہ (خدا) تمہاری صورت کو نہیں دیکھتا ہے — پس اپنی تدبیر میں صاحبِ دل کو تلاش کرو

من ز صاحبدل کنم در تو نظر — نے بنقش و سجدہ و ایثارِ زر

میں صاحبِ دل کے ذریعہ تجھ میں نظر کرتا ہوں — نہ کہ صورت اور سجدہ اور عطائے زر کے ذریعہ

تو دلِ خود را چو دل پنداشتی — جستجوئے اہلِ دل بگذاشتی

چونکہ تو نے اپنے دل کو دل سمجھ لیا ہے — (اِسلئے) تو نے صاحبِ دل کی جستجو ترک کر دی ہے

دل کہ گر ہفصد چو ایں ہفت آسماں — اندر او آید شود یاوہ و نہاں

(وہ) دل کہ اگر سات آسمان جیسے سات سو — اُس میں آئیں تو وہ گم اور پوشیدہ ہو جائیں

ایں[3] چنیں دل ریزہا را دل مگو — سبزوار اندر ابوبکرے مجو

دل کے اِس طرح کے ریزوں کو دل نہ کہہ — سبزوار کے اندر ابوبکر کو تلاش نہ کر

صاحبِ دل آئینۂ شش رُو بُود — حق درو از شش جہت ناظر شود

صاحبِ دل چھ رُخا آئینہ ہوتا ہے — اللہ (تعالیٰ) چھ جانب سے اُسمیں دیکھتا ہے

[1] کز تو۔ لفظ ناشدہ کے مطابق ہمیں سلامت کریگا بمقصد۔ یعنی تیرے کی طاقت ہوتی تو میں منزل کی طرف روانہ ہوتا۔ تم لوگوں میں نہ ٹھہرتا۔ اندریں۔ رافضی حضرت علیؓ کے نام کے بھی دشمن ہوتے ہیں۔ تختۂ مردہ کشاں۔ مُردے کے لے جانے کا تختہ۔ سبزوار۔ مولانا فرماتے ہیں کہ یہ دنیا بھی سبزوار ہے جہاں بھی مردِ حق اسی طرح بے یار و مددگار رہتا ہے جس طرح ابوبکرؓ نامی شخص سبزوار میں تھا۔ یزداں۔ وحدہٗ لاشریک کی مثال خوارزم شاہ۔ بمعنی اللہ تعالیٰ بھی دنیا والوں سے دل کا مطالبہ کرتا ہے۔

[2] گفت۔ حدیث شریف ہے اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا ہے وہ تمہارے دلوں اور کاموں کو دیکھتا ہے۔ حق۔ اللہ تعالیٰ خلق اللہ کی طرف کسی صاحبِ دل کی وجہ سے توجہ فرماتا ہے تو دل۔ یہ محض بے صاحبِ دل نہیں ہے جس کی وجہ سے مخلوقِ خدا کا تصور نظر آتا ہے دل۔ اللہ تعالیٰ اس دل کو پسند کرتا ہے جس دل میں اسقدر وسعت ہو کہ ساتھ آسمانوں جیسے سات سو میں ہو جائیں۔

[3] ایں چنیں۔ یہ دل اس دل کی خواہش نہیں ہے جیسا کہ سبزوار میں ابوبکر کی تلاش۔ صاحبدل۔ صاحبِ دل

ہر کہ اندر شش جہت دارد مقر — کے کند در غیر حق یک دم نظر

جو شش جہت میں ٹھکانا رکھتا ہو — وہ تھوڑی دیر کیلئے بھی ، سوائے اللہ کو کب نظر ڈالتا ہے

گر کند او از برائے او کند — ور قبول آرد ہمو باشد سند

اگر وہ (صاحب دل) نظر کرتا ہے اس (اللہ) کیلئے کرتا ہے — اگر قبول کرتا ہے، تو وہی سہارا ہوتا ہے

چونکہ او حق را بود در کل حال — برگزیدہ باشد او را ذوالجلال

کیونکہ وہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کیلئے ہوتا ہے — اللہ تعالیٰ نے اس کو منتخب کر لیا ہے

ہیچ بے او حق بکس ندہد نوال — شمۂ گفتم من از صاحب وصال

اللہ (تعالیٰ) اسکے بغیر کبھی کسی کو عطا نہیں کرتا ہے — میں نے واصل بحق کے بارے میں تھوڑا سا بتا دیا

موہبت را بر کف دستش نہد — ور کفش آں را بمحرماں دہد

وہ اللہ تعالیٰ عطیہ اسکے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ دیتا ہے — اسکی ہتھیلی کے ذریعہ اسکو وہ محروم لوگوں کو دیتا ہے

با کفش دریائے کل را اتصال — ہست بے چون و چگونہ بیمکال

اس کی ہتھیلی کا دریائے کل سے اتصال ہے — وہ ناقابل بیان کمالات سے پُر ہے

اتصالے کہ نہ گنجد در کلام — گفتنش تکلیف باشد والسلام

وہ اتصال جو بیان نہیں ہو سکتا ہے — اس کا بیان کرنا تکلف ہے۔ والسلام

صد جوالِ زر بیاری اے غنی — حق بگوید دل بیار اے منحنی

اے مالدار! اگر تو سونے کے سو جوڑے لائیگا — اللہ (تعالیٰ) فرمادیگا اے کُبڑے! دل لا

گر ز تو راضی ست دل من راضیم — ور ز تو معرض بود اعراضیم

اگر وہ دل تجھ سے راضی ہو میں بھی راضی ہوں — اگر وہ تجھ سے منہ پھیرنے والا ہو میں بھی منہ پھیر لیتا ہوں

ننگرم در تو دراں دل بنگرم — تحفہ او را آر اے جان کرم

میں تجھے نہیں دیکھتا ہوں اس کو دیکھتا ہوں — اے جان! میرے در پر اس کا تحفہ لا

با تو او چونست ہستم من چناں — زیر پائے مادراں باشد جناں

تیرے ساتھ وہ جیسا ہے میں ویسا ہی ہوں — جنت ماؤں کے پاؤں کے نیچے ہے

مادر و بابا و اصل خلق اوست — اے خنک آنکس کہ دل داند ز پوست

مخلوق کی ماں اور باپ اور اصل وہ ہے — وہ قابل مبارکباد ہے جس نے دل اور چھلکے میں امتیاز کر لیا

تو بگوئی نک دل آوردم بتو — گوید ایں دل نیز نزدیک طمو

تو کہے گا میں تیرے پاس یہ دل لایا ہوں — وہ تجھ سے کہدیگا کہ یہ دل ایک مڑی کا بھی نہیں ہے

سلہ ہر کہ۔ جو شخص لامکانی میں چلا ہو وہ غیر اللہ کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا ہے۔ گر کند۔ اگر صاحب دل کسی کی طرف نظر کرتا ہے تو خدا کیلئے کرتا ہے اور اس کا رد و قبول سب خدا کے لئے ہوتا ہے۔ چونکہ۔ چونکہ اس صاحب دل کے جملہ احوال خدا کیلئے ہوتے ہیں لہٰذا وہ خدا کا برگزیدہ ہوتا ہے۔ ہیچ۔ یہ صاحب دل خلیفۃ اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی جو عطا اس کے واسطے ہو ہوتی ہے۔

سلہ موہبت۔ اللہ تعالیٰ اپنے جملہ عطیات کسی بات کو مخلوق کو پہنچاتا ہے۔ دریائے کل۔ حضرت حق تعالیٰ۔ اتصال۔ اس کے ہاتھ کا خدا سے جو اتصال ہے اس کا بیان ممکن نہیں ہے۔ صد جوال۔ اللہ تعالیٰ سونے چاندی سے بے نیاز ہے وہ صرف دل کا اخلاص قبول کرتا ہے۔

سلہ گر ز تو۔ جس سے وہ صاحب دل راضی ہوتا ہے اس سے خدا راضی ہوتا ہے جس سے وہ ناراض ہوتا ہے خدا اس سے ناراض ہوتا ہے۔ مادراں۔ وہ صاحب دل ایسا ہی مُربّی ہے جس طرح ماں مُربّی ہوتی ہے۔ مادر۔ وہ صاحب دل مخلوق کیلئے بمنزلہ ماں باپ کے ہوتا ہے۔ تو بگوئی۔ تو خدا کے سامنے اپنا وہ دل پیش کرتا ہے جو ایک دمڑی کا بھی نہیں ہے۔

آں دلے آور کہ قطبِ عالم ست — جانِ جانِ جانِ جانِ آدم ست

وہ دل لا جو عالم کا قطب ہے — وہ دل) آدم کی جان کی جان کا جوہر ہے

از برائے آں دلِ پُر نور و بر — ہست آں سلطانِ دلہا منتظر

اُس نیکی اور نور سے بھرے ہوئے دل کا — دلوں کا بادشاہ منتظر ہے

تو بگردی روزہا در سبزوار — آنچناں دل را نیابی زاعتبار

تو ایک عرصہ تک سبزوار میں گھومیگا — از روئے اعتبار تو ایسے دل کو نہ پائے گا

پس دلِ پژمردہ بوسیدہ جاں — بر سرِ تختہ نہی آنسو کشاں

تو ایک مرجھایا ہوا اور بوسیدہ روح والا دل — تابوت میں رکھ کر وہاں لے جا

کہ دل آوردم ترا اے شہریار — بہ ازیں دل نبود اندر سبزوار

کہ اے شاہ! میں تیرے لئے دل لایا ہوں — سبزوار میں اس سے بہتر دل نہیں ہے

گویدت[1] ایں گورخانہ است اے جری — کہ دلِ مُردہ بدیں جا آوری

وہ تجھ سے کہیگا اے بیباک! یہ قبرستان ہے — کہ تو ایک مردہ دل یہاں لایا ہے

رو بیاور آں دلے کو شاہ خوست — کہ امانِ سبزوارِ کون از وست

جا، وہ دل لا جو شاہانہ مزاج رکھے — کیونکہ دنیا کے سبزوار کو اسی کی وجہ سے امن حاصل ہے

گوئی آں دل زیں جہاں پنہاں بود — زانکہ ظلمت با ضیا ضداں بود

تو کہے گا کہ وہ دل اس دنیا میں مفقود ہے — کیونکہ تاریکی اور نور دو ضد ہیں

دشمنیِ آں دل از روزِ ازلست — سبزوارِ طبع را میراثی است

ازل سے اس دل کے ساتھ دشمنی — (دنیاوی) طبیعت کی موروثی ہے

زانکہ[2] او بازست دنیا شہرِ زاغ — دیدنِ ناجنس بر ناجنس داغ

کیونکہ وہ باز ہے، دنیا کوؤں کا شہر ہے — غیر جنس کو غیر جنس کا دیکھنا داغ ہے

ور کند نرمی نفاقے می کند — ز استمالت از نفاقے می کند

اگر وہ نرمی کرتا ہے تو نفاق برت رہا ہے — مائل کرکے، فائدہ حاصل کر رہا ہے

می کند آرے نہ از بہرِ نیاز — تا کہ ناصح کم کند نصحِ دراز

ہاں ہاں کہتا ہے نہ کہ نیازمندی سے — (بلکہ) اسلئے کہ ناصح دراز نصیحت نہ کرے

زانکہ ایں زاغِ خسِ مُردار جو — صد ہزاراں مکر دارد تو بتو

کیونکہ یہ کمینہ کوا، مُردار کا جویاں — تہ بہ تہ لاکھوں مکر رکھتا ہے

[1] گویدت ہم ہوں کہ جب دل پر عالم کی بنا و مدار ہے اور جس دل کو آدم کے جان کی جان کا محبوب ہے۔ اگر برائے اللہ تو ایسے دل کا منتظر ہے جو نور اور نیکی سے بھرا ہوا ہے تو پھر کیا دنیا میں ایسے دل کا ملنا ایسا ہی دشوار ہے جس طرح سبزوار میں ابوبکر نامی شخص کا ملنا۔ پس۔ اگر مردہ دل تیرے پاس نہیں ہے تو اپنا مردہ دل ہی بارگاہ میں پیش کر دے جس طرح سبزوار والوں نے بیمار اور ناخواندہ ابوبکر ہی شخص کو پیش کر دیا تھا۔

[2] گویدت۔ وہ شہر تجھ سے کہیگا کہ یہاں کوئی قبرستان ہے کہ تو مردہ دل کو یہاں لایا ہے۔ تو۔ جا اور وہ دل لا جس کی وجہ سے ملک کو بقا ہے گوئی۔ تو اس کے جواب میں کہہ کہ دنیا تاریکی ہے اور وہ دل نور ہے تاریکی میں نور کہاں ہے۔ دشمنی ہے دل سے دنیا کو روزِ ازل سے دشمنی ہے۔

[3] زانکہ۔ وہ دل باز ہے اور دنیا جہانِ زاغ ہے کوئی اپنے ناجنس کو دیکھنا پسند نہیں کرتا ہے۔ ور کند۔ اگر کوئی دنیادار ایسے صاحب دل کے ساتھ نرمی برتتا ہے تو وہ منافقت پر مبنی ہوتی ہے یا اس سے کسی فائدہ کا امید رکھتا ہے می کند۔ اگر دنیادار ایسے صاحب دل کی ہاں میں ہاں ملاتا ہے تو محض اسلئے کہ وہ اس کو بیان کرے تاکہ اپنے کو ایک دنیادار میں اگر کمالیاں ہوتی ہیں۔

۱گر پذیرند آں نفاقش وارہید | شد نفاقش عینِ صدقِ مستفید
اگر وہ انکے نفاق کو قبول کرلیں تو اُسنے نجات حاصل کرلی | اُس کا فائدہ مند نفاق عین سچائی بن گیا

زانکہ آں صاحبدلِ باکرّ و فر | ہست در بازارِ ما معیوب خر
کیونکہ وہ شان وشوکت والا صاحب دل | ہمارے بازار میں عیب دار کو بھی خریدنے والا ہے

صاحبِ دل جو اگر بیجاں نۂ | جنسِ دل شو گر ضدِ سلطاں نۂ
صاحبِ دل کی تلاش کر اگر تو مردہ نہیں ہے | دل کا ہم جنس بنجا اگر تو شاہ کا مخالف نہیں ہو

آنکہ زرقِ او خوش آید مر ترا | او ولیِ تست نہ خاصۂ خدا
جس کا مکر تجھے اچھا لگتا ہے | وہ تیرا ولی ہے ، نہ کہ مردِ خدا

۲ہر کہ او بر خوی و بر طبعِ تو زیست | پیشِ طبعِ تو ولی ست و نبی ست
ہر وہ جو تیری عادت اور مزاج کے مطابق زندگی گذارتا ہے | تیرے نزدیک وہ ولی ہے اور نبی ہے

رو ہوا بگذار تا بوی خدا | در مشامت میرسد اے کدخدا
جا نفسانیت کو چھوڑ، تاکہ خدائی خوشبو | تیری ناک میں پہنچے اے صاحبِ خانہ!

رو ہوا بگذار تا خوبت شود | واں مشامِ عنبریں بویت شود
جا، نفسانیت کو چھوڑ، تاکہ تیری بھلائی ہو | اور تیرا دماغ عنبر کو سونگھنے والا بن جائے

از ہوا رانی دماغت فاسد ست | مشک و عنبر پیشِ مغزت کاسد ست
نفسانیت سے تیرا دماغ خراب ہے | تیرے دماغ کیلئے مُشک اور عنبر بے قدر ہے

۳عاشقی تو بر نجاست ہمچو زاغ | بوئے مُشک می نگیرد در دماغ
تو کوّے کی طرح نجاست پر عاشق ہے | تیرے دماغ میں مُشک کی خوشبو نہیں آتی ہے

حد ندارد ایں سخن و آہوی ما | میگریزد اندر آخر جا بجا
اس بات کی حد نہیں ہے اور ہمارا ہرن | اصطبل میں ، جابجا بھاگ رہا ہے

بقیہ قصۂ آہو در آخورِ خراں
گدھوں کے اصطبل میں ہرن کا بقیہ قصہ

روزہا آں آہوی خوش نافِ نر | در شکنجہ بود در اصطبلِ خر
وہ نر عمدہ نافہ والا، ہرن بہت دن تک | گدھوں کے اصطبل میں قید میں تھا

مضطرب در نزع چوں ماہی بخشک | در یکے حقہ معذب پشک و مشک
جانکنی میں بے چین تھا جس طرح مچھلی خشکی پر | ایک ڈربہ میں مینگنی اور مُشک عذاب میں ہوتے ہیں

---

۱ گریز ہد. بہت سے نفاق ... حاضر ہوئے ہیں تو مومن کو ان جیسے ہیں معیوب خر. صاحب دل اپنی شان وشوکت کی وجہ سے عیبدار کا بھی خریدار بن جاتا ہے۔ صاحب دل جب تجھے یہ معلوم ہو گیا کہ صاحبِ دل معیوب کو بھی خرید لیتا ہے تو بھی کسی صاحبِ دل کی تلاش کرلے اگر تو خدا کا دشمن نہیں ہے. زرق. جس کی مکاری تجھے پسند آئے وہ تیرا دوست ہے خدا کا دوست نہیں ہے۔

۲ ... تو اس اپنے جیسے ... کی ولایت اور نبوت کے قائل ہوتا ہے. ... خواہش نفس کو ترک کر جب تو خدا کی خوشبو سونگھ سکے گا اور تیرا دماغ عنبر کو سونگھ سکے گا. ... اگر تو نفس کی خواہشات کو پورا کرتا رہے گا تو مُشک وعنبر کو تو نہ سونگھ سکیگا

۳ عاشقی چونکہ تو نفس کی خواہش میں مبتلا ہے تو تیرا دماغ ہرن کی خوشبو سے نا آشنا ہے. خوش ناف. ہرن کی ناف میں سے مُشک نکلتا ہے شکنجہ. ... قید. حقّہ. ڈربہ. پشک. مینگنی۔

یک[1] خرش گفتے کہ ہاں ابلہ خموش — طبعِ شاہاں داری و میراں خموش

ایک گدھا اس سے کہتا، ہاں وحشیوں کے ابا — تو شاہوں اور سرداروں کا مزاج رکھتا ہے اور خاموش ہے

آں دگر نسخر زدے کز جز رمد — گوہر آوردست کے ارزاں دہد

دوسرا مذاق اڑاتا کہ ہو رہا کے تار چڑھ دے — موتی لے آیا ہے۔ سستا کب دے سکتا ہے؟

واں خرے گفتے کہ آں نازکی — بر سریرِ شاہ شو تو مُتکی

ایک گدھا کہتا کہ اس نزاکت کے ہوتے ہوئے — تو شاہی تخت پر تکیہ لگا کر بیٹھ

واں خرے شد تخمہ وز خوردن بماند — پس برسمِ دعوت آہو را بخواند

ایک گدھے کو ہضمی ہو گئی اور نہ کھا سکا — تو دعوت کے طریقہ پر ہرن کو بلایا

سر[2] چنیں کرد او کہ نے رو اے فلاں — اشتہایم نیست ہستم ناتواں

اس نے سر ہلایا کہ نہیں جا اے فلاں! — مجھے بھوک نہیں ہے، میں کمزور ہو گیا ہوں

گفت میدانم کہ نازے می کنی — یا ز ناموس احترازے می کنی

اس نے کہا (ہاں) میں جانتا ہوں تو نخرے کر رہا ہے — یا غرور کی وجہ سے پرہیز کر رہا ہے

گفت با او خور کہ ایں طعمہ تو ہست — کہ ازاں اجزائے تو زندہ نوست

اس نے اس سے کہا کہ تو کھا یہ تیری خوراک ہے — کیونکہ اس سے تیرے اعضاء زندہ اور تازہ ہیں

من الیفِ مرغزارے بودہ ام — در ظلال و روضہا آسودہ ام

میں جنگل سے مانوس تھا — میں سایوں اور باغوں میں آرام کیا ہے

گر قضا افگند مارا در عذاب — کے رود آں خو و طبعِ مستطاب

اگر تقدیر نے ہمیں عذاب میں مبتلا کر دیا ہے — وہ عمدہ عادت اور مزاج کہاں جا سکتا ہے؟

گر[3] گدا گشتم گدا رو کے شوم — در لباسم کہنہ گردد من نوم

اگر میں فقیر ہو گیا ہوں بے آبرو کب بن سکتا ہوں؟ — اگر میرا لباس پرانا ہو جائے میں نیند ہوں

سنبل و لالہ و سپرغم نیز ہم — با ہزاراں ناز و نخوت خوردہ ام

سنبل اور لالہ اور نازبو بھی — میں نے ہزاروں ناز و نخوت سے کھائے ہیں

گفت آرے لاف میزن لاف لاف — در غریبی بس نواں گفتن گزاف

اس نے کہا ہاں گپیں مار، گپیں گپیں — پردیس میں بہت سی بکواس کی جا سکتی ہے

گفت نافم خود گواہی میدہد — منتے بر عود و عنبر می نہد

اس نے کہا میرا ناف خود گواہی دے رہا ہے — جو عود اور عنبر پر احسان جتاتا ہے

---

[1] یک خرش۔ ایک گدھے نے ہرن کے بچے سے کہا کہ تیرا مزاج تو شاہانہ اور امیرانہ ہے اور تو بالکل خاموش ہے۔ آں دگر۔ دوسرا۔ گدھا بولا بھلی بات تو موتی ہے یہ اس کو سستا کب فروخت کر سکتا ہے۔ واں خرے۔ ایک گدھا بولا اگر اس قدر نازک مزاجی ہے تو شاہانہ تخت پر تکیہ لگا کر بیٹھ جا۔ واں خرے۔ ایک گدھے کو ہضمی ہو گئی تھی اور اس کی گھاس پچ گئی تھی اس نے ہرن کے بچہ کو گھاس کھانے کی دعوت دی۔

[2] سر چنیں۔ اس نے سر سے انکار کا اشارہ کیا۔ گفت۔ اس گدھے نے کہا کہ تو نخرے کر رہا ہے یا غرور کی وجہ سے پرہیز کر رہا ہے۔ طعمہ۔ خوراک۔ الیف۔ مانوس۔ مرغزار۔ جنگل۔ ظلال۔ ظل کی جمع، سایہ۔ گو قضا اگرچہ میں تقدیر خداوندی سے اس عذاب میں پھنس گیا ہوں لیکن وہ مزاج کہاں بدلتا ہے۔

[3] گر گدا۔ اگر میں موقت فقیر ہوں تو آبرو نہیں بیچ سکتا ہوں شریف انسان پرانے لباس میں بھی نیا رہتا ہے۔ سپرغم۔ ضمیران۔ نخوت۔ تکبر۔ گفت۔ پردیس میں چونکہ ناواقف لوگ ہوتے ہیں لہذا شیخی بگھارنے کا بہت موقع ہوتا ہے۔ گفت۔ ہرن بچہ نے کہا کہ میرا ناف میری بڑائی پر گواہ ہے جو عود و عنبر سے بھی بڑھا ہوا ہے۔

لیک[1] آں را کہ شنود؟ صاحب مشام — بر خرِ سرگیں پرست آں شد حرام

لیکن اُس کو کون سونگھتا ہے؟ صاحب دماغ — گوبر کے بجاری گدھے کے لئے وہ حرام ہے

خر گمیزِ خر ببوید در طریق — مُشک چوں عرضہ کنم با ایں فریق

گدھا راستہ میں گدھے کو پیشاب سونگھتا ہے — اس جماعت پر میں مُشک کیسے پیش کردوں؟

بہرِ ایں گفت آں نبیِ مستجیب — رمزِ اَلْاِسْلَامُ فِی الدُّنْیَا غَرِیْب

اسی لئے اُس مجتبیٰ کو قبول کرنیوالے نبیؐ نے فرمایا ہے — اشارہ اسلام دنیا میں پردیسی ہے۔

زانکہ[2] خویشانش ہم از وے میرمند — گرچہ با ذاتش ملائک ہمدمند

کیونکہ اُس کے اپنے بھی اُس سے بھاگتے ہیں — اگرچہ ملائک اُس کی ذات کے ساتھی ہیں

صورتش را جنس می بینند انام — لیک از وے می نیابند آں مشام

لوگ اُس کی صورت کو ہم جنس سمجھتے ہیں — لیکن اُس سے وہ خوشبو حاصل نہیں کرتے ہیں

ہمچو شیرے در میانِ نقشِ گاؤ — دور می بینش وے اُو را مکاؤ

شیر جیسا ہے بیل صورت لوگوں میں — اُس کو دور سے دیکھ لے اُس کی کھود کرید نہ کر

ور[3] بکاوی ترکِ گاوِ تن بگو — کہ بدرد گاو را آں شیر خو

اگر تو کرید تا ہے تو جسم کے بیل سے ہاتھ دھولے — کیونکہ وہ شیر طبیعت بیل کو پھاڑ ڈالے گا

طبعِ گاوی از سرت بیرُوں کند — خوئے حیوانی ز حیواں بر کند

وہ تیرے سر میں سے بیل پن نکالدے گا — حیوان سے حیوانی خصلت دُور کردے گا

گاؤ باشی شیر گردی نزد اُو — گر تو با گاوے خوشی شیری مجو

تو بیل تھا اُس کی صحبت میں شیر بنجائے گا — اگر تو بیل پن پر خوش ہے تو شیر پن نہ چاہ

تفسیرِ اِنِّیْ اَرٰی سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ یَّاْکُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ آں

"بیشک میں سات موٹی گائیں دیکھتا ہوں جن کو سات لاغر کھا رہی ہیں" کی تفسیر ان لاغر

گاوانِ لاغر را خدا بصفتِ شیرانِ گرسنہ آفریدہ بُود تا آں ہفت

گایوں کو خدا نے بھوکے شیروں کی صفت پر پیدا فرمایا تھا یہاں تک کہ انھوں نے

گاوِ فربہ را باشتہا می خوردند اگرچہ آں خیالات صورتِ گاواں

سات موٹی گایوں کو بھوک سے کھا لیا اگرچہ خواب کے آئینہ میں وہ خیالات

در آئینہ خواب بنمودند تو بمعنے شیر بنگر

گایوں کی صورت میں نمودار ہوئے تو حقیقتاً شیر سمجھ

---

[1] لیک۔ لیکن اس ناز کی خوشبو کون سونگھتا ہے؟ وہی سونگھتا ہے جو صاحب دماغ ہو اگر سونگھنے والا گدھا ہو تو نہیں سونگھ سکتا ہے۔ خر۔ گدھا۔ گدھے کو پیشاب سونگھتا ہے۔ گدھوں کو مُشک کیسے سونگھایا جاسکتا ہے۔ بہتر ہے۔ جوں کہ سمیع خوشبو صاحب دماغ ہی سونگھ سکتا ہے اسی لئے آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ اسلام نااہلوں کے لئے اجنبی ہے۔

[2] تا آنکہ۔ مسلمان سے اُسکے رشتہ دار بھی بھاگتے ہیں اگرچہ ملائک اُس سے مانوس ہیں۔ ... تصورتش۔ عوام خواص کو اپنا جیسا ہی سمجھتے ہیں لیکن اُنکی خوشبو سے ناواقف ہیں۔ ہمچو شیرے۔ مرد خدا عوام میں ایسا ہی ہے جیسا کہ بیلوں میں شیر ہے اُسکو دور سے دیکھ لے زیادہ چھیڑ چھاڑ نہ کر۔

[3] ور بکاوی۔ اگر تو اُسکے احوال کی زیادہ جستجو کرتا ہے تو اپنے جسم سے ہاتھ دھولے۔ طبع گاوی۔ وہ تیرا بیل پن اور حیوانی خصلت کو مٹا دے گا۔ گاؤ۔ تو پہلے بیل تھا اب شیر بن جائے گا اگر تجھے اپنا بیل پن پسند ہے تو اُس شیر کی جستجو نہ کر۔ سَبْعَ بَقَرَاتٍ۔ یہ اُس خواب کا قصہ ہے جس کی حضرت یوسفؑ نے تعبیر دی تھی اور فرمایا تھا کہ سات موٹی گایوں سے سات سال اچھی پیداوار کے اور سات دُبلی گایوں سے سات سال قحط کے مُراد ہیں۔ مولانا نے اپنے سابق بیان کے مطابق سات دُبلی گایوں سے وہ اہل خیال مراد لئے ہیں جو خرمعنت ہوتے ہیں۔

آں عزیزے[1] مصر میدید بخواب — چونکہ چشمِ غیب را شد فتح باب
اُس شاہ مصر نے خواب میں دیکھا — چونکہ غیب کی نظر کا دروازہ کھل گیا

ہفت گاوِ فربہ بس پروردے — خوردشاں آں ہفت گاوِ لاغرے
سات موٹی بہت پروردہ گائیں — اُن کو سات کمزور گایوں نے کھا لیا

در دروں شیراں بُدند آں لاغراں — ورنہ گاواں را نبودندے خوراں
وہ کمزور حقیقتاً شیر تھیں — ورنہ گایوں کو کھانے والی نہ ہوتیں

بس بشر آمد بصورت مردِ کار — لیک در وے شیرِ پنہاں مرد خوار
بہت سے بشر ہیں جو کام کرنیوالے انسان کی صورت میں ہیں — لیکن انہیں انسان کو فنا کرنے والا شیر پوشیدہ ہے

مرد را خوش واخورد فردش کند — صاف گردد دُردش ار دردش کند
انسان کو کھا جاتا ہے، اس کو یکتا بنا دیتا ہے — اُسکی تلچھٹ مصفّٰی ہو جاتی ہے خواہ اسکو تکلیف پہنچائے

زاں[2] یکے درد اُو ز جملہ دردہا — وارہد پا بر نہد اُو بر سما
اُس ایک درد سے وہ تمام دردوں سے — نجات پا جاتا ہے، وہ آسمان پر قدم رکھ دیتا ہے

شاہ گردد واگذارد بندگی — یابد اُو در مُردگی دل زندگی
بادشاہ بن جاتا ہے، غلامی چھوڑ دیتا ہے — وہ فنا میں دل کی زندگی حاصل کر لیتا ہے

گاوِ تن قربانیِ شیرِ خداست — گر ترا با اُو سرِ صدق و صفاست
جسم کی گائے شیرِ خدا کی قربانی ہے — اگر تجھے اُس سے صدق و خلوص ہے

ور[3] کشی مہماں ہُماں کوں خری — گاوِ تن را خواجہ تا کے پروری
اگر تو مہمان کشی کرے تو تو گدھے کی مقعد ہے — اے خواجہ! تو جسم کی گائے کی کب تک پرورش کریگا؟

گاوِ تن مُردار گردد عاقبت — پس پشیمانی بُری اے بدنسبت
انجام کار جسم کی گائے مُردار ہو جائیگی — اے بدنیت! تو پھر شرمندہ ہوگا

دربیان آنکہ کُشتن خلیل علیہ السلام خروس را اشارت بقمع و قہر کدام صفت بُود از صفاتِ مذمومات مُہلکات در باطن مُرید

اس کا بیان کہ حضرت ابراہیم، خلیل اللہ کا مُرغے کو مارنا — مرید کے باطن کی مہلک اور بُری صفات میں سے کونسی صفت کو زائل کرنے اور مغلوب کرنے کا اشارہ تھا

[1] عزیز مصر کے بادشاہ کو لقب ہے۔ ہفت گاؤ اُس نے خواب دیکھا کہ سات دُبلی گائیں سات موٹی گائیں کو کھا گئیں۔ آں لاغراں۔ وہ سات دُبلی گائیں دراصل سات شیر تھے جس بشر بہت سے اولیاء اللہ ایسے ہی دُبلے نظر آتے ہیں لیکن وہ مُرید کی حیوانی صفات کو پھاڑ ڈالتے ہیں۔ صاف گردد۔ وہ حیوانی صفات اُس میں دُور ہو جاتی ہیں خواہ اُن کے ازالہ سے اُس کو تکلیف پہنچے۔

[2] زاں یکے درد۔ وہ ایک درد ہے لیکن بہت سے دردوں سے نجات دلا دیتا ہے اور سفلی انسان کو علوی بنا دیتا ہے۔ شاہ گردد۔ اب یہ معمولی انسان اُس شیر کے تصرف سے شاہ بن جاتا ہے اور بدن کی مُردگی سے دل کی زندگی حاصل کر لیتا ہے۔ گاوِ تن۔ اگر تجھے شیخ سے عقیدت ہے تو مجاہدہ کر کے جسم کی قربانی اُس کی خدمت میں پیش کر دے۔

[3] ور کشی۔ اگر تو جسم کی قربانی پیش نہیں کرتا ہے تو گویا تو شیخ کی مہمانی ادا نہیں کرتا ہے۔ گاوِ تن۔ لامحالہ جسم فنا ہوگا تو پھر تو شرمندہ ہوگا۔ دربیان۔ حضرت ابراہیمؑ کا مرغ کو ذبح کرنا اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ انسان کو شہوت پرست نہ ہونا چاہیئے۔

چند گوئی ہمچو زاغِ پُر فسوس — اے خلیلؑ از بہرِ چہ کُشتی خروس

مکر بھرے کوّے کی طرح کب تک بولے گا؟ — اے خلیلؑ اللہ، آپ نے مرغے کو کیوں مارا؟

حکمتِ کُشتن چہ بود آخر بگو — تا مُسبّح گردم آں را مو بمو

آخر بتائے مارنے کی کیا حکمت تھی؟ — تاکہ میں رونگٹے رونگٹے سے سبحان اللہ کہوں

گفت فرماں حکمت فرماں بخواں — تا مُہلّل گردم آں را من بجاں

انھوں نے فرمایا اللہ کا حکم، حکم کی حکمت بتا دیجئے — تاکہ میں اس پر دل و جان سے لا الٰہ الا اللہ پڑھوں

شہوتی ہست او و بس شہوت پرست — زاں شرابِ ہر ناکِ اژدمست

وہ شہوت والا اور شہوت پرست ہے — اُس زہریلی بیہودہ شراب سے مست ہے

گر نہ بہرِ نسل بودے اے وصی — آدمؑ از ننگش بگردے خود خصی

اے وصی! اگر وہ نسل کے لئے ضروری نہ ہوتی — حضرت آدمؑ اُس کے عیب کی وجہ سے اپنے آپ کو خصی کر دیتے

گفت ابلیسِ لعیں دادار را — دامِ زفتے خواہم ایں اشکار را

ملعون شیطان نے اللہ (تعالیٰ) سے کہا — میں اس شکار کے لئے مضبوط جال چاہتا ہوں

زر و سیم و گلّۂ اسپش نمود — کہ بدیں تا نی خلائق را ربود

سونا اور چاندی اور گھوڑوں کا گلّہ دکھایا — کہ تو اپنے لوگوں کو اچک سکے گا

گفت شاباش و ترش آویخت لنج — شد ترنجیدہ و ترش ہمچوں ترنج

بولا، آفریں ہے اور ترشروئی سے تھوتھنی لٹکائی — رنجیدہ اور لیموں کی طرح ترش رو ہو گیا

پس زر و گوہر ز معدنہائے خوش — کرد آں پس ماندہ را حق پیشکش

تو سونا اور جواہر عمدہ کانوں سے — اللہ (تعالیٰ) نے اس مردود کے آگے کر دیئے

گیر ایں دامِ دگر را اے لعیں — گفت ازیں افزوں دہ اے نعم المعیں

اے ملعون! یہ دوسرا جال لے لے — بولا، اے عمدہ مددگار! اس سے بڑھ کر دے

چرب و شیریں و شرابات ثمیں — دادش و بس جامۂ ابریشمیں

چکنے میٹھے (کھانے) اور قیمتی مشروبات — اور بہت سے ریشمین کپڑے اُسکو دیئے

گفت یارب بیش ازیں خود ہم مدد — تا بہ بندم شاں بحبلِ مَن مَسَد

بولا، اے خدا! میں اس سے زیادہ مدد چاہتا ہوں — تاکہ میں اُن کو مسد کی رسّی میں باندھ لوں

تا کہ مستانت کہ نر و پُر دلند — مرد وار آں بندہا را بگسلند

تاکہ تیرے وہ مست جو نر اور بہادر ہیں — اُن بندشوں کو مردانہ وار توڑ دیں

---

۱ نسر۔ مرغ۔ مسبّح۔ سبحان اللہ کہنے والا۔ گفت۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا۔ میں نے خدائی حکم سے مرغ کو ذبح کیا۔ حکمت۔ سوال کرنے والے نے کہا کہ اس خدائی حکم کی کیا حکمت تھی تہمت۔ لا الٰہ الا اللہ پڑھنے والا۔ شہوتی۔ مرغ ایک شہوت پرست پرندہ ہے۔ گرنہ۔ چونکہ نسلِ انسانی کی بقا کے لئے شہوت ضروری ہے ورنہ حضرت آدمؑ اپنے آپ کو خصی بنا لیتے۔ دادار۔ منصف، اللہ تعالیٰ۔ دام۔ انسان کو پھنسانے کے لئے مضبوط جال عنایت کر دیے۔

۲ زر و سیم۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو چاندی سونا دکھایا کہ یہ جال موجود ہے اس سے انسان کو تو پھانس سکتا ہے۔ گفت۔ شیطان اس جال کو ناکافی سمجھ کر رنجیدہ ہو گیا۔ پس۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کو عمدہ قسم کا سونا اور جواہر دکھائے کہ یہ جال کافی ہے۔ آفریں افزوں۔ شیطان نے کہا میں اس سے بڑھ کر جال چاہتا ہوں۔

۳ چرب۔ حضرت حق تعالیٰ نے اس کو عمدہ غذائیں اور ذخیرہ اس دیئے کہ ان سے انسانوں کو پھانس لے۔ گفت یارب۔ اس شیطان نے پھر یہی کہا کہ اس سے زیادہ مدد جال چاہتا ہوں تاکہ کس و ناکس اس کو نہ توڑ سکے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ ہی سے ممتاز ہو جائیں۔

تا بدیں دام و رسنہائے ہوا — مردِ تو گردد ز نامرداں جُدا

تاکہ نفسانیت کے اس جال اور رسیوں کی وجہ سے — تیرے مرد نامردوں سے جدا ہو جائیں

دامِ دیگر خواہم اے سلطانِ تخت — [1] دامِ مَرد انداز حیلت ساز سخت

اے شاہِ تقدیر! میں دوسرا جال چاہتا ہوں — جو جال، انسان کو پچھاڑنے والا سخت حیلہ ساز ہو

خمر و چنگ آورد در پیش و نہاد — نیم خندہ زد بداں شُد نیم شاد

(اللہ تعالیٰ) شراب اور ستار سامنے لایا اور رکھ دیا — وہ تھوڑا سا ہنسا اور اُن پر آدھا راضی ہوگیا

سوئے اضلالِ ازل پیغام کرد — کہ برآر از قعرِ بحرِ فتنہ گرد

اُس نے ازلی (صفت) اضلال کو پیغام دیا — کہ فتنے کے سمندر کی گہرائی سے گرد نکال لا

نے یکے از بندگانت موسیٰؑ است — پردہا در بحر اُو از گرد بست

کیا تیرے بندوں میں موسیٰؑ نہیں ہیں! — انھوں نے سمندر میں گرد کے پردے باندھ دیئے

آب از ہر سُو عناں را واکشید — از تگِ دریا غبارے بر جہید

پانی نے ہر جانب سے اپنی باگ کھینچ لی — دریا کی گہرائی سے غبار اُٹھا

[2] چونکہ خوبیِ زناں با اُو نمود — کز قرار و صبرِ مرداں می ربود

جب عورتوں کا حُسن اُس کو دکھایا — جو مردوں کا صبر و قرار لے اُڑتا ہے

پس زد انگشتک برقصِ اندر فتاد — کہ بدہ زوتر رسیدم بر مراد

تو اس نے چٹکی بجائی اور ناچنے لگا — کہ بہت جلد دیجئے، میں مقصد کو پہنچ گیا

چوں بدید آں چشمہائے پُرخمار — کز کند عقل و خرد را بیقرار

جب اُس نے وہ نشیلی آنکھیں دیکھیں — جو عقل اور سمجھ کو بے قرار بنا دیتی ہیں

واں صفائے عارضِ آں دلبراں — کز بسوزد چوں سپند ایں دل براں

اُن معشوقوں کے رُخسار کی وہ صفائی — کہ جس پر یہ دل کالے دانے کی طرح جلتا ہے

روئے و خال و ابرو و لب چوں عقیق — [3] گوئیا خور تافت از پردہ رقیق

چہرہ اور تِل اور اَبرو اور عقیق جیسے ہونٹ — گویا باریک پردے سے سورج چمک رہا ہے

قد چوں سروِ خراماں در چمن — خد ہمچوں یاسمین و نسترن

ایسا قد جیسا کہ چمن میں سروِ خراماں — رخسارہ چنبیلی اور گلِ سیوتی جیسا

دید اُو آں غنج بر جست اُو سبک — چوں تجلّیِ حق از پردہ تُنک

اُس نے وہ ناز و ادا دیکھی تو فوراً اُچھلا — جو باریک پردے میں سے اللہ (تعالیٰ) کی تجلّی کی طرح تھی

[1] یعنی دام سے — کہا ایسا سخت جال چاہیے جس میں شیطان سے زیادہ رسیاں جیسے خمر و چنگ۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہکانے کے لئے شراب و ستار شیطان کے سامنے رکھ کر تو اسے تھوڑی سی خوشی ہوئی مسکرایا۔ صفتِ اضلال یعنی شیطان نے اللہ تعالیٰ کی صفتِ مُضِل کو پکارا کہ فتنے کے سمندر سے گرد نکال دے۔ کیونکہ جیسے موسیٰؑ اللہ تعالیٰ کی صفت ہادی کے مظہرِ اتم تھے اور انھوں نے کمال دکھایا کہ دریا میں گرد کے پردے آویزاں کر دیئے تو مجھے بھی صفتِ مُضِل کا مظہرِ اتم ہونا چاہیے۔

[2] چونکہ۔ اب اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے حُسن کا فتنہ شیطان کو دکھایا تو وہ چٹکیاں بجانے لگا اور خوشی سے ناچنے لگا کہ اب میرا مقصد پورا ہوگیا ہے۔ چوں بدید۔ اس شعر سے چھٹے شعر تک شعر کے پانچویں شعر میں برجست تک کی جزا ہے یعنی ان عورتوں کی ان چیزوں کو دیکھ کر وہ خوشی سے اُچھل پڑا۔ چشمہائے جیسی عورتوں کی مست آنکھیں۔ خرد۔ عقل۔ عارض۔ رخسار۔ سپند۔ کالا دانہ جو نظر بد کے دفع کرنے کیلئے آگ پر ڈالا جاتا ہے اور وہ جلتا ہے۔ عقیق۔ عقیق سرخ پتھر جس سے ہونٹوں کو تشبیہ دی جاتی ہے۔

[3] گوئیا۔ چہرے کا منظر یہ تھا جیسا کہ باریک پردے سے سورج نظر آئے۔ خد۔ رخسار۔ نسترن۔ سیوتی۔

عالمے شد والہ و حیران و دنگ — زاں کرشمہ وزاں دلال نیک شنگ

ایک جہان سرگشتہ اور حیران اور دنگ ہو گیا — اُس کرشمہ اور اُس شوخ اچھے ناز سے

تفسیر لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ

بے شک ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا پھر ہم نے اُس کو کمتروں سے کمتر کی

سَافِلِیْنَ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِی الْخَلْقِ اَفَلَا یَعْقِلُوْنَ

طرف لوٹا دیا اور جس کو ہم (زیادہ) عمر دیتے ہیں اُس کو بناوٹ میں اوندھا کر دیتے ہیں کیا وہ نہیں سمجھتے کی تفسیر

آدم و جن و ملک ساجد شدہ — ہمچو آدم باز معزول آمدہ

(حسینوں کے سامنے) آدمی اور جن اور فرشتے سجدہ کرنے والے — پھر وہ (حسین) آدمؑ کی طرح معزول ہو گیا

گفت آوخ بعد ہستی نیستی — گفت جرمت اینکہ افزوں زیستی

اُس (حسین) نے کہا آہ وجود کے بعد فنا — اُس نے کہا، تیرا قصور یہ ہے کہ تو زیادہ زندہ رہا

جبرئیلش می کشاند موکشاں — کہ بروزیں خلد وز جوق خوشاں

جبرئیلؑ اُس (حسین) کو بال پکڑ کر کھینچ رہے ہیں — کہ اس جنت اور حسینوں کے جھرمٹ سے نکل جا

گفت بعد از عز ایں ذلاں چیست — گفت آں دادست و اینت دولت

اُس نے کہا عزت کے بعد یہ ذلیل کرنا کیوں ہے؟ — (جبرئیلؑ نے) کہا وہ عطا تھی اور یہ تیرے لئے انصاف ہے

جبرئیلا سجدہ میکردی بجاں — چوں کنوں میرانیم تو از جناں

اے جبرئیلؑ! تو (اول) جان سے سجدہ کرتا تھا — تو اب مجھے جنت سے کیوں نکالتا ہے

حملہ می پرد ز من در امتحاں — ہمچو برگ از نخل در فصل خزاں

(اس) آزمائش میں میری پوشاک ختم ہوتی جا رہی ہے — جیسا کہ خزاں کے موسم میں کھجور سے پتے

آں رخے کہ تاب او بد ماہ وار — شد بہ پیری ہمچو پشت سوسمار

وہ رُخ کہ جو چمک میں چاند جیسا تھا — بڑھاپے میں وہ گوہ کی پشت کی طرح ہو گیا

واں سر و آں فرق کش شعشع شدہ — وقت پیری ناخوش و صلع شدہ

وہ سر اور وہ حسین مانگ، چمکتی ہوئی — بڑھاپے کے وقت بدصورت اور گنجی ہو گئی

واں قد رقصاں و نازاں چوں سناں — گشت در پیری دوتا ہمچو کماں

وہ نیزے جیسا رقص اور ناز کرتا ہوا قد — بڑھاپے میں کمان کی صورت دُہرا ہو گیا

برف گشتہ موی ہمچوں پر زاغ — وز تشنج روی گشتہ داغ داغ

کوّے کے پروں کی طرح کے بال برف جیسے — اور جھریوں سے چہرہ داغ داغ ہو گیا

---

۱ عالمے شد والہ ۔ یہ حسینوں کی ہمت ہے جنہوں نے دنیا کو دیوانہ بنا رکھا ہے۔ وزاں ۔ ناز و انداز ۔ شنگ ۔ شوخ ۔ آوخ ۔ حسینوں کے وصال پذیر ہونے کی یہ کیفیت ہے کہ اس کے شباب کے وقت تمام مخلوق اُسکو سجدہ کرتی ہے اور خلش دُور ہو جانے کے بعد اُس کی حالت حضرت آدمؑ کی سی ہوتی ہے جو جنت سے محروم کر دیئے گئے تھے۔ گفت ۔ وہ حسین آہیں بھرتا ہے کہ ہائے کمال کے بعد زوال ۔ حجرت ۔ اُس کو جواب ملتا ہے کہ زیادہ جینے کی سزا ہے۔ جبرئیلش جس طرح حضرت آدمؑ جنت سے نکلے تھے اسی طرح اس حسین کو جبرئیلؑ حسینوں کے زمرے اور حسن کی دولت سے باہر نکال دیتے ہیں۔

۲ بعد از عز ۔ وہ حسین جبرئیلؑ سے کہتا ہے کہ اس عزت کے بعد یہ ذلت کیوں ہوئی۔ آں دادست ۔ جبرئیلؑ جواب دیتے ہیں وہ حسن محض عطا تھی اب یہ عزت انصاف کا تقاضا ہے۔ جبرئیلؑ ۔ وہ حسین کہتا ہے کہ اے جبرئیلؑ پہلے تو مجھے سجدے کرتا تھا اب تو حسن کی جنت سے مجھے کیوں نکالتا ہے۔

۳ حملہ ۔ میں حسن کے لباس سے ایسا ہی محروم ہوا جا رہا ہوں جیسا کہ درخت خزاں میں پتوں سے بخش ۔ رقم ۔ درخت ہرا ہے۔ سوسمار ۔ گوہ جس کی کھال کھردری ہوتی ہے۔ فرق ۔ سر کی مانگ۔ گشت خوش ۔ شعشع ۔ چمکیلی۔ صلع ۔ گنجا۔ سناں ۔ بھالا۔ معشوق کے قد کو بھالے کی لکڑی سے تشبیہ دیتے ہیں۔

رنگِ لالہ[1] گشتہ رنگِ زعفراں — زورِ شیرش گشتہ چوں زہرہ زناں

لالہ کا رنگ زعفران بن گیا — اُس کی شیر جیسی طاقت عورتوں کے پتے کی طرح ہو گئی

چشم چوں نرگس شدہ پژمردہ — گرمیِ اعضا شدہ افسردہ

نرگس جیسی آنکھ مرجھا گئی — اعضا کی گرمی ٹھنڈی ہو گئی

آنکہ مردے در بغل کردے بفن — می بگیرندش بغل وقتِ شدن

جو فن کے ذریعہ بہادر کو بغل میں دبا لیتا تھا — چلنے کے وقت لوگ اُس کی بغلیں پکڑتے ہیں

ایں خود آثارِ غم و پژمردگیست — ہر یکے زینہا رسولِ مرگیست

یہ خود غم اور پژمردگی کے آثار ہیں — ان میں سے ہر ایک موت کا پیغامبر ہے

تفسیر اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ

"مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کئے اُن کے لئے ختم ہونیوالا اجر ہے" کی تفسیر

لیک[2] اگر باشد قرینش نورِ حق — نیست از پیری ورا نقصان و دق

لیکن اگر اللہ (تعالیٰ) کا نور اُس کا ساتھی ہو — بڑھاپے سے اُس کو کوئی نقصان اور پریشانی نہیں ہے

سستیِ اُو ہست چوں سستیِ بہشت — کاندراں سستیش رشکِ رستم ست

اُس کی سستی بہشت کی سی سستی ہے — کیونکہ اُس کی سستی پر رستم کو رشک ہے

گر بمیرد استخوانش غرقِ ذوق — ذرہ ذرہ اش در شعاعِ نورِ شوق

اگر وہ مر جائے تو اُس کی ہڈیاں ذوق میں غرق ہیں — اُس کا ذرہ ذرہ شوق کے نور کی شعاعوں میں ہے

وانکہ[3] نورش نیست باغِ بے ثمر — کہ خزانش می کند زیر و زبر

جس کو نور حاصل نہیں وہ بے پھل کا باغ ہے — اُس کو موسمِ خزاں تہ و بالا کر دیتا ہے

گل نماند خار ہا ماند سیاہ — زرد و بے مغز آمدہ چوں تلِ کاہ

پھول ختم ہو جاتے ہیں کانٹے کالے پڑ جاتے ہیں — پیلا اور بغیر پھل کے ہو جاتا ہے جس طرح گھاس کا ڈھیر

تا چہ زلت کرد ایں باغ اے خدا — کز وایں حلہا گرد جدا

اے اللہ! اس باغ سے کیا غلطی ہوئی — کہ اُس کا یہ لباس جدا ہو گیا؟

خویشتن را دید و دیدِ خویشتن — زہرِ قتال است ہیں اے ممتحن

اُس نے اپنے آپ کو دیکھا، اور خود بینی — اے مصیبت کے مارے! قاتل زہر ہے

شاہدے کز عشقِ اُو عالم گریست — عالمش می راند از خود جرم چیست؟

وہ معشوق جس کے عشق میں دنیا روتی تھی — اُسکو دنیا اپنے پاس سے بھگاتی ہے کیا خطا ہے؟

---

[1] لالہ: شرخ پھول ہے۔ تشبیہ زعفران کا رنگ زرد ہوتا ہے۔ زہرہ زناں: عورت نازک ہوتی ہے گھبرتی۔ بڑھاپے میں حرارت غریزی گھٹ جاتی ہے تاکہ جو شخص بڑے بڑے پہلوانوں کو بغل میں دبا لیتا تھا اب اُس کی یہ حالت ہے کہ لوگ اُس کی بغل میں ہاتھ دے کر سہارا نہ دیں تو وہ چل بھی نہیں سکتا ہے۔ یہ بڑھاپے کے آثار موت کا پیغام رہتے ہیں۔

[2] لیک: جس شخص کو نورِ حق حاصل ہو گیا ہو بڑھاپے کے نقصان وہ نہیں ہے۔ سستی: ایسے انسان کے اعضا کی سستی بہشت کی سستی کی طرح ہے جو رستم جیسے پہلوان کے لئے بھی باعث رشک ہے۔ اگر تیرا دل یہ انسان مرتا ہے تو اُس کی رگ و پے میں خدا سے ملنے کا شوق بھرا ہوا ہوتا ہے۔

[3] وانکہ: جو شخص اس نورِ خداوندی سے محروم ہے اُس کی مثال بے پھل کے باغ کی سی ہے جس کو خزاں تہ و بالا کر دیتی ہے۔ حل: ایسے باغ کا خزاں میں یہ حال ہوتا ہے کہ پھولوں کی جگہ سیاہ کانٹے لے لیتے ہیں اور پتے کی طرح بے جان ہو جاتا ہے۔ تا چہ: اس باغ کا کیا جرم ہے؟ خویشتن: اس باغ میں خود بینی تھی جو بہت بڑا جرم ہے۔ شاہدے: جس معشوق کے عشق میں عالم روتا تھا اب وہی عالم اُسکو اپنے پاس سے بھگاتا ہے اس

جرم[1] آنکہ زیورِ عاریہ بست — کرد دعویٰ کایں حُلل مِلکِ منست

غلطی یہ ہے کہ اُس نے مانگا ہوا زیور پہنا — دعویٰ یہ کیا کہ یہ میرا لباس ہے

واستانیم آنکہ تا داند یقیں — خرمنِ آں ماست خوبانِ خوشہ چیں

میں واپس لے لیتا ہوں تاکہ یقین آجائے — کھلیان ہماری ملکیت ہے حسین اُسکے خوشہ چین ہیں

تا بداند کاں حُلل عاریہ بُود — پرتوے بُود آں زخورشیدِ وجود

تاکہ وہ جان جائے کہ وہ لباس مانگا ہوا تھا — وہ وجود کے سورج کا عکس تھا

آں جمال و قدرت و فضل و ہُنر — زافتاب حُسن کرد ایں سو سفر

اُس حُسن اور طاقت اور فضل و ہنر نے — اِس جانب حُسن کے سورج سے سفر کیا تھا

باز می گردند چوں اِستارہا — نورِ آں خورشید ازیں دیوارہا

ستاروں کی طرح واپس ہوجاتے ہیں — اُن دیواروں سے سورج کے نور

پرتوِ خورشید شد تا جائیگاہ — ماند ہر دیوار تاریک و سیاہ

سورج کا عکس (اپنی) جگہ چلا گیا — ہر دیوار کالی اور سیاہ رہ گئی

آنکہ کرد او در رُخِ خوبانت رنگ — نورِ خورشیدست از شیشہ برنگ

وہ حُسن جس نے معشوقوں کے چہرے پر تجھے حیران کر دیا ہے — وہ سورج کا نور ہے

شیشہ[2]ہائے رنگ رنگ آں نور را — می نماید ایں چنیں رنگیں نما

رنگ برنگ کے شیشے اُس نور کو — ہمیں ایسا رنگین دکھاتے ہیں

چوں نماند شیشہ ہائے رنگ رنگ — نورِ بیرنگت کند آں گاہ دنگ

جب رنگ برنگ کے شیشے نہ رہیں گے — اُس وقت وہ بے رنگ نور تجھے حیران کر دیگا

خوی کُن بے شیشہ دیدن نور را — تا چو شیشہ بشکند نبود عمی

نور کو بغیر شیشہ کے دیکھنے کی عادت ڈال — تاکہ جب شیشہ ٹوٹ جائے تو اندھا پن نہ ہو

قانعی با دانشِ آموختہ — وز چراغِ غیر چشم افروختہ

تو نے سیکھی ہوئی سمجھ پر اکتفا کر لیا ہے — اور دوسرے کے چراغ سے تو نے آنکھیں روشن کی ہیں

اُو چراغِ[3] خویش بر باید کشید — تو بدانی مُستعیری نے فنی

وہ اپنا چراغ لے جائے گا — تو جان لے کہ تو مانگا ہوا پہنے ہوئے ہے

گر تو کردی شکر و سعی مجتہد — غم مخور کہ صد چناں باز ت دہد

اگر تو نے شکر کیا اور پوری کوشش — تو غم نہ کر وہ اُس جیسے سینکڑوں حُسن بھر دے گا

[1] جرم۔ اُس کا جرم یہ ہے کہ یہ اُس حُسن کو اپنی ملکیت سمجھ رہا تھا۔ واستانیم۔ ہم اُس حُسن کو اِس لئے واپس لے لیتے ہیں تاکہ سب کو معلوم ہوجائے کہ حُسن دراصل ہماری ملکیت ہے اور دنیا کے حُسن ہمارے خوشہ چین ہیں۔ تا بداند۔ تاکہ وہ حُسن یہ سمجھ جائے کہ یہ حُسن کا لباس مانگا ہوا اور باری تعالےٰ کی ایک تجلی تھی۔ آں جمال۔ تمام خوبیاں اللہ کی ہیں کائنات اُس کا مظہر ہے۔ باز می گردند۔ یہ تمام خوبیاں کائنات میں عارضی ہیں یہ پھر اپنے مرکز کی طرف واپس ہوجاتی ہیں۔ آنکہ کرد۔ کائنات میں آپ کا ظہور ایسا ہی ہے جیسے سہ رنگے آئینہ میں سے سورج کی روشنی نظر آئے۔

[2] شیشہ ہائے جس طرح وہ نور ایک رنگ کا ہے اور مختلف شیشوں میں سے مختلف نظر آتا ہے اسی طرح اس کی صفات ہیں۔ چوں نماند۔ جب وہ مظاہر باقی نہیں رہتے تو صرف یہ رنگا نور باقی رہ جاتا ہے تو تجھے کیا۔ انسان کو صفاتِ خداوندی کا بغیر مظاہر کے مشاہدہ کرنا چاہیئے تاکہ کائنات کی فنا ہوجانے کے بعد بھی وہ اُس نور کا مشاہدہ کر سکے جو تو نے مظاہر کے ذریعہ اُن کی صفات کے مشاہدہ کی عادت ڈال رکھی ہے۔

[3] اُو چراغ۔ حضرت حق تعالےٰ ہی صفتِ حُسن کو واپس لے لیتے ہیں تاکہ تجھے معلوم ہوجائے کہ تجھے اِس سے سینکڑوں گنا زیادہ حُسن عطا کریگا۔

ور نکردی شکر اکنوں خوں گری — کہ شدست آں حسن از کافر بری

اگر تو نے شکر ادا نہ کیا تو اب خون (کے آنسو) روئیگا — کیونکہ وہ حسن ایک ناشکرے سے چلا گیا ہے

اُمَّةُ الْکُفْرَانِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ — اُمَّةُ الْاِیْمَانِ اَصْلَحَ بَالَهُمْ

(اللہ تعالیٰ نے) کافروں کے اعمال کو رائگاں کر دیا — (اور) مومنوں کی جماعت کے اعمال کی اصلاح کر دی ہے

گم شد از بے شکر خوبی و ہنر — کہ دگر ہرگز نہ بیند زاں اثر

ناشکرے سے اچھائی اور ہنر اس طرح گم ہوا — کہ وہ دوبارہ کبھی اس کا نشان نہ دیکھے گا

خویشی و بے خویشی و شکر و وداد — رفت زانساں کہ نیارد شاں بیاد

اپنائیت اور غیریت اور شکر اور عطا — اسطرح سے گئیں کہ وہ انکو یاد بھی نہ کرے گا

کہ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ اے کافراں — مجستنِ کام ست از ہر کامراں

اے کافرو! اُن کے اعمال کو رائگاں کر دیا ہے — جستجو کرنا ہر (دنیا دار) بامراد کا مقصد ہے

جز اہل شکر و اصحاب وفا — کہ مر ایشاں راست دولت در قفا

سوائے شکر گزاروں اور باوفا لوگوں کے — کیونکہ دولت اُن کے پیچھے ہے

دولتِ رفتہ کجا قوت دہد — دولت آیندہ خاصیت دہد

گذری ہوئی دولت کب طاقت دیتی ہے؟ — آنیوالی دولت خاصیت دکھاتی ہے

قرض دہ زیں دولت اندر اَقْرِضُوا — تا کہ صد دولت بہ بینی پیش رُو

تم قرض دو اس سلسلہ میں تو اس سے قرض دے — تاکہ تو اپنے سامنے سینکڑوں دولتیں دیکھے

اندکے زیں شرب کم کن بہر خویش — تا کہ حوضِ کوثرے یابی بہ پیش

اپنے لئے اس پینے میں سے کچھ کم کر دے — تاکہ تو آئندہ حوضِ کوثر پائے

جُرعہ بر خاک وفا آنکس کہ ریخت — کے تواند صیدِ دولت رو گریخت

جس شخص نے وفا کی زمین پر ایک گھونٹ بہایا — دولت کا شکار اُس سے کہاں بھاگ سکتا ہے!

خوش کند دل شاں کہ اَصْلَحَ بَالَهُمْ — رَدَّ مِنْ بَعْدِ التَّوٰی اَنْزَالَهُمْ

(اللہ تعالیٰ) انکا دل خوش کر دیگا کیونکہ انکے دل کی اصلاح کر دی — انکی مہمانی کے کھانے کو ختم ہو جانیکے بعد لوٹا دیا ہے

اے اَجَلْ دے ترکِ غارت سازدہ — ہر چہ بردی زیں شکوراں بازدہ

اے موت اے (حیات) کو لوٹنے والے ترک! — ان شکر گزاروں کا جو کچھ تو نے چھینا ہو واپس دیدے

وا دہد ایشاں نہ بیند زیاں ہاں — زانکہ منعم گشتہ اند از رخت جاں

وہ انکو واپس دیگا اس کو ہرگز نقصان نہ کرینگے — کیونکہ روح کے سامان سے وہ مالدار بنگئے ہیں

ط ور نکردی۔ اگر تو نے شکر ادا نہ کیا تو اب خون کے آنسو روئیگا۔ کیونکہ وہ حسن ایک ناشکرے سے چلا گیا ہے۔ اُمَّةُ الْکُفْرَانِ کافروں کے اعمال رائگاں ہیں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے دل کی اصلاح کر دی ہے۔ گم شد۔ ناشکرے سے ہنر اور خوبی اس طرح زائل ہوتی ہے کہ پھر اس کا نشان نہیں ملتا ہے۔ خویشی۔ کافروں سے اوصاف حسنہ اس طرح غائب ہو جاتے ہیں کہ اس کو یاد بھی نہیں آتے ہیں۔

ع جز اہل شکر۔ دولت رفتہ اور دولت آئندہ صرف شکر گزاروں اور وفاداروں کا حصہ ہے۔ قرض دہ۔ قرآن پاک میں ہے اَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دو وہ کے حکم پر عمل کرا اللہ تجھے بڑا بدلہ دیگا۔ جسکے انسان اپنی ضروریات کو کم کر کے دوسروں پر خرچ کرتا ہے تب آخرت میں اس کو بدلہ ملتا ہے۔ جرعہ۔ جو شخص دوسروں پر خرچ کرے گا دولت آخرت اس کے ہاتھ آئیگی۔ خوش کند۔ اللہ تعالیٰ بدلہ دیکر انکو خوش کر دیگا اور جو کچھ انھوں نے خرچ کیا ہے اسکو بڑھا کر واپس کر دیگا۔

ع اے اجل۔ اے اجل۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے موت تو ان شکر گزاروں کا جو کچھ تو نے چھینا ہو واپس دیدے۔ وا دہد۔ موت انکو دنیا کی مال و زندگی دینا چاہیگی وہ اس کو قبول نہ کرینگے کیونکہ انکو آخرت میں اس سے بہتر ملیگی۔

صوفیم و خرقہا انداختیم — باز ستانیم چوں دَر باختیم

ہم صوفی ہیں اور ہم نے چیتھڑے اتار دیئے ہیں — جبکہ ہم نے اُن کو ہار دیا ہے ہم دوبارہ لیں گے

ما عوض دیدیم وانگہ چوں عوض — رفت از ما حاجت و حرص و غرض

ہم نے بدلہ پالیا ہے اور پھر بدلہ بھی کیسا؟ — ہم سے ضرورت اور حرص اور غرض روانہ ہوگئی ہے

زآبِ شورِ مُہلکے بیروں شدیم — بر رحیق و چشمۂ کوثر زدیم

ہم مُہلک کھاری پانی سے باہر آگئے ہیں — شراب اور حوضِ کوثر پر مقیم ہوگئے ہیں

آنچہ کردی اے جہانِ دیگراں — بیوفائی و فن و نازِ گراں

اے دنیا! تو نے جو کچھ دوسروں کیساتھ برتی — بے وفائی اور چالاکی اور بھاری ناز

بر سرت ریزیم ما بہرِ خدا — کہ شہیدیم آمدہ اندر غزا

ہم خدا کے لئے تیرے سر پر مارتے ہیں — کیونکہ ہم تو جہاد کے شہید ہیں

تا بدانی کہ خدائے پاک را — بندگاں ہستند پُر حملہ و مرا

تاکہ تو جان لے، کہ خدائے پاک کے — حملہ اور جنگ سے پُر (بھی) بندے ہیں

سبلت[1] تزویرِ دنیا بر کنند — خیمہ را بر بارویِ نصرت زنند

دنیا کی مکاری کی مونچھیں اکھاڑ دیتے ہیں — مدد (خداوندی) کے قلعہ پر جھنڈا گاڑ دیتے ہیں

ایں شہیداں باز نو غازی شدند — ویں اسیراں باز بر نصرت زدند

یہ شہید از سرِ نو غازی بن گئے ہیں — یہ قیدی پھر مدد پر آمادہ ہیں

قفلِ مشکلہا ز لطفش حل شدہ — نفسِ کافر ناگہاں بسمل شدہ

اس کی مہربانی سے مشکلوں کا قفل کھل گیا ہے — کافر کا نفس اچانک تڑپنے لگا

نا اُمیدی[2] رفتہ اُمید آمدہ — گشت مسجد ناگہاں ایں بتکدہ

مایوسی ختم ہوئی، اُمید پیدا ہوگئی — یہ بُت خانہ، اچانک مسجد بن گیا

سر بر آوردند باز از نیستی — کہ بہ بیں ما را کہ اکمہ نیستی

وہ عدم سے پھر موجود ہوگئے — ہمیں دیکھ لے تو اندھا (تو) نہیں ہے

تا بدانی در عدم خورشیدہاست — وانچہ اینجا آفتاب آنجا سُہاست

تاکہ تو سمجھ لے کہ عدم میں بہت سے سورج ہیں — جو یہاں سورج ہے وہاں اس کا ستارہ ہے

زندگی نصیب ہوگی۔ اکمہ۔ مادر زاد اندھا۔ تا بدانی۔ عالمِ غیب میں ایسے سورج ہیں کہ دنیا کا سورج اُن کے مقابلہ میں سُہا ستارہ ہے۔

---

[1] صوفیم: وہ کہیں گے ہم صوفی ہیں ہم گدڑی اُتار چکے ہیں اب اس کو واپس نہ لیں گے۔ آعوض۔ اب اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ بدلہ عنایت کردیا ہے جس کے بعد ہمیں دنیا کی حرص و حاجت نہیں رہی ہے۔ زآبِ شور۔ دنیاوی چیزیں بمنزلہ شور پانی کے ہیں اور آخرت کی نعمتیں چشمۂ کوثر ہیں۔ آنچہ کردی۔ یہ انسان دنیا کو کہہ دیتا ہے کہ ہم شہیدانِ راہِ خدا ہیں سے ہیں تیری جملہ عنایتوں کو تیرے سُر پر مارتے ہیں۔ تا بدانی۔ تاکہ یہ دنیا یہ سمجھ لے کہ خدا کے وہ بندے بھی ہیں جو دنیا کو پرکاہ سمجھتے ہیں۔

[2] سبلت۔ یہ مردانِ خدا دنیا کی مونچھیں اکھاڑ پھینکتے ہیں اور اللہ کی مدد کے قلعہ پر جھنڈا لہرا دیتے ہیں۔ ایں شہیداں۔ جو لوگ فنا کے بعد بقا کا درجہ حاصل کرلیتے ہیں وہ از سرِ نو زندہ ہوجاتے ہیں۔ قفلِ مشکلہا۔ اُن کی جملہ مشکلات فضلِ خداوندی سے کھل جاتی ہیں اور اُن کا کافر نفس بسمل ہوجاتا ہے

[3] نا اُمیدی۔ فنا سے جو نا اُمیدی پیدا ہوئی تھی وہ سب اُمید سے بدل گئی اُن کے لئے یہ دنیا پاک جگہ ہوگئی۔ سر بر آوردند۔ فنا کے بعد پھر اُن کو ابدی

در عدم[51] ہستی برادر چوں بود — ضد اندر ضد چوں مکنوں بود

اے بھائی! عدم میں وجود کس طرح ہوتا ہے؟ — ضد ضد میں کیسے پوشیدہ ہوتی ہے؟

یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ بداں — کہ عدم آمد اُمیدِ عابداں

سمجھ لے وہ مُردے سے زندہ پیدا کرتا ہے — عدم میں عبادت گذاروں کی امید ہے

مردِ کارندہ کہ انبارش تہی ست — شاد و خوش نے بر اُمیدِ نیستی ست؟

وہ کاشتکار جس کا کھلیان خالی ہے — کیا وہ عدم کی اُمید پر خوش و خرم نہیں ہے؟

کہ بروید آں ز سوئے نیستی — فہم کن گر واقفِ مغیبتی

کہ وہ عدم میں سے اُگ آئے گی — سمجھ لے، اگر تو حقیقت کا جان کار ہے

دمبدم[52] از نیستی تو منتظر — کہ بیابی فہم و ذوقِ آرام در

تو ہر وقت عدم کا منتظر رہ — تاکہ تو آرام اور نیکی کا ذوق اور فہم حاصل کرے

نیست دستوری کشادن رازرا — ورنہ بغدادے کنم انجازرا

اِس راز کو کھولنے کی اجازت نہیں — ورنہ میں انجاز کو بغداد بنا دیتا

پس خزانہ صنعِ حق باشد عدم — کہ برآرد زو عطاہا دمبدم

اللہ تعالیٰ کی کاریگری کا خزانہ عدم ہے — کیونکہ وہ اُس سے پے در پے عطا برآمد کرتا ہے

مبدع[53] آمد حق و مبدع آں بود — کہ برآرد فرع بے اصل و سند

اللہ (تعالیٰ) ایجاد کرنیوالا ہے اور ایجاد کرنیوالا وہ ہوتا ہے — جو بغیر جڑ اور اصل کے شاخ پیدا کر دے

مثالِ عالمِ ہست نیست نما و عالمِ نیست ہست نمائے

موجود عالم جو بظاہر معدوم ہے اور معدوم عالم جو بظاہر موجود ہے کی مثال

نیست را بنمود ہست آں محتشم — ہست را بنمود بر شکلِ عدم

اُس عزت و جلال والے نے معدوم کو موجود دکھایا ہے — موجود کو معدوم کی شکل میں پیدا کیا ہے

بحر را پوشید و کف کرد آشکار — باد را پوشید و بنمودت غبار

سمندر کو پوشیدہ کر دیا ہے، جھاگ کو زُونما کر دیا ہے — ہوا کو چھپا دیا ہے، غبار کو ظاہر کر دیا ہے

کرنے والا یعنی معدوم کو موجود بنانیوالا مثال۔ دنیا درحقیقت غیر موجود ہے اور موجود نظر آتی ہے اور آخرت حقیقتاً موجود ہے لیکن معدوم نظر آتی ہے مولانا نے اس بات کو چند مثالوں سے سمجھایا ہے۔ محتشم۔ معزز۔ نیست یعنی عالمِ شہود۔ ہست یعنی عالمِ غیب۔ بحر۔ اس شعر میں دو مثالیں ہیں سمندر اور ہوا جو حقیقتاً موجود ہیں اُن کو جھاگ اور غبار سے پوشیدہ کر دیا جو غیر واقعی چیزیں ہیں تو جو معدوم ہے وہ نظر آ رہا ہے اور جو موجود ہے وہ مخفی ہے۔

[51] در عدم۔ ہستی میں ہستی مُضمر کیسے ہو سکتی ہے؟ ضد۔ نیستی اور ہستی دو متضاد چیزیں ہیں ایک دوسرے میں چھپی ہوئی کیسے ہو سکتی ہیں؟ مکنون۔ پوشیدہ۔ یُخْرِجُ الخ۔ سوال کا جواب ہے یہ ایسے ہی ممکن ہے جیسے کہ نطفہ سے زندہ بچہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ عدم۔ تمام عابدوں کی امیدیں غیب اور عدم سے وابستہ ہیں۔ مردِ کارندہ۔ کاشتکار جس نے بیج خرچ کر کے اپنی کوٹھی خالی کر لی وہ اُسی پیداوار پر خوش ہے جو..... فی الحال معدوم ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ وہ عدم سے وجود میں آجائے گی۔

[52] دمبدم۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ جو کچھ اُس کے ذمے پردۂ غیب میں ہے وہ اُس کا منتظر رہے تاکہ وہ سمجھ لے کہ نیکی سے لاحال آرام میسر آئے گا۔ نیست۔ پردۂ غیب کی چیزوں کو ظاہر کرنے کی اجازت نہیں ورنہ میں موجود پرستوں کو غیب یعنی آخرت پرست بنا دیتا۔ بغداد۔ یعنی پردۂ غیب کی نعمتوں کو ماننے والوں کا شہر۔ انجاز۔ حجاز کے شہر کا ایک شہر تھا جس کا باشندہ اور لوگ آتش پرست تھے۔ پس خزانہ۔ حضرت حق تعالیٰ کی کارگاہ عدم ہے جس سے وہ عطایا عنایت کرتا رہتا ہے۔

[53] مبدع۔ مبدع ایجاد

چوں[1] منارہ خاک پیچاں در ہوا — خاک از خود چوں برآید بر علا

ہوا میں چکراتی ہوئی خاک منارہ کی طرح ہے — خاک بلندی پر خود کیسے چڑھ جاتی ہے؟

خاک را بینی ببالا اے علیل — باد را نہ جز بتعریف و دلیل

اے بیمار! تو خاک کو اوپر دیکھتا ہے — ہوا کو بتانے اور دلیل کے سوا نہیں دیکھتا ہے

کف ہمی بینی روانہ ہر طرف — کف بے دریا ندارد منصرف

تو جھاگ کو ہر طرف جاری دیکھتا ہے — بغیر دریا کے جھاگ نہیں چل سکتا ہے

کف بحس بینی و دریا از دلیل — فکر پنہاں آشکارا فال و فیل

تو جھاگ کو حواس سے دیکھ لیتا ہے اور دریا کو دلیل سے دیکھتا ہے — خیال پوشیدہ ہے اور گفتگو واضح ہے

نفی[2] را اثبات می پنداشتیم — دیدۂ معدوم بینی داشتیم

ہم نے معدوم کو موجود سمجھ لیا — ہم معدوم کو دیکھنے والی آنکھ رکھتے ہیں

دیدہ کاندر وے نعاسے شد پدید — کے تواند جز خیال و نیست دید؟

وہ آنکھ جس کو نیند آرہی ہو — وہ خیال اور معدوم کے سوا کیا دیکھ سکتی ہے؟

لاجرم سرگشتہ گشتیم از ضلال — چوں حقیقت شد نہاں پیدا خیال

لامحالہ ہم گمراہی سے حیران ہو گئے ہیں — چونکہ حقیقت چھپ گئی ہے اور خیال واضح ہے

ایں عدم را چوں نشاند اندر نظر — چوں نہاں کرد آں حقیقت از بصر

اس معدوم کو نظر میں کیسے جما دیا؟ — اس حقیقت کو نظر سے کیسے چھپا دیا؟

آفریں[3] اے اُوستادِ سحر باف — کہ نمودی مُعرضاں را در دصاف

اے جادو کرنے والے اُستاد! آفریں ہے — تو نے منہ موڑنے والوں کو چھٹ، نیز دکھائی

ساحراں مہتاب پیمایند زود — پیش بازرگان و زرگیر ند دسود

جادوگر فوراً چاندی ناپ دیتے ہیں — سوداگر کے سامنے اور سونا اور نفع ہاتھ کر لیتے

سیم بُرّا بیند زیں گوں پیچ پیچ — سیم از کف رفتہ و کرباس ہیچ

اس پیچ در پیچ معاملے سے چاندی اُڑا لیتے ہیں — چاندی ہاتھ سے گئی اور کپڑا کچھ نہیں

ایں جہاں جادو و ما آں تاجریم — کز و مہتاب پیمودہ خریم

یہ دنیا جادو ہے ہم وہ سوداگر ہیں — کہ اس کی نپی ہوئی چاندنی خریدتے ہیں

---

[1] چوں منارہ۔ گرد کا بگولا اٹھتا ہے خاک نظر آتی ہے اور ہوا نظر نہیں آتی۔ باد ہوا نظر نہیں آتی اس کا وجود اس لئے سمجھ میں آجاتا ہے کہ خاک میں از خود اُڑنے کی طاقت نہیں ہے۔ کف۔ سطح آب پر جھاگ بہہ رہے ہیں جھاگ نظر آتے ہیں پانی کا وجود اس لئے سمجھ میں آجاتا ہے کہ جھاگ از خود نہیں بہہ سکتے۔ فکر پنہاں۔ انسان کے افکار پوشیدہ ہیں اور اس کی گفتگو جس کا وجود آشکار کے وجود کا پرتو ہے وہ ظاہر ہے یہی حال شئونات اور وجود مطلق کا ہے اور وجود مطلق جو کہ حقیقت ہے وہ بظاہر غیر موجود ہے اور شئونات جو کہ حقیقتاً غیر موجود ہیں وہ موجود نظر آتی ہیں۔

[2] نفی را۔ ہم نے معدوم کو موجود اور موجود کو معدوم سمجھ رکھا ہے یہ ہماری آنکھ کا قصور ہے کہ وہ غیر موجود کو موجود دکھا رہی ہے۔ دیدہ۔ جس آنکھ میں نیند ہو وہ محض خیالی اور غیر واقعی چیزوں کو موجود دکھا دیتی ہے۔ پیدا خیال۔ یعنی غیر واقعی چیز نظر آرہی ہے مایۂ عدم۔ عالم شہود جو کہ معدوم ہے وہ نظر آتا ہے۔ آں حقیقت۔ عالم غیب نگاہوں سے پوشیدہ ہو گیا ہے۔

[3] آفریں۔ یہ حضرت حق تعالیٰ کی سحر آفرینی ہے کہ منکر غیر حقیقی چیز کو حقیقی سمجھنے لگتے ہیں۔ دُرد۔ تلچھٹ۔ ساحراں۔ دنیا میں بھی ایسے جادوگر ہیں جو چاندی کو کپڑا بنا کر فروخت کر دیتے ہیں۔ کرباس۔ سوتی کپڑا۔ ایں جہاں۔ دنیا کے بارے میں ہماری بھی یہی حالت ہے کہ ہم چاندنی کو کپڑا سمجھ رہے ہیں۔

گز کند کرباس پانصد گز شتاب — ساحرانہ اُو ز نورِ ماہتاب

وہ جلدی سے پانچسو گز کپڑا ناپ دے — جادوگری کے ذریعہ چاند کی چاندنی سے

چوں[1] ستد اُو سیم عمرت اے رہی — سیم مشد کرباس نے، کیسہ تہی

اے غلام! جب اس نے تیری عمر کی چاندی لے لی — چاندی گئی، کپڑا ندارد، تھیلی خالی ہوگئی

قُل اَعُوذت خواند باید کاحد — ہیں ز نفاثات افغاں وز عُقَد

تجھے قُل اَعُوذُ پڑھنی چاہیئے کہ اے خدا! — جادوگرنیوں اور گرہوں سے فریاد ہے

میدمند اندر گرہ آں ساحرات — اَلغیاث اے مُستغاث از بردمات

وہ جادوگرنیاں گرہ میں پھونک مارتی ہیں — اے فریاد رس! اس شطرنجی چال سے فریاد ہے

لیک برخواں از زبانِ فعل نیز — کہ زبانِ قول سُست ست اے عزیز

لیکن عمل کی زبان سے بھی پڑھ — اے پیارے! کیونکہ قول کی زبان کمزور ہے

در[2] زمانہ مر ترا ہمرہ سہ اند — آں یکے وافی وآں دو غدر مند

دنیا میں تیرے تین ساتھی ہیں — ایک وفادار اور دو حیلہ جو ہیں

آں یکے یاراں و دیگر رخت و مال — واں سوم وافی ست آں حُسن الفعال

ایک دوست ہیں اور دوسرا مال و اسباب ہیں — تیسرا وفادار نیک عمل ہے

مال ناید با تو بیروں از قصور — یار آید لیک تا بالینِ گور

مال تو محلوں سے باہر (ہی) نہ نکلے گا — دوست آئے گا لیکن قبر کے سرہانے تک

چوں[3] ترا روزِ اجل آید بہ پیش — یار گوید از زبانِ حالِ خویش

جب تجھے موت کا دن درپیش ہوگا — دوست اپنی زبانِ حال سے کہے گا

تا بدیں جا بیش ہمرہ نیستم — بر سرِ گورت زمانے بیستم

اس جگہ سے آگے کا ساتھی نہیں ہوں — تھوڑی دیر تیری قبر پر ٹھہرتا ہوں

فعلِ تو وافی ست زاں کُن مُلتحد — آید با تو در قعرِ لحد

تیرا عمل وفادار ہے اس میں اپنی پناہ گاہ بنالے — بلکہ تیرے ساتھ قبر کی گہرائی میں آئے گا

در تفسیر قولہ علیہ السلام لَابُدَّ مِنْ قَرِیْنٍ یُدْفَنُ مَعَكَ وَهُوَ حَیٌّ

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تفسیر کہ ایک ساتھی ضروری ہے جو میرے ساتھ زندہ

وَتُدْفَنُ مَعَهٗ وَاَنْتَ مَیِّتٌ وَاِنْ كَانَ كَرِیْمًا اَكْرَمَكَ

دفن ہوگا اور تو مردہ اس کے ساتھ دفن ہوگا تو اگر وہ شریف ہے تو تیری عزت کریگا اور اگر

[1] چوں ستد۔ دنیادار کی عمر اسی رصد کے میں برباد ہوجاتی ہے۔ عمر تو ہوجاتی ہے اور وہ کچھ حاصل نہیں کرپاتا ہے۔ قُل اَعُوذُ۔ آنحضورؐ پر یہ سورت جادو کے ازالہ کے لئے نازل ہوئی تھی۔۔۔ نَفّٰثٰتِ۔ وہ جادوگرنیاں جو گرہیں باندھ کر ان پر جادو پڑھ کر دم کرتی ہیں۔ لیک۔ یہ اَعُوذُ صرف زبانی نہ ہو بلکہ عمل بھی ہو۔

[2] در زمانہ۔ دنیا میں انسان کے تین ساتھی ہیں دوست، مال، نیک عمل۔ ان میں سے دو مرتے وقت ساتھ چھوڑ دیتے ہیں نیک عمل وفاداری کریگا اور ساتھ دے گا۔ قصور۔ قصر کی جمع ہے محل۔ قلعہ۔ بالیں۔ سرہانا۔

[3] چوں ترا۔ موت کے وقت دوست محض قبر تک ساتھ دیتے ہیں اور واپس ہوجاتے ہیں۔ عقل۔ انسان کے اعمال اس کا قبر میں بھی ساتھ دیتے ہیں۔ ملتحد۔ جائے پناہ۔ قرین۔ ساتھی۔

وَاِنْ كَانَ لَيْسَ اَسْلَمَكَ وَذٰلِكَ الْقَرِيْنُ عَمَلُكَ فَاَصْلِحْهُ مَا اسْتَطَعْتَ

کیسے تو تجھے چھوڑ بھاگے گا اور یہ ساتھی تیرا عمل ہے، پس جس قدر ممکن ہو تو اس کی اصلاح کرے

پس پیمبر گفت بہر این طریق — باد فائز از عمل نبود رفیق

پیغمبرؐ نے فرمایا ہے، اس راستہ کے لئے — کوئی ساتھی عمل سے زیادہ باوفا نہیں ہے

گر بود نیکو ابد یارت شود — ور بود بد در لحد مارت شود

اگر وہ نیک ہوگا، ابد تک تیرا دوست ہوگا — اگر بد ہوگا، تیرے لئے قبر میں سانپ ہوگا

این عمل وین کسب در راہِ سداد — کے تواں کرد اے پدر بے اوستاد

یہ عمل اور یہ کمائی، سچائی کے راستہ میں — اے بابا! بغیر اُستاد کے کب کی جا سکتی ہے!

دوں تریں کسبے کہ در عالم رود — ہیچ بے ارشادِ اُستادے بود؟

کم درجہ کا پیشہ جو دنیا میں چلا رہے — کبھی اُستاد کی راہنمائی کے بغیر ہوا ہے؟

اولش علم ست و انگاہے عمل — تا دہد بر بعدِ مہلت ناأجل

اُس پیشہ کی ابتدا جاننا پھر عمل کرنا ہے — تاکہ تھوڑی دیر بعد موت تک پھل دے

اِسْتَعِيْنُوْا فِي الْحِرَفِ يَا ذَا النُّهٰى — مِنْ كَرِيْمٍ صَالِحٍ مِّنْ اَهْلِهَا

اے عقلمندو! پیشوں میں مدد حاصل کرو — کسی شریف نیک سے جو اُن کا اہل ہو

اُطْلُبُ الدُّرَّ اَخِيْ وَسْطَ الصَّدَفْ — وَاطْلُبِ الْفَنَّ مِنْ اَرْبَابِ الْحِرَفْ

اے بھائی! موتی سیپ کے اندر تلاش کر — اور فن کو پیشہ وروں سے طلب کر

اِنْ رَاَيْتُمْ نَاصِحِيْنَ اَنْصِفُوْا — بَادِرُوا التَّعْلِيْمَ لَا تَسْتَنْكِفُوْا

اگر تم نصیحت کرنیوالوں کو دیکھو خاموشی سے سنو — تعلیم کی طرف بڑھو، تکبر نہ کرو

در دباغی گر خلق پوشید مرد — خواجگی خواجہ را آں کم نہ کرد

اگر دباغی میں انسان نے پھٹا پرانا پہنا — اُس نے شریف کی شرافت کو نہ گھٹایا

وقتِ دم آہنگر ار پوشید دلق — اِحتشامِ اُو نشد کم پیشِ خلق

اگر بھٹی، دھونکنے کے وقت لوہار نے گدڑی پہن لی — تو لوگوں کے سامنے اُس کی عزت نہیں گھٹی

پس لباسِ کبر بیروں کن ز تن — ملبسِ ذُل پوش در آموختن

تو تکبر کا لباس جسم سے اُتار دے — سیکھنے میں ذلت کا لباس پہن لے

علم آموزی طریقش قولی ست — حرف آموزی طریقش فعلی ست

تو علم سیکھتا ہے تو اُس کا طریقہ زبانی ہے — دستکاری سیکھتا ہے تو اُس کا طریقہ عملی ہے

لہ باوفا۔ انسان کے نیک اعمال سے زیادہ بہتر کوئی سفر کا ساتھی نہیں ہے۔ گر بود۔ نیک عمل انسان کا یار بنے گا اور بد عمل اُسکے لئے سانپ اور بچھو بنے گا۔ این عمل۔ یہ عمل اور ہنر بغیر اُستاد کے حاصل نہیں ہوتا ہے لہذا کسی کو شیخ بنالے۔ اِرشاد۔ راہنمائی۔

لہ اولش۔ ہر چیز کو پہلے علم حاصل کیا جاتا ہے پھر اُس پر عمل کیا جاتا ہے۔ حرف۔ حرفہ کی جمع ہے پیشہ۔ ذَا النُّهٰى۔ عقلمند۔ صدف۔ سیپ۔ دُرِّ دباغی۔ انسان کی ظاہری حیثیت اُس کے باطنی جوہر کو کم نہیں کرتی ہے۔ خلق۔ پرانا کپڑا۔

لہ وقتِ دم۔ دھونکنے کے وقت۔ آہنگر۔ لوہار۔ دلق۔ گدڑی۔ لبس جبہ لباس پر بڑائی کا مدار نہیں ہے تو تعلیم حاصل کرنے میں ذلت اور شکست کا لباس اختیار کرنا چاہیے۔ علم۔ علم کتابی زبانی سکھایا جاتا ہے ہنر عملی طور پر سکھایا جاتا ہے۔

فقر خواہی آں بصحبت قائم ست — نے زبانت کار می آید نہ دست

فقر چاہتا ہے، وہ صحبت سے متعلق ہے — نہ تیری زبان کام آتی ہے، نہ ہاتھ

دانش انوار ست در جانِ رجال — نے ز راہِ دفتر و نے قیل و قال

انوار کا علم (سلوک اولیاء) لوگوں کے دل میں ہے — (وہ حاصل نہیں ہوتا ہے) نہ کتابی راستے سے نہ گفتگو سے

دانشِ آنرا ستاند جاں نجاں — نے ز راہِ دفتر و نے از زباں

اس کا علم روح، روح سے حاصل کرتی ہے — نہ کتاب کے راستے سے اور نہ زبان سے

در دلِ سالک اگر ہست آں رموز — رمز دانی نیست سالک را ہنوز

اگر سالک کے دل میں وہ رموز (بھی) ہیں — (لیکن) سالک کو ابھی ان کی سمجھ نہیں ہے

تا دلش را شرح آں ساز ضیا — پس اَلَمْ نَشْرَحْ بفرماید خدا

جب تک کہ اسکے دل کیلئے نور اسکی تشریح نہ کردے — پھر خدا فرماتا ہے، کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا؟

کہ درونِ سینہ شرحت دادہ ایم — شرح اندر سینہ ات بنہادہ ایم

یعنی ہم نے تیرے سینہ میں اسکی شرح عنایت کردی ہے — ہم نے تیرے سینہ میں شرح رکھ دی ہے

تو ہنوز از خارج آں را طالبی — محتجبی از دیگراں چوں حالبی

تو ابھی تک باہر سے اس کا طالب ہے — تو خود دودھ کی جگہ ہے تو دوسرے سے دودھ کیوں لیتا ہے؟

چشمہ شیر ست در تو بے کنار — تو چرا می شیر جوئی از نغار

تیرے اندر دودھ کا لامحدود چشمہ ہے — تو کوزے سے دودھ کا جویاں کیوں ہے؟

منفذے داری بہ بحرِ اے آبگیر — ننگ دار از آب محتسبن از غدیر

اے پانی حاصل کرنیوالے! تیرا سمندر تک راستہ ہے — حوض سے پانی لینے میں شرم کر

کہ اَلَمْ نَشْرَحْ نہ شرحت ہست باز — چوں شدی تو شرح جوئی گدیہ ساز

کیا ہم نے نہیں کھولا" تیری شرح نہیں ہے پھر — تو شرح کا طالب اور بھکاری کیوں بنا ہے؟

در نگر در شرحِ دل در اندرون — تا نیاید طعنہ لَا یُبْصِرُوْنَ

دل کی شرح کو باطن میں دیکھ لے — "تاکہ" وہ نہیں دیکھتے ہیں" کا طعنہ نہ دیا جائے

تفسیر قولہ عزّ وجلّ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ

اللہ تعالیٰ کے قول "اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو" کی تفسیر

داخل ہے۔ "در نگر" انسان کا دل ایک جامع حقیقت ہے اس میں ذات و صفات باری تعالیٰ کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے اگر اس میں مشاہدہ نہیں کرتا ہے تو ایسے شخص پر لَا یُبْصِرُوْنَ "وہ نہیں دیکھتے ہیں" کا طعنہ لگیگا جو کفار کے بارے میں ہے۔

لہ فقر۔ فقر محض شیخ کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے نہ زبان سے نہ علم سے۔۔ دانش انوار۔ انوار الٰہی کا علم وہ اولیاء کے دلوں میں ہے وہ دل دل سے حاصل کرسکتا ہے زبان اور کتاب سے حاصل نہیں کرسکتا۔ دل سالک کے دل میں اگر کچھ اشارے بھی ہیں تو وہ ان اشاروں کے سمجھنے سے ابھی محروم ہے۔

لہ تا دلش۔ جب سالک کے لئے نور خداوندی ان اشاروں کی تشریح کردیتا ہے تو اللہ کی جانب سے اَلَمْ نَشْرَحْ والی بشارت ملتی ہے۔۔ اَلَمْ نَشْرَحْ۔ قرآن میں آنحضور کے لئے فرمایا گیا ہے کیا ہم نے تمہارے شرح صدر نہیں کر دیا یعنی ہم نے وہ نور عطا کردیا ہے جس سے تو رموز اور اشاروں کو سمجھ سکے ہو۔ کہ اَلَمْ نَشْرَحْ میں آنحضور سے فرمایا گیا ہے کہ ہم نے تمہارے سینہ میں وہ استعداد کردی ہے۔

لہ تو ہنوز۔ ایک عام انسان یہ سمجھتا ہے کہ علوم و اسرار کہیں باہر سے حاصل کئے جاتے ہیں یہ غلط ہے وہ علوم خود انسان کے دل و روح میں موجود ہیں۔ محتجب۔ دودھ کی جگہ۔ حالب۔ دودھ دوہنے والا۔ نغار۔ کوزہ۔ غدیر۔ حوض۔ کہ اَلَمْ نَشْرَحْ۔ خطاب اگرچہ آنحضور کو ہے لیکن ہر طالب حق میں

یک[1] سبد پُر ناں ترا بر فرقِ سر — تو ہمی خواہی لبِ ناں دربدر

روٹیوں کی ایک بھری ٹوکری تیرے سر کی مانگ پر ہے — تو روٹی کا ٹکڑا دربدر مانگتا ہے

در سرِ خود پیچ و ہل خیرہ سری — رو درِ دل زن چرا بر ہر دری

اپنے سر میں لگ اور بیہودہ پن چھوڑ — جا دل کا دروازہ کھٹکھٹا ہر دروازہ پر کیوں جاتا ہے

تا بزانوئی میانِ آب جو — غافل از خود زیں و آں تو آبجو

تو زانو تک نہر کے پانی میں ہے — تو خود سے غافل ہے اِس اور اُس سے پانی کا جویا ہے

بر سرت نانست پایت اندر آب — وز عطش و زجوع گشتی خراب

تیرے سر پر روٹی ہے اور تیرا پاؤں پانی میں ہے — اور تو پیاس اور بھوک سے تباہ ہے

پیش آب و پس ہم آب بامدد — چشمہا را پیش سد و خلف سد

آگے بھی جاری پانی ہے اور پیچھے بھی — چشموں کے آگے بھی دیوار ہے اور پیچھے بھی دیوار ہے

اسپ[2] زیر راں و فارس اسپ جو — چیست ایں گفت اسپ و لیکن اسپ کو

گھوڑا ران کے نیچے ہے اور سوار گھوڑے کا جویاں ہے — یہ کیا ہے؟ گھوڑا ہے لیکن گھوڑا کہاں ہے؟

ہیں نہ اسپست ایں بزیرِ تو پدید — گفت آرے لیک اسپِ خود کہ دید

ہائیں، تیرے نیچے کھڑا یہ گھوڑا نہیں ہے — وہ کہتا ہے ہاں لیکن اپنا گھوڑا کس نے دیکھا ہے؟

مستِ آں و پیش روی اوست آں — اندر آب و بیخبر ز آبِ رواں

وہ اسپ عاشق ہے اور وہ اس کے منھ کے سامنے ہے — وہ پانی میں ہے اور جاری پانی سے بے خبر ہے

مستِ چیز و پیش روی اوست چیز — بیخبر زاں چیز و شرحِ خویش نیز

وہ ایک چیز پر عاشق ہے اور چیز اس کے منھ کے سامنے ہے — وہ اس چیز اور اپنی تفصیل سے بھی بے خبر ہے

چون[3] گوہر در بحر گوید بحر کو — واں خیالِ چوں صدف دیوار او

جیسا کہ موتی سمندر میں کہے سمندر کہاں ہے؟ — وہ خیال سیپ کی طرح اس کی دیوار ہے

گفتنِ آں کو حجابش میشود — ابرِ تابِ آفتابش میشود

اس کا کہنا، وہ کہاں ہے؟ اس کا پردہ بنتا ہے — اور آفتاب کی چمک اس کیلئے ابر بنجاتی ہے

بندِ چشمِ اوست ہم چشمِ بدش — عینِ رفعِ سد او گشتہ سدش

اس کی بری آنکھ بھی اس کی آنکھ کا پردہ ہے — بعینہ دیوار کا بنانا اس کے لئے دیوار بنگیا

---

[1] یک سبد۔ ان اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ ذاتِ حق ہر انسان کے ساتھ ہے لیکن آپ طلب سے تو اب بس اسکے مشاہدہ کی طلب ہونی چاہیئے۔ سبد۔ ٹوکری۔ در دل۔ دل میں مشاہدہ کی کوشش کر۔ دربدر۔ اس کو ڈھونڈتا نہ پھر۔ تا بزانو۔ حضرتِ حق کو باہر تلاش کرنے والے کی ایک مثال تو یہ تھی کہ روٹیوں کا سبد سر پر ہو اور وہ دربدر روٹی مانگتا پھرے دوسری مثال یہ ہے کہ انسان خود پانی میں کھڑا ہو اور دوسروں سے پانی مانگے۔

[2] اسپ۔ تیسری مثال یہ ہے کہ انسان گھوڑے پر سوار ہو اور اُسی گھوڑے کو تلاش کرے لوگ اس سے پوچھیں کہ تو کس چیز پر سوار ہے تو اس کو کہنا پڑے کہ گھوڑے پر۔ لیکن پھر بھی گھوڑے کو تلاش کرے۔ میں۔ اس گھوڑے سوار سے لوگ کہتے ہیں کہ گھوڑا تو تیرے نیچے موجود ہے وہ کہتا ہے ہاں لیکن مجھے گھوڑا نظر نہیں آرہا ہے۔ گھوڑے کی تلاش میں مدہوش بنا ہوا ہے اور گھوڑا اس کے سامنے موجود ہے اس کی مثال تو یہی ہے کہ انسان جاری پانی میں کھڑا ہوا اور اس سے بیخبر بھی ہو۔

[3] چون گوہر۔ چوتھی مثال یہ ہے کہ موتی سمندر میں ہو اور موتی کو تلاش کرے جس طرح موتی کیلئے سیپ سمندر کو دیکھنے سے مانع ہے اسی طرح انسان کے لئے اور خیالات واقع ہونے میں گفتگو اور مطلوب کے قریب ہوتے ہوئے اس کا مطلوب کو پوچھنا اس مطلوب کی پردہ اور اس مطلوب کے آفتاب کی چمک اس کیلئے ابر ہو جاتی ہے۔ بندِ چشم۔ اس کی غلط نظر خود اس کی آنکھ کا پردہ بن گئی ہے

بندِ گوشِ اُو شدہ ہم گوشِ اُو — ہوش با حق دار اے مدہوشِ اُو

اس کا کان بھی اُس کے کان کی رکاوٹ ہو گیا — اللہ کا ہوش کر، اے اُس کے دیوانے!

ہوش را توزیع کردی بر جہات — می نیرزد تُرّہ آں تُرّہ بات

تو نے ہوش کو (مختلف) جانبوں میں تقسیم کر دیا ہے — وہ فضول (خیالات) ساگ کی قیمت کے نہیں ہیں

در تفسیر قول نبی علیہ السلام مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ هَمًّا وَّاحِدًا كَفَاهُ اللّٰهُ سَائِرَ هُمُوْمِهٖ وَمَنْ تَفَرَّقَتْ بِهِ الْهُمُوْمُ لَا يُبَالِي اللّٰهُ فِيْ اَيِّ وَادٍ مِّنْهَا هَلَكَ

آنحضورؐ کے اس قول کی تفسیر کہ جس نے غموں کو ایک غم بنا لیا اللہ تعالیٰ اُسکے سارے غموں کیلئے کافی ہو گیا اور جس کے متفرق غم ہیں تو اللہ اس سے بے نیاز ہے کہ وہ کونسی وادی میں تباہ ہوا

آبِ ہُش را می کشد ہر بیخ و خار — آبِ ہوشت چوں رسد سوئے شمار

ہر جڑ اور کانٹا ہوش کے پانی کو چوس رہا ہے — پھلوں تک تیرے ہوش کا پانی کیسے پہنچے؟

آبِ ہا را میکشد آں خس گیاہ — آبِ ہوشت چوں رسد سوئے الٰہ

پانی کو معمولی گھاس پی رہی ہے — تیرے ہوش کا پانی خدا تک کیسے پہنچے؟

ہین بکن آں شاخِ بد را خوگنش — آبِ دہ ایں شاخِ خوش را نو کنش

خبردار! اُس کلشاخ کو کاٹ دے اور اُسکو درگور کر دے — اس اچھی شاخ کو پانی دے، اُس کو تازہ کر

ہر دو سبز اند ایں زماں آخر نگر — کیں شود باطل ازاں روید ثمر

اب دونوں سبز ہیں، انجام کو دیکھ — یہ خراب ہو جائے گی، اُس سے پھل پیدا ہونگے

آبِ باغِ ایں را حلال آں را حرام — فرق را آخر ببینی والسلام

باغ کا پانی اس کیلئے حلال اُسکے لئے حرام ہے — تو آخر میں فرق کو سمجھے گا، والسلام

عدل چہ بُود؟ آب دہ اشجار را — ظلم چہ بُود؟ آب دادن خار را

عدل کیا ہے؟ درختوں کو پانی دے — ظلم کیا ہے؟ کانٹے کو پانی دینا

عدل وضعِ نعمتے در موضعش — نے بہر بیخے کہ باشد آب کش

عدل، جگہ پر نعمت صرف کرنا ہے — نہ کہ ہر جڑ کو پانی دینا جو پانی چوستی ہے

ظلم چہ بُود؟ وضع در نا موضعے — کز نباشد جز بلا را منبعے

ظلم کیا ہے؟ بے محل صرف کرنا — صرف مصیبت کا چشمہ ہے

نعمتِ حق را بجان و عقل دہ — نے بہ طبعِ پُر ز حیر و پُر گرہ

اللہ تعالیٰ کی نعمت جان اور عقل کو دے — نہ کہ پیش اور گرہوں والی طبیعت کو

لہ بندِ گوش۔ ایسے جملہ کا کان خود اُس کو بند ہے۔ مدہوش۔ بیخود، مست دہشت زدہ۔ ہوش۔ اللہ کی پراگندہ خیالی کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ ترجمہ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کو پراگندہ خیال نہ سمجھنا چاہئے۔

لہ ہموم۔ ہم کی جمع ہے آنیوالے کام کا غم و فکر۔ آب ہش۔ اگر انسان دنیوی معاملوں کے سوچ بچار میں لگا رہے گا تو آخرت سے غافل ہو جائیگا ہیں۔ ہمیں دنیاوی فکروں سے کیا تو آخرت کی فکر میں لگیگا۔

سہ ہر دو۔ دنیا اور آخرت کی فکر میں سے آخرت کی فکر اچھے پھل لائے گی۔ آب۔ دنیا کے باغ کو فکر کا پانی دینا درست نہیں ہے۔ عدل۔ ناحق تو یہ ہے کہ انسان پھل دار درختوں کو پانی دے کانٹے کی جھاڑی کو پانی نہ دے در موضعش۔ بھلائی کرنا عدل ہے مقام کوئی کام بے موقع کرنا ظلم ہے۔ نعمت حق۔ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں سے، روح انسانی کی تربیت کرنی چاہیئے نہ کہ روح حیوانی کی۔

بار کن بیگار غم را بر تنت — بر دل و جاں کم نہ آنجاں کندنت

غم کی بیگار کو اپنے جسم پر سوار کر — دل اور جان پر نہیں، کیونکہ وہ جان کی تباہی ہے

بر سرِ عیسیٰ نہادہ تنگ بار — خر سکیزہ میزند در مرغزار

بوجھ کا گدھا عیسیٰ کے سر پر رکھے ہوئے ہے — گدھا، چراگاہ میں دولتیاں مار رہا ہے

سُرمہ را در گوش کردن شرط نیست — کارِ دل را جستن از تن شرط نیست

سُرمہ کو کان میں لگانا مناسب نہیں ہے — دل کا کام، جسم سے لینا مناسب نہیں ہے

گر دلی رو ناز کن خواری مکش — در تنی شکر منوش و زہر چش

اگر تو (مجسم) دل ہے جا فخر کر ذلت نہ اٹھا — اگر تو (مجسم) جسم ہے، شکر نہ کھا اور زہر چکھ

زہر تن را نافع ست و قندید — تن ہماں بہتر کہ باشد بے مدد

جسم کے لئے زہر مفید اور شکر مضر ہے — جسم وہی بہتر ہے، جو بے سہارا ہو

ہیزم دوزخ تنست و کم کنش — ور بروید ہیں تو از بن بر کنش

(جسم) دوزخ کا ایندھن ہے اسکو گھٹا — اگر وہ آگے خبردار! تو اس کو جڑ سے اکھاڑ دے

ورنہ حمالِ حطب باشی حطب — در دو عالم ہمچو جفتِ بولہب

ورنہ تو ایندھن ہی ایندھن کا بار بردار ہوگا — دونوں جہان میں، ابولہب کی بیوی کی طرح

از حطب بشناس شاخِ سدرہ را — گرچہ ہر دو سبز باشد اے فتی

سدرۃ المنتہیٰ کی شاخ کو ایندھن کی لکڑی سے — اے نوجوان! اگرچہ دونوں سبز ہوں

اصلِ ایں شاخ ست از نار و دخاں — اصلِ آں شاخ ست ہفتم آسماں

اس شاخ کی جڑ آگ اور دھواں ہے — اس شاخ کی جڑ، ساتویں آسمان پر ہے

ہست مانند ایں بصورت پیشِ حس — کہ غلط بین ست چشم و کیشِ حس

یہ حس کے سامنے (آپس میں) مشابہ ہیں — کیونکہ حس کی آنکھ اور طریقہ غلط بیں ہے

ہست پیدا آں بہ پیشِ چشمِ دل — جہد کن پیشِ دل آ جہدِ المقل

دل کی آنکھ کے لئے، وہ واضح ہے — کوشش کر، نادار کی سی کوشش، دل کے سامنے

ور نداری پا بجنباں خویش را — تا بہ بینی ہر کم و ہر بیش را

تو اگر پاؤں نہیں رکھتا ہے خود کو حرکت دے — تاکہ تو ہر کم و بیش کو دیکھ لے

غلط بینی ہے۔ چشمِ دل۔ دل کی آنکھ سے دیکھ دونوں میں فرق نظر آئیگا۔ ور نداری۔ انسان کو غلط بینی سے نکلنے کی ہر صورت کوشش کرنی چاہئے اگر پاؤں نہیں ہیں تو جسم کو ہی سرکانا چاہئے۔

لہ بار کن۔ سیاری کھینچ کو قالب تک محدود رکھو جب تک نہ پہنچے دو بر سر عیسیٰ روح حضرت عیسیٰ جیسی چیز ہے اور جسم خر عیسیٰ ہے۔ بوجھ گدھے پر لادھنا چاہئے نہ کہ عیسیٰ پر۔ یہ حماقت ہے کہ عیسیٰ پر بوجھ لدھا ہوا ہو اور گدھا چمن میں مزے اڑائے۔ سُرمہ۔ یہ عمل کا ایک محل ہے۔ سُرمہ کان میں لگانا حماقت ہے۔

لہ گر دلی۔ اگر تو مجسم روح و قلب بن گیا ہے تو اب مجاہدوں کی تکلیف اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر تو مجسم جسم ہے تو راحت طلبی چھوڑ کر مجاہدوں کا زہر کھا۔ زہر۔ یہ محنت اور مشقت جسم کے لئے مفید ہے اور راحت طلبی مضر ہے۔ ہیزم۔ انسان کا جسم دوزخ کا ایندھن ہے اس کو ختم کرنا چاہئے ورنہ تیرا لقب بھی وہی ہے جو ابولہب کی بیوی کا ہے قرآن نے اس کو حمالۃ الحطب کہا ہے یعنی دوزخ کا ایندھن اٹھانیوالی

لہ از حطب۔ جسم دوزخ کا ایندھن اور روح سدرۃ المنتہیٰ کی شاخ ہے دونوں میں فرق کرلے۔ اصل ایں۔ جسم کی شاخ دھوئیں اور آگ کی جڑ ہے اور روح کی شاخ عالم بالا کی چیز ہے۔ ہست مانند۔ یہ دونوں شاخیں یکساں نظر آتی ہیں جس کی وجہ آنکھ کی

کایں تحرک شد تبرک را کلید — وز تحرک گردی اے دل مستفید

کیونکہ یہ حرکت کرنا برکت حاصل کرنے کی کنجی ہے — اے دل، تو حرکت کرنے سے فائدہ مند ہوگا

در معنیٔ ایں رباعی

اس رباعی کے معنی (کے بیان) میں

گر راہروی راہ برت بگشایند — ور نیست شوی بہ ہستیت بگرایند

اگر تو راہ (طریقت) پر چلیگا تیرے لئے راستہ کھول دیئے جائینگے — اگر تو فنا ہو جائیگا تجھے بقا کی طرف مائل کر دینگے

ور نیست شوی نگنجی اندر عالم — وانگاہ ترا بے تو بتو بنمایند

اگر تو نیست ہو جائے تو تو عالم میں نہ سمائے گا — اُس وقت تجھے بغیر تیرے (وجود کے) دکھا دیجئے گا

گر زلیخا بست در ہا ہر طرف — یافت یوسف ہم ز جنبش منصرف

اگرچہ زلیخا نے ہر طرف دروازے بند کر دیئے — یوسفؑ نے بھی حرکت سے واپسی کی جگہ پالی

چوں توکل کرد یوسف بر جہید — باز شد قفل در و رہ شد پدید

جب یوسفؑ نے توکل کیا (اور) کودے — دروازے کا تالا کھل گیا اور راستہ ظاہر ہو گیا

گرچہ رخنہ نیست عالم را پدید — خیرہ یوسف وار می باید درید

اگرچہ دنیا کا کوئی شگاف نظر نہیں آتا ہے — یوسفؑ کی طرح اندھا دھند بھاگنا چاہیئے

تا کشاید قفل و رہ پیدا شود — سوئے بیجائی شما را جا شود

تاکہ تالا کھلے اور راستہ ظاہر ہو جائے — لامکان کی جانب تمہارے لئے جگہ ہو جائے

آمدی اندر جہاں اے ممتحن — ہیچ می بینی طریق آمدن

اے آزمائش میں پڑے ہوئے تو دنیا میں آیا — کچھ تجھے آنے کا راستہ نظر آیا؟

تو ز جائے آمدی و ز موطنے — آمدن را راہ دانی ہیچ نے

تو ایک جگہ اور ایک وطن سے آیا — تو آنے کا راستہ جانتا ہے؟ کچھ بھی نہیں

گر ندانی تا نگوئی راہ نیست — زیں رہِ بے راہ ما را رفتنیست

اگر تو نہیں جانتا ہے، ہرگز نہ کہہ کہ راہ نہیں ہے — اسی بے راستہ راستے سے جانا ہے

میروی در خواب شاداں چپ و راست — ہیچ دانی راہِ آں میداں کجاست

تو خواب میں خوشی خوشی دائیں بائیں جاتا ہے — تو کچھ جانتا ہے کہ اُس میدان کا راستہ کدھر ہے؟

تو بہ بند آں چشم و خود تسلیم کن — خویش را بینی دراں شہر کہن

تو اُس آنکھ کو بند کر لے اور خود کو سپرد کر دے — تو اپنے آپ کو اُس قدیم شہر میں دیکھے گا

لہ وز تحرک: حرکت سے حتی الوسع دور رہنا مفید ہے گو راہ جب انسان راہ طریقت میں کوشاں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ راستہ دکھاتے ہیں اگر فنا اختیار کرتا ہے تو اُس کو بقا نصیب ہوتی ہے۔ ور نیست۔ انسان جس قدر کسر نفسی اختیار کرتا ہے اُسی قدر اُس کو بلندی نصیب ہوتی ہے۔

لہ گر زلیخا۔ حضرت یوسفؑ نے زنا سے بچنے کی کوشش کی تو زلیخا کے بند کئے ہوئے دروازے کھل گئے اور حضرت یوسفؑ زلیخا کے بھندے سے بچ نکلے۔ گرچہ رخنہ۔ دنیا سے بھاگ نکلنے کے لئے اگرچہ دروازہ نظر نہیں آرہا ہے لیکن جب انسان کوشش کرتا ہے تو راہ پیدا ہو جاتی ہے اور لامکان کا راستہ پالیتا ہے۔

لہ آمدی۔ انسان عالم بالا سے جس راستہ سے آیا ہے وہ بھی اس کی نظروں سے غائب ہے اسی طرح وہ غائب راستہ سے عالم بالا تک جا بھی سکتا ہے۔ تو ز جائے۔ انسان عالم بالا سے آیا ہے اور اس کو آنے کا راستہ معلوم نہیں ہے۔۔ گر ندانی۔ راستہ نظر نہ آنے کی وجہ سے اُس راستہ کا انکار کر اسی راستہ سے واپس جاتا ہے۔ میروی۔ انسان خواب میں راستہ کو بغیر جانے ہوئے چلتا ہے۔ تو بہ بند۔ انسان کو چاہئے آنکھ کو بند کر کے خود کو خدا کے حوالہ کر دے۔

چشم چوں بندی[1] کہ صد چشم و خمار — بند چشم تست ایں سوز غرار

تو آنکھ کیسے بند کریگا؟ کیونکہ سینکڑوں آنکھیں اور نشہ — غفلت کی وجہ سے اس جانب کے لئے تیری آنکھ کا پردہ ہیں

چار چشمی تو ز عشق مشتری — بر امید مہتری و سروری

تو اپنے خریدار کے عشق میں چار آنکھوں والا ہے — بڑائی اور سرداری کی امید پر

گر نخسپی مشتری بینی بخواب — چغد بد کے خواب بیند جز خراب

اگر تو سوتا بھی ہے تو خواب میں خریدار کو دیکھتا ہے — منحوس چغد ویرانہ کے سوا کب دیکھتا ہے؟

مشتری[2] خواہی بہر دم پیچ پیچ — توجہ داری کہ فروشی؟ ہیچ ہیچ

تو ہر وقت پیچ و تاب میں خریدار کا خواہشمند ہے — تو رکھتا کیا ہے؟ کہ بیچے گا؟ کچھ بھی نہیں

گر ترا نانے بدے یا چاشتے — از خریداراں فراغت داشتے

اگر تجھے روٹی یا ناشتہ حاصل ہوتا — تو خریداروں سے بے نیاز ہوتا

گر در انباں مر ترا نانے بدے — از خریداراں دلت فارغ شدے

اگر تمہارے میں تیری روٹی ہوتی — تو تیرا دل خریداروں سے بے نیاز ہوتا

قصۂ آں شخصے کہ دعوی پیغمبری میکرد گفتندش کہ چہ خوردۂ کہ گیج شدۂ و یا وہ میگوئی گفت اگر چیزے یافتمے کہ خوردمے زیں گیج شدمے و یا وہ گفتمے کہ ہر سخن نیک کہ با غیر اہلش گویند یاوہ گفتہ باشند اگرچہ دراں گفتن مامور باشند

اس آدمی کا قصہ جو پیغمبری کا دعوی کرتا تھا۔ لوگوں نے اس سے کہا تو نے کیا کھایا ہے کہ احمق بنا اور بکواس کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ اگر میں کوئی چیز پالیتا جو کہ میں کھا لیتا نہ احمق ہوتا اور نہ بکواس کرتا کیونکہ ہر بھلی بات جو نااہلوں سے کہتے ہیں، بکواس کہتے ہیں اگرچہ وہ اس کہنے میں اللہ کی جانب سے مقرر ہوں

آں[3] یکے می گفت من پیغمبرم — وز ہمہ پیغمبراں فاضل ترم

ایک شخص کہتا تھا کہ میں پیغمبر ہوں — اور میں تمام پیغمبروں سے بڑھ کر ہوں

گردنش بستند و بُردندش بشاہ — کایں ہمی گوید رسولم از آلہ

لوگوں نے اس کی گردن باندھی اور اس کو بادشاہ کے سامنے لے گئے — کہ یہ کہتا ہے کہ میں خدا کی جانب سے رسول ہوں

---

[1] چشم چوں بندی۔ دنیا سے تو آنکھیں بند نہ کرسکے گا کیونکہ تیری سینکڑوں لالچ سے مست نظروں نے تیری نظر بندی کردی ہے اور تو دنیا کی مزخرف چیزوں کو دیکھ رہا ہے چار چشمی۔ تو ہر وقت اپنی سرداری اور بڑائی کے خیال سے اپنے معتقدوں کا مقصد بنا ہوا ہے۔ گر نخسپی۔ تجھے سونے میں بھی یہی خواب اسی طرح نظر آتے ہیں جیسے الو کو خواب میں ویرانہ نظر آتا ہے۔

[2] مشتری۔ تو اپنے خریداروں کا تو منتظر رہتا ہے لیکن تیرے پاس انکے ہاتھ فروخت کرنے کے لئے کوئی چیز نہیں ہے گر ترا۔ اگر تیرے پیٹ میں کچھ ہوتا تو پھر تو خریداروں کا منتظر ہی نہ ہوتا، عوام میں مقبولیت اور عوام کو گرویدہ کرنے کی وہی شخص کوشش کرتا ہے جو تہی دست ہوتا ہے آنے والے قصہ سے یہی بتانا مقصود ہے۔

[3] آں یکے۔ یہ ایک مسخرا تھا جس نے افلاس سے مجبور ہو کر نبوت کا دعوی کیا تاکہ اس کے ذریعہ سے کچھ کمائے وہ اپنی گفتگو میں ایسے جملے استعمال کرتا تھا جن کے دو معنی ہو سکتے تھے ایک معنی نبوت کے دعوے پر محمول ہو سکتے تھے دوسرے معنی کا نبوت سے کوئی تعلق نہ تھا۔ پیغمبراں۔ دنیا کی ہر چیز کوئی پیغام دیتی ہے یہ انسان تھا لہٰذا تمام کائنات سے افضل تھا نیز یہ معنی بھی ہیں کہ میں پیغمبر ہوں اور دنیا کے سب پیغمبروں سے افضل ہوں۔

خلق بر وے جمع چوں مور و ملخ — کہ چہ مکرست وچہ تزویر و چہ فخ[1]

لوگ اس پر چیونٹیوں اور ٹڈیوں کی طرح جمع ہیں کہ کیا مکر ہے اور کیا مکاری اور کیا چال ہے؟

گر رسول آنست کاید از عدم — ما ہمہ پیغمبریم و محتشم

اور اگر رسول وہ ہوتا ہے جو عدم سے آئے تو ہم سب پیغمبر اور معزز ہیں

ما از آنجا آمدیم اینجا غریب — تو چرا مخصوص باشی اے ادیب

ہم اس جگہ سے آئے ہیں یہاں مسافر ہیں اے استاد! تو کیوں مخصوص ہوگا؟

داد ایشاں را جواب آں خوش رسول — کاے گروہِ کور و نادان و فضول

اس بھلے رسول نے ان کو جواب دیا کہ اے اندھو اور بیہودہ اور نادانوں کے گروہ!

ایں ندانستید اے قوم از قضا — بیخبر اینجا رسیدید از عمی

اے قوم! تم یہ نہیں سمجھے کہ تقدیر سے تم اندھے پن سے بے خبری میں یہاں آگئے ہو

ہمچو[2] طفلِ خفتہ ایں جا آمدید — بیخبر از راہ و از منزل بُدید

تم سوئے ہوئے بچوں کی طرح یہاں آگئے ہو تم راہ و منزل سے بے خبر تھے

از منازل خفتہ بگذشتید و مست — بیخبر از راہ و از بالا و پست

تم سوتے ہوئے اور بیہوشی میں منازل سے گذر گئے راستہ اور نشیب و فراز سے بے خبر

ما بہ بیداری رواں گشتیم و خوش — از ورائے پنج و شش تا پنج و شش

ہم بیداری میں اور خوشی سے چلے بغیر پانچ اور چھ کی اجگہ سے پانچ اور چھ والی جگہ تک

دیدہ منزل ہا ز اصل و از اساس — چوں قلاوزاں خبیر و رہ شناس

جڑ اور بنیاد سے منزل کو دیکھا راہبروں کی طرح باخبر اور رہ شناس بنکر

شاہ[3] را گفتند آں کنجش بکن — تا نگوید جنسِ او ہیچ ایں سخن

لوگوں نے بادشاہ سے کہا اس کو شکم میں ڈال دیجئے تاکہ اس جیسا کبھی کوئی ایسی بات نہ کہے

شاہ دیدش بس نزار و بس ضعیف — کہ بیک سیلی بمیرد آں نحیف

شاہ نے اس کو بہت لاغر اور کمزور دیکھا کہ وہ کمزور ایک طمانچہ سے مر جائیگا

کے تواں اُو را فشردن یا زدن — کہ چو شیشہ گشتہ است اُو را بدن

اس کو کب بھینچا یا مارا جا سکتا ہے کیونکہ اس کا بدن شیشہ کی طرح ہو گیا ہے

لیک با اُو گویم از راہِ خوشی — کہ چرا داری تو لافِ سرکشی

لیکن میں اس کو خوشی سے کہوں گا کہ تو بجز بس کی سرکشی کیوں کرتا ہے؟

---

[1] فخ: جال۔ مگر رسول کا مسخرے نے۔ اپنے رسول ہونے کا مطلب یہ بتایا تھا کہ وہ اللہ کے پاس سے دنیا میں آیا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ نے ملک عدم سے دنیا میں بھیجا ہے۔ ما آزانجا۔ لوگوں نے کہا اگر رسول کا مطلب یہ ہے تو ہم سب بھی ملک عدم سے دنیا میں آئے ہیں لہٰذا ہم سب رسول ہیں تیری کیا خصوصیت ہوئی۔ ایں ندانستید۔ اس مسخرے نے ان کو جواب دیا جیسے تم بھی ملک عدم سے آئے ہو، لیکن ایسے اندھے پن سے آئے ہو کہ نہ تمھیں راستہ کا پتہ چلا نہ منزل کا۔

[2] ہمچو۔ مسخرے نے کہا تم لوگ سوتے ہوئے بچوں کی طرح ملک عدم سے راستہ طے کرکے دنیا میں آئے ہو۔ ما بہ بیداری۔ میں ملک عدم سے بیداری کی حالت میں دنیا میں آیا ہوں۔ پنج۔ یعنی پانچوں حواس۔ شش۔ یعنی چھ حواس۔ قلاوز۔ راہبر

[3] شاہ را۔ لوگوں نے شاہ سے اس کو سزا دینے کا مطالبہ کیا۔ شاہ نے اس کو بہت کمزور دیکھا۔ تیس طمانچہ۔ نحیف۔ لاغر۔ کمزور۔ چونکہ وہ بہت کمزور ہے سزا کو برداشت نہ کر سکے گا۔ لیک۔ شاہ نے سوچا کہ بجائے سزا کے اس کو سمجھا دے۔

که درشتی نآید اینجا هیچ کار — که بنرمی سر کند از غار مار

کیونکہ اس جگہ سختی کارآمد نہ ہوگی — کیونکہ سانپ نرمی سے غار سے باہر آتا ہے

مردماں را دور کرد از گرد دے — شه لطیفے بود و نرمی در دے

لوگوں کو اس کے چاروں طرف سے ہٹا دیا — بادشاہ خوش مزاج تھا اور نرمی اس کی عادت تھی

پس نشاندش باز پرسیدش زجا — که کجا داری معاش و ملتجا

تو اس کو بٹھایا، پھر اس سے وطن پوچھا — کہ تو روزگار اور ٹھکانا کہاں رکھتا ہے؟

گفت اے شه هستم از دار السلام — آمده زانجا بدین دار الملام

اس نے کہا، اے بادشاہ! میں دارالسلام کا ہوں — اس جگہ سے اس ملامت کے گھر میں آگیا ہوں

نے مرا خانه ست و نے یک همنشین — خانه کے کرد ست ماهے در زمین

نہ میرا گھر ہے اور نہ کوئی ساتھی ہے — چاند نے زمین پر کب گھر بنایا ہے؟

پادشاه از روی لاغش گفت باز — که چه خوردی وچه داری چاشت ساز

بادشاہ نے مذاق میں پھر اس سے کہا — کہ تو نے کیا کھایا ہے؟ اور تیرے پاس ناشتہ کیلئے کیا ہے؟

اشتهاداری چه خوردی بامداد — که چنین سرمستی و پر لاف و باد

تجھے بھوک ہے؟ تو نے صبح کیا کھایا ہے؟ — کہ تو اس قدر نشہ میں اور شیخی اور گھمنڈ سے بھرا ہوا ہے

گفت گر نانم بدے خشک و تری — کے کنم من دعوی پیغمبری

اس نے کہا اگر میرے پاس باسی یا تازہ روٹی ہوتی — میں پیغمبری کا دعوی کب کرتا؟

دعوی پیغمبری با این گروه — همچناں باشد که دل جستن ز کوه

اس جماعت کے سامنے پیغمبری کا دعوی کرنا — ایسا ہے جیسا کہ پہاڑ میں سے دل تلاش کرنا

کس ز کوه و سنگ عقل و دل نجست — فهم و ضبط نکته مشکل نجست

پہاڑ اور پتھر سے کسی شخص نے عقل اور دل کی جستجو نہیں — مشکل نکتہ کی سمجھ بوجھ کو نہیں تلاش کیا ہے

هرچه گوئی باز گوید که همان — میکند افسوس چون متهزیان

تو جو کچھ کہتا ہے وہ اس کو دھرا دیتا ہے، کہ وہی — مذاق کرتا ہے جس طرح مذاق اڑانیوالے

از کجا این قوم و پیغام از کجا — از جمادے جان کرا باشد رجا

کہاں یہ قوم، کہاں پیغام (خداوندی) — پتھر سے کس کو جان کی امید ہوتی ہے؟

گر تو پیغام زنے آری دزر — پیش تو بنهند جمله سیم و سر

اگر تو عورت کا پیغام لائے اور سونا — تیرے سامنے سب چاندی اور سر رکھ دیں گے

---

۱ کہ بنرمی سانپ سوراخ سے باہر نکل آتا ہے۔ مرد ماں۔ بادشاہ نے تنہائی میں اس سے پوچھا کہ کہاں کا رہنے والا ہے اور کیا کام کرتا ہے۔ گفت۔ اس نے کہا دارالسلام سے دارالملام میں آیا ہوں۔ دارالسلام۔ سلامتی کا گھر، عالم بالا۔ دارالملام۔ ملامت کا گھر، دنیا۔ ماہے۔ میں چاند کی طرح ہوں لہٰذا نہ میرا کوئی گھر معین ہے نہ کوئی ہمنشین ہے۔

۲ بادشاہ۔ بادشاہ نے تفریحاً اس سے کہا کہ تو نے کیا کھایا تھا اور ناشتہ کے لئے تیرے پاس کیا ہے۔ گفت۔ اس نے کہا اگر کچھ ہوتا تو میں پیغمبری کا دعوی کیوں کرتا۔ دعوی۔ ان لوگوں میں پیغمبری کا دعوی ایسا ہی مشکل کام ہے جیسا کہ کوئی پہاڑ میں دل کی تلاش کرے۔

۳ کس۔ پہاڑ اور پتھر کا دل کوئی تلاش نہیں کرتا ہے نہ اس سے یہ توقع کرتا ہے کہ وہ باریک اور مشکل نکتے سمجھے گا۔ ہرچہ۔ پہاڑ سے تم جو کچھ کہو گے وہ بازگشت آواز سے تمہارا مذاق ہی اڑائے گا۔ آخر کیا۔ یہی حال اس قوم کا ہے کہ خدا کے پیغام سے ان کو کوئی مناسبت نہیں ہے۔ گر تو۔ ہاں اگر ان کے پاس کسی حسین عورت کا پیغام لاؤ تو سب کچھ قربان کر دیں گے۔

کہ فلاں جا شاہدے می خواندت — عاشق آمد بر تو و می داندت

کہ فلاں جگہ ایک معشوق تجھے بلاتا ہے — وہ تجھ پر عاشق ہو گیا ہے اور تجھے جانتا ہے

ور تو پیغامِ خدا آری چو شہد — کہ بیا سوی خدائے نیک عہد

اور اگر تو شہد جیسا خدا کا پیغام لائے — کہ اے قول و قرار کے سچے! اللہ کی جانب آ جا

از جہانِ مرگ سوی برگ رو — چوں بقا ممکن بود فانی مشو

موت کی دنیا سے ساز و سامان کے عالم کی جانب چل — جب بقا ممکن ہو تو ہلاک نہ ہو

قصدِ خونِ تو کنند و جان و سر — بر برائے حمیتِ دین و ہنر

تیرے خون اور جان اور سر کا قصد کریں گے — ہنرمندی اور دین کی حمایت کی وجہ سے نہیں

بلکہ از چفسیدگی بر خانماں — تلخ شاں آید شنیدن ایں بیاں

بلکہ گھر بار کی وابستگی کی وجہ سے — اُن کو یہ بات سننا کڑوا معلوم ہوتا ہے

سببِ عداوت عام و بیگانہ زیستن ایشان با ولیائے خدا کہ بحق

عوام کی عداوت اور اُن کے خدا کے اولیاء سے بیگانہ ہو کر زندگی کو یہ سبب ہوئے کہ وہ

شان میخوانند و آبِ حیاتِ ابدی ارشاد می نمایند

اُن کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں اور ہمیشگی کے آبِ حیات کی طرف راہنمائی کرتے ہیں

خرقۂ بر ریش خر چفسیدہ سخت — چونکہ خواہی بر کنی زو لختِ لخت

پشمی گدھے کے زخم پر سخت چپکی ہوئی ہے — جب تو اُس سے ٹکڑے ٹکڑے اُکھاڑے گا

جفتہ انداز دیقیس آں خر زدر — جذاآں کس کز و پرہیز کرد

وہ گدھا یقیناً تکلیف کی وجہ سے دولتی مارے گا — خوش نصیب ہے وہ شخص جو اُس سے بچ گیا

خاصہ پنجہ ریش و ہر جا خرقۂ — بر سرش چفسیدہ در نم غرقۂ

خصوصاً جبکہ پچاس زخم ہوں اور ہر جگہ پشمی — اپیپ کی نمی میں اُس پر چپکی ہوئی ہو

خانماں چوں خرقۂ و ایں حرص ریش — حرص ہر کہ بیش باشد ریش بیش

گھر پشمی ہے اور یہ حرص زخم ہے — جس کو زیادہ حرص ہوگی اُسکے زخم زیادہ ہونگے

خانماں چغد ویران ست و بس — نشنود اوصافِ بغداد و طبس

چغد کا گھر بار صرف ویرانہ ہے — وہ بغداد اور طبس کی خوبیاں نہیں سنتا ہے

گر بیاید باز سلطانی ز راہ — صد خبر آرد بدیں چغداں ز شاہ

اگر شاہی باز راستہ طے کر کے آئے — ان چغدوں کو بادشاہ کی سینکڑوں خبریں سنائے

ے کہ فلاں۔ اگر ان کو یہ بات دور جہاں جگہ ایک معشوق ہے وہ تجھ پر عاشق ہے اور تجھے خب جانتا ہے۔ اور اگر یہ اگر انھیں خدا کی طرف بلائے تو تاثر ہوتا ہے۔ ازجہاں۔ یہ پیغام دو کہ فانی دنیا سے آخرت کی طرف رجوع کرو۔ قصد۔ تو یہ لوگ اس پیغام پر پیغامبر کی جان کے دشمن بن جاتے ہیں۔

ے تر۔ یہ لوگ اللہ کے پیغمبر کو جو زر کرتے ہیں تو کسی دین کی حمایت میں نہیں کرتے ہیں بلکہ چونکہ اُن کو اس فانی دنیا سے دلچسپی ہے اس لئے زر کرتے ہیں اور اُن کو یہ پیغام تلخ لگتا ہے اور اُن کی مثال اُس گدھے کی سی ہے جس کا ذکر آگے آرہا ہے خرقہ۔ زخمی گدھے کے زخم دھونے کے لئے اگر کوئی شخص اُس کے پشمی اُکھاڑتا ہے تو وہ گدھا لاتیں مارتا ہے۔

ے خاصہ۔ خصوصاً جب پاؤں اور پنجے زخم ہوں اور پھاہے اُن پر چپک گئے ہوں تو کوفت زیادہ لاتیں مارتا ہے۔ خانماں۔ اہل دنیا داروں کی حرص اُنکے زخم ہیں اور گھر بار اُن زخموں کے پھاہے ہیں۔ چغد۔ اُلو کا مسکن ویرانہ ہے اگر اُس کو کوئی بغداد اور طبس شہروں کی خوبی سنائیگا تو وہ کبھی سننے کے لئے تیار نہ ہوگا مگر جب اگر کوئی اللہ کا پیغمبر اُنکو اللہ کی باتیں سناتا ہے تو یہ دنیادار چغد اُس کا مذاق اُڑاتے ہیں۔

شرح دار الملک و باغستان و جُو — پس بر د افسوس دارد ہر عدُو

دارالسلطنت اور باغ اور نہر کی تفصیل — تو جو دشمن اُس کا مذاق اڑائے گا

کہ[1] چہ باز آورد افسانہ کہن — کز گزاف و لاف میبافد سخن

کہ باز پرانا قصہ کیوں لایا — کہ بیہودہ اور شیخی کی باتیں کر رہا ہے

کہنہ ایشانند و بوسیدہ ابد — ورنہ آں دم کہنہ را نو میکند

پرانے اور ہمیشہ کے لئے سڑے ہوئے وہ ہیں — ورنہ وہ بات پرانے کو نیا کر دیتی ہے

مُردگانِ کہنہ را جاں میدہد — تاجِ عقل و نورِ ایماں میدہد

پرانے مُردوں کو جان عطا کر دیتی ہے — عقل کا تاج اور ایمان کا نور دے دیتی ہے

دل مُدزد از دلربائے روح بخش — کہ سوارت میکند بر پشتِ رخش

روح بخشنے والے معشوق سے دل نہ چرا — کیونکہ وہ تجھے عمدہ گھوڑے پر سوار کر دیگا

سر مُدزد[2] از سرفرازِ تاج دہ — کو ز پائے دل کشاید صد گرہ

سر نہ چرا کر نیوالے تاج بخشنے والے سے سر نہ چھپا — کیونکہ وہ دل کے پاؤں سے سینکڑوں گرہ کھولدیگا

با کہ گویم در ہمہ دہ زندہ کو — سوئے آبِ زندگی پوینده کو

کس سے کہوں پورے گاؤں میں زندہ کون ہے؟ — آبِ حیات کی جانب دوڑنیوالا کون ہے؟

تو بیک خواری گریزانی ز عشق — تو بجز نامے چہ میدانی ز عشق

تو ایک ذلت کیوجہ سے عشق سے بھاگ جانیوالا ہے — تو عشق کے نام کے سوا کیا جانتا ہے؟

عشق را صد ناز و استکبار ہست — عشق با صد ناز می آید بدست

عشق کے سینکڑوں ناز اور غرور ہیں — عشق سینکڑوں نازوں سے ہاتھ لگتا ہے

عشق[3] چوں وافی ست وافی میخرد — در حریفِ بیوفا می ننگرد

عشق چونکہ وفادار ہے، وفادار کا خریدار ہے — بیوفا دوست کی طرف نظر نہیں کرتا ہے

چوں درخت ست آدمی و بیخ عہد — بیخ را تیمار می باید بجہد

انسان درخت کی طرح ہے اور وفا عہد جڑ ہے — جڑ کی کوشش سے حفاظت کرنی چاہئے

عہدِ فاسد بیخ بوسیدہ بود — وز شمارِ لطف ببریدہ بُود

خراب عہد، سڑی ہوئی جڑ ہوتا ہے — اور مہربانی کے پھلوں سے کٹا ہوا ہوتا ہے

جس شخص میں وفاداری نہ ہو وہ اُس درخت کی طرح ہے جو بے پھل ہو جانے سے پھلوں سے محروم ہو گیا ہو۔

---

[1] کہ چہ۔ دنیادار پیغمبر کی باتوں پر کہتے ہیں کہ یہ پرانی کہانیاں ہیں۔ کہنہ۔ یہ خود پرانے اور بوسیدہ ہیں ورنہ یہ باتیں تو پرانے کو بھی نیا بنا دیتی ہیں۔ مُردگاں۔ جن لوگوں کے دل مُردہ ہو چکے ہیں یہ باتیں انکو نئی زندگی بخشدیتی ہیں عقل کا تاج اور ایمان کا نور عطا کر دیتی ہیں۔ دل مُدزد۔ اُس دلربا کی ان باتوں سے دل نہ چرا وہ تیرے سرکش نفس پر تجھے قابو دیدیگا۔

[2] سر مُدزد۔ یہ پیغمبر وقت تجھے تاج پہنا دیگا تیرے دل کی گرہیں کھول دے گا۔ با کہ گویم۔ لیکن ان باتوں کے سننے والے کہاں ہیں آبِ حیات کے طالب مفقود ہیں۔ تو بیک خواری عشق میں اگر ایک ذلت اٹھانے پر چھوٹ جاتا تو تو عشق کو چھوڑ بھاگتا ہے تو نے جو عشق کا نام سنا ہے اُس کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہے عشق بہت متکبر اور نازوں بھرا ہے بہت مصیبتوں سے ہاتھ لگتا ہے

[3] عشق۔ عشق وفادار ہے وہ وفاداروں کو حاصل ہوتا ہے وہ بے وفا کی طرف نظر بھی نہیں دیکھتا ہے۔ بیخ عہد۔ انسانیت کی اصل اور جڑ وفاداری ہے اور درخت کی جڑ کی حفاظت ضروری ہے۔ عہد فاسد

شاخ[1] و برگِ نخل اگرچہ سبز بُود — با فسادِ بیخ سبزی نیست سُود
کھجور کی شاخ اور پتے اگرچہ سبز ہوں — جڑ کی خرابی کے ہوتے ہوئے سبزی مفید نہیں ہے

ور ندارد برگِ سبز و بیخ ہست — عاقبت بیروں کند صد برگ دست
اور اگر سبز پتے نہ ہوں اور جڑ صحیح ہے — انجام کار سینکڑوں پتے ہاتھ نکالیں گے

تو مشو غرہ بعلمش عہد جُو — علم چوں قشرست عہدش مغز اُو
تو اُس کے علم سے دھوکا نہ کھا، عہد کی جستجو کر — علم چھلکا ہے اُس کا عہد اُس کا مغز ہے

در بیان[2] آنکہ مرد بدکار چوں متمکن شود در بدکاری و اثرِ دولت

اس کا بیان کہ بدکار انسان جب بدکاری میں لگ جاتا ہے اور نیکوں کی دولت

نیکوکاراں بہ بیند شیطان صفت — شود و مانع خیر گردد از حسد
کا اثر دیکھتا ہے شیطان جیسا بن جاتا ہے اور حسد سے شیطان کی طرح بھلائی کیلئے مانع

ہمچوں شیطاں کہ خرمن سوختہ — ہمہ را خرمن سوختہ خواہد
بنجاتا ہے کیونکہ جس کا کھلیان جل گیا ہو — سب کو جلے ہوئے کھلیان والا چاہتا ہے

اَرَأَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی
کیا تو نے نہیں دیکھا اُس کو جو بندے کو منع کرتا ہے جبکہ وہ نماز پڑھے

وافیاں را چوں بہ بینی کردہ سُود — تو چو شیطانے شوی آنجا حسُود
جب تو وفاداروں کو سود مند دیکھتا ہے — تو تو شیطان کی طرح اُس وقت حاسد بنجاتا ہے

ہر کہ را باشد مزاج و طبع سُست — او نخواہد ہیچ کس را تندرست
جس شخص کا مزاج اور طبیعت مریض ہو — وہ کسی کو تندرست دیکھنا پسند نہیں کرتا

گر نخواہی رشکِ ابلیسی بیا — از درِ دعوے بدرگاہِ وفا
اگر تو شیطان کا سا حسد نہیں کرنا چاہتا ہے تو آجا — دعوے کے دروازے سے ہٹ کر وفا کی درگاہ میں

چوں[3] وفایت نیست بار دم مزن — کایں سخن دعویست اغلب ما و من
جبکہ تجھ میں وفا نہیں ہے اُس کا نام نہ لے — کیونکہ یہ بات اکثر تکبر کا دعویٰ ہے

ایں سخن در سینہ دخلِ مغزہاست — در خموشی مغزِ جاں را صد نماست
یہ بات سینے میں مغزوں کی آمدنی ہے — چپ رہنے میں جان کے مغز کا بہت اضافہ ہے

چوں بیاید در زباں شد خرجِ مغز — خرج کم کن تا بماند مغز نغز
جب وہ بات زبان پر آئی، مغز خرچ ہو گیا — خرچ کم کر تاکہ عمدہ مغز باقی رہے

[1] شاخ جس درخت کی جڑ گھن ہو اُس کے شاخ کی سبزی کو مفید نہیں ہے خشک اور اگر جڑ درست ہے، پتوں کے جھڑنے سے کوئی نقصان نہیں ہے پتے پھر آجائیں گے تو مشو۔ کسی انسان کے علم سے دھوکہ نہ کھانا چاہئے۔ یہ دیکھنا چاہئے کہ اُس میں وفاداری کا مادہ ہے یا نہیں وفاداری انسان کا جوہر ہے۔

[2] در بیان۔ انسان جب خود بدکاریوں سے محروم ہوتا ہے تو دوسروں کی بھلائیوں سے شیطان کی طرح جلنے لگتا ہے اور چاہتا ہے وہ بھی بھلائی کو محروم ہو جائیں جیسا حال اُس جل کا تھا کہ کھیتوں کو نماز پڑھتے نہ دیکھ سکتا تھا۔ واقعہ۔ ناکام انسان بامراد انسانوں پر شیطان کی طرح حسد کرتا ہے۔ ہر گز تک کتاب کو تنگ کا دیکھنا چاہتا ہے۔ مگر کھوا ہی اگر انسان اس ابلیسی صفت سے بچنا چاہے تو خود کو کامیاب بنائے

[3] چوں۔ جب انسان وفاداری سے خالی ہے تو اُسکو خوش رہنا چاہئے اپنے اس صورت میں اُسکے جھوٹے میں دو برائیاں ہونگی ایک بیوفائی دوسرے دروغگوئی۔ کایں سخن۔ انسان کی زیادہ باتیں عموماً تکبر پر مبنی ہوتی ہیں۔ در خموشی۔ آدمی جب تک بات نہیں کرتا ہے وہ رقم کا جوہر ہے اُسکو خرچ نہ کرنا چاہئے۔ جیسے بیاید۔ بات کہنے سے روح کا جوہر ضائع ہوتا ہے تو اُسکو حفظ کرنا چاہئے۔

مردِ کم گوینده را فکریست زفت — قشر گفتن چوں فزوں شد مغز رفت

کم گو انسان کا خیال وزنی ہوتا ہے — باتیں کرنے کا چھلکا جب بڑھا مغز ختم ہو گیا

پوست افزوں گشت و کمتر گشت مغز — پوست کمتر شد فزوں شد مغز نغز

چھلکا بڑھا، اور مغز گھٹا — چھلکا گھٹا تو عمدہ مغز بڑھا

بنگر ایں ہر سہ ز خامی رستہ را — جوز را و لوز را و پستہ را

ان تین پکے ہوؤں کو دیکھ لے — اخروٹ کو اور بادام کو اور پستہ کو

ہر کہ او عصیاں کند شیطاں شود — کہ حسودِ دولتِ نیکاں شود

جو نافرمانی کرتا ہے، شیطان بن جاتا ہے — کیونکہ وہ نیکوں کی دولت کا حاسد ہو جاتا ہے

چونکہ در عہدِ خدا کردی وفا — از کرم عہدت نگہدارد خدا

جب تو نے خدا کے عہد کی وفا کی — عنایت کرے، خدا تیرے عہد کی حفاظت کرتا ہے

از وفائے حق تو بستہ دیدہ — اُذْکُرُوْا اَذْکُرْکُمْ نشنیدہ

اللہ (تعالیٰ) کی وفاداری سے تو نے آنکھ بند کر لی ہے — "تم یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا" تو نے نہیں سنا ہے

گوش نہ اُوْفُوْا بِعَهْدِیْ گوش دار — تا کہ اُوْفِ عَهْدَکُمْ آید زیار

کان لگا: "تم میرے عہد کی وفاداری کرو" کو سن — تاکہ دوست کیجواب میں تمہارا عہد پورا کروں گا" کی پہچان

عہد و قرضِ ما چہ باشد اے حزیں — ہمچو دانہ خشک کشتن در زمیں

اے غمگین! ہمارا عہد اور قرض کیا ہوتا ہے؟ — (ایسا ہی ہے) جیسا کہ زمین میں خشک دانہ بونا

نے زمیں را زاں فروغ و لمتری — نے خداوندِ زمیں را تا نگری

اُس سے زمین کو کوئی اضافہ یا بڑھتری نہیں ہے — نہ زمین کے مالک کے لئے مالداری ہے

جز اشارت کہ ازیں می بایدم — کہ تو دادی اصل این را از عدم

سوائے اس اشارے کے کہ مجھے اس میں سے درکار ہے — کیونکہ تو نے ہی اس کی اصل کو عدم سے عنایت کیا تھا

خوردم و دانہ بیاوردم نشاں — کز ایں نعمت بسوئے ما کشاں

میں نے کھا لیا اور ایک دانہ نشانی کیلئے لے آیا ہوں — کہ اس نعمت کو ہمارے لئے بھیجدے

پس دُعائے خشک ہل اے نیکبخت — کہ فشاند دانہ می خواہد درخت

اے نیک بخت! خشک دعا کو چھوڑ دے — جو کہ دانہ بکھیرتا ہے، درخت چاہتا ہے

گر نہ داری دانہ ایزد زاں دُعا — بخشدت نخلے کہ نعمِ ما سعیٰ

اگر تیرے پاس دانہ نہیں ہے "اللہ تعالیٰ اس دعا — تجھے کھجور عنایت کر دے گا کیونکہ اُسنے جو کوشش

سے" — کی ہے وہ اچھی ہے

---

۱ مرد کم گو: قرد۔ اس خیال مغز ہے اور اس کی تعبیر کے الفاظ چھلکا ہیں جس قدر چھلکا کم ہوگا گودا بڑھے گا۔ جنگ۔ اخروٹ اور بادام اور پستہ کو دیکھ لے ان کا اگر چھلکا موٹا ہے گری کم نکلے گی ہر کہ گنہگار شیطان صفت ہوتا بن جاتا ہے۔ چونکہ جب انسان عہد الست یا فرائض کے عہد میں وفاداری دکھاتا ہے تو پھر خدا اس کے عہد کی نگہبانی فرماتا ہے اور عہد شکنی سے بچاتا ہے۔

۲ اُذْکُرُوْا۔ قرآن پاک میں ہے اُذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْنِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ۔ "تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر ادا کرو اور کفر نہ کرو" اُوْفُوْا بِعَهْدِیْ پاک میں ہے اُوْفُوْا بِعَهْدِیْ اُوْفِ بِعَهْدِکُمْ۔ "تم میرے عہد کی وفا کرو میں تمہارے عہد کی وفا کروں گا۔ عہد و قرض ہم جو اللہ تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں یا اس کو قرض دیتے ہیں اس میں ہمارا ہی فائدہ ہے اس کی مثال یہ ہے کہ ہم زمین میں ایک دانہ بوتے ہیں اس سے زمین کو فائدہ نہیں ہمارا فائدہ ہے۔

۳ لمتری۔ مثنا یا تمامگری۔ تونگری، مالداری۔ جز۔ دانہ بونے میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح تو نے اس دانہ کو عدم سے موجود فرما دیا مجھے اسی قسم کا علم عطا فرما دے۔ خوردم۔ دانہ بونے والا یہ کہتا ہے کہ میں نے جو تیری نعمت کھائی وہ اسی قسم کی تھی یہ نعمت مجھے اور دیدے۔ دعائے خشک۔ یعنی عمل سے خالی دعا، خواب بیج ہے اس سے درخت

همچو مریم[1] درد بودش دانے — سبز کرد آں نخل را صاحب فنے

جس طرح کہ حضرت مریمؑ کے پاس درد تھا دانہ نہ تھا — صاحب تدبیر نے اُس کھجور کو سرسبز کر دیا

زانکہ وافی بود آں خاتونِ راد — بے مرادش داد یزداں صد مراد

کیونکہ وہ دانا خاتون وفادار تھیں — اللہ نے اُن کے مانگے بغیر سیکڑوں مرادیں دیدیں

آں جماعت را کہ وافی بودہ اند — بر ہمہ اصناف شاں افزودہ اند

جو لوگ وفادار ہوتے ہیں — تمام طبقوں پر اُن کو فضیلت دیدی گئی ہے

گشت دریاہا تحکم پردازِ شاں — صحن میدانہا تاند رازِ شاں

دریا اُن کی پرورش کرنے والے بنے ہیں — میدانوں کی وسعت اُن کے راز نہ رہا اسکی

گشت دریاہا مسخر شان و کوہ — چار عنصر نیز بندہ آں گروہ

دریا اور پہاڑ اُن کے تابع فرمان بنے — اُس جماعت کے چاروں عناصر بھی غلام بنے

ایں[2] خود اکرامیست از بہرِ نشاں — تا بہ بینند اہلِ انکاراں عیاں

یہ دکھانے کے لئے اکرام ہے — تاکہ منکرین واضح طور پر دیکھ لیں

آں کرامتہائے پنہاں شاں کہ آں — در نیاید در حواس و در بیاں

اُن کی وہ پوشیدہ کرامتیں ہیں کہ وہ — حواس اور بیان میں نہیں آسکتیں

کار آں دارد خود آں باشد ابد — دائماً نے منقطع نے مُسترد

وہ ایسے کام رکھتی ہیں کہ وہ ابدی ہوتے ہیں — مسلسل، نہ منقطع ہوتے ہیں، نہ مُسترد

بلکہ باشد در ترقی دمبدم — ہست آں بخشندۂ صاحب کرم

بلکہ وہ ہر لحظہ ترقی میں ہوتے ہیں — وہ عطا کرنے والا کریم ہے

درمناجات

دُعا

اے[3] دہندہ قوت و تمکین و ثبات — خلق را زیں بے ثباتی دہ نجات

اے روزی اور استقلال اور پائیداری عنایت کرنیوالے — مخلوق کو اِس ناپائیداری سے نجات دیدے

اندراں کاریکہ ثابت بودنی ست — قائمی دہ نفس را کہ منتنی ست

اُس کام میں جو پائیداری کے قابل ہے — نفس کو ٹکاؤ عنایت کردے کہ وہ بدبو جانیوالا ہے

اندراں کاریکہ دارد آں ثبات — قائمی دہ نفس را بخشش حیات

وہ کام جو پائیدار ہو — نفس کو ٹکاؤ دے، اُس کو زندگی بخش

[1] ہمچو مریم: حضرت مریمؑ نے کھجور کی گٹھلی میں بوئی تھی البتہ اُن کو درد تھا اُس سے درخت اُگ آیا۔ یہ جماعت اللہ کے عبد مقصود کرنے والے ہے نفس میں گئے حضرت موسیٰؑ نے تابوت میں دریا میں رہتے ہوئے اور حضرت یونسؑ نے مچھلی کے پیٹ میں دریا میں رہتے ہوئے پرورش پائی۔ چار عنصر مختصر جگہ بنا دیا ہے کہ آگ، پانی، ہوا، مٹی نے انبیاء کی مدد کی

[2] ایں خود: یہ خوارق صرف عوام کو دکھانے کے لئے دیئے جاتے ہیں۔ آج کرامتیں لیکن باطنی کرامتیں جو عوام کی نگاہوں سے مخفی ہوتی ہیں وہ اصل ہیں اور وہ ہمیشہ ہمیشہ رہتی ہیں جیسے کہ استقامت فی الدین اور اتباع سنت وغیرہ

[3] اے دہندہ: چونکہ پہلے وفاداری اور مضبوطی پابندی کا ذکر تھا تو سوالنے اسکے لئے دعا شروع کر دی ہے.... بے ثباتی: یعنی جسد پر قائم رہنا۔ اندر جن کاموں میں استقلال اور پائیداری ضروری ہے ان میں اس شعور جو جانیوالے نفس کو پائیداری عطا کر دے

صبر شاں بخش و کفہ میزاں گراں — وارہاں شاں از دمِ صنوگراں

اُن کو صبر عطا کر اور ترازو کا بھاری پلڑا — بہروپیوں سے اُن کو نجات دے

وز حسودی بازشاں خرائے کریم — تا نباشد از حسد دیوِ رجیم

اے کریم! اُن کو حسد سے بچالے — تاکہ وہ حسد کی وجہ سے مردود شیطان نہ بنیں

در نعیمِ فانی و مالِ و جسد — چوں ہمی سوزند عامہ از حسد

فانی نعمتوں اور مال اور جسم میں — عوام حسد سے کیسے جلتے ہیں؟

بادشاہاں ہیں کہ لشکر می کشند — از حسد خویشانِ خود را میکشند

بادشاہوں کو دیکھ کر لشکر کشی کرتے ہیں — حسد کی وجہ سے اپنوں کو مار ڈالتے ہیں

عاشقانِ لُعبتانِ پر قدر — کردہ قصدِ خون و جانِ یک دگر

گندی گڑیوں کے عاشق — ایک دوسرے کا خون اور جان لیتے ہیں

دیس دراہیں خسرو شیریں بخواں — تا چہ کردند از حسد آں ابلہاں

دیس اُدراہیں، خسرو اور شیریں کا قصہ پڑھ لے — اِن احمقوں نے حسد سے کیا کیا ہے

تا فنا شد[1] عاشق و معشوق نیز — کہ نہ چیز ند و ہواشاں ہم نچیز

یہاں تک کہ عاشق اور معشوق بھی فنا ہو گئے — کیونکہ وہ ناچیز تھے اور اُن کی محبت بھی ناچیز تھی

پاک الٰہی کہ عدم برہم زند — مر عدم را بر عدم عاشق کند

خدا (فنا سے) پاک ہے کیونکہ وہ عدم کو بھڑا دیتا ہے — عدم کو عدم پر عاشق بنا دیتا ہے

در دلِ نہ دل حسدہا سر کند — نیست را و ہست را مضطر کند

بے دل کے دل میں حسد پیدا ہو جاتے ہیں — معدوم اور موجود کو بے چین کر دیتا ہے

ایں زنانے کز ہمہ مشفق تر اند — از حسد دو ضرّہ خود را می خورند

یہ عورتیں جو سب سے زیادہ شفقت کرنیوالی ہیں — حسد کی وجہ سے دو سوکنیں اپنے آپ کو کھا جاتی ہیں

تا کہ مردانے کہ خود سنگیں دل اند[2] — از حسد اندر کدامیں منزل اند

جہاں تک کہ مرد جو خود سنگدل ہیں — حسد کی وجہ سے کونسی منزل میں ہیں!

گر نکردے شرعِ افسونِ لطیف — بر دریدے ہر کسے جسمِ حریف

اگر شریعت پاکیزہ منتر (تدبیر) مقرر نہ کرتی — ہر شخص مخالف کا جسم پھاڑ ڈالتا

شرع بہر دفعِ شرر رائی زند — دیو را در شیشہ حجت کند

شریعت شر کو رفع کرنے کیلئے ایک تدبیر کرتی ہے — بھوت کو دیس کی بوتل میں بند کر دیتی ہے

[1] تا فنا شد۔ اس حسد کے نتیجہ میں عاشق بھی فنا ہوا اور معشوق بھی ہمیشہ زندہ نہ رہا۔ پاک عشق ہو تو ذاتِ الٰہی سے ہو جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ کہ عدم۔ فانی معشوق کو فنا کر دیتا ہے فانی کو فانی پر عاشق بنا دیتا ہے۔ (زندگی وہ عاشق جو اپنے آپ کو دل کہتا ہے اُسکے دل میں حسد شرّ بھڑکاتا ہے۔ ایسی زنانے عورتوں میں شفقت کا مادہ زیادہ ہے لیکن وہ بھی حسد میں مبتلا ہیں ایک سوکن دوسری سوکن کو کھائے جاتی ہے۔

[2] مردانے۔ جب عورت کا یہاں ہے تو سنگدل مردوں کے احوال کا اندازہ لگا لو۔ افسونِ منتر یعنی وقت۔ یہ اور بڑے کام کی چیز مشہور ہے کہ جس کو منتر کے ذریعہ

از گواہ و از یمین و از نکول — تا بہ شیشہ در رود دیو فضول

گواہ اور قسم اور قسم کے انکار کے ذریعہ — تاکہ بیہودہ بھوت بوتل میں آجائے

مثل میزانے کہ خوش درے دو ضد — جمع می آید یقیں در ہزل و جد

ترازو کی طرح کہ اس میں دونوں مخالف خوش آتے ہیں — یقیناً متفق ہوتے ہیں مذاق میں اور سنجیدگی میں

شرع چوں کیل و ترازو دان یقیں — کہ بدو خصماں رہند از جنگ و کیں

شریعت کو یقیناً پیمانہ اور ترازو کی طرح سمجھ — کیونکہ دو جھگڑنے والے اسکے ذریعہ سے لڑائی اور کینہ سے نجات پاجاتے ہیں

گر ترازو نبود آں خصم از جدال — کے رہد از وہم حیف و احتیال

اگر ترازو نہ ہو تو مخالف جھگڑے کی وجہ سے — ظلم اور حیلہ گری کے وہم سے کب چھوٹ سکتا ہے؟

پس دریں مردار زشت بے وفا — ایں ہمہ رشک ست خصمی و جفا

تو اس مردار، بری بے وفا (دنیا) میں — یہ رشک اور جھگڑا اور ظلم ہے

پس دراں اقبال و دولت چوں بود — چوں شود جنی و انسی در حسد

تو اس (آخرت کے) اقبال اور دولت میں کیسا ہوگا — جن اور انسان کیسے حسد میں ہوں گے!

آں شیاطیں خود حسود کہنہ اند — یک زماں از رہزنی خالی نیند

وہ شیطان خود پرانے حاسد ہیں — تھوڑی دیر کے لئے بھی رہزنی سے خالی نہیں ہیں

واں بنی آدم کہ عصیاں کشتہ اند — از حسودی نیز شیطاں گشتہ اند

وہ بنی آدم جنھوں نے گناہ بوئے ہیں — وہ بھی حسد کی وجہ سے شیطان بن گئے ہیں

از نبی برخواں کہ شیطانانِ انس — گشتہ اند از مسخ حق با دیو جنس

قرآن میں پڑھ لے کہ انسانی شیطان — اللہ تعالیٰ کے مسخ کرنے سے شیطان کے ہم جنس بنے ہیں

دیو چوں عاجز شود از افتناں — استعانت جوید او از انسیاں

شیطان جب انسان کے فتنہ میں پڑنے سے عاجز آجاتا ہے — وہ انسانوں سے مدد مانگتا ہے

کہ شما یارید باما، یاریے — جانب ما نید، جانب داریے

کہ تم ہمارے دوست ہو، مدد کرو — ہمارے جانب دار ہو، جانب داری کرو

گر کسے را رہ زنند اندر جہاں — ہر دو گوں شیطان آید شادماں

اگر وہ دنیا میں کسی کی رہزنی کرتے ہیں — تو دونوں قسم کے شیطان خوش ہوتے ہیں

ور کسے جاں بر دو شد در دیں بلند — نوحہ میدارند آں دو رشک مند

اگر کسی نے جان بچالی اور دین میں بلند ہوگیا — دونوں رشک کرنے والے روتے ہیں

ف۱ گواہ اگر مدعی کے پاس گواہ ہیں تو ثبوت کیلئے اس سے گواہ لئے جاتے ہیں اور قسم مدعی سے قسم لی جاتی ہے اور اس کی قسم اور قسم سے انکار پر فیصلہ کیا جاتا ہے لیکن قسم سے انکار کرنا مثل میزانے فریقین کو مطمئن کرنے کا یہ طریقہ ایسا ہی ہے جیسا کہ ترازو فریقین کو مطمئن کر دیتی ہے۔ شرع۔ یہ شرعی فیصلہ فریقین کیلئے اسی طرح باعث اطمینان ہوتا ہے جس طرح چھڑکنا یا کیل کرنا تول کر فیصلہ کرنا باعث اطمینان ہوتا ہے۔ حیف۔ ظلم۔ احتیال۔ حیلہ گری۔

ف۲ پس۔ جب دنیا کی ناپائیدار چیزوں میں حسد اور رشک کا یہ حال ہے تو آخروی نعمتوں میں حسد اور رشک کا اندازہ خود کرلو۔ آں شیاطیں۔ شیطان تو حسد ہوتا ہی ہے انسان بھی حسد کرکے شیطان بن جاتا ہے۔ از نبی۔ قرآن میں شیطانوں کی دو قسمیں بتائی گئی ہیں۔ ایک جنی ایک انسی۔ دیو جنی شیطان جب کسی معاملہ میں خود عاجز آجاتا ہے تو پھر انسانوں میں سے شیاطین کو اپنی مدد کیلئے بلاتا ہے۔ افتناں۔ فتنہ میں مبتلا ہونا

ف۳ کہ شما۔ شیطان مایوس ہوکر انسانی شیطانوں کو پکارتا ہے۔ یاریے۔ یعنی ہر طرح سے مدد کرو۔ اگر کوئی کسی کو گمراہ کرتا ہے تو جنی اور انسانی شیطان ایسے خوش ہوتے ہیں۔ ور کسے۔ اگر کسی سے نیکی صادر ہوتی ہے تو دونوں رشک کرتے ہیں۔

هر دو[1] می خایند دندانِ حسد — بر کسے کہ داد ادیب اُو را خرد

دونوں حسد سے دانت پیستے ہیں — اُس شخص پر جس کو اُستاد نے عقل سکھا دی ہو

پرسیدنِ شاہ ازاں مدعیِ نبوت کہ آنکہ رسولِ راستیں باشد

امارت اور نبوت کے مدعی سے دریافت کرنا کہ جو سچا رسول ہو اور ثابت

و ثابت شود با او چہ باشد کہ کسے را بخشد و یا بصحبت و خدمتِ

ہو جائے تو اُس کے پاس کیا ہوتا ہے کہ وہ کسی کو بخشے اور اُس کی صحبت و خدمت

اُو چہ بخشش یابند غیرِ نصیحت کہ بزبان میگوید

سے کیا بخشش پائیں گے سوائے اُس نصیحت کے جو وہ زبانی کرتا ہے

شاہ پرسیدش کہ بارے وحی چیست — یا چہ حاصل دارد آنکس کو نبیست

بادشاہ نے اُس سے پوچھا کہ بھئی وحی سے فائدہ کیا ہے — یا جو نبی ہے اُس کو کیا حاصل ہے؟

یا چہ بخشد ہر کسے را در سخن — غیرِ ایں نصحِ زباں کُن یا مکُن

یا وہ بات کرنے میں کسی کو کیا دیتا ہے؟ — سوائے اِس زبانی نصیحت کے کہ کر یا نہ کر

چیست نفع از خدمتش در صحبتش — وانکہ تابع گشت چہ بود رفعتش

اُس کی صحبت میں اُس کی خدمت سے کیا نفع ہے؟ — اور جو اُس کے تابع ہو جائے اُسکو کیا بلندی حاصل ہو؟

گفت خود آں چیست کش حاصل نشد — یا چہ دولت ماند کو واصل نشد

اُس نے کہا وہ کیا چیز ہے جو اُس کو حاصل نہ ہوئی؟ — یا وہ کونسی دولت رہ گئی جو اُس کو نہ ملی؟

گیرم[2] ایں وحیِ نبی گنجور نیست — ہم کم از وحیِ دلِ زنبور نیست

میں نے مانا کہ یہ خزانہ کے مالک کی وحی نہیں ہے — پھر بھی شہد کی مکھی کے دل کی وحی سے کم نہیں ہے

چونکہ اَوْحیٰ الرَّبُّ اِلَی النَّحل آمدست — خانۂ وحیش پُر از حلوا شدست

چونکہ اللہ نے شہد کی مکھی کو وحی کی یہ فرمان ہوا ہے — اُس کی وحی کا گھر شہد سے بھر گیا ہے

او بنورِ وحیِ حق عزّ و جل[3] — کرد عالم را پُر از شمع و عسل

اُس نے اللہ عزوجل کی وحی کے نور سے — دنیا کو موم اور شہد سے بھر دیا

ایں کہ کرّمنا[4] بالا می رود — وحیش از زنبور کے کمتر بود

یہ جو کہ ہم نے عزت بخشی ہے اوپر جاتا ہے — اُس کی وحی، شہد کی مکھی سے کب کم ہوگی؟

---

[1] ہر دو۔ دونوں قسم کے حسد کرنے والے پر غصہ کھاتے ہیں۔ بر کسے۔ بادشاہ نے اُس سحر سے پوچھا کہ وحی سے صاحب وحی اور دوسروں کو کیا فائدہ ہے؟ بارے بمعنی اب یا بار بمعنی بیں اور یا امارت کے کسرے کے معنی میں ہے۔ حاصل۔ پیداوار۔ رفعت۔ بلندی۔ بمعنی اور بھی۔ وانکہ۔ جسے دونوں کو کیا حاصل ہوتا ہے۔ گفت سحر نے کہا آپ یہ بتائیے کہ وہ کونسا فائدہ ہے جو صاحب وحی کو حاصل نہیں ہوتا ہے۔

[2] گیرم۔ جس سحر نے کہا میں نے مانا کہ میری وحی وہ وحی نہیں ہے جو کسی بڑے نبی کے پاس آئی ہو لیکن شہد کی مکھی کو جو وحی آئی تھی اُس سے تو کم درجہ کی نہیں ہے۔ وحی کے دو معنی ہیں، ایک تو وہ کلام خداوندی جو کسی فرشتہ کے ذریعہ کسی نبی پر نازل ہو، دوسرے معنی اشارے اور دل میں کسی بات کے آنے کے ہیں سحر نے دوسرے معنی مُراد لئے ہیں۔ اَوْحیٰ۔ قرآن پاک میں ہے وَاَوْحیٰ رَبُّکَ اِلَی النَّحلِ اَنِ اتَّخِذِی مِنَ الجِبَالِ بُیُوتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ۔ اور تیرے رب نے شہد کی مکھیوں کو اپنا حکم کیا کہ پہاڑوں میں سے اور درختوں سے اور اُن سب چیزوں سے جن سے وہ چھت بناتے ہیں۔

[3] گھر بنائیں۔ شہد کی مکھیوں نے اللہ تعالیٰ کی وحی کے ذریعہ ہی دنیا کو شہد اور موم عطا کیا ہے۔ کرّمنا۔ قرآن پاک میں ہے وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ۔ بے شک ہم نے ہی آدم کو بڑائی بخشی ہے۔

نے تو اَعْطَیْنَاکَ کَوْثَر خواندہ — پس چرا خشکے و تشنہ ماندہ

کیا تو نے، ہم نے تجھے کوثر دیدی ہے، نہیں پڑھا ہے! — پس تو کیوں خشک اور پیاسا ہے؟

یا مگر فرعونی و کوثر چو نیل — بر تو خوں گشت ست ناخوش اے علیل

یا شاید تو فرعون اور کوثر نیل کی طرح ہے؟ — اے بیمار! جو تجھ پر خون اور ناگوار بن گئی ہے

توبہ کن بیزار شو از ہر عدو — کو ندارد آبِ کوثر در کدو

توبہ کرلے، اور خدا کے، ہر دشمن سے بیزار ہو جا — جس کے کدو میں آبِ کوثر نہیں ہے

ہر کہ را دیدی ز کوثر سُرخرو — اُو محمدؐ خوست با اُو گیر خو

تو جس کو کوثر سے سرخرو دیکھے — وہ محمدؐ کے مزاج والا ہے، اُس کی عادت اختیار کر

تا اَحَبَّ اللّٰہ آئی در حسیب — کز درختِ احمدی با اُوست سیب

تاکہ تو "اس نے خدا سے محبت کی" کی شان میں آجائے — کیونکہ اس کے پاس احمدیؐ درخت کے سیب ہیں

ہر کرا دیدی ز کوثر خشک لب — دشمنش میدار ہمچوں مرگ و تب

تو جس کو کوثر سے خشک لب دیکھے — اُس کو موت اور بخار کی طرح دشمن سمجھ

زانکہ اُو بوجہل شد یا بولہب — دور شو زو تا نیفتی در کرب

کیونکہ وہ ابوجہل یا ابولہب ہے — تو اس سے بھاگ جا، تاکہ مصیبت میں نہ پھنسے

گرچہ بابائے تو ہست و مامِ تو — کو حقیقت ہست خوں آشامِ تو

خواہ وہ تیرا باپ یا ماں ہو — کیونکہ وہ دراصل تیرا خون پینے والا ہے

از خلیلِ حق بیاموز اے پسر — کہ شد اُو بیزار اوّل از پدر

اے بیٹا! (حضرت) ابراہیمؑ سے سیکھ لے — کہ وہ پہلے باپ ہی سے بیزار ہوئے

تا کہ اَبْغَضَ لِلّٰہ آئی پیشِ حق — تا نگیرد بر تو رشکِ عشقِ دق

تاکہ تو اللہ کے سامنے "اس نے خدا کیلئے بغض کیا" بنے — تاکہ تیرے اوپر عشق کا رشک مصیبت نہ ڈالے

تا نخوانی لَا وَاِلَّا اللّٰہ را — در نیابی منہجِ ایں راہ را

جب تک تو "لا و الا اللہ" نہ پڑھ لے گا — اس طریقہ کا راستہ نہ پائے گا

داستانِ آں عاشق کہ با معشوق خود بر می شمرد خدمتہائے

اُس عاشق کی داستان جو اپنے معشوق کے سامنے اپنی خدمتیں اور

اقرار مراد ہے جس میں جب دونوں باتیں پیدا ہو جاتی ہیں جب ہی وہ سیدھے راستہ پر سمجھا جاتا ہے۔

داستان۔ اس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ عاشق کو معشوق کے سوا ہر چیز سے دست کش ہو جانا چاہیئے۔

۹

۱ کوثر: قرآن پاک میں حضورؐ کو خطاب کرکے فرمایا گیا ہے اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ۔ بے شک ہم نے تجھے کوثر عطا کی ہے۔ کوثر حقیقتاً جنت میں ایک حوض ہے جہاں اُس سے آنحضورؐ کے ظاہری اور باطنی فیوض مراد ہیں۔ مگر شاید تو فرعون صفت ہے کہ تیرے لئے کوثر، کوثر نہیں رہی جیسا کہ فرعون کے لئے دریائے نیل کا پانی پانی نہ رہا تھا بلکہ خون بن گیا تھا۔ تو بہ کر کہ جو انسان آنحضورؐ کی اُس کوثر سے سیراب نہیں ہوا ہے اُس سے شخص کو بیزار رہنا چاہیئے۔ ہر کہ جس شخص نے حضورؐ کی کوثر سے سیرابی حاصل کی ہے تم اُس کی عادت اختیار کرو۔ آخر۔ حدیث شریف میں ہے مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ فَقَدْ اَسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ۔ جس شخص نے اللہ کیلئے محبت کی اُس نے ایمان مکمل کرلیا۔

۲ زانکہ: جو شخص کوثر نبویؐ سے مستفید نہیں ہے وہ ابوجہل اور ابولہب صفت ہے اُس سے دور رہنا چاہیئے خواہ وہ کتنا ہی تیرا رشتہ دار ہو۔ زانکہ۔ حضرت ابراہیمؑ کا فرزند آذر سے بیزار ہو گئے تھے۔ اگر جب تو اللہ کے لئے کسی سے ناراض ہوگا تب عشق میں تجھے ثابت ہوگا۔

شعر:

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

۳ تا نخوانی: تو سے غیر اللہ کی نفی اور الا اللہ سے اللہ کا

وفاهائے خود را و شبهائے دراز تَتَجَافٰی جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِع
اپنی وفاداریاں اور اپنی دراز راتیں شمار کر رہا تھا کہ اُن کے پہلو بستروں سے دور رہتے ہیں

را و بینوائیِ خود را و جگر تشنگیِ روزهائے دراز می گفت که
کو اور اپنی بے سروسامانی اور عرصہ دراز کی جگر کی پیاس کو اور کہتا تھا کہ مجھے

من جز ایں خدمت ندانم اگر خدمتے دیگرست مرا ارشاد کن
اِس خدمت کے سوا کچھ نہیں آتا ہے اگر کوئی اور خدمت ہے تو مجھے بتا دیجئے

که هر چه فرمائی منقادم اگر در آتش رفتن ست چون خلیل علیه
کیونکہ جو آپ کہیں میں تابعدار ہوں خواہ حضرت ابراہیمؑ کی طرح آگ میں گھسنا ہو

السلام و اگر در دهانِ نهنگِ دریا اُفتادنست چون یونس علیه
خواہ حضرت یونسؑ کی طرح ناکے کے منہ میں جانا ہو خواہ

السلام و اگر هفتاد بار کُشته شدنست چون جرجیس علیه السلام و اگر از
حضرت جرجیسؑ کی طرح ستر بار قتل ہونا ہو خواہ حضرت

گریه نابینا شدن ست چون شعیب علیه السلام و وفا و جانبازیِ
شعیبؑ کی طرح اندھا بننا ہو اور انبیاء کی جاں بازی اور وفا کی تو

انبیا را شمار نیست و جواب گفتنِ معشوق اُو را
گنتی ہی نہیں ہے اور معشوق کا اُس کو جواب دینا

آں یکے عاشق به پیشِ یارِ خود — می شمرد از خدمت و از کارِ خود
ایک عاشق، اپنے معشوق کے سامنے — اپنا کام، اور خدمت گنا رہا تھا

کز برائے تو چنیں کردم چناں — تیرها خوردم دریں رزم و سناں
کہ میں نے تیری خاطر ایسا ایسا کیا — اِس جنگ میں تیر اور بھالا کھایا

مال رفت و زور رفت و نام رفت — بر من از عشقت بسے ناکامیِ رفت
مال گیا اور طاقت گئی اور نام گیا — مجھے تیرے عشق میں بہت سی محرومیاں ہوئیں

هیچ صبحم خفته یا خنداں نیافت — هیچ شامم با سر و ساماں نیافت
کسی صبح نے مجھے سوتے یا ہنستے نہ پایا — کسی شام نے مجھے باسروسامان نہ پایا

آنچه اُو نوشیده بُود از تلخ و دُرد — اُو بتفصیلش یکایک می شمرد
اُس نے جو بھی کڑواہٹ اور تلچھٹ پی تھی — وہ اُس کو ایک ایک کرکے گن رہا تھا

لہ خلیل اللہ حضرت ابراہیمؑ عشق خداوندی کی وجہ سے نمرود کی آگ میں گھسے یونسؑ۔ حضرت یونسؑ عشق کی وجہ سے مچھلی کے پیٹ میں رہے۔ جرجیسؑ۔ جرجیسؑ کو بار بار قوم نے شہید کیا۔ شعیبؑ۔ حضرت شعیبؑ عشقِ خداوندی میں روتے روتے اندھے ہوگئے تھے۔

لہ رزم۔ جنگ۔ سناں۔ بھالا۔ ہیچ۔ میں کسی صبح کو نہ سو سکا نہ ہنس سکا اور ہر شام کو بے سروسامان رہا۔

نز برائے منتے بل می نمود — بر درستیِ محبت صد شہود

احسان جتانے کے لئے نہیں، بلکہ ظاہر کر رہا تھا — محبت کی سچائی پر سینکڑوں گواہ

عاقلاں را یک اشارت بس بود — عاشقاں را تشنگی زاں کے رود

عقلمندوں کے لئے ایک اشارہ کافی ہے — اس سے عاشقوں کی پیاس کب بجھتی ہے؟

میکند تکرار گفتن بے ملال — کے ز اشارت بس کند حوت از زلال

وہ بلا تکلف بات کو دُہرا رہا تھا — مچھلی نیر پانی کے بدلے اشارہ پر کب بس کرتی ہے؟

صد سخن میگفت زاں درد کہن — در شکایت کہ نگفتم یک سخن

پُرانے درد سے متعلق سینکڑوں باتیں کہہ رہا تھا — شکایت میں نے (انھیں پوری) ایک بھی نہیں کہی ہے

آتشے بودش نمیدانست چیست — لیک چوں شمع از تف آں میگریست

اُس کے اندر ایک آگ تھی وہ نہ جانتے تھا کہ کیا ہے؟ — لیکن شمع کی طرح اُس کی سوزش سے رو رہا تھا

بعد گریہ گفت اینہا رفت لیک — ایں زماں ارشاد کن تو یار نیک

رونے کے بعد اُس نے کہا، یہ سب کچھ ہوا لیکن — اب بتا تو اچھا دوست ہے

ہر چہ فرمائی بجاں استادہ ام — بر خطِ تو پا و سر بنہادہ ام

تو جو کچھ کہے، میں جان سے حاضر ہوں — تیرے حکم پر میں نے سر اور پاؤں رکھ دیا ہے

گر در آتش رفت باید چوں خلیل — ور چو یحییٰ میکنی خونم سبیل

اگر (حضرت) ابراہیمؑ کی آگ میں کودنا ہو — اگر (حضرت) یحییٰؑ کی طرح میرا خون بہانا ہو

ور ز گریہ چوں شعیبؑ اعمیٰ شوم — ور چو یونسؑ در فمِ ماہی روم

اگر میں روتے روتے (حضرت) شعیبؑ کی طرح اندھا ہو — اگر (حضرت) یونسؑ کی طرح مچھلی کے منھ میں چلا جاؤں

ور چو یوسف چاہ و زندانم کنی — ور ز فقرم عیسیٰ مریم کنی

اگر (حضرت) یوسفؑ کی طرح تو مجھے کنویں اور قید خانے میں ڈالے — اگر (حضرت) مریمؑ کے عیسیٰؑ کی طرح مجھے فقیر بنائے

رُخ نگردانم نگردم از تو من — بہر فرمانِ تو دارم جان و تن

میں مُنھ نہ موڑوں گا، میں تجھ سے رُوگردانی نہ کروں گا — میری جان اور جسم تیرے حکم کے لئے ہے

گفت معشوق ایں ہمہ کردی و نیک — گوش بکشا بہر و اندر یاب نیک

معشوق نے کہا، یہ سب کچھ تو نے کیا، لیکن — کان کھول لے اور خوب سمجھ لے

کانچہ اصلِ اصلِ عشق ست و ولاست — آں نکردی آنچہ کردی فرعہاست

کہ جو دوستی اور عشق کی جڑ کی جڑ ہے — تو نے وہ نہیں کیا، جو کچھ کیا وہ شاخیں ہیں

ع۱ نز برائے۔ اپنی تکالیف احسان جتانے کیلئے نہیں کر رہا تھا بلکہ اپنی محبت کا ثبوت پیش کر رہا تھا۔ عاقلوں عقلمندوں کے لئے اشارہ کافی ہوتا ہے لیکن عاشق کا مزاج تفصیل کو چاہتا ہے۔ بیکنڈر۔ عاشق اپنے شکوے نکتہ بیان کرتا ہے۔ مچھلی پانی میں غوطہ لگا کر مطمئن ہوتی ہے۔

ع۲ صد سخن۔ اس عاشق نے اپنے درد سے متعلق سینکڑوں باتیں عاشق کو سنائیں جن میں سے میں نے ایک بھی پوری نہیں بیان کی ہے۔ آتشے۔ عاشق میں ایک آگ لگی ہوئی تھی جس کی حقیقت کو وہ نہ سمجھ سکتا تھا ہاں اس کی گرمی سے شمع کی طرح آنسو بہا رہا تھا۔ ہر چو۔ عاشق نے کہا میں یہ مصائب تو برداشت کر رہا ہوں اب جو حکم ہو اس کے لئے میں آمادہ ہوں۔

ع۳ گر در آتش۔ اگر حکم ہو تو حضرت ابراہیمؑ کی طرح آگ میں کود جاؤں تو چاہے تو حضرت یحییٰؑ کی طرح مجھے قتل کر دے۔ ور ز فقرم۔ حضرت عیسیٰؑ کا فقر مشہور ہے۔ رخ۔ میں تیرے کسی حکم سے مُنھ نہ موڑوں گا۔ گفت۔ معشوق نے عاشق کی تمام تکالیف سُن کر کہا کہ تو نے یہ سب کچھ کیا لیکن جو عشق کا اصل تقاضا ہے وہ نہ کیا۔ عاشق نے کہا وہ کیا ہے۔ معشوق نے جواب دیا کہ وہ اپنے آپ کو فنا کر دینا ہے۔ ولا۔ دوستی۔

گفتش آں عاشق بگو کاں اصل چیست — گفت اصلش مُردنست و نیستی ست

اُس سے عاشق نے کہا، فرمایئے وہ جڑ کیا ہے؟ — اُس نے کہا، اُس کی جڑ مرنا اور فنا ہونا ہے

تو ہمہ کردی نمُردی زندۂ — ہیں بمیر ار یارِ جاں با زندۂ

تو نے سب کچھ کیا، تو مرا نہیں، زندہ ہے — ہاں مرجا اگر تو جان کو فنا کرنے والا دوست ہے

گر بمیری زندگی یابی تمام — نامِ نیکوئے تو ماند تا قیام[1]

اگر تو مرجائے گا مکمل زندگی حاصل کرے گا — حشر تک تیرا نیک نام زندہ رہے گا

چوں شنود آں عاشقِ بیخویشتن — آہ سردے برکشید از جان و تن

جب مدہوش عاشق نے یہ سُنا — جان اور جسم سے ایک ٹھنڈی آہ بھری

ہمدراں دم شُد دراز و جاں بداد — ہمچو گُل دَر باخت سَر خنداں و شاد

اُسی وقت لیٹ گیا اور جان دے دی — ہنسی خوشی پھول کی طرح سر دے دیا

ماند آں خندہ برو وقفِ اَبد — ہمچو جان و عقلِ عارف بے کبد

وہ مسکراہٹ ہمیشہ کیلئے اُسی پر وقف رہی گی — جس طرح پاک عارف کی عقل اور جان

نورِ مہ آلودہ کے گردد اَبد — گر زند آں نور بر ہر نیک و بد

چاندنی چاندنی آخر کب آلودہ ہوتی ہے؟ — خواہ وہ چاندنی ہر نیک اور بد پر پڑے

اُو ز جملہ پاک واگردد بماہ — ہمچو نورِ عقل و جاں سُوئے اِلٰہ[2]

وہ سب سے پاک رہ کر چاند کیطرف لوٹ جاتی ہے — جس طرح اللہ (تعالیٰ) کی جانب عقل اور جان کا نور

وصفِ پاکی وقف بر نورِ مہ است — تابشش گر بر نجاساتِ رہ است

پاکی کی صفت چاند کی روشنی پر وقف ہے — اگرچہ اُس کی چمک راستہ کی نجاستوں سے ہے

زاں نجاساتِ رہ و آلودگی — نور را حاصل نگردد بدرگی

اُن راستہ کی نجاستوں اور گندگی سے — نور کو بُرائی حاصل نہیں ہوتی ہے

اِرجِعِی بشنید نورِ آفتاب — سُوئے اصلِ خویش باز آمد شتاب

"تو لوٹ جا" سورج کی روشنی نے سُنا — وہ نور اپنی اصل کی طرف لوٹ آئی

نے ز گلخنہا برو رنگے بماند[3] — نے ز گلشنہا برو رنگے بماند

نہ اُس پر بھٹیوں کا عیب رہا — نہ اُس پر باغوں کا رنگ رہا

نورِ دیدہ سُوئے دیدہ بازگشت — ماند ز سودائے اُو صحرا و دشت

آنکھ کی روشنی، آنکھ کی طرف لوٹ آئی — جنگل اور میدان اُس کے تصور میں رہ گئے

---

[1] تا قیام یعنی قیامت تک۔ (شعر)
ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما
چوں شنود۔ عاشق نے معشوق کی جب یہ باتیں سُنیں ایک ٹھنڈی آہ دی اور جان دیدی۔ ماند۔ اُس عاشق کی موت کے وقت کی مسکراہٹ ابدی ہو۔ نورِ مہ۔ عارف کی روح کی مثال چاندنی کی چاندنی کی طرح ہے جس طرح چاندنی خواہ وہ گندگیوں پر گرے وہ پاک صاف رہتی ہے یہی حال عارف کی روح کا ہے۔

[2] اُو ز جملہ۔ چاندنی بہر صورت پاک رہ کر چاند کیطرف لوٹ جاتی ہے اسی طرح عارف کی روح پاک صاف رہ کر خدا کی طرف واپس ہو جاتی ہے۔ زاں۔ جن نجاستوں پر سے چاندنی گذرتی ہے اُن کا وہ کوئی اثر قبول نہیں کرتی ہے۔ اِرجِعِی۔ عارف کی روح نفسِ مطمئنہ ہے جس کے بارے میں قرآن پاک میں آیا ہے یَا اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً "اے نفسِ مطمئنہ تو راضی اور پسندیدہ ہو کر اپنے رب کی طرف لوٹ جا"

[3] نے۔ اُس روح عارف پر دنیا کے اچھے بُرے کا کوئی اثر نہیں رہتا ہے۔ نورِ دیدہ۔ عارف کی روح کی واپسی کی دوسری تعبیر ہے کہ آنکھ کی روشنی آنکھ میں واپس آجاتی ہے تو اب دیکھنے والی نگاہیں وہ جنگل نہیں رہتا بلکہ محض دنیا میں اُس کا تصور رہ جاتا ہے۔ آخر اب آنکھوں میں اُس چیز کا صرف انتظار رہ جاتا ہے اور وہ دیدار ہے۔

چونکہ زیں ویرانہ نورش بازگشت[1] — ماند در صحرائے دیدہ بازگشت
جبکہ اُس ویرانے سے اُس کا نور واپس ہو گیا — آنکھ کے جنگل میں انتظار رہ گیا

یکے پرسید از عالمے عارفے کہ اگر در نماز کسے بگرید با آواز و آہ و نوحہ
کسی شخص نے ایک عارف، عالم سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص نماز میں آواز اور آہ سے روئے

کند نمازش باطل شود یا نہ جواب داد کہ نام آں آب دیدہ[2] است تا کہ آں
اور نوحہ کرے اُس کی نماز باطل ہو گی یا نہیں؟ اُس نے جواب دیا کہ اس کا نام آب دیدہ ہے

گریندہ چہ دیدہ است اگر شوق خدا دیدہ است او میگرید یا از
کا پانی ہے تو یہ کہ رونے والے نے کیا دیکھا ہے؟ اگر اُس نے اللہ تعالیٰ کا شوق دیکھا ہے، وہ

پشیمانی گناہ نمازش تباہ نشود بلکہ کمال گیرد کہ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ
رونا ہے یا گناہ کی پشیمانی سے، نماز تباہ نہ ہو گی بلکہ کمال حاصل کریگی کیونکہ نماز نہیں ہوتی مگر

الْقَلْبِ و اگر رنجوری تن یا فراق فرزند دیدہ است نمازش تباہ شود
حضورِ قلب سے اور اگر اُس نے جسمانی تکلیف یا اولاد کی جدائی دیکھی ہے اُس کی نماز خراب ہو جائیگی

کہ اصل نماز ترک تن است و ترک فرزند ابراہیم علیہ السلام وار
کیونکہ اصل نماز حضرت ابراہیمؑ کی طرح جسم اور اولاد کا ترک کرنا ہے کیونکہ وہ نماز کی

کہ فرزند را قربان میکرد از بہر تکمیل نماز و تن را با آتش نمرودی
تکمیل کے لئے لڑکے کو قربان کر رہے تھے اور جسم کو نمرود کی آگ کے سپرد کر رہے

سپرد و امر آمد پیغمبر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم را بدیں خصال کہ
تھے اور آنحضورؐ کو انہی خصلتوں کا حکم ہے کیونکہ تم اتباع کرو اور اتباع

فَاتَّبِعُوْا وَاتَّبِعْ مِلَّۃَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا قَدْ کَانَتْ لَکُمْ اُسْوَۃٌ
کر ابراہیمؑ کی ملت کا جو کہ حنیفیہ ہے بے شک تمہارے لئے

حَسَنَۃٌ فِیْ اِبْرٰھِیْمَ
ابراہیمؑ میں اچھا نمونہ ہے

آں یکے پرسید از مفتی براز — گر کسے گرید بنوحہ در نماز
ایک شخص نے چپکے سے مفتی سے دریافت کیا — اگر کوئی نماز میں آواز سے روئے

آں نمازِ او عجب باطل شود — یا نمازش جائز و کامل بود
وہ اس کی عمدہ نماز، باطل ہو جائے گی — یا اس کی نماز جائز اور مکمل ہو گی

[1] بازگشت: پہلے مصرع میں واپس شدہ کے معنی میں ہے اور دوسرے مصرع میں بمعنی انتظار ہے۔ یکے چونکہ مولانا نے پہلے شعر میں آنکھ کی روشنی کو بیان کیا تھا اب آنکھ سے متعلق ایک اور نکتہ سمجھاتے ہیں۔

[2] آب دیدہ۔ یہ مسئلہ پوچھا کہ اگر کوئی نماز میں روئے اور آہ و نوحہ کرے تو نماز فاسد ہو گی یا نہیں جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ گریہ کو آب دیدہ کہتے ہیں یعنی دیکھے ہوئے کا پانی تو اب یہ تحقیق کی جائے کہ اس نے کیا دیکھا ہے جس کی وجہ سے یہ آنکھ کا پانی بہا ہے اگر اس نے خدا کا خوف اور شوق دیکھا ہے اور گریہ اور نوحہ ہے تو یہ تو نماز کا کمال ہے اور اگر نفس نے مرض یا بیٹے کی جدائی دیکھی ہے اور اس سے یہ پانی آنکھ سے بہا ہے تو نماز خراب ہو جائیگی۔ براز: یعنی آہستگی سے۔ نوحہ: آواز سے رونا۔

گفت آبِ دیدہ نامش بہرِ چیست — بنگری[1] تا کہ چہ دیدست و گریست
فرمایا اُس کا نام "دیکھے ہوئے کا پانی" کیوں ہے؟ — غور کر اُس نے کیا دیکھا ہے؟ اور رویا ہے

آبِ دیدہ تا چہ دیدہ است از نہاں — تابداں شد اُو ز چشمہ خود رواں
آنکھ کے پانی نے پوشیدہ طور پر کیا دیکھا ہے؟ — جس سے وہ اپنے چشمے سے رواں ہوا ہے

گر ز شوقِ حق کند گریہ دراز — یا ندامت از گناہے در نیاز
اگر دراز گریہ اللہ (تعالیٰ) کے شوق سے کرتا ہے — یا عاجزی میں کسی گناہ کی شرمندگی سے

خوفِ حق گر باشد آں گریہ خوشست — زانکہ آں آبِ تو دفعِ آتش ست
اگر اللہ کا خوف ہے، تو رونا بہتر ہے — کیونکہ وہ تیرا پانی آگ کو بجھاتا ہے

بیشکے گیرد نمازِ اُو کمال — قرب یابد در رہِ حق لامحال
اُس کی نماز یقیناً کمال حاصل کرے گی — وہ لامحال اللہ (تعالیٰ) کا قرب حاصل کرے گا

آں جہاں گر دیدہ ست آں پُر نیاز — رونقے یابد ز نوحہ آں نماز
اگر اُس نیازمند نے اُس عالم کو دیکھا ہے — تو رونے سے اُس کی نماز رونق حاصل کریگی

ور ز رنجِ تن بُود وز درد و سوگ — ریسماں[2] گسست و ہم بشکست دوک
اور اگر جسم کی بیماری اور درد اور رنج سے ہو — تو دھاگا ٹوٹا اور تکلا بھی

در فغاں از ماتمِ فرزند کرد — کہ دل و جانش ز ماتم کرد درد
اگر اُس نے اولاد کے رنج میں فریاد کی ہے — کہ رنج سے اس کا دل اور جان دردمند ہوئے تھے

می نیرزد آں نمازِ اُو دو جو — زانکہ با اغیار دارد دل گرو
تو اُس کی نماز دو جو کی قیمت کی نہیں ہے — کیونکہ اُس کا دل غیروں میں پھنسا ہے

پس نمازش بیشکے باطل بود — گریۂ اُو نیز بے حاصل بود
تو اُس کی نماز بلاشبہ فاسد ہو جائے گی — اُس کا رونا بھی بے نتیجہ ہوگا

زانکہ ترکِ تن بُود اصلِ نماز — ترکِ خویش و ترکِ فرزند از نیاز
کیونکہ نماز کی اصل، جسم کو ترک کرنا ہے — نیازمندی کی وجہ سے اپنے آپ کو اور اولاد کو ترک کرنا ہے

از خلیلؑ[3] آموز قرباں کن ولد — تن بنہ بر آتشِ نمرود رد
(حضرت) ابراہیمؑ سے سیکھ لے اولاد کو قربان کر دے — نمرود کی آگ پر جسم کو رکھ دے

حاصل آنکہ تا بدانی اے کیا — کز بُکا فرق ست بیحد تا بُکا
خلاصہ یہ ہے کہ اے بزرگ! تو سمجھ لے — کہ رونے اور رونے میں بیحد فرق ہے

[1] بنگری۔ یہ غور کر کہ وہ کیوں رویا ہے۔ ندامت.... شرمندگی۔ نیاز۔ عاجزی۔ آں جہاں۔ یعنی شوق و خوف خدا کی کا عالم۔ وز رنج۔ اگر رونے کا سبب کوئی بدنی تکلیف یا رنج ہے تو سب کچھ ضائع ہوگیا۔

[2] ریسماں۔ دھاگا بھی ٹوٹا اور تکلا بھی ٹوٹا یعنی سب کچھ تباہ ہوگیا۔ ماتم۔ سوگ کی مجلس۔ زانکہ۔ کیونکہ اُس حالت میں اُس کا دل اللہ کے غیر سے وابستہ ہے۔ پس۔ اُس آہ و بکا سے نماز بھی ٹوٹی اور اُس سے اُسکو کوئی فائدہ نہ پہنچا۔ زانکہ۔ اِس لئے کہ اصل نماز تو یہ ہے کہ انسان اُس میں غیر اللہ سے بالکل غافل ہو جائے۔

[3] از خلیلؑ۔ حضرت ابراہیمؑ نے اللہ کے معاملہ میں اپنی اولاد اور جان کی پروا نہ کی۔ حاصل۔ خلاصہ یہ سمجھ لو کہ رونے اور رونے میں بہت فرق ہے۔ ایک رونا نماز کی روح ہے دوسرا رونا نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔

مُریدے در آمد بخدمتِ شیخ وازیں شیخ پیرِ مُسن نمیخواہم بلکہ پیر
ایک مرید ایک شیخ کی خدمت میں پہنچا اور اس شیخ سے میری مراد دراز عمر بوڑھا نہیں ہے

عقل و معرفت اگرچہ عیسیٰ علیہ السلام است در گہوارہ و یحییٰ
بلکہ عقل و معرفت کا بوڑھا اگرچہ عیسیٰ علیہ السلام گہوارہ میں اور یحییٰ علیہ السلام

علیہ السلام ست در مکتب کودکان مرید شیخ را گریاں دید او نیز
بچوں کے مکتب میں ہوں مُرید نے شیخ کو روتے دیکھا اس نے بھی

موافقت کرد و بگریست چوں فارغ شد و بدر آمد مُرید دیگر کہ
موافقت کی اور رو پڑا جب وہ فارغ ہوا اور باہر آیا دوسرا مرید جو

از حالِ شیخ واقف تر بود از سرِ غیرت در عقبِ او نیز بیروں
شیخ کے حال سے زیادہ واقف تھا غیرت کی وجہ سے وہ بھی پیچھے پیچھے باہر آیا

آمد گفتش کہ اے[1] برادر من ترا گفتہ باشم اللہ اللہ تا نیندیشی
اس نے کہا اے میرے بھائی! میں تجھ سے کہتا ہوں خدا کے لئے نہ سوچنا

و نگوئی کہ شیخ میگریست من نیز میگریستم کہ سی سال ریاضت
اور نہ کہنا کہ شیخ روئے میں بھی رویا کیونکہ تیس سال بغیر ریاضت کی محنت کرنے

بے ریا باید کرد و از عقبات و دریا ہائے پُر نہنگ و کوہہائے
چاہیئے اور گھاٹیوں اور ناکوں سے بھرے دریاؤں سے اور شیر اور

بلند پُر شیر و پلنگ می باید گذشت تا بداں گریۂ شیخ برسی
چیتوں سے بھرے پہاڑوں سے گذرنا چاہیئے پھر شیخ کے اس رونے کو تو پہنچ سکے

یا نہ رسی اگر برسی شکر زُوِیَتْ[2] لِی الْاَرْضُ بسیار گوئی کہ
یا نہ پہنچ سکے اگر پہنچ جائے "تو میرے لئے زمین سمیٹ دی گئی ہے" کا بہت شکر ادا کر

آنجائے شکرست کہ آں گریہ حضورِ قلب باشد
کیونکہ وہ شکریہ کا موقع ہے کیونکہ وہ رونا حضورِ قلب سے ہوگا

یک مُریدے اندر آمد پیشِ پیر — پیر اندر گریہ بود و در نفیر
ایک مرید پیر کے پاس اندر آیا — پیر رونے میں اور فغاں میں تھا

شیخ را چوں دید گریاں آں مُرید — گشت گریاں آب از چشمش دوید
جب اس مرید نے شیخ کو روتے دیکھا — رونے لگا، آنسو اس کی آنکھوں سے نکل پڑے

[1] مُرید سے۔ اس نقطہ سے یہ پتہ لگا ہے کہ شیخ کا رونا اور اس مُرید کا رونا یکساں نہ تھا۔ شیخ سے مراد بوڑھا نہیں ہے بلکہ وہ شخص ہے جس کی عقل اور معرفت بڑھی ہوئی ہو خواہ وہ عمر کے اعتبار سے بچہ ہو، جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ گہوارہ میں یا حضرت یحییٰؑ بچوں کے مکتب میں تھے۔

[2] اے برادر۔ اس بالکل مرید نے اس کو سمجھایا کہ تو اپنے رونے کو شیخ کے رونے جیسا نہ سمجھنا تیرا رونا تو محض تقلیدی تھا اور شیخ کا رونا ایسا رونا ہے کہ تیس سال مجاہدوں کے بعد بھی یہ میسر آجائے تو غنیمت سمجھنا۔

[3] زُوِیَتْ۔ آنحضورؐ نے فرمایا زُوِیَتْ لِی الْاَرْضُ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا میرے لئے زمین لپیٹ دی گئی تو میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا یعنی برسوں کا کام منٹوں میں ہوگیا۔ شیخ کو اپنے مُرید شیخ کی تقلید میں شیخ کو روتے ہوئے دیکھ کر رونے لگا۔

گوشنوٗ[1] یکبار خندد کرد دو بار — چونکہ لاغ املا کند یارے بیار

سننے والا ایک بار اور بہرا دو بار ہنستا ہے — جب کوئی یار، یار سے مذاق کرتا ہے

بارِ اوّل از رہِ تقلید و سوم — کہ ہمی بیند کہ می خندند قوم

پہلی بار دیکھا دیکھی اور تکلف سے — کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ لوگ ہنس رہے ہیں

کز بخندد ہمچو ایشاں آں زماں — بیخبر از حالتِ خندیدگاں

اُس وقت بہرا اُن کی طرح ہنستا ہے — (اور) ہنسنے والوں کی حالت سے بے خبر ہے

باز اُو پرسد کہ خندہ بر چہ بُود — پس دوم کرّت بخندد چوں شنود

پھر وہ پوچھتا ہے، کہ ہنسی کس بات پر تھی! — پھر جب سنتا ہے، دوبارہ ہنستا ہے

پس[2] مقلد نیز مانندِ کرست — اندراں شادی کہ اُو را در سرست

تو مقلد بھی بہرے کی طرح ہے — اُس خوشی میں جو اُس کے ذہن میں ہے

پرتوِ شیخ آمد و منہل ز شیخ — فیض و شادی نز مُریداں بل ز شیخ

شیخ کا عکس اور شیخ کا چشمہ ہے — فیض اور خوشی، نہ کہ مُریدوں کا بلکہ شیخ کا ہے

پرتوِ شیخ ست آں تقلیدِ شیخ — چوں بہ بیند شادی و تائیدِ شیخ

شیخ کی تقلید، شیخ کا عکس ہے — جبکہ وہ شیخ کی خوشی اور تائید دیکھ رہا ہے

چوں سبد در آبِ نورے بر رجاج — گر ز خود داند آں باشد حُداج

جیسا کہ ٹوکری پانی میں اور چمک شیشہ پر ہے — اگر وہ اُس (خوشی) کو اپنی جانے سمجھے تو ناقص ہے

چوں جدا گردد ز جُو داند عنود — کاندرو آں آبِ خوش از جُوی بُود

جب وہ نہر سے علیحدہ ہو جائیگی تو جھگڑا لو جانیگی — کہ اس کے اندر وہ اچھا پانی، نہر کا تھا

آبگینہ[3] ہم بداند از غروب — کاں لمع بُود از مہِ تابانِ خوب

چاند کے غروب سے شیشہ بھی جان لے گا — کہ وہ چمک عمدہ روشن چاند کی تھی

چونکہ چشمش را کشاید امرِ قُم — پس بخندد چوں سحر بار دوم

جب "اُٹھ کھڑا ہو" کا حکم اسکی آنکھ کھولدے گا — تو وہ صبح کے دوسری بار مسکرانے کی طرح مسکرائے گا

خندہ آید ہم براں خندہ خودش — کہ دراں تقلید بر می آمدش

اُس کو اپنی اُس ہنسی پر بھی ہنسی آئے گی — جو اُس کو تقلید میں آئی تھی

آتی ہے پھر دوبارہ صبح صادق نمودار ہوتی ہے۔ خندہ آمد۔ اب جب حقائق منکشف ہو جاتے ہیں تو مُرید کو اپنی پہلی ہنسی پر ہنسی آتی ہے۔

---

[1] گوشنوٗ۔ سننے والا۔ کہ بہرا۔ بہرا ایک بار تو دوسروں کو ہنستا دیکھ کر ہنستا ہے پھر۔ لوگوں کے ہنسنے کا سبب معلوم کر، دوبارہ ہنستا ہے۔ سوم۔ تکلف۔ بیخبر۔ پہلی بار ہنسنے میں بہرے کو ہنسی کے سبب کا علم نہیں ہوتا ہے۔ باز۔ پھر جب وہ لوگوں سے ہنسی کا سبب معلوم کر لیتا ہے تو دوبارہ ہنستا ہے۔

[2] پس مقلد۔ جو شخص کسی کی دیکھا دیکھی کام کرتا ہے اُسکی مثال بہرے کی سی ہے پرتو۔ اُس پر شیخ کے باطنی کا اثر پڑتا ہے اور اُس سے اُسکو خوشی یا رنج حاصل ہوتا ہے تو مرید کا تقلیدی فعل بھی شیخ کا اثر ہوتا ہے۔ چوں سبد۔ اگر ٹوکری نہر میں پڑی ہوئی ہو اور اُس میں پانی بھرا ہوا ہو آئینہ میں سورج کی چمک پڑ رہی ہو تو اُس پانی یا چمک کو ٹوکری یا آئینہ کا اپنا سمجھنا غلطی ہے۔ رجاج۔ ناقص۔ عنود۔ سرکش۔

[3] آبگینہ۔ جب ٹوکری نہر سے باہر نکل جائے گی اور چاند ڈوب جائے گا تو ٹوکری اور آئینہ کو معلوم ہو جائیگا کہ وہ پانی اور چمک اُن کی نہ تھی۔ قم۔ اِنْهَضْ کو حکم ہوا تھا قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا۔ یہ تھوڑی رات چھوڑ کر رات میں عبادت کیا کرو۔ ... سحر بار دوم۔ پہلے صبح کاذب

گوید[1] از چندیں رہِ دور و دراز — کایں حقیقت بود و ایں اسرار و راز

وہ کہے گا، اتنی دور و دراز مسافت سے — جبکہ یہ حقیقت اور یہ اسرار اور راز تھے

من دراں وادی چگونہ خود نبود — شادئے میکردم از عیبا و سود

میں اس میدان میں خود فاصلہ سے کس طرح — اندھے پن سے شادمانی اور خوشی کر رہا تھا!؟

من چہ می بستم خیال و آں چہ بود — درکِ سُستم سُست نقشے می نمود

میں نے کیا خیال کیا اور وہ کیا تھا — میرے سُست احساس نے وہی نقش دکھا دیا

طفلِ رہ را فکرت مردان کجاست — کو خیالِ او و کو تحقیق راست

راہِ اسلوک کے بچے میں مردوں کی سمجھ کہاں ہے! — کجا اس کا خیال، اور کجا صحیح تحقیق

طفل را چہ فکر آید در ضمیر — یا چہ اندیشہ کند ہمچوں کہ پیر

بچے کے دل میں کیا خیال آسکتا ہے؟ — یا وہ بوڑھے کی طرح کیا سوچ سکتا ہے؟

فکرِ[2] طفلاں دایہ باشد یا کہ شیر — یا مویز و جوز یا گریہ و نفیر

بچوں کا فکر دایہ یا دودھ ہوتا ہے — یا مُنقّی اور اخروٹ یا رونا اور چلّانا

آں مقلد ہست چوں طفلِ علیل — گرچہ دارد بحثِ باریک و دلیل

مقلد، بیمار بچہ کی طرح ہے — اگرچہ نازک بحث اور دلیل رکھتا ہو

آں تعمق در دلیل و در شکال — از بصیرت می کند او را گسال

اس اشکال اور دلیل میں غور — اس کو بصیرت سے رخصت دیدیتا ہے

مایۂ کاں سُرمۂ سِرّ ویست — بُرد و در اشکال گفتن کار بست

وہ سرمایہ جو اس کے باطن کا سُرمہ ہے — سلب کر لیا اور اشکال بیان کرنے میں لگا دیا

اے[3] مقلد از بخارا باز گرد — رو بخواری تا شوی تو شیر مرد

اے مقلد! بخارا سے واپس آجا — ذلت کی جانب جا، تاکہ تو شیر مرد بنے

تا بخارائے دگر بینی دروں — صفدراں در محفلش لا یفقہوں

تاکہ تو باطن میں دوسرا بخارا دیکھ لے — اس کی محفل میں بہادر "وہ نہیں سمجھتے ہیں"

پیک اگرچہ در زمیں چابک تگست — چوں بدریا رفت بگسستہ رگست

قاصد اگرچہ خشکی میں تیز رفتار ہے — جب دریا میں پہنچا، رگ ٹوٹا ہے

---

[1] گوید۔ اب مرید اپنے سابق سوال کے بارے میں سمجھتا ہے کہ وہ جو کچھ وصل تھا وہ تو محض سفینے کا عکس تھا اب وہ اور میں اس سے کس قدر دور تھے۔ جس راہ میں حقیقت تک نہ پہنچا تھا اور خوشی منا رہا تھا جو بستم میرے ناقص علم و عمل میں ایک خیالی چیز تھی۔ حقیقی نہ تھی۔ جو سالک ابھی راہِ سلوک کا بچہ ہے وہ حقیقت تک کہاں پہنچ سکتا ہے۔

[2] فکرِ طفلاں۔ بلند فکر تو صرف دایہ اور دودھ اور کھانے پینے کی چیزوں تک ہوتا ہے۔ اس مقلد کی مثال بچہ کی سی ہے کہ تعمق۔ یہ مقلد اگر غور اس نازک پہنچے کی کوشش کرے گا یا دلائل غور کرے گا تو یہ اس کو بصیرت سے اور دور کر دیگے۔ یہ جو غور و فکر کا اس کے پاس سرمایہ تھا وہ بھی اس نے بحث میں صرف کر دیا۔

[3] اے مقلد۔ یہ اسرار اور راز عقل والوں سے واضح نہ ہوں گے بخارا جیسے علوم کا مرکز ہے اس کو چھوڑ کر خواری اور مجاہدوں کی ذلت اختیار کر جب تو مرد میدان بنے گا۔ تا بخارا۔ جب انسان مجاہدہ کرے گا تو پھر اس کو ایک بخارا اپنے دل میں نظر آئیگا اور اس بخارا میں طریقہ ہی سے بحث کرنے والے بالکل نا سمجھ ثابت ہوں گے۔ صفدراں۔ یعنی بخارا میں ظاہری علماء ہیں جو اسرار کو نہیں سمجھتے ہیں۔ پیک۔ مشہور ہے ہر مردے و ہر کارے جو خشکی کا چلنے والا ہے وہ دریا میں نہیں چل سکتا ہے وہاں تیراک کی ضرورت ہے۔

اُو حَمَلْنَاهُمْ[1] بُود فِی الْبَر و بس — آنکہ محمول ست در بحر اوست کس

وہ صرف اُن کو ہم نے خشکی میں چلایا ہے — جو سمندر میں چلایا ہوا ہے وہ بہادر ہے

بخششِ بسیار دارد شہ بدو — اے شدہ در وہم و تصویرے دو تو

شاہ، اُس پر بہت بخشش کرتا ہے — اے وہ! جو وہم اور تصویر میں دُھرا بنا ہوا ہے

بقیہ حالِ مُرید مُقلّد

مرید مقلد کے حال کا بقیہ

آں مُریدِ سادہ از تقلید نیز — گریہ میکرد وفقِ آں عزیز

وہ بھولا مرید بھی، تقلید میں — اُس معزز کی طرح رونے لگا

او مقلّد وار ہمچو مَردِ کر — گریہ می دید و ز مُوجب بے خبر

اُس نے تقلید میں بہرے شخص کی طرح — رونا دیکھا اور سبب سے بے خبر تھا

چوں بسے بگریست حد کرد و رفت — از پیش آمد مریدِ خاص تفت

جب بہت رو چکا اُس نے سلام کیا اور روانہ ہو گیا — اُس کے پیچھے ایک خاص مُرید تیزی سے چلا

گفت[2] اے گریاں جوابر بیخبر — بر وفاقِ گریۂ شیخ از نظر

اُس نے کہا اے بے خبر! اُس کی طرح رونے والے! — دیکھا دیکھی شیخ کے رونے پر

اللہ اللہ اے وافی مُرید — گرچہ در تقلید ہستی مُستفید

اے وفادار مرید! خدا کے لئے — اگرچہ تو تقلید میں فائدہ اُٹھانے والا ہے

تا نگوئی دیدم آں شہ می گریست — من چو او بگریستم کایں منکریست

یہ نہ کہنا میں نے دیکھا کہ وہ شاہ رو رہا تھا — میں اُسکی طرح رویا، کیونکہ یہ (شیخ کی فضیلت کا) انکار کرنا ہے

گریۂ کز جہل و تقلید ست و ظن — نیست ہمچوں گریۂ آں مؤتمن

وہ رونا جو لاعلمی اور تقلید اور گمان کی وجہ سے ہے — وہ اس امانتدار کے رونے کی طرح نہیں ہے

تو قیاسِ[3] گریہ بر گریہ مساز — ہست زیں گریہ بداں راہِ دراز

تو رونے کو رونے پر قیاس نہ کر — اِس رونے سے اُس رونے تک بہت فاصلہ ہے

ہست آں از بعدِ سی سالہ جہاد — عقل اینجا ہیچ نتواند فتاد

وہ (رونا) تیس سالہ مجاہدہ کے بعد ہے — عقل اِس جگہ کبھی نہیں پہنچ سکتی

ہست زاں سوئی خرد صد مرحلہ — عقل را واقف مدان از قافلہ

وہاں عقل سے آگے سو مرحلے ہیں — اُس قافلہ سے عقل کو واقف نہ سمجھ

[1] حَمَلْنَاهُمْ۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔ ہم نے بنی آدم کو عزت دی اور اُن کو خشکی اور سمندر میں سوار کیا۔۔۔۔ حَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ سے علوم ظاہری کے علماء اور حَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَحْرِ سے علوم باطنی کے علماء مراد ہیں۔ بخششِ یعنی دریا کے جواہر در اللہ نے زیادہ بخشش کرتا ہے۔ اے شدہ۔ اے وہ انسان جو وہم اور خیالی تصور کو پر جھکا ہوا ہے۔ آں عزیز۔ یعنی شیخ۔ زِ موجب۔ یعنی شیخ کے رونے کے سبب سے ناواقف تھا۔

[2] گفت۔ اُس خاص مُرید نے رونے والے مرید سے کہا تو بے خبری میں شیخ کی دیکھا دیکھی رو دیا ہے۔ اللہ خدا کے لئے تو اپنے رونے کو شیخ کے رونے کی طرح نہ سمجھ۔ گریہ۔ تیرا رونا تو محض تقلید میں تھا اور تو شیخ کے رونے سے بے خبر تھا۔ ایں منکریست۔ تیرا یہ کہنا شیخ کی فضیلت کا انکار ہوگا۔ مؤتمن۔ امانتدار۔

[3] قیاس۔ اپنے رونے کو شیخ کے رونے پر قیاس نہ کر لینا دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ہست۔ شیخ کا رونا مشاہدہ کی بنیاد پر ہے جو تیس سالہ مجاہدہ کے بعد حاصل ہوا ہے محض عقلی بنیاد پر یہ مقام حاصل نہیں ہو سکتا۔

گریۂ اُو نز غم ست و نز فرح — رُوح داند گریۂ عینُ المُلح

اُس (شیخ) کا رونا نہ غم سے ہے نہ خوشی سے — بے نور آنکھ کا رونا، روح جانتی ہے

گریۂ اُو خندۂ اُو زاں سَر لیست — زانچہ وہم و عقل باشد آں بریست

اُس کا رونا، اُس کا ہنسنا اُس جانب کا ہے — جو وہم اور عقل کی وجہ سے ہو، وہ اِس سے بری ہے

آبِ دیدہ اُو چو دیدہ اُو بُود — دیدۂ نادیدہ دیدہ کے شود

اُس کا آنسو اُس کی آنکھ کی طرح ہوتا ہے — اندھے کی آنکھ، آنکھ کب ہو سکتی ہے؟

آنچہ اُو بیند نتاں کردن مساس — نز قیاسِ عقل و نز راہِ حواس

جو وہ دیکھتا ہے، اُس کو چھوا نہیں جا سکتا ہے — نہ عقل کے قیاس سے، نہ حواس کی راہ سے

شب[2] گریزد چونکہ نور آید ز دُور — پس چہ داند ظلمت از احوالِ نور

جب روشنی آتی ہے، رات دور سے بھاگ جاتی ہے — تو تاریکی روشنی کے احوال کیا جانے؟

پشہ[3] بگریزد ز بادِ بادہا — پس چہ داند پشہ ذوقِ بادہا

پُر فریب ہوا سے مچھر بھاگ جاتا ہے — تو ہواؤں کا ذوق مچھر کیا جانے؟

چوں قدیم آید حدث گردد عَبَث — پس کجا داند قدیمے را حدث

جب قدیم آتا ہے حادث بیکار ہو جاتا ہے — تو حادث قدیم کو کیا جانے؟

بر حدث چوں زد قدم دنگش[4] کند — چونکہ کردش نیست ہمرنگش کند

جب قدیم حادث پر چھا جاتا ہے اُسکو حیران کر دیتا ہے — جب اُس کو معدوم کر دیا اُسکو ہم رنگ کر لیتا ہے

گر بخواہی تو بیابی صد نظیر — لیک من پَرّ و اندارم اے فقیر

اگر تو چاہے تو سَو مثالیں حاصل کر لے — لیکن اے فقیر! مجھے فرصت نہیں ہے

ایں الٓمٓ و حٰمٓ ایں حروف — چوں عصائے موسیٰ آمد در وقوف

یہ الٓمٓ و حٰمٓ یہ حروف — جاننے میں حضرت موسیٰؑ کے عصا کی طرح ہیں

حرفہا مانند بدیں حرف از بروں — لیک باشد در صفاتِ ایں زبوں

بظاہر حروف اِن حروف سے مشابہ ہیں — لیکن اِن کی صفات سے عاجز ہیں

ہر کہ گیرد اُو عصائے زامتحاں — کے بُود چوں آں عصا وقتِ بیاں

وہ شخص جو آزمائش کے لئے لاٹھی ہاتھ میں لے لے — بیان کیوقت وہ اُس (موسیٰؑ کی) لاٹھی کیطرح کب ہے؟

حروف قدیم ہیں اور اسی طرح کے حروف انسانی کلام میں بھی ہیں لیکن دونوں میں ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی اور عام لاٹھی میں۔ حرفہا۔ قدیم اور حادث حروف بظاہر یکساں ہیں لیکن انکے اوصاف میں بہت بڑا فرق ہے۔ ہر کہ۔ عام لاٹھی اور موسیٰؑ کے عصا میں بہت فرق ہے

---

[2] گریۂ اُو۔ شیخ کا رونا نہ غم دوزخ سے ہے نہ فرحت جنت سے بلکہ اُس کا رونا محض شوقِ خداوندی سے ہے۔ گریۂ اُو۔ شیخ کا رونا اور ہنسنا منجانب اللہ ہے عقلی اور وہمی بنیاد پر رونے سے اُس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ آبِ دیدہ۔ شیخ کی جیسی آنکھیں ہیں کہ وہ عالمِ غیب کا مشاہدہ کرتی ہیں ایسا ہی اُسکا رونا ہے اندھے کی آنکھیں آنکھیں نہیں ہیں۔ انچہ۔ شیخ جن چیزوں کا مشاہدہ کرتا ہے وہ عقلی نہیں ہیں۔

[3] شب۔ جسطرح رات، دن کے احوال نہیں جان سکتی ہے اسی طرح عقل اور وہم شیخ کے مشاہدات کو نہیں جان سکتے ہیں۔ پشہ۔ مچھر جبکہ ہوا کے پہلے جھونکے سے بھاگ جاتا ہے تو وہ ہوا خوری کے ذوق سے کیسے واقف ہو سکتا ہے یہی حال شیخ کے مشاہدات اور عقل کا ہے۔ چوں قدیم۔ قدیم کے سامنے حادث کا وجود معدوم ہو جاتا ہے تو حادث قدیم کی حقیقت کیسے سمجھ سکتا ہے۔

[4] دنگش حیران۔ چونکہ۔ قدیم حادث کو مٹا کر اپنا ہم رنگ بنا لیتا ہے انسان صفاتِ خداوندی سے متصف ہو کر بشریت کو گم کر دیتا ہے صد نظیر۔ اسکی بہت مثالیں ہیں کہ حادث اور قدیم میں فرق ہے۔ ایں۔ حروف مقطعات یا قرآن کے عام

عیسویست این[1] دم نہ ہر باد و دمے — کہ برآید از فرح یا از غمے

یہ سانس عیسوی ہے ہر ہوا اور سانس نہیں ہے — جو کہ خوشی یا رنج سے آئے

ایں الم و حسم اے پدر — آمدست از حضرتِ مولی البشر

اے بابا! یہ الم و حسم — انسانوں کے مولیٰ کے دربار سے آئے ہیں

ہر الف لامے چہ می ماند بدیں — گر تو جاں داری بدیں چشمش مبیں

ہر الف لام ان کے کیا مشابہ ہو سکتا ہے؟ — اگر تو روح رکھتا ہے، ان آنکھوں سے نہ دیکھ

گرچہ ترکیبش حروفست اے ہمام — می نماند ہم بترکیبِ عوام

اے سردار! اگرچہ اس کی بناوٹ حروف سے ہے — (لیکن) وہ عوام کی ترکیب کی طرح نہیں ہے

ہست ترکیبِ محمدؐ لحم و پوست — گرچہ در ترکیب ہر تن جنسِ اوست

محمدؐ کی بناوٹ گوشت اور پوست ہے — اگرچہ بناوٹ میں ہر جسم اس جیسا ہے

گوشت[2] دارد پوست دارد استخواں — ہیچ ایں ترکیب را باشد ہماں

(ہر جسم) گوشت رکھتا ہے، کھال رکھتا ہے، ہڈی رکھتا ہے — کبھی اس بناوٹ میں وہ (آثار) ہوں گے

کاندریں ترکیب آمد معجزات — کہ ہمہ ترکیب ہا گشتند مات

اس بناوٹ میں ایسے معجزے آئے — کہ تمام بناوٹیں مات ہو گئیں

ہمچناں ترکیبِ حم از کتیب — ہست بس بالا و دیگر ہا نشیب

اسی طرح قرآن کے حم کی بناوٹ — بہت بلند ہے اور دوسری نیچی ہیں

زانکہ زیں ترکیب آید زندگی — ہمچو نفخِ صور در ماندگی

کیوں کہ اس بناوٹ سے زندگی آتی ہے — جیسا کہ عاجزی (قیامت) میں صور کا پھونکنا

اژدہا[3] گردد شگافد بحر را — چوں عصا حم از دادِ خدا

اژدھا بنجاتے ہیں سمندر کو پھاڑ دیتے ہیں — حم عصا کی طرح خدا کی عنایت سے

ظاہرش ماند بظاہر ہا ولیک — قرص ناں از قرصِ مہ دورست نیک

اُنکا ظاہر (دوسرے الفاظ کے) ظاہری اعراض سے ملتا ہے لیکن — روٹی کی ٹکیا، چاند کی ٹکیا سے بہت دور ہے

گریۂ اُو خندۂ اُو نطقِ اُو — فہمِ اُو و خلقِ او و خُلقِ اُو

اُسکا رونا، اُسکا ہنسنا، اُس کا بولنا — اُسکی فہم، اُس کی ساخت، اور اُسکے اخلاق

عقلِ اُو وہمِ اُو و حسِّ اُو — نیست از وے ہست محضِ صُنعِ ہُو

اُس کی عقل، اور اُس کا وہم اور اُسکا احساس — اُسکا اپنا نہیں ہے وہ محض اللہ کی کاریگری ہے

---

[1] این دم۔ حضرت عیسیٰ کے مریض پر پھونک مارنے اور عام پھونک میں بہت بڑا فرق ہے۔ ہر الف۔ قرآن پاک کے حروف خدائی دربار سے نازل ہوئے ہیں ان کو عام حروف کی طرح نہ سمجھنا چاہئے ان کو جو کلمات مرکب ہوں گے وہ عام کلمات کی طرح نہ ہوں گے۔ ہست۔ ظاہری بناوٹ تو آنحضورؐ کی بھی ایسی ہی تھی جیسی عام انسانوں کی ہوتی ہے۔

[2] گوشت۔ ہر جسم اپنی اجزا سے بنا ہے جس سے آنحضورؐ کا جسم بنا ہے لیکن ہر جسم کی بناوٹ میں وہ آثار کہاں ہیں جو آنحضورؐ کی بناوٹ میں ہیں کاندریں۔ آنحضورؐ کے جسم کی بناوٹ سے وہ معجزے ظاہر ہوئے کہ تمام بناوٹیں ہار مان گئیں۔ ہمچناں۔ اسی طرح اپنی حروف سے جب قرآنی کلمات مرکب ہوئے تو وہ فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ مقام پر پہنچ گئے۔ زانکہ۔ اب ان کلمات سے دلوں میں ایسی ہی زندگی پیدا ہوتی ہے جسطرح نفخ صور سے قیامت میں جسموں کی زندگی ہوگی۔

[3] اژدہا۔ خدا نے اس کلام میں ایسی ہی تاثیر رکھی ہے جیسی حضرت موسیٰ کے عصا میں تھی۔ قرص۔ سورج اور روٹی کی ٹکیا بظاہر یکساں ہیں لیکن معنوی بہت فرق ہے گریۂ او۔ یعنی شیخ کے افعال کو عام انسانوں کے افعال کیطرح نہ سمجھنا چاہیے اب اُس کے افعال، اُس کے اخلاق سے متعلق ہو چکا ہے۔

چونکہ[1] ظاہر ہا گرفتند احمقاں — واں دقائق شد از ایشاں بس نہاں

احمقوں نے جوں کہ ظاہری احوال کو پسند کیا — وہ باریکیاں اُن سے بہت پوشیدہ ہو گئیں

لاجرم محجوب گشتند از غرض — کہ دقیقہ فوت شد در معترض

وہ یقیناً مقصد سے محجوب ہو گئے — عارض میں نکتہ فوت ہو گیا

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد — کاں کنیزک با خرِ خاتوں چہ کرد؟

اِس بات کا خاتمہ نہیں ہے واپس چل — اُس باندی نے بی بی کے گدھے سے کیا کیا؟

داستانِ آں کنیزک کہ با خرِ خاتونِ خود شہوت میراند و اُو را

اُس باندی کی داستان جو بی بی کے گدھے سے شہوت رانی کرتی تھی اور اُس نے اُس کو

شہوت راندن چوں آدمیاں آموختہ بُود و کدُوئے در قضیبِ خر

انسانوں کی طرح شہوت پورا کرنا سکھا دیا تھا اور گدھے کی قضیب میں کدو

میکرد تا از اندازہ نگذرد و خاتون بر آں وقوف یافت لیکن دقیقہ

پہنا دیتی تھی تاکہ اندازہ سے آگے نہ جائے اور بی بی کو اُس کا پتہ لگ گیا لیکن کدو کا نکتہ

کدُو راندید کنیزک را بہ بہانہ براہ کرد جائے دُور دور و بآں خر جمع

نہ سمجھی، باندی کو ایک بہانہ سے بہت دور روانہ کر دیا اور وہ بغیر کدو کے

شد بے کدُو و ہلاک شد بفضیحت کنیزک بیگاہ باز آمد و نوحہ

اُس گدھے سے لگ گئی اور رسوائی کے ساتھ ہلاک ہو گئی باندی اچانک واپس آئی اور رونے

کرد کہ اے جانم و اے چشمِ روشنم کیر دیدی و کدُو ندیدی ذکر

لگی کہ اے میری جان اور اے میری روشن آنکھ تو نے کیر دیکھا اور کدو نہ دیکھا ذکر

دیدی و آں دگر ندیدی کُلُّ نَاقِصٍ[2] مَلْعُوْنٌ یعنی کُلُّ نَظَرٍ

دیکھا وہ دوسرا نہ دیکھا ہر ناقص ملعون ہے یعنی ہر کوتاہ نظر

وَفَہْمٍ نَاقِصٍ مَلْعُوْنٌ وگرنہ ناقصانِ ظاہرِ جسم مرحوم اند نہ ملعون

اور کوتاہ سمجھ ملعون ہے ورنہ ظاہری جسم کے ناقص قابلِ رحم ہیں نہ کہ ملعون،

قولِ تعالےٰ لَیْسَ[3] عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا

اللہ تعالےٰ کے قول نے "نہیں ہے اندھے پر گناہ اور نہ لنگڑے پر گناہ اور

عَلَی الْمَرِیْضِ حَرَجٌ بنفی حرج کرد و نہ بنفیِ لعنت و نفیِ عتاب و غضب

نہ مریض پر گناہ" گناہ کی نفی کر دی نہ کہ لعنت اور عتاب اور غضب کی

[1] چونکہ۔ ظاہر بینوں سے حقائق پوشیدہ رہتے ہیں۔ لاجرم۔ اصلی مقصد اُن کی نگاہوں سے چھپ گیا اور اصل نکتہ اِس عارض میں مخفی ہو گیا جو آنکھوں میں آیا۔

[2] کُلُّ نَاقِصٍ مَلْعُوْنٌ۔ ہر ناقص ملعون ہے۔ ناقص سے مراد وہ شخص ہے جس کی عقل اور فہم ناقص ہو کیوں کہ جن کا جسم ناقص ہوتا ہے وہ تو قابلِ رحم ہیں۔

[3] لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ۔ لنگڑے پر کوئی گناہ نہیں ہے ناقص جسم والے کے لئے گناہ کی نفی کر دی لیکن اگر وہ ناقص عقل والا ہے تو لعنت اور غضب اور عتاب کی اُس سے نفی نہیں ہے۔

یک کنیزک نر خرے[1] بر خود فگند — از وفورِ شہوت و فرطِ گزند

ایک باندی نے ایک گدھا اپنے اوپر ڈال لیا — شہوت کی کثرت اور شہوت کی زیادتی کی تکلیف سے

آں خرِ نر را بگاں خو کردہ بود — خر جماعِ آدمی پے بُردہ بود

اس نر گدھے کو جماع کی عادت ڈالدی تھی — گدھے نے آدمی کا جماع سیکھ لیا تھا

یک کدوی بُود حیلت سازہ را — در نرش کردہ پئے اندازہ را

اُس حیلہ ساز (باندی) کے پاس ایک کدو تھا — جس کو اُس نے اندازہ کے مطابق اسکے ذکر میں پہنایا تھا

در قضیبش آں کدو کردے عجوز — تا رود نیمِ ذکر وقتِ سپوز

بڑھیا اُس کے ذکر میں کدو پہنا دیتی — تاکہ گھسانے کے وقت آدھا ذکر جائے

گر ہمہ کیرِ خر اندر وے رود — آں رحم و آں رودہا ویراں شود

اگر گدھے کا پورا ذکر اُس میں جائے — تو رحم اور انتڑیاں تباہ ہو جائیں

خر ہمی شد لاغر و خاتونِ اُو — ماندہ عاجز کز چہ شد ایں خر چو مُو

گدھا دُبلا ہو رہا تھا اور اُس کی مالکہ — حیران تھی کہ یہ گدھا بال جیسا کس وجہ سے ہو گیا

نعلبنداں را نمود آں خر کہ چیست — علتِ اُو کہ نتیجہ اش لاغریست

اُس نے اِس گدھے کو نعلبندوں کو دکھایا کہ کیا ہے! — اُس کی بیماری جس کا نتیجہ دُبلاپن ہے

ہیچ علت اندرو ظاہر نشد — ہیچ کس از سرِّ آں مُخبر نشد

اُس میں کوئی بیماری ظاہر نہ ہوئی — اُس کے راز سے کوئی شخص باخبر نہ ہوا

در تفحص[2] اندر افتاد اُو بجد — شد تفحص را دمادم مُستعد

وہ کوشش سے جستجو میں لگ گئی — اور جستجو کے لئے پے در پے مُستعد ہو گئی

جد را باید کہ جاں بندہ بُود — زانکہ جد جوئندہ یابندہ بُود

جان کو کوشش کا غلام ہو جانا چاہیئے — کیونکہ جستجو کرنیوالے کی کوشش پائیدار بنجاتی ہے

چوں تفحص کرد از حالِ اِشک — دید خفتہ زیرِ آں خر نرگسک

جب اُس نے گدھے کے حال کی جستجو کی — اُس کے نیچے نرگس کو پڑا ہوا دیکھا

چوں تفحص کرد از احوالِ خر — آں کنیزک بُود زیر و خر زبر

جب اُس نے گدھے کے احوال کی جستجو کی — تو وہ باندی نیچے تھی اور گدھا اوپر

از شگافِ در بدید آں حال را — پس عجب آمد ازاں آں زال را

اُس نے دروازے کی درز سے وہ حال دیکھا — تو وہ اُس بوڑھی کو پسند آ گیا

[1] نر خر۔ خرِ نر۔ فرط گزند۔ شہوت کی تکلیف کی زیادتی۔ گاں۔ جماع کرنا۔ نرہ۔ ذکر۔ قضیب۔ شلخ، ذکر۔ کیر۔ ذکر۔

[2] تفحص۔ جستجو۔ اشک۔ ترکی لفظ ہے، گدھا۔ نرگسک۔ کاف تصغیر کا ہے نرگس اُس لڑکی کا نام ہے۔ شگافِ در۔ کواڑوں کی درز

خر ہمی گاید[1] کنیزک را چناں — کہ بعقل و رسم مرداں بازناں

گدھا باندی سے اس طرح جماع کر رہا ہے — جو مردوں کی عورتوں کے ساتھ رسم اور عقل کے مطابق ہے

در حسد شد گفت چوں ایں ممکن ست — پس من اولیٰ تر کہ خر ملک من ست

وہ حسد میں مبتلا ہوگئی، بولی جب یہ ممکن ہے — تو میں زیادہ مستحق ہوں، کیونکہ گدھا میرا ہے

خر مہذب گشتہ و آموختہ — خوان نہاد است و چراغ افروختہ

گدھا مہذب اور سدھا ہوا — دسترخوان بچھا ہے اور چراغ روشن ہے

کرد نادیدہ در خانہ بکوفت — کاے کنیزک چند خواہی خانہ روفت

اُس نے انجان بن کر دروازہ کھٹکھٹایا — کہ اے باندی! گھر میں کتنی جھاڑو دیگی

از پئے رُوپوش میگفت ایں سخن — کاے کنیزک آمدم در باز کن

انجان بن کے لئے یہ بات کہہ رہی تھی — اے باندی! دروازہ کھول میں آرہی ہوں

کرد خاموش و کنیزک را نگفت — راز را از بہر طمع خود نہفت

چُپ رہی اور باندی سے نہ کہا — راز، اپنی چھپی ہوئی خواہش کی وجہ سے

پس کنیزک جملہ آلاتِ فساد — کرد پنہاں پیش شد در را گشاد

باندی نے خرابی کے سب سامان — چھپا دیئے، آگے بڑھی، دروازہ کھول دیا

رُو ترش کرد و دو دیدہ پُر زنم — لب فرو افگندہ یعنی صائم

اُس نے مُنھ بنایا اور دو آنکھیں نسوں سے پُر — ہونٹ لٹکائے ہوئے یعنی میں روزہ دار ہوں

در کفِ اُو نرمہ جاروبے کہ من — خانہ رامی روفتم بہر عطن

اُس کے ہاتھ میں نرم جھاڑو کہ میں — اصطبل کی کوٹھری میں جھاڑو دے رہی تھی

چونکہ با جاروب در را اُو گشاد — گفت خاتون زیر لب[2] کاے اُوستاد

جب اُس نے جھاڑو لئے ہوئے دروازہ کھولا — بی بی نے مُنھ ہی مُنھ میں کہا، اے اُستاد!

رُو ترش کردی و جاروبے بکف — چیست ایں خر برگستہ از علف

تو نے مُنھ بنایا اور جھاڑو ہاتھ میں — یہ گدھا چارے سے ہٹا ہوا کیوں ہے؟

نیم کارہ و خشمگیں جنباں ذکر — زانتظار تو دو چشمش سوئے در

آدھا کام کئے ہوئے اور غصہ میں، ذکر کو ملائے ہوئے — تیرے انتظار میں اُس کی دونوں آنکھیں دروازہ کی طرف ہیں

زیر لب گفت ایں نہاں کرد از کنیز — داشتش آں دم چو بیچارہ عزیز

مُنھ ہی مُنھ میں کہا، اُس کو باندی سے چھپایا — اُس وقت اُس کو بے قصور کی طرح پیارا رکھا

---

[1] گاید — آمیزش، جماع کرنا۔ [2] زیر لب — یعنی بڑبڑا کر بات کہی جیسے۔ اگر تو صرف جھاڑو ہی دے رہی تھی تو یہ گدھا اس حالت میں کیوں ہے۔ داشتش — اُس بی بی نے اُس باندی سے ایسا برتاؤ کیا جیسا کہ اُس کا کوئی قصور نہیں ہے۔

بعد ازاں گفتش کہ چادر نہ بسر
اُس کے بعد اُس سے کہا، سر پہ چادر ڈال

رو فلاں خانہ ز من پیغام بر
فلانے گھر جا، میرا پیغام لے جا

اینچنیں[1] گو و آں چنیں گو و آں چناں
ایسا کہہ اور ویسا کہہ

مختصر کردم من افسانہ زناں
میں نے عورتوں کا افسانہ مختصر کر دیا

آں چہ مقصود ست مغز آں بگیر
جو مقصد ہے اس کا خلاصہ لے لے

چوں براہش کرد آں زالے ستیر
جب اُس پردہ نشین بوڑھی نے اسکو روانہ کر دیا

چوں بدر کردش ز حیلت زاں مکاں
جب اُس کو تدبیر سے اُس مکان سے باہر نکالدیا

در فرو بست و بخلوت شاد ماں
دروازہ بند کر لیا اور تنہائی میں خوش تھی

بود از مستیِ شہوت شاد ماں
وہ شہوت کی مستی سے خوش تھی

در فرو بست و ہمی گفت آں زماں
دروازہ بند کر دیا اور اُس وقت کہہ رہی تھی

یافتم خلوت ز نم از شکر بانگ
میں نے تنہائی پالی شکر کا نعرہ لگاتی ہوں

رستہ ام از چار دانگ و از دو دانگ
چار دمڑی اور دو دمڑی سے مجھے نجات ملی ہے

از طرب گشتہ بزان زن ہزار
مستی سے عورت کی شہوت ہزار دگنا ہو گئی

در شرارِ شہوتِ خر بیقرار
وہ گدھے کی شہوت کی چنگاری سے بیقرار تھی

چہ بزاں کاں شہوت او را بزرگ[2] رفت
کیسی شہوت، اُس شہوت نے اُسکو اُلو بنا دیا

بزرگر فتن گیج را نبود شگفت
احمق کو اُلو بنا دینا تعجب خیز نہیں ہے

میل و شہوت کر کند دل را و کور
خواہش اور شہوت، دل کو بہرا اور اندھا بنا دیتی ہے

تا نماید گرگ یوسف نار نور
یہانتک کہ بھیڑیا، یوسف اور آگ، نور نظر آتے ہیں

لے بسا سرمست نار و نار جو
بہت سے آگ کے سرمست اور آگ کے جویا

خویشتن را نور مطلق داند او
وہ اپنے آپ کو نور مطلق سمجھ لیتے ہیں

جز[3] مگر بندہ خدا کز جذب حق
سوائے اُس مرد خدا کے کہ جذبہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ

وارہش آرد بگرداند ورق
اُس کو راستہ پر لے آئے، ورق پلٹ دے

تا بداند کاں خیالِ ناریہ
تاکہ وہ سمجھ لے کہ وہ آتشیں خیال

در طریقت نیست الا عاریہ
طریقت میں عارضی ہی ہیں

زشتہا را خوب بنماید نشرہ
حرص، برائیوں کو بھلا دکھا دیتی ہے

نیست از شہوت بتر زآفاتِ رہ
راہِ طریقت کی آفتوں میں شہوت سے زیادہ بدتر کوئی نہیں ہے

[1] اینچنیں۔ بی بی نے پیغام میں بہت سی باتیں کہلوائیں جن کی تفصیل میں نے چھوڑ دی ہے۔ ستیر۔ پردہ نشین۔ چار دانگ۔ یعنی تھوڑا بہت۔

[2] بزرگر فت۔ مذاق کیا۔ گرگ۔ یعنی بُری چیز کو بھلا کر کے دکھا دیتی ہے۔ آئے بسا جس طرح اس بی بی نے باندی سے پوری بات نہ سیکھی اسی طرح بہت سے ناقص لوگ ہیں جو اپنے آپ کو مکمل شیخ سمجھ بیٹھتے ہیں۔

[3] جز۔ اس استثنا سے وہ بچتا ہے جس کی جذبے سبائی کر دے، وہ یہ سمجھ لیتا ہے کہ اُس کو نور مطلق حاصل نہیں ہوا بلکہ یہ ناری خیال تھا جو ایک عارضی چیز ہے۔ (نقشبندی) انسان کی حرص بُرائی کو بھلا کر کے دکھا دیتی ہے شہوت انسان کے لئے سب سے بڑی آفت ہے

صد ہزاراں نامِ خوش را کردہ ننگ — صد ہزاراں زیرکانرا کردہ دنگ

لاکھوں نیک نام کو اُس نے بدنام کر دیا — لاکھوں عقلمندوں کو بے عقل کر دیا

چوں خرے را یوسفِ مصری نمود — یوسفے را چوں نماید آں جہود[1]

جبکہ اُس نے گدھے کو مصری یوسف کر کے دکھا دیا — وہ یہودی، یوسف کو کیسا دکھائے گا؟

بر تو سرگیں را فسونش شہد کرد — شہد را خود چوں کند وقتِ نبرد

اُس کے منتر نے تیرے لئے گوبر کو شہد کر دیا — معرکہ میں وہ شہد کو خود کیسا دکھائے گا؟

شہوت از خوردن بود کم کن خور — یا نکاحے کن گریزاں شو ز شر

شہوت کھانے سے پیدا ہوتی ہے کھانے کو کم کر دے — یا نکاح کرے، شر سے بچ جا

چوں بخوردی میکشد سوئے حرم — دخل را خرجے بباید لاجرم

جب تو نے کھایا وہ تجھے زنا خانہ کی جانب کھینچے گا — لامحالہ آمد کے لئے خرچ ضروری ہے

پس[2] نکاح آمد چو لاحول و ولا — تا کہ دیوت نفگند اندر بلا

تو نکاح لاحول ولا قوۃ کی طرح ہے — تاکہ شیطان تجھے مصیبت میں نہ پھنسائے

چوں حریصِ خوردنی زن خواہ نُو — ورنہ آمد گربہ و دنبہ ربُو

جبکہ تو کھانے کا حریص ہے، جلد نکاح کر لے — ورنہ بلی آئی اور چکدی لے گئی

بارِ سنگیں بر خرے کاں میجہد — زود بر نہ پیش ازاں کو بر نہد

جو گدھا کود رہا ہے، بھاری بوجھ — جلد رکھ دے، اس سے پہلے کہ وہ پھینکے

فعلِ آتش را نمی دانی تو سرد — گردِ آتش با چنیں دانش مگرد

آگ کے کام کو تو ٹھنڈا نہ سمجھ — ایسی عقل کے ہوتے ہوئے آگ کے گرد پھر نہ کاٹ

علمِ دیگ و آتش ار نبود ترا — از شرر نے دیگ ماند نے آبا

اگر تجھے دیگ اور آگ کا علم حاصل نہیں ہے — چنگاریوں سے نہ دیگ رہے گی نہ شوربا

آب حاضر باید و فرہنگ نیز — تا پزد آں دیگ سالم در ازیز

پانی موجود رہے اور عقل بھی — تاکہ ابال میں، دیگ سالم پک جائے

چوں[3] ندانی دانش آہنگری — ریش و مو سوزد چو آنجا بگذری

جبکہ تو لوہار کا ہنر نہیں جانتا ہے — جب تو وہاں سے گذرے گا ڈاڑھی اور بال جل جائیں گے

در فرو بست آں زن و خر را کشید — شادمانہ لاجرم کیفر چشید

اُس نے دروازہ بند کیا، اور گدھے کو کھینچا — خوشی سے، لامحالہ انجام چکھا

---

[1] جہود یعنی شہوت۔ بُرا تو انسان کی شہوت بُری چیز کو جب بھلا کر دیتی ہے تو بھلی چیز کو کیا کر کے نہ دکھائیگی۔ شہوت۔ انسان کی شہوت کھانے پینے سے بڑھتی ہے تو شہوت کو دبانے کے لئے یا کم خوری چاہیئے یا نکاح کر لینا چاہیئے۔ یعنی جب انسان قیمتی چیز ہی کھائیگا تو اُس کو عورتوں کی طرف زیادہ شہوت ہوگی اس لئے کہ جب پیٹ میں تیل غذا داخل کر رہا ہے تو اُس کا نکلنا بھی لازمی ہے۔

[2] پس نکاح۔ شیطان کے بھندے سے بچنے کیلئے نکاح لاحول کا کام کرتا ہے۔ ورنہ یعنی تیری ساری نیکی اور تقوی تباہ ہو جائیگا۔ بارِ سنگیں جس گدھے میں اُنھیں کو ذکر ہوتا ہے اُس کو بوجھ سے دبائے رکھنا چاہیئے یہی نفس کی مثال ہے عزم دیگ نفس کوت بر میں رکھنے کا ہنر نہیں ہے تو اُس سے بچنا ہی چاہیئے۔ تب مضر۔ اگر دیگ پکانی ہے تو ہنر ہونا چاہیئے اور ساتھ ہی کیلئے پانی موجود رہنا چاہیئے۔ اگر پانی چھڑک کر اُبال کو روکا جا سکے۔

[3] چوں ندانی۔ جب انسان لوہار کا پیشہ نہ جانتا ہو تو آتش کے قریب بھی نہ جائے۔ ورنہ داڑھی مونچھ جلا لے گا۔ قرد در فرو بست۔ اُس بی بی نے دروازہ بند کر دیا سیکفر انجام ہو۔

درمیانِ خانہ آوردش کشاں — خُفت[1] اندر زیرِ آں نرخرستاں
اُس کو کھینچتی ہوئی گھر کے بیچ میں لائی — اُس گدھے کے نیچے چت لیٹ گئی

ہم بر آں کرسی کہ دیدُ او از کنیز — تا رسد در کامِ خود آں قحبہ نیز
اُسی چوکی پر جو اُس نے باندی کی دیکھی تھی — تاکہ وہ رنڈی بھی اپنا مقصد حاصل کرے

پا بر آورد و خر اندر وے سپوخت — آتشے از کیرِ خر در وے فروخت
گدھے نے ذکر نکالا اور اُس کے اندر گھسا دیا — اُس میں گدھے کے ذکر سے آگ لگ گئی

خر مؤدب گشتہ در خاتوں فشرد — تا بخایہ در زماں خاتوں بمُرد
سکھائے ہوئے گدھے نے بی بی کے اندر دبا دیا — جیسے ہی بی بی فوراً مر گئی

بر دریدا از زخم کیرِ خر جگر — رُودہا[2] بگسستہ شد از ہمدگر
گدھے کے ذکر کے زخمی کرنے سے جگر پھٹ گیا — انتڑیاں ایک دوسرے سے جدا ہو گئیں

کرسی از یکسو زن از یکسو فتاد — دم نزد در حال و آں زن جان بداد
تخت ایک طرف، عورت ایک طرف گر گئی — اُس حالت میں سانس نہ لیا اور اُس عورت نے جان دے دی

صحنِ خانہ پُر ز خوں شد زن نگوں — مُرد او و بُرد جاں ربُّ المنوں
گھر کا صحن خون سے بھر گیا، عورت اوندھی ہو گئی — وہ مر گئی، حوادثِ زمانہ اُس کی جان لے گئے

مرگِ بد با صد فضیحت اے پدر — تو شہیدے دیدۂ از کیرِ خر
اے باوا! تو رُسوائیوں کے ساتھ بُری موت — تو نے گدھے کے ذکر کا کوئی شہید دیکھا ہے!

تو عذابُ الخزیِ بشنو از نبے — در چنیں ننگے مکن جاں را فدے
تو قرآن سے رُسوائی کا عذاب سُن لے — ایسی رُسوائی میں جان قربان نہ کر

دانکہ ایں نفسِ بہیمی نرخرست — زیرِ او بودن ازاں ننگیں ترست
جان لے یہ حیوانی نفس، گدھا ہے — اُس کے نیچے ہونا اِس سے (بھی) زیادہ بھیانک ہے

در رہِ[3] نفس از بمردی در منی — تو حقیقت دال کہ مثلِ آں زنی
اگر تو خودی (نفس) کی راہ میں مر گیا — تو سمجھ لے کہ تو اُس عورت کی طرح ہے

نفسِ ما را صورتِ خر بد ہد او — زانکہ صورتہا کند بر وفقِ خو
وہ (اللہ تعالیٰ) ہمارے نفس کو گدھے کی صورت عطا کر دیگا — کیونکہ وہ خصلت کے مطابق صورتیں بنا دیگا

ایں بود اظہارِ سر در رستخیز — اللہ اللہ از تنِ چوں خر گریز
قیامت میں راز کا یہ اظہار ہوگا — خدا کے لئے، گدھے جیسے جسم سے بھاگ

[1] خُفت۔ یعنی لیٹ گئی۔ ستاں۔ چت۔ قحبہ۔ یعنی زانیہ بی بی۔ پا بر آورد۔ یا ذکر سے کنایہ ہے۔ مؤدب۔ سکھایا ہوا۔ خایہ۔ خصیہ۔

[2] رُودہا۔ انتڑیاں۔ ربُّ المنون۔ حوادثِ زمانہ۔ فضیحت۔ رُسوائی۔ عذاب۔ قرآن پاک میں ہے لَنُذِيقَنَّهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ۔ تاکہ ہم اُن کو ذلت کے عذاب کا مزہ چکھائیں۔ ہے۔ قرآن پاک۔ ذاکہ نفس کے نیچے ہونا گدھے کے نیچے ہونے سے بھی زیادہ بُرا اور ذلیل کام ہے۔

[3] در رہ۔ انسان اگر نفس پروری کی حالت میں مر گیا تو اُس کی موت اِس بی بی کی موت سے بھی زیادہ رُسوا کن ہے۔ نفس۔ جیسا انسان کا باطن ہوگا قیامت میں اللہ تعالیٰ اُسی صورت پر حشر کرے گا۔

کافراں را بیم کرد ایزد ز نار — کافراں گفتند نار اولیٰ زعار[1]

اللہ (تعالیٰ) نے کافروں کو آگ سے ڈرایا — کافروں نے کہا، ذلت سے آگ بہتر ہے

گفت نے آں نار اصلِ عار ہاست — ہمچو آں نارے کہ آں زن را بکاست

(اُس نے) کہا نہیں آگ ذلتوں کی جڑ ہے — اُس آگ کی طرح جس نے اُس عورت کو جلا دیا

لقمہ اندازہ نخورد از حرصِ خود — در گلو بگرفت لقمہ مرگِ بد

اُس نے اپنی حرص کی وجہ سے اندازہ سے لقمہ نہ کھایا — بُری موت کا لقمہ گلے میں پھنس گیا

لقمہ اندازہ خور اے مردِ حریص — گرچہ باشد لقمہ حلوا و خبیص

اے لالچی انسان! لقمہ اندازے سے کھا — اگرچہ حلوا اور کھجور کے حلوے کا لقمہ ہو

حق تعالیٰ داد میزاں را زباں — ہیں ز قرآں سورۂ رحمٰن بخواں

اللہ تعالیٰ نے ترازو کو زبان عطا کی ہے — آگاہ، قرآن میں سے سورۂ رحمٰن پڑھ لے

ہیں ز حرصِ خویش میزاں را مہل — آز و حرص آمد ترا خصم و مُضِل

خبردار! اپنے لالچ میں ترازو کو نہ چھوڑ — تمنا اور حرص تیرے دشمن اور گمراہ کرنے والے ہیں

حرص جوید کل بر آید او ز کل — حرص میرست اے فُجُل ابن الفُجُل[2]

حرص کُل چاہتی ہے، کُل سے محروم رہتی ہے — حرص حاکم ہے، اے نامرد، نامرد کے بیٹے

آں کنیزک میشد و میگفت آہ — کردی اے خاتوں تو اُستار را براہ

وہ باندی روانہ ہوئی اور کہتی تھی، ہائے — اے بی بی! تو نے اُستاد کو روانہ کر دیا

کار بے اُستاد خواہی ساختن — جاہلانہ جاں بخواہی باختن

تو نے بغیر اُستاد کے کام بنانا چاہا — جاہلوں کی طرح جان دینا چاہا

اے زمن دُزدیدہ علمِ ناتمام — ننگت آمد کہ بپرسی حالِ دام

اے! تو نے میرا ناقص علم چُرایا — تجھے اس سے شرم آئی کہ جال کا حال معلوم کرے

تا نچیدے دانہ مرغ از خرمنش — ہم نیفتادے رسن در گردنش

جبکہ اُس کے کھلیان سے پرند دانہ نہ چگتا — اُس کی گردن میں رسی بھی نہ پڑتی

دانہ کمتر خور مکن چندیں رفو — چو کُلُوا[3] خواندی بخواں لَا تُسْرِفُوا

دانہ بہت کم کھا، اس قدر رفو نہ کر — جبکہ تو نے "کھاؤ" پڑھ لیا "زیادتی نہ کرو" پڑھ لے

تا خوری دانہ نیفتی تو بدام — ایں کُند علم و قناعت والسلام

تاکہ تو دانہ چگ لے (اور) جال میں نہ پھنسے — یہ علم اور قناعت کرتا ہے، والسلام

---

[1] عار۔ یعنی مسلمان ہونے کی ذلت۔ ہمچو جس طرح۔ جس کی آگ نے اُس بی بی کو راتوں میں مبتلا کیا۔ تمہارے علم کی آگ جو اسلام کو عار کا سبب بتاتی ہے سینکڑوں راتوں میں مبتلا کر دیگی۔ تحقیق۔ جس بی بی نے اپنے اندازہ کے معاملہ کام نہ کیا حرص کی اور وہ ماری گئی۔ خبیص۔ چھوارے کا حلوہ۔ زباں۔ ترازو کا کانٹا جو کسی چیز کو بتا دیتا ہے۔ سورۂ رحمٰن میں ہے وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ "اُس اللہ تعالیٰ نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو قایم کی تاکہ تم تجاوز نہ کرو"۔

[2] فُجُل۔ مشہور مقولہ۔ طَلَبُ الْكُلِّ فَوْتُ الْكُلِّ کل کا طلب کرنا کُل کو ہاتھ سے دینا ہے۔ فُجُل۔ دُھیلا۔ سُست۔ کردی۔ وہ باندی کہہ رہی تھی کہ میں اس فن کی اُستاد تھی تو نے مجھے تو روانہ کر دیا اور بغیر اُستاد کے کام چلانا چاہا۔ اے زمن۔ تو نے مجھ سے آدھی بات سیکھی۔ تا نچیدے۔ اگر پرند جال کا دانہ نہ چگے تو جال میں نہ پھنسے۔

[3] كُلُوْا۔ قرآن شریف میں ہے كُلُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا۔۔۔ "کھاؤ اور اسراف نہ کرو"۔ تا خوری۔ علم اور قناعت حاصل کر لو تو دنیا سے فائدہ بھی اٹھا لوگے اور مصائب میں بھی گرفتار نہ ہوگے۔

نعمت[1] از دنیا خورد عاقل نہ غم — جاہلاں محروم ماندہ در ندم

عقلمند، دنیا میں نعمت کھاتا ہے نہ کہ غم — جاہل، ندامت سے محروم رہتے ہیں

چوں در افتد در گلوشاں حبلِ دام — دانہ خوردن گشت بر جملہ حرام

جب اُن کے گلے میں جال کی رسّی پھنستی ہے — سب پر دانہ چگنا حرام ہو جاتا ہے

مرغ اندر دام دانہ کے خورد — دانہ چوں زہرست در دام ار چرد

پرند، جال میں سے دانہ کب چگتا ہے؟ — جال میں سے اگر دانہ چگے وہ زہر جیسا ہے

مرغِ[2] غافل میخورد دانہ ز دام — ہمچو اندر دامِ دنیا ایں عوام

غافل پرند، جال میں سے دانہ چگتا ہے — جس طرح عوام دنیا کے جال میں سے

باز مرغانِ خبیرِ ہوش مند — کردہ اند از دانہ خود را خشک بند

پھر باخبر، ہوشمند پرندوں نے — اپنے آپ کو دانہ سے روک دیا ہے

کاندرونِ دام و دانہ زہر ہاست — کوراں مرغے کہ در فخ دانہ خواست

کیوں کہ جال اور دانے میں زہر ہیں — وہ پرند اندھا ہے جس نے جال میں سے دانہ چاہا

صاحبِ دام ابلہاں را سر برید — واں ظریفاں را بہ مجلسہا کشید

جال والے نے، بیوقوفوں کا سر قلم کر دیا — اور خوش گلو پرندوں کو مجلسوں میں لے گیا

کہ از انہا گوشت می آید بکار — وز ظریفاں بانگ و نالہ زیر و زار

کیوں کہ ان کا گوشت کار آمد ہے — اور خوش گلو پرندوں کی آواز اور رونا، ترنم اور گریہ

پس[3] کنیزک آمد از اشگافِ در — دید خاتون را بمردہ زیرِ خر

تو باندی نے دروازے کی درز سے — بی بی کو گدھے کے نیچے مُردہ دیکھا

گفت اے خاتونِ احمق اینچہ بود — گر ترا اُستاد خود نقشے نمود

اُس نے کہا اے بیوقوف بی بی! یہ کیا تھا؟ — اگر اُستاد نے تجھے خود ایک نقش دکھا دیا

ظاہرش دیدی سرش از تو نہاں — اُوستا ناگشتہ بگشادی دکاں

تو نے اُسکا ظاہر دیکھ لیا اُسکا راز تجھ سے پوشیدہ رہا — اُستاد نے بغیر تو نے دکان کھول دی

کیر دیدی ہمچو شہد و چوں خبیص — آں کدو را چوں ندیدی اے حریص

تو نے ذکر کو شہد اور حلوہ جیسا دیکھا — اے حریص! تو نے وہ کدو کیوں نہ دیکھا؟

یا چو مستغرق شدی در عشقِ خر — آں کدو پنہاں بماندت از نظر

یا جب تو گدھے کے عشق میں مدہوش ہو گئی — وہ کدو تیری نظروں سے چھپا رہا

---

[1] نعمت۔ عقلمند آدمی دنیا کو آخرت کیلئے مستعمال کر کے فائدہ اٹھا لیتا ہے اور نادان ندامت اور محرومی میں مبتلا ہوتا ہے۔ چوں در افتد جب دنیا دار دنیا کے غم میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس پر خود دخور حرام ہو جاتا ہے۔

[2] مرغِ غافل۔ بیوقوف انسان دنیا میں مبتلا ہو جاتا ہے جو کہ جال کے دانہ کی طرح ہے۔ باز مرغاں۔ جو ہوشیار پرند ہوتے ہیں وہ جال کے دانے سے اپنے آپکو علیحدہ رکھتے ہیں۔ فخ۔ جال۔ صاحب۔ شکاری۔ بیوقوف پرندوں کو ذبح کر ڈالتا ہے اور خوش گلو پرندوں کو فروخت کر دیتا ہے جو لوگوں کی محفلوں میں پہنچ جاتے ہیں یہی صورت دنیا کے جال میں پھنسنے کے بعد دنیا داروں اور اہل اللہ ذاکر و شاغل لوگوں کی ہوتی ہے۔

[3] پس کنیزک۔ بی بی کے مرنے کے بعد باندی نے کہا بی بی کہ اسقدر احمق تھی مجھ سے تھوڑی سی بات سیکھ کر اپنے آپ کو اُستاد سمجھ بیٹھی اور ہلاک ہوئی۔ ظاہرش۔ فن کا ظاہر دیکھا اور اُس کے رازوں سے ناواقف ہوتے ہوئے دکان کھول بیٹھی۔ خبیص۔ حلوہ۔ ارے کا حلوہ۔

ظاہرِ صنعت بدیدی زاوستاد — اوستادی برگرفتی شاد شاد

تو نے اُستاد کی ظاہری کاریگری دیکھی — تو نے خوشی خوشی اُستادی اختیار کرلی

اے[1] بسا زرّاق گولِ بیوقوف — از رہِ مرداں ندیدہ غیرِ صوف

بہت سے احمق بیوقوف مکاروں نے — سوائے اُون کے مردوں کے راستہ میں کچھ نہ دیکھا

اے[2] بسا شوخاں زاندک اِحتراف — از شہاں ناموختہ جز گفت و لاف

بہت سے بے حیا ہیں تھوڑے سے ہنر سے — انھوں نے شاہوں سے سوائے باتوں اور شیخی کے کچھ حاصل نہ کیا

ہر یکے در کف عصا کہ موسیٰم — می دمد بر ابلہاں کہ عیسیٰم

ہر ایک کے ہاتھ میں لاٹھی ہے کہ میں موسیٰ ہوں — بیوقوفوں پر دم کرتا ہے کہ میں عیسیٰ ہوں

آہ ازاں روزے کہ صدقِ صادقاں — باز خواہد از تو سنگِ اِمتحاں

ہائے وہ دن، کہ سچوں کی سچائی — امتحان کا پتھر تجھ سے طلب کرے گی

آخر از اُستاد باقی را بپرس — کہ حریصاں جملہ کورانند و خرس

آخر باقی (نمبر) اُستاد سے پوچھ لے — کیوں کہ لالچی سب اندھے اور گونگے ہیں

جملہ جُستی باز ماندی از ہمہ — صیدِ گرگاں اندریں ابلہ رمہ

تو نے سب کو ٹٹولا سب سے محروم رہا — یہ بیوقوف گلہ، بھیڑیوں کا شکار ہے

صورتے بشنیدی گشتی ترجماں — بیخبر از گفت خود چوں طوطیاں

تو نے تھوڑی سی بات سنی ترجمان بن گیا — طوطیوں کی طرح اپنی گفتگو سے بے خبر ہے

تمثیلِ تلقینِ شیخ مریداں را و پیغمبر اُمت را کہ ایشاں طاقت تلقین حق تعالیٰ ندارند و با حق اُلفت ندارند چنانکہ طوطی باصورتِ آدمی اُلفت ندارد کہ از و تلقین تواند گرفت حق تعالیٰ شیخ را چوں آئینہ پیش مرید ہمچو طوطی دارد و از پسِ آئینہ تلقین میکند قولہ عزّ و جلّ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ

شیخ کی مریدوں کو اور پیغمبر کی امت کو تلقین کرنے کی مثال کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے تلقین کی طاقت نہیں رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اُنہیں مناسبت نہیں ہے جیسا کہ طوطی آدمی کی صورت سے مناسبت نہیں رکھتی ہے کہ اُس سے تلقین حاصل کرسکے اللہ تعالیٰ شیخ کو آئینہ کی طرح طوطی جیسے مُرید کے سامنے رکھ دیتا ہے اور آئینہ کے پیچھے سے تلقین کرتا ہے اللہ عزّ و جلّ کا قول ہے آپ اپنی زبان نہ ہلائیے تاکہ اُس (وحی) پر جلدی کریں

[1] اے بسا یہی حال اُن لوگوں کا ہوتا ہے جو کسی شیخ کامل سے تھوڑی سی بات سیکھ کر دکان جمالیتے ہیں۔ زرّاق۔ مکار شیوخ۔ صوف یعنی اُون کی کملی۔

[2] اے بسا۔ یہ مزدور شیخ سوائے شیخی بگھارنے کے شیوخ سے کچھ حاصل نہ کرسکے اور اپنے آپکو موسیٰ و عیسیٰ ظاہر کرتے ہیں۔ تجمہ حشی۔ یہ یا تو حریص مریدوں کو خطاب ہے یا مزدور شیخ کو جو مریدوں کو پھانسنے کے حریص ہیں۔ طوطیاں۔ طوطی انسان کی بولی بولتی ہے لیکن اُس کو سمجھتی نہیں ہے۔

[3] تمثیل۔ طوطی کو جب سکھایا جاتا ہے تو اُسکا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ طوطی کو آئینہ کے بالمقابل کردیا جاتا ہے اور اُستاد آئینہ کے پیچھے چھپ کر بولنا شروع کرتا ہے، آئینہ کے سامنے کی طوطی یہ سمجھتی ہے کہ یہ وہ طوطی بول رہی ہے جو آئینہ میں اُسکو نظر آرہی ہے جو خود اُسکا عکس ہی ہے لہٰذا وہ اُسکو اپنی ہم جنس سمجھکر اُس سے بولنا سیکھ لیتی ہے یہی حال اللہ تعالیٰ اور نبی اور نبی کے مخاطبوں کا ہے نبی بمنزلہ آئینہ والے عکس کے ہے اور حضرت حق تعالیٰ بمنزلہ اُستاد کے ہے، اسطرح وحی جو کلام الٰہی ہے بندوں تک پہنچ جاتا ہے لیکن اِس مثال اور وحی کے معاملہ میں فرق اسقدر ہے کہ آئینہ والی طوطی کو تلقین کرنے والا طوطی کے پیچھے ہے اور وحی کی زبان کی حرکت اللہ تعالیٰ کے تابع ہے اور اس لئے اس تشبیہ کو تمثیل کہا جائے گا۔

اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی این ست ابتدائے مسئلہ

نہیں ہے وہ مگر وحی جو بھیجی جاتی ہے ۔ یہ اُس مسئلہ کی ابتدا ہے

بے منتہا چنانکہ منقار جنبانیدنِ طوطی اندرونِ آئینہ کہ خیالش

جسکی کوئی انتہا نہیں ہے چنانچہ آئینہ کے اندر کی طوطی کا چونچ ہلانا جس کو تو عکس

میخوانی بے اختیار و تصرفِ اوست عکسِ خواندنِ طوطی

کہتا ہے اُس کے اختیار اور تصرف کے بغیر ہے وہ باہر والی طوطی کے پڑھنے کا

بیرونی کہ متعلم است نہ عکسِ آں مُعلّم کہ پسِ آئینہ ست

عکس ہے جو سیکھنے والی ہے نہ کہ اُس سکھانیوالے کا عکس ہے جو آئینہ کے پیچھے ہے

ولیکن خواندنِ طوطیِ بیرونی تصرفِ آں مُعلّم ست پس

لیکن باہر والی طوطی کا پڑھنا سکھانے والے کا تصرف ہے تو

ایں مثال آمد نہ مثل

یہ ایک مثال ہے نہ کہ مثل

طوطیِ در آئینہ می بیند اُو عکسِ خود را پیشِ اُو آوردہ رُو

ایک طوطی آئینہ میں دیکھتی ہے اپنے عکس کو کہ وہ اُسکے سامنے منہ کئے ہوئے ہے

در پسِ آئینہ آں اُستا نہاں حرف میگوید ادیبِ خوش زباں

آئینہ کے پیچھے وہ اُستاد چھپا ہوا ہے وہ خوش بیان ادیب بات کر رہا ہے

طوطیک پنداشت کیں گفتِ پست گفتِ آں طوطیست کاندر آئینہ است

طوطی سمجھتی ہے کہ یہ دھیمی آواز اُس طوطی کی گفتگو ہے جو آئینہ کے اندر ہے

پس ز جنسِ خویش آموزد سخن بیخبر از مکرِ آں گرگِ کہن

تو وہ اپنی ہم جنس سے بات کرنا سیکھتی ہے اِس پرانے بھیڑیئے کی تدبیر سے بے خبر ہے

از پسِ آئینہ می آموزدش ورنہ ناموزد جز از جنسِ خودش

وہ آئینہ کے پیچھے سے اُس کو سکھا دیتا ہے ورنہ وہ اپنی ہم جنس کے سوائے نہ سیکھے

گفت را آموخت زاں مردِ ہُنر لیک از معنی و سرّش بے خبر

اُس ہنرمند انسان سے اُس نے بات سیکھ لی لیکن اُس کے معنی اور راز سے بے خبر ہے

از بشر بگرفت منطق یک بیک از بشر جز ایں چہ داند طوطیک

اُس نے ایک ایک بات انسان سے سیکھ لی انسان سے اِس کے سوا طوطی کیا جانے

لہ طوطی۔ اُس طوطی کے بالمقابل اُس کا عکس ہوتا ہے۔ اُستا۔ استاد۔ طوطیک۔ آئینہ کے باہر والی طوطی یہ سمجھتی ہے کہ آئینہ کے اندر کی طوطی بول رہی ہے لہٰذا وہ اُس کی نقل شروع کر دیتی ہے

لہ گرگِ کہن۔ تجربہ کار اُستاد۔ گفت را۔ یہ طوطی اُس اُستاد کے الفاظ نقل کر دیتی ہے اُن کے معانی سے بے خبر ہوتی ہے۔

همچناں[1] در آئینہ جسمِ ولی — خویش را بیند مُرید مُمتلی

اسی طرح ولی کے جسم کے آئینہ میں (خامی سے) پُر مرید اپنے آپ کو دیکھتا ہے

از پسِ آئینہ عقلِ کُل را — کے بہ بیند وقت گفت و ماجرا

آئینہ کے پیچھے سے عقلِ کُل کو کب دیکھ سکتا ہے گفتگو اور قصہ کے وقت

او گماں دارد کہ میگوید بشر[2] — واں دگر سرمست و اُو زاں بیخبر

وہ خیال کرتا ہے کہ انسان کہہ رہا ہے وہ دوسرا پُر شنید ہے اور وہ اس سے بے خبر ہے

حرف آموزد ولے سرِّ قدیم — می نداند طوطیست اُو یا ندیم

وہ حرف سیکھ جاتا ہے لیکن قدیم راز نہیں جانتا ہے۔ کہ وہ (کہنے والا) طوطی ہے یا ساتھی ہے

ہم صفیرِ[3] مُرغ آموزند خلق — کایں سخن اندر دہاں اُفتاد و حلق

لوگ پرندوں کی بولی سیکھ لیتے ہیں کیونکہ یہ بولی اُن کے منہ اور حلق میں آجاتی ہے

لیک از معنیِ مُرغاں بیخبر — جز سلیمانِ نبی خوش نظر

لیکن پرندوں کے معانی سے بے خبر ہوتے ہیں سوائے حضرت سلیمانؑ نبی کے جن کی سمجھ خوب تھی

حرفِ درویشاں بسے آموختند — منبر و محفل بداں افروختند

بہت سے لوگوں نے درویشوں کے الفاظ سیکھ لئے ہیں اُن سے منبر اور مجلس کی رونق بڑھائی ہے

یا بجز آں حرف شاں روزی نبود — یا در آخر رحمت آمد رہ نمود

یا تو اُن کا مقدر حروف کے سوا کچھ نہیں ہے یا انجام کار (اللہ کی) رحمت آکر رہنمائی کر دیتی ہے

صاحبدلے[4] در چلہ بخواب دید کہ سگے حاملہ در شکمِ آں بچگاں

ایک صاحب دل نے چلہ میں خواب میں دیکھا کہ ایک حاملہ کتیا ہے اس کے پیٹ میں

بانگ میکردند در تعجب ماند کہ حکمتِ بانگِ سگ پاسبانی

بچے بھونک رہے ہیں وہ تعجب میں رہ گیا کہ کتے کے بھونکنے کا فائدہ نگہبانی ہے

ست و بانگ در اندرونِ شکمِ مادر بے پاسبانی ست و نیز

اور ماں کے پیٹ میں بھونکنا نگہبانی کے لئے نہیں ہے اور آواز مدد چاہنے اور

بانگ جہت یاری خواستن و شیر خواستن باشد و غیرہ و در شکم

دودھ مانگنے کے لئے بھی ہوتی ہے اور ماں کے پیٹ میں اِن میں سے کوئی

نے دُعا کی کیونکہ اس حکمت کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جان سکتا ہے کہ اے خدا تو اس کی حکمت کو واضح فرما دے خدا نے اُن کی دعا قبول فرمالی اور بتایا کہ پیٹ کے اندر ان کتے کے بچوں کا [illegible] بیرون کی لاف زنی کی شان ہے جس سے نہ خود اُن کو فائدہ حاصل ہوتا ہے نہ دوسروں کو

[1] ہمچناں۔ اسی طرح۔ مُرید در اصل سمجھتا ہے کہ شیخ جو کچھ اُس کی ہم جنس ہے اور اُس سے سمجھتا ہے اور اُستاد، عقلِ کُل اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ پاتا ہے جو اس سے برتر ہے۔

[2] او۔ مُرید اور مُمتلی سمجھتا ہے کہ شیخ اور نبی کہہ رہا ہے اُس راز سے وہ بے خبر ہوتا ہے کہ دراصل اُس سے اللہ تعالیٰ بُلوا رہا ہے۔ حرف نبی کی بات سُن لیتا ہے لیکن اُس کو معلوم نہیں ہوتا ہے کہ اصل بولنے والا نبی ہے جو بمنزلہ طوطی ہے سکھ کے ہے یا اللہ تعالیٰ ہے جو بمنزلہ اُس ساتھی کے ہے جو آئینہ کے پیچھے سے بولتا ہے۔

[3] ہم صفیر۔ انسان پرندوں کی بولی بولنا سیکھ جاتے ہیں لیکن اُس بولی کے معنی جو پرندہ مُراد لیتے ہیں اُن سے وہ لاعلم ہوتا ہے۔ حرفِ درویشاں۔ اسی طرح بہت سے انسان کاملین کی نقل اُتارنے لگتے ہیں۔ یہ بجز۔ یہ نقالی بھی نقالی ہی رہتی ہے اور کبھی حقیقت تک رہنمائی بھی کر دیتی ہے۔

[4] صاحبدلے۔ ایک بزرگ تنہائی میں چلہ کشی کر رہے تھے اُنھوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک حاملہ کتیا ہے اور اُس کے پیٹ میں بچے بھونک رہے ہیں جس سے اُن کو تعجب ہوا اور سوچنے لگے کہ پیٹ میں بچوں کے بھونکنے میں کیا حکمت خداوندی ہے کتے کی حفاظت اور پاسبانی کے لئے بھونکتے ہیں ماں کے پیٹ میں بھونکنے سے یہ فائدہ نہیں ہے نیز بچے کے رونے میں مدد کے لئے یا دودھ کے لئے فریاد ہوتی ہے وہ بھی یہاں نہیں ہے انھوں

ما در ہیچکدام ازینہا نیست چوں بخویش آمد بحضرتِ حق مناجات
بھی (مقصود) نہیں ہے وہ جب بیدار ہوا اللہ تعالیٰ سے دعا کی

کرد وَمَا یَعْلَمُ تَاوِیْلَہٗ اِلَّا اللّٰہ جواب آمد کہ آں صورتِ
"اور بجز اللہ کے اُس کی تاویل کوئی نہیں جانتا ہے" جواب آیا کہ یہی صورتِ حال

حال قومی ست کہ از حجاب بیروں نیامدہ وچشمِ دل باز نشدہ
اُس قوم کی ہے جو پردے سے نہیں نکلی ہے اور دل کی آنکھ نہیں کھلی ہے

ودعوائے بصیرت کنند ومقالات گویند ازاں نہ ایشاں را
اور وہ بصیرت کا دعویٰ کرتی ہے اور تقریریں کرتی ہے جن سے نہ اُس کو

قوت وزاری ونہ مستمعاں را ہدایتے ورشدے میرسد
کوئی قوت اور مدد حاصل ہوتی ہے اور نہ سننے والوں کو کوئی ہدایت اور رہنمائی ملتی ہے

آں یکے می دید خواب اندر چلہ[1] در رہے مادہ سگے بُد حاملہ
ایک شخص نے چلّہ میں خواب میں دیکھا راستہ میں ایک حاملہ کتیا تھی

ناگہاں آوازِ سگ بچگاں شنید سگ بچہ اندر شکم بُد ناپدید
اُس نے اچانک کتے کے بچوں کا بھونکنا سُنا کتے کے پلّے پیٹ میں چھپے ہوئے تھے

پس عجب آمد ورا زاں بانگہا سگ بچہ اندر شکم چوں زد ندا
اُس کو اُن آوازوں سے تعجب ہوا کتے کے پلّے پیٹ میں کیوں بھونکے ؟

سگ بچہ اندر شکم نالہ[2] کناں ہیچ کس دید ست ایں اندر جہاں
کتے کے پلّوں کا ماں کے پیٹ کے اندر روتے ہوئے کسی نے دنیا میں یہ دیکھا ہے ؟

چوں بجست از واقعہ آمد بخویش حیرتِ اُو دمبدم میگشت بیش
جب وہ خواب سے بیدار ہوا، ہوش میں آیا اُس کی حیرت لمحہ بہ لمحہ بڑھ رہی تھی

در چلہ کس نے کہ گردد عُقدہ حل جز کہ درگاہِ خدائے عزّ وجل
چلّہ میں کوئی نہیں تھا، کہ عُقدہ حل ہو سوائے خدائے عزّ وجل کی درگاہ کے

گفت یارب زیں شکال وگفتگو در چلہ واماندہ ام از ذکرِ تو
اُس نے کہا اے اللہ! اِس اِشکال اور گفتگو کی وجہ سے چلّے میں تیرے ذکر سے قاصر ہو رہا ہوں

پرِ من بکشای تا پراں شوم در حدیقہ ذکر وسیبستاں شوم
میرے پر کھول دے، تاکہ پرواز کروں ذکر کے باغیچہ میں اور سیب کے باغ میں پہنچوں

[1] چلّہ۔ چلّہ کشی جو تنہائی میں ہوتی ہے۔ بانگہا۔ یعنی کتے کے پلّوں کی ماں کے پیٹ میں سے بھونکنے کی آواز۔
[2] نالہ کناں۔ روتے ہوئے۔ واقعہ۔ یعنی خواب۔ عُقدہ حل۔ یعنی گرہ کھل جائے، معاملہ حل ہو جائے۔ گفت۔ اُس صاحبِ دل نے خدا سے عرض کیا میں اِس فکر میں تیری یاد سے غافل ہو رہا ہوں۔

آمدش آوازِ ہاتف[1] در زماں — کاں مثالے داں زلافِ جاہلاں

اُس کو نوراً غیبی فرشتہ کی آواز آئی — کہ اُس کو جاہلوں کے شیخی بگھارنے کی شان سمجھ

کز حجاب و پردہ بیروں نامدہ — چشم بستہ بیہدہ گویاں شدہ

جو حجاب اور پردے سے باہر نہیں نکلے ہیں — آنکھیں بند کئے ہوئے بکواس کرتے ہیں

بانگِ سگ اندر شکم باشد زیاں — نے شکار انگیزو نے شب پاسباں

کُتّے کا پیٹ میں بھونکنا بیکار ہے — نہ شکار نکالنے والا ہے اور نہ رات کا محافظ ہے

گرگ نادیدہ کہ دفعِ اُو بُود — دُزد نادیدہ کہ منعِ اُو شود

اُس نے بھیڑیئے کو نہیں دیکھا کہ اُس کا دفعیہ ہو — اُس نے چور کو نہیں دیکھا کہ اُس کی روک ہو

از حریصی و ز ہوائے سروری — در نظر کُند و بلا فیدن جری

حرص اور سرداری کی خواہش کی وجہ سے — نظر میں کُند ہے اور بکواس کرنے میں جری ہو

از ہوائے مُشتری و گرم دار — بے بصیرت پا نہادہ در فشار

خریدار اور دوست کی خواہش کی وجہ سے — بغیر بصیرت کے بکواس میں قدم رکھے ہوئے ہے

ماہ نادیدہ نشانہا میدہد — روشنائی را بداں کژمی نہد

چاند کو دیکھے بغیر نشانیاں بتاتا ہے — اُس کے لئے روشنائی کو ٹیڑھا رکھتا ہے

از برائے مُشتری در وصفِ ماہ — صد نشاں نادیدہ گوید بہرِ جاہ

چاند کی صفت بیان کرنے میں، خریدار کے لئے — مرتبہ کی خاطر بغیر دیکھے ہوئے سیکڑوں نشانیاں بتاتا ہے

مُشتری نادیدہ گوید صد نشاں — ژاژ خاید دوغ نوشد کف زناں

خریدار کو بغیر دیکھے سیکڑوں نشانیاں بتاتا ہے — بکواس کرتا ہے، تالیاں بجاتے ہوئے چھاچ پیتا ہے

مُشتری[2] کو سود دارد خود یکیست — لیک ایشانرا دراں ریب و شکیست

جس خریدار میں فائدہ ہے وہ صرف ایک ہے — لیکن اُن کو اُس میں شک و شبہ ہے

از ہوائے مُشتری بے شکوہ — مُشتری را باد دادند ایں گروہ

بے حقیقت خریدار کی خواہش میں — اُس جماعت نے خریدار کو کھو دیا ہے

مُشتری ماست اللہ اشتری — از غمِ ہر مُشتری بیں برتر آ

ہمارا خریدار اللہ ہے جس نے خریدیا ہے — ہر خریدار کے غم سے آگے بڑھ

مُشتری جو کہ جویانِ تو است — عالمِ آغاز و پایانِ تو است

اُس خریدار کو تلاش کر جو تیرا جویاں ہے — تیرے آغاز اور انجام کا جاننے والا ہے

[1] ہاتف یعنی آواز دینے والا۔ کُتّے کے پیٹ کا پیٹ میں بھونکنا جہل کی لاف زنی کی مثال ہے۔ بانگ۔ کُتّے کے پیٹ کو پیٹ میں بھونکنا بیکار بات ہے نہ تو اس سے یہی فائدہ ہے کہ کوئی شکار جھاڑی میں سے نکل کر بھاگے اور شکاری اُس کا شکار کرے نہ چور کو بھگانے کے لئے ہے۔

[2] آخر یعنی جاہل شیخ کی لالچ اور سرداری کی خواہش میں یہ حالت ہوتی ہے کہ اُس کی نظر تو کُند ہو جاتی ہے اور وہ شیخی بگھارنے میں جری ہو جاتا ہے گرم دار۔ دوست۔ فشار۔ بکواس۔ ماہ یعنی ذاتِ حق کے مشاہدہ کے بغیر اُس کی سیکڑوں نشانیاں بیان کرتا ہے اور اپنے خریدار کی غلط رہنمائی کرتا ہے مُشتری۔ وہ مُرید بھی بغیر مشاہدہ کے بکواس شروع کر دیتے ہیں اور فرضی مستی ظاہر کرنے لگتے ہیں۔ دوغ نوشد یعنی چھاچ پی کر فرضی مستی ظاہر کرتا ہے۔

[3] مشتری کو۔ ایک مومن کا خریدار درحقیقت اللہ تعالیٰ ہے قرآن پاک میں ہے اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے اُن کی جانیں خرید لی ہیں۔ لہٰذا ایک مومن کو کسی اور خریدار کی فکر میں نہ پڑنا چاہیئے۔ جویاں۔ اللہ تعالیٰ تیرا جویاں ہے اور وہ تیرے انجام و آغاز کو جانتا ہے۔

ہیں مکش ہر مُشتری را تو بدست[1] — عشقبازی با دو معشوقہ بدست

خبردار! ہر خریدار کو تو ہاتھ سے نہ کھینچ — دو معشوقوں سے عشقبازی بُری ہے

زو نیابی سُود مایہ گر خرد — نبودش خود قیمت عقل و خرد

اگر وہ پونجی کو خریدے گا تو اُس سے فائدہ حاصل نہ کر سکے گا — اُس کے پاس (تیری) عقل اور سمجھ کی قیمت ہی نہ ہوگی

نیست اُو را خود بہائے نیم نعل — تو برو عرضہ کُنی یاقوت و لعل

خود اُسکی قیمت آدھے نعل کی نہیں ہے — تو اُس کو یاقوت اور لعل دکھا رہا ہے

حرص[2] کورت کرد و محرومت کُند — دیو ہمچوں خویش مرجومت کُند

لالچ نے تجھے اندھا کر دیا اور محروم کرے گا — شیطان تجھے اپنی طرح سنگسار بنا دے گا

ہمچناں کاصحابِ فیل و قومِ لُوط — کرد شاں مرجوم چوں خود آں سخوط

جس طرح اصحابِ فیل اور لوطؑ کی قوم کو — اُس مغضوب نے اپنی طرح سنگسار بنا دیا

مُشتری را صابراں دریافتند — چوں سُوئے ہر مُشتری نشتافتند

صابر لوگوں نے خریدار پالیا ہے — کیونکہ وہ ہر خریدار کی طرف نہیں دوڑے ہیں

واں کہ گردانید رُو زاں مُشتری — بخت و اقبال و بقا زو شد بری

جس شخص نے اُس خریدار سے منہ موڑا — نصیبہ اور اقبال اور بقا اُس سے کنارہ کش ہو گئے

ماند حسرت بر حریصاں تا اَبد — ہمچو حالِ اہلِ ضرواں[3] در حسد

لالچیوں کو ہمیشہ حسرت رہی — جس طرح حسد میں ضروان والوں کا حال

قصۂ اہلِ ضرواں و حسدِ ایشاں بر درویشاں کہ پدرِ ما از سلیمی

ضروان کے باشندوں کا قصہ اور اُن کا فقیروں پر حسد کرنا کہ ہمارا باپ سادہ پن

اَغلبِ دَخلِ باغ را بمسکیناں میداد، چوں انگور بُودے عُشر

سے باغ کی زیادہ پیداوار مسکینوں کو دیدیتا تھا جب انگور ہوتے دسواں حصہ

دادے و چوں مویز و دوشاب شُدے عُشر دادے و چوں حلوا

دیدیتا اور جب کشمش اور انگور کا شیرہ ہوتا دسواں دے دیتا اور جب حلوا

و پالُودہ کردے عُشر دادے و از فصیل عُشر دادے و چوں

فالودہ بناتا دسواں دے دیتا کچی کھیتی میں سے دسواں دے دیتا اور جب

خرمن میکُوفتے از کفِ آمیختہ عُشر دادے و چوں گندم از

کھلیان گہاتا آدھے گہائے ہوئے میں سے دسواں دیدیتا اور جب گیہوں

[1] بدست (شعر)
ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
ایں خیالت و محالت و جنوں
ترجمہ۔ اگر خدا کے علاوہ کوئی خریدار اپنے کو تو اس سے تجھے کوئی فائدہ نہ ہوگا اس خریدار کے پاس تجھے خریدنے کی قیمت کہاں ہے۔ نیست۔ وہ خود دو کوڑی کا ہے اُس پر اپنی عقل و خرد کے لعل و یاقوت کو پیش کرنا نادانی ہے۔

[2] حرص۔ لالچ انسان کو اندھا کر دیتا ہے۔ مرجوم۔ سنگسار۔ اصحابِ فیل۔ ابرہہ کا لشکر جس نے خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے چڑھائی کی تھی۔ سخوط۔ مغضوب یعنی شیطان۔ قانونِ جو شخص اللہ تعالیٰ سے روگردانی کرتا ہے وہ بڑا بدنصیب ہے اور تباہ ہو جاتا ہے۔

[3] ضروان یمن میں ایک گاؤں تھا۔ سلیمی۔ سیر قرنی۔ بھولا پن۔ دوشاب۔ انگور کا خمیر۔ فصیل۔ کچی کھیتی۔ کفِ۔ کاف کے زبر اور فا کی خفت کے ساتھ نیکو نقد۔

کہ جُدا شُدے عُشر دادے وچوں آرد کردے عُشر دادے وچوں

بھوسے سے جدا ہوتے دسواں دے دیتا اور جب آٹا کرتا دسواں دیدیتا اور

خمیر کردے عُشر دادے وچوں نان پختے عُشر دادے لاجرم

جب گوندھتا دسواں دیدیتا اور جب روٹی پکاتا دسواں دے دیتا لامحالہ

حق تعالیٰ در باغ و کشت برکتے نہادہ بُود کہ ہمہ اصحابِ

اللہ تعالیٰ نے باغ اور کھیتی میں برکت عطا کی تھی کہ سب باغ والے

باغہا محتاجِ اُو بُودندے ہم بمیوہ و ہم بسیم و اُو محتاجِ

اُس کے محتاج ہوتے پھل میں بھی اور چاندی میں بھی اور وہ اُن میں سے

ہیچ کس نے از ایشاں و فرزندانِ اُو خرجِ عشر میدیدند مکرر

کسی کا محتاج نہ ہوتا اُس کی اولاد نے بار بار دسویں کا خرچ دیکھا

وآں برکت نمی دیدند ہمچو آں زنِ بدبخت کہ کیرِ خر دید و

اور وہ برکت نہ دیکھی اُس بدبخت عورت کی طرح جس نے گدھے کا ذکر دیکھا

کدو را ندید

اور کدو نہ دیکھا

بُود مردے صالحے ربانیے[1] عقلِ کامل داشت و پایاں دانیے

ایک نیک خدا پرست شخص تھا کامل عقل رکھتا تھا اور انجام سے باخبر تھا

در دہِ ضرواں بنزدیکِ یمن شہرہ اندر صدقہ و خُلقِ حسن

یمن کے نزدیک ضروان گاؤں میں خیرات کرنے اور اچھے اخلاق میں مشہور تھا

کعبۂ درویش بُودے کوئے اُو آمدندے مُستمنداں[2] سُوئے اُو

اس کی گلی فقیر کا کعبہ ہوتی ضرورتمند اس کی جانب آتے

ہم زخوشہ عُشر دادے بے ریا ہم زگندم چوں شُدے از کہ جُدا

بغیر ریاکاری کے بالوں میں سے دسواں دیتا گیہوں میں سے بھی جب وہ بھوسے سے جدا ہو جاتے

آرد گشتے عُشر دادے ہم ازاں ناں شُدے عُشرِ دگر دادے زناں

آٹا بنتا تو اس میں سے بھی دسواں دیتا روٹی بنتی روٹی میں سے دوسرا دسواں دیتا

عُشر ہر دَخلے فرو نگذاشتے چار بارہ دادے زانچہ کاشتے

کسی آمدنی کے دسویں میں فروگذاشت نہ کرتا جو بوتا اُس میں سے چار بار ادا کرتا

[1] ربانی۔ اللہ والا کتبہ۔ یعنی فقیر اُس کے گھر کا چکر کاٹتے رہتے تھے۔

[2] مُستمنداں حاجتمند۔ عُشر بشدھی اعتبار سے زمین کی پیداوار کا دسواں حصہ خیرات کرنا ہوتا ہے۔

از عنب عُشرے بدادے وز مویز — عُشر ہم دادے وے از دوشاب نیز[1]
انگور میں سے دسواں دیتا اور کشمش میں سے — وہ انگور کے شیرے میں سے بھی دسواں دیتا

ہم ز حلوا عُشر و از پالودہ ہم — می فرو نگذاشتے از بیش و کم
حلوے میں سے بھی دسواں اور فالودے میں سے بھی — اور کم اور زیادہ میں سے نہ چھوڑتا

بس وصیتہا بگفتے ہر زماں — جمعِ فرزندانِ خود را آنجواں
ہر وقت بہت سی وصیتیں کرتا — وہ جوان اپنی سب اولاد کو

اللہ اللہ قسمِ مسکیں بعدِ من — وا مگیرید ش ز حرصِ خویشتن
خدا کے لئے میرے بعد مسکین کے حقہ کو — اپنی حرص سے بند نہ کرنا

تا بماند بر شما کشت و ثمار — در پناہِ طاعتِ حق پائدار
تاکہ تم پر کھیتی اور پھل رہیں — مستقل خدا کی اطاعت کی حفاظت میں

دَخلہا و میوہا جملہ زغیب — حق فرستادست بے تخمین و ریب
آمدنیاں اور میوے سب غیب سے — بے اندازہ اور بے شک اللہ (تعالیٰ) نے بھیجے ہیں

در محلِ دَخل[2] اگر خرجے کنی — در گہِ سودست بر سودے زنی
آمدنی کے وقت اگر تو خرچ کرے گا — وہ فائدے کا دربار ہے تو فائدہ اٹھائے گا

ترک اغلب دَخل را در کشت زار — باز کارد کہ ویست اصلِ ثمار
کاشتکار، پیداوار کا اکثر حصہ کھیت میں — پھر بو دیتا ہے کیونکہ وہ فائدوں کی جڑ ہے

بیشتر کارد خور در زاں اندکے — کہ ندارد در بروئیدن شکے
زیادہ بو دیتا ہے، اُس میں سے تھوڑا سا کھاتا ہے — کیونکہ اُس کے اُگنے میں کوئی شبہ نہیں ہے

زاں بیفشاند بکشتن ترک دست — کاں غلہ ہم زاں زمیں حاصل شدست
کاشتکار ہونے میں ہاتھ اسی لئے جھاڑ دیتا ہے — کیونکہ وہ غلہ اسی زمین سے حاصل ہوا ہے

کفشگر[3] ہم آنچہ افزاید ز ناں — میخرد چرم و ادیم و سختیاں
موچی بھی روٹی سے جو زائد ہوتا ہے، — چمڑا اور نرمی اور میخ خرید لیتا ہے

کہ اصولِ دَخلم اینہا بودہ اند — ہم ازینہا می کشاید رزقِ بند
کہ میری آمدنی کی بنیادیں یہ ہی ہیں — انہی سے بند رزق کھلتا ہے

دَخل ما زاں جا آمدستش لاجرم — ہم در آنجا میکند داد و کرم
لامحالہ اُس کی آمدنی اُس جگہ سے ہی ہوئی ہے — اُسی جگہ وہ عطا اور کرم کرتا ہے

[1] دوشاب۔ انگور وغیرہ۔ اللہ اللہ۔ وہ خدا رسیدہ مرد اپنی اولاد کو وصیتیں کرتا کہ دسواں حصہ ضرور خیرات کرتے رہنا۔ دَخلہا۔ جملہ پیداوار حقیقتاً اللہ کی جانب سے ہے۔

[2] در محلِ دَخل پیداوار کے وقت اگر خرچ کرو گے فائدے میں رہو گے۔ ترک۔ یعنی کاشتکار پیداوار کا زیادہ حصہ پھر زمین میں بو دیتا ہے۔ در بروئیدن۔ اس میں با زیادہ ہے۔ دست افشاندن۔ یعنی بونا۔

[3] کفشگر۔ موچی، جفت ساز۔ ادیم۔ نرمی یعنی وہ کھال جو رنگ رنگی جاتی ہے۔ سختیاں۔ بھیڑ کی دباغت شدہ کھال، میشہ۔ کرامول۔ ان چیزوں میں وہ آمدنی کو صرف کرتا ہے کیونکہ آمدنی کی اصل و بنیاد یہی چیزیں ہیں۔

ایں[1] زمین و سختیاں پردہ است و بس — اصلِ روزی از خداداں ہر نفس

یہ زمین اور کھال بس پردہ ہے — اصل روزی ہر وقت خدا کی جانب سے سمجھ

چوں بکاری در زمینِ اصل کار — تا بروید ہر یکے را صد ہزار

تو جب بوئے اصلی زمین میں بو — تاکہ ہر ایک کے لاکھ اُگیں

گیرم اکنوں تخم را گر کاشتی — در زمینے کش سبب پنداشتی

میں نے مانا، اب اگر تو نے بیج بویا ہی کیا — اُس زمین میں جس کو تو نے سبب سمجھا ہے

چوں[2] دو سہ سال آں نرُوید چوں کنی — جز کہ در لابہ و دُعا کف بر زنی

اگر دو تین سال نہ اُگے تو کیا کرے گا؟ — بجز اس کے کہ خوشامد اور دُعا میں ہاتھ اُٹھائے

دست بر سر میزنی پیشِ الٰہ — دست و سر بر دادنِ رزقش گواہ

خدا کے آگے سر پر ہاتھ مارے گا — ہاتھ اور سر اُس کے رزق دینے پر گواہ ہیں

تا بدانی اصلِ اصلِ رزق اُوست — تا ہم اُو را جُوید آں کو رزق جُوست

تاکہ تو سمجھ لے کہ رزق کی اصل جڑ وہی ہے — جو رزق تلاش کرتا ہے اُسی سے ڈھونڈتا ہے

رزق از وے جُو مجُو از زید و عمر — مستی از وے جُو مجُو از بنگ و خمر

رزق اُس سے مانگ، زید اور عمر سے نہ مانگ — مستی اُس سے چاہ، بھنگ اور خمر سے نہ چاہ

مُنعمی زو خواہ نے از گنج و مال — نصرت از وے خواہ نے از عم و خال

خوشحالی اُس سے چاہ نہ کہ خزانے اور مال سے — مدد اُس سے چاہ نہ کہ چچا اور ماموں سے

عاقبت[3] زینہا بخواہی ماندن — ہیں کرا خواہی دراں دم خواندن

انجام کار تو اُن سے (الگ) رہ جائے گا — ہاں، اُس وقت تو کسے پکارے گا؟

ایں دم اُو را خوان و باقی را بہاں — تا تو باشی وارثِ مُلکِ جہاں

اِس وقت اُس کو پکار اور باقی کو چھوڑ — تاکہ تو دنیا کی سلطنت کا مالک بن جائے

چوں یَفِرُّ الْمَرْءُ آید مِنْ اَخِیہ — یَفِرُّ الْمَوْلُوْدُ یَوْمًا مِّنْ اَبِیہ

جب وہ دن آجائے گا کہ انسان اپنے بھائی سے بھاگے گا — وہ دن کہ اولاد اپنے باپ سے بھاگے گی

---

[1] یہ زمین۔ پیداوار کے تو یہ اسباب محض ایک پردہ ہیں ورنہ اصل روزی رساں خدا ہے۔ صد ہزار۔ قرآن پاک میں ہے مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْۢبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ۔ اُن لوگوں کی مثال جو اللہ کے رستہ میں صرف کرتے ہیں ایک دانہ کی سی ہے جس نے سات بالیں اُگائیں ہر بال میں سو دانے۔ اور خدا جس کے لئے چاہتا ہے دوگنا کر دیتا ہے۔

[2] چوں۔ جب انسان اسباب سے مایوس ہو جاتا ہے تو پھر خدا ہی سے مانگتا ہے۔ وقت کھیتی کی تباہی کے وقت سر پیٹ کر خدا سے دعا کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ انسان اصل رزق دینے والا خدا ہی کو سمجھتا ہے۔ رزق۔ جب حقیقی رزاق خدا ہے تو اُس سے رزق مانگنا چاہیئے۔۔۔ مستی۔ اصل مستی بھی خدا کے عشق سے ہی حاصل ہوتی ہے انسان کو اُس کی جستجو چاہیئے۔ بھنگ اور شراب کی مستی تو بنی ہوتی ہے مستی۔ انسان کی اصل لذت اُنس کی مالداری ہے جو عطاءِ خداوندی ہے۔

[3] عاقبت۔ انسان اپنے خزانے اور مال کو دنیا میں ہی چھوڑ جاتا ہے، تعلق اُس چیز سے پیدا کرنا چاہیئے جو ساتھ دے سکے۔ چوں۔ قرآن پاک میں ہے یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْہِ وَاُمِّہٖ وَاَبِیْہِ وَصَاحِبَتِہٖ وَبَنِیْہِ لِکُلِّ امْرِءٍ مِّنْھُمْ یَوْمَئِذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْہِ ۔ یعنی قیامت کے دن ہر شخص اپنے بھائی، اپنی ماں، اپنے باپ، اپنی بیوی، اپنی اولاد سے بھاگے گا ہر شخص کی اُس دن وہ حالت ہوگی جو دوسروں سے اُس کو لاپروا کر دے گی۔

زاں[1] شود ہر دوست آں ساعت عدو — گر بُتِ تو بُود وازرہ مانع اُو
اِس لئے ہر دوست اُس وقت دشمن بن جائے گا — کیونکہ وہ تیرا بُت تھا، راستہ سے مانع تھا

روئے از نقاش بَر می تافتی — چوں ز نقشش اُنس دل می یافتی
تو نے نقاش سے منہ پھیر لیا — جبکہ اُس کے بنائے ہوئے نقش سے دل کا اُنس محسوس کیا

ایں دم اَر یارانت با تو ضد شوند — وز تو برگردند و در خصمی روند
اگر تیرے دوست اِس وقت تیرے مخالف ہو جائیں — تجھ سے برگشتہ ہو جائیں اور مخالفت میں چلے جائیں

ہیں بگو نک روزِ من پیروز شُد — آنچہ فردا خواست شُد امروز شُد
ہاں، کہہ دے کہ اب میرا دن نصیب ور ہے — جو کچھ کل کو ہوتا، وہ آج ہو گیا

ضدِ من گشتند اہلِ ایں سَرا — تا قیامت عین شد پیشیں مرا
اِس جہان والے میرے مخالف ہو گئے — یہاں تک کہ قیامت میرے لئے پیشگی نقد بنگئی

پیش[2] ازاں کہ روزگارِ خود بَرم — عُمر با ایشاں بپایاں آورم
اِس سے قبل کہ میں اپنی عُمر پوری کروں — اُن کے ساتھ زندگی بسر کروں

کالۂ معیوب بخریدہ بُدم — شُکر کز عیبش بُگہ واقف شُدم
میں نے ایک عیب دار سامان خرید لیا تھا — شکر ہے کہ اُسکے عیب سے صبح سویرے واقف ہو گیا

پیش ازاں کز دست سرمایہ شدے — عاقبت معیوب بیروں آمدے
اِس سے پہلے ہی کہ ہاتھ سے سرمایہ چلا جاتا — آخر میں معیوب ظاہر ہوتا

مال رفتہ عُمر رفتہ اے نسیب — مال و جاں دادہ پئے کالۂ معیب
اے شریف! مال گیا، عُمر گئی — عیب دار سرمایہ کے لئے مال اور جان دیدی

نقد[3] دادم زرِ قلبے بستدم — شاد شاداں سوئے خانہ می شدم
میں نے نقد دے دیا اور کھوٹا سونا لے لیا — خوشی خوشی گھر کی جانب چل دیا

شُکر کایں زرِ قلب پیدا شد کنوں — پیش ازاں کہ عُمر بگذشتے فزوں
شکر ہے، کہ یہ کھوٹا سونا ابھی واضح ہو گیا — اِس سے پہلے کہ زیادہ عُمر گذر جاتی

قُلب ماندے تا اَبد در گردنم — حیف بُودے عُمر ضائع کردنم
کھوٹا (سونا) ہمیشہ کے لئے میری گردن میں سما جاتا — مجھے عُمر ضائع کرنے پر افسوس ہوتا

چوں پگہ تر قلبی اُو رُو نمود — پائے خود را واکشم من زُود زُود
چونکہ صبح سویرے اُس کا کھوٹ پن ظاہر ہو گیا — میں بہت جلد واپس ہو جاؤں گا

[1] زاں۔ اِس حالت کی وجہ سے انسان کے لئے اُس کا ہر دوست اُس کا دشمن ثابت ہوگا کیونکہ وہ دوست بھی اُس کو ایک بُت کی طرح خدا سے غافل بنا رہا تھا۔ دُنیوی مضمون سے دل لگانا مانع سے دل ہٹانا ہے۔ اِس دم۔ اگر دنیاوی دوست اِس دنیا ہی میں تیرے مخالف ہو جائیں تو یہ تیری خوش قسمتی ہوگی۔ ضدِ من۔ آخرت میں جو میرے لئے مصیبت تھی وہ تو نے دنیا میں بھگت لی۔

[2] پیش ازاں — اِن دوستوں کا نقصان دنیا میں برداشت کر لینا آسان ہے پیش ازاں۔ اِس کی یہ مثال ہے کہ خراب سودا خریدنے پر فوراً اُس کے عیب سے واقفیت ہو جائے تو کچھ تدارک ممکن ہے ورنہ پھر افسوس ہی افسوس کرنا پڑتا ہے۔

[3] نقد دادم۔ انسان یہی کہتا ہے کہ ہائے افسوس میں کھوٹا سونا خرید کر کیا خوش خوش گھر آیا تھا۔ شُکر۔ اگر فوراً کھوٹ ظاہر ہو جائے اور انسان اُس کا تدارک کرلے تو شکر ادا کرتا ہے۔

یارِ تو چوں دشمنی پیدا کند — کر و حقد و رشک او بیروں زند

تیرا دوست جب دشمنی ظاہر کرے — وہ حسد اور کینہ اور رشک ظاہر کرے

تو ازاں اعراضِ او افغاں مکن — خویشتن را ابلہ و ناداں مکن

تو اُس کے منہ موڑنے سے فریاد نہ کر — اپنے آپ کو بے وقوف اور نادان نہ بنا

بلکہ شکرِ حق کن و ناں بخش کن — کہ نگشتی در جوالِ او کہن

بلکہ اللہ کا شکر کر اور روٹی خیرات کر — کہ تو اُس کے بورے میں پرانا نہ بنا

از جوالش زود بیروں آمدی — تا بجوئی یارِ صدق و سرمدی

تو اُس کے بورے سے جلد باہر آگیا — تاکہ سچے اور دائمی یار کو تلاش کرے

نازنیں یارے کہ بعد از مرگِ تو — رشتۂ یاریِ او گردد سہ تو

وہ نازنیں یار کہ تیرے مرنے کے بعد — اُس کی یاری کا رشتہ تگنا ہو جائے

آں[2] مگر سلطاں بود شاہِ رفیع — یا بود مقبولِ سلطان و شفیع

وہ یا تو شہنشاہ فرمانروائے برتر ہے — یا شہنشاہ کا محبوب اور شفیع ہے

رستی از قلّابِ سالوس و دغل — غرّ او دیدی عیاں پیش از اجل

تو مکر اور فریب کے آنکڑے سے بچ گیا — تو نے موت سے پہلے اُس کی غفلت دیکھ لی

ایں جفائے خلق با تو در جہاں — گر بدانی گنجِ زر آمد نہاں

دنیا میں تیرے ساتھ لوگوں کا ظلم — اگر تو سمجھے، سونے کا چھپا ہوا خزانہ بنا

خلق را با تو چنیں بدخو کنند — تا ترا ناچار رو آنسو کنند

لوگوں کو تیرے ساتھ اس طرح بدعادت کر دیتے ہیں — تاکہ تجھے مجبور اور اُس جانب کو کر دیں

ایں یقیں داں کاندر آخر جملہ شاں — خصم گردند و عدوّ و سرکشاں

تو اس کو یقینی سمجھ کہ آخر میں سب — مخالف اور دشمن اور سرکش بن جائیں گے

تو[3] بمانی با فغاں اندر لحد — لاتذرنی فرد خواناں از احد

تو لحد میں فریاد کرتا ہوا رہ جائے گا — خدا سے مجھے اکیلا نہ چھوڑ کہتے ہوئے

ایں جفایت بہ ز عہدِ وافیاں — ہم ز دادِ تست عہدِ باقیاں

تیرے اوپر یہ ظلم وفاداروں کے عہد سے اچھا ہو — باقی لوگوں کا عہد بھی تیری عطا ہے

بشنو از عقلِ خود اے انبار دار — گندمِ خود را بارضِ اللہ سپار

اے کھلیان والے! اپنی عقل سے سن لے — اپنے گیہوں کو اللہ (تعالیٰ) کی زمین کے سپرد کر دے

---

[1] یارِ تو۔ اسی طرح اگر دنیا ہی میں تیرا دوست تجھ سے بگڑے تو اس پر شکوہ نہ کر بلکہ شکر ادا کر۔ بلکہ۔ دنیاوی مال دنیا میں ہی ٹوٹ جانے پر شکر ادا کرنا چاہیئے اور صدقہ و خیرات کرنا چاہیئے۔ اور خواہش۔ تجھے اس بات پر شکر ادا کرنا چاہیئے کہ تو اُس کے پھندے سے نکل آیا لہٰذا سچے دوست کی تلاش میں لگ جائیگا۔ باقی جس وہ تازوں بھرا دوست تجھے مل جائے گا تو آخرت میں تیرا ساتھ دے گا۔

[2] آں۔ وہ دوست جو آخرت میں کام آئے وہ خدا یا خدا کا مقبول بندہ ہے۔ دلیں جفا۔ دنیاوی دوستوں کی جفاکاری تیرے لئے رحمتِ خداوندی ہے مخلوق را۔ جب اللہ تعالیٰ کا کسی پر کرم ہوتا ہے تو وہ ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ انسان دنیوی علائق توڑ دیتا ہے۔

[3] تو بمانی۔ اگر یہی دنیاوی دوستیاں باقی رہیں تو قبر میں تو تنہا ہوگا اور پھر پکارے گا کہ اے خدا مجھے تنہا نہ چھوڑ۔ ایں جفایت۔ دنیاوی تعلقات کے ٹوٹنے کو تو کہیگا کہ یہ جفا اُن کی دوستی سے بھلی تھی قبلہ۔ مولانا پہلے اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کی خوبیاں بیان کر رہے تھے پھر اسی مضمون کو شروع کیا ہے۔

تا شود ایمن ز دُزد و از سپش — دیو را با دیو چه زُو تر بکش

تاکہ وہ چور اور سُرسُل سے محفوظ ہو جائے — شیطان کو دیگ کے ذریعہ مار ڈال

کو ہمی ترساندت ہر دم ز فقر — ہمچو کبکش صید کن اے نرہ صقر

جو تجھے فقر سے ہر وقت ڈراتا ہے — اے نر شکرے! چکور کی طرح اُس کا شکار کرلے

باز سُلطانی عزیزو کامیار — ننگ باشد کہ کند کبکش شکار

تو بادشاہ کا پیارا اور کامیاب باز ہے — وقت ہے، کہ تجھے چکور شکار کرے

بس وصیت کرد و تخمِ وعظ کاشت — چون زمیں شاں شورہ بد سودے نداشت

اُس نے بہت وصیت کی اور وعظ کا بیج بویا — چونکہ اُن کی زمین شوریلی تھی کوئی فائدہ نہوا

گرچہ ناصح را بود صد داعیہ — پند را اُذنے بباید واعیہ

اگرچہ نصیحت کرنے والے کے سو داعیے ہوں — نصیحت کے لئے، حفاظت کرنیوالا کان چاہیے

تو بصد تلطیف پندش میدہی — او ز پندت میکند پہلو تہی

تو سیکڑوں نرمیوں کے ساتھ اُسکو نصیحت کرتا ہے — وہ تیری نصیحت سے پہلو تہی کرتا ہے

یک کس نامستمع زاستیز و رد — صد کس گوینده را عاجز کند

ایک نہ سُننے والا شخص، جھگڑے اور انکار سے — سَو کہنے والوں کو عاجز کر دیتا ہے

ز انبیا ناصح تر و خوش لہجہ تر — کے بود کہ رفت دم شاں در حجر

انبیاء سے زیادہ ناصح اور شیریں زبان — کب ہوا ہے، کیونکہ اُن کی بات پتھر میں گھس گئی ہے

ز انچہ کوہ و سنگ در کار آمدند — می نشد بدبخت را بکشادہ بند

جن باتوں سے پہاڑ اور پتھر کارآمد بن گئے — بدبخت کی گرہ نہ کھلی

آنچناں دلہا کہ بد شاں ما و من — نعت شاں شد بل اَشَدُّ قَسْوَۃً

وہ دل، جو متکبر تھے — اُنکی صفت "بلکہ پتھروں سے بھی زیادہ سخت" بنی

در بیان آنکہ عطائے حق سبحانہٗ تعالیٰ و قدرت او موقوف قابلیت

اس بات کے بیان میں کہ اللہ تعالیٰ کی عطا اور قدرت بندوں کی عطا کی طرح قابلیت پر

نیست ہمچوں دادِ خلقاں کہ آنرا قابلیت باید زیرا کہ عطائے حق تعالیٰ

موقوف نہیں ہے اُس (مخلوق کی عطا) کے لئے قابلیت چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ

قدیم است و قابلیت حادث عطا صفت حق جل جلالہٗ و

قدیم ہے اور قابلیت حادث ہے عطا اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کی صفت ہے اور

لہ تاکہ ... اس دانہ کو اللہ کی سرزمین میں بورے تاکہ نہ اُس کو چور چرا سکے نہ اُس کو سُرسُل کھا جائے۔ دیو را: شیطان جو فقر کے وسوسے پیدا کرے اُس کو لاحق کی دیگ لگا دے۔ ہمچو: شیطان کو اس طرح شکار کرلے جس طرح شکرا چکور کا شکار کرتا ہے۔ باز سلطانی: اگر شاہی باز کو صقر مار ڈالے تو بڑے شرم کی بات ہے۔ بس وصیت: باپ نے بہت سمجھایا تھا لیکن اُن پر کوئی اثر نہ ہوا، چندرا: نصیحت ایسی پر اثر کرتی ہے جس کے کان اُس کو قبول کریں۔

لہ تو بصد: جس شخص کا ارادہ سننے کا نہ ہو اُس کو کیسی ہی نرمی سے سمجھاؤ وہ اعراض ہی کرے گا۔ انبیاء اس قدر محبت اور پیار سے سمجھاتے تھے کہ اُن کی نصیحت پتھر تک قبول کر لیتے تھے لیکن کفار قبول نہ کرتے تھے۔ اَشَدُّ قَسْوَۃً: قرآن نے کافروں کے دلوں کو پتھر سے زیادہ سخت اور متاثر نہ ہونے والا قرار دیا ہے۔

لہ قدرت: حضرت حق کی عطا کے لئے قابلیت ضروری نہیں ہے جب عطا ہوتی ہے تو قابلیت خود پیدا ہو جاتی ہے عطا اللہ کی صفت ہے جو قدیم ہے قابلیت بندہ کی صفت ہے جو حادث ہے تو قدیم کے لئے حادث کیسے شرط بن سکتا ہے جبکہ شرط پہلے ہوتی ہے۔

قابلیت صفتِ مخلوق و قدیم موقوفِ حادث نباشد

قابلیت مخلوق کی صفت ہے اور قدیم حادث پر موقوف نہیں ہوتا ہے

(۱۱)

چارۂ آں دل عطائے مُبدلیست — دادِ اُو را قابلیت شرط نیست

اُس دل کا علاج، بدل دینے والے کی مہربانی ہے — اس کی عطا کے لئے قابلیت شرط نہیں ہے

بلکہ شرطِ قابلیت دادِ اُوست — دادِ لُب و قابلیت ہست پوست

بلکہ قابلیت کی شرط، اُس کی عطا ہے — عطا مغز ہے، اور قابلیت چھلکا ہے

اینکہ موسیٰؑ را عصا ثعباں شود — ہمچو خورشیدے کفش رخشاں شود

یہ کہ حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی اژدھا بنے — اُن کی جیسی سورج کی طرح چمک دار بنے

صد ہزاراں مُعجزاتِ انبیا — کاں نگنجد در ضمیرِ عقلِ ما

انبیاء کے لاکھوں مُعجزے — جو ہماری عقل میں نہیں سماتے ہیں

نیست[۲] از اسبابِ تصریفِ خداست — نیستہا را قابلیت از کجاست

وہ اسباب کے ذریعہ نہیں ہیں، خدا کا تصرف ہے — فنا ہونے والوں کے لئے قابلیت کہاں ہے؟

قابلی گر شرطِ فعلِ حق بُدے — ہیچ معدُومے بہ ہستی نامدے

اللہ (تعالیٰ) کے کام کیلئے اگر قابل ہونا شرط ہوتا — تو کوئی معدوم موجود نہ ہوتا

سُنّتے بنہادہ و اسباب و طُرق — طالباں را زیرِ ایں ازرق تُتق

(اللہ نے) دستور اور اسباب اور راستے رکھدیے ہیں — اِس نیلے سراپردہ کے نیچے طلبگاروں کیلئے

بیشتر احوال بر سُنّت رَوَد — گاہ قدرت خارقِ سُنّت شود

زیادہ باتیں دستور کے مطابق ہوتی ہیں — کبھی قدرت (الٰہی) دستور کو توڑنے والی بنجاتی ہے

سُنّت و عادت نہادہ بامزہ — باز کردہ خرقِ عادت مُعجزہ[۳]

پُر لطف دستور اور عادت مقرر کی ہے — پھر دستور کے توڑنے کو معجزہ بنا دیا

بے سبب گر عزّ بما موصول نیست — قدرت از عزلِ سبب معزول نیست

اگر بغیر سبب کے عزت ہمیں نہیں ملتی — قدرت (الٰہی) سبب کو معزول کرنے سے معزول نہیں ہے

اے گرفتارِ سبب بیروں مپر — لیک عزلِ آں مُسبّب ظن مبر

اے سبب کے پابند (سبب سے) باہر پرواز نہ کر — لیکن اُس سبب پیدا کرنیوالے کی معزولی کا گمان نہ کر

---

[۱] چارہ۔ یہ دل جو پتھر سے بھی زیادہ سخت ہے اُسکی اصلاح کی تدبیر یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس میں تبدیلی کردے۔ واللہ اعلم۔ اللہ جب چاہتا ہے تو ایسے دل میں تبدیلی پیدا کرکے اُس میں قبول کرنے کی صلاحیت پیدا فرما دیتا ہے۔ قابلیت۔ حضرت حق تعالیٰ کی طرف سے جو فیض اور عطا ہے اُس کی دو قسمیں ہیں فیض مقدس اور فیض مقدس۔ فیض مقدس وہ ہے جو ذاتِ باری تعالیٰ سے اعیانِ ثابتہ میں پہنچتا ہے اُس کے لئے استعداد شرط نہیں ہے اور فیض مقدس وہ ہے جو اعیانِ ثابتہ سے ارواح کی طرف آتا ہے یہ بقدرِ استعداد اور قابلیت پہنچتا ہے۔ اسلئے حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی اور حضرت عیسیٰؑ کا یدِ بیضا، فیض اقدس کی مثالیں ہیں اور اسی طرح دیگر انبیاء کے مُعجزے اُن چیزوں میں سے ہیں جن میں قابلیت شرط نہیں ہے۔

[۲] نیست۔ اِن مُعجزات کا اسباب سے ہستیا شدہ قابلیت سے تعلق نہیں ہے بلکہ یہ داد بطور فیض اقدس کے ہے۔ قابلی۔ اگر ہر چیز میں قابلیت شرط ہو تو پھر کوئی معدوم وجود میں نہ آتے اسلئے کہ معدوم میں اسباب سے ہستیا شدہ قابلیت کہاں ہے وہ خود ہی معدوم ہے۔ سُنّتے۔ عام حالات میں سنتِ الٰہی یہی ہو کہ اسباب مہیا ہوں اور

[۳] قابلیت ہو تو عطا ہوتی ہے۔ خارق۔ جب فیض اقدس کا معاملہ ہوتا ہے تو سنتِ الٰہی کے خلاف ہوتا ہے

[۳] مُعجزہ۔ یہ سنتِ الٰہی کے خلاف ظہور پذیر ہوتا ہے۔ بے سبب۔ عزت اسباب سے حاصل ہوتی ہے لیکن اللہ کی قدرت میں ہے کہ بلا سبب عزت عطا فرمادے۔ اے گرفتار۔ عوام کو اسباب اختیار کرنے چاہئیں لیکن مسبب الاسباب سے غفلت نہ برتنی چاہئے

هر چه خواهد آں مُسبّب آورد — قدرتِ مُطلق سببها بر درد

وہ سبب پیدا کرنے والا جو چاہتا ہے کرتا ہے — مطلق قدرت اسباب کو پھاڑ ڈالتی ہے

لیک اغلب بر سبب راند نفاد — تا بداند طالبے جستن مُراد

لیکن وہ عموماً سبب پر مدار رکھتا ہے — تاکہ طلبگار مُراد کو تلاش کرنا جان جائے

چوں سبب نبود چہ رہ جوید مُرید — پس سبب در راہ می آید پدید

جب سبب نہ ہو تو ارادہ کرنیوالا کونسا راستہ ڈھونڈے — تو سبب راستے کے بارے میں نمودار ہوتا ہے

ایں سببہا بر نظرہا پردہاست — کہ نہ ہر دیدار صنعش را سزاست

یہ اسباب نظروں پر پردے ہیں — کیونکہ ہر شخص اس کی کاریگری کے دیکھنے کے لائق

دیدہ باید سبب سوراخ کُن — تا حجب را بر کند از بیخ و بن

سبب میں سوراخ کرنے والی نگاہ چاہیے — تاکہ وہ جڑ اور بنیاد سے پردوں کو اکھاڑ پھینکے

تا مُسبّب بیند اندر لامکاں — ہرزہ بیند جہد و اسباب و دکاں

تاکہ لامکان میں سبب پیدا کرنے والے کو دیکھے — کوشش اور اسباب اور دکان کو بیکار سمجھے

از مُسبّب میرسد ہر خیر و شر — نیست اسباب و وسائط اے پدر

ہر بھلائی اور برائی سبب پیدا کرنیوالے کیطرف سے آتی ہے — اے باوا! اسباب اور واسطے نہیں ہیں

جز خیالِ منعقد بر شاہراہ — تا بماند دورِ غفلت چند گاہ

سوائے خیال کے جو راستہ پر جما ہوا ہے — تاکہ تھوڑی دیر غفلت کا زمانہ رہے

در ابتدائے خلقتِ جسمِ آدم علیہ السّلام کہ جبرئیل علیہ السّلام را اشارت کرد کہ برو از زمین مُشتِ خاک برگیر و بروایتے از ہر نواحی مُشتِ خاک برگیر

حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کی ابتدا میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اشارہ کیا کہ جا، زمین کی مٹھی سے ایک مٹھی لے لے اور ایک روایت کے مطابق ہر کہ ہر جانب سے مٹی کی مٹھی اٹھا لے

چونکہ صانع خواست ایجادِ بشر — از برائے ابتلائے خیر و شر

جب بنانے والے نے انسان کی پیدائش چاہی — خیر اور شر میں آزمانے کے لئے

جبرئیلِ صدق را فرمود رو — مُشتِ خاکے از زمین بستاں گرو

جبرئیلِ امین سے فرمایا، جا — ایک مٹھی مٹی زمین سے قبضہ میں لے لے

---

۱ قدرتِ مطلق۔ اللہ تعالیٰ کی مطلق قدرت اسباب کی محتاج نہیں ہے تاہم عوام کی مقصد کی تلاش میں اسباب رہنمائی کرتے ہیں۔ ایں سببہا۔ مقاصد کے اسباب اللہ کی قدرت کے لئے حجاب بنا دیئے گئے ہیں اس لئے کہ ہر شخص بلا واسطہ قدرت کے مشاہدہ کا اہل نہیں ہے۔ دیدہ۔ لیکن انسان کو وہ نظر رکھنی چاہیئے جو اسباب کو چاک کر کے اصل قدرت کو دیکھ سکے۔ تا مُسبّب۔ جب مسبب الاسباب کو دیکھ لیگا تو اسکی نگاہ میں اسباب بے حقیقت بن جائینگے۔

۲ از مُسبّب۔ ہر خیر و شر۔ مسبب الاسباب کی جانب سے ہے اسباب اور وسائل محض خیالی چیزیں ہیں اُن کا مقصد یہ ہے کہ انسان پر کچھ زمانہ غفلت کا گذرے اور غیب پر ایمان کے فضائل حاصل ہو سکیں۔

۳ در ابتدا۔ جس وقت حضرت آدمؑ کو پتلا بنایا جانے لگا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ زمین سے ایک مٹھی مٹی لے آؤ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ زمین کے ہر گوشہ سے ایک ایک مٹھی مٹی لانے کا حکم دیا تھا۔ از نواحی۔ انسان کی تخلیق میں آزمائش کی حکمت مختصر ہے اور یہ اسی وقت ہو سکتی ہے جبکہ انسان پر کچھ زمانہ غفلت طاری رہے۔ جبرئیلِ صدق۔ یعنی صادق جبرئیل۔

اُو میاں بَست و بیامد بر زمیں — تا گذارد امرِ ربّ العالمیں

وہ کمر بستہ ہوئے اور زمین پر آئے — تاکہ ربّ العالمین کے حکم کو انجام دیں

دست سُوئے خاک بُرد آں مُومتر[1] — خاک خود را در کشید و شد حَذِر

اُس فرمانبردار نے زمین کی جانب ہاتھ بڑھایا — اور ڈری زمین نے اپنے آپ کو ہٹایا

پس زباں بگشاد خاک و لابہ کرد — کز برائے حُرمتِ خلّاقِ فرد

پھر زمین نے زبان کھولی اور خوشامد کی — کہ یکتا خلاق کی عزت کے طفیل

ترکِ من گو و برو جانم بہ بخش — رُو بتاب از من عناں خنگ و رخش

مجھے چھوڑ دو اور چلے جاؤ میری جان بخشی کر دو — گھوڑے اور سواری کی باگ میری جانب سے موڑ دو

در کشاکشہائے[2] تکلیف و خطر — بہرِ اللہ بِل مرا اندر مبر

خطروں اور تکلیف کی کشمکش میں — خدا کے لئے مجھے چھوڑ دو، اندر نہ لے جاؤ

بہرِ آں لُطفے کہ حقّت برگزید — کرد بر تو علمِ لوحِ کُل پدید

اُس کرم کے طفیل کہ اللہ (تعالیٰ) نے آپکو برگزیدہ بنایا — لوحِ محفوظ کا علم آپ پر ظاہر کر دیا

تا ملائک را مُعلّم آمدی — دائما با حق مُکلّم آمدی

یہاں تک کہ آپ فرشتوں کے اُستاد بنے — ہمیشہ اللہ (تعالیٰ) سے گفتگو کرنیوالے بنے

ہم[3] سفیرِ انبیا خواہی بُدن — تو حیاتِ جانِ وحیی نے بدن

آپ انبیاء کے سفیر بھی بنیں گے — آپ وحی کی جان کی زندگی ہیں نہ کہ بدن کی

بر سرافیلت فضیلت بُود ازاں — کو حیاتِ تن بُود تو آنِ جاں

حضرت اسرافیلؑ پر آپ کو اسی لئے فضیلت ہے — کہ وہ بدن کی زندگی ہیں آپ جان کی حکمت ہیں

بانگِ صُورش نشأۃِ تنہا بُود — نفخِ تو نشوِ دلِ یکتا بُود

اُن کے صور کی آواز جسموں کا زندہ ہونا ہے — آپ کا دم کرنا یکتا دل کا نشو و نما ہوگا

مغزِ جانِ تن حیاتِ دل بُود — پس زدادش دادِ تو فاضل بُود

جسم کی جان کا مغز دل کی زندگی ہے — اُن کی عطا سے آپ کی عطا بڑھی ہوئی ہے

باز میکائیل رزقِ تن دہد — سعی تو رزقِ دلِ روشن دہد

پھر حضرت میکائیلؑ جسم کا رزق دیتے ہیں — آپ کی کوشش، روشن دل کو رزق دیتی ہے

اُو بدادِ کیل پُر کرد دست ذیل — دادِ رزقِ تو نمی گنجد بہ کیل

اُنھوں نے پیمانہ کی عطا سے دامن بھر دیا ہے — آپ کے رزق کی عطا پیمانہ میں نہیں سماتی ہے

---

[1] مُومتر۔ فرمانبردار رنگ۔ اگر گھوڑے کا سفید رنگ میں سیاہی یا سبزی ہو تو اُس کو سبزہ خنگ کہا جاتا ہے اگر وہ خالص سفید ہے تو نقرہ خنگ کہتے ہیں۔۔۔ رخش۔ رستم کے گھوڑے کا نام ہے، ہر وہ گھوڑا جس کا رنگ سفید اور سُرخ ہو۔

[2] در کشاکشہائے۔ چونکہ زمین کو معلوم تھا کہ اس سے حضرت آدمؑ کا پتلا بنے گا اور امتحان اور آزمائش کی کشمکش میں مبتلا ہوگا لہٰذا وہ گھبرا رہی تھی۔ لوحِ کُل لوحِ محفوظ۔

[3] ہم سفیر۔ حضرت جبرئیلؑ وحی اللہ کا پیغام اور وحی انبیاء کے پاس لے کر آتے ہیں اور وحی روح کی حیات ہے۔ بر سرافیلت۔ حضرت اسرافیلؑ حشر میں صور پھونکیں گے تو سب مُردہ جسم زندہ ہو جائیں گے۔ نشأۃ۔ پیدائش۔ تنہا۔ اجسام۔ پس۔ حضرت جبرئیلؑ کی عطا حضرت اسرافیلؑ کی عطا سے بڑھی ہوئی ہے۔ میکائیلؑ حضرت میکائیلؑ کا کام رزق کی تقسیم ہے۔

ہم ز عزرائیلؑ با قہر و عطب — تو بہی چوں سبق رحمت بر غضب

(حضرت) عزرائیلؑ قہر اور ہلاکت والے سے بھی — آپ بہتر ہیں۔ جیسے کہ رحمت کو غضب پر سبقت ہے

حاملِ عرش ایں چہار اند و تو شاہ — بہترینِ ہر چہارے زانتباہ

یہ چاروں عرش کے حامل ہیں اور آپ شاہ ہیں — از روئے آگاہی چاروں سے بہتر ہیں

روزِ محشر ہشت بینی حاملاش — ہم تو باشی افضلِ ہشت آنزمانش

حشر کے دن آپ اُنکے اُٹھانے والے آٹھ دیکھینگے — اُس وقت آپ آٹھوں سے افضل ہونگے

ہمچنیں بر می شمرد و می گریست — بوئے میبرد او کزاں مقصود چیست

وہ اِس طرح گنتی تھی اور روتی تھی — اُس نے بھانپ لیا تھا کہ اُس سے مقصد کیا ہے

معدنِ شرم و حیا بُد جبرئیلؑ — بست آں سوگند با بروئے سبیل

(حضرت) جبرئیلؑ شرم اور حیا کی کان تھے — اُن قسموں نے اُن کا راستہ روک دیا

بسکہ لابہ کردش و سوگند داد — بازگشت و گفت یا ربّ العباد

(زمین نے) اُن کی بہت خوشامدیں کیں اور قسم دی — وہ واپس ہو گئے اور عرض کیا یا ربّ العباد

کہ نبودم من بکارت سرسری — لیک از انچہ رفت تو داناتری

میں تیرے کام میں سست نہ تھا — لیکن جو ہوا تو اُس کو خوب جانتا ہے

گفت نامے کہ ز ہولش اے بصیر — ہفت گردوں باز ماند از مسیر

اے بصیر! اُس نے آپ کا وہ نام لیا جس کے رُعب سے — ساتوں آسمان گردش سے رُک جائیں

چوں بنامِ تو مرا سوگند داد — رحمتت عام ست و احسان و وداد

جب اُس نے مجھے تیرے نام کی قسم دی — تیری رحمت اور احسان اور محبت عام ہے

شرم آمد گشتم از نامت خجل — ورنہ آساں ست نقلِ مشتِ گل

مجھے شرم آگئی، میں تیرے نام کی وجہ سے شرمندہ ہو گیا — ورنہ ایک مٹھی مٹی کا منتقل کرنا آسان ہے

کہ تو زورے دادۂ املاک را — کہ بدرّانند ایں افلاک را

کیونکہ تو نے فرشتوں کو وہ طاقت عطا کی ہے — کہ وہ ان آسمانوں کو چاک کر دیں

مشتِ خاکے را چہ قدر و قوت ست — برگرفتن لیک غالب رحمت ست

ایک مٹھی مٹی کا کیا رتبہ اور طاقت ہے — اُٹھا لینے میں، لیکن رحمت غالب ہے

---

۱ عزرائیلؑ۔ اُن کا کام روح کو قبض کرنا ہے لہٰذا صفتِ قہر کے مظہر ہیں۔ ایں چہار۔ جبرئیلؑ، میکائیلؑ، اسرافیلؑ، عزرائیلؑ۔ روزِ محشر قرآن پاک میں ہے وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ۔ اور اُس وقت تیرے رب کے عرش کو اُٹھائے ہوئے۔ وہ مٹی سمجھ گئی تھی کہ اُس کو لے جانے کا مقصد کیا ہے۔

۲ معدنِ۔ چونکہ حضرت جبرئیلؑ شرم و حیا کی کان ہیں وہ قسموں کی وجہ سے مٹی اُٹھانے سے رُک گئے جبکہ۔ جب زمین نے بہت خوشامد کی وہ دربارِ حق میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میں نے تیرے حکم میں سستی نہیں برتی لیکن جو کچھ واقعہ ہے وہ تیرے علم میں ہے۔

۳ گفت۔ حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا کہ اُس زمین نے آپ کے اُس نام کا واسطہ دے دیا جس کی ہولناکی سے آسمان کی گردش رُک جاتے تو مجھے شرم آگئی اور زمین سے مٹی نہ لے سکا ورنہ تو نے مجھے وہ قوت عطا کی ہے کہ زمین تو کیا چیز ہے میں آسمانوں کو چاک کر ڈالوں۔

فرستادن میکائیل علیہ السلام را بقبضِ قبضۂ خاک از زمین

حضرت میکائیلؑ کو بھیجنا زمین کی مٹی کی ایک مٹھی لینے کے لئے انسانوں

جہتِ ترکیب و ترتیبِ جسمِ مبارکِ ابوالبشر خلیفۃ الحق

کے باپ کے مبارک جسم کی ترتیب اور ترکیب کے لئے جو اللہ تعالیٰ

مسجود الملائکۃ و معلمہم حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ

کے خلیفہ اور فرشتوں کے مسجود اور اُن کے اُستاد حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ

الصلوٰۃ والسلام

الصلوٰۃ والسلام ہیں

گفت[1] میکائیل را رو تو بزیر — مُشتِ خاکے در رُبا از وے دلیر

(حضرت) میکائیل سے فرمایا تو نیچے جا — اے بہادر! اُس سے ایک مٹھی مٹی اُڑا لا

چونکہ میکائیل شُد تا خاکداں — دست کرد او تا کہ بر یاید ازاں

جب (حضرت) میکائیلؑ زمین پر پہنچے — ہاتھ بڑھایا، تاکہ اُس میں سے لے لیں

خاک لرزید و درآمد در گریز — گشت اُولا بہ کُنان و اشک ریز

زمین کانپی اور اُس نے گریز کیا — وہ خوشامد کرنے لگی اور اُس نے آنسو بہائے

سینہ سُوزاں لابہ کرد و اجتہاد — با سرشکِ خویش سوگند داد

جلے دل سے اُس نے خوشامد اور کوشش کی — خون کے آنسوؤں کے ساتھ اُن کو قسم دی

کہ بہ[2] یزدانِ لطیفِ بے ندید — کہ بکردت حاملِ عرشِ مجید

کہ بے مثال، مہربان خدا کے واسطے — جس نے آپکو عرشِ مجید کا اُٹھانے والا بنایا ہے

کیلِ ارزاقِ جہاں را مُشرفی — تشنگانِ فضل را تو مُغرفی

آپ جہان کے رزقوں کے پیمانہ کے نگراں ہیں — (اللہ کے) فضل کے پیاسوں کو آپ چلو بھر کر دینے والے ہیں

زانکہ میکائیل از کیل اشتقاق — دارد و کیّال شُد در ارتزاق

کیونکہ میکائیل کیل سے مشتق ہے — اور وہ رزق حاصل کرنے میں پیمانہ سے ناپ کر دینے والا ہے

کہ امانم دہ مرا آزاد کُن — بیں کہ خوں آلودہ میگویم سُخن

مجھے امن دیدیجئے، مجھے آزاد کر دیجئے — دیکھ لیجئے، کہ خون سے آلودہ ہو کر میں بات کر رہی ہوں

معدنِ[3] رحمِ الٰہ آمد ملک — گفت چوں ریزم بر آں ریشِ نمک

فرشتہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی کان ہوتا ہے — (اسلئے میکائیلؑ نے) کہا کہ میں اس زخم پر یہ نمک کیسے چھڑکوں؟

[1] گفت۔ حضرت جبرئیلؑ کے بعد حضرت میکائیلؑ کو حکم ہوا کہ جا کر زمین کی مٹی لے آؤ جب میکائیلؑ زمین کے پاس پہنچے تو وہ لرزنے لگی اور آگے خوشامد کرنے لگی اور دور دور کی قسمیں دینے لگی۔

[2] کہ بہ یزداں۔ حضرت میکائیلؑ رزقوں کی تقسیم کرتے ہیں مُغرفی نگراں، مُغرفی چلو بھر نے والا۔ زانکہ۔ مولانا نے میکائیلؑ کو کیل سے مُشتق قرار دیا ہے حقیقتاً یہ عربی لفظ نہیں ہے بلکہ عبرانی لفظ ہے کیل عربی لفظ ہے اس سے یہ نہیں بنا ہے۔

[3] معدن۔ فرشتوں کی فطرت رحم کرنا اور شیطان کی فطرت ظلم کرنا ہے۔ خدا کی صفتِ رحمت صفتِ غضب پر غالب ہے۔

ہم چناں کہ معدنِ قہرست دیو — کہ برآورد از بنی آدمؑ غریو
جس طرح شیطان قہر کی کان ہے — جس نے بنی آدمؑ میں شور برپا کردیا ہے

سَبقِ رحمت بر غضب ہست اے فتا — لطف غالب بود در وصفِ خدا
اے نوجوان! رحمت غضب سے آگے ہے — خدا کی صفات میں مہربانی غالب تھی

بندگاں دارند لابد خوئے اُو[1] — مشکہا شاں پُر ز آبِ جوئے اُو
بندے لامحالہ اُس کی عادت رکھتے ہیں — اُن کی مشکیں اُس کی نہر سے پُر ہیں

آں رسولِ حق قلاوزِ سلوک — گفت اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ الْمُلُوْکِ
اللہ کے رسولؐ سلوک کے راہنما — نے فرمایا، لوگ بادشاہوں کے دین پر ہیں

رفت[2] میکائیلؑ سُوئے ربِّ دیں — خالی از مقصود دست و آستیں
(حضرت) میکائیلؑ دین کے رب کی جانب چلے گئے — ہاتھ اور آستین مقصود سے خالی تھے

گفت اے دانائے سِرّ و شاہِ دیں — کرد خاکِ لابہ گر نوحہ و اَنیں
عرض کیا اے راز کے جاننے والے اور دین کے شاہ! — خوشامدی زمین نے آہ و بکا شروع کردی

خاکم از زاری و نوحہ پست کرد — گریۂ بسیار کرد آں رُوئے زرد
زمین نے عاجزی اور رونے کے ذریعہ مجھے زیر کردیا — وہ زرد رُو بہت روئی

آبِ دیدہ پیشِ تو با قدر بُود — من نتانستم کہ آرم ناشنود
تیرے سامنے آنسو باعزت تھے — میں اُن سُنی نہ بنا سکا

آہ و زاری[3] پیشِ تو بس قدر داشت — من نتانستم حقوقِ آں گذاشت
آہ و زاری تیرے سامنے بڑی قدر رکھتی ہے — میں اُس کے حقوق کو نظر انداز نہ کرسکا

پیشِ تو بس قدر دارد چشمِ تر — من چگونہ گشتمے استیزہ گر
پُرنم آنکھ تیرے سامنے بہت مرتبہ رکھتی ہے — میں کیسے جھگڑالو بنتا؟

دعوتِ زاریست روزے پنج بار — بندہ را کہ در نماز آ و بزار
ایک دن میں پانچ مرتبہ رونے کی دعوت ہے — بندے کو، کہ نماز میں آ اور رو

نعرۂ موذن کہ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح — آں فلاح ایں زاریست و اِقتراح
موذن کا نعرہ کہ "فلاح کی جانب آ" — وہ فلاح عاجزی اور گڑگڑانا ہے

آنکہ خواہی کز غمش خستہ کُنی — راہِ زاری بر دلش بستہ کُنی
جس کو تو غم سے نڈھال کرنا چاہتا ہے — اُسکے دل پر (آہ و) زاری کا راستہ بند کردیتا ہے

[1] بندگاں۔ خوداللہ کے خاص بندے ہیں اُن میں اپنے مولیٰ کے صفات ہوتے ہیں حدیث شریف میں ہے لوگ بادشاہوں کا دین اختیار کرتے ہیں لہٰذا خدا کے نیک بندے خدائی اخلاق اختیار کرتے ہیں۔

[2] رفت۔ زمین کے رونے دھونے پر میکائیلؑ بھی خالی ہاتھ واپس ہوگئے اور عرض کیا کہ اے اللہ تیرے دربار میں آنسوؤں کی بڑی قدر و منزلت ہے میں اُس رونے کو اَن سُنا نہ بنا سکا۔

[3] آہ و زاری۔ اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے کا ایک آنسو شہید کے خون کے قطرہ کی برابر سمجھا گیا ہے۔ دعوت پنجوقتہ اذان گویا اللہ کے دربار میں گریہ و زاری کی دعوت ہے۔ آنکہ۔ اللہ تعالیٰ جس کو مصیبت میں مبتلا کرتا ہے اُس سے آہ و زاری کی کیفیت سلب کرلیتا ہے آہ و زاری انسان کی سفارشی ہے جب سفارشی نہ ہوگا تو گرفتارِ بلا ہوجائے گا۔

تا فرود آید بلا بے دافعے — چوں نباشد از تضرع شافعے
تاکہ بغیر روک، بلا نازل ہو جائے — جبکہ (آہ و) زاری کا سفارشی نہ ہوگا

وانکہ خواہی کز بلایش واخری — جانِ اُو را در تضرع آوری
اور جس کو تو بلا سے نجات دلانا چاہتا ہے — اُس کی جان کو (آہ و) زاری میں مبتلا کر دیتا ہے

گفتہ[1] اندر نبے کاں اُمتاں — کہ بر ایشاں آمد آں قہرِ گراں
تو نے قرآن میں کہا ہے کہ وہ اُمتیں — جن پر ہماری قہر آیا

چوں تضرع می نہ کردند آں نفس — تا بلا از ایشاں بگشتے باز پس
انھوں نے اسی وقت (آہ و) زاری کیوں نہ کی؟ — تاکہ اُن سے بلا واپس ہو جاتی

لیک دلہاشاں چو قاسی گشتہ بود — آں گنہ ہاشاں عبادت می نمود
لیکن چونکہ اُن کے دل سخت ہو گئے تھے — وہ گناہ اُن کو عبادت معلوم ہوتے تھے

تا نداند خویش را مجرم عنید — آب از چشمش کجا داند دوید
جب تک سرکش اپنے آپ کو مجرم نہ سمجھے — آنسو اُس کی آنکھ سے کہاں بہنا جانتا ہے؟

قصۂ یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام در بیان آنکہ تضرع و زاری

(حضرت) یونس علیہ السلام کا قصہ اس بارے میں کہ عاجزی اور زاری آسمانی بلا کے

دافعِ بلائے آسمانی ست و حق تعالیٰ فاعلِ مختار ست پس

لئے دافع ہے اور اللہ تعالیٰ فاعلِ مختار ہے تو عاجزی اور

تضرع و زاری[2] و تعظیم پیش اُو مفید باشد فلاسفہ گویند فاعل

زاری اور تعظیم اُس کے سامنے مفید ہوگی اور فلاسفہ کہتے ہیں

بطبع ست و بعلت نہ مختار پس تضرع طبع را نگرداند

کہ وہ طبعاً اور علت کے طور پر فاعل ہے نہ کہ مختار، تو عاجزی طبیعت کو نہیں بدل سکتی

قومِ[3] یونس را چو پیدا شد بلا — ابر پُر آتش جدا شد از سما
جب (حضرت) یونس کی قوم کیلئے بلا ظاہر ہوئی — آگ بھرا ابر آسمان سے جدا ہوا

برق می انداخت میسوزید سنگ — ابر می غرید رُخ میریخت رنگ
بجلی گراتا تھا، پتھر کو جلاتا تھا — بادل گرج رہا تھا چہرے کا رنگ اُڑ رہا تھا

جملہ گاں بر بامہا بودند شب — کہ پدید آمد ز بالا آں کُرب
رات کو سب بالاخانوں پر تھے — کہ اوپر سے وہ مصیبتیں رُونما ہو گئیں

[1] گفتہ۔ قرآن پاک میں ہے فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلَٰكِن قَسَتْ قُلُوبُهُمْ۔ جبکہ ہمارا عذاب اُن کو پہنچا تھا اُنھوں نے گریہ وزاری کیوں نہ کی اور لیکن اُن کے دل سخت ہو گئے تھے۔ دل سخت ہو جانے کی وجہ سے وہ گناہ کو گناہ نہیں بلکہ عبادت سمجھتے تھے۔

[2] زاری۔ اہلِ سنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کاموں میں بااختیار ہے لہٰذا آہ و زاری سے واجبیت کو ٹال دیتا ہے فلاسفہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے اُس کے افعال طبعی طور پر بغیر اختیار کے صادر ہوتے ہیں جس طرح کہ آگ سے جلانے کا فعل طبعی طور پر صادر ہوتا ہے لہٰذا آہ و زاری سے کوئی فائدہ نہیں ہے

[3] قومِ یونس۔ حضرت یونس کی قوم رات کو بالاخانوں پر سو رہی تھی اُن پر ایسا ابر آیا جو آگ برسا رہا تھا جس سے اُن کا رنگ فق ہو گیا۔ بامہا۔ بالاخانے۔ کُرب۔ مصائب یعنی آگ برسانیوالا بادل۔

جملگاں از بامہا زیر آمدند — سر برہنہ جانب صحرا شدند
بالا خانوں سے سب نیچے اُتر آئے — ننگے سر جنگل کی طرف بھاگے

مادراں بچگاں بروں[1] انداختند — تا ہمہ نالہ و نفیر افراختند
ماؤں نے بچوں کو باہر نکال ڈالا — حتیٰ کہ سب نے گریہ و زاری بلند کی

از نمازِ شام تا وقتِ سحر — خاک می کردند بر سر آں نفر
شام کی نماز سے صبح کے وقت تک — وہ لوگ سر پر خاک ڈالتے رہے

جملگی آوازہا بگرفتہ شد — رحم آمد بر سرِ آں قومِ لُد
سب کی آوازیں بیٹھ گئیں — اس جھگڑالو قوم پر رحم آگیا

بعدِ نومیدی و آہِ ناشگفت — اندک اندک ابر واگشتن گرفت
ناامیدی اور بے صبری کی آہوں کے بعد — ابر تھوڑا تھوڑا ہٹنے لگا

قصۂ یونسؑ دراز ست و عریض — وقتِ خاکست و حدیثِ مستفیض
حضرت یونسؑ کا قصہ لمبا اور چوڑا ہے — مٹی اور مشہور قصہ کا وقت ہے

چوں تضرّع را برِ حق قدر ہاست — آں بہا کانجاست زاری را کجاست[2]
چونکہ آہ و زاری کی خدا کے یہاں بہت قدر ہے — آہ و زاری کی جو قیمت وہاں ہے اور کہاں ہے؟

ہیں اُمید اکنوں میانرا چُست بند — خیز اے گریندہ و دائم بخند
خبردار! امید رکھ، اب کمر خوب کس لے — اے رونے والے! اُٹھ اور ہمیشہ کیلئے مسکرا

با تضرّع باش تا شاداں شوی — گریہ کُن تا بیدہاں خنداں شوی
آہ و زاری کر تاکہ تو خوش رہے — رو تاکہ بغیر منہ کے ہنسے

کہ[3] برابر می نہد شاہِ مجید — اشک را در فضل با خونِ شہید
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے برابر رکھا ہے — فضیلت میں آنسو کو شہید کے خون کے ساتھ

لابہ کرد و اشکِ چشمِ خویش راند — رحمت آمد واں غضب را وا نشاند
اُس (قوم) نے خوشامد کی اور اپنی آنکھ کے آنسو بہائے — رحمت آگئی اور غضب کو دور کر دیا

فرستادن اسرافیل را علیہ السلام بخاک کہ برو و قبضہ برگیر از خاک بہر ترکیب جسمِ آدم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت اسرافیلؑ علیہ السلام کو زمین کی جانب بھیجنا، کہ جاؤ اور حضرت آدمؑ ہمارے نبی اور اُن پر درود و سلام ہو، کے جسم کے بنانے کے لئے ایک مٹھی مٹی لے آؤ

[1] بُروں۔ یعنی گھروں سے باہر۔ از نمازِ شام۔ یعنی مغرب کے وقت سے۔ کُتّہ۔ اَلدُّ کی جمع ہے سرکش۔ بعد نومیدی۔ وہ اپنی نجات سے مایوس ہو چکے تھے لیکن اُن کی آہ و زاری سے وہ آتش فشاں ابر ہٹ گیا۔ وقتِ خاک۔ یعنی زمین کی مٹی لینے کے قصہ کے بیان کا وقت ہے۔ حدیثِ مستفیض۔ مشہور بات، طویل بات۔

[2] آں بہا۔ آہ و زاری کی جو قیمت خدا کے دربار میں لگتی ہے وہ کہیں نہیں لگتی ہے۔ دائم بخند۔ جو خدا کے دربار میں آہ و زاری کرے اُس کو دائمی مسرت میسر آجاتی ہے۔ با تضرّع۔ خدا کے دربار میں رونے سے قلب کو ایک دائمی مسرت حاصل ہوتی ہے۔

[3] کہ برابر۔ حدیث شریف ہے۔ لَیْسَ شَیْءٌ اَحَبَّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ قَطْرَتَیْنِ قَطْرَۃٍ دُمُوْعٍ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ وَقَطْرَۃِ دَمٍ یُھْرَاقُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَقَطْرَۃٍ سے نیاہ اللہ کو کوئی چیز محبوب نہیں ہے ایک تو آنسوؤں کا قطرہ جو اللہ کے خوف سے بہا ہو اور ایک خون کا قطرہ جو اللہ کے راستہ میں بہایا جائے۔

گفت[1] اسرافیلؑ را یزدانِ ما — کہ بروزاں خاک پُر کن کف بیا

ہمارے خدا نے (حضرت) اسرافیلؑ سے فرمایا — کہ جاؤ، اس مٹی سے مٹھی بھر دو، آ جاؤ

آمد اسرافیلؑ ہم سوئے زمیں — باز آغازید خاکستاں حنیں

(حضرت) اسرافیلؑ بھی زمین کی جانب آئے — زمین نے پھر رونا شروع کر دیا

کاے فرشتہ صور و اے بحرِ حیات — کہ زدمہائے تو جاں یابد موات

کہ اے صور کے فرشتے! اور اے زندگی کے سمندر! — کہ آپ کے سانسوں سے مُردے زندہ ہو جاتے ہیں

در دمی در صور یک بانگِ عظیم — پُر شود محشر خلائق از رمیم

آپ صور میں ایک بڑی آواز پھونکیں گے — محشر پوسیدہ ہڈیوں کی (زندہ) مخلوق سے پُر ہو جائیگا

در دمی[2] در صور و گوئی الصلا — بر جہید اے کشتگانِ کربلا

آپ صور میں پھونکیں گے اور کہیں گے، بلاوا ہے — اے کربلا کے شہیدو! اُٹھ کھڑے ہو

اے ہلاکت دیدگاں از تیغِ مرگ — بر زنید از خاک سر چوں شاخ و برگ

اے موت کی تلوار سے ہلاک ہونے والو! — شاخ اور پتوں کی طرح زمین سے سر اُبھارو

رحمتِ تو واندم گیرای تو — پُر شود ایں عالم از احیای تو

آپ کی رحمت اور آپ کا وہ ہمہ گیر دم کہ — یہ عالم آپ کے زندہ کرنے سے بھر جائے گا

تو فرشتہ رحمتی رحمت نما — حاملِ عرشی و قبلہ دادہا

آپ فرشتۂ رحمت ہیں، رحمت کو ظاہر کرنیوالے — آپ عرش کے حامل اور انصاف کے قبلہ ہیں

عرش[3] معدنگاہِ داد و معدلت ہیں — چار جُو در زیرِ اُو پُر مغفرت

عرش انصاف اور عدل کی کان ہے — مغفرت سے پُر چار نہریں اُس کے نیچے ہیں

جُوی شیر و جُوی شہدِ جاوداں — جُوی خمر و دجلۂ آبِ رواں

دودھ کی نہر اور نہ ختم ہونیوالے شہد کی نہر — شراب کی نہر اور بہتے پانی کا دجلہ

پس ز عرش اندر بہشتاں رود — در جہاں ہم چیزکے ظاہر شود

پھر وہ عرش سے جنت کے اندر پہنچتی ہیں — دنیا میں بھی کچھ ظاہر ہو جاتی ہیں

گرچہ آلودست اینجا آں چہار — از چہ از زہرِ فنائے ناگوار

اگرچہ وہ چاروں یہاں گدلی ہیں — کس چیز سے؟ ناگوار فنا کے زہر سے

جُرعۂ بر خاکِ تیرہ ریختند — زاں چہار و فتنہ انگیختند

اُنھوں نے تاریک مٹی پر ایک گھونٹ بہایا — اُن چاروں سے، اور فتنہ پیدا کر دیا

[1] گفت۔ جبرئیلؑ اور میکائیل علیہما السلام کے بعد اللہ تعالےٰ نے اسرافیلؑ سے کہا تم زمین کی ایک مٹھی بھر لے آؤ حنین۔ رونے کی آواز۔ فرشتۂ صور۔ حضرت اسرافیلؑ محشر میں صور پھونکیں گے جس سے سب مُردے زندہ ہو جائیں گے۔ بحرِ حیات۔ حضرت اسرافیلؑ کا صور سب کو زندگی بخش دے گا۔ رمیم۔ پوسیدہ ہڈی۔

[2] در دمی۔ حضرت اسرافیلؑ کا صور پھونکنا مُردوں کو زندگی کی دعوت ہے۔ کربلا۔ موضع کربلا مراد ہے جو عراق میں ہے یا دنیا جو مصائب کی جگہ ہے۔ رحمت۔ اے اسرافیلؑ تمہارے دم سے پورا عالم زندہ ہو جائیگا۔

[3] عرشی۔ حضرت اسرافیلؑ بھی عرش کو اُٹھائے ہوئے ہیں۔

[3] عرش۔ عرش کے نیچے سے دودھ، شہد، مغفرت، پانی کی چار نہریں بہتی ہیں۔ پُر مغفرت۔ ان نہروں سے وہ سیراب ہونگے جن کی مغفرت ہو جائیگی۔ در جہاں۔ ان نہروں کے آثار دنیا میں بھی ہیں۔ فنا۔ دنیا میں ان نہروں کے آثار فانی ہیں۔ جُرعہ۔ ان چاروں کے ایک ایک چلو سے آدمؑ کی مٹی کا خمیر بنایا۔

تا بجویند[1] اصلِ آنرا ایں خساں — خود بدیں قانع شدند ایں ناکساں

تاکہ یہ کھنے اُن کی اصل کو تلاش کریں — نالائق خود اِس پر قناعت کر بیٹھے

شیر دادہ پرورش اطفال را — چشمہ کردہ سینۂ ہر زال را

بچوں کی پرورش کے لئے دودھ دیا — ہر عورت کے سینہ کو چشمہ بنا دیا

خمر دفعِ غصہ و اندیشہ را — چشمہ کردہ از عنب در باغہا

شراب، غصہ اور فکر کو دور کرنے کے لئے — باغوں میں انگور سے (اس کا) چشمہ جاری کر دیا

انگبیں دارو تنِ رنجور را — چشمہ کردہ باطنِ زنبور را

شہد، مریض کے جسم کے لئے دوا ہے — شہد کی مکھی کے باطن کو (اس کا) چشمہ بنا دیا

آب[2] بہرِ عام اصل و فرع را — از برائے طُہر و بہرِ کرع را

پانی عوام کی جڑ اور شاخ کے لئے — پاکی اور پینے کے لئے

تا ازینہا پے بری سوی اصول — تو بدیں قانع شدی اے بوالفضول

تاکہ تو اِن سے اصل کا پتہ لگائے — اے لغو! تو نے اِس پر قناعت کر لی

بشنو اکنوں ماجرائے خاک را — کہ چہ میگوید فسوں محراک را

اب مٹی کا قصہ سُن — کہ حرکت دینے والے (اسرافیل) کو کیا منتر سنا رہی ہے؟

پیشِ اسرافیلؑ گشتہ او عبوس — میکند صد گونہ شکلِ چاپلوس

وہ (حضرت) اسرافیلؑ کے سامنے ترشرو بنی — خوشامد کی سینکڑوں قسم کی صورتیں بنا رہی تھی

کہ[3] بحقِ ذاتِ پاکِ ذوالجلال — کہ مدار ایں قہر را بر من حلال

کہ اللہ (تعالیٰ) کی پاک ذات کا واسطہ — یہ ظلم مجھ پر جائز نہ رکھیئے

من ازیں تقلید بوی میبرم — بدگمانی میرود اندر سرم

میں اِس گلے میں پھندا ڈالنے سے تاڑ رہی ہوں — میرے دماغ میں بدگمانی پیدا ہو رہی ہے

تو فرشتہ رحمتی رحمت نما — زانکہ مرغے را نیازارد ہما

آپ رحمت کے فرشتے، رحمت کو ظاہر کرنے والے ہیں — کیونکہ ہما، پرند کو نہیں ستاتا ہے

اے شفا و رحمتِ اصحابِ درد — تو ہماں کن کاں دو نیکو کار کرد

اے دردمندوں کی شفا اور رحمت! — آپ وہی کیجئے جو اُن دو بھلوں نے کیا

زود اسرافیلؑ باز آمد بشاہ — گفت عذر و ماجرا نزدِ اِلٰہ

حضرت اسرافیلؑ شاہ کے پاس واپس آ گئے — اللہ (تعالیٰ) سے عذر اور قصہ بیان کیا

---

[1] تا بجویند۔ یہ اِس لئے کہا گیا تاکہ بنی آدمؑ اُن اصل نہروں کی تلاش میں لگیں۔ شیر۔ دودھ کی نہر کا اثر ماں کے پستان میں ظاہر ہوا ہے۔ از عنب۔ انگور میں خمر کی نہر کا اثر آیا۔ زنبور۔ شہد کی مکھی شہد کی نہر کا اثر ہے۔

[2] آب۔ دنیا وی پانی میں پانی کی نہر کی اصل ہے۔ محراک۔ حرکت کا آلہ یعنی اسرافیلؑ جو تیں۔ ترشرو۔

[3] رحمے بحق۔ زمین نے چاپلوسی کی یہ صورت اختیار کی کہ حضرت اسرافیلؑ کو اللہ کی قسمیں دینے لگی۔ تقلید۔ گلے میں قلادہ ڈالنا۔ ہما۔ شریف پرندہ ہے کسی جاندار پرند کا شکار نہیں کرتا بلکہ سوکھی ہڈیوں پر گذارہ کرتا ہے۔ آجا۔ یعنی زمین سے اُن کی جو بات چیت ہوئی۔

کز بروں فرماں بدادی کہ بگیر — عکسِ آں الہام دادی در ضمیر

کہ بظاہر آپ نے حکم فرمایا کہ لے لے — دل میں اُس کے برعکس الہام کر دیا

امر کردی در گرفتن سوئے گوش — نہی کردی از قساوت سوئے ہوش

تو نے کان کو لے لینے کا حکم دیا — عقل کو سختی کرنے سے منع کر دیا

رحمتِ او بیحد ست و بیکراں — او حکیم ست و کریم و مہرباں

اُس کی رحمت لا انتہا اور لامحدود ہے — وہ دانا اور سخی اور مہربان ہے

سبقِ رحمت گشت غالب بر غضب — اے بدیعِ افعال نیکوکار رب

رحمت کی سبقت غضب پر غالب ہے — اے عجیب افعال اور اچھے کام والے خدا!

فرستادنِ عزرائیل علیہ السلام ملک العزم والحزم را بگرفتن

ارادہ کی پختگی اور پختہ کاری کے فرشتے (حضرت) عزرائیل علیہ السلام کو مٹی بھر

قبضۂ خاک تا ساختہ شود جسمِ آدم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ

مٹی لینے کے لئے بھیجنا تاکہ حضرت آدم (اُن پر اور ہمارے نبی پر درود اور سلام ہو)

والسلام چالاک و راست کار و التفات ناکردنِ عزرائیل

کا چالاک اور درست کام کرنے والا جسم بنایا جائے اور حضرت عزرائیل کا زمین

علیہ السلام بر تضرعِ خاک

کی آہ و زاری کی طرف دھیان نہ دینا

گفت یزداں زود عزرائیل را — کہ ببیں آں خاکِ پُر تخییل را

اللہ (تعالیٰ) نے فوراً عزرائیلؑ سے فرمایا — کہ اُس خیالات سے بھری زمین کو دیکھ

آں ضعیفِ زالِ ظالم را بیاب — مشتِ خاکے زو بیاور ہیں شتاب

کمزور ظالم بڑھیا کے پاس پہنچ — خبردار! جلد اُس میں سے ایک مٹھی مٹی لے آ

رفت عزرائیل سرہنگِ قضا — سوئے کرہ خاک بہرِ اقتضا

موت کے سپاہی (حضرت) عزرائیلؑ روانہ ہو گئے — تقاضہ کرنے کے لئے زمین کے کرہ کی جانب

خاک بر قانوں نفیر آغاز کرد — داد سوگندش بسے سوگند خورد

خاک نے دستور کے مطابق چلانا شروع کر دیا — اُن کو قسم دی۔ بہت سی قسمیں کھائیں

کاے غلامِ خاص و حمالِ عرش — اے مطاعِ الامر اندر عرش و فرش

کہ اے خاص بندے اور اے عرش کے اُٹھانے والے! — اے فرش اور عرش کے اندر مخدوم و سردار!

لہ کز بروں۔ حضرت عزرائیلؑ نے خدا سے عرض کیا بظاہر آپ کا یہ حکم ہوا کہ میں مٹی لے آؤں اور میرے دل میں آپ نے یہی بات پیدا کر دی کہ میں اُس کی خوشامد پر رحم کروں۔ قساوت۔ سخت دلی۔ رحمتِ او۔ مولانا فرماتے ہیں باطنی الہام رحمت کا غلبہ ہے۔

لہ فرستادن۔ حضرت عزرائیلؑ کے نام ہونے پر اللہ تعالیٰ نے عزرائیلؑ کو مٹی لینے کیلئے بھیجا۔ حزم۔ پختہ ارادہ۔ حزم۔ پختہ کاری۔ چالاک درست کار۔ یہ جسم کی صفت ہے۔

لہ گفت۔ اللہ تعالیٰ نے عزرائیلؑ کو حکم دیا کہ زمین کی مٹی لاؤ۔ پُر تخییل۔ چونکہ زمین طرح طرح کے مذکر رہی تھی۔ سرہنگ۔ سپاہی۔ اقتضا۔ وصول کرنا۔ بر قانون۔ یعنی جس طرح اُس نے جبرئیلؑ وغیرہ کی خوشامد کی تھی۔ مطاعِ الامر۔ وہ شخص جس کا حکم مانا جائے۔

رو بحقِ رحمتِ رحمٰنِ فرد — رو بحقِ آنکہ با تو لطف کرد

یکتا رحمان کی رحمت کے طفیل چلے جائیے — اُس ذات کے طفیل چلے جائیے جس نے آپ پر مہربانی کی

حقِ شاہے کہ جُز اُو معبود نیست — پیشِ اُو زاری کس مردود نیست

اُس شاہ کے طفیل جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے — اُس کے دربار میں کسی کی آہ و زاری مردود نہیں ہے

حقِ حق کہ دست از من بدار — اے ترا از حق فضیلت بے شمار

اللہ تعالیٰ کے حق کے طفیل مجھ سے دستبردار ہو جائیے — اے وہ کہ آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے بے شمار فضیلتیں ہیں

گفت نتوانم بدیں افسوں کہ من — رُو بتابم زامر اُو سرّ و علن

اُن (عزرائیلؑ) نے کہا میں اس منتر سے نہیں کر سکتا ہوں میں — اُس کے حکم سے ظاہر و باطن میں منہ موڑوں

گفت آخر امر فرمود اُو بحلم — ہر دو امر اند ایں بگیر از راہِ علم

اُس نے کہا آخر اُس (اللہ تعالیٰ) نے نرمی کا بھی حکم دیا ہے — دونوں حکم ہیں از روئے علم اِس حکم کو اختیار کر لیجئے

گفت آں تاویل باشد یا قیاس — در صریحِ امرِ کم جو التباس

اُنھوں نے کہا، وہ تاویل یا قیاس ہوگا — صاف حکم میں شبہ نہ نکال

فکرِ خود را گر کُنی تاویل بہ — کہ کُنی تاویل آں نامشتبہ

اگر تو اپنے خیال کی تاویل کرے، بہتر ہے — بنسبت اسکے کہ تو غیر مشتبہ میں تاویل کرے

دل ہمی سوزد مرا بر لابہ ات — سینہ ام پر خون شد از شورابہ ات

تیری خوشامد سے میرا دل جل رہا ہے — تیرے آنسوؤں سے میرا سینہ پُر خون ہو رہا ہے

نیستم بے رحم بل زاں ہر سپاک — رحم بیشتم بتو اے دردناک

میں بے رحم نہیں ہوں بلکہ اُن تین پاکوں سے — اے دردمند تجھ پر مجھے زیادہ رحم آرہا ہے

گر طپانچہ میزنم من بر یتیم — ور دہد حلوا بدستش آں حلیم

اگر میں یتیم کے طمانچہ ماروں — اور اگر وہ حلیم اُس کے ہاتھ میں حلوا دے

ایں طپانچہ خوشتر از حلوائے اُو — ور شود غرّہ بحلوا وائے اُو

اُسکے حلوے سے یہ طمانچہ بہتر ہے — اگر وہ حلوے سے دھوکا کھا جائے اُس پر افسوس ہے

بر نفیرِ تو جگر می سوزدم — لیک حق، قہرے ہمی آموزدم

تیری فریاد پر میرا جگر جل رہا ہے — لیکن اللہ تعالیٰ مجھے جبر کی تعلیم دے رہا ہے

لُطفِ مخفی در میانِ قہرہا — در خذف پنہاں عقیقِ بے بہا

قہروں کے درمیان مہربانی چھپی ہوئی ہے — کنکریوں میں بے بہا عقیق چھپا ہوا ہے

لہ رو بحق۔ زمین نے اُن کو خدا اور اُس کی صفات کی قسمیں دینی شروع کر دیں۔ پیشِ اُو۔ اللہ تعالیٰ آہ و زاری پر ضرور رحم فرماتا ہے۔ حق پیو حق قسم کے معنی میں ہے یعنی بالقسم حق حق تعالیٰ۔ افسوں۔ یعنی زمین کی باتیں۔

لہ گفت۔ زمین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں میری موت لے جانے کا بھی حکم دیا ہے اور بڑا باری برتنے کا بھی حکم ہے لہٰذا ان میں سے بردباری کو اختیار کر لیجئے اور مجھے معاف کر دیجئے۔ گفت۔ حضرت عزرائیلؑ نے کہا کہ صبر و حلم کے مقابلہ میں حلم اختیار کرنا بالکل غلط تاویل اور غلط قیاس ہے۔ نامشتبہ۔ یعنی صریح حکم شورابہ۔ یعنی آنسو۔

لہ نیستم۔ عزرائیلؑ نے کہا۔ میں پہلے تینوں فرشتوں سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہوں.... گرفتا ہے۔ اللہ کی جانب سے وہ مصیبت اور ابتلا جو آخرت کی بہبودی کا سبب بنے اُس نعمت سے بدرجہا بہتر ہے جو گمراہی کا سبب بن جائے۔ لُطف۔ اللہ تعالیٰ مصائب کو اُخروی عروج کا سبب بناتا ہے تو اس قہر میں مہربانی مخفی ہوتی ہے۔

قہرِ حق[1] بہتر ز صد لطفِ من ست — منع کردن جان ز حق جاں کندن ست

اللہ (تعالیٰ) کا قہر میری سیکڑوں مہربانیوں سے بہتر ہے — اللہ (تعالیٰ) سے جان کو بچانا جاں کنی ہے

بدتریں قہرش بہ از لطفِ دو کون — نعم ربّ العالمین و نعم عون

اس کا بدترین قہر دونوں جہان کی مہربانی سے بہتر ہے — پروردگارِ عالم بہتر ہے اور مدد بہتر ہے

لطفہائے مضمر اندر قہرِ او — جاں سپردن جاں فزاید بہرِ او

اس کے قہر میں مہربانیاں پوشیدہ ہیں — اس کے لئے جان دینا، جان کو بڑھاتا ہے

ہیں رہا کن بدگمانی و ضلال — سر قدم کن چونکہ فرمودت تعال

خبردار! بدگمانی اور گمراہی چھوڑ دے — سر کو پاؤں بنا لے جبکہ اس نے تجھے حکم دیا ہو کہ آ جا

آں تعالِ او تعالیہا دہد[2] — مستی و جفت و نہالیہا دہد

اس کا آ جا کہنا تجھے بلندیاں عطا کرے گا — مستی اور جوڑا اور توشکیں عطا کرے گا

بارے آں امرِ سنی را ہیچ ہیچ — من نیارم کرد وہن و پیچ پیچ

اب اس بلند حکم کو تھوڑا سا بھی — میں سست، ڈھیلا اور مشکل نہیں بتا سکتا ہوں

ایں ہمہ نشنید آں خاکِ نژند — زاں گمانِ بد بدش در گوش بند

اس پست زمین نے یہ کچھ نہ سنا — اس بدگمانی کی وجہ سے اس کے کان میں کاوٹ تھی

باز از نوعِ دگر آں خاکِ پست — لابہ و سجدہ ہمی کرد او چو مست

پھر وہ پست زمین دوسری طرح سے — مدہوش کی طرح خوشامد اور سجدہ کرتی تھی

گفت[3] نے برخیز نبود زیں زیاں — من سر و جاں می نہم رہن و ضماں

انھوں نے کہا اٹھ کھڑی ہو کوئی نقصان نہ ہوگا — میں سر اور جان گروی اور ضمانت میں دیتا ہوں

کژ مبینداش و مکن لابہ دگر — جز بداں شاہِ رحیم داد گر

اٹھ نہ سوچ اور پھر خوشامد نہ کر — سوائے اس منصف، رحیم شاہ کے

بندہ فرمانم نیارم ترک کرد — امرِ او کز بحر انگیزید گرد

میں حکم کا بندہ ہوں، میں ترک نہیں کر سکتا ہوں — اس کا حکم، جس نے سمندر سے گرد اڑا دی

جز ازاں خلاقِ گوش و چشم و سر — نشنوم از جان خود ہم خیر و شر

اس کان اور آنکھ اور سر کے پیدا کرنے والے کے علاوہ — میں اپنی جان سے بھی بھلی اور بری بات نہ سنوں گا

گوشِ من از گفتِ غیرِ او کر ست — امرِ او از جانِ شیریں خوشتر ست

اس کے غیر کی گفتگو سے میرا کان بہرا ہے — اس کا حکم میٹھی جان سے زیادہ بہتر ہے

[1] قہرِ حق۔ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم قہر بھی ہے زیرے اس رحم سے بدرجہ افضل ہے جو میں تجھ پر کرتا اور تجھ میں سے بہتر۔ جو اللہ کے حکم پر اگر جان سے بھی دریغ کی جائے تو ہلاکت ہے۔ جاں سپردن۔ حق کے حکم کے مطابق جان سپرد دینا جان کی افزائش کا سبب ہے۔ سر قدم کن۔ یعنی سر کے بل چل پڑ۔

[2] آں تعال۔ اللہ کا یہ حکم کہ آجا۔ جنت کی نعمتوں سے مالا مال کر دے گا جاتے۔ عزرائیلؑ نے کہا میں حق کے حکم کے جاری کرنے میں کوئی تامل نہ کروں گا۔ ایں ہمہ۔ حضرت عزرائیلؑ کی ساری نصیحتیں بیکار ہوتے جس کی بدگمانی نے اس کو بہرا بنا رکھا تھا۔ آخر۔ میں نے حضرت عزرائیلؑ کی خدمت میں پھر خرچ کر دیں

[3] گفت۔ حضرت عزرائیلؑ نے زمین سے کہا کہ خداوندی کی تعمیل تیرے لئے ضرور ہے میری ذمہ داری ہے تجھے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ بیت میں اللہ کے حکم کا خلاصہ ہے اہل کا حکم ہر ناممکن کو ممکن بنا دیتا ہے۔ بحر۔ میں اللہ کی محبت کے سوا اپنی جان کی بھی کوئی بات نہیں سنتا ہوں۔ ترا۔ اس کا حکم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ پیارا ہے۔

جاں[1] از و آمد نیامد او ز جاں — صد ہزاراں جاں دہد او رائگاں

جان اُس سے آئی ہے وہ جان سے نہیں آیا ہے — وہ لاکھوں جانیں مفت دے دیتا ہے

جاں چہ باشد کش گزینم بر کریم — کیک چہ بود کہ بسوزم زو گلیم

جان کیا ہوتی ہے کہ میں اُس کو کریم پر ترجیح دوں — کمبل کیا ہوتا ہے کہ اُس کی وجہ سے میں کمبل جلاؤں

من ندانم خیر الا خیر او — صم و بکم و عمی من از غیر او

میں اُس کی خیر کے علاوہ کوئی خیر نہیں جانتا ہوں — میں اُس کے غیر سے بہرا اور گونگا اور اندھا ہوں

گوش من کر ست از زاری کناں — کہ منم در کف او ہمچو سناں

رونے والوں سے میرا کان بہرا ہے — کیونکہ میں اُس کے ہاتھ میں بھالے کی طرح ہوں

در بیان[2] آنکہ مخلوقیکہ ترا از و ظلمے رسد بحقیقت او ہمچوں آلتے

اس کا بیان کہ جس مخلوق سے تجھے تکلیف پہنچے — وہ درحقیقت ایک آلہ کی طرح

است، عارف آں بود کہ بحق رجوع کند نہ بآلت و اگر بآلت

ہے — عارف وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے نہ کہ آلہ کی جانب

رجوع کند ظاہراً نہ از جہل کند بلکہ برائے مصلحتے چنانکہ بایزید

اور اگر بظاہر آلہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو نادانی کی وجہ سے نہیں بلکہ مصلحت کی

قدس سرہٗ گفت کہ چندیں سال ست کہ من با مخلوق سخن

وجہ سے چنانچہ حضرت بایزید قدس سرہٗ نے فرمایا کہ بہت سے سال ہوگئے ہیں کہ میں نے

نگفتہ ام و از مخلوق سخن نشنیدہ ام ولیکن خلق چنیں پندارند

مخلوق سے بات نہیں کی ہے اور نہ میں نے مخلوق سے بات سنی ہے لیکن لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ میں

کہ با ایشان میگویم و از ایشاں می شنوم زیرا کہ ایشاں مخاطب اکبر

اُن سے کہتا ہوں اور اُن سے سنتا ہوں کیونکہ وہ بڑے مخاطب کو نہیں دیکھتے ہیں

را نمی بینند کہ ایشاں چوں صدا اند نسبت بحال من و التفات

کیونکہ میرے اعتبار سے صدائے بازگشت کی طرح ہیں اور متکلم سننے والے کی توجہ

مستمع عاقل بصدا نباشد چنانکہ مثل ست معروف قال

صدائے بازگشت کی طرف نہیں ہوتی ہے چنانچہ مشہور مثل ہے کہ دیوار نے کیل

الجدار للوتد لم تشققنی قال الوتد انظر الی من یدقنی

سے کہا کہ تو مجھے کیوں پھاڑ رہی ہے کیل نے کہا اُسے دیکھ جو مجھے ٹھونک رہا ہے

[1] جان جان تو اللہ کی دی ہوئی ہے اگر اُس کے حکم پر جان جائے تو وہ سیکڑوں جانیں عطا کر سکتا ہے۔ جاں چہ باشد۔ اللہ کے مقابلہ میں جان حقیر ہے۔ کیک۔ میں تھوڑے فائدہ کی خاطر بڑا نقصان نہیں برداشت کر سکتا۔ گوش۔ اُس کے ذکر کو کسی کی آہ وزاری سے نہیں ٹالا جا سکتا میں اُس کے حکم کے سامنے مجبور محض ہوں۔

[2] در بیان۔ جو اہل اللہ ہیں وہ ہر معاملہ میں مسبب الاسباب پر نظر رکھتے ہیں اسباب سے قطع نظر کرتے ہیں اسباب کو کارگر کا آلہ سمجھتے ہیں حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا تھا کہ میں نے عرصۂ دراز سے نہ کسی انسان کی بات سنی اور نہ کسی انسان سے گفتگو کی تو اس کا مطلب یہی تھا کہ وہ ہر معاملہ کا مصرف خدا ہی کو سمجھتے تھے۔

[3] کہ قول شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

گر زیدت رسد ز خلق مرنج
کہ نہ راحت رسد ز خلق نہ رنج
از خدا جاں خلاف دشمن و دوست
کہ دل ہر دو در تصرف اوست
قال الجدار۔ دیوار نے کیل سے شکایت کی تو کیل نے جواب دیا کہ اصل سبب کو دھیان میں رکھو۔

احمقانہ از سناں رحمت مجو — در دہانِ اژدہا رو بہرِ او

بیوقوفی سے بھالے سے رحم کا خواہاں نہ بن — اس (اللہ تعالیٰ) کی خاطر اژدہے کے منہ میں چل جا

از دمِ شمشیر تو رحمت مجو — زاں شہے جو کاں بود در دستِ او

تو تلوار کی دھار سے رحم نہ تلاش کر — اُس شاہ سے مانگ وہ جس کے ہاتھ میں ہو

با سنان و تیغ لابہ چوں کنی — کو اسیر آمد بدستِ آں سنی

تو بھالے اور تلوار کی خوشامد کیوں کرتی ہے؟ — وہ اُس بلند (اللہ تعالیٰ) کے ہاتھ کے پابند ہیں

او بصنعت آذرست و من صنم — آلتے کو سازدم من آں شوم

وہ کاریگری میں آذر ہے اور میں بُت ہوں — وہ آلہ جو بھی بناتا ہے میں بن جاتا ہوں

گر مرا ساغر کند ساغر شوم — ور مرا خنجر کند خنجر شوم

اگر وہ مجھے ساغر بنائے میں ساغر بن جاؤں — وہ اگر مجھے خنجر بنائے، خنجر بن جاؤں

گر مرا چشمہ کند آبے دہم — ور مرا آتش کند تابے دہم

اگر وہ مجھے چشمہ بنادے، میں پانی دوں — اگر وہ مجھے آگ بنادے، گرمی پہنچاؤں

گر مرا باراں[1] کند خرمن دہم — ور مرا ناوک کند در تن جہم

اگر وہ مجھے بارش بنادے میں کھلیان دوں — اگر وہ مجھے تیر بنادے میں جسم میں گھس جاؤں

گر مرا مارے کند زہرِ افگنم — ور مرا یارے کند مہرِ آگنم

اگر وہ مجھے سانپ بنادے، تو زہر اُگلوں — اور اگر وہ مجھے دوست بنادے تو محبت بھر دوں

گر مرا شکر کند شیریں شوم — ور مرا حنظل کند پُرکیں شوم

اگر وہ مجھے شکر بنادے میں شیریں ہو جاؤں — اور اگر وہ مجھے ایلوا بنادے تو میں کینہ ور بنجاؤں

گر مرا شیطاں کند سرکش شوم — ور مرا سوزاں کند آتش شوم

اگر وہ مجھے شیطان بنادے میں سرکش ہو جاؤں — اور اگر وہ مجھے جلانے والا بنادے تو میں آگ بنجاؤں

من چو کلکم در میانِ اصبعین[2] — نیستم در وصفِ طاعت مین بین

میں دو انگلیوں کے درمیان قلم کی طرح ہوں — میں صفتِ طاعت میں مذبذب نہیں ہوں

خاک را مشغول کرد او در سخن — یک کفے بر بود زاں خاکِ کہن

اُنھوں نے مٹی کو باتوں میں لگایا — (اور) اُس پرانی مٹی سے ایک مٹھی بھر لی

ساحرانہ در ربود از خاکداں — خاک مشغولِ سخن چوں ہیخوداں

وہ زمین سے شعبدہ بازوں کی طرح لے اُڑے — زمین مدہوشوں کی طرح بات میں مشغول تھی

[1] دردہاں۔ اللہ کے کسی حکم میں بھی چون و چرا نہ ہونی چاہیئے۔ اگر وہ سانپ کے منہ میں جانے کا حکم دے تو اُس کو ہی بہتر سمجھنا چاہیئے۔ اور جنت حضرت عزرائیلؑ نے فرمایا فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ ہے میں بندہ اُس کے آلے کے ہوں۔ ساغر۔ کسی پر رحمت کا حکم ہو تو میں رحم کروں گا۔ خنجر۔ کسی پر قہر کا حکم ہو گا تو میں قہر کروں گا۔

[2] گر باراں۔ جس طرح وہ حکم دے گا میں وہی کروں گا خواہ اُس میں کسی کا فائدہ ہو یا بظاہر نقصان ہو۔ گر مرا مارے۔ حضرت عزرائیلؑ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جو کام بھی مجھ سے لے گا میں وہی کروں گا۔

[3] اِصبعین حدیث شریف: اِنَّ قُلُوْبَ بَنِیْ آدَمَ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ یُقَلِّبُھَا کَیْفَ یَشَآءُ۔ بنی آدم کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں اُن کو پلٹتا رہتا ہے جیسا چاہتا ہے۔

بُرد تا حق تُربتِ[1] بے رائے را — تا بمکتب آں گریزاں پائے را

بے وقوف مٹی کو اللہ تعالیٰ کے پاس لے گئے — (جیسا کہ) مکتب میں بھگوڑے (بچے) کو

گفت یزداں کہ بعلمِ روشنم — کہ ترا جلّادِ ایں خلقاں کنم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے روشن علم کی قسم — کہ تجھے مخلوق کا جلّاد بناؤں گا

گفت یارب دشمنم گیرند خلق — چوں فشارم خلق را در مرگِ حلق

انھوں نے عرض کیا اے خدا الخلق مجھے دشمن سمجھے گی — جبکہ موت کے لئے میں مخلوق کا گلا دباؤں گا

تو رَوا[2] داری خداوندِ سَنی — کہ مرا مبغوض و دشمن رو کنی

اے بزرگ خدا! تو مناسب سمجھتا ہے — کہ مجھے مبغوض اور دشمن کے چہرے والا بنائے

گفت اَسبابے پدید آرم عیاں — از تپ و قولنج و سرسام و فساں

اُس (اللہ تعالیٰ) نے فرمایا میں اسباب ظاہر کردونگا — (یعنی) بخار اور درد قولنج اور سرسام اور لقوہ

از صُداع و ماشرا و از خُناق — وز زکام و از جُذام و از فُواق

(دردِ سر اور خون کے جوش سے اور گلے کے ورم سے — اور زکام سے اور کوڑھ اور ہچکی سے

سُدّہ و اسہال و استسقا و سِل — کسرِ ذاتُ الصّدر و لدغ و دردِ دل

سُدّہ اور دست اور استسقاء اور سِل — ہڈی ٹوٹنے اور نمونیا اور سانپ کے ڈسنے اور درد دل سے

تا بگردانم نظرشاں را ز تو — در مرضہا و سببہائے سہ تو

تاکہ اُن کی نگاہ تجھ سے پھیر دوں — مرضوں اور تیرے سببوں میں

گفت[3] یارب بندگاں ہستند نیز — کہ سببہا را بدّرانند اے عزیز

اُن (عزرائیلؑ) نے عرض کیا اے خدا! ایسے بندے بھی ہیں — کہ اسباب کو چاک کردیتے ہیں اے عزیز!

چشمِ شاں باشد گذارہ از سبب — در گذشتہ از حُجُب از فضلِ رب

اُن کی نظر سبب سے گذری ہوئی ہوتی ہے — وہ اللہ (تعالیٰ) کی مہربانی سے پردوں کے آگے بڑھ چکے ہیں

سُرمۂ توحید از کحّالِ حال — یافتہ رَستہ ز علّت و اعتلال

حالت کے سُرمہ کش کی جانب سے توحید کا سرمہ — پائے ہوئے ہیں اسباب اور سبب بتانے سے نجات پائے ہوئے ہیں

ننگرند اندر تپ و قولنج و سِل — راہ ندہند ایں سببہا را بدل

وہ بخار اور قولنج اور سِل کو نہیں دیکھتے ہیں — دل میں ان اسباب کو راہ نہیں دیتے ہیں

زانکہ ہر یک زیں مرضہا را دواست — چوں دوا نپذیرد آں فعلِ قضاست

کیونکہ ان مرضوں میں سے ہر ایک کی دوا ہے — جب وہ دوا کو نہ قبول کرے وہ قضا (خداوندی) کا کام ہے

[1] تُربت بے رائے: زمین کی رائے بے (حصّہ) تھی تا بمکتب: زمین کی مٹی کو اسی طرح حضرت عزرائیلؑ لے گئے جس طرح بھگوڑے بچے کو مکتب میں لے جایا جاتا ہے۔ گفت: حضرت عزرائیلؑ چونکہ زمین کی خوشامد سے متاثر نہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے جلّادی کا عہدہ پسند فرمایا۔

[2] تو رَوا داری: حضرت عزرائیلؑ کو ملک الموت بنایا تو انھوں نے عرض کیا کہ جن جانداروں کی روح قبض کروں گا وہ مجھ سے بُغض کرینگے اور مجھے اپنا دشمن سمجھیں گے تو یہ بات آپ میرے لئے کیوں پسند کرتے ہیں۔ گفت: اللہ تعالیٰ نے حضرت عزرائیلؑ کے جواب میں فرمایا کہ میں موت کے اسباب پیدا کردوں گا تو لوگ اُن کو دیکھیں گے تیری طرف سے لوگوں کی نگاہیں ہٹ جائیں گی۔

[3] گفت: حضرت عزرائیلؑ نے عرض کی یہ تو درست ہے کہ عوام کی نگاہ اسباب پر ہوتی ہے لیکن خاصانِ خدا بھی تو ہیں جو اسباب سے قطع نظر کرتے ہیں اور اصل کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ اِعتلال: علت میں پڑنا۔ تاکہ۔ وہ لوگ یہ جانتے ہیں کہ دوا میں تاثیر ہے لیکن جب وہ اثر نہ کرے تو پھر یہ فعلِ خداوندی ہی ہے۔

ہر مرض[1] دارد دوا میداں یقیں — چوں دوائے رنج سرما پوستیں

یقین کے ساتھ جان لے کہ ہر مرض کی دوا ہے — جس طرح جاڑے کی تکلیف کی دوا پوستین ہے

چوں خدا خواہد کہ مردے بفسرد — سردی از صد پوستیں ہم بگذرد

جب خدا چاہتا ہے کہ انسان ٹھٹھرے — (تو) سردی سیکڑوں پوستینوں میں سے گذر جاتی ہے

در وجودش لرزہ بنہد کز آں — نے ز آتش کم شود نے از دخاں

اس کے جسم میں وہ ایسی کپکپی پیدا کر دیتی ہے — نہ (بھڑکتی) آگ سے کم ہوتی ہے نہ دھوئیں سے

بر تن او سردی بنہد چناں — کاں بجامہ ہم نگردد وا ز آتش آں

اس کے جسم میں ایسی سردی پیدا کر دیتی ہے — کہ وہ کپڑوں سے بھی نہیں ملتی اور آگ سے بھی

چوں[2] قضا آید طبیب ابلہ شود — داں دوا در نفع ہم گمرہ شود

جب قضا آتی ہے طبیب بیوقوف ہو جاتا ہے — وہ دوا نفع پہنچانے میں بے راہ ہو جاتی ہے

کے شود محجوب ادراکِ بصیر — زیں سببہائے حجاب گول گیر

بینا کا احساس کب چھپ سکتا ہے — احمق کو مبتلا کرنے والے ان اسباب سے

اصل بیند دیدہ چوں اکمل بود — فرع بیند چونکہ مرد احول بود

جب آنکھ مکمل ہوتی ہے وہ اصل کو دیکھتی ہے — جب انسان بھینگا ہو تو وہ فرع کو دیکھتا ہے

جواب[3] آمدن از حضرتِ عزت عزرائیل را کہ آں کہ نظر او بر اسباب و مرض و زخم تیغ نیاید بر کارِ تو عزرائیل ہم نیاید کہ تو ہم سببی اگرچہ مخفی تری ازاں سببہا و بود کہ براں رنجور مخفی نباشد و نحن اقرب الیہ منکم ولکن لا تبصرون

اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت عزرائیلؑ کو جواب آنا کہ جو نظر اسباب اور مرض اور تلوار کی ایذا رسانی پر نہیں پڑتی ہے اے عزرائیل وہ تیرے کام پر بھی نہ پڑیگی کیونکہ تو بھی ایک سبب ہے اگرچہ ان سببوں سے زیادہ مخفی ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس بیمار سے یہ مخفی نہ ہو کہ ہم اس امر دے کے تم سے بھی زیادہ قریب ہیں لیکن تم نہیں دیکھتے ہو

گفت یزداں ہر کہ باشد اصل داں — پس ترا کے بیند او اندر میاں

اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا جو شخص اصل کو جانے والا ہوگا — وہ تجھے درمیان میں کب دیکھے گا؟

گرچہ خویش از عام پنہاں کردہ — پیش روشن دیدگاں ہم پردہ

اگرچہ تو نے عوام سے اپنے آپ کو چھپا لیا ہے — روشن آنکھ والوں کے سامنے تو بھی ایک پردہ ہے

---

[1] ہر مرض۔ حدیث شریف ہے لکل داء دواء یہ ہر بیماری کی دوا ہے۔ پوستین۔ سردی سے پوستین کے ذریعہ بچاؤ ہوتا ہے لیکن اگر خدا چاہے تو سردی پوستینوں سے گذر کر بدن کو ستاتی ہے ... در وجودش۔ جسم میں ایسی سردی گھستی ہے کہ نہ کپڑوں سے چین پڑتا ہے نہ آگ اور دھوئیں سے۔

[2] چوں قضا۔ قضا و قدر خداوندی کے خلاف ہر دوا بیکار ثابت ہو جاتی ہے اور طبیب اپنی حماقت سے الٹی دوا تجویز کرتا ہے۔ بصیر۔ جن لوگوں کو بصیرت حاصل ہے وہ اسباب سے دھوکے میں نہیں پڑتے ہیں اور نگاہ صحیح کام کرتی ہے جو بھینگا ہوتا ہے وہ اسباب کو دیکھتا ہے۔

[3] جواب۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عزرائیلؑ کو جواب دیا کہ تم بھی بشر ہو ایک سبب ہو اگرچہ عوام کی نگاہ سے مخفی ہو لیکن اصحاب بصیرت تم کو بھی سب سمجھیں گے اور حقیقی متصرف مجھے ہی خیال کریں گے۔ گفت۔ اللہ نے فرمایا کہ تم بھی محض ایک پردہ ہو اصحاب بصیرت کی نگاہ پردہ چاک کر کے اصل تک پہنچ جاتی ہے۔

وانکہ ایشاں را شکر باشد اجل — چوں نظر شاں مست باشد در دول

اور یہ کہ موت اُن کے لئے شکر ہوتی ہے — کیونکہ اُنکی نگاہ (آخرت کی) دولتوں میں مستغرق ہے

تلخ نبود پیش ایشاں مرگِ تن — چوں روند از چاہ و زنداں در چمن

جسم کی موت اُن کے لئے کڑوی نہیں ہوتی ہے — کیونکہ وہ کنویں اور قید خانے سے چمن میں جاتے ہیں

آنکہ وارست از جہانِ ہیچ ہیچ — می نگرید بر فواتِ ہیچ ہیچ

جو شخص ہیچ در ہیچ دنیا سے چھوٹ گیا — وہ ناچیز کے فوت ہو جانے پر نہیں روتا ہے

بُرجِ زنداں را شکست ار کانیے — ہیچ ازو رنجد دلِ زندانیے

کسی انکار نے قید خانہ کی عمارت توڑی — کیا اس سے کوئی قیدی رنجیدہ ہوگا

کاے دریغ ایں سنگِ مرمر را شکست — تا روان و جانِ ما از حبس رُست

کہ ہائے افسوس اس نے سنگِ مرمر توڑ دیا — حتیٰ کہ ہماری روح اور جان قید سے چھوٹ گئی

آں رُخامِ خوب و آں سنگِ لطیف — بُرجِ زنداں را بہی بُود و اَلیف

وہ عمدہ پتھر اور وہ نازک پتھر — قید خانہ کی عمارت کے لئے اچھا اور مناسب تھا

چوں شکستش تا کہ زندانی برست — دست اُو در جرم ایں باید شکست

جب اُس کو اس نے توڑا کہ قیدی چھوٹ گیا — اسکے جرم میں اُس کا ہاتھ توڑنا چاہیے

ہیچ زندانی نگوید ایں فشار — جز کسے کز حبس آرندش بدار

یہ بات کوئی قیدی نہ کہے گا — سوائے اُس کے جس کو قید خانے سے سولی پر لے جائیں

تلخ کے باشد کسے را کش برند — از میانِ زہرِ ماراں سوئے قند

اُس شخص کو ناگوار کب ہوگا جس کو لیجائیں — سانپوں کے زہر میں سے شکر کی جانب،

جاں مجرد گشتہ از غوغائے تن — می پرد با پرِ دل بے پائے تن

جسم کے شور و غل سے جان چھوٹ کر — دل کے پر سے پرواز کرتی ہے نہ کہ جسم کے پاؤں سے

ہمچو زندانی چہ کاندر شباں — خُسپد و بیند بخواب اُو گلستاں

کنویں کے اُس قیدی کی طرح جو راتوں کو — سوئے اور وہ خواب میں باغ کو دیکھے

گوید اے یزداں مرا در تن مبر — تا دریں گلشن کنم من کر و فر

وہ کہے گا اے خدا! مجھے جسم کے اندر نہ کر — تاکہ میں اس باغ میں مزے اُڑاؤں

گویدش یزداں دُعا شد مستجاب — وامرو واللہ اعلم بالصواب

اُس سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ دعا قبول ہوگئی — واپس نہ جا، اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

لہ وانکہ جو اصحاب بصیرت ہیں خواہ اُن کی نگاہیں دنیا کی دولت پر نہیں لہذا وہ موت اور مارنے والے کو بُرا نہیں سمجھ سکتے وہ اپنی موت کو ایسا ہی سمجھتے ہیں جیسا کہ کوئی قیدی کی قید سے نکل کر چمن میں پہنچ جائے۔ ہیچ ہیچ۔ دنیاوی دولت۔

لہ برج۔ مومن کی موت ایسی ہے جیسے کسی قیدی کا قید خانہ ٹوٹ جائے اگر کوئی کاریگر اُس کو توڑے گا تو کسی قیدی کو تکلیف نہ ہوگی۔ کہاں یہ بات کوئی قیدی نہ کہے گا۔ سنگ مرمر برج یعنی عمارت مجرّد کے۔ ہاں وہ قیدی یہ باتیں کہے گا جو جیلخانہ سے بھاگ کر پار ہو جائے۔

لہ تلخ۔ مومن کی موت تو ایسی ہے کہ کسی کو سانپوں کے زہر سے بچا کر قند میں پہنچا دیا جائے۔ جان جب روح جسم کی قید سے آزاد ہو جاتی ہے تو اُس کی پرواز بڑھ جاتی ہے۔ ہمچو۔ مومن کی دنیاوی زندگی کی یہ شان ہے کہ گویا اُس قیدی کی مثل ہوتی ہے کہ وہ بیدار نہ ہو اور روح جسم میں نہ آ کر آئے گویدش۔ اگر اللہ تعالیٰ اُس قیدی کی دعا قبول کر لے وہ کس قدر خوش نصیب ہوگا۔

اینچنیں[1] خوابے بہ بیں چوں خوش بُود — مرگ نادیدہ بجنت در رود
دیکھ، ایسا خواب کیسا اچھا ہوتا ہے — موت کو دیکھے بغیر جنت میں چلا جاتا ہے

ہیچ اُو حسرت خورد بر اشتباہ — بر تنِ با سلسلہ در قعرِ چاہ
کیا اُس کو بیداری پر کوئی حسرت ہوتی ہے — کنویں میں بندھے ہوئے جسم پر

مومنی آخر در آ در صفِ رزم — کہ ترا بر آسماں بُودست بزم
تو مومن ہے، بالآخر معرکہ کی صف میں آجا — کیونکہ آسمان پر تیری محفل موجود ہے

بر اُمیدِ راہِ بالا کُن قیام — ہمچو شمعے پیشِ محراب اے غُلام
عالمِ بالا کی راہ کی امید پر کھڑا رہ — محراب کے سامنے اے نوجوان! شمع کی طرح

اشک[2] می بار و ہمی سوز از طلب — ہمچو شمعِ سر بُریدہ جُملہ شب
طلب میں آنسو بہا اور جلتا رہ — تمام رات سر کٹی شمع کی طرح

لب فرو بند از طعام و از شراب — سُوئے خوانِ آسمانی کُن شتاب
کھانے اور پینے سے ہونٹ بند کر لے — آسمانی خوان کی جانب جلدی قدم بڑھا

دمبدم بر آسماں میدار اُمید — در ہوائے آسماں رقصاں چو بید
ہر وقت آسمان سے اُمیدوار بن — بید کی طرح آسمانی ہوا میں رقص کرتے ہوئے

دمبدم از آسماں می آیدت — آب و آتش رزق می افزایدت
آسمان سے ہر وقت تجھے پہنچتا ہے — پانی اور گرمی، جو زیادہ رزق بڑھاتا ہے

گر[3] ترا آنجا برد نبود عجب — منگر اندر عجز و بنگر در طلب
اگر وہ تجھے اس طرف کھینچ لے، عجب نہ ہوگا — کمزوری پر نظر نہ کر، طلب کو دیکھ

کایں طلب در تو گروگانِ خداست — زانکہ ہر طالب بمطلوبے سزاست
تیرے اندر یہ طلب خدا کی مرہون ہے — کیونکہ ہر طالب ایک مطلوب کے لائق ہے

جہد کُن تا ایں طلب افزوں شود — تا دلت زیں چاہِ تن بیروں شود
کوشش کر تاکہ یہ طلب بڑھے — تاکہ تیرا دل جسم کے اس کنویں سے باہر آئے

خلق گوید مُردِ مسکیں آں فلاں — تو بگوئی زندہ ام اے غافلاں
مخلوق کہے گی، وہ فلاں بے چارا مر گیا — تو کہے گا، اے غافلو! میں زندہ ہوں

---

[1] ایسی جنس۔ اس قیدی کی یہ نیند کیسی پیاری ہے۔ بیچ۔ بیداری اور روح کے جسم میں آجانے پر اُس کو کوئی خوشی نہیں ہوتی ہے۔ مومنی۔ جبکہ مومن کے لئے دنیا قید خانہ ہے تو اُس کو اس سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے اُس کے لئے آخرت میں محفلیں آراستہ ہیں۔ بر اُمید۔ آخرت کی طرف راہیاب ہونے کے لئے رات کو محراب میں کھڑا رہنا چاہیئے اور سر بُریدہ شمع کی طرح آنسو بہانے چاہئیں۔

[2] اشک۔ ایک معنی کو شب بیداری میں عبادت کے اندر شمع کی طرح پُرسوز اور پُر اشک رہنا چاہیئے لب۔ دنیاوی لذتوں کو ترک کر کے اُخروی نعمتوں کا منتظر رہنا چاہیئے۔ بید۔ بید کے درخت کی نازک شاخیں ہر وقت لرزتی رہتی ہیں۔ دمبدم۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے جس طرح دنیوی نعمتوں کا اہتمام ہے اُخروی نعمتوں کا بھی اہتمام ہو رہا ہے۔

[3] گر ترا۔ اُخروی نعمتوں تک پہنچنے کا ذریعہ انسان کی طلب و جستجو ہے نہ کہ انسان کی جسمانی طاقت کا تیں طلب۔ یہ طلب اور جستجو بھی خدا ہی عنایت کرتا ہے کیونکہ ہر طالب کے لئے

گر تنِ من ہمچو تنہا خفتہ است — ہشت جنت در دلم بشگفتہ است

اگرچہ میرا جسم جسموں کی طرح سویا پڑا ہے — آٹھ جنتیں میرے دل میں کھلی ہوئی ہیں

جاں چو خفتہ در گل و نسریں بود — چہ غم ست ار تن دراں سرگیں بود

جب روح گل اور نسرین میں سوئی ہوئی ہو — اگر جسم اس گوبر میں ہو تو کیا غم ہے؟

جان خفتہ چہ خبر دارد ز تن — کو بگلشن خفتہ یا در گولخن

سوئی ہوئی روح کو جسم کی کیا خبر؟ — کہ وہ چمن میں سویا ہوا ہے یا بھٹی میں

میزند جاں در جہانِ آبگوں — نعرہ یا لیت قومی یعلمون

روح پانی جیسے عالم میں لگا رہی ہے — "کاش میری قوم جان لیتی" کا نعرہ

گر نخواہد زیست جاں بے این بدن — پس فلک ایوانِ کہ خواہد بدن

اگر روح اس جسم کے بغیر نہیں جی سکتی — تو پھر آسمان کس کا محل ہوگا؟

گر نخواہد بے بدن جانِ تو زیست — فی السماء رزقکم روزی کیست

اگر تیری جان جسم کے بغیر زندہ نہ رہیگی — "آسمانوں میں ہے تمہارا رزق" کس کی روزی ہے؟

در بیانِ وخامتِ چربِ و شیرینِ دنیا و مانع شدنِ او از طعامِ اللہ

اس بیان میں کہ دنیا کی چکنی اور میٹھی چیز ناسازگار ہے اور وہ اللہ کے طعام سے مانع ہے

چنانچہ فرمود "اَلْجُوْعُ طَعَامُ اللّٰہِ یُحْیِیْ بِہٖ اَبْدَانَ الصِّدِّیْقِیْنَ اَیْ فِی الْجُوْعِ یَصِلُ طَعَامُ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ وَقَوْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی یُرْزَقُوْنَ فَرِحِیْنَ"

چنانچہ فرمایا ہے بھوک اللہ کا کھانا ہے جس سے وہ صدیقین کے جسموں کو زندہ رکھتا ہے یعنی بھوک میں اللہ عزوجل کا کھانا پہنچتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور میں اپنے خدا کے پاس رات گذارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے اُن کو رزق دیا جاتا ہے وہ خوش ہیں

وآرہی زیں روزیِ ریزہ کثیف — در فتی در لوت و در قوتِ شریف

اس گندہ اور معمولی روزی سے چھٹکارا حاصل کرے — تو لذیذ غذا اور شریف روزی میں پہنچ جائے گا

گر ہزاراں رطل لوتش می خوری — میروی پاک و سبک ہمچوں پری

اگر تو اس لذیذ غذا کے ہزاروں رطل کھائیگا — اب بھی، پاک اور ہلکا رہ کر پری کی طرح پرواز کرے گا

۱؎ گر تنِ من۔ مردہ سمجھنے والوں سے تو یہ کہے کہ اگرچہ میرا جسم عام جسموں کی طرح مُردہ نظر آرہا ہے لیکن دل میں آٹھوں جنتیں بہار دکھا رہی ہیں۔ جانِ خفتہ۔ اگر روح گل و نسرین کی سیر کر رہی ہے تو جسم کے کسی خراب جگہ پڑے ہونے پر کوئی صدمہ نہیں ہوتا ہے۔ جانِ خفتہ۔ جو روح عالمِ برزخ میں آرام سے سو رہی ہے اس کو جسم کی کوئی پروا نہیں ہوتی ہے۔ یا لیت۔ جنتی جنت میں داخل ہوتے وقت تمنا کرے گا کہ کاش میری قوم میرے اس عیش و عشرت سے آگاہ ہوتی۔

۲؎ گر نخواہد۔ جنت میں یہ مادی بدن نہ ہوگا اور روح زندہ رہے گی اور اس کو زندہ رکھنے کے لئے خدا اس کو روزی عنایت کرے گا یہ معنوی روزی اور رزق ہوگا۔ در بیانِ۔ اب مولانا نے معنوی روزی کا بیان شروع کیا ہے۔ اَلْجُوْعُ۔ یہ حدیث اس الفاظ سے کتابوں میں مذکور نہیں ہے۔ وَاَبِیْتُ۔ یہ روایت صوم وصال کے سلسلہ میں کتابوں میں مذکور ہے۔

۳؎ وآرہی۔ انسان جس قدر رزق ظاہری سے دور رہیگا اسی قدر اس کو رزق باطنی حاصل ہوگا مگر ہزاروں معنوی رزق اُن تمام چیزوں سے پاک ہے جو رزق ظاہری میں ہیں۔

کہ نہ[1] جس باد قولنجت کند — چار میخ معدہ آہنجت کند

کیونکہ نہ ریح کا ٹکڑا تیرے قولنج کرے گا — (نہ) معدہ کی تکلیف تجھے ستائے گی

گر خوری کم گر نہ مانی چو زاغ — در خوری پُر گیرد آروغت دماغ

اگر تو کم کھائے گا کوے کی طرح بھوکا رہیگا — اگر پیٹ بھر کر کھائے گا تیری ڈکار دماغ پر اثر کرے گی

کم خوری خوئے بد و خشکی و دق — پُر خوری شُد تخمہ را تن مستحق

تو کم کھائے مدمزاجی اور خشکی اور دق (ہوگی) — پیٹ بھر کر کھائے تو جسم ہیضہ کا مستحق ہوگیا

از طعام اللہ و قوتِ خوشگوار — بر چناں دریا چو کشتی شو سوار

اللہ کے کھانے اور خوشگوار خوراک کے ذریعہ — ایسے دریا پر کشتی کی طرح سوار ہو جا

باش در روزہ شکیبا و مُصر — دمبدم قوتِ خُدا را منتظر

روزے میں صابر اور مُصر بن کر — ہر وقت اللہ (تعالیٰ) کی روزی کا منتظر رہ

کاں خدائے خوب کار و بُردبار — ہدیہا را میدہد در انتظار

کیونکہ خدا جو اچھے کام کرنے والا اور بُردبار ہے — انتظار میں تحفے دیتا ہے

انتظارِ ناں ندارد مردِ سیر — کہ سُبک آید وظیفہ یا کہ دیر

پیٹ بھرا انسان روٹی کا انتظار نہیں کرتا ہے — کہ خوراک جلدی آئے گی یا دیر میں

بینوا[2] ہر دم ہمی گوید کہ کو — وز مجاعت منتظر درماندہ او

بے سر و سامان کہتا رہتا ہے کہ کہاں ہے؟ — بھوک کی وجہ سے وہ منتظر رہتا ہے

چوں نباشی منتظر ناید بتو — آں نوالہ دولتِ ہفتاد تو

جب تو منتظر نہ ہوگا میرے پاس نہیں آئیگا — ستر گنا دولت کا لقمہ

اے پدر الانتظار الانتظار — از برائے خوانِ بالا مردوار

اے باوا! انتظار کر انتظار کر — مردوں کی طرح آسمانی خوان کا

ہر گرسنہ[3] عاقبت قوتے بیافت — آفتابِ دولتے بروے بتافت

انجام کار ہر بھوکے نے روزی حاصل کرلی — دولت کا آفتاب اُس پر چمکا

ضیفِ باہمت چو آشے کم خورد — صاحب خواں آش بہتر آورد

باہمت مہمان جب کھانا کم کھاتا ہے — میزبان عمدہ کھانا لاتا ہے

جز کہ صاحب خوانِ درویشِ لئیم — ظنِ بد کم بر بہ رزاقِ کریم

بجز مفلس کمینہ میزبان کے — سخی رزق دینے والے کے بارے میں بدگمانی نہ کر

---

[1] کہ نہ۔ رزقِ ظاہری درد قولنج اور معدہ کی بیماریاں پیدا کرتا ہے۔ مگر خوری یہاں رزقِ ظاہری کی کمی اور زیادتی دونوں مُضر ہیں۔ دماغ کی سستی کی وجہ سے ہے جس سے دماغ ڈل ہو جاتا ہے۔ باش۔ انسان ظاہری روزی کو چھوڑتا ہے اللہ معنوی روزی کا منتظر رہتا ہے تب اُس کو معنوی روزی حاصل ہوتی ہے۔ انتظار پیٹ بھر روزی کا منتظر نہیں رہتے ہے۔

[2] بینوا۔ جب ظاہری روزی نہ ہوگی اور بھوک لگے گی تو انسان معنوی روزی کا منتظر رہے گا اور حضرت حق تعالیٰ ستر گنا معنوی روزی عطا فرمائیگے۔ الانتظار۔ حدیث شریف میں اَفْضَلُ الْعِبَادَۃِ اِنْتِظَارُ الْفَرَجِ۔ کشادگی کا منتظر رہنا بہترین عبادت ہے۔

[3] ہر گرسنہ۔ ظاہری روزی سے احتراز کرکے جب بھوک پیدا کرلوگے تو معنوی زندگی کا آفتاب طلوع کرے گا۔ ضیف۔ اگر مہمان کھانا کم کھاتا ہے تو سخی میزبان اُس کے لئے اور اچھا کھانا تیار کرکے لاتا ہے۔ مجھوکے کھینے میزبان کا یہ طریقہ ہے کہ وہ مہمان کی پروا نہیں کرتا ہے اور اُسکے کم کھانے سے ..... اور اعلیٰ کھانا نہیں کھلاتا ہے تو خدا کے ساتھ اِس طرح کی بدگمانی نہ کرو وہ سخی مہربان ہے۔

سر برآور[1] ہمچو کوہے اے سند — تا نخستیں نورِ خور بر تو زند
اے مستند! پہاڑ کی طرح سر اُبھار — تاکہ پہلے ہی سورج کی روشنی تجھ پر پڑے

کاں سرِ کوہِ بلندِ مستقر — ہست خورشیدِ سحر را منتظر
مستقل، بلند پہاڑ کی چوٹی — صبح کے سورج کی منتظر ہے

در جوابِ آں مغفل کہ گفتہ است کہ خوش بُودے ایں جہاں اگر
اُس بیوقوف کا جواب جس نے کہا ہے کہ یہ جہان کیا ہی اچھا ہوتا اگر

مرگ نبُودے و خوش بُودے مُلکِ دنیا اگر زوالش نبُودے
موت نہ ہوتی اور دنیا کی سلطنت اچھی ہوتی اگر اُس کا زوال

وَعَلٰی هٰذِهِ الْوَتِيْرَةِ مِنَ الْفُشَارَاتِ
اور اسی طرح کی بکواسیں

آں یکے[2] میگفت خوش بودے جہاں — گر نبودے پائے مرگ اندر میاں
ایک شخص کہتا تھا دنیا اچھی ہوتی — اگر موت کا پاؤں درمیان میں نہ ہوتا

آں دگر گفت ار نبودے مرگ ہیچ — کہ نیرزیدے جہانِ پیچ پیچ
دوسرے شخص نے کہا اگر موت بالکل نہ ہوتی — تو پُر پیچ دنیا ایک تنکے کی نہ ہوتی

خرمنے بُودے بدشت افراشتہ — مُہمل و ناکوفتہ بگذاشتہ
جنگل میں اُبھرا ہوا ایک کھلیان ہوتا — بیکار بغیر گہائے ہوئے چھوڑا ہوا

مرگ[3] را تو زندگی پنداشتی — تخم را در شورہ خاکے کاشتی
تو نے موت کو زندگی سمجھا — بیج کو شور زمین میں بو دیا

عقلِ کاذب ہست خود معکوس بیں — زندگی را مرگ بیند آں غبیں
جھوٹی عقل خود اُلٹا دیکھنے والی ہے — وہ پاگل، زندگی کو موت سمجھتی ہے

اے خدا بنمای تو ہر چیز را — آنچنانکہ ہست در خدعہ سرا
اے خدا! تو ہر چیز کو دکھا دے — جس طرح کہ وہ دھوکے کے گھر میں ہے

ہیچ مُردہ نیست پُر حسرت ز مرگ — حسرتش آنست کش کم بُود برگ
کوئی مرنے والا موت پر حسرت سے پُر نہیں ہے — اُس کی یہ حسرت ہے کہ اُس کا توشہ کم ہے

اے خدا تو ان کو صحیح حالت میں ہمیں دکھا دے۔ نتیجہ۔ جب مردے پر دنیا اور عقبیٰ کی حقیقت کھل جاتی ہے تو وہ مرنے پر افسوس نہیں کرتا بلکہ اپنے اعمالِ حسنہ کی کمی پر افسوس کرتا ہے۔

---

[1] سر برآور۔ ظاہری گھٹیا روزی پر اکتفا نہ کرو بلند ہمت رکھو بلند سر پر اللہ کا نور جلد پہنچتا ہے آفتاب کی مشعل سب سے پہلے پر پڑتی ہے۔ در جواب۔ اس سے یہ سمجھانا مقصود ہے کہ معنوی روزی عالمِ بالا سے متعلق ہے اور اس دنیا کی روزی بہت گھٹیا چیز ہے عالمِ بالا اور معنوی روزی کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی اور یہاں کی روزی کو پسند کرنا حماقت کی بات ہے۔ مختار۔ بکواس۔

[2] آں یکے۔ یہ بیوقوف دنیا کی آبادی زندگی کا مشتاق تھا۔ آں دگر۔ دوسرا شخص جو عقلمند تھا اُس نے کہا کہ دنیا کی زندگی تو محض اِس لئے ہے کہ یہاں آدمی کچھ اچھے کام کرے تو آخرت کی ہمیشہ کی زندگی میں کام آئیں اگر موت نہ ہو اور آخرت تک نہ پہنچا جائے تو پھر دنیا کے اعمال کی مثال تو اُس کھلیان کی سی ہے جو بغیر قابلِ نفع بنائے جنگل میں چھوڑ دیا جائے۔

[3] مرگ۔ اخروی زندگی کے مقابلہ میں دنیاوی زندگی بمنزلہ موت ہے اِس کو زندگی سمجھنا بے وقوفی ہے۔ غبیں۔ وہ شخص جس کے حواس سالم نہ ہوں۔ اے خدا۔ انسانی عقل ناقص دنیا کی چیزوں کو بالعکس دکھاتی ہے

وَرنہ از چاہے بصحرا اُوفتاد — درمیانِ دولت و عیش و گشاد
ورنہ وہ کنویں سے جنگل میں آگیا — دولت اور عیش اور خوشی میں

زیں مقامِ ماتم[1] و تنگیں مناخ — نقل اُفتادش بصحرائے فراخ
اِس غم کی جگہ اور تنگ باڑے سے — وہ وسیع جنگل میں منتقل ہوگیا

مَقعدِ صدقے نہ ایوانِ دروغ — بادۂ خاصی نہ مستیِ زدوغ
سچائی کا ٹھکانا، نہ جھوٹ کا قلعہ — خصوصی شراب، نہ کہ بھانگ کی مستی

مَقعدِ صدق و جلیسِ حق شدہ — رُستہ زیں آب و گِل آتشکدہ
سچائی کی مجلس اور اللہ (تعالیٰ) کا ہم نشین بن گیا — آتشکدہ کے اِس آب و گِل سے چھٹا ہوا

وَرنہ کردی زندگانیٔ مُنیر — یکدو دم ماندست مردانہ بمیر
اگر تو نے منتقد زندگی بسر نہیں کی ہے — ایک دو سانس باقی رہے ہیں مردانہ موت اختیار کر

فِیمَا یُرجیٰ مِن رَحمَۃِ اللّٰہِ تَعَالیٰ مُعطِی النِّعَمِ قَبلَ اِستِحقَاقِھَا
اِس اللہ تعالیٰ کی رحمت کی اُمید کے بیان میں جو استحقاق سے پہلے ہی نعمتیں عطا کرتا ہے

وَھُوَ الَّذِی یُنَزِّلُ الغَیثَ مِن بَعدِ مَا قَنَطُوا وَرُبَّ بُعدٍ
وہ وہی ہے جو بارش برساتا ہے لوگوں کی مایوسی کے بعد اور بہت سی دوریاں ہیں

یُورِثُ قُربًا وَرُبَّ مَعصِیَۃٍ مَیمُونَۃٍ وَرُبَّ سَعَادَۃٍ تَاتِی
جو قرب پیدا کر دیتی ہیں اور بہت سے گناہ ہیں جو مبارک ہیں اور بہت سی سعادتیں ہیں

مِن حَیثُ یُرجَی النِّقَمُ لِیَعلَمَ اَنَّ اللّٰہَ یُبَدِّلُ سَیِّئَاتِھِم حَسَنَاتٍ
جو اس جگہ سے حاصل ہو جاتی ہیں جہاں سے انتقام کی توقع ہوتی ہے تاکہ وہ جان لے بیشک اللہ تعالیٰ اُن کی بُرائیوں کو بھلائیوں سے بدل دیتا ہے

دَر حدیث آمد کہ روزِ رُستخیز — اَمر آید ہر یکے تن را کہ خیز
حدیث (شریف) میں آیا ہے کہ قیامت کے دن — ہر جسم کو حکم ہوگا کہ اُٹھ

نفخِ صُور امرست از یزدانِ پاک — کہ برآرید اے ذرائر سر ز خاک
صُور کا پھونکنا خدائے پاک کا حکم ہے — کہ اے چیونٹیو! مٹی سے سر اٹھاؤ

باز آید جانِ ہر یک در بدن — ہمچو[3] وقتِ صبح ہوش آید بتن
ہر ایک جان بدن میں واپس آجائے گی — جس طرح صبح کے وقت جسم کو ہوش آجاتا ہے

جانِ تن خود را شناسد وقتِ روز — در لباسِ خود درآید با فروز
دن کے وقت روح اپنے جسم کو پہچان لیتی ہے — رونق کے ساتھ اپنے لباس میں آجائے گی

[1] ماتم: غیر ماتم کردہ ہے نقل مرنے کے صدائے ان آیت کے وسیع مقام پر منتقل ہو۔ ہے مقعد صدق: قرآن پاک میں ہے اِنَّ المُتَّقِینَ فِی جَنّٰتٍ وَّنَھَرٍ فِی مَقعَدِ صِدقٍ عِندَ مَلِیکٍ مُّقتَدِرٍ "جو لوگ پرہیزگار ہیں اور باغوں اور نہروں میں سچی جگہ میں قادر بادشاہ کے مقرب ہوں گے"۔ وَرنہ کردی۔ اگر تو اب تک آخرت کی تیاری نہیں کر سکا اب کرلے اور موت سے پہلے مردانہ موت اختیار کرلے۔ فِیمَا یُرجیٰ۔ اب یہ بتاتا ہے کہ حضرت حق کے قرب میں کیا کیا نعمتیں حاصل ہوں گی۔

[2] وَرُبَّ بُعدٍ۔ یعنی بعد فراق وصال کا سبب بن جاتا ہے۔ وَرُبَّ مَعصِیَۃٍ۔ بہت سے گناہ بابرکت ثابت ہو جاتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ۔ اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کی برائیوں کو بھلائیوں میں بدل دے گا۔ رُستخیز۔ یعنی روز جزا۔ نفخ صور۔ نفخ صور سے مردے زندہ ہو جائیں گے۔ ذرائر: ذرہ کی جمع ہے چھوٹی چیونٹی۔

[3] ہمچو۔ جس طرح نیند سے انسان بیدار ہوتا ہے سب زندہ ہو جائیں گے۔ جان جمع ہوتے ہی روح جسم میں آجاتی ہے۔ جسم کا لباس پہن لیتی اور اپنے جسم کو خوب پہچان لیتی ہے کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ کسی کی روح کسی دوسرے کے جسم میں آجائے۔

جسمِ خود شناسد و در وے رَوَد — جانِ زرگر سُوئے درزی کے رَوَد

اپنے جسم کو پہچان لیتی ہے اور اُسمیں چلی جاتی ہے — سونار کی روح، درزی کی جانب کب جاتی ہے!

جانِ[1] عالِم سُوئے عالِم میرَود — روحِ ظالِم سُوئے ظالِم میرَود

عالِم کی روح عالِم کی جانب جاتی ہے — ظالِم کی روح ظالِم کی جانب جاتی ہے

کہ شناسا کرد شاں عِلمِ اِلٰہ — چونکہ بَرّہ وَمیش وقتِ صُبحگاہ

کیونکہ اُن کو علمِ خداوندی نے شناسا بنا دیا ہے — جس طرح کہ بھیڑ کا بچّہ اور بھیڑ صبح کے وقت

پائے کفشِ خود شناسد در ظلَم — چوں نداند جانِ تن خود اے صنَم

اندھیروں میں پاؤں اپنے جوتے کو پہچان لیتا ہے — اے صنم! روح اپنے جسم کو کیوں نہ پہچانے گی!

صبحِ حشر کوچک است اے مستجیر — حشرِ اکبر را قیاس از وے بگیر

اے پناہ کے طالب! صبح چھوٹی قیامت ہے — بڑی قیامت کو اُس پر قیاس کر لے

آنچناں[2] کہ جاں بپرد سوئے طیں — نامہ پرّاند یَمین و از یَمیں

جس طرح روح جسم کی مٹی کی طرف پرواز کرتی ہے — اعمال نامہ بائیں اور دائیں جانب سے پرواز کریگا

در کفش بنہند نامہ نخل وجُود — فِسق و تقویٰ آنچہ وے خو کردہ بُود

اُس کے ہاتھ میں دیدیں گے بخل اور سخاوت کے اعمال — بدکاری اور تقویٰ جس کی اُس کو عادت تھی

چوں شود بیدار از خواب اُو سَحَر — باز آید سُوئے اُو آں خیر و شَر

جب وہ صبح کے وقت بیدار ہوگا — وہ بھلا اور بُرا اس کی جانب واپس آجائے گا

گر[3] ریاضت دادہ باشد خوئے خویش — وقتِ بیداری ہُماں آید بہ پیش

اگر اُس نے اپنی عادت کی اصلاح کرلی ہوگی — بیداری کے وقت وہی سامنے آئے گی

ور بُد اُودی خام و زشت و ضلال — چوں عَرا نامہ سیہ یا بد شمال

اگر وہ کل کچا اور بھدّا اور گمراہی میں تھا — تو اُس کا بایاں ہاتھ تعزیت نامہ جیسا (سیاہ) اعمال نامہ پائیگا

ور بُد اُودی پاک و با تقویٰ و دیں — چوں شود بیدار یابد در یَمیں

اور اگر وہ کل پاک اور متقی اور دیندار تھا — جب بیدار ہوگا، دائیں ہاتھ میں پائے گا

ہست مارا خواب و بیداریِ ما — بر نشانِ مرگ و محشر دو گوا

ہمارا سونا اور جاگنا ہمارے لئے — دو گواہ ہیں موت اور محشر کی علامت پر

تو اُس کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دے دیا جائے گا۔ ہست۔ ہمارا سونا اور پھر بیدار ہونا ہمارے مرنے اور پھر قیامت میں زندہ ہوجانے کے گواہ ہیں۔

---

[1] جانِ عالِم۔ عالِم کی روح عالِم میں، ظالِم کی روح ظالِم میں پہنچ جاتی ہے۔ کہ شناسا۔ ہر روح اپنے جسم کو اُس علم کے ذریعہ پہچان لے گی جو خدا نے اُس کو عطا کیا ہے جس طرح کہ بھیڑ اور اُس کا بچّہ ایک دوسرے کو پہچان لیتے ہیں۔ پائے۔ پاؤں اندھیرے میں اپنے جوتے کو پہچان لیتا ہے۔ صبح۔ انسان کا نیند سے صبح کو بیدار ہوکر اُٹھنا چھوٹا حشر ہے اِسی سے بڑے حشر کو سمجھ لو۔

[2] آنچناں۔ قیامت میں جس طرح روح جسم کی جانب پرواز کرکے آئے گی اِسی طرح اعمال نامے دائیں اور بائیں جانب سے پرواز کرکے انسانوں کے پاس آجائینگے۔ در کفش۔ فرشتے ہر انسان کے ہاتھ میں اُس کی نیکیوں اور گناہوں کے اعمال نامے پکڑا دیں گے۔ چوں شود۔ جب صبح محشر کو انسان موت کی نیند سے بیدار ہوگا اُس کی ہر خیر و شر اُس کے پاس پہنچ جائے گی۔

[3] گر ریاضت۔ اگر اُس نے مجاہدہ کرکے نیک عادت بنالی ہوگی تو صبح محشر میں وہ اُس کے سامنے آئے گی اور اگر وہ کل یعنی دنیا میں خام اور زشت اور گمراہ تھا تو اُس کا سیاہ اعمال نامہ اُس کے بائیں ہاتھ میں آجائے گا۔ ور بُد۔ اگر انسان نیک تھا

حشرِ اصغر حشرِ اکبر را نمود — مرگِ اصغر مرگِ اکبر را ز دُود

چھوٹی قیامت نے بڑی قیامت دکھا دی — چھوٹی موت نے بڑی موت کو مانجھ دیا

لیک ایں نامہ خیالست و نہاں — واں شود در حشرِ اکبر بس عیاں

لیکن یہ اعمال نامہ خیالی اور پوشیدہ ہے — اور وہ بڑی قیامت میں واضح ہوگا

ایں خیال اینجا نہاں پیدا اثر — زیں خیال آنجا بروید صُور

یہ خیال یہاں چھپا ہوا ہے، اثر پیدا ہوگا — اِس خیال سے اُس جگہ صورتیں اُگیں گی

در مُہندس بیں خیالِ خانہ — در دلش چوں در زمینے دانہ

انجینئر میں کسی گھر کا نقشہ دیکھ — اُس کے دل میں اِس طرح ہے جیسے زمین میں دانہ

آں خیال از اندروں آید بروں — چوں زمیں کہ زاید از تخمِ دروں

وہ خیال اندر سے باہر آجائے گا — جس طرح زمین اندر کے بیج اُگا دیتی ہے

ہر خیالے کو کند در دل وطن — روزِ محشر صُورتے خواہد شُدن

ہر خیال دل میں وطن بناتا ہے — قیامت کے دن ایک صورت بنے گا

چوں خیالے آں مُہندس در ضمیر — چوں نبات اندر زمینِ دانہ گیر

جیسا کہ اُس انجینئر کے دل کا خیال — جس طرح کہ دانہ قبول کرنے والی زمین میں پودا

مُخلصم زیں ہر دو محشر قصہ ایست — مُومناں را در بیانش حصہ ایست

اِن دونوں محشروں کے بیان میں میرا مقصد تفصیل ہے — مومنوں کے لئے اُس کے بیان میں ایک حصہ ہے

چوں برآید آفتابِ رستخیز — بر جہند از خاک خوب و زشت نیز

جب قیامت کے دن سورج طلوع کرے گا — اچھے اور بُرے بھی خاک سے اُٹھ کھڑے ہونگے

سُوئے دیوانِ قضا پویاں شوند — نقدِ نیک و بد بکُورہ در روند

فیصلہ کی کچہری کی طرف دوڑیں گے — نیک اور بد کی نقدی بھٹی میں چلی جائے گی

نقدِ نیکو شادمان و نازناز — نقدِ قلب اندر زحیر و در گداز

نیک کی نقدی خوش اور پُر ناز ہوگی — کھوٹی نقدی پیچ و تاب اور پگھلنے میں ہوگی

لحظہ لحظہ امتحانہا می رسد — سِرِّ دلہا می نماید در جسد

دم بدم امتحانات ہوں گے — دلوں کا راز جسم میں نمایاں ہو جائے گا

چوں قندیلِ آب و روغن گشتہ فاش — یا چو خاکے کہ بروید سبزہ باش

جس طرح لالٹین کا تیل اور پانی واضح ہو جاتا ہے — یا وہ زمین جو سبزے اُگا دیتی ہے

---

۱ حشرِ اصغر یعنی سو کر بیدار ہونا حشرِ اکبر یعنی قیامت میں زندہ ہونا مرگِ اصغر یعنی سونا، مرگِ اکبر یعنی مرنا۔ لیک۔ دنیا میں جو اعمال نامہ فرشتے تیار کر رہے ہیں وہ ہم سے پوشیدہ ہے قیامت میں وہ ظاہر ہو جائے گا۔ ایں خیال۔ یہ اعمال نامہ یہاں پوشیدہ ہے لیکن اُس کا اثر ظاہر ہو کر رہیگا۔ در مہندس۔ اُس کی یہ مثال ہے کہ انجینئر کے دل کے خیالات آخر میں صورتیں اختیار کر لیتے ہیں

۲ آں خیال۔ انسان کے اندرونی خیالات ظاہری صورت اختیار کریں گے جس طرح زمین کے اندر کا بیج درخت کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ ہر خیالے۔ انسان کے خیالات اور اعراض قیامت میں صورتیں اختیار کریں گے اور جوہر بن جائیں گے۔ مخلصم۔ یہ دونوں محشروں کا محض قصہ بیان نہیں کیا جا رہا ہے بلکہ مومنوں کے لئے بطور عبرت اِس کو ذکر کیا گیا ہے۔

۳ سُوئے۔ ہر نیک و بد زندہ ہو کر عدالت میں بھاگ کر پہنچ جائے گا۔ کُورہ۔ بھٹی۔ زحیر۔ پیچیش۔ گداز۔ عدالت میں پہنچنے کے بعد امتحانات شروع ہو جائیں گے اور چھپے ہوئے راز ظاہر ہو جائینگے۔ چوں۔ دل کے مانا ہی طرح ظاہر ہو جائینگے جس طرح لالٹین کے اندر کے تیل یا پانی کا پتہ چل جاتا ہے اگر تیل ہوتا ہے تو تیل اگر پانی ہوتا ہے تو پانی ظاہر ہو جاتا ہے۔

از پیاز و زعفران و کو کنار — سبزی پیدا کند دشت بہار

پیاز اور زعفران اور خشخاش — موسم بہار کا جنگل سبزی اگا دیتا ہے

آں[1] یکے سرسبز نحن المتقون — واں دگر ہم چوں بنفشہ سرنگوں

ایک سرسبز ہوگا (کیونکہ وہ) ہم پرہیزگار ہیں (میں سے) — دوسرا ابھی بنفشہ کی طرح سر جھکائے ہوگا

چشمہا بیروں جہیدہ از خطر — گشتہ دہ چشمہ زبیم مستقر

خطرے سے آنکھیں باہر نکلی ہوئی ہوں گی — ٹھکانے کے ڈر سے آنکھیں بند ہوئی ہوں گی

باز ماندہ دیدہا در انتظار — تا کہ نامہ ناید از سوئے یسار

انتظار میں آنکھیں پھٹی رہ جائیں گی — تاکہ اعمالنامہ بائیں جانب سے نہ آجائے

چشم گرداں سوئے چپ و سوئے راست — زانکہ نبود بخت نامہ راست کاست

آنکھیں بائیں جانب اور دائیں جانب گھومتی ہوں گی — اس لئے کہ دائیں اعمالنامہ کا نصیب گھٹیا ہوا ہو

چشم گرداں سوئے راست و سوئے چپ — زانکہ نبود بخت نامہ راست چپ

آنکھیں دائیں جانب اور بائیں جانب گھومتی ہوں گی — تاکہ دائیں اعمالنامہ کا نصیب رائیگاں نہ ہو

نامہ آید بدست بندہ — سر سیہ از جرم و فسق آگندہ

ایک بندہ کے ہاتھ میں اعمالنامہ آئے گا — جو جرموں سے کالا اور فسق سے پُر ہوگا

اندر ویک خیر و یک توفیق نے — جز کہ آزار دل صدیق نے

اس میں ایک بھلائی اور ایک توفیق ہوگی — سوائے سچے بندے کی دل آزاری کے کچھ نہ ہوگا

پُر ز سر تا پائے زشتی و گناہ — تمسخر و خنبک زدن بر اہل راہ

شروع سے آخر تک برائی اور گناہ سے بھرا ہوا — راہ طریقت کے اہل کا مذاق اڑانے اور تالیاں پیٹنے

آں[2] دغل کاری و دزدیہائے او — واں چو فرعوناں انا و انائے او

اس کی مکاری اور چوریوں سے — اس کی فرعونوں کی سی انانیت اور تکبر سے

چوں نخواند نامہ خود آں ثقیل — داند او کہ سوئے زنداں شد حمیل

جب وہ بوجھل اپنے اعمالنامہ کو پڑھے گا — وہ جان جائے گا کہ قید خانہ کی جانب کھینچا ہوا

پس رواں گردد چو دزداں سوئے دار — جرم پیدا بستہ راہ اعتذار

تو وہ ڈاکوؤں کی طرح سولی کی جانب روانہ ہو جائے گا — قصور کھلا ہوا اور معذرت کی راہ بند ہوگی

آں[3] ہزاراں حجت و گفتار بد — بر دہانش گشتہ چوں مسمار بد

وہ ہزاروں دلیلیں اور برے بول — بڑی کیل کی طرح اس کے منہ پر جڑ گئے

---

[1] آں یکے۔ اگر انسان میں تقوی ہے تو اس پر سرسبزی نمودار ہو جائے گی، اور اگر بدکار ہے تو بنفشہ کی طرح سرنگوں ہو جائے گا۔ چشمہا۔ خوف سے آنکھیں دھنس جائیں گی۔ بسوئے یسار۔ برا اعمالنامہ بائیں ہاتھ میں دے دیا جائے گا۔ چشم گرداں۔ ہر شخص دائیں بائیں نظریں گھمائیگا کہ کہیں اس کا اعمالنامہ بائیں ہاتھ والا نہ ہو جو مجرموں کا ہوگا۔ نامہ کسی شخص کے ہاتھ ایسا اعمالنامہ آئے گا تو پورا سیاہ ہوگا جس میں برائی کے علاوہ کوئی بھلائی نہ ہوگی۔ خنبک زدن۔ تالی بجانا۔

[2] آں دغل۔ اس گنہگار نے جو چوریاں اور مکاریاں کی ہیں وہ سب اس اعمالنامے میں درج ہوں گی اور اس کا بکتر و غرور بھی لکھا ہوا ہوگا۔ ثقیل۔ یعنی گناہوں سے بھاری۔ حمیل۔ مجرم۔ اس کے تمام گناہ لکھے ہوئے ہوں گے اور معذرت کا راستہ بند ہوگا۔

[3] آں ہزاراں۔ مجرموں کے بارے میں قرآن میں ہے اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَیْدِیْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ۔ آج ہم ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے اور ہم سے ان کے ہاتھ گفتگو کریں گے اور ان کے کارناموں پر ان کے پاؤں گواہی دیں گے۔

رَخت[1] دُزدی در تن و در خانہ اش — گشت پیدا گم شُدہ افسانہ اش
چوری کا سامان، بدن پر اور اس کے گھر میں — کھل گیا، اس کا قصہ ختم ہو گیا

پس رَواں گردد بزندانِ سَعیر — کہ نباشد خار را از آتش گزیر
تو وہ دوزخ کے قید خانہ کی جانب روانہ ہوگا — کیونکہ کانٹے کے لئے آگ کے سوا چارہ نہیں

چوں مُوَکّل آں ملائک پیش و پس — بُودہ پنہاں گشت پیدا چوں عَسَس
فرشتے سپاہی کی طرح آگے اور پیچھے — چھپے ہوئے تھے، کوتوال کی طرح ظاہر ہوئے

میبرندش[2] میسپارندش بہ نیش — کہ بروائے سگ بگُھد انہائے خویش
اس کو لے جائیں گے اس کو عذاب کے سپرد کر دیں گے — کہ اے کتے! اپنے پاخانوں میں جا

میکشد پا بر سرِ ہر راہ اُو — تا بُود کہ بر جَہد زاں چاہ اُو
وہ ہر راستہ پر پاؤں کھینچتا ہے — شاید کہ وہ اس کنویں سے کود بھاگے

مُنتظر می ایستد تن میزند — بر اُمیدے رُوئے واپس می کُند
انتظار میں کھڑا ہو جاتا ہے، چپ سادھ لیتا ہے — کسی اُمید پر مُڑ کر دیکھتا ہے

اَشک میبارد چو بارانِ خزاں — خشک اُمیدے چہ دارد اُو جُز آں
(موسم) خزاں کی بارش جیسے آنسو بہاتا ہے — وہ سوائے اس کے اور کیا خشک اُمید رکھتا ہے؟

ہر زمانے رُوئے واپس میکُند — رُو بدرگاہِ مُقدّس میکُند
وہ ہر وقت مُڑ کر دیکھتا ہے — درگاہِ مقدس کی طرف رجوع کرتا ہے

پس[3] زحق آمر آید از اقلیمِ نُور — کہ بگوئیدش کہ اے بطّالِ عُور
نور کے عالم سے اللہ کی جانب سے حکم آئے گا — اس سے کہدو کہ اے جھوٹے، ننگے!

اِنتظارِ چیستی اے کانِ شر — رُو چہ واپس میکُنی اے خیرہ سَر
اے شر کی کان! کاہے کا انتظار ہے؟ — اے بیہودہ! مُڑ کر کیوں دیکھتا ہے؟

نامہ ات آنست کت آمد بدست — اے خدا آزار و اے شیطاں پرست
تیرا وہی اعمالنامہ ہے جو تیرے ہاتھ میں آگیا — اے خدا دشمن! اور اے شیطان کے پجاری!

چوں بدیدی نامۂ کردارِ خویش — چہ نگری پس ہمیں جزای کارِ خویش
جبکہ تو نے اپنے عمل کا اعمالنامہ دیکھ لیا — پیچھے کیا دیکھتا ہے؟ اپنے کام کی جزا دیکھ

بیہُدہ چہ مول مولے میزنی — در چنیں چہ کو اُمیدِ رَوشنی
کیوں بیہودہ ٹال مٹول کرتا ہے — ایسے کنویں میں روشنی کی کیا اُمید ہے؟

[1] تجت کوزدی جب چوری کا مال سے جو اس کا سامان ہو جائے تو ثابت کیس ہو جاتا ہے۔ اسکیر جہنم کو کہا شد۔ خار دار جھاڑیں جلنے کے کام آتی ہے۔ چوں عسس جو فرشتے پہلے اس سے پوشیدہ تھے اب کوتوال کی طرح اس پر مسلط ہوں گے۔

[2] می برندش۔ وہ فرشتے اس کو جہنم کی طرف لیجائیں گے نیش۔ یعنی عذاب۔ عذابہائے یعنی جہنم میں جو اس کا مقام ہے۔ می کشد۔ وہ جہنم کی طرف جانے سے روکے گا اور کسی اُمید پر مُڑ مُڑ کر دیکھے گا۔ بارانِ خزاں۔ موسم خزاں کی بارش بے کار ہوتی ہے۔ رُو بدرگاہ۔ وہ مڑ مڑ کر اللہ تعالےٰ کے دربار کو دیکھے گا۔

[3] پس۔ اس گنہگار کے لئے عالمِ قدس سے خطاب ہوگا کہ اے جھوٹے، اعمال صالحہ سے ننگے مڑ مڑ کر کیوں دیکھتا ہے کس جزا کا انتظار ہے تیرا اعمالنامہ تیرے ہاتھ میں آچکا ہے اب بیکار ٹال مٹول سے کوئی فائدہ نہیں ہے اب تجھے عذاب کے گڑھے میں جانا ہے وہاں روشنی کی کوئی امید نہیں ہے۔

نے ترا از روئے ظاہر طاعتے — نے ترا در سر و باطن نیتے

نہ تیرے پاس پوشیدہ اور چھپی ہوئی کوئی نیت ہے — نہ تیرے پاس ظاہر کے اعتبار سے کوئی عبادت ہے

نے ترا در شب مناجات و قیام — نے ترا در روز پرہیز و صیام

نہ تیرے پاس رات کی سرگوشی اور کھڑا رہنا ہے — نہ تیرے پاس دن کی پرہیزگاری اور روزہ رکھنا ہے

نے ترا حفظِ زباں ز آزارِ کس — نے نظر کردن بعبرت پیش و پس

نہ تیرے پاس کسی کو ستانے سے زبان کو محفوظ رکھنا ہے — نہ عبرت کے لئے آگے اور پیچھے دیکھنا ہے

پیش چہ بود یادِ مرگ و نزعِ خویش — پس چہ باشد مُردنِ یاراں ز پیش

آگے کیا ہوتا ہے؟ موت اور اپنی جان کنی — پیچھے کیا ہوتا ہے؟ پہلے اور دوستوں کا مرنا

نے ترا بر ظلم توبہ پُر خروش — اے دغا گندم نمائے و جو فروش

نہ تیرے پاس ظلم سے آہ بھری توبہ ہے — اے دغا باز گیہوں دکھانے والے اور جو بیچنے والے

چوں ترازوئے تو کژ بود و دغا — راست چوں جوئی ترازوئے جزا

جبکہ تیری ترازو کج اور پُر (دغا) تھی — تو جزا کی صحیح ترازو کو تو کیوں تلاش کرتا ہے؟

چونکہ پائے چپ بُدی در غدر و کاست — نامہ چوں آید ترا در دستِ راست

جبکہ تو غداری اور گھٹانے میں بایاں پاؤں تھا — تو اعمال نامہ تیرے دائیں ہاتھ میں کیسے آئیگا؟

چوں جزا سایہ است اے قدِ تو خم — سایۂ تو کج فتد در پیش ہم

اے ٹیڑھے قد والے! جبکہ جزا تیرا سایہ ہے — سامنے تیرا سایہ بھی ٹیڑھا پڑے گا

زیں قبل آید خطاباتِ درشت — کہ شود کہ را ازاں ہم کوز پشت

اس طرح کے سخت خطابات آئیں گے — کہ اس سے پہاڑ بھی کُبڑا ہو جائے گا

بندہ گوید آنچہ فرمودی بیاں — صد چنانم صد چنانم صد چناں

بندہ کہے گا جو کچھ آپ نے بیان فرمایا — میں اس سے سو گنا ہوں سو گنا ہوں سو گنا ہوں

خود تو پوشیدی بتر ہا را بحلم — ور نہ میدانی فضیحتہا بعلم

تو نے خود بُرے کاموں سے اس سے بدتر کو پوشیدہ رکھا — ورنہ تو رسوائیوں کو علم کے ذریعہ جانتا ہے

لیک بیروں از جہاد و فعلِ خویش — از ورائے خیر و شر و کفر و کیش

لیکن کوشش اور اپنے فعل کے علاوہ — بھلائی اور برائی اور کفر و مذہب کے علاوہ

وز نیازِ عاجزانہ خویشتن — وز خیال و وہم من یا صد چو من

اپنی عاجزانہ نیازمندی کے (علاوہ) — اپنے یا اپنے جیسے سیکڑوں کے خیال اور وہم کے (علاوہ)

لہ نے ترا۔ اللہ تعالیٰ اس گنہگار سے فرمائیگا کہ تیرے پاس کوئی عمل خیر ہے نہ نیت خیر، نہ رات کی نماز ہے نہ دن کا روزہ، تو نے لوگوں کو زبان سے بھی ستایا اور ظالموں کے انجام سے عبرت حاصل نہ کی، پیش آگے سے عبرت کا مطلب یہ ہے کہ تو اپنے مرنے اور نزع کی کیفیت کا تصور کر کے عبرت حاصل کرتا اور پیچھے سے عبرت کا مطلب یہ ہے کہ جو تجھ سے پہلے مرے ہیں ان سے عبرت حاصل کرتا۔

لہ ترا۔ اگر گناہوں کا صدور بھی ہوا تھا تو ان سے توبہ کرتا۔ چوں۔ جب تیرے عمل کی ترازو غلط تھی تو اب بدلے کی ترازو کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔ چونکہ۔ برائی بائیں جانب منسوب ہوتی ہے۔ چوں جزا۔ جزا کی مثال سایہ کی سی ہے جب قد ٹیڑھا ہے تو سایہ ضرور ٹیڑھا ہوگا۔

لہ زیں قبل۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس گنہگار کو ایسے سخت جواب ملیں گے کہ ان سے پہاڑ بھی جھک جائے۔ بندہ گوید۔ اب یہ گنہگار جناب باری میں عرض کریگا کہ جو میری خطائیں بیان کی گئی ہیں میں ان سے بھی سو گنا خطاوار ہوں لیکن تیری رحمت ان گناہوں سے بھی بدتر گناہوں کی پردہ پوشی کر دیتی ہے مجھے نہ اپنے اعمال

بُودم[1] اُمیدے بمحضِ لُطفِ تُو — از ورائے راست باشی یا عتُو
مجھے تیری مہربانی سے اُمید تھی — صحیح زندگی یا سرکشی کے علاوہ

بخشش محضے ز لُطفِ بے عوض — بُودم اُمیدے کریمِ بے غرض
بغیر بدلے کی مہربانی سے خالص بخشش — اے بے غرض سخی! مجھے اُمید تھی

رُو سپس کردم بداں محضِ کرم — سُوئے فعلِ خویشتن می ننگرم
میں اُس خالص کرم کی طرف مڑا — میں اپنے عمل کو نہیں دیکھ رہا ہوں

سُوئے آں اُمید کردم رُوئے خویش — کہ وجودم دادۂ از پیش بیش
اُس کرم کی جانب میں نے اپنا چہرہ کیا ہے — کہ تو نے مجھے پہلے وجود سے زیادہ وجود عنایت کیا

خلعتے ہستی بدادی رائگاں — من ہمیشہ معتمد بُودم براں
تو نے مفت وجود کا لباس عطا کیا — میں ہمیشہ اُس پر بھروسہ رکھتا تھا

چوں[2] شمارد جُرمِ خود را و خطا — محض بخشایش در آید در عطا
جب وہ اپنے جُرم اور خطا گنائے گا — خالص بخشش، عطا میں لگ جائیگی

کاے ملائک باز آریدش بما — کہ بُدستش چشم و دل سُوئے رجا
کہ اے فرشتو! اُس کو ہمارے پاس واپس لے آؤ — کیونکہ اُس کی آنکھ اور دل اُمیدوار (عطا) ہیں

لا اُبالی وار آزادش کنیم — واں خطاہا را ہمہ خط بر زنیم
بے پروائی سے ہم اُس کو آزاد کر دینگے — اور اُن سب خطاؤں پر قلم پھیر دیں گے

لا اُبالی مر کسے باشد مُباح — کِش زیاں نبود ز جُرم و از صلاح
بے پروائی اُس کے لئے مناسب ہے — جس کو نیکی اور بدی سے کوئی نقصان نہ پہنچے

آتشِ[3] خوش بر فروزیم از کرم — تا نماند جُرم و زلّت بیش و کم
ہم کرم سے ایک اچھی آگ روشن کریں گے — تاکہ جُرم اور لغزش نہ تھوڑی رہے نہ زیادہ

آتشے کز شعلہ اش کمتر شرار — می بسوزد جُرم و جبر و اختیار
وہ آگ جس کے شعلے کی چھوٹی سی چنگاری — خطا اور جبر اور اختیار کو جلا ڈالے

شعلہ در بُنگاہِ انسانی زنیم — خار را گلزارِ رُوحانی کُنیم
ہم انسانی خیمہ گاہ میں آگ لگا دیں گے — کانٹے کو روحانی چمن بنا دیں گے

ما فرستادیم از چرخِ نہم — کیمیا یُصلِح لکُم اعمالکُم
ہم نے نویں آسمان سے بھیجی ہے — وہ تمہارے لئے تمہارے اعمال کی اصلاح کرتا ہے کیمیا

[1] بُودم۔ میری اُمید تیرے اُس کرم سے وابستہ ہے جو کسی بھی بدلے اور عوض سے بے نیاز ہے میں مڑ مڑ کر تیرے اُس کرم کو دیکھتا ہوں اپنے اعمال اور افعال کو نہیں دیکھ رہا ہوں۔ خلعتے۔ تو نے ہمیں وجود عنایت کیا تھا وہ تیرا محض کرم تھا ورنہ اِس سے پہلے نیک اعمال کہاں تھے۔

[2] چوں شمارد۔ جب یہ گنہگار اپنی خطائیں گنائیگا تو خالص بخشش عطا شروع کر دے گی کہ اے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم فرمائے گا کہ چونکہ اُس گنہگار نے ہماری بخشش سے امید وابستہ کی ہے لہٰذا اُس کو جہنم کی جانب سے واپس لے آؤ۔ لا اُبالی۔ ہم اُس کی تمام خطائیں معاف کرتے ہیں اور ہمیں کوئی پروا نہیں ہے کیونکہ ہم بے پروا ہیں بے پروا وہ ہوتا ہے جس کو کسی کی نیکی اور بدی سے کوئی نقصان نہ پہنچ سکے۔

[3] آتشِ خوش۔ ہم اپنے کرم کی وہ آگ جلاتے ہیں جو تمام جرموں اور خطاؤں کو جلا کر خاکستر بنا دیگی۔ بُنگاہ۔ خیمہ گاہ۔ یُصلِح۔ قرآن پاک میں ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ۔ اے مومنو اللہ سے پرہیزگاری حاصل کرو اور ٹھیک بات کہو وہ تمہارے اعمال کو سنوار دیگا اور تمہارے لئے تمہارے گناہ بخش دیگا۔

خود چہ باشد پیشِ نورِ مُستقر — کز وفرِ اختیارِ بُوالبشر

مُستقل نور کے سامنے خود کیا ہے؟ — ابوالبشر کے اختیار کی شان و شوکت

گوشت پارہ آلتِ گویائے اُو — پیہ پارہ مُنظرِ بینائے اُو

گوشت کا ایک ٹکڑا اُس کے بولنے کا آلہ ہے — چربی کا ٹکڑا اُس کے دیکھنے کا آلہ ہے

مسمعِ اُو آں دو پارہ استخواں — مُدرِکش دُو قطرہ خوں یعنی جناں

ہڈی کے دو ٹکڑے اُس کے سننے کا آلہ ہیں — خون کے دو قطرے یعنی دل اُس کے مدرک ہیں

کرمکی واز قذر آگندۂ — طُمطراقے در جہاں افگندۂ

تو گندگی سے بھرا ہوا ایک کیڑا ہے — تو نے دنیا میں دھوم مچا رکھی ہے

از منی بُودی منی را واگذار — اے ایاز آں پوستیں را یاد دار

تو منی سے پیدا ہوا تھا، خودی کو چھوڑ — اے ایاز! اُس پوستین کو یاد رکھ

قصۂ ایاز و حُجرہ داشتن اُو جہتِ چارق و پوستین و گُماں بُردن خواجہ تاشاں کہ اُو را دراں حجرہ دفینہ است بسبب محکمیِ دَرو گرانیِ قفل و رفتنِ اُو بداں جا

ایاز اور اُس کے چغے اور پوستین کے لئے حجرہ رکھنے کا قصہ اور اُس کے ساتھیوں کا گمان کرنا کہ اُس حجرے میں اُس کا خزانہ ہے دروازہ کی مضبوطی اور تالے کے بھاری پن اور اُس کے وہاں جانے کی وجہ سے

آں ایاز از زیرکی انگیختہ — پُوستین و چارقش آویختہ

ایاز ذہانت سے بھرا ہوا تھا — اُس نے اپنی پوستین اور چغے لٹکا رکھی تھی

میرود ہر روز در حجرہ خلا — چارقت اینست منگر در علا

ہمیشہ حجرے میں وہ روزانہ جاتا تھا — تیری یہ چغے ہے، بلندی پر نظر نہ کر

شاہ را گفتند اُو را حجرہ ایست — اندر آنجا زر و سیم و خمرہ ایست

انھوں نے بادشاہ سے کہا اُس کا ایک حجرہ ہے — وہاں سونا چاندی اور مٹکا ہے

جس طرح ایاز اپنے عروج کے زمانہ میں اپنی اصل حقیقت کو فراموش نہ کرتا تھا، آں یار، ایاز جو سلطان محمود کا ایک ادنیٰ غلام تھا اور پھر ترقی کر کے اُس کا محبوب ترین وزیر بن گیا تھا ہوشمند عقل کا پیندا تھا اُس نے اپنی غلامی کی حالت کی پوستین اور چغے ایک حجرے میں لٹکا رکھی تھیں۔ چارق۔ ایک قسم کی چغے تھی جو جنگلی لوگ پہنتے تھے۔

ف۱ غرض یہ کہ ایاز کا معمول تھا کہ روزانہ اُس حجرہ میں جا کر اپنے آپ کو بتاتا کہ موجودہ عروج سے مغرور نہ کرتو ہی اصل ہے۔ شاہ را۔ دوسرے وزراء نے سلطان محمود سے کہا کہ ایاز کا ایک خفیہ حجرہ ہے جس میں وہ کسی کو نہیں جانے دیتا اور اُسکو مضبوطی سے بند کر کھا ہے انہیں اُس نے زر و جواہر جمع کر کے رکھا ہے خمرہ۔ مٹکا۔

ف۱ خود چہ باشد جس قدر افعال انسانی ہیں وہ مظہر صفات و اسماء باری تعالیٰ ہیں اور اس اعتبار سے اُن میں ایک نور ہے لیکن چونکہ اُن کا صدور بندہ کے اختیار سے ہوا ہے اس عارض کی وجہ سے اُن میں جرم و خطا کی صفت پیدا ہو گئی ہے جب حضرت حق تعالیٰ اپنے کرم سے اس اختیار کی نسبت کو محو فرما دیگا تو اُن کا نور واضح ہو جائیگا اور اُن افعال میں جرم و خطا کی صفت باقی نہ رہے گی۔ گوشت۔ مولانا بندہ کے اس اختیار کی حقارت اور صفت کو ظاہر فرماتے ہیں افعال میں بندہ کا اختیار محض ایک زبان کی حرکت ہے۔ حق نظر کے گناہوں میں اعضاء جو تحقیق آنکھوں کی معمول چربی سے ہے۔ مسمع۔ مسموعات میں اختیار محض کان کی دو ہڈیوں کی وجہ سے ہے۔ مدرکش۔ معلومات میں رضا کا محض دل کے خون کے دو قطروں سے ہے یہ بندہ کے اختیار کی حقیقت

ف۲ ری۔ انسان کی حیثیت کیا ہے۔ ہے جس نے زمین اپنی علم و فن و شوکت بنا رکھی ہے۔ از منی جبکہ انسان اس قدر ناچیز ہے تو غرور نہ کر اُس کے مناسب نہیں اس کو اپنی بلندی پر نگاہ رکھنی چاہیئے۔ قصۂ ایاز۔ ایک انسان کو اپنی اصل و حقیقت کو اسی طرح پیش نظر رکھنا چاہیئے

راہ می ندہد کسے را اندرُو — بستہ میدارد ہمیشہ آں دَرَاُو

وہ اُس کے اندر جانے نہیں کسی کو جانے نہیں دیتا ہے — وہ ہمیشہ اُس دروازے کو بند رکھتا ہے

شاہ[1] فرمود اے عجب آں بندہ را — چہ بُود پنہاں و پوشیدہ زما

شاہ نے کہا تعجب ہے اُس غلام کا — ہم سے چھپا اور دھوکا کیا ہوگا؟

پس اشارت کرد میرے را کہ رَو — نیم شب بکشائے دَرَ در حُجرہ شو

پھر اُس نے ایک سردار کو اشارہ کیا کہ جا — آدھی رات کو دروازہ کھول حجرے میں چلا جا

ہر چہ یابی مر ترا نیغماش کُن — سِرِّ اُو را بر ندیماں فاش کُن

تو جو کچھ پائے تیرا ہے اُس کو لوٹ لے — اُس کے راز کو ساتھیوں پر فاش کر دے

با چُنیں اِکرام و لُطفِ بے عَدَد — از لئیمی سیم و زر پنہاں کُند

ایسے اکرام اور بے شمار مہربانیوں کے باوجود — کمینہ پن سے چاندی اور سونا چھپاتا ہے

مینماید اُو وفا و عشق و جوش — وانگہ اُو گندم نمائے و جَو فروش

وہ وفا اور عشق اور جوش دکھاتا ہے — پھر وہ گیہوں دکھائے واہ اور جَو بیچنے والا ہے

ہر کہ[2] اندر عشق یا بد زندگی — کُفر باشد پیشِ اُو جُز بندگی

جو شخص عشق میں زندگی حاصل کرے — اُس کے نزدیک خدا کے علاوہ کُفر ہے

نیم شب آں میر با سِتّی معتمد — دَر کُشادِ حجرہ او رائے زد

اُس امیر نے آدھی رات کو سِتّی معتمد اُس کے حجرے کو کھولنے کا

مَشعلہ بر کردہ چندیں پہلواں — جانبِ حجرہ رَوانہ شادماں

چند بہادر مشعلیں لئے ہوئے — خوش خوشی حجرے کی جانب روانہ ہوئے

کامِ سلطانست بر حُجرہ زنیم — ہر یکے ہمیانِ زر در کَش کُنیم

کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ ہم حجرہ لوٹ لیں — ہم میں سے ہر ایک سونے کی تھیلی بغل میں دبا لے

آں یکے میگفت ہے چہ جائے زر — از عقیق و لعل گوی و از گہر

ایک کہتا تھا: سونا کیا ہوتا ہے — عقیق اور لعل اور موتی کی بات کر

خاصِ[3] خاصِ مخزنِ سلطان ہمیست — بلکہ اکنوں شاہ را خود جان ہمیست

وہ شاہی خزانہ کا خاص الخاص ہے — بلکہ اب تو وہ خود شاہ کی جان ہے

چہ محل دارد بہ پیشِ آں عشیق — لعل و یاقوت و زمرّد یا عقیق

اُس معشوق کے آگے کیا وقعت رکھتا ہے! — لعل اور یاقوت اور زمرّد یا عقیق

---

[1] شاہ بولا شاہ نے کہا تعجب ہے اُس نے ہم سے چھپا کر یہ دولت کیوں جمع کی ہے۔ پس بادشاہ نے ایک وزیر کو اشارہ کیا کہ رات میں جا کر اُس حجرے کا دروازہ توڑ کر اندر گھس جاؤ۔ تم ٹوٹا۔ اُس حجرہ میں جو کچھ ملے وہ تیرا ہے یعنی لوٹ لو۔ سرِّ او۔ ایاز کے اِس راز کو لوگوں سے کہہ دینا۔ با چنیں۔ باوجودیکہ اس کرم کے ہوتے ہوئے اُس نے ہم سے چھپا کر مال کیوں جمع کیا ہے۔ می نماید۔ ہم سے وفاداری اور عشق کا دم بھرتا ہے اور پھر گیہوں دکھا کر جَو فروخت کرتا ہے یعنی دھوکا بازی کرتا ہے۔

[2] ہر کہ۔ جو عشق کا دعوے کرے پھر محبوب کی خدائی کے علاوہ اُس کے لئے ہر چیز کفر ہوتی ہے۔ نیم شب۔ اُس وزیر نے طے کیا کہ آدھی رات کو تیس بھروسے کے آدمی لیکر اُس حجرہ پر دھاوا بول دیگا۔ پہلوان۔ یعنی تیس معتمد کُش۔ گوشہ بغل۔ چند جو کہ زر یعنی اس تھیلی میں سونا در کرتا عقیق و لعل اور موتی ہیں گے۔

[3] خاص۔ چونکہ ایاز شاہ کا خاص خزانچی ہے اور شاہ کی جان بنا ہوا ہے اور شاہ کا معشوق ہے تو اُس کے خزانہ میں تو عقیق اور جواہر کی بھی کیا قدر ہے۔ عشیق۔ معشوق یعنی ایاز۔

شاہ[1] را بر وے نبودے بدگماں — تسخرے میکرد بہرِ امتحاں

بادشاہ کو اُس پر بدگمانی نہ تھی — وہ آزمائش کے لئے مذاق کر رہا تھا

پاک میدانستش از ہر غش و غل — بازِ وہمش ہمی لرزید دل

وہ اُس کو ہر کھوٹ اور فریب سے پاک سمجھتا تھا — پھر وہم سے اُس کا دل لرزتا تھا

کہ مبادا کایں بُود خستہ شود — من نخواہم کہ برو خجلت رَوَد

کہ وہ خدانخواستہ رنجیدہ ہو — میں خواہاں نہیں ہوں کہ اُس کو شرمندگی ہو

ایں[2] نہ کرد است اُو وگر کرد اُو رواست — ہر چہ خواہد گو بکن محبوبِ ماست

اُس نے یہ نہ کیا ہوگا اور اگر کیا ہے تو جائز ہے — کہہ دے وہ جو چاہے کرے، ہمارا پیارا ہے

ہر چہ محبوبم کند من کردہ ام — اُو منم من اُو چہ گرد پردہ ام

میرا پیارا جو کرے، وہ میں نے کیا ہے — وہ میں ہوں میں وہ، اگرچہ میں پردے میں ہوں

باز گفتے دو ازاں خوئے و خصال — اینچنیں تخلیط ترا زشت و خیال

پھر کہتا اِس خصلت اور عادت سے بعید ہے — اِس طرح کی گڑبڑ بکواس اور وہم ہے

ازایاز ایں خود محال ست و بعید — کو یکے دریاست قعرش ناپدید

ایاز سے یہ خود ناممکن اور بعید ہے — کیونکہ وہ ایسا دریا ہے جس کی تہہ نہیں ہے

ہفت[3] دریا اندرو یک قطرہ — جملہ ہستیہا ز مہرش ذرّہ

ساتوں سمندر اُس کے اندر ایک قطرہ ہیں — تمام ہستیاں اُس کی محبت کا ایک ذرّہ ہیں

جملہ پاکیہا ازاں دریا برند — قطرہ ایش یک بیک مینا گرند

سب اُس دریا سے پاکی حاصل کرتے ہیں — اُس کا ایک ایک قطرہ مینا بنانے والا ہے

شاہِ شاہانست و بلکہ شاہ ساز — وز برائے چشمِ بد نامش ایاز

وہ شاہنشاہ بلکہ شاہ گر ہے — نظرِ بد کی وجہ سے اُس کا نام ایاز ہے

چشمہائے نیک ہم بر وے بدست — از رہِ غیرت کہ حسنش بیحدست

بھلی نگاہیں بھی، اُس پر بُری ہیں — غیرت کی وجہ سے کیونکہ اُس کا حسن بیحد ہے

یک دہاں خواہم بپہنائے فلک — تا بگویم وصفِ آں رشکِ مَلَک

آسمان کی چوڑائی والا ایک منہ چاہتا ہوں — تاکہ اُس رشکِ ملائکہ کی تعریف کر سکوں

---

[1] شاہ۔ شاہ نے ایاز کو جوہر توڑنے کے بارے میں جو حکم دیا تھا وہ اِس بنا پر نہ دیا کہ لوگوں کی باتوں کی وجہ سے شاہ ایاز سے بدگمان ہو گیا تھا بلکہ اُس نے یہ حکم کے ذریعہ اُن لوگوں کو آزمانے کے لئے مذاق کیا تھا۔ پاک۔ بادشاہ ایاز کو اِس جہت سے پاک سمجھتا تھا لیکن پھر بھی شاہ کا دل لرز رہا تھا کہ مبادا اگر اِن لوگوں کی یہ تہمت صحیح نکلی تو ایاز کو رنج ہوگا۔

[2] ایں نہ کرد است۔ شاہ یہی سمجھتا تھا کہ ایاز نے جوہر میں خیانت نہیں کیا ہے اور اگر کیا بھی ہے تو چونکہ وہ میرا محبوب ہے اُس کا جو جی چاہے کرے۔ ہر چہ۔ اگر اُس نے خزانہ بھی جمع کیا ہے تو گویا میں نے ہی جمع کیا ہے جبکہ اُس میں اور مجھ میں دوئی نہیں ہے۔ تخلیط۔ گڑبڑ جو یہ لوگ کہہ رہے ہیں۔ ازایاز۔ ایاز اِخلاص و محبت کا دریا نایپدا کنار ہے۔

[3] ہفت دریا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ اشعار آخر تک شاہ کی زبانی ایاز کی تعریف ہوں یا مولانا نے ایاز کی محبوبیت سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کی طرف منتقل ہو کر آنحضورؐ کی مدح شروع کر دی ہو۔ جملہ ہستیہا۔ یعنی تمام موجودات یا ایاز۔ اگر شاہ کا مقولہ ہے تو ایاز مراد ہے اگر آنحضورؐ کی تعریف ہے تو ایاز سے آنحضورؐ کی عبدیت مراد ہے۔ از رہِ غیرت۔ (شعر)

غیرت از چشم بردم روئے تو دیدن ندہم — گوش را نیز حدیثے تو شنیدم ندہم

یک دہاں۔ میرا یہ چھوٹا سا منہ تعریف سے قاصر ہے۔

(۱۳)

در[۱] دہاں یا کم چنیں و صد چنیں — تنگ آید در بیانِ آں امیں

اور اگر میں ایسا اور اس جیسے سیکڑوں منہ پاؤں — اس امانت دار کے بیان میں تنگ ہو جائیں

اینقدر ہم گر نگویم اے سند — شیشۂ دل از ضعیفی بشکند

اے معتمد! اگر میں اتنا بھی نہ کہوں — کمزوری سے دل کا شیشہ ٹوٹ جائے

شیشۂ دل را چو نازک دیدہ ام — بہرِ تسکیں بس قبا بدریدہ ام

چونکہ میں نے دل کے شیشہ کو نازک سمجھا — تسکین کے لئے میں نے بہت سی قبائیں چاک کی ہیں

من[۲] سرِ ہر ماہ سہ روزے صنم — بے گماں باید کہ دیوانہ شوم

اے محبوب! میں ہر مہینہ کے شروع میں تین دن — یقیناً دیوانہ بن جاتا ہوں

ہیں کہ امروز اوّلِ سہ روزہ است — روزِ پیروزیست نے پیروزہ است

خبردار! آج تین دن کا پہلا دن ہے — کامیابی کا دن ہے، نہیں فیروزہ ہے

ہر دلے کاندر غمِ شاہے بُوَد — دمبدم اُو را سرِ ایں مہ بُوَد

جو دل شاہ کے عشق میں مبتلا ہو — اس کا ہر وقت اس مہینہ کا شروع ہوتا ہے

در[۳] بیانِ آنکہ آنچہ بیان کردہ میشود صورتِ قصہ است و آنکہ

اس بیان میں کہ جو کچھ بیان کیا جائے گا وہ قصہ کا ظاہر ہے اور

آں صورتیست در خورِ ایں صورت گراں است و در خورِ

یہ کہ وہ ظاہر، ظاہر پرستوں کے لائق اور اُن کی تصویر کے آئینہ کے لائق ہے

آئینۂ تصویرِ ایشانست و از قدوسی کہ حقیقتِ ایں قصہ راست

اور وہ لطافت جو اس قصہ کی حقیقت ہے میری گویائی کو

نطقِ مرا ازیں تنزیل شرم می آید و از خجالت سر و ریش

اس کے بیان کرنے سے شرم آتی ہے اور شرمندگی سے سر اور داڑھی اور

و قلم گم میکند و العاقل تکفیہ الاشارۃ

قلم کو گم کئے دیتی ہے اور عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے

قصۂ محمود و اوصافِ ایاز — چوں شدم دیوانہ رفت اکنوں ز ساز

محمود کا قصہ اور ایاز کے اوصاف — اب ترتیب سے باہر ہو گئے چونکہ میں دیوانہ بنگیا ہوں

[۴] ترجمہ: محمود و ایاز کا عنوان تو قصہ کی ظاہری صورت ہے۔ اصل مقصود اپنے عشقِ خداوندی کو بیان کرنا ہے۔ قصۂ محمود چونکہ اب مجھ میں عشقِ حقیقی کی دیوانگی پیدا ہو گئی ہے لہٰذا یہ قصہ بھی اب بے ربط ہو کر رہ گیا ہے۔

---

[۱] دہاں۔ اس طرح کی سیکڑوں تعریفیں بھی اس امین کی خوبیوں کا پورا بیان نہیں کر سکتی ہیں۔ یعنی اگر شاہ کا مقصود ہے تو ایاز مراد ہے اگر مولانا کا مقصود ہے تو آنحضرتؐ مراد ہیں۔ اینقدر۔ معشوق کی تعریف کرنے سے عاشق کو تسلی ہوتی ہے شیشۂ دل۔ قبا چاک کرنے سے جو تسلی ہو جاتی ہے۔

[۲] من۔ مجنوں کا جنون مہینہ کے ابتدائی تین دن میں جوش پر ہوتا ہے۔ یہ بھی مشہور ہے کہ حجاج ظالم نے اسی حالت میں ایک پیر جامہ سے دریافت کیا کہ حجاج کے بارے میں تیری کیا رائے ہے تو اس نے حجاج کو بد دعائیں دیں اور ظالم بتایا اس پر حجاج نے کہا تو نہیں جانتا کہ میں خود حجاج ہوں تو اس جرأت نے گھبرا کر کہا تو نہیں جانتا کہ میں ایک دیوانہ ہوں اور مجھے ہر مہینہ میں تین دن جنون کا دورہ پڑتا ہے اور آج اُن دنوں کا پہلا دن ہے اس پر حجاج ہنس پڑا اور اس کو انعام دیا۔ مگر ہے کہ اس لطیفہ کے تین دن کی طرف اشارہ ہو جس کہ مولانا فرماتے ہیں محبت میں دیوانگی کا میرا بھی پہلا روز ہے۔ ہر تو لے جس کے دل میں معشوقِ حقیقی کا عشق ہو اس کے لئے تو ہر لحظہ مہینہ کے اوّل کے تین دن ہیں۔

زانکہ پیلم دید ہندستان بخواب[1] — از خراج اُمید بُردہ شد خراب
کیونکہ میرے ہاتھی نے ہندوستان کو خواب میں دیکھ لیا — آمدنی سے اُمید منقطع کرلے، گاؤں تباہ ہوگیا ہے

کیف یأتی النظم لی والقافیہ — بعد ما ضاعت اُصول العافیہ
مجھے نظم اور قافیہ کیسے دستیاب ہو؟ — جبکہ عافیت کی جڑیں برباد ہوگئی ہیں

ما جنونٌ واحدٌ لی فی الشجون — بل جنونٌ فی جنونٍ فی جنون
غموں کی وجہ سے مجھے ایک ہی جنون نہیں ہے — بلکہ جنون در جنون در جنون ہے

ذاب جسمی من اشارات الکنا — منذ عانیت البقاء فی الفنا
کنیتوں کے اشاروں سے میرا بدن گھل گیا — جب سے میں نے فنا میں بقا کی تکلیف اُٹھائی ہے

ای ایاز از عشق تو گشتم چو موئے[2] — ماندم از قصہ تو قصہ من بگوئے
اے ایاز! میں تیرے عشق میں بال جیسا ہوگیا ہوں — میں تیرے قصہ سے تھک گیا تو میرا قصہ بیان کر

بس فسانہ عشق تو خواندم بجاں — تو مرا کافسانہ گشتم بخواں
میں نے تیرے عشق کا افسانہ (دل و جان سے) پڑھا — میں جو افسانہ بن گیا ہوں تو مجھے پڑھ

خود تو میخوانی یقیں اے مُقتدا — من کہ طورم تو موسیٰ دیں صدا
اے مقتدا! یقیناً تو خود پڑھ رہا ہے — میں (کوہ) طور ہوں تو موسیٰ ہے اور یہ صدا (بازگشت) ہے

کوہ بیچارہ چہ داند گفت چیست — زانکہ بیچارہ ز گفتنہا تہی ست
بیچارہ پہاڑ کیا جانے گفت گو کیا ہوتی ہے؟ — کیونکہ وہ بے چارہ گفت گوؤں سے خالی ہے

لیک موسیٰ فہم گفتنہا کند — کوہِ عاجز خود چہ داند اے سند
لیکن موسیٰ گفتگوئیں سمجھتے ہیں — اے مقتدا! عاجز پہاڑ کیا جانے

کوہ[3] میداند بقدرِ خویشتن — اندکے دارد ز لُطفِ روح تن
اپنی بقدر پہاڑ بھی جانتا ہے — جسم، رُوح کا تھوڑا سا لُطف رکھتا ہے

تن چو اُصطرلاب باشد ز احتساب — آیتے از رُوح ہمچوں آفتاب
جسم، حساب لینے میں اُصطرلاب کی طرح ہے — رُوح کی نشانی سورج کی طرح ہے

---

[1] زانکہ پیلم: کیونکہ ہاتھی ہندوستان کا جانور ہے غیر ملک میں جاکر جب کبھی وہ خواب میں ہندوستان کو دیکھتا ہے تو اُس پر مستی طاری ہوجاتی ہے۔ کیف۔ ایک مجنون نظم اور قافیہ پر قادر نہیں رہتا۔ ما جنون۔ میرا صرف ایک جنون نہیں ہے جنون در جنون در جنون ہے۔ ذاب جسمی۔ چونکہ عشق کی داستان بیان نہیں کرسکتا رہا ہوں، لہٰذا اُس کا تیر میرے جسم کو گھلا رہا ہے۔ منذ۔ جب سے میں اپنے آپ کو فنا کرکے مقامِ مشاہدہ میں پہنچ گیا ہوں۔

[2] ای ایاز۔ اے محبوب اب مجھ میں یہ طاقت نہیں ہے کہ تیرے عشق کا قصہ بیان کرسکوں اب میرا وجود خود قصہ بن کر رہ گیا ہے تو اس قصہ کو بیان کر۔ بس فسانہ۔ میں تیرے عشق میں فنا ہوکر خود افسانہ بن گیا ہوں خود طور میں کی صدا خود طور کی نہ تھی وہ تو حضرت موسیٰ کی صدائے بازگشت تھی، اب میں طور ہوں تو موسیٰ ہے لہٰذا میری آواز دراصل تیری آواز ہے۔ کوہ۔ پہاڑ خود اس آواز کو کچھ نہیں سمجھتا موسیٰ نے سمجھا۔

[3] کوہ میداند۔ پہلے شعر سے یہ نہ سمجھنا کہ پہاڑ بالکل بے شعور ہے پہاڑ میں بھی شعور ہے لیکن حضرت موسیٰ جیسا فہم نہیں ہے۔ اندکے۔ اصل لذت روح کو حاصل ہوتی ہے جسم بھی اُس سے بہرہ اندوز ہوجاتا ہے یہی حال حضرت موسیٰ اور پہاڑ کا ہے۔ ق۔ اب مولانا نے جسم اور رُوح کا مستقل بیان شروع کردیا ہے فرماتے ہیں جسم سے روح کے منازل اور مراتب کا اسی طرح پتہ لگتا ہے جس طرح اُصطرلاب سے سورج کے احوال کا پتہ چلتا ہے۔ اُصطرلاب۔ ایک آلہ ہے جس سے سورج چاند وغیرہ کے فاصلوں کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔

آں منجم[1] چوں نباشد چشم تیز — شرط باشد مر اُصطرلاب ریز

جب وہ نجومی تیز نگاہ نہ ہو — اُصطرلاب بنانے والے انسان کی ضرورت ہوتی ہے

تا صُطرلابے کُند از بہرِ اُو — تا بَرد از حالتِ خورشید بُو

تاکہ وہ اُس کے لئے اصطرلاب بنا دے — تاکہ وہ سورج کی حالت معلوم کر سکے

جاں کز اُصطرلاب جُوید اُو صواب — چہ قدر داند ز چرخ و آفتاب

جو جان اُصطرلاب کے ذریعہ ٹھیک بات معلوم کرے — وہ آسمانوں اور سورج کی کیا قدر جان سکتی ہے؟

تو کز اُصطرلاب دیدہ بنگری — در جہاں دیدن یقیں بس قاصری

تو جو کہ آنکھ کے اُصطرلاب سے دیکھتا ہے — عالمِ (باطن) کو دیکھنے سے یقیناً بہت عاجز ہے

تو جہاں را قدرِ دیدہ دیدۂ — کُو جہاں سُبلت چرا مالیدۂ

تو نے جہان کو آنکھ کی بقدر دیکھا ہے — جہاں کہاں ہے؟ مونچھوں کو تاؤ کیوں دیا ہے؟

عارفاں را سُرمۂ ہست آں بجوے — تا کہ دریا گردد ایں چشمِ چو جوے

عارفوں کے پاس سُرمہ ہے وہ طلب کر — تاکہ یہ نہر جیسی آنکھ سمندر بن جائے

ذرّہ[2] از عقل و ہوش ار با من ست — ایں چہ سودا و پریشاں گفتن ست

اگر عقل اور ہوش کا ایک ذرّہ بھی میرے پاس ہے — تو یہ دیوانگی اور بے ترتیب باتیں کرنا کیوں ہے؟

چونکہ مغزِ من ز عقل و ہُش تہی ست — پس گناہِ من دریں تخلیط چیست

چونکہ میرا دماغ عقل اور ہوش سے خالی ہے — تو اس خلط ملط میں میرا کیا قصور ہے؟

نے گناہ اُو راست کو عقلم ببرد — عقلِ جملہ عاقلاں پیشش بمُرد

نہ اُس کا گناہ ہے جو میری عقل لے گیا — تمام عقلمندوں کی عقلیں اُسکے آگے مُردہ ہیں

یَا مُحَیِّرَ الْعَقْلِ فَتَّانَ الْحِجیٰ — مَا سِوَاکَ لِلْعُقُوْلِ مُرْتَجیٰ

اے عقل کو حیران کرنے والے سمجھ کو فتنہ میں مبتلا کرنے والے! — تیرے سوا عقلوں کی اُمید گاہ نہیں ہے

مَا[3] اشْتَہَیْتُ الْعَقْلَ مُذْ جَنَّنْتَنِیْ — مَا حَسَدْتُ الْحُسْنَ مُذْ زَیَّنْتَنِیْ

تو نے جب سے مجھے جنون عطا کیا میں نے عقل کی خواہش نہیں کی ہے — جب سے تو نے مجھے زینت بخشی ہے میں نے حسن پر حسد نہیں کیا ہے

بَلْ جُنُوْنِیْ فِیْ ہَوَاکَ مُسْتَطَابْ — قُلْ بَلٰی وَاللّٰہِ یُزْکِیْکَ الصَّوَابْ

بلکہ تیرے عشق میں میرا جنون بھلا ہے — کہہ دے "ہاں" اللہ مجھے ٹھیک بدلہ دے

گر بتازی گوید او ور پارسی — گوش و ہوشت کو کہ در فہمش رسی

اگر وہ عربی میں بولے یا فارسی میں — تیرا کان اور ہوش کہاں ہے کہ تو اسکو سمجھے

---

[1] آں منجم: جو کوئی ستاروں کے احوال نہیں دیکھ سکتا اُسکے لئے اُصطرلاب ضروری ہے۔ جاں: جو شخص براہ راست چاند اور سورج کے فاصلوں کو دیکھ کے محض اُصطرلاب کے ذریعہ حقیقت تک پہنچ گیا تو کیا۔ اگر انسان محض آنکھ کے اُصطرلاب کے ذریعہ عالم کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریگا تو وہ حقیقت تک نہ پہنچ پائیگا۔ تو جہاں: آنکھ کے ذریعہ سمجھنے والا اپنی آنکھ کے بقدر سمجھ سکیگا۔ عارفاں: عارفوں سے سُرمہ حاصل کرنا چاہیئے پھر حقائق واضح ہوں گے۔

[2] ذرّہ: اگر مجھ میں تھوڑی سی عقل ہو تو میں ژدلیدہ بیانی نہ کروں لیکن چونکہ میری عقل اور حواس گم ہو گئے ہیں لہٰذا یہ بے ترتیب بیان کر رہا ہوں۔ نے گناہ: وہ معشوق جس کی وجہ سے ہوش و حواس گم ہوئے ہیں اُس کا کوئی قصور نہیں ہے اُس کی شان یہی ہے کہ اُس کے سامنے عاقلوں کی عقلیں گم ہو جاتی ہیں۔ مُحیّر: حیران کرنے والا۔ فتّان: فتنہ میں مبتلا کرنے والا۔ حِجیٰ: عقل، فہم۔ مُرتجیٰ: اُمید گاہ۔

[3] مَا اشْتَہَیْتُ: یعنی تیرے عشق کے جنون کے بعد مجھے عقل کی تمنا نہیں ہے۔ جَنَّنْتَنِیْ: تو نے مجھے جنون میں مبتلا کیا ہے۔ زَیَّنْتَنِیْ: تو نے مجھے زینت دی ہے۔ مُسْتَطَاب: پسندیدہ۔ قُلْ بَلٰی: یعنی تو میری باتوں کی تصدیق کر دے۔ گر بتازی: معشوق کا یہ ناز ہے۔ وہ عشق سو جو ہے اور اُس کے سمجھنے کیلئے

بادہ[1] اُو در خورِ ہر ہوش نیست — حلقۂ اُو سخرۂ ہر گوش نیست
اُس کی شراب ہر ہوش کے مناسب نہیں ہے — اُس کا حلقہ ہر کان کے لائق نہیں ہے

بارِ دیگر آمدم دیوانہ وار — رو رو اے جانِ و زنجیرے بیار
میں دیوانہ وار دوبارہ آگیا — اے جان! جا جا، جلد زنجیر لا

غیرِ آں زنجیرِ زُلفِ دلبرم — گر دو صد زنجیر آری بر درم
میرے معشوق کی زنجیر کے علاوہ — اگر دو سو زنجیریں لائے گا میں توڑ دوں گا

ہست بر پائے دلم از عشق بند — سود کے دارد مرا ایں وعظ و پند
میرے دل کے پاؤں میں عشق کی بیڑی ہے — مجھے یہ وعظ اور نصیحت کہاں مفید ہو سکتی ہے؟

قصۂ[2] عشقش ندارد مطلعہ — ہم ندارد ہیچو مطلع مقطعہ
اُس کے عشق کا قصہ کوئی مطلع نہیں رکھتا — مطلع کی طرح مقطع بھی نہیں رکھتا

حکمتِ نظر کردن در چارق و پوستین کہ فلینظرِ
چپل اور پوستین کو دیکھنے کی حکمت کیونکہ پس انسان دیکھے

الانسانُ مِمّا خُلِق
کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے

باز گرداں قصۂ عشقِ ایاز — کاں یکے گنجے ست مالامالِ راز
ایاز کے عشق کا قصہ لوٹا — کیونکہ وہ راز سے بھرا ہوا ایک خزانہ ہے

میرود ہر روزہ در حجرہ بدیں — تا ببیند چارقے با پوستیں
وہ ہر روز حجرہ میں اس لئے جاتا تھا — تاکہ چپل مع پوستین کے دیکھے

زانکہ ہستی سخت مستی آورد — عقل از سر، شرم از دل میبرد
کیونکہ وسعت بہت مستی لاتی ہے — سر سے عقل کو (اور) دل سے شرم کو نکالتی ہے

صد[3] ہزاراں قرنِ پیشیں راہمیں — مستیِ ہستی بزد رہ زیں کمیں
اس لئے کہ لاکھوں سال پہلے اسی — وسعت کی مستی نے اسی گھات سے ڈاکہ زنی کی ہے

شد عزازیلے ازیں مستی بلیس — کہ چرا آدم شود بر من رئیس
اسی مستی کی وجہ سے عزازیل ابلیس بنا — کہ آدمؑ میرے سردار کیوں ہوں؟

خواجہ ام من نیز و خواجہ زادہ ام — صد ہنر را قابل و آمادہ ام
میں سردار ہوں اور سردار زادہ بھی ہوں — لاکھوں ہنروں کے قابل اور آمادہ ہوں

[1] بادہ۔ اس کی شراب کو صاحب ہمت ہی برداشت کر سکتا ہے اس کی غلامی کے حلقہ کا ہر کان اہل نہیں ہے بار دیگر۔ اب مجھے جنون کا پھر دورہ پڑنے لگا جلد زنجیر لا لیکن وہ زنجیر اپنی زلف کی لا، لوہے کی زنجیر میری دیوانگی کی تاب نہ لا سکے گی۔ ہمت جس شخص کے پاؤں میں عشق کی بیڑی پڑی ہوئی ہو اس پر نصیحت اثر نہیں کرتی۔

[2] قصۂ عشق کے قصہ کی نہ ابتدا ہوتی ہے نہ انتہا۔ مقطع۔ غزل کا پہلا شعر۔ مقطع۔ غزل کا آخری شعر۔ باز گرداں ایاز کا قصہ پھر شروع کر کیونکہ اس میں بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ ہستی یعنی عیش و عشرت کے سامان کے ہوتے ہوئے انسان میں نہ عقل رہتی ہے نہ شرم۔

[3] قصۂ ہزاراں۔ قدیم زمانہ سے یہ فراوانی قوموں اور ملکوں کی تباہی کا سبب ہی ہے۔ شد عزازیل۔ شیطان کو ہر طرح کا عیش و عشرت اور مرتبہ کی بڑائی حاصل تھی وہی اس کی گمراہی کا سبب ہوئی۔ خواجہ۔ شیطان، ملائکہ کا معلم تھا اور آگ سے پیدا ہوا تھا جو کہ پستی سے اعلیٰ ہے اس لئے اس نے آپ کو سردار اور سردار زادہ کہا۔

در ہُنر من از کسے کم نیستم — تا بخدمت پیشِ دشمن ایستم[1]
میں ہُنر میں کسی سے کم نہیں ہوں — پھر کیوں دشمن کے سامنے دربار میں کھڑا ہوں!

مَن ز آتش زادہ ام اُو از وَحل — پیشِ آتش مَر وَحل را چہ مَحل
میں آگ سے پیدا ہوا ہوں وہ کیچڑ سے — آگ کے سامنے کیچڑ کا کیا رُتبہ؟

اُو کجا بود اندراں دَور کہ مَن — صدرِ عالم بُودم و فخرِ زمَن
اُس زمانہ میں وہ کہاں تھا جبکہ میں — عالم کا صدر اور زمانہ کا فخر تھا

دربیانِ آیۂ کریمہ خَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی
آیۂ کریمہ کے بیان میں جنوں کو آگ کی لپٹ سے پیدا کیا اور اللہ تعالیٰ کا

فِیْ حَقِّ اِبْلِیْسَ عَلَیْہِ اللَّعْنَۃُ۔ اِنَّہٗ کَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ
ابلیس (اُس پر لعنت ہو) کے بارے میں بیشک وہ جنوں میں سے تھا پھر بھاگ نکلا

عَنْ اَمْرِ رَبِّہٖ
اپنے رب کے حکم سے

شُعلہ میزد آتشِ جانِ سَفِہ — کآتشی بُود الوَلد سِرُّ اَبِیہ
نادان کی جان شعلہ مارتی تھی — کیونکہ وہ آگ کا دبا ہوا تھا لڑکا باپ کا راز ہے

لفظے غلط گفتم کہ بُد قہرِ خُدا — عِلّتے را پیش آوردن چرا
نہیں میں نے غلط کہا بلکہ وہ خدا کا قہر تھا — کوئی علت پیش کرنا کیسا؟

کارِ بے عِلّت مبرّا از عِلَل — مُستمر و مُستقر ست از ازل
(خدا کا) کام بے علت، علتوں سے پاک ہے — ازل سے، دائم اور قائم ہے

در کمالِ صُنعِ پاکِ مُستحث — عِلّتِ حادث چہ گنجد با حَدَث
قابلِ توجہ، پاک کام کے کمال میں — حدوث کے ہوتے ہوئے حادث کی علت کی کیا گنجائش؟

سِرِّ اَب چہ بُود اَب ما صُنعِ اُوست — صُنعِ مغز ست و اَب صورت چو پوست
باپ کا راز کیا ہوتا ہے؟ ہمارا باپ اُس کی صنعت ہے — صنعت مغز ہے اور باپ چھلکے کی طرح صورت ہے

عشق داں اے فُندقِ تن دوستت — جانت جوید مغز و کوبد پوستت
اے فندق جیسے جسم (والے) عشق کو اپنا دوست سمجھ — جو تیری جان کو مغز بتاتا چاہتا ہے تیرے چھلکے کو کوٹتا ہے

---

[1] دشمن۔ یعنی حضرت آدمؑ۔ وَحل۔ کیچڑ۔ پیشِ ایستی رُتبہ میں آگ سے گھٹی ہوئی ہے۔ آو کجا۔ حضرت آدمؑ کی پیدائش سے پہلے شیطان کی بہت عزت تھی۔ خلق۔ دوسری آیتوں سے ثابت ہوا کہ شیطان جنوں میں سے تھا اور جنوں کی پیدائش آگ سے ہوئی ہے۔ مختصر۔ چونکہ شیطان آتشی ہے تو اُس کا مزاج بھی آتشی ثابت ہوا۔ اَلْوَلَدُ سِرُّ اَبِیْہِ جیسا باپ ویسا بیٹا۔

[2] تنے۔ میں نے اُس کی نافرمانی کی علت آگ کو قرار دیا اصل علت قہرِ خدا ہے۔ کار۔ اللہ تعالیٰ کا کام علت پر مبنی نہیں ہوتا ہے۔ ذکر کمال اللہ تعالیٰ کے کمالات اور صفات ازلی ہیں کوئی امر حادث اس کی علت کیسے بن سکتا ہے تو شیطان کی نافرمانی کی علت اُس کے آتشی ہونے کو قرار دینا صحیح نہیں ہے جبکہ قدر ازلی میں اُس کو نافرمان قرار دیا گیا تھا اُس وقت نہ آگ تھی نہ شیطان کا آتشی ہونا تھا۔

[3] سِرِّ اَب چہ بُود۔ کہا تھا اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ یعنی بیٹے کے اوصاف کے لئے باپ کے اوصاف علت ہیں۔ اب فرماتے ہیں کہ باپ خود اللہ کا بنایا ہوا ہے وہ کیا علت بن سکے گا۔ اصل اُس کی صنعت ہے باپ اُس کا ظاہری چھلکا ہے تو اصلِ علت اور سبب خدا کی کاریگری ہے۔ عشق داں۔ عشق روح میں بالیدگی پیدا کرتا ہے اور جسم کو گھٹاتا ہے۔ فُندقی۔ مُحتاب کی طرح کا ایک پھل ہے

دوزخی[1] کر پوست باشد دوستش — داد بدّل لنا جلودا پوستش

وہ دوزخی، کہ ماں جس کی دوست ہو — ہم نے کھالوں کو بدل دیا۔ کی کھال انکو دیدی ہے

معنی و مغز ت بر آتش حاکم ست — لیک آتش را تشورت ہیزم ست

تیرا جوہر اور مغز آگ پر حکمراں ہے — لیکن تیرے جھلکے، آگ کا ایندھن ہیں

کوزۂ چوبیں کہ در وے آب جوست — قدرت آتش ہمہ بر ظرف اوست

لکڑی کا پیالہ جس میں نہر کا پانی ہے — آگ کا پورا قابو اُس کے برتن پر ہے

معنیِ انساں بر آتش مالک ست[2] — مالکِ دوزخ درو کے ہالک ست

انسان کا جوہر، آگ کا مالک ہے — دوزخ کا مالک اُس میں کب ہلاک ہونے والا ہے

معنیِ ہیزم بر آتش حاکم ست — لیک آتش را تنِ او ہیزم ست

ایندھن کا جوہر، آگ پر حاکم ہے — لیکن اُس کا جسم آگ کا ایندھن ہے

پس میفزا تو بدن معنیٰ فزا — تا چو مالک باشی آتش را کیا

پس تو جسم کو نہ بڑھا، روح کو بڑھا — تاکہ تو مالک کی طرح آگ کا حاکم بنے

پوستہا بر پوست می افزودۂ — لاجرم چوں پوست اندر دودۂ

تو نے چھلکے پر چھلکا بڑھایا ہے — لامحالہ تو چھلکے کی طرح دھوئیں میں ہے

زانکہ آتش را علف جز پوست نیست — قہرِ حق آں کبر را گردن نیست

آگ کی خوراک چھلکے کے علاوہ نہیں ہے — اللہ (تعالیٰ) کا قہر اُس تکبر کی گردن کاٹنے والا ہے

ایں[3] تکبر از نتیجہ پوست ست — جاہ و مال آں کبر را زاں دوست ست

یہ تکبر، پوست کا نتیجہ ہے — اس لئے تکبر کو رتبہ اور مال محبوب ہے

ایں تکبر چیست غفلت از لباب — منجمد چوں غفلتِ یخ ز آفتاب

یہ تکبر کیا ہے؟ جوہر سے غفلت — جمی ہوئی، جیسا کہ برف کی سورج سے غفلت

چوں خبر شد ز آفتابش یخ نماند — نرم گشت و گرم گشت و تیز راند

جب اُس کو سورج کا پتہ چلا، برف نہ رہا — نرم ہوگیا اور گرم ہوگیا اور تیزی سے بہہ گیا

شد ز دیدِ لب جملہ تن طمع — خوار و عاشق شد کہ ذلّ من طمع

جوہر کے دیکھ لینے سے پورا جسم لالچ بن گیا — ذلیل اور عاشق بنگیا کیونکہ جس نے لالچ کیا وہ ذلیل ہوا

---

[1] دوزخی۔ جو جسم و پوست کی پابندگی کرتا ہے وہ دوزخی ہے اور اللہ تعالیٰ اُس کو دوزخ میں نئی نئی کھالیں دیگا قرآن پاک میں ہے کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ایت "ان دوزخیوں کی جب جب کھالیں پک جائیں گی ہم ان کی کھالیں تبدیل کردیں گے تاکہ وہ عذاب کا مزہ چکھیں یعنی دوزخ انسان کی رُوح، روح کامل کا پرتو ہے لہٰذا وہ آگ پر حاکم ہے آگ کا ایندھن انسان کا جسم ہے۔ کوزہ جس لکڑی کے پیالے میں پانی ہو اگر اُس کو آگ پر رکھو تو پیالہ پر آگ کا اثر آئے گا۔

[2] معنیِ انسان۔ روحِ انسانی آگ کی مالک ہے تو مالکِ فرشتہ جہنم کا داروغہ اور حاکم ہے وہ آگ سے کیسے تباہ ہوسکتا ہو مالک۔ اس فرشتہ کا نام ہے جو آگ کا حاکم اور داروغہ ہے۔ پوستہا۔ جبکہ تو جسم پوست بن گیا ہے اور پوستہ جھٹی چیز ہے تو تو بھی جہنم کے دھوئیں میں ہے۔ زانکہ۔ جسم پروری سے تکبر پیدا ہوتا ہے اور اللہ کا قہر اس کا قاتل ہے۔

[3] ایں تکبر۔ جسم پروری کا نتیجہ تکبر و غرور ہوتا ہے اسی لئے تکبر، مال اور رتبہ کو بہت پسند کرتا ہے چونکہ یہ چیزیں تن پروری کا سبب ہیں۔ ایں تکبر۔ انسان کا تکبر اس کی ذات و صفات باری سے غفلت کا نتیجہ ہے اور اُس کا جماؤ ایسا ہی ہے جیسا کہ برف کا جماؤ سورج سے غفلت کی بنا پر ہے۔ لُباب۔ خلاصہ جوہر یعنی ذاتِ باری اور اُس کی صفات۔ شد ز دیدِ لب۔ جب اُس کو ذات و صفات کا مشاہدہ حاصل ہوجاتا ہو تو انسان میں اُنکے حصول کا لالچ پیدا ہوجاتا ہے اور اپنی ہمیشہ ذلت اختیار کرتا ہو۔ ذلّ من طمع۔ مولانا نے اس محاورے کے عام معنی سے بہت کر دو مختلف معنی مراد لئے ہیں عام معنی تو یہ ہیں کہ دنیا کا وہی انسان کمزور کرتا ہے۔

چوں[1] نہ بیند مغز قانع شد بپوست — بندِ عز من قنع زندانِ اوست

جب جوہر کو نہیں دیکھتا ہے، چھلکے پر قانع ہو جاتا ہے — جس نے قناعت کی اس نے تکبر کیا، کہ تیری اس کی قید خانہ ہے

عزت اینجا کبریست و ذل دیں — سنگ تا فانی نشد کے شد نگیں

اس جگہ عزت کافری ہے اور ذلت دین — پتھر جب تک فانی نہ ہوا، نگینہ کب بنا؟

در مقامِ سنگی و انگاہ انا — وقتِ مسکیں گشتنِ تست و فنا

تو پتھر کی جگہ ہے اور پھر تکبر — (حالانکہ) تیرے مسکین بننے اور فنا کا وقت (قریب) ہے

کبر زاں جوید ہمیشہ جاہ و مال — کز سرگین ست گلخن را کمال

تکبر ہمیشہ رتبہ اور مال کا جویاں رہتا ہے — کہ بھٹی کو گوبر سے کمال (حاصل) ہے

کایں دو دایہ پوست را افزوں کنند — شحم و لحم و کبر و نخوت آگنند

کیونکہ یہ دونوں دیدہ پالنیوالی کھال کو بڑھاتی ہیں — چربی اور گوشت اور تکبر اور غرور بھرتی ہیں

دیدہ[2] را بر لب لب نفر اشتند — پوست زاں روئے لب پنداشتند

لوگوں نے مغز کے مغز پر نظر نہ اٹھائی — اس سبب سے چھلکے کو مغز سمجھ گئے

پیشوا ابلیس بود ایں راہ را — کو شکار آمد شبیکہ جاہ را

اس راستے کا پیشوا ابلیس تھا — جو رتبہ کے جال کا شکار بنا

مال چوں مارست و آں جاہ اژدہا — سایۂ مرداں زمرد ایں دو را

مال سانپ جیسا ہے اور رتبہ اژدہا ہے — ان دونوں کا زمرد، مردوں کا سایہ ہے

زاں زمرد مار را دیدہ جہد — کور گردد مار و رہرو وا رہد

اس زمرد سے سانپ کی آنکھیں بھر جاتی ہیں — سانپ اندھا ہو جاتا ہے اور سالک نجات پا جاتا ہے

چوں[3] بدیں رہ خار بنہاد آں لعیں — ہر کہ خست او گفت لعنت بر لعیں

جبکہ اس پیشوا نے اس راستہ پر کانٹے بچھائے — جو بھی زخمی ہوا اس نے کہا شیطان پر لعنت

یعنی ایں غم بر من از غدر ویست — غدر را آں مقتدا سابق پے ست

یعنی مجھے یہ تکلیف اس کی غداری سے پہنچی — غداری کا وہ مقتدا اور پیشوا ہے

بعد ازاں خود قرن بر قرن آمدند — جملگاں بر سنتِ او پا زدند

اس کے بعد صدیوں پر صدیاں آئیں — سب اس کے طریقہ پر چل پڑے

وہ شیطان پر لعنت کرتا ہے۔ آں مقتدا۔ یعنی شیطان۔ بعد ازاں۔ اب جس قدر گمراہ ہیں اسی شیطان کی پیروی کرتے ہیں۔

---

[1] چوں نہ بیند۔ جب تک انسان کو ایک حقیقت پسند نہیں ہوتا وہ ظاہر پرستی کرتا ہے اور قناعت کی چادر اس کو تکبر اور غرور میں مبتلا کر دیتی ہے۔ عز من قنع میں محاورے کے عام معنی تو یہ ہیں کہ جو شخص دنیاوی معاملات میں قناعت اختیار کرتا ہے وہ باعزت رہتا ہے مولانا نے اس محاورے کے یہی معنی مراد نہیں لئے ہیں۔ حرصت۔ مولانا فرماتے ہیں تن پروری کفر ہے اور دین وقت کا تقاضا کفن ہے۔ جب تک جسم کے شہر کو جب تک مجاہدوں کے ذریعہ فنا نہ کیا جائیگا تب تک دین کے گا۔

[2] دیدہ را۔ چونکہ ان لوگوں نے اصل جوہر کو نہ دیکھا اس لئے وہ چھلکے کو مغز سمجھ بیٹھے۔ پیشوا۔ ان گمراہوں کا پیشوا شیطان ہے جو خود جاہ اور مرتبہ کے جال کا شکار ہو گیا۔ مال۔ مال اور رتبہ کی محبت انسان کیلئے سانپ اور اژدہا ہے بزرگوں کی محبت ان کے لئے زمرد ہے۔ زاں زمرد۔ مشہور ہے کہ زمرد کی تاثیر سے سانپ اندھا ہو جاتا ہے اور وہ انسان پر حملہ کرنے کے قابل نہیں رہتا

[3] چوں۔ راہ بدایت۔ چونکہ شیطان نے کانٹے بچھائے ہیں اب جس کسی کو بھی اس راہ میں ان سے تکلیف پہنچتی ہے

هر کہ بنہد سُنّتِ بد اے فتیٰ — تا در اُفتد بعد ازو خلق از عمیٰ

اے نوجوان! جس نے بُرا راستہ قائم کیا — اُسکے بعد جتنک بھی مخلوق اندھے پن سے اُلجھتی ہے

جمع گردد بر وے آں جملہ بزہ — کوسرے بُود ست ایشاں دُم غزہ

وہ سب گناہ اُس پر جمع ہو جاتا ہے — کیونکہ وہ سر تھا اور وہ دُم کی جڑ تھے

لیک آدمؑ چارق وآں پوستیں — پیش می آرد کہ ہستم من زطیں

لیکن آدمؑ چپّل اور وہ پوستیں — سامنے لاتا ہے، کہ میں مٹی کا ہوں

چوں ایاز آں چارقش مورود بُود — لاجرم اُو عاقبت محمود بُود

جیسا کہ ایاز، چپّل اُس کا ورد تھی — لامحالہ اُس کا انجام قابلِ ستائش تھا

ہستِ مطلق کارسازِ نیستی ست — کارگاہِ ہست کُن جُز نیست چیست

مطلق وجود، نیستی کا کارنامہ ہے — موجود ہونے کا کارخانہ نیستی کے سوا کیا ہے؟

بر نوشتہ ہیچ بنویسد کسے — یا نہالے کارد اندر مغرسے

کبھی کوئی لکھے ہوئے پر لکھتا ہے؟ — یا ایک پودے کے تھانولے میں کوئی دوسرا پودا لگائے

کاغذے جوید کہ آں بنوشتہ نیست — تخم کارد موضعے کہ کشتہ نیست

وہ کاغذ تلاش کرتا ہے جو لکھا ہوا نہیں ہے — اُس جگہ بیج بوتا ہے، جو بوئی ہوئی نہیں ہے

تو برادر موضعِ ناکشتہ باش — کاغذِ اسپید نابنوشتہ باش

اے بھائی تو نہ بوئی ہوئی جگہ بن جا — تو نہ لکھا ہوا سفید کاغذ بن جا

تا مشرف گردی از نوں والقلم — تا بکارد در تو تخم آں ذوالکرم

تاکہ تو نون اور قلم سے مشرف ہو جائے — تاکہ وہ صاحبِ کرم تجھ میں بیج بوئے

خود ازیں پالودہ نالیدہ گیر — مطبخے کہ دیدۂ نادیدہ گیر

خود اِس فالودے کو نہ چکھا ہوا بنائے — جو مطبخ تو نے دیکھا ہے اُس کو بن دیکھا بنائے

زانکہ زیں پالودہ مستیہا بُود — پوستین و چارق از یادت رود

کیونکہ اِس فالودے سے مستیاں (پیدا) ہوتی ہیں — پوستین اور چپّل تیری یاد سے نکل جاتے ہیں

چوں درآید نزع و مرگ آہے کنی — ذکرِ دلق و چارق آنگہے کنی

جب نزع اور موت آتی ہے تو آہ کرتا ہے — تب پُرانی گدڑی اور چپّل کو یاد کرتا ہے

لہ ہر کہ۔ حدیث شریف ہے مَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۔ جس شخص نے کوئی بُری راہ قائم کی اُس پر اُس کا اور اُن لوگوں کا گناہ ہے جو قیامت تک اُس پر عمل کریں گے۔ بزہ۔ گناہ۔ دُم غزہ۔ دُم کی جڑ۔ لیک آدمؑ۔ آدم علیہ السلام نے اپنی اصل کو دیکھا اور رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا کہدیا۔ چوں ایاز۔ ایاز کا بھی اسی طرح سے اپنی غربت کی پوستین اور چپّل کو دیکھنے کا معمول تھا اسی لئے اُس کی عاقبت بھی پسندیدہ ہوئی۔

لہ ہستِ مطلق۔ انسان اپنے آپ کو نیست کرے گا تب ہی اُس میں صفتِ خداوندی کا ورود ہوگی۔ بر نوشتہ۔ لکھے ہوئے کاغذ پر کوئی نہیں لکھتا ہے جس تھانولے میں درخت پہلے سے لگا ہوا ہو اُس میں نیا پودا نہیں بویا جاتا ہے لہٰذا اپنے آپ کو فنا کر تب بقا حاصل ہوگا۔ کاغذے۔ خوشنویس سادہ کاغذ تلاش کرتا ہے باغ یا زمین میں نہیں لگایا جاتا ہے۔ تو برادر۔ انسان کو اپنے آپ کو نہ لکھے ہوئے کاغذ اور بنجر زمین کی طرح بنا لینا چاہیئے۔

لہ تا مشرف۔ پھر قدرت قلمِ قدرت سے اُس پر نقش و نگار کرے گی اور اُس میں معرفت کے نئے پودے لگا دے گی۔ خود۔ اپنے آپ کو دنیاوی لذتوں سے خالی کرلے پھر غیب کی لذتیں حاصل ہوں گی۔ زانکہ۔ انسان دنیاوی لذتوں میں پھنس کر مستی بن جاتا ہے اور اپنی اصل حقیقت کو فراموش کر دیتا ہے۔ چوں درآید۔ پھر ایسے وقت میں ندامت کا اظہار کرتا ہے کہ اُس کو اُس کا اظہار مفید نہیں ہوتا۔

تا نگردی غرقِ موجِ زشتیے — کہ نباشد از پناہت کشتیے

جب تک تو کسی بُرائی کی موج میں غرق نہ ہوگا — جس میں تیری پناہ کے لئے کوئی کشتی نہ ہوگی

یاد ناری از سفینہ راستیں — تو ستیاں کی کشتی کو یاد نہ کرے گا

تنگری در چارق و در پوستیں — چپل اور پوستین کو نہ دیکھے گا

چونکہ در مانی بغرقابِ بلا — جب تو مصیبت کے بھنور میں پھنس جائیگا

پس ظلمنا و رد سازی بر ولا — پھر پے در پے "میں نے ظلم کیا" کو ورد بنائے گا

دیو گوید سنگریدایں خام را — شیطان کہتا ہے اِس بے وقت کو دیکھو

سر بُریدایں مُرغِ بے ہنگام را — اِس بے وقت کے (اذان دینے والے) مُرغ کو ذبح کرو

دور ایں خصلت ز فرہنگِ ایاز — یہ خصلت ایاز کی ذہانت سے بعید ہے

کہ پدید آید نمازش بے نیاز — کہ اُس کی نماز بغیر عاجزی کے ہو

اُو خروسِ آسماں بُودہ زپیش — وہ پہلے سے آسمانی مُرغ تھا

نعرہائے اُو ہمہ در وقتِ خویش — اُس کے سب نعرے اپنے وقت پر تھے

در معنی آنکہ اَرِنَا الْاَشْیَاءَ کَمَا ھِیَ و معنی آنکہ لَوْ کُشِفَ الْغِطَاءُ مَا ازْدَدْتُّ یَقِیْنًا و معنی ایں بیت

اس معنی کے بیان میں کہ ہمیں چیزوں کو ایسا دکھا جیسی وہ ہیں اور اُس کے معنی کہ اگر پردہ ہٹا دیا جائے تو میرے یقین میں اضافہ نہ ہو اور اِس بیت کے معنی

در ہر کہ تو از دیدۂ بدمی نگری — از چنبرۂ وجودِ خود می نگری

جس شخص کو تو بُری نظر سے دیکھتا ہے — اپنے وجود کے حلقے سے دیکھتا ہے

و در بیانِ ایں مصرع — پایۂ کژ کژ فگند سایۂ

اور اِس مصرع کے بیان میں — ٹیڑھا قد ٹیڑھا سایہ ڈالتا ہے

اے خروساں از وے آموزید بانگ — بانگ بہرِ حق کنند نے بہرِ دانگ

اے مُرغو! اُس سے اذان دینا سیکھو — وہ اللہ کے لئے اذان دیتا ہے، نہ کہ پیسے کے لئے

صُبحِ کاذب آید و نفریبدش — صبحِ کاذب اپنے نیک و بد کے جاننے والے کو

لہ تا نگردی۔ تیری یہ حالت ہے کہ جب تک تو بالکل تباہ نہ ہو جائیگا اپنی اصل حقیقت کو نہ دیکھے گا۔ چونکہ جب مصیبت کے بھنور میں پھنسے گا تب توبہ کرے گا۔ تو پھر شیطان تجھ پر ہنسے گا اور کہے گا کہ اب بے وقت کی توبہ اور ندامت سے کیا فائدہ ہے اُس کو ذبح کر ڈالو جو مرغ بے وقت اذان دیتا ہے اُس کو ذبح کر دیا جاتا ہے۔ دور۔ ایاز کی یہ عادت نہ تھی کہ اُس کو وقت گزر جانے پر تنبیہ ہو اُس کی ہر نماز عجز و انکساری سے تھی اور وہ آسمانی مرغ تھا اُس کی تمام عاجزی بروقت تھی۔

لہ اَرِنَا۔ یہ دعا امام ہوضعؒ کی طرف منسوب ہے سوا: نے اس مناسبت سے مکتوب یہاں ذکر کیا ہے کہ ایاز کے مخالفوں کو اُنکے مجرم ہونے کی حقیقت معلوم نہ تھی اسی لئے انھوں نے اُس کو متہم کیا۔ لَوْ کُشِفَ الْغِطَاءُ۔ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مقولہ ہے کہ میرا ایمان بالغیب اس وجہ کا ہے کہ اگر غیب کے پردے بھی ہٹ جائیں تو میرے یقین میں کوئی اضافہ نہ ہوگا۔ پردوں کے ہوتے ہوئے میں ایمان اور یقین کے آخری مرتبہ پر ہوں۔ در ہر کہ۔ اِس شعر کا مطلب یہ ہے کہ انسان دوسروں کو اپنے اوپر قیاس کرتا ہے جیسا خود ہوتا ہے ویسا ہی دوسرے کو سمجھتا ہے۔

لہ پایۂ کژ۔ اگر انسان کا خود ٹیڑھا قد ہے تو اُس کا سایہ یقیناً ٹیڑھا پڑیگا۔ اے خروساں۔ جو لوگ اپنی اصلاح کرنا چاہیں اُنکو اسی طرح بروقت اصلاح کرنی چاہیئے جس طرح ایاز نے بروقت اپنی اصلاح کر لی تھی اُسمیں اخلاص تھا اور کوئی ریاکاری نہ تھی۔ صبح کاذب۔ وہ وقت کو صبح پہچانتا تھا وقت اُس کو دھوکا نہ دے سکتا تھا۔

اہلِ[1] دُنیا عقلِ ناقص داشتند — تا کہ صبحِ صادقش پنداشتند
دنیا والے ناقص عقل رکھتے تھے — حتیٰ کہ اُس کو صبحِ صادق سمجھ بیٹھے

صُبحِ کاذب کاروانہا را زدست — کہ بُوئے روزِ بیروں آمدست
صبحِ کاذب نے (اُن) قافلوں کو تباہ کیا ہے — جو دن کی اُمید پر باہر آ گئے ہیں

صُبحِ کاذب خلق را رہبر مباد — کُو دہد بس کاروانہا را بباد
خدا کرے صبحِ کاذب مخلوق کی راہنما نہ بنے — جو قافلوں کو برباد کر دیتی ہے

اے[2] شدہ تو صبحِ کاذب را رہیں — گر نداری از نفاقِ بد اماں
اے وہ شخص! کہ تو صبحِ کاذب کا پابند ہے — اگر تجھے بُرے نفاق سے امن نہیں ہے

صُبحِ صادق را تو کاذب ہم مبیں — از چہ داری بر برادر ظن ہماں
صبحِ صادق کو بھی تو کاذب نہ سمجھ — تو تو بھائی پر اُس کا گمان کیوں کرتا ہے؟

بدگماں باشد ہمیشہ زشت کار — نامۂ خود خواند اندر حقِ یار
بدگمان ہمیشہ بدکار ہوتا ہے — دوست کے بارے میں اپنا خط پڑھتا ہے

آں خساں کاندر کژیہا ماندہ اند — انبیا را ساحر و کژ خواندہ اند
وہ کمینے جو کجی میں پھنسے ہوئے ہیں — اُنھوں نے انبیا کو جادوگر اور ٹیڑھا کہا ہے

وآں[3] امیرانِ خسیسِ قلب ساز — ایں گماں بُردند بر حجرہ ایاز
اُن کمینے دھوکے باز سرداروں نے — ایاز کے حجرے پر یہی گمان کیا

کُو دفینہ دارد و گنج اندراں — زائنہ خود منگر اندر دیگراں
کہ وہ دفینہ رکھتا ہے اور اُس میں خزانہ ہے — اپنے آئینہ میں دوسروں کو نہ دیکھ

شاہ میدانست خود پاکیِ اُو — بہرِ ایشاں کرد اُو آں جُستنِ جو
شاہ خود اُس کی پاکی کو جانتا ہے — اُس نے وہ جستجو اُن کے لئے کی تھی

کاے امیراں حجرہ بکشائید در — نیم شب کہ باشد اُو زاں بیخبر
کہ اے سردارو! حجرے کا دروازہ کھول دو — آدھی رات کو کیونکہ وہ اُس سے لاعلم ہوگا

تا پدید آید سگالشہائے اُو — بعد ازاں بر ماست مالشہائے اُو
تاکہ اُس کی تدبیریں ظاہر ہو جائیں — پھر اُس کی سزا ہمارے ذمہ ہے

محمود نے اُن امیروں سے کہا کہ تم شب میں ایاز کی غائبی میں حجرے کا دروازہ کھول دو تاکہ اُس کے پوشیدہ حالات ظاہر ہو جائیں پھر میں اُس کو اُس کی سزا دوں گا۔ سگالشہا۔ یعنی ایاز کے خیالات اور مال جمع کرنے کی تدبیریں۔

---

[1] اہلِ دنیا۔ دنیادار توبہ کا صحیح وقت نہیں پہچانتے ہیں ایسے وقت توبہ کرتے ہیں جبکہ توبہ مفید نہیں رہتی۔ صبحِ کاذب صحیح وقت کو نہ پہچاننے سے بہت سی قومیں تباہ ہوئی ہیں، قافلہ اگر کاذب صبح میں نکل پڑتا ہے تو لوٹ لیا جاتا ہے۔ صبحِ کاذب خدا کرے کاذب صبح کسی کی رہبر نہ بنے ورنہ وہ تباہ ہو جائے گا۔

[2] اے شدہ۔ جو شخص خود غلطی میں مبتلا ہے وہ دوسرے کو غلطی پر نہ سمجھے۔ گر نداری۔ اگر انسان خود منافق ہے تو اُس کو دوسروں کو منافق دیکھنا چاہیئے۔ بدگماں۔ بدگمان بہت بدکار ہے وہ اپنے اعمال کو دوسروں کا اعمالنامہ سمجھ کر پڑھتا ہے۔ آں خساں۔ کمکار میں چونکہ خود کجی تھی وہ انبیا کو جادوگر وغیرہ سمجھتے تھے۔

[3] وآں امیراں۔ سلطان محمود کے دربار کے دوسرے اُمراء جنھوں نے ایاز کی شکایت کی تھی خود مکار تھے اُنھوں نے حجرے کے بارے میں ایاز پر بھی مکاری کا خیال کیا۔ شاہ۔ سلطان محمود کو ایاز کی پاکی کا یقین تھا اور حجرے کی تلاشی کا حکم اُن امیروں کو اُس کی پاکی کا یقین دلانے کے لئے دیا تھا۔ کاے امیراں۔ سلطان

مرشما را دادم آں زر و گہر — من ازاں زر ہا نخواہم جز خبر

میں نے وہ زر و جواہر تمہیں دیا — میں اُس زر کے بارے میں سوائے خبر کے کچھ نہیں چاہتا ہوں

ایں ہمی گفت و دلِ اُو می طپید — از برائے آں ایازِ بے ندید

وہ یہ کہہ رہا تھا اور اُس کا دل تڑپ رہا تھا — اُس بے نظیر ایاز کی وجہ سے

کہ منم کایں بر زبانم میرود — ایں جفا گر بشنود او چوں شود

کہ میں ہوں کہ میری زبان سے جاری ہو رہا ہے — یہ ظلم اگر وہ سنے گا، اُس کا کیا حال ہوگا!

باز میگوید بحقِ دینِ اُو — کہ ازیں افزوں بُود تمکینِ اُو

پھر کہتا ہے اُس کے دین کی قسم — اُس کا مرتبہ اِس سے بڑھ کر ہے

کہ بقذفِ زشتِ من طیرہ شود — وز غرض وز سرِّ من غافل بُود

کہ وہ میرے بُری تہمت لگانے سے ناراض ہو — اور میری غرض اور راز سے غافل ہو

مُبتلا چوں دید تاویلاتِ رنج — بُرد بیند کے شود او ماتِ رنج

مبتلا (انسان) جب رنج کی توجیہ سمجھ لیتا ہے — کامیابی دیکھتا ہے، وہ رنج سے ہار نہیں دیکھتا ہے

صاحبِ تاویل ایازِ صابر ست — کہ بحرِ عاقبتہا ناظر ست

توجیہ کرنے والا، صابر، ایاز ہے — کیونکہ وہ نتائج کے سمندر کو دیکھنے والا ہے

ہمچو یوسفؑ خوابِ ایں زندانیاں — ہست تعبیرش بر پیشِ اُو عیاں

(حضرت) یوسفؑ کی طرح اِن قیدیوں کا خواب — اُس کی تعبیر اُن کے سامنے ظاہر ہے

خواب خود را چوں نداند مرد خیر — کے بُود واقف ز سرِّ خوابِ غیر

جب بھلا آدمی اپنے خواب کو نہیں جانتا — وہ دوسرے کے خواب کے راز سے کب واقف ہوگا!

گر زنم صد تیغ اُو را ز امتحاں — کم نگردد وصلتِ آں مہرباں

میں اگر آزمائش کی سو تلواریں اس کے ماروں — اُس مہرباں کا تعلق کم نہ ہوگا

داند اُو کاں تیغ بر خود می زنم — من دیم اندر حقیقت اُو منم

وہ جانتا ہے کہ وہ تلواریں اپنے ماردہا ہوں — حقیقت میں میں وہ ہوں، وہ میں ہے

دربیانِ اتحادِ عاشق و معشوق از روئے حقیقت اگرچہ

حقیقت کے اعتبار سے عاشق اور معشوق کے اتحاد کے بیان میں اگرچہ

تو اُس کا تعلق کمزور نہ پڑے گا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میرا اُس کے تلوار مارنا اپنے تلوار مارنا ہے۔ دربیان۔ اب مولانا نے اسی مناسبت سے عاشق اور معشوق کے اتحاد کو سمجھایا ہے۔

---

۱ مرشما۔ بادشاہ نے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ جو جواہرات میں وہ تمہارے ہیں مجھے آکر صرف بتا دینا۔ اتنی ہی گفت۔ بادشاہ نے یہ حکم تو دیدیا تھا لیکن وہ اس بے چین تھا کہ اگر اُس کے مخلص ایاز کو اس کا علم ہوگا کہ میں نے بدگمانی کی بنیاد پر اس کے مجرم کی تلاش کا حکم دیا ہے تو اُس کو کس قدر رنج ہوگا۔ باز میگوید۔ پھر بادشاہ دل میں کہتا تھا کہ ایاز کے خلوص پر یقین ہے کہ وہ اس حکم کے بارے میں مجھ سے بدگمان نہ ہوگا بلکہ یہی سمجھے گا کہ دشمنوں پر حقیقت حال واضح کرنے کیلئے میں نے یہ حکم دیا ہے۔

۲ مُبتلا۔ مصیبت زدہ جب اپنی مصیبت کی کوئی بہتر توجیہ کر لیتا ہے تو وہ رنج اور غم اُس کی شکست خوردہ نہیں ہوتا ہے۔ صاحب تاویل۔ بادشاہ نے خیال کیا کہ ایاز اس کام کی کوئی بہتر توجیہ کرے گا۔ ہمچو۔ حضرت یوسفؑ نے اپنے ساتھ قیدیوں کے خواب کی صحیح تعبیر دیدی تھی جس نے دیکھا تھا کہ وہ انگور نچوڑ رہا ہے اُس کو کہہ دیا تھا کہ تعبیر یہ ہے کہ تو پھر بادشاہ کا ساقی بنے گا اور جس نے دیکھا تھا کہ اُس کے سر پر کی روٹیاں کھا رہے ہیں اُس سے کہا تھا کہ تو سولی پر چڑھا جائیگا۔ ایں زندانیاں۔ چنانچہ اور اُس کے ساتھی۔

۳ گر زنم۔ سلطان محمود نے سوچا کہ اگر میں ایاز کے تلوار بھی مارلوں

مُتضاد اند از رُوئے آنکہ نیاز ضدِ بے نیازی ست چنانکہ آئینہ
اس اعتبار سے متضاد ہیں کہ نیاز، بے نیازی کی ضد ہے جیسا کہ آئینہ
بے صورت و سادہ است و بیصورتی ضدِ صورت ست لیکن
بغیر صورت کا اور سادہ ہے اور صورت کا ہونا صورت کی ضد ہے لیکن
میانِ ایشان اِتحادے ست در حقیقت کہ شرحِ آں دراز ست
درحقیقت ان میں ایسا اتحاد ہے جس کی شرح دراز ہے
وَالعَاقِلُ تَکفِیہِ الاِشَارَۃُ
اور عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے

جسمِ مجنوں را ز رنجِ دوریے — اندر آمد ناگہاں رنجوریے
فراق کی تکلیف سے مجنوں کے جسم — میں اچانک بیماری پیدا ہو گئی
خوں بجوش آمد ز شعلۂ اشتیاق — تا پدید آمد بداں مجنوں خُناق
شوق کی چنگاری سے خون جوش میں آگیا — حتیٰ کہ اُس سے مجنوں کے گلے میں خُناق پیدا ہو گیا
پس طبیب آمد بدارو کردنش — گفت چارہ نیست ہیچ از رگ زدنش
اُس کا علاج کرنے کے لئے طبیب آیا — اُس نے کہا فصد کرنے کے علاوہ کوئی علاج نہیں ہے
رگ زدن باید برائے دفعِ خوں — رگ زنے آمد بدانجا دو فنوں
خون کے دفع کرنے کیلئے فصد کرنی چاہیے — (چنانچہ) وہاں ایک جُہر سند فصاد آیا
بازوش بست و گرفت آں پیشِ اُو — بانگ بر زد در زماں آں عشق خُو
اُس نے اُس کا باندھا باندھا اور اُسکو اُسکے سامنے پکڑا — فوراً وہ عشق مزاج چیخا
مُزدِ خود بستان و ترکِ فصد کُن — گر بمیرم گو برو جسمِ کہن
اپنی فیس لے لے، اور فصد نہ کر — اگر میں مر جاؤں، کہدے پُرانا جسم چلا جائے
گفت آخر از چہ می ترسی ازیں — چوں نمی ترسی تو از شیرِ عریں
اُس نے کہا آخر تو اس سے کیوں ڈرتا ہے؟ — جبکہ تو کچھار کے شیر سے نہیں ڈرتا ہے
شیر و گرگ و خرس و ہر یوز و دَدَہ — گرد بر گردِ تو شب گرد آمدہ
شیر اور بھیڑیا اور ریچھ اور ہر چیتا اور درندہ — تیرے چاروں طرف رات کو چکر لگاتا ہے
می نیاید شاں ز تو بوئے بشر — زانکہ عشق و وجد اندر جگر
تجھ میں سے انھیں انسان کی بُو نہیں آتی ہے — (تیرے) جگر کے اندر عشق اور غم کی کثرت ہے

۱ مُتضاد۔ بظاہر عاشق و معشوق میں تضاد ہے ایک طرف نیاز ہے دوسری طرف بے نیازی ہے جیسا کہ آئینہ بے صورت ہے اور جو صورت اُس کے اندر آتی ہے بظاہر ان دونوں میں تضاد ہے لیکن حقیقتاً دونوں میں اتحاد ہے اُس کی مثالوں کے قصہ سے تشریح کرتے ہیں۔

۲ رنجوریے۔ ایک بار ہو گیا عشق کی شدت سے اس کے خون میں جوش پیدا کر دیا جس سے اُس کے گلے میں خُناق (گلے کا ورم) پیدا ہو گیا۔

۳ پس طبیب۔ طبیب نے کہا خون کو کم کرنے کیلئے فصد کرنا ضروری ہے لہٰذا فصد کرنے والے کو بُلایا جائے۔ بازوش۔ فصد کرنے کیلئے جب اُس کا بازو باندھا تو مجنوں شور مچانے لگا اور کہا کہ خواہ میں مر جاؤں فصد نہ کرو۔

۴ گفت۔ فصاد نے کہا تو جنگلوں میں مارا مارا پھرتا ہے اور درندوں سے بھی نہیں ڈرتا ایک نشتر سے کیوں ڈر رہا ہے۔ عریں۔ شیر کی کچھار۔ یوز۔ چیتا۔ دَدَہ۔ درندہ۔ می نیاید۔ چونکہ عشق اور غم نے تیرا جگر جلا دیا ہے اِن درندوں کو تجھ میں سے انسان کی بُو نہیں آتی ہے اور وہ تجھے اپنا دشمن سمجھ کر تجھ پر حملہ نہیں کرتے ہیں۔

گرگ و خرس و شیر داند عشق چیست — کم ز سگ باشد کہ از عشق او بہیست

بھیڑیا اور ریچھ اور شیر جانتا ہے کہ عشق کیا ہے — جو شخص عشق سے خالی ہے وہ کتے سے کہے

گر رگے عشقے نبودے کلب را — کے بجستے کلب کہف قلب را

اگر کتے میں عشق کی رگ نہ ہوتی — تو کتا اہل دل کے غار کو کب ڈھونڈتا

ہم ز جنس او بصورت چوں سگاں — گر نشد مشہور ہست اندر جہاں

اُس کے ہم جنس بھی کتوں کی صورت میں — دنیا میں بھی اگرچہ مشہور نہیں ہوئے ہیں

تو نبردی بوئے دل از جنس خویش — کے بری تو بوئے دل از گرگ و میش

تو نے اپنی ہم جنس کے دل کی خوشبو نہ پائی — تو بھیڑیے اور بھیڑ کے دل کی خوشبو کیا سونگھ سکتا ہے؟

گر نبودے عشق ہستی کے بُدے — کے زدے ناں بر تو و تو کے شُدے

اگر عشق نہ ہوتا، تو وجود کب ہوتا! — روٹی تجھ سے کب ملتی اور تو کب ہوتا؟

نانِ تو شد از چہ ز عشق و اشتہے — ورنہ ناں را کے بُدے تا جاں رہے

تیری روٹی کس چیز سے بنی؟ عشق اور خواہش سے — ورنہ روٹی کا رشتہ جان تک کب ہوتا؟

عشق نانِ مُردہ را جاں می کُند — جاں کہ فانی بُود جاوید اں کُند

عشق ہی مُردہ روٹی کو جان (دار) بناتا ہے — جو جان فانی تھی اُس کو جاودانی بنا دیتا ہے

گفت مجنوں من نمیترسم ز نیش — صبرِ من از کوہِ سنگیں ہست بیش

مجنوں نے کہا میں نشتر سے نہیں ڈرتا ہوں — میرا صبر تو پہاڑ سے بڑھا ہوا ہے

منبلم بے زخم ناساید تنم — عاشقم بر زخمہا بر می تنم

میں مصیبت کا مارا ہوں بغیر زخم کے میرے جسم کو آرام نہیں ملتا — میں عاشق ہوں زخموں کا چسکہ لگاتا ہوں

لیک از لیلیٰ وجودِ من پُر ست — ایں صدف پُر از صفاتِ آں دُر ست

لیکن میرا وجود لیلیٰ سے بھرا ہوا ہے — یہ سیپ اُس موتی کی صفات سے پُر ہے

ترسم اے فصّاد اگر فصدم کُنی — نیش را ناگاہ بر لیلیٰ زنی

اے فصاد! اگر تو میرے فصد لگائیگا میں ڈرتا ہوں — اچانک تو نیشتر کے نشتر مارے گا

داند آں عقلے کہ اُو دل روشنے ست — در میانِ لیلیٰ و من فرق نیست

وہ عقل جس کا دل روشن ہے سمجھتی ہے — (کہ) مجھ میں اور لیلیٰ میں فرق نہیں ہے

من کیم لیلیٰ و لیلیٰ کیست من — ما دو روحیم آمدہ در یک بدن

میں کون ہوں لیلیٰ اور لیلیٰ کون ہے؟ میں — ہم دو روحیں ہیں جو ایک جسم میں آگئی ہیں

---

۱ گرگ۔ مولانا فرماتے ہیں جبکہ حیوانات بھی عشق سے آشنا ہیں تو اگر انسان میں یہ جذبہ نہ ہو تو وہ کتے سے بھی بدتر ہے۔ گرگ۔ اصحاب کہف کے کتے قطمیر کو عشق ہی غار میں لے گیا تھا۔ کلب۔ یعنی ہم جنس اصحاب کہف۔ ہم جنس۔ اور کتے بھی قطمیر کی طرح ہیں مشہور نہیں ہوئے ہیں۔ تو نبردی۔ تو نے انسان کے دل کے عشق کو نہ پہچانا تو دوسروں کے دل کی حالت کیا جان سکتا ہے۔

۲ گر نبودے۔ مولانا کے نزدیک عالم کے وجود کی بنیاد عشق ہے اور پوری کائنات میں باہمی عشق اور جذب و انجذاب ہے۔ نان۔ اگر مٹی اور انسان میں باہمی تعلق نہ ہوتا تو روٹی زندہ انسان کا جزو کیسے بنتی۔ عشق ہی نے اس مُردہ روٹی کو زندہ انسان کا جزو بنا دیا۔ گفت مجنوں۔ مجنوں نے فصاد سے کہا میں نشتر لگنے سے نہیں ڈرتا ہوں میرا صبر پہاڑ سے بھی زیادہ ہے اور زخم کھانا میری عادت ہے اسی سے میرے جسم کو آرام ملتا ہے۔

۳ لیک۔ چونکہ اب میں اپنے آپ کو فنا کر چکا ہوں اور میرے اس جسم میں صرف لیلیٰ ہے تو یہ نشتر میرے نہ لگے گا بلکہ لیلیٰ کے لگے گا۔ داند۔ عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اب لیلیٰ میں اور مجھ میں کوئی فرق نہیں ہے میں لیلیٰ ہوں اور لیلیٰ میں ہوں ہم دونوں ایک بدن میں ہیں۔

معشوقے[1] از عاشق پرسید کہ خود را دوست تر میداری یا مرا

ایک معشوق نے عاشق سے دریافت کیا تو اپنے آپ کو دوست رکھتا ہے یا مجھے

گفت من از خود مُردہ ام و بتو زندہ ام از خود و از صفاتِ خود

اُس نے کہا میں اپنے اعتبار سے مُردہ ہوں اور تیرے ذریعے زندہ ہوں اپنے آپ سے اور اپنی

نیست شدہ ام و بتو ہست شدہ ام علمِ خود را فراموش کردہ ام و

صفات کے اعتبار سے معدوم ہوگیا ہوں اور تیرے ذریعہ سے موجود ہوا ہوں میں نے اپنا علم بھلا دیا ہے اور

از علمِ تو عالم شدہ ام قدرتِ خود را بباد دادہ ام و از قدرتِ

تیرے علم کے ذریعہ عالم بن گیا ہوں میں نے اپنی قدرت کو برباد کر دیا ہے اور تیری قدرت

تو قادر شدہ ام اگر خود را دوست دارم ترا دوست داشتہ

کے ذریعہ صاحب قدرت ہوگیا ہوں اگر اپنے آپ کو دوست رکھتا ہوں تو تجھے دوست

باشم و اگر ترا دوست داشتہ باشم خود را دوست داشتہ باشم

رکھتا ہوں اور اگر تجھے دوست رکھتا ہوں تو اپنے آپ کو دوست رکھتا ہوں

ہر کہ[2] را آئینۂ یقیں باشد

جس کو یقین کا آئینہ حاصل ہو

گرچہ خود بیں خدائے بیں باشد

اگرچہ وہ خود بین ہے وہ خدا بین ہوگا

اُخْرُجْ بِصِفَاتِی اِلٰی خَلْقِی مَنْ رَآکَ فَقَدْ رَآنِی وَمَنْ

میری مخلوق کی طرف میری صفات میں نکل جس نے تجھے دیکھا تو بیشک اُسنے مجھے دیکھا اور جس نے

قَصَدَکَ فَقَدْ قَصَدَنِی وَمَنْ اَحَبَّکَ اَحَبَّنِی وَقِسْ عَلٰی ھٰذَا

تیرا قصد کیا اُسنے میرا قصد کیا اور جس نے تجھ سے محبت کی اُسنے مجھ سے محبت کی اور اسی پر قیاس کر لے

گفت معشوقے بعاشق زامتحان — در صبوحی[3] کاے فلاں ابنِ فلاں

امتحاناً ایک معشوق نے عاشق سے کہا — صبح کی شراب کے وقت کہ اے فلاں فلاں کے بیٹے

مر مرا تو دوست تر داری عجب — یا کہ خود را راست گو یا ذا الکذب

تو مجھے عجیب زیادہ دوست رکھتا ہے — یا اپنے آپ کو سچ بتا اے غمزدہ!

گفت من در تو چناں فانی شدم — کہ پُرم من از تو از سر تا قدم

اُس نے کہا میں تجھ میں ایسا فنا ہوگیا ہوں — کہ سر سے پاؤں تک تجھ سے پُر ہوں

[1] معشوقے۔ اپنے کامل معشوق و عشق کے امتحان کی مزید وضاحت کرتے ہیں، کسی معشوق نے عاشق سے دریافت کیا کہ تو مجھ سے زیادہ محبت کرتا ہے یا اپنے آپ سے؟ اُس نے کہا میں اپنی تمام صفات گم کر چکا ہوں اب تیرے علم سے عالم، تیری قدرت سے قادر ہوں۔ لہٰذا اگر تجھے دوست رکھتا ہوں تو اپنے آپکو دوست رکھتا ہوں اور اپنے آپکو دوست رکھتا ہوں تو تجھے دوست رکھتا ہوں اب دوئی ختم ہوگئی ہے لہٰذا یہ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

[2] ہر کہ۔ جسکو ذات و صفات باری پر یقین کامل حاصل ہوگیا چونکہ وہ خودی کو ختم کر چکا ہے لہٰذا اُسکی خود بینی بھی خدا بینی ہے۔ اخرج۔ جب ایک انسان فرائض و نوافل کے ذریعہ خدا کا قرب حاصل کرتا ہے اور خدائی اخلاق سے متخلق ہوتا ہے تو اُس انسان کو دیکھنا خدا کو دیکھنا ہے۔

[3] صبوحی۔ صبح کے وقت کی شراب۔ گفت۔ عاشق نے کہا۔ میں اپنے آپ کو فنا کر چکا اب تو اور میں دو شخص نہیں ہیں کہ اُن کے بارے میں محبت کی کمی اور زیادتی کا سوال ہو سکے۔

بر من[1] از ہستیِ من جز نام نیست — در وجودم جز تو اے خوش کام نیست

اے خوش نصیب! میرے وجود میں تیرے سوا کچھ نہیں ہے

زاں سبب فانی شدم من اینچنیں — ہمچو سرکہ در تو بحرِ انگبیں

اس لئے میں ایسا فانی ہو گیا ہوں — جیسا کہ سرکہ اے شہد کے سمندر! تجھ میں

ہمچو سنگے کو شود کُل لعلِ ناب — پُر شود او از صفاتِ آفتاب

اُس پتھر کی طرح جو مجسم خالص لعل بن گیا ہو — وہ سورج کی صفات سے پُر ہو جاتا ہے

وصفِ آں سنگی نماند اندرو — پُر شود از وصفِ خور او پشت و رُو

اُس میں پتھر پن کی صفت نہیں رہتی ہے — وہ آگے اور پیچھے سے سورج کے وصف سے پُر ہو جاتا ہے

بعد[2] ازاں گر دوست دارد خویش را — دوستیِ خور بود آں اے فتیٰ

اُس کے بعد اگر وہ اپنے آپکو دوست رکھتا ہے — اے نوجوان! وہ سورج سے دوستی ہوتی ہے

ور کہ خور را دوست دارد او بجاں — دوستیِ خویش باشد بیگماں

اگر وہ (دل و) جان سے سورج کو دوست رکھتا ہے — بے شک اپنے سے دوستی ہوتی ہے

خواہ خود را دوست دارد لعلِ ناب — خواہ یا او دوست دارد آفتاب

خالص لعل، خواہ اپنے آپ کو دوست رکھے — یا خواہ وہ سورج کو دوست رکھے

اندریں دو دوستی خود فرق نیست — ہر دو جانب جز ضیائے شرق نیست

ان دونوں دوستیوں میں فرق نہیں ہے — دونوں جانب سورج کی روشنی کے علاوہ کچھ نہیں ہے

تا[3] نشد او لعل خور را دشمن ست — زانکہ یک من نیست اینجا دو من ست

جب تک وہ لعل نہیں بنا، سورج کا دشمن ہے — کیونکہ ایک وجود نہیں ہے یہاں دو وجود ہیں

زانکہ ظلمانی ست سنگ اے باحضور — ہست ظلمانی حقیقت ضدِ نور

اس لئے کہ اے باشعور! پتھر تاریک ہے — تاریک حقیقتاً نور کی ضد ہے

خویش را گر دوست دارد کافر ست — زانکہ او منّاعِ شمسِ اکبر ست

اگر اپنے آپکو دوست رکھتا ہے تو کافر ہے — کیوں کہ وہ شمسِ اکبر کا منکر ہے

پس نشاید کہ بگوید سنگ انا — او ہمہ تاریکی ست و در فنا

پس مناسب نہیں ہے کہ پتھر "انا" کہے — وہ مجسم تاریکی اور فنا میں ہے

اُس کا اپنے وجود کا اقرار سورج کے غیر کے وجود کا اقرار ہے۔

---

[1] بر من۔ میرے وجود کا نام ہی نام ہے ورنہ اُس وجود میں دراصل تو ہے۔ سرکہ۔ سرکہ کو اگر شہد کے سمندر میں ڈال دیا جائے تو سرکہ کا محض نام ہی نام رہجائیگا ورنہ وہ سب شہد میں مگر شہد بن گیا ہے۔ ہمچو۔ جس جسم میں کسی دوسرے جسم کی پوری صفات آجائیں تو اب اُس پہلے جسم کا نام ہی نام باقی رہیگا پتھر نے جب سورج کی صفات کو اس درجہ قبول کر لیا کہ اُس میں پتھر پن نہ رہا اور وہ سورج کی صفات کو قبول کر کے لعل بن گیا تو اب وہ صرف نام کا پتھر ہے اُس میں پتھر کی صفت باقی نہیں ہے۔

[2] بعد ازاں۔ لعل اگر اپنے آپ سے محبت کرے تو وہ سورج ہی سے محبت کہلائیگی۔ ور۔ اگر وہ لعل، سورج سے محبت کرے گا تو اُس کی وہ محبت خود اُس کی اپنی ذات سے محبت کہلائے گی۔ اب اُس کی اپنی ذات سے دوستی اور سورج سے دوستی میں کوئی فرق نہیں ہے اسلئے کہ اُس میں اور سورج میں صفات کی یکسانیت ہے۔

[3] تا نشد۔ ہاں اگر وہ پتھر ابھی لعل نہیں بنا ہے تو اُس اور سورج میں تضاد ہے پتھر میں تاریکی ہے اور سورج میں صفائی اور روشنی ہے۔ خویش را۔ اگر اس حالت میں وہ پتھر اپنے آپ سے محبت کرے تو وہ سورج کا کافر ہے۔

گفت[1] فرعونے اَنَا الحق گشت پست — گفت منصورے اَنَا الحق بر سرست

کسی فرعون نے اَنَا الحق کہا وہ پست ہوا — کسی منصور نے اَنَا الحق کہا وہ بالا ہے

آں اَنَا را لعنۃ اللہ در عقب — ویں اَنَا را رحمۃ اللہ اے محب

اُس اَنَا کے لئے اللہ (تعالیٰ) کی لعنت درپے ہے — اور یہ اَنَا اے دوست! اللہ (تعالیٰ) کی رحمت ہے

زانکہ اُو سنگِ سیہ بُد ایں عقیق — آں عدوئے نور بُود و ایں عشیق

کیونکہ وہ سیاہ پتھر تھا، یہ عقیق ہے — وہ نور کا دشمن تھا اور یہ عاشق ہے

ایں اَنَا ہُو بُود در سرّاے فضول — زاتحادِ نور نز راہِ حلول

اے بیہودہ! یہ اَنَا (حقیقت) ہو تھی — نور کے اتحاد کی وجہ سے، نہ کہ حلول کے طور پر

جہد[2] کن تا سنگیت کمتر شود — تا بلعلی سنگِ تو انور شود

تو کوشش کرتا کہ تیرا پتھر پن کم ہو جائے — تاکہ تیرا پتھر لعل پن سے روشن ہو جائے

صبر کن اندر جہاد و در عنا — دمبدم می بیں بقا اندر فنا

مجاہدہ اور مشقت میں صبر کر — ہر لمحہ فنا میں بقا دیکھ

وصفِ سنگی ہر زماں کم میشود — وصفِ لعلی در تو محکم میشود

پتھر پن کی صفت ہر لمحہ کم ہوگی — تجھ میں لعل پن کی صفت مضبوط ہو جائے گی

وصفِ ہستی میرود از پیکرت — وصفِ مستی میفزاید در سرت

تیرے جسم میں سے وجود کی صفت نکل جائیگی — تیرے باطن میں مستی کی صفت بڑھ جائے گی

سمع شو یکبارگی تو گوشوار — تا ز حلقہ لعل یابی گوشوار

ترکان کی طرح نورا سماعت بن جا — تاکہ تجھے لعل کے حلقہ کا گوشوارہ مل جائے

ہمچو[3] چہ کن خاک می کن گر کسی — زیں تنِ خاکی کہ در آبے رسی

اگر تو مرد ہے تو کنواں کھودنے والے کی طرح مٹی کھود — اس مٹی کے جسم کی حتا کہ تو پانی تک پہنچ جائے

گر رسد جذبِ خدا آبِ معیں — چاہ ناکندہ بجوشد از زمیں

اگر خدا کا جذب آ گیا تو جاری پانی — کنواں کھودے بغیر زمین سے جوش مارے گا

کار کے میکن تو و کاہل مباش — اندک اندک خاکِ چہ را میتراش

کچھ کام کر، اور کاہل نہ بن — تھوڑی تھوڑی کنویں کی مٹی کھود

---

[1] گفت کسی فرعون کا اَنَا الحق کہنا اس وجہ سے کفر ہے اور منصور کا یہ کہنا عین ایمان ہے۔ آں اَنَا، اگر کوئی فرعونی صفت والا شخص اَنَا الحق کہے تو وہ ملعون ہے اور کوئی منصور خلق کی صفات والا انسان یہی کہہ کہے تو اس پر خدا کی رحمت ہے۔ زانکہ۔ جبکہ انسان اللہ کی صفات سے متصف نہیں ہے تو اس میں اور اللہ تعالیٰ میں تضاد ہے۔ ایں اَنَا۔ متصف بصفات خداوندی کا اَنَا الحق کہنا دراصل ہُوَ الحق کہنا ہے۔ ہو اَنَا اور ہُو ہو میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ نور اور صفات کے اعتبار سے دونوں میں اتحاد ہے۔ حلول۔ ذاتِ باری کو کسی انسانی شکل میں ماننا حلول ہے جو کفر ہے۔

[2] جہد کن۔ مجاہدوں کے ذریعہ اپنے پتھر پن کو دور کر کے لعل بننے کی کوشش کر پھر تجھے رفتہ رفتہ اپنی صفات کو فنا کر کے اللہ کی صفات کے ذریعہ بقا حاصل ہوگا۔ رفتہ رفتہ تیرے وجود کے اوصاف رفتہ رفتہ فنا ہو جائیں گے صفات خداوندی کا تیرے اندر جوار ہو جائے گا۔ سمع۔ ترکان کی طرح محض سماعت بنجا اور ان نصیحتوں کو قبول کر کے صفات خداوندی کو صدقہ گوش بنالے

[3] ہمچو۔ اگر انسان میں ذہانت ہے تو اس کنواں کھودنے والے کی طرح مٹی کھودنے کے ذریعہ اپنے جسم کی کھدائی کرنی چاہئے تاکہ وہ آبِ حیات تک پہنچ سکے۔ گر رسد۔ مجاہدے کے ساتھ اگر حضرت حق کی جانب سے جذب شروع ہو جاتا ہے تو پھر مقصد تک پہنچنے کے لئے زیادہ مجاہدوں کی ضرورت نہیں رہتی۔

کارِ تیمن گوش ماں از بہرِ آب — اندک اندک دور کن خاک و تراب

پانی کے لئے کام کرنے کان بن جا — تھوڑی تھوڑی خاک اور مٹی ہٹا

ہر کہ رنجے دید گنجے شد پدید — ہر کہ جدے کرد در جدے رسید

جس نے تکلیف اٹھائی، خزانہ ظاہر ہوا — جس نے کوشش کی، نصیبہ کو پہنچ گیا

گفت پیغمبر رکوع ست و سجود — بر درِ حق کوفتن حلقہ وجود

پیغمبر نے فرمایا ہے، رکوع اور سجدہ — اللہ تعالیٰ کے در پر مراد کی کنڈی کھٹکھٹانا ہے

حلقہ[2] آں در بر آنکو میزند — بہر او دولت سرے بیروں کند

جو شخص اس دروازہ کی کنڈی کھٹکھٹاتا ہے — اس کے لئے دولت باہر آتی ہے

آمدن آں امیراں تمام با سرہنگاں نیم شب و کشادن

اُن جلنوں امیروں کے سپاہیوں کے آدھی رات کو آنا اور ایاز کا حجرہ

حجرۂ ایاز و دیدن چارق و پوستین را آویختہ و گمان

کھولنا اور چپل اور پوستین کو لٹکا ہوا دیکھنا اور خیال کرنا کہ یہ

بردن کہ آں مکر ست و روپوش و خانہ را خفرہ کردن بہر

مکاری اور آڑ ہے اور گھر کے ہر اس گوشہ کو کھودنا جس

گوشہ کہ گمان آمد و چاہ کناں آوردن و دیوارہا را سوراخ

انھیں خیال آیا اور کنواں کھودنے والوں کو لانا اور دیواروں میں سوراخ

کردن و چیزے نایافتن و خجل و نومید شدن چنانکہ[3]

کرنا اور کسی چیز کو نہ پانا اور شرمندہ اور ناامید ہونا جیسا کہ انبیاء

بدگمانان و خیال اندیشاں در کارِ انبیا و اولیا کہ میگفتند کہ

اور اولیاء کے معاملہ میں بدگمانوں اور سوچنے والوں جو کہتے تھے کہ

ساحر اند و خویشتن ساختہ اند و تصدر میجویند یعنی از

جادوگر ہیں اور اپنے آپ کو بنائے ہوئے ہیں اور بڑائی چاہتے ہیں جس کے

تفحص خجل شدن ایشاں سود ندارد

بعد اُن کا شرمندہ ہونا مفید نہیں ہے

آں امیراں بر درِ حجرہ شدند — طالبِ گنج و زر و خمرہ شدند

وہ امیر حجرے کے دروازے پر آئے — خزانہ اور سونے اور شراب کے طلبگار بنے

[1] کارِ تیمن کن۔ انسان کو مجاہدہ شروع کرنا چاہیئے اور مقصد کے حصول کا منتظر رہنا چاہیئے۔ ہر کوشش کو رائیگاں نہیں کہتے ہے جو کوشش کرتا ہے وہ پاتا ہے۔ گفت۔ بعد تیمن اس لئے کی جاتی ہیں تاکہ درِ حق کھلے اور انسان کو تقرب حاصل ہو زنجیر بجا کر دروازہ کھلوایا جاتا ہے۔ عبادت بھی زنجیر ہلاتا ہے۔

[2] حلقہ۔ مشہور مقولہ ہے مَن دَقَّ بَابَ الکَرِیمِ اَلفَتحُ جو شخص سخی کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے تو دروازہ کھل جاتا ہے۔ روپوش یعنی۔ ایاز نے چپل اور پوستین اس لئے لٹکا دی ہے کہ مخفی خزانہ کی جانب لوگوں کا دھیان نہ جائے۔

[3] چنانکہ۔ یہ لوگ ایاز کے معاملہ میں ایسے ہی شرمندہ ہوئے جس طرح انبیاء اور اولیاء کے منکر آخر میں ایسے وقت شرمندہ ہوئے ہیں جبکہ اُن کی شرمندگی ان کے لئے مفید نہیں ہوتی ہے۔ تصدّر۔ صدر کا مقام حاصل کرنا۔ خمرہ بنگلہ۔

قفل را بر میکشادند از ہوس — با دو صد فرہنگ و دانش چند کس

ہوس سے انھوں نے تالا کھولا — چند افراد کی سینکڑوں عقلوں اور سمجھ کے ساتھ

زانکہ قفل صعب پیچیدہ بود — از میانِ قفلہا بگزیدہ بود

کیونکہ اس نے مضبوط تالا لگا رکھا تھا — تالوں میں سے منتخب کیا تھا

نے ز بخلِ سیم و مال و زرِ خام — از برائے کتمِ آں سرِ از عوام

چاندی اور مال اور خالص سونے کے بخل سے نہیں — بلکہ اس راز کو عوام سے چھپانے کے لئے

کہ گروہے بر خیالِ بد تنند — قومِ دیگر نام سالوسم کنند

کہ ایک جماعت برے خیال پر متفق ہو جائیگی — دوسری قوم میرا نام منافق رکھے گی

پیشِ باہمت بود اسرارِ جاں — از خساں محفوظ تر از لعلِ کاں

جان کے راز، باہمت کے سامنے — کمینوں سے، کان کے لعل سے زیادہ محفوظ ہوتے ہیں

زر بہ از جان ست پیشِ ابلہاں — زر نثارِ جاں بود پیشِ شہاں

بیوقوفوں کے نزدیک سونا جان سے بہتر ہے — شاہوں کے نزدیک سونا جان کی خیرات ہے

می[1] شتابیدند تف از حرصِ زر — عقلِ شاں میگفت بے آہستہ تر

وہ سونے کے لالچ میں تیز دوڑتے تھے — اُن کی عقل کہتی تھی "نہیں" بہت آہستہ

حرص تازد بیہدہ سوئے سراب — عقل گوید نیک بیں کاں نیست آب

سراب کی جانب لالچ بیکار دوڑتا ہے — عقل کہتی ہے اچھی طرح دیکھ، وہ پانی نہیں ہے

حرص غالب بود و زر چوں جاں شدہ — نعرۂ عقل آں زماں پنہاں شدہ

لالچ غالب تھا اور سونا جان کی طرح بن گیا تھا — اس وقت عقل کی آواز دب گئی تھی

حرص غالب بود بر زر ہمچو جاں — گفت این ست ایں متاعِ رائگاں

جان جیسے سونے پر حرص غالب تھی — اس نے کہا یہی ہے یہ بیکار چیز

گشتہ صد تو حرص و غوغائے او — گشتہ پنہاں حکمت و ایمائے او

حرص اور اس کا شور سو گنا بن گیا — دانائی و احساس کا اشارہ چھپ گیا

تا[2] کہ در چاہِ غرور اندر فتد — آنکہ از حکمت ملامت نشنود

تاکہ دھوکے کے کنوئیں کے اندر گرے — وہ جو دانائی کی ملامت نہیں سنتا

چوں ز بندِ دام بارِ او شکست — نفسِ لوّامہ بر و یابید دست

جب جال کے پھندے کی وجہ سے اس کا بار ٹوٹا — لوّامہ نفس نے اس پر قابو پالیا

---

[1] تازد۔ ایاز نے تجوہ پر ایسا سخت قفل لگایا تھا جس کا کھلنا آسان نہ تھا نے تو بخل مضبوط قفل کسی بخل کی وجہ سے نہ لگایا تھا بلکہ اپنا یہ راز چھپانے کیلئے لگایا تھا۔ قوم دیگر۔ اگر لوگوں کو پتہ چل اور پوشیدہ کا حال معلوم ہوگا تو اسکو منافق یہ محمول کرینگے پیش۔ باہمت لوگ اپنے باطنی احوال کی اصل وجوہ سے بھی زیادہ حفاظت کرتے ہیں۔ زر۔ بیوقوفوں کے نزدیک سونا جان سے بہتر ہے عقلمند روپے پیسے کو جان کی خیرات سمجھتے ہیں۔

[2] می شتابید۔ لالچ ان کو دوڑا رہا تھا اور عقل آہستہ روی کی تعلیم دے رہی تھی حرص زر۔ حرص انسان کو غیر نفعی نفع کی طرف دوڑاتی ہے عقل اسکو سمجھاتی ہے سراب۔ ریت جو دور سے پانی نظر آئے جس پر حرص کا غلبہ تھا اور عقل کی آواز دب گئی تھی۔ غالب بود۔ سونا جو ان کیلئے جان کی طرح تھا اس پر حرص غالب تھی اسنے عقل کی آواز کو بیکار بنا دیا حکمت۔ عقل کی دانائی اور اسکے اشارے ان لوگوں سے مخفی ہو گئے تھے۔

[3] تا۔ حکمت کے اشارے اسلئے پوشیدہ ہو جاتے ہیں کہ یہ شخص دھوکے میں مبتلا ہو چکا۔ یہ لالچی شخص جب پھنس جاتا ہے تو اس کا غرور ٹوٹتا ہے اور پھر اسکا نفس اسکو ملامت کرتا ہے نفس لوامہ۔ خرد دال کی روشنی میں گناہوں کا احساس کرنے والا نفس۔

تا بدیوارِ بلا ناید سرش — نشنود پندِ دلِ آں گوشِ کرش

جب تک اُسکا سر مصیبت کی دیوار تک نہیں آتا ہے — اُسکا بہرا کان، دل کی نصیحت نہیں سنتا ہے

کودکاں را حرصِ لوزینہ و شکر — از نصیحتہا کُند دو گوش کر

بادام کے حلوے اور شکر کا لالچ بچوں کے — دونوں کان کو نصیحتوں سے بہرا بنا دیتا ہے

چونکہ دردِ دُنبلش آغاز شد — در نصیحت ہر دو گوشش باز شد

جب اُس کے پھوڑے کا درد شروع ہوا — اُس کے دونوں کان نصیحت کے لئے کھلے

حُجرہ را با حرص و صد گونہ ہوس — باز کردند آں زماں آں چند کس

حجرہ کو سیکڑوں ہوس اور حرص سے — اُن چند شخصوں نے اُس وقت کھولا

اندر افتادند برہم ز ازدحام — ہمچو اندر دوغ گندیدہ ہوام

ازدحام سے اُنکے اندر گھسے — جس طرح بھنگے پڑی ہوئی چھاچھ میں

عاشقانہ در فتد با کر و فر — خوردن امکاں نے و بستہ ہر دو پر

شان و شوکت سے، عاشقانہ گرتا ہے — کھانے کا امکان نہیں اور دونوں پر بندھے ہوئے ہیں

بنگریدند از یسار و از یمیں — چارقے بدریدہ بود و پوستیں

اُنھوں نے بائیں اور دائیں جانب دیکھا — پھٹی ہوئی چپل اور پوستین تھی

باز گفتند ایں مکاں بینوش نیست — چارق اینجا جز پے رُوپوش نیست

اُنھوں نے پھر کہا یہ جگہ بغیر شبہ کے نہیں ہے — اِس جگہ چپل آڑ کے سوا نہیں ہے

ہیں بیاور سیخہائے تیز را — اِمتحاں کُن حُفرہ و کاریز را

خبردار! تیز سلاخیں لے آؤ — گڑھے اور نالی کا امتحان لے

ہر طرف کندند و جستند آں فریق — حُفرہا کردند و گوہائے عمیق

اُن لوگوں نے ہر طرف کھودا اور تلاشی لی — گڑھے اور گہرے غار ڈال دیئے

حُفرہاشاں بانگ میداد آنزماں — کندہائے خالیم اے گندگاں

اُن کو اُس وقت گڑھوں نے پکارا — اے گندو! ہم خالی خندقیں ہیں

زاں سگالش شرم ہم میداشتند — کندہا را باز می انباشتند

اس بدگمانی سے اُن کو شرم بھی آرہی تھی — اُنھوں نے خندقوں کو دوبارہ بھر دیا

باز در دیوارہا سوراخہا — ہمچنیں کردند از جہل و عمیٰ

دیواروں میں سوراخ — نادانی اور اندھے پن سے اسی طرح کئے

---

۱ تا بدیوار: جب تک مصائب کی دیوار سے اُسکا سر نہیں ٹکراتا ہے، اُس وقت تک یہ دل کی نصیحت نہیں سنتا ہے۔ کودکاں: اُس شخص کی مثال بچوں کی سی ہے جو مٹھائی کے لالچ میں کوئی نصیحت نہیں سنتے ہیں۔ چونکہ: جب مٹھائی کھانے سے پھوڑے اور پھنسیاں نکلتی ہیں تب بچے کے کان کھلتے ہیں۔ حجرہ: اب پھر ایاز کے حجرے کے کھولنے کا ذکر شروع کیا ہے۔

۲ ہمچو: وہ لوگ۔ ازدحام: کرکے ایاز کے حجرے میں اسطرح گھسے جس طرح بھنگے کھٹی چھاچھ میں گرتے ہیں کہ وہ نہ اُس میں سے کچھ کھا سکتے ہیں۔ اور نہ صحیح سالم باہر نکل سکتے ہیں۔ یہی حال اُن لوگوں کا تھا کہ انکو وہاں مال بھی ہاتھ نہ آیا اور رُسوا ہو گئے۔

۳ باز گفتند: حجرے میں مال نہ پانے کے باوجود اُنھوں نے کہا کہ یہ جگہ مال سے خالی نہیں ہو سکتی چپل اور پوستین تو مال کو چھپانے کے لئے ایک آڑ ہے۔ سیخہائی: یعنی کھودنے کے لئے۔ کُدالیں۔ کاریز: نالی۔ گوہائی: گڑھے۔ حفرہا: گڑھے اُن سے کہہ رہے تھے کہ اے ناپاک خیالات والو ہم خالی گڑھے ہیں۔ زاں: اب وہ اپنے خیالات پر شرمندہ تھے اُنھوں نے گڑھوں کو پھر سے بھر دیا۔

بے عدد لاحول[1] در ہر سینۂ — ماند مرغِ حرصِ شاں بے چینۂ

ہر سینے میں بے شمار "لاحول" تھی — اُن کی حرص کا پرند بغیر کسمسائے رہ گیا

زاں ضلالتہائے یاوہ تازِ شاں — حُفرہ و دیوار و در غمّازِ شاں

اُن کی بیہودہ دوڑ کی گمراہیاں — گڑھا اور دیوار اور دروازہ اُنکے چغلخور تھے

مُمکِن اندائے آں دیوار نے — با ایازِ امکانِ ہیچ انکار نے

اُس دیوار کی نہ پائی ممکن نہ تھی — ایاز کے سامنے انکار کا کوئی امکان نہ تھا

گر خداعِ بیگناہی میدہند — حائط و عرصہ گواہی میدہند

اگر وہ اپنی بے گناہی کا دھوکا دیں — دیوار اور صحن گواہی دے رہے ہیں

جُملہ در حیرت کہ چہ مُعذر آورند — تا ازیں گرداب جاں بیرون کنند

سب حیرت میں تھے کہ کیا عذر کریں — تاکہ اِس بھنور سے جان کو باہر نکالیں

عاقبت[2] نومید دست و لب گزاں — چوں زناں دو دست بر سر ہا زناں

انجام کار ناامید اور ہاتھ اور ہونٹ کاٹتے ہوئے — عورتوں کی طرح دو ہتڑ سر پہ مارتے ہوئے

باز گردیدند سوئے شہریار — پُر ز گرد و رُوئے زرد و شرمسار

شاہ کی طرف واپس ہو گئے — گرد کے بھرے ہوئے، چہرے زرد اور شرمندہ

باز گشتنِ نماماں از حُجرۂ ایاز بسوئے شاہ توبرہ تہی و خجل ہمچو

چغلخوروں کا ایاز کے حجرے سے بادشاہ کی طرف خالی توبرہ اور شرمندہ ہو کر واپس آنا جیسا

بدگماناں در حقِ انبیا علیہم السلام در وقتِ ظہورِ برأت و

کہ انبیاء علیہم السلام سے بدگمانی کرنے والے — اُن کی برأت اور پاکی کے ظاہر

پاکیِ ایشاں کہ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ وَ

ہو جانے کے وقت کہ اس دن جبکہ کچھ چہرے سفید اور کچھ چہرے کالے ہو جائیں گے اور

قَوْلُہٗ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ تَرَی الَّذِیْنَ کَذَبُوْا عَلَی اللّٰہِ وُجُوْھُھُمْ مُّسْوَدَّۃٌ

اللہ تعالیٰ کا قول قیامت کے روز تو دیکھیگا ان لوگوں کو جنھوں نے خدا پر جھوٹ بولا تھا انکے چہرے کالے ہونگے

شاہ[3] قاصد گفت ہیں احوال چیست — کہ بغلتاں از زر و ہمیاں تہیست

بادشاہ نے قصد کہا ہاں کیا احوال ہیں؟ — کہ تمہاری بغلیں ہمیانی اور سونے سے خالی ہیں

ور نہاں کردید دینار و تسو — فرّ و شادی در رُخ و رُخسار کو

اگر تم نے اشرفیاں اور دمڑیاں چھپا رکھی ہیں — تو فرّ اور رُخسار پہ شان اور خوشی کہاں ہے؟

[1] لاحول۔ وہ اپنے کام پر لاحول پڑھ رہے تھے۔ مختار۔ اُن کو اپنے کاموں کو چھپانا ممکن نہ تھا دیواروں کے سوراخ اور زمین کے گڑھے اُن کی چغلی کھا رہے تھے۔ ممکن۔ اِن گڑھوں اور سوراخوں کو اِس طرح اب بند بھی نہیں کیا جا سکتا کہ ایاز کے سامنے اِن حرکتوں کا انکار ممکن ہو لہٰذا وہ سب حیران تھے اور در و دیوار کی گواہی سے ڈر رہے تھے۔

[2] عاقبت۔ انجام کار وہ محروم واپس ہوئے اور عورتوں کی طرح سروں پر دو ہتڑ مار رہے تھے۔ باز گشتن۔ وہ لوگ خالی ہاتھ اور شرمندہ اسی طرح تھے جس طرح کفار ہونگے جبکہ انبیا اور رسولوں کی برأت ظاہر ہوگی اور بداعمالوں کے چہرے سیاہ اور نیکوکاروں کے سفید ہو جائیں گے۔

[3] شاہ۔ شاہ نے قصد ان سے دریافت کیا کہ تمہاری بغلیں۔ ہمیانی زر و جواہر سے کیوں خالی ہیں اگر تم یہ بھی کہو کہ وہ ہم نے چھپا لئے ہیں تو بھی اُن کے آثار چہروں پر ضرور ہونے چاہئیں تھے۔

گرچہ پنہاں بیخِ ہر بیخ آورست — برگ ہیئاتُھُم وجُوھُھُم اَخضرست

اگرچہ ہر جڑ درختوں کی جڑ پوشیدہ ہے — سبز پتے اُن کے چہروں پر روشن ہیں، اُنکا مصداق ہیں

آنچہ خورد آں بیخ از زہر و قند — نک منادی میکند شاخِ بلند

جو کچھ زہر اور شکر اس جڑ نے کھایا ہے — اب بلند شاخ پکار رہی ہے

بیخ اگر بے برگ و از مایہ تہیست — برگہائے سبز بر اشجار چیست

جڑ اگر بغیر پتے کے اور سرمائے سے خالی ہے — درختوں پر سبز پتے کیسے ہیں؟

بر زبانِ بیخ گِل مُہرے نہد — شاخ دست و پا گواہی میدہد

جڑ کی زبان پر مٹی مُہر لگا دیتی ہے — شاخ، ہاتھ پاؤں ہیں جو گواہی دیتے ہیں

آں امیراں جُملہ در عُذر آمدند — ہمچو سایہ پیشِ مہ ساجد شدند

اُن سب سرداروں نے معذرت کی — سایہ کی طرح چاند کے سامنے سجدہ کرنے والے بنگئے

عذرِ آں گرمی و لاف و ما و من — پیشِ شہ رفتند با تیغ و کفن

اُس جوش اور شیخی اور انانیت سے عذر کے لئے — تلوار اور کفن لے کر شاہ کے سامنے گئے

از خجالت جملہ انگشتاں گزاں — ہر یکے میگفت کے شاہِ جہاں

شرمندگی سے اُنگلیاں کاٹتے ہوئے — ہر ایک کہہ رہا تھا، اے شاہِ جہاں!

گر بریزی خوں حلالستت حلال — ور بخشی ہست انعام و نوال

اگر تو خون بہائے تیرے لئے حلال ہی حلال ہے — اگر تو معاف کردے انعام اور عطا ہے

کردہ ایم آنہا کہ از ما می سزید — تا چہ فرمائی تو اے شاہِ مجید

ہم نے وہ کیا جو ہمارے لائق تھا — اے بزرگ بادشاہ! اب آپ کیا فرماتے ہیں؟

گر بہ بخشی جُرمِ ما اے دلفروز — شب شبیہا کردہ باشد روز روز

اے دل کو روشن کرنیوالے! اگر تو ہمارا جُرم بخشدے — (تو ایسا ہوگا) کہ رات نے رات پن کیا دن نے دن پن

گر بہ بخشی یافت نومیدی گشاد — ورنہ صد چوں ما فدائے شاہ باد

اگر تو بخش دیگا تو مایوسی نے کشادگی حاصل کی — ورنہ ہم جیسے سینکڑوں بادشاہ پر قربان ہیں

گفت شہ زیں نواز و ایں مگداز — من نخواہم کرد ہست آنِ ایاز

بادشاہ نے کہا نہیں یہ نواز مفت اور یہ سزا — میں نہ کروں گا یہ ایاز کی ملکیت ہے

اُمیدت بدل جائے گی ورنہ ہماری جان آپ پر قربان ہے۔ گفت۔ بادشاہ نے کہا اس معاملہ میں سزا و عطا میرا کام نہیں ہے۔ ایاز کا کام ہے

لہ گرچہ۔ جڑ زمین میں چھپی ہوتی ہوتی ہے لیکن اس کے آثار پتوں پر ظاہر ہوتے ہیں۔ برگ۔ چھپے ہوئے اعمال کے اثرات نیکوں کے چہروں پر ظاہر ہوں گے قرآن پاک میں ہے۔ سِیمَاھُمْ فِی وُجُوھِھِمْ مِنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ یعنی سجدوں کے آثار انکے چہروں سے نمایاں ہیں۔ آنچہ۔ پتوں سے جڑ کی حقیقت واضح ہوجاتی ہے۔

لہ بیخ۔ جڑ میں اگر زندگی نہ ہو تو درخت پر سبز پتے نہیں آسکتے ہیں۔ بر زبان۔ مٹی نے جڑ کے منہ پر مہر لگا دی ہے لیکن اس کی شاخیں جو اس کے ہاتھ پاؤں ہیں گواہی دے رہے ہیں۔ عذر۔ جرم کے لئے قاعدہ تھا کہ تیغ و کفن لے کر بادشاہ کے سامنے جاتا تھا اور اس طور پر سزا پر اپنی آمادگی ظاہر کرتا تھا۔

لہ از خجالت۔ ہر شخص شرمندگی نے انگلیاں کاٹ رہا تھا۔ اور بادشاہ سے کہہ رہا تھا کہ اگر ہمیں قتل کر دیا جائے تو ہم اسی کے قابل ہیں۔ اگر آپ معاف کردیں تو آپ کا کرم ہے۔ شب شبیہا۔ رات اپنا کام کرتی ہے اور دن اپنا ہمارے تاریک کارنامے ہیں اور آپ کی صافی پُر نور ہے گر بخشی۔ اگر آپ معاف کردیں گے تو ہماری مایوسی

حوالہ کردنِ بادشاہ قبولِ توبہ تماماں و حجرہ کشایاں و سزا دادن و ادب کردنِ ایشاں با ایاز کہ یعنی ایں جنایت بر عرضِ اُو رفتہ است عُذرِ او پذیرد

بادشاہ کا چغلخوروں اور حجرہ کھولنے والوں کی توبہ کو قبول کرنا اور سزا دینا اور اُن کو تنبیہ کرنا، ایاز کے سپرد کرنا کیوں کہ یہ زیادتی اُس کی آبرو پر ہوئی تو اس کا عذر وہ قبول کرے

ایں جنایت بر تنِ و عرضِ ویست — زخم بر رگہائے آں نیکو پے ست

یہ ظلم اُس پر اور اُس کی آبرو پر ہوا ہے — زخم اُس نیک خصلت کی رگوں پر لگا ہے

گرچہ نفسِ واحدیم از روئے جاں — ظاہراً دوریم ازیں سُو دو زیاں

اگرچہ جان کے اعتبار سے ہم ایک ذات ہیں — اس نفع اور نقصان کے اعتبار سے بظاہر ہم دور ہیں

تہمتے بر بندہ شہ را عار نیست — جز مزیدِ حلم و استظہار نیست

غلام پر تہمت شاہ کی ذلت نہیں ہے — مزید حلم اور بھروسے کے سوا کچھ نہیں ہے

متہم را شاہ چوں قاروں کُند — بیگنہ را تو نظر کن چوں کُند

جبکہ شاہ تہمت کردہ کو قارون بنا دیتا ہے — تو غور کر بے قصور کو وہ کیا بنائے گا؟

شاہ را غافل مداں از کارِ کس — مانعِ اظہارِ آں حلم ست و بس

شاہ کو کسی کے کام سے غافل نہ سمجھ — اُسکے ظاہر کرنے کے لئے فقط حلم مانع ہے

مَنْ ھُنَا یَشْفَعُ بہ پیشِ علمِ اُو — لا اُبالی وار اِلّا حِلمِ اُو

اُسکے علم کے آگے وہاں کون ہے جو سفارش کرسکے؟ — لاپروائی کے ساتھ سوائے اُس کے حلم کے

آں گنہ اوّل ز حلمش میجہد — ورنہ ہیبت آں مجالش کے دہد

خطا پہلے پہل اُسکے حلم کی بنیاد پر صادر ہوئی ہے — ورنہ خوف اُس کو کب گنجائش دیتا؟

خونبہائے جُرمِ نفسِ قاتلہ — ہست بر حلمش دیت بر عاقلہ

قاتل نفس کے جرم کا خونبہا — اُسکی بُردباری پر ہے (جیسا کہ) عاقلہ پر دیت

مست و بیخود نفسِ ما زاں حلم بُود — دیو در مستی کلاہ از وے رُبُود

ہمارا نفس اس حلم سے مست اور بیخود تھا — مستی میں شیطان اُس کی ٹوپی لے بھاگا

گر نہ ساقی حلم بُودے بادہ ریز — دیو با آدم کجا کردے ستیز

اگر حلم کا ساقی شراب چھلکانے والا نہ ہوتا — شیطان، آدمؑ سے کب جھگڑا کرتا؟

لہ حوالہ۔ بادشاہ نے ایاز کو بلا کر اُن امیروں کو اُسکے حوالہ کر دیا۔ ایں جنایت بادشاہ نے کہا تمہارا ظلم و زیادتی ایاز کے جسم اور آبرو پر ہوئی ہے۔ گرچہ۔ اگرچہ ایاز اور میں دو نہیں ہیں لیکن اس معاملہ میں یگانگت نہیں ہے۔ تہمتے۔ اگر بادشاہ کے غلام پر کوئی تہمت لگائے تو بادشاہ ذلیل نہیں ہوتا ہے، غلام ذلیل ہوتا ہے لہذا اس معاملہ کا تعلق باوجود یگانگت کے ایاز ہی سے ہے۔

لہ جز۔ اگر کوئی شاہ کا مجرم بھی کرتا ہے تو وہ اُس کے حلم کے بھروسہ پر کرتا ہے۔ شاہ۔ شاہ کو جرم کا علم بھی ہوتا ہے تو اپنے حلم کی وجہ سے اُس کا اظہار نہیں کرتا ہے۔ مَنْ ھُنَا۔ چونکہ بادشاہ کو مجرم کا پورا علم ہوتا ہے تو سفارش صرف اُس کے حلم کی چلتی ہے۔ آں گنہ۔ شاہ کے حلم کی وجہ سے خطاکار کو ہمت ہو جاتی ہے ورنہ ہیبت اُس کو خطا کرنے کا موقع نہ دے۔

لہ خونبہائے۔ اگر کوئی قتل میں خطا کرتا ہے تو اُس کے رشتہ داروں کو دیت دینی پڑتی ہے چونکہ قاتل انہی رشتہ داروں کے سہارے کی امید پر قتل کرتا ہے۔ اسی طرح خطاکار شاہ نے حلم کے سہارے خطا کرتا ہے تو اُسکی خطا کی ذمہ داری بھی شاہ کے حلم پر آتی ہے۔ مست۔ شاہ کے حلم کی مستی خطا کا پرچار ہو جاتی ہے۔ اس حالت میں شیطان اُس کو بے ادب کر دیتا ہے۔ گر نہ۔ اگر حضرت آدمؑ حلم خداوندی پر بھروسہ نہ ہوتا تو شیطان اُن کا کچھ نہ بگاڑ سکتا تھا۔

گاہ[1] علمِ آدمؑ ملائک را کہ بود — اُوستادِ علم و نقادِ نقود

ملائک کے اعتبار سے آدمؑ کے علم کا جو رتبہ تھا — علم کے اُستاد اور نقدوں کو پرکھنے والے تھے

چونکہ در جنت شرابِ حلم خورد — شد ز یک بازیِ شیطاں روی زرد

چونکہ اُنھوں نے جنت میں حلم کی شراب پی — شیطان کے ایک داؤں سے شرمندہ ہوگئے

آں بلاذُرہائے تعلیمِ دوود — زیرک و دانا و چستش کردہ بود

اللہ (تعالیٰ) کی تعلیم کے بھلاوؤں سے — اُنکو ذہین، دانشمند اور چست کر دیا تھا

باز آں افیونِ حلمِ سخت اُو — دُزد را آورد سوئے رختِ اُو

پھر اُس کے انتہائی حلم کی افیون نے — اُنکے سامان کی جانب چور کو روانہ کر دیا

عقل آمد سوئے حلمش مستجیر — سا فیم تو بودہ دستم بگیر

عقل، اُسکے حلم کی جانب پناہ پکڑتی ہوئی آئی — میرا ساقی تو تھا میری دستگیری کر

فرمودنِ[2] شاہ ایاز را کہ اختیار کن از عفو و مکافات کہ از عدل

بادشاہ کا ایاز سے فرمانا کہ بدلے اور معاف کرنے میں سے جو بھی پسند کرے اختیار کر کیونکہ انصاف

و لطف ہر چہ کنی اینجا صوابست و در ہر یکے را مصلحتہاست

اور مہربانی میں سے جو بھی تو کریگا اس مقام پر درست ہے اور ہر ایک میں مصلحتیں ہیں

کہ در ہر عدل ہزار لطف درجست و لکم فی القصاص حیاۃ

اسلئے کہ انصاف میں ہزاروں مہربانیاں درج ہیں اور تمہارے لئے بدلہ لینے میں زندگی ہے

آنکس کہ کراہت میدارد قصاص را درین یک حیات

جو شخص بدلہ لینے کو ناپسند کرتا ہے اُس میں قاتل کی ایک زندگی

قاتل نظر میکند و در صد ہزار حیات کہ معصوم و محفوف

پر نظر کرتا ہے اور وہ اُن لاکھوں زندگیوں کو جو سزا کے خوف کے

خواہد شدن در حصنِ بیم سیاست نمی نگرد

قلعے میں محفوظ اور مامون ہوگئی، نہیں دیکھتا ہے

کن میانِ مجرماں حکم اے ایاز — اے ایازِ پاک با صد احتراز

اے ایاز! مجرموں کا فیصلہ کر — سیکڑوں پرہیزگاروں کے ذریعہ پاک اے ایاز!

گر[3] دو صد بارت بجوشم در عمل — در کفِ جوشت نیابم یک دغل

اگر میں تجھے دو سو بار (بھی) کام میں جوش دلاؤں — تیرے جوش کے جھاگ میں ایک خرابی (بھی) نہ پاؤں

[1] گاہ۔ آدمؑ کو ملائکہ سے زیادہ علم حاصل تھا لہٰذا شیطان انکو دھوکہ نہ دے سکتا تھا لیکن چونکہ آدمؑ نے جنت میں اللہ کے حلم کا جام پی لیا تھا تو اُن سے خطا سرزد ہوگئی۔ بلاذر۔ بھلاوا۔ اُس کو مذبر کرکے کھانا ذہن کے لئے بہت مفید ہے۔ باز آں۔ حضرت آدمؑ نے اللہ تعالیٰ کے حلم کی افیون کھالی جس سے اُن پر غفلت طاری ہوگئی عقل۔ پھر اُس غلطی سے اُن کی عقل نے اللہ کی بردباری سے پناہ پکڑی۔

[2] فرمودن۔ بادشاہ نے ایاز سے کہا اب تو جو چاہے کر۔ معاف کر دے یا بدلہ لے لے عدل کر یعنی بدلہ لے لے مہربانی کر اور یہ بھی سمجھ لے کہ عدل یعنی بدلہ لینے میں سیکڑوں مہربانیاں پوشیدہ ہیں اس لئے کہ قصاص کے ڈر سے جانیں محفوظ ہو جاتی ہیں اسی لئے قرآن نے قصاص کو حیات قرار دیا ہے جو شخص معاف کرتا ہے وہ قاتل کی ایک جان کی طرف تو دھیان دیتا ہے لیکن اُن جانوں کی طرف نظر نہیں کرتا ہے جو قصاص کے ڈر سے محفوظ رہتی ہیں۔

[3] گر دو صد۔ انسان جوش میں راہ اعتدال چھوڑ بیٹھتا ہے لیکن ایاز سے یہ ممکن نہیں ہے۔

زامتحانہا جملہ از تو شرمسار — زامتحان[1] شرمندہ خلقے بے شمار

آزمائشوں کی وجہ سے سب تجھ سے شرمندہ ہیں — آزمائش سے بے شمار مخلوق شرمندہ ہوئی ہے

کوہ و صد کوہ است این حلم نیست — بحر بے قعر است تنہا علم نیست

یہ حلم ہی نہیں ہے، پہاڑ اور سیکڑوں پہاڑ ہے — صرف علم ہی نہیں ہے، بلکہ اتھاہ سمندر ہے

ورنہ من آں چارقم واں پوستیں — گفت من دانم عطائے تست این

ورنہ میں تو وہی چپل اور وہی پوستین ہوں — اُس نے کہا میں جانتا ہوں یہ آپکی دین ہے

ہر کہ خود بشناخت یزداں را شناخت — بہر این[2] پیغمبر این را شرح ساخت

جس نے اپنے آپ کو پہچانا اُس نے خدا کو پہچان لیا — اسی لئے پیغمبر نے اس کی شرح کی ہے

باقی اے خواجہ عطائے اوست این — چارقت نطفہ است و خونت پوستیں

اے جناب! باقی یہ اُس کی دین ہے — تیرا چپل نطفہ ہے اور تیرا خون پوستین ہے

تو مگو کہ نیستش جز این قدر — بہر آں دادست تا جوئی دگر

تو نہ کہہ کہ اُسکے پاس اسکے سوا نہیں ہے — تجھے سکے دیا ہے تاکہ تو اور طلب کرے

تا بدانی دخل و نخل بوستاں — زاں نماید چند سیب آں باغباں

تاکہ تو باغ کی آمدنی اور درختوں کو سمجھ سکے — باغباں چند سیب اس لئے دکھاتا ہے

تا بداند گندم انبار را — کف[3] گندم زاں دہد خریار را

تاکہ وہ ڈھیر کے گیہوں کو سمجھ جائے — ایک مٹھی گیہوں خریدار کو اس لئے دیتا ہے

تا شناسی علم او را مستزاد — نکتہ زاں شرح گوید اوستاد

تاکہ تو اُس کے علم کو مزید سمجھ جائے — اُستاد اُس شرح میں سے ایک نکتہ بیان کر دیتا ہے

دورت اندازد چناں کز ریش خس — ور بگوئی خود ہمینش بود و بس

تجھے اس طرح دور پھینک دیگا جسطرح داڑھی سے تنکا — اگر تو کہے، کہ اُس کے پاس بس یہی تھا

دادِ نادر در جہاں بنیاد نہ — اے ایاز از کنوں بیاور داد دہ

دنیا میں عجیب انصاف کی بنیاد رکھدے — اے ایاز! اب آ اور انصاف کر

ور طمع بر عفو و حلمت می تنند — مجرمانت مستحق کشتنند

اور تیری معافی اور حلم کے لالچ پر قائم ہیں — تیرے مجرم گردن زدنی ہیں

علاوہ اور کوئی علم نہیں ہے تو اُستاد اُس کو درس سے نکال دیتا ہے۔ اے ایاز۔ بادشاہ نے ایاز سے کہا۔ مجرمانت۔ یہ چند قتل کے مستحق ہیں لیکن تیری بردباری اور عفو کے طالب ہیں۔

---

[1] زامتحان۔ مخلوقات کا امتحان کرکے سب سے لوگ شرمندہ ہوئے ہیں اب یہ لوگ بھی تجھ سے شرمندہ ہیں۔ تجھ پر ظرف دریائے علم ہی نہیں ہے بلکہ وہ علم کا بے تھاہ دریا ہے وہ صرف بُردباری ہی نہیں ہے بلکہ بُردباری کا یہ بُردریا ہے۔ گفت۔ ایاز نے شاہ کی باتوں پر کہا کہ میں جانتا ہوں آپکی عطا اور دین ہے ورنہ میری حقیقت تو وہی چپل اور پوستین ہے۔

[2] بہر این۔ حدیث شریف ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ، جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اُس نے اپنے خدا کو پہچان لیا۔ چارقت۔ جس طرح ایاز کی چپل اور پوستین اُسکی ابتدا تھی اور بقیہ عروج شاہی عطیہ تھا اسی طرح انسان کی اصل مرد کا نطفہ اور عورت کے رحم کا خون ہے۔ بہر آں۔ یہ دنیاوی عطا اس لئے کی ہے تاکہ تو انکو دیکھکے اخروی عطا کا طلبگار رہے۔ زاں۔ دنیاوی عطا آخرت کا نمونہ ہے جس طرح چند سیب باغ کے نمونے کے طور پر دکھلائے جاتے ہیں۔

[3] کف۔ گیہوں کے ڈھیر کی بانگی دکھا دی جاتی ہے نکتہ۔ اُستاد ایک معمولی نکتہ بیان کرتا ہے تاکہ شاگرد اُسکے علوم کو جان کر اُن کا طالب بنے۔ ور۔ اگر شاگرد استاد کے نکتہ کو سن کر یہ کہدے کہ بس اُستاد کے پاس اتنا ہی تھا

تا کہ[۵۱] رحمت غالب آید یا غضب — آبِ کوثر غالب آید یا لہب

تاکہ (دیکھیں) کہ رحمت غالب آتی ہے یا غصہ — آبِ کوثر غالب آتا ہے یا لپٹ

از پئے مردم ربائی ہر دو ہست — شاخِ حلم و خشم از عہدِ اَلَست

انسانوں کی کشش کے لئے دونوں ہیں — حلم اور غصہ کی شاخ عہدِ اَلَست کے وقت ہی

بہرِ ایں لفظِ اَلَستُ مُتبیں — نفی و اثباتست در لفظے قریں

اسی لئے واضح لفظ اَلَستُ میں — نفی اور اثبات ایک لفظ میں ملا ہوا ہے

زانکہ استفہام اثباتست ایں — لیک در وے لفظِ لَیس شد دفیں

کیونکہ استفہام یہ اثبات ہے — لیکن اُس میں لَیس کا لفظ چھپا ہوا ہے

ترک کُن تا ماند ایں تقریرِ خام — کاسۂ[۵۲] خاصاں مَنہ بر خوانِ عام

رہنے دے، تاکہ یہ تقریر ناقص رہے — خواص کا پیالہ عوام کے دسترخوان پر نہ رکھ

قہر و لطفے چوں صبا و چوں وبا — آں یکے آہن رُباویں کہرُبا[۵۳]

قہر اور مہر صبا اور وبا کی طرح ہے — ایک مقناطیس اور یہ کہربا ہے

میکشد حق راستاں را تا رشد — قسمِ باطل باطلاں را میکشد

اللہ (تعالیٰ) سچوں کو ہدایت کیجانب کھینچتا ہے — باطل فریق، بُرے لوگوں کو کھینچتا ہے

معدہ حلوائی بُود حلوا کشد — معدہ صفرائی بُود سرکا کشد

حلوے والا معدہ ہو تو حلوے کو کھینچتا ہے — صفرے والا معدہ ہو تو سرکہ کو کھینچتا ہے

فرشِ سُوزاں سردی از جانش بَرد — فرشِ افسردہ حرارت را خورد

گرم فرش بیٹھنے والے کی ٹھنڈک دور کر دیتا ہے — ٹھنڈا فرش، گرمی کو کھا جاتا ہے

دوست بینی از تو رحمت می جہد — خصم بینی از تو سطوت می جہد

تو دوست کو دیکھتا ہے تو تجھ سے رحمت ٹپکتی ہے — تو دشمن کو دیکھتا ہے تو تجھ میں سے دبدبہ ٹپکتا ہے

نور بینی روشنی بیروں جہد — نار بینی یا دُخاں ظلمت دہد

تو نور دیکھتا ہے، تو روشنی باہر آتی ہے — تو آگ یا دھواں دیکھتا ہے تو تاریکی پیدا ہوتی ہے

---

[۵۱] تاکہ۔ اب یہ دیکھا ہے تو اُن پر رحم کرتا ہے یا عذاب نازل کرتا ہے، رحم آبِ کوثر اور عذاب لپٹ ہے۔ اُن پے روزیاں سے حلم و غصہ دونوں صفتیں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ کرتی ہیں۔ بہرِ ایں۔ حلم اور خشم کی صفت کی طرف اشارے کے لئے اَلَستُ بِرَبِّکُم میں نفی بھی ہے اور اثبات بھی ہے۔ زانکہ۔ اَلَستُ میں ہمزۂ استفہام انکار کے لئے ہے اَلَستُ بِرَبِّکُم میں داخل ہے جو خود انکار کے معنی میں ہے اور انکار کا انکار اثبات ہوتا ہے لہٰذا اس سے اللہ کی ربوبیت ثابت ہوگئی جس کا مقتضی حلم ہے اور اَلَستُ بِرَبِّکُم کے معنی ہیں "میں تمہارا رب نہیں ہوں" تو ربوبیت کے انکار کا مقتضی غضب ہے لہٰذا یہ اَلَستُ بِرَبِّکُم کا جملہ دونوں صفتوں کیطرف اشارہ ہے۔

[۵۲] کاسۂ خاصاں۔ اب یہ بات کہ ربوبیت کا نہ ہونا حدیثِ احدیت محض کی بات ہے تو یہ خواص کو سمجھانے کی ہے عوام کے سامنے اس کی تقریر مناسب نہیں ہے۔ قہر و لطفِ اللہ تعالیٰ کی یہ دونوں صفتیں صبا اور وبا کی طرح ہیں صبا پرورش کرتی ہے، وبا فنا کرتی ہے ان میں سے ایک مقناطیس ہے جو لوہے کو کھینچتا ہے یعنی صفتِ قہر سنگ دلوں کے لئے ہے اور دوسری صفت جلد اور لطف یہ ہے کیطرح ہے جو نرم قلوب کو اپنی طرف مائل کرتی ہے۔ آہن رُبا۔ مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے۔

[۵۳] کہرُبا۔ وہ پتھر جو تنکے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ میکشد۔ دنیا میں حضرتِ حق کی دونوں صفتوں کا ظہور ہے اسکا باری ہونا راستبازوں کی کشش کرتا ہے اور اُسکا مُضِل ہونا غلطکاروں کی کشش کرتا ہے، غرض کہ اعیانِ ثابتہ کی جیسی جیسی استعداد ہے اُنکے مطابق اسکا میلان ہے۔ معدہ۔ دنیا میں ہر چیز کی کشش اپنی ہم جنس کیطرف ہے۔ معدہ کا یہی حال ہے فرش کا یہی حال ہے دوست اور دشمن کا یہی حال ہے نور و نار کا یہی حال ہے۔

خصم[۵۱] و یار و نور و نار و فخر و عار — تخت و دار و برد و حار و ورد و خار

دشمن اور دوست، نور اور نار، فخر اور ذلت — تخت اور سولی، ٹھنڈا اور گرم، پھول اور کانٹا

مور و مار و پود و تار و زیر و زار — ہر یکے با جنسِ خود بر می شمار

چیونٹی اور سانپ، تانا اور بانا، گانا اور رونا — ہر ایک کو اپنی جنس کے ساتھ گن لے

تعجیل فرمودنِ بادشاہ ایاز را کہ زود ایں حکم را بہ فیصل رساں

بادشاہ کا ایاز کو جلدی کرنے کا حکم دینا کہ جلد اس حکم کا فیصلہ کر دے

و منتظر مدار و اِنَّ رَبَّنَا مَعَکُمْ اَلْاِنْتِظَارُ مَوْتٌ اَحْمَرُ و جواب

اور منتظر نہ رکھ اور "ہمارے پاس بہت وقت ہے" نہ کہہ کیونکہ انتظار سرخ موت ہے اور ایاز

گفتنِ ایاز بادشاہ را و عجز آوردنِ او

کا بادشاہ کو جواب دینا اور اس کا معذوری ظاہر کرنا

اے ایاز ایں کار را زُو تر گذار — زانکہ نوعِ انتقام ست انتظار

اے ایاز! یہ کام جلد کر لے — کیونکہ انتظار (بھی) ایک قسم کا بدلہ ہے

گفت[۵۲] اے شہ جملگی فرماں ترا ست — با وجودِ آفتاب اختر فناست

اس نے کہا اے بادشاہ! سب حکم آپ کا ہی ہے — سورج کے ہوتے ہوئے ستارہ معدوم ہے

زہرہ کہ بود یا عطارد یا شہاب — کہ بروں آید بہ پیشِ آفتاب

زہرہ یا عطارد یا شہاب کون ہوتا ہے؟ — کہ سورج کے سامنے باہر آئے

گر ز دلق و پوستیں بگذشتمے — کہ چنیں تخمِ ملامت کشتمے

اگر میں گدڑی اور پوستین سے (آگے) بڑھتا — تو ملامت کا ایسا بیج کب بوتا؟

قفل کردن بر درِ حجرہ چہ بود — در میانِ صد خیالاتِ حسود

حجرہ کے دروازے پر قفل لگانا کیا تھا؟ — حاسد کے سیکڑوں خیالات کے درمیان

دست[۵۳] در کردہ درونِ آبجو — ہر یکے زیشاں کلوخِ خشک جو

نہر کے پانی میں ہاتھ ڈبوئے ہوئے — ان میں سے ہر ایک خشک ڈھیلا تلاش کرنے والا ہے

پس کلوخِ خشک در جو کے بود — ماہیِ با آب عاصی کے شود

تو نہر میں خشک ڈھیلا کہاں ہوتا ہے؟ — پھلی، پانی کی نافرمان کب ہوتی ہے؟

بر منِ مسکیں جفا دارند ظن — کہ وفا را شرم می آید ز من

مجھ ایسے عاجز پر ناحق بدگمانی کرتے ہیں — کہ وفا کو مجھ سے شرم آتی ہے

---

۵۱ خصم۔ عرض کرکات میں سے ہر ایک چیز اپنی جنس کی کشش کرتی ہے۔ تعجیل فرمودن۔ شاہ نے ایاز سے کہا کہ مجرموں کا جلد فیصلہ کر۔ انتظار کی تکلیف موت سے زیادہ ہے مشہور مقولہ ہے اَلْاِنْتِظَارُ اَشَدُّ مِنَ الْمَوْتِ وَالْاَیَّام۔ معاملہ کو ٹالنے کا داعیہ یہی ہوتا ہے کہ انسان سوچتا ہے کہ اس کام کے کرنے کا بہت وقت ہے۔ زانکہ۔ مجرم کو انتظار میں رکھنا بھی ایک قسم کی سزا ہے۔

۵۲ گفت۔ ایاز نے عذر کیا کہ مجرموں کا فیصلہ کرنا شاہ کا کام ہے، شاہ کے سامنے میری مثال ایسی ہی ہے جیسی زہرہ اور عطارد، اور شہاب ثاقب کی سورج کے سامنے کوئی حقیقت نہیں ہے۔ گر ز دلق۔ اگر میں اپنی حقیقت چیتھڑے اور گدڑی سے زیادہ سمجھتا تو اس چیتھڑے اور گدڑی کی حفاظت کرکے اس حالت میں کیوں مبتلا ہوتا کہ دشمن مجھے ملامت کریں اور حاسد طرح طرح خیالات قائم کریں۔

۵۳ دست در کردہ۔ ان حاسدوں کی حالت تو اس شخص کی سی ہے جو نہر میں ہاتھ اسلئے ڈالے کہ اس میں سے خشک ڈھیلا نکال لے پس نہر میں خشک ڈھیلا تلاش کرنا اور پھلی کو خشک زمین میں تلاش کرنا یکساں ہے۔ بر منِ۔ ان حاسدوں نے مجھے صاحب جفا سمجھا اور

گر نبودے[1] زحمتِ نامحرمے — چند حرفے از وفا واگفتمے

اگر نامحرم کی پریشانی نہ ہوتی — تو میں وفا کے بارے میں چند باتیں کہتا

چوں جہانے شبہت و اشکال جوست — حرف میرانیم ما بیروں ز پوست

چوں کہ دنیا شبہ اور اشکال کی طلبگار ہے — ہم چھلکے سے باہر کی گفتگو کرتے ہیں

گر تو خود را بشکنی مغزے شوی — داستانِ مغزِ نغزے بشنوی

اگر تو اپنے آپ کو شکستہ کریگا، مغز بنجائیگا — تو عمدہ مغز کی باتیں سنے گا

جوز[2] را در پوستہا آواز ہاست — مغز و روغن را خود آواز کجاست

اخروٹوں کے چھلکوں میں رہتے ہوئے آوازیں ہیں — مغز اور روغن کی خود آواز کہاں ہے

دارد آوازے نہ اندر خورد گوش — ہست آوازش نہاں در گوشِ ہوش

وہ آواز رکھتا ہے لیکن کان کے لائق نہیں ہے — اس کی آواز ہوش کے کان میں پوشیدہ ہے

گر نہ خوش آوازیِ مغزے بود — ژغژغِ آوازِ قشری کہ شنود

اگر مغز کی خوش آوازی نہ ہوتی — چھلکے کا کھڑکا کون سنتا!

ژغژغِ آں زاں تحمل میکنی — تا کہ خاموشانہ بر مغزے زنی

اس کی کھٹ کھٹ کو تو اسلئے برداشت کرتا ہے — تاکہ چھلکے سے مغز تک پہنچ جائے

چند[3] گاہے بے لب و بے گوش شو — وانگہاں چوں لب حریفِ نوش شو

کچھ مدت تک بغیر ہونٹ اور کان کے بن جا — پھر ہونٹ کی طرح شہد کا ساتھی بن

چند گفتی نظم و نثر و راز فاش — خواجہ یک روز امتحاں کن گنگ باش

تو نے نظم اور نثر اور راز کھل کر بہت کہے — صاحب! ایک روز آزمائے گونگا بن جا

چند تختی تلخ و تیز و شور و کز — ہم یکے بار امتحاں شیریں بپز

تو نے کڑوی اور تیز اور کھاری اور کسیلی بہت پکائی — ایک دن امتحان کے لئے میٹھی بھی پکالے

چند خوردی چرب و شیریں از طعام — امتحاں کن چند روزے در صیام

تو نے میٹھا اور روغنی بہت کھانا کھایا — چند دن روزے میں آزمالے

چند شبہا خواب را گشتی اسیر — یک شبے بیدار شو دولت بگیر

تو بہت سی راتوں میں نیند کا قیدی بنا — ایک رات بیدار رہ، دولت حاصل کرلے

چند تختی۔ روزمرہ کی عادت کے خلاف کچھ مجاہدہ کرلو لذیذ کھانے بہت کھائے ہیں کچھ دن روزے رکھ کر دیکھو، راتوں کو خوب سویا ہے کبھی بیداری کی دولت بھی حاصل کر

---

[1] مطلب تو ہے۔ مولانا فرماتے ہیں سننے والے اہل بیں ہیں ورنہ میں وفا کے مضمون کو واضح کرکے بیان کرتا۔ چوں جہانے۔ چونکہ عوام حقائق کے بیان میں شبہے اور اشکالات پیش کرنے لگے ہیں اس لئے ان کو وہ سمجھ نہ مشکل ہے لہٰذا ہم معمولی باتیں ان کو سنا دیتے ہیں۔ گر تو۔ اگر تم مجاہدہ کرکے ذریعہ اپنے جسم کے چھلکے کو توڑ دوگے تو مغز بن جاؤگے پھر مغز کی بات سمجھ لوگے۔

[2] جوز۔ جب تک اخروٹ کی گری چھلکے میں ہے تو وہ بجتی ہے جب چھلکا ٹوٹ جائے تو پھر وہ کھڑکھڑاہٹ ختم ہوجاتی ہے۔ روغن۔ مغز میں بھی آواز ہے لیکن جسم کے کان سے سننے کی نہیں ہے وہ عقل کے کان سے سننے کی ہے گرنہ۔ اگر مغز میں آواز نہ ہوتی تو چھلکے کی آواز کو سننا کون پسند کرے۔ ژغژغ۔ چھلکے کی آواز اس لئے برداشت کی جاتی ہے کہ مغز تک رسائی ہوجائے۔

[3] چند گاہے۔ انسان مجاہدوں سے لب و گوش بن جائے تب اس کا لب اسرار کا شہد چکھتا ہے۔ چند گفتی۔ انسان ہر وقت بولتا ہے کبھی نظم کہتا ہے کبھی نثر، کسی دن آزمائشی طور پر وہ خاموش بھی ہوکر دیکھے تو خاموشی کے فوائد سامنے آئیں گے۔

روز ہا بُردی بسر در ہزل و جد — روز کے دو جہد را شو مُستعد

تو نے بہت سے دن سنجیدہ بات اور مذاق میں گزار دیئے — دو روز کوشش کے لئے مستعد بن جا

حکایت در تقریر ایں سخن کہ چندیں گاہ گفتگو را آزمودیم مُدتے

اس بات کو واضح کرنے کے لئے ایک حکایت کہ اتنے وقت ہم نے گفتگو کو آزمایا، کچھ مدت

صبرِ خاموشی نیز بیازمائیم

تک خاموشی کے صبر کو بھی ہم آزماتے ہیں

آں یکے را در قیامت زانتباہ — در کف آمد نامۂ عصیاں سیاہ

تنبیہ حاصل کرنے کیلئے قیامت میں ایک شخص کے — ہاتھ میں گناہوں کا سیاہ اعمالنامہ آگیا

سر سیہ چوں ناصہائے تعزیہ — پُر معاصی متنِ نامہ و حاشیہ

تعزیت کے خطوں کی طرح اسکی پیشانی کالی تھی — اعمالنامہ کا متن اور حاشیہ گناہوں سے پُر تھا

جملہ فسق و معصیت آں یکسری — ہمچو دارالحرب پُر از کافری

وہ پورا کا پورا فسق اور گناہ تھا — دارالحرب کی طرح کفر سے پُر تھا

آنچناں نامہ پلید و پُر وبال — در یمیں ناید در آید در شمال

ایسا اعمالنامہ ناپاک اور وبال سے بھرا ہوا — دائیں ہاتھ میں نہیں آتا، بائیں ہاتھ میں آتا ہے

خود ہم اینجا نامۂ خود را ببیں — دستِ چپ را شاید آں یا در یمیں

اس جگہ خود اپنے اعمالنامہ کو دیکھ لے — وہ بائیں ہاتھ کے لائق ہے یا دائیں کے

موزۂ چپ کفشِ چپ ہم در دکاں — آں چپ دانیش پیش از امتحاں

بائیں موزے، بائیں جوتے کو بھی دکان میں — تو آزمانے سے پہلے ہی اسکو بایاں سمجھ لیتا ہے

چوں نباشی راست میداں کہ چپی — ہست پیدا نعرۂ شیر و کپی

جب تو دایاں نہیں ہے، سمجھ لے بایاں ہے — شیر اور بندر کا نعرہ واضح ہے

آنکہ گل را شاہد و خوشبو کند — ہر چپے را راست فضلِ او کند

وہ جو پھول کو محبوب اور خوشبودار بنا دیتا ہے — اُس کی مہربانی بائیں کو دایاں کر دیتی ہے

ہر شمالے را یمینی او دہد — بحر را ماءِ مَعینے او دہد

وہ ہر بائیں کو دایاں پن دے دیتا ہے — سمندر کو بہتا پانی وہ عنایت کرتا ہے

گر چپی با حضرتِ او راست باش — تا ببینی دست بُردِ لطفِ اُش

اگر تو بایاں ہے اُسکے دربار میں دایاں بنو — تاکہ تو اُس کی مہربانیوں کا غلبہ دیکھے

---

۱ روز ہا۔ عمر کا زیادہ حصہ ہزل و ہزل میں گذارا ہے اب کچھ مجاہدہ کرکے دیکھ حکایت پہلے اشعار میں خاموشی اور صبر اختیار کرنے کی تلقین تھی۔ اس حکایت میں بھی خاموشی اور صبر کے ساتھ اعمالنامہ پر غور کرنے کی ہدایت ہے۔ تعزیت۔ کسی کے مرنے پر تعزیت کا جو خط لکھا جاتا تھا اسکے اطراف کو سیاہ کر دیا جاتا تھا، اب بھی اخبارات میں موت کی خبر کو سیاہ بوڈر کے اندر شائع کیا جاتا ہے۔ دارالحرب۔ وہ ملک جہاں کفر کے احکام جاری ہوں۔ در یمیں۔ دایاں ہاتھ بابرکت ہے اچھا اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں آئے گا۔

۲ خود ہم۔ انسان کو صبر و خاموشی سے اپنے اعمالنامہ پر اس دنیا میں غور کر لینا چاہئے۔ موزۂ چپ۔ دکان میں موزہ اور جوتہ دیکھ کر پہننے سے پہلے ہی پہچان لیتے ہو اسی طرح اعمالنامہ کو قبل از وقت پہچان لو۔ ہست۔ جسطرح بندر اور شیر کی آواز جداگانہ ہیں اسی طرح اچھے برے اعمالناموں کے آثار بھی جداگانہ ہیں۔ گل۔ اللہ کی قدرت میں ماہیت کو بدل دینا ہے وہ بُرے کو بھلا بنا سکتا ہے۔

۳ ہر شمالے۔ وہ ہر بُرائی کو بھلائی میں تبدیل کر دیتا ہے گر چپی۔ اگر انسان اسکے دائیں ہاتھ میں ہے تو اللہ کی مہربانیاں اسکو اس قابل بنا دیتی ہیں کہ اسکا اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں آئے۔

تو روا داری کہ ایں نامہ مہیں[1] — بگذرد از چپ در آید در یمین

کیا تو مناسب سمجھتا ہے کہ یہ ذلیل اعمالنامہ — بائیں ہاتھ سے گزر کر دائیں میں آئے؟

ایں چنیں نامہ کہ پُر ظلم و جفاست — کے بُود خود در خور اندر دستِ راست

ایسا اعمالنامہ جو ظلم اور زیادتی سے پُر ہو — دائیں ہاتھ کے مناسب کب ہوگا!

قصۂ زاہد و زنِ غیور و جفت شدنِ زاہد با کنیزک با کسے ماند

زاہد اور غیرتمند بیوی اور زاہد کا لونڈی سے ہمبستری کرنا ایسا ہی ہے

کہ سخن[2] گوید کہ حالِ اُو مناسب آں سخن وآں سخن مناسب

کہ کوئی شخص ایسی بات کہے کہ اُسکی حالت اُس بات کے مناسب اور وہ بات اُس کے

دعویٰ اُو نباشد چنانکہ کفرہ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

دعوے کے مناسب نہ ہو جیسا کہ کفار، اور اگر تو اُن سے دریافت کرے کہ آسمانوں

وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ خدمت بُت سنگیں کردن و جان و

اور زمین کو کس نے پیدا کیا وہ ضرور کہیں گے اللہ نے، پتھر کے بُت کی خدمت کرنا اور جان

زر فدائے اُو نمودن چہ مناسب باشد با جانیکہ داند کہ خالق

و مال کو اُس پر قربان کرنا کیا مناسب ہوگا اُس جان کیلئے جو جانتی ہے کہ

سمٰوات و ارضین آلہیست سمیعے و بصیرے حاضرے

آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنے والا سمیع اور بصیر، حاضر

و مُراقبے مستولئے و غیورے الخ

اور نگہبان غالب اور غیرتمند خدا ہے

زاہدے[3] را بُد یکے زن ہمچو حور — رشکناک اندر حقِ اُو بس غیور

ایک زاہد کی بیوی حور جیسی تھی — اُسکے بارے میں رشک کرنیوالی اور بہت غیرتمند تھی

زانکہ بُد زن را کنیزے مہوشے — در دلِ زاہد بُد از وے آتشے

کیونکہ بیوی کی ایک چاند جیسی لونڈی تھی — زاہد کے دل میں اُس کے عشق کی آگ تھی

زن ز غیرت پاسِ شوہر داشتے — با کنیزک خلوتش نگذاشتے

بیوی غیرت کیوجہ سے شوہر کی نگرانی کرتی — اُسکو تنہائی میں لونڈی کے پاس نہ چھوڑتی

مُدتے زن شد مُراقب ہر دو را — تا کہ شاں فرصت نیفتد در خلا

ایک مدت تک بیوی دونوں کی نگران رہی — تاکہ اُنہیں تنہائی میں موقع نہ ملے

---

[1] مہیں۔ ذلیل۔ قصہ۔ پہلے بتایا تھا کہ ظلم و جفا سے پُر اعمالنامہ دائیں ہاتھ کے قابل نہیں اب بتایا ہے کہ نجاست سے ملوث اعضا نماز کے لائق نہیں ہیں۔

[2] سخن۔ انسان وہ بات کہے جس کی تائید اُس کا عمل کرے کفار زبان سے خدا کے وجود کا اقرار کرتے ہیں عمل یہ ہے کہ بتوں کے سامنے سجدے کرتے ہیں۔

[3] زاہد۔ زاہد سے مراد وہ بندگی ہے جس میں زہد نہ ہو۔ زنکہ۔ یہ پہلے شعر کے دوسرے مصرع کی علت ہے۔ آتشے یعنی وہ زاہد اُس لونڈی پر عاشق تھا۔ مُراقب۔ نگراں۔ خلا۔ خلوت، تنہائی۔

تا[1] در آمد حکم و تقدیر الٰہ — عقلِ حارس خیرہ سرگشت و تباہ
یہاں تک کہ اللہ کا حکم اور تقدیر آپہنچی — نگہبان (بیوی) کی عقل ناکارہ اور تباہ ہوگئی

حکم و تقدیرش چو آید بیوقوف — عقل کہ بود در قمر افتد خسوف
اطلاع کے بغیر جب اُسکا حکم اور تقدیر آتی ہے — عقل کیا چیز ہے؟ چاند میں گرہن آجاتا ہے

بُود در حمّام آں زن ناگہاں — یادش آمد طشت و در خانہ بُد آں
وہ بیوی حمام میں تھی، اچانک — اُس کو طشت یاد آیا اور وہ گھر میں تھا

با کنیزک گفت رو ہیں مُرغ وار — طشت سیمیں را ز خانہ ما بیار
لونڈی سے کہا، خبردار! پرندکی طرح جا — ہمارے گھر سے چاندی کا طشت لے آ

آں[2] کنیزک زندہ شد چوں ایں شنید — کو بخواجہ ایں زماں خواہد رسید
جب اُس لونڈی نے یہ سنا اُسمیں جان پڑگئی — کہ وہ اسوقت آقا کے پاس پہنچ جائیگی

خواجہ در خانہ ست و خلوت ایں زماں — پس دواں شد سوئے خانہ شادماں
آقا گھر میں ہے اور اس وقت تنہائی ہے — تو خوشی خوشی گھر کی طرف دوڑی

عشقِ شش سالہ کنیزک را بدایں — کہ بیابد خواجہ را خلوت چنیں
لونڈی کی چھ سال سے یہ خواہش تھی — کہ وہ آقا کو ایسی تنہائی میں پائے

گشت[3] پرّاں جانبِ خانہ شتافت — خواجہ را در خانہ خوش خلوت بیافت
گھر کی جانب جلد دوڑ پڑی — آقا کو گھر میں اچھی تنہائی میں پایا

ہر دو عاشق را چناں شہوت ربود — کاحتیاط و یاد در بستن نبود
دونوں عاشقوں کو شہوت نے ایسا غافل کیا — کہ دروازہ کی کنڈی لگانا اور احتیاط یاد نہ رہی

ہر دو با ہم در خزیدند از نشاط — جاں بجاں پیوست آندم ز اختلاط
خوشی سے دونوں ایک دوسرے میں گھس گئے — اُس وقت وصل سے جان، جان سے پیوستہ ہوگئی

یاد آمد در زماں زن را کہ من — چوں فرستادم ورا سوئے وطن
اس وقت بیوی کو یاد آیا کہ میں نے — اُس کو وطن کی جانب کیوں بھیجا؟

پنبہ در آتش نہادم من بخویش — اندر افگندم قچ نر را بہ میش
میں نے خود روئی کو آگ میں رکھ دیا — میں نے نر مینڈھے کو بھیڑ پر ڈالدیا

گل فروشست از سر و بیجاں دوید — در پے او رفت و چادر می کشید
منہ سے مٹی دھوئی اور بدحال ہوکر دوڑی — اسکے پیچھے روانہ ہوئی اور چادر گھسیٹتی تھی

[1] تا در آمد۔ تقدیر اور حکم خداوندی کے بالمقابل عقل ناکارہ ہوجاتی ہے۔ حارس۔ نگراں۔ خیرہ سر۔ بیہودہ۔ بیوقوف۔ بغیر اطلاع۔ مرغ وار۔ پرندکی طرح۔

[2] آں کنیزک۔ اُس لونڈی کو بھی اپنے آقا سے چھ سال سے عشق تھا اور تنہائی کی خواہاں تھی اس موقع کو غنیمت سمجھ کر اُس میں جان پڑگئی اور اس خیال سے کہ آقا سے تنہائی میں مل لے گی گھر کی جانب دوڑ پڑی۔

[3] گشت۔ وہ لونڈی گھر پہنچی تو آقا کو خلوت میں پایا۔ در خوش۔ یعنی دروازے کی کنڈی لگانا۔ نشاط۔ خوشی۔ احتیاط۔ بیل جوں۔ وطن۔ یعنی گھر پہنچنا۔ لونڈی اور آقا کا تنہائی میں ملنا ایسا ہی ہے جیسا کہ روئی میں چنگاری ڈال دینا۔ قچ۔ مینڈھا۔ میش۔ بھیڑ۔ گل۔ یعنی وہ مٹی جو بالوں کو صاف کرنے کے لئے اُس نے سر پر لگا رکھی تھی۔

آں[1] ز عشقِ جاں دوید و ایں ز بیم — عشق کو و بیم کو فرقِ عظیم

وہ دل کے عشق سے دوڑی اور یہ خوف سے — کہاں عشق اور کہاں خوف، بڑا فرق ہے

سیرِ عارف ہر دمے تا تختِ شاہ — سیرِ زاہد ہر مہے یکروزہ راہ

عارف کی سیر ہر منٹ شاہ کے تخت تک ہے — زاہد کی سیر ہر مہینہ ایک دن کے راستہ پر ہے

گرچہ زاہد را بُود روزے شگرف — کے بُود یک روز او خمسین الف

اگرچہ زاہد کا ایک دن بھی غنیمت ہے — اُسکا ایک روز پچاس ہزار سال کا کہاں ہو سکتا ہے

قدر[2] ہر روزے ز عمرِ مردِ کار — باشد از سالِ جہاں پنجہ ہزار

کام کے انسان (عارف) کے ہر دن کی مقدار — زمانہ کے سال سے پچاس ہزار (سال) کی ہے

عقلہا زیں سر بُود بیرونِ در — زہرہ وہم ار بدرّد گو بدر

عقلیں اِس جانب سے دروازہ کے باہر ہیں — وہم کا پتہ اگر پھٹے تو کہدے پھٹ جا

ترسِ موئی نیست اندر پیشِ عشق — جملہ قربانند اندر کیشِ عشق

عشق میں بال برابر (بھی) ڈر نہیں ہے — عشق کے مذہب میں سب قرباں ہیں

عشق وصفِ ایزدست اما کہ خوف — وصفِ بندہ مبتلا ئے فرز و جوف

عشق اللہ کی صفت ہے لیکن خوف — شرمگاہ اور پیٹ (مبتلا) بندے کی صفت ہے

چوں یُحِبُّونَہٗ بخواندی از نبے — با یُحِبُّہُم شو قرین در مطلبے

جب تو نے قرآن میں یُحِبُّونَہٗ پڑھا — مطلب کے بارے میں یُحِبُّہُم کا ساتھی بن

پس[3] محبت وصفِ حق داں عشق نیز — خوف نبود وصفِ یزداں اے عزیز

پس محبت کو اللہ (تعالیٰ) کی صفت کہو عشق کو بھی — اے پیارے! خوف اللہ (تعالیٰ) کی صفت نہیں ہوتی ہے

وصفِ حق کو وصفِ مشتِ خاک کو — وصفِ بادث کو و وصفِ پاک کو

کجا اللہ (تعالیٰ) کی صفت کجا خاک کی مٹھی کی صفت — کہاں حادث کی وصف کہاں پاک کا وصف

شرحِ عشق ار من بگویم بر دوام — صد قیامت بگذرد و آں ناتمام

میں اگر مسلسل عشق کی شرح کروں — سو قیامتیں گذر جائیں اور ناتمام رہے

اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں" اِس آیت سے معلوم ہوا کہ محبت اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔

۳ پس محبت جب محبت اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ کی ہر صفت کمال سے متصف ہے اور محبت کے کمال کو ہی عشق کہا جاتا ہے لہٰذا عشق اللہ تعالیٰ کی صفت ہوا۔ انسان میں اگر عشق ہے تو وہ اسی صفت خداوندی کا پرتو ہے اصل نہیں ہے۔ وصفِ حق۔ عشق اور خوف میں بہت فرق ہے۔ شرحِ عشق۔ اللہ کی صفتِ عشق غیر محدود ہے اور قیامت تک کا زمانہ محدود ہے غیر محدود، محدود میں نہیں سما سکتا لہٰذا عشق خداوندی کا بیان قیامت تک بھی ممکن نہیں ہے۔

۱ آں۔ بی بی اور لونڈی کی روش میں بہت فرق تھا، بی بی ڈر سے بھاگ رہی تھی اور لونڈی عشق کی وجہ سے۔ سیرِ عارف۔ یہ حال عارف اور زاہد کی سیر کا ہے کہ عارف کی سیر عالم زمانہ ہے اور زاہد کی سیر حرکت کے ذریعہ۔ گرچہ۔ زمان و مکان کا قبض اور بسط اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے۔ فقیر کے لئے تھوڑا سا وقت بھی کراہیں قدر وسیع ہو جاتا ہے کہ وہ بڑے سے بڑا کام اُس تھوڑے وقت میں کر گذرتا ہے عارف کا ایک روز پچاس ہزار سال کی برابر بن جاتا ہے اور وہ قرب کے اُن مقامات کو جو زاہد پچاس ہزار سال میں طے کرے ایک دن میں طے کر لیتا ہے۔

۲ قدر۔ عارف اپنے ہر دن میں وہ کام کرتا ہے جو زاہد پچاس ہزار سال میں کر پاتا ہے۔ عقلہا۔ یہ زمانہ کے بسط اور قبض کا معاملہ عقل اور وہم نہیں سمجھ سکتے ہیں۔ عشق اور خوف کا فرق پھر بیان کیا ہے۔ مبتلائی۔ انسان شہوت اور بھوک کا غلام ہے لہٰذا اُس کی صفت خوف ہے اللہ کی صفت عشق ہے۔ چوں یُحِبُّونَہٗ۔ قرآن پاک میں ہے یُحِبُّہُم وَیُحِبُّونَہٗ "وہ ان تعالیٰ اُن سے محبت کرتا ہے اور وہ

زانکہ تاریخِ قیامت لا احدست — حد کجا آنجا کہ وصفِ ایزدست
کیوں کہ قیامت کی تاریخ محدود ہے — اُس کی انتہا کہاں، جو خدا کی صفت ہے

عشق[1] را پانصد پرست و ہر پرے — از فرازِ عرش تا تحت الثرے
عشق کے پانچسو پر ہیں اور ہر پر — عرش کی بلندی سے زمین کے نیچے تک ہے

زاہدِ با ترس می تازد بپا — عاشقاں پرّاں تر از برق و ہوا
خوف زدہ زاہد پاؤں سے دوڑتا ہے — عاشق بجلی اور ہوا سے زیادہ تیز اڑنے والے ہیں

چہ مجالِ بادیا برق اے پسر — چونکہ اُو در راہِ حق بکشاد پر
اے بیٹا! ہوا یا بجلی کی کیا مجال — جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں پَر کھولے

کے رسد ایں خائفاں در گردِ عشق — کاسمانرا فرش سازد دردِ عشق
پیچھے دوڑنے والے عشق کی گرد تک کہاں پہنچ سکتے ہیں — کیونکہ عشق کا درد آسمان کو فرش بنا دیتا ہے

جز مگر آید عنایتہائے ضو — کز جہان و زیں روش آزاد شو
اِس کے سوا کہ نور کی عنایتیں آجائیں — کہ دنیا اور اِس روش سے آزاد ہو جا

از قشِّ خود و زدشِّ خود بازرہ — کہ سوی شہ یافت آں شہبازرہ
اپنے مٹاپے اور اپنی رائش سے باز رہ — کیونکہ اسی شہباز نے شاہ کی جانب راستہ پایا ہے

ایں قشّ و دش ہست جبر و اختیار — از ورای ایں دو آمد جذبِ یار
یہ مٹاپا اور خود آرائی جبر اور اختیار ہے — دوست کی کشش اِن دونوں سے بالا ہے

رسیدن زن بخانہ و جدا شدنِ زاہد از کنیزک و رسوا شدن

بیوی کا گھر میں پہنچنا جانا اور زاہد کا لونڈی سے علیحدہ ہو جانا اور رسوا ہونا

چوں[3] رسید آں زن بخانہ در کشاد — بانگِ در در گوشِ ایشاں در فتاد
جب بیوی پہنچی اُس نے گھر کا دروازہ کھولا — دروازے کی آواز ان کے کان میں پڑی

آں کنیزک جست آشفتہ ز ساز — مرد بر جست و در آمد در نماز
وہ لونڈی پریشان حال ساز و سامان سے بھاگی — مرد کودا اور نماز میں لگ گیا

زن کنیزک را پژولیدہ بدید — درہم و آشفتہ و دنگ و مرید
بیوی نے لونڈی کو پریشان حال دیکھا — گڑبڑ اور برہم اور حیران اور سرکش

شوئی خود را دید قائم در نماز — در گماں افتاد زن زاں اہتزاز
اُس نے اپنے شوہر کو نماز میں کھڑے دیکھا — اِس حرکت سے بیوی شبہ میں پڑ گئی

[1] عشق را جس قدر زیادہ پَر ہوں گے اسی قدر پرواز زیادہ ہوگی۔ زاہد زاہد کے خوف کی سیر پاؤں کے ذریعہ ہے عارف کی پرواز پانچسو پروں والے عشق کے ذریعہ ہے جو بجلی ہوا اور بجلی کی پرواز راہِ خدا میں ممکن نہیں ہے۔ کے رسد۔ زاہد جو خائف ہے عشق کی گرد تک بھی نہیں پہنچ سکتا ہے۔

[2] جز مگر۔ اگر اللہ کا نورِ راہ کی رہنمائی کرے تو پھر اُس کو بھی عاشقانہ سیر حاصل ہو سکتی ہے۔ قشّ۔ اوغای کے جسد کا مٹاپا۔ دشّ۔ آرائش۔ قشّ و دش سے جبر و اختیار مذموم مراد ہے۔ عشق سے جذب پیدا ہوتا ہے اور جذب جبر و اختیار سے بالا ہے۔

[3] جوں رسید۔ بی بی نے گھر پہنچ کر دروازہ کھولا جس کی آواز آقا اور لونڈی تک پہنچی۔ مرد۔ آقا اپنی حالت چھپانے کے لئے نماز کی نیت باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ شوئی۔ بی بی نے لونڈی کو پریشان حال دیکھا اِدھر آقا کو نماز میں دیکھا تو بی بی کشمکش میں پڑ گئی اور صحیح صورتِ حال نہ جان سکی۔

شوئی را بر داشت دامن[1] بیخطر — دید آلودہ منی خصیہ و ذکر

اُس نے بے کھٹکے شوہر کا دامن ہٹایا — خصیہ اور شرمگاہ کو منی سے سنا ہوا دیکھا

از ذکر باقیِ نطفہ می چکید — ران و زانو گشتہ آلودہ و پلید

شرمگاہ سے باقی نطفہ ٹپک رہا تھا — ران اور زانو آلودہ اور ناپاک ہوگئے تھے

بر سرش زد سیلی و گفت اے مہیں — خصیۂ مردِ نمازی باشد ایں

اُس نے اُس کے سر پر دھتکارا اور بولی اے ذلیل! — نمازی انسان کے خصیے ایسے ہوتے ہیں

لائقِ ذکر و نمازست ایں ذکر — وایں چنیں ران و زہارِ پر قذر

یہ شرمگاہ ذکرِ (خداوندی) اور نماز کے لائق ہے — اور ایسی گندی ران اور شرمگاہ

نامۂ پُر ظلم و فسق و کفر و کیں — لائق است انصاف[2] اندریں

ظلم اور فسق اور کفر اور کینہ سے بھرا ہوا اعمال نامہ — انصاف کر، دائیں ہاتھ کے لائق ہے

گر بپرسی[3] گبر را کایں آسماں — آفریدہ کیست وایں خلقِ جہاں

اگر تو کافر سے دریافت کرے کہ یہ آسمان — اور یہ جہاں کی مخلوق کس کی پیدا کی ہوئی ہے؟

گوید اُو کیں آفریدہ آں خداست — کآفرینش بر خدائیش گواست

وہ کہے گا کہ یہ اُس خدا کا پیدا کیا ہوا ہے — جس کی خدائی پر اُس کی خلاقی گواہ ہے

کفر و فسق و اِثمِ بسیارِ اُو — ہست لائق با چنیں اقرارِ اُو

اُس کا کفر اور فسق اور بھاری ظلم — اُس کے ایسے اقرار کے مناسب ہے؟

ہست لائق با چنیں اقرارِ راست — آں فضیحتہا و آں کردارِ کاست

ایسے سچے اقرار کے ساتھ کیا مناسب ہے؟ — وہ رسوائیاں اور گھٹیا کام

فعلِ[4] اُو کردہ دروغ آں قول را — تا شدا اُو لائق عذاب و ہول را

اس کے عمل نے اس کی بات کو جھٹلا دیا — یہاں تک کہ وہ عذاب اور ڈر کا مستحق ہوگیا

پس دروغ آمد ز سر تا پایِ اُو — کہ اگر شرحش دہم اے وایِ اُو

وہ سر سے پاؤں تک ایسا جھوٹا ثابت ہوا — کہ میں اُس کی شرح کروں تو اُس پر افسوس ہے

روزِ محشر ہر نہاں پیدا شود — ہم ز خود ہر مجرمے رسوا شود

محشر کے دن ہر چھپی ہوئی چیز ظاہر ہوجائیگی — ہر خطاکار، خود رسوا ہو جائے گا

دست و پا بدہد گواہی با بیاں — بر فسادِ اُو بہ پیشِ مُستعاں

اُسکے ہاتھ اور پاؤں وضاحت کیساتھ گواہی دینگے — خدا کے سامنے اُس کی خرابی پر

[1] دامن یعنی کھلی کا دامن برسرش۔ بی بی نے آقا کے سر پر دھتکارا۔ تہیں ذلیل۔ نامۂ پُر ظلم جس طرح انسان کا نجاستوں سے آلودہ بدن نماز کے لائق نہیں ہے اسی طرح بُرا اعمالنامہ دائیں ہاتھ کے لائق نہیں ہے۔

[2] گر بپرسی۔ کافر سے اگر دریافت کیا جائے کہ آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو زبان سے یہی کہے گا کہ اللہ نے۔ لیکن کام شرکیہ کرے گا تو یہ اُس کے کام اُس کے اقرار سے مناسبت نہیں رکھتے ہیں۔

[3] فعلِ اُو۔ وہ کافر جس کا عمل اُس کے قول کو جھٹلا رہا ہے وہ یقیناً عذاب کے لائق ہے۔ روزِ محشر۔ محشر کے دن ہر چھپی بات ظاہر ہو جائے گی خود مجرم کے ہاتھ پاؤں اس کے خلاف تمام باتیں ظاہر کردیں گے۔

دست گوید من چنیں دزدیدہ ام — لب بگوید من چنیں بوسیدہ ام
ہاتھ کہے گا میں نے اس طرح چوری کی ہے — ہونٹ کہے گا میں نے اس طرح بوسہ لیا ہے

پائی گوید من شدستم تا منیٰ[1] — فرج گوید من بکردستم زنا
پاؤں کہے گا میں مقاصد کی جانب گیا ہوں — شرمگاہ کہے گی میں نے زنا کیا ہے

چشم گوید کردہ ام غمزہ حرام — گوش گوید چیدہ ام سوء الکلام
آنکھ کہے گی میں نے حرام اشارہ کیا ہے — کان کہے گا میں نے بری بات چنی ہے

پس دروغ آمد ز سر تا پائی خویش — کہ دروغش کردہم اعضائے خویش
تو وہ سر سے پاؤں تک جھوٹا نکلے گا — کیونکہ اس کے اعضا نے اس کو جھٹلا دیا

آنچناں کہ در نماز با فروغ — از گواہی خصیہ شد زرقش دروغ
جس طرح پُر نور نماز میں — خصیہ کی گواہی سے اس کا مکر جھوٹ ثابت ہوگیا

پس چناں کن فعل کاخر بی زباں — باشد اشہد گفتن و عین بیاں
تو ایسا عمل کر کہ خود بغیر زبان کے — اشہد کہنا اور بعینہ بیان ہے

تا ہمہ تن عضو عضوت اے پسر — گفتہ باشد اشہد اندر نفع و ضر
اے بیٹا! تاکہ تیرا عضو عضو — نفع اور نقصان میں اشہد کہدے

رقتن[2] بندہ پئے خواجہ گواست — کہ منم محکوم و ایں مولائے ماست
غلام کا آقا کے پیچھے چلنا گواہ ہے — کہ میں محکوم ہوں اور یہ میرا آقا ہے

گر سیہ کردی تو نامہ عمر خویش — توبہ کن زانہا کہ کردستی تو پیش
اگر تو نے اپنی زندگی کا اعمالنامہ کالا کر دیا ہے — جو تو نے پہلے کیا ہے اس سے توبہ کرلے

عمر[3] گر بگذشت بخش ایندم است — آب توبہ اش دہ اگر او بے نم ست
اگر عمر گزر گئی ہے، اس کی جڑ ابھی ہے — اگر وہ خشک ہے اس کو توبہ کا پانی دیدے

بیخ عمرت را بدہ آب حیات — تا درخت عمر گردد با ثبات
اپنی عمر کی جڑ میں آب حیات ڈالدے — تاکہ تیری عمر کا درخت جم جائے

جملہ ماضیہا ازیں نیکو شوند — زہر پارینہ ازیں گردد چو قند
سب گذشتہ اس سے بھلا ہو جائے گا — گذشتہ زہر اس سے شکر بن جائے گا

سیئاتت را مبدل کرد حق — تا ہمہ طاعت شود آں ماسبق
اللہ تعالیٰ نے تیرے گناہوں کو تبدیل کر دیا — تاکہ وہ پہلا سب عبادت بن جائے

[1] منیٰ۔ آرزوئیں۔ غمزہ۔ اشارہ ہو کر انکلا ہو بری بات۔ آنکھاں جس طرح زاہد آتا کے اعضا نے اس کے نماز پڑھنے کو جھٹلا دیا اسی طرح قیامت میں ہر گنہگار کے اعضا اس کو جھٹلا دیں گے پس۔ ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس کا فعل خود اس کا اقرار بن جائے۔

[2] رقتن۔ غلام کو آقا کے پیچھے چلنا غلامی کا اقرار ہے گرچہ۔ اگر انسان گنہگار ہے تو اس کو پیشگی توبہ کر لینی چاہیے۔

[3] عمر۔ انسان کو یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ آخری عمر میں توبہ بیکار ہے درخت کے پتے اگر جھڑ جائیں اور اس درخت کی جڑ کو پانی دیا جائے تو مفید ہوتا ہے۔ جملہ ماضیہا۔ اگر نیکو کار بن جاتا ہے تو اس کی پہلی خطائیں صرف معاف نہیں بلکہ نیکیوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔

خواجہ بر توبہ نصوحی خوش تبن[1] — کوششے کن ہم بجان وہم بتن
اے خواجہ! نصوح والی توبہ پر عمل کر — جان اور جسم سے بھی کوشش کر

شرح ایں توبہ نصوح از من شنو — بگرویدستی وے از نو گرو
اس نصوح کی توبہ کی شرح مجھ سے سن لے — تو (اس کا) گرویدہ ہے لیکن از سر نو گرویدہ ہو جا

حکایت در بیان توبہ نصوح کہ چنانکہ شیر از پستان بیرون آید
نصوح کی توبہ کے بیان میں حکایت کہ جس طرح دودھ پستان سے باہر آجاتا ہے تو پھر

باز در پستان نرود آنکہ توبہ نصوحی کرد ہرگز ازاں گناہ یاد
پستان میں نہیں جاتا جس شخص نے نصوح والی توبہ کرلی وہ ہرگز گناہ کو رغبت

نکند بطریق رغبت بلکہ ہر دم نفرتش افزوں باشد وآں
کے طور پر یاد نہیں کرتا ہے بلکہ ہر لمحہ اس کی نفرت بڑھتی ہے اور وہ نفرت

نفرت دلیل آں باشد کہ لذت قبول یافت آں شہوت
اس کی دلیل ہوتی ہے کہ اس نے (توبہ کی) قبولیت کی لذت حاصل کرلی ہے

اول بے لذت و ایں بجائے آں نشست
وہ شہوت اول بے لذت بنی اور یہ اس کی جگہ بیٹھ گئی

نبرد[2] عشق را جز عشق دیگر — چرا یارے نگیری زو نکوتر
عشق کو دوسرے عشق کے سوا کوئی چیز نہیں کاٹتی ہے — تو اس سے بہتر معشوق کیوں نہیں بنا لیتا

وآنکہ دلش باز بداں گناہ رغبت میکند علامت آنست
اور جس کا دل پھر اس گناہ کی طرف رغبت کرتا ہے یہ اس کی علامت ہے کہ اس کو

کہ لذت قبول نیافتہ است و قبول بجائے آں لذت گناہ
(توبہ کی) قبولیت کی لذت حاصل نہیں ہوئی ہے اور قبولیت اس گناہ کی لذت کی جگہ

نہ نشستہ است فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْیُسْرٰی نشدہ است لذت
نہیں بیٹھی ہے اور وہ اسکو ہم عنقریب سہولت کیلئے آسانی دیدینگے" کا مصداق نہیں بنا ہے

فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْعُسْرٰی باقیست بروے پس مہیا گردانیم مر او
"پس ہم اس کو تنگی کی سہولت دیدینگے" کی لذت اس کے لئے باقی تو ہم اس کیلئے دو صفتیں

را برائے صفتے کہ او را بدوزخ برد
مہیا کردیں گے جو اس کو دوزخ میں لے جائیگی

[1] خواجہ۔ قرآن پاک میں ہے تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا یعنی اللہ تعالیٰ سے خالصاً توبہ کرو۔ مولانا نے نصوح کو ایک شخص قرار دیا ہے جس نے جو توبہ کی اس کو توبہ نصوح فرماتے ہیں۔ توبۂ نصوح۔ جو شخص نصوح والی توبہ کر لیتا ہے اس سے اس گناہ کا دوبارہ صادر ہونا ایسا ہی محال ہے جیسا کہ دودھ کا پستان سے باہر آجانے کے بعد پستان میں لوٹنا۔

[2] نبرد۔ یعنی عشق کو عشق ہی کاٹ سکتا ہے اگر کوئی کسی معشوق کا عشق فنا کرنا چاہے تو دوسرے معشوق سے عشق پیدا کرلے۔ آں نفرت۔ گناہ سے توبہ کرنے کے بعد گویا گناہ سے نفرت ہوگئی ہے تو یہ توبہ کے قبول ہو جانے کی علامت ہے۔

[3] فَسَنُیَسِّرُہٗ۔ الخ جب نیکی کرتا ہے تو اس کے لئے نیکی کی راہیں کھول دی جاتی ہیں اور جب بدی کرتا ہے تو اس کے لئے بدی کی راہیں کھل جاتی ہیں۔

بُود مردے پیش ازیں نامش نصوح — بُد زدلّاکی زناں اُو را فتوح

اب سے پہلے ایک مرد تھا اس کا نام نصوح تھا — عورتوں کو (حمام میں) لکھنے سے اس کی آمدنی تھی

بود روئی اُو چو رخسارِ زناں — مردیِ خود را ہمیکرد اُو نہاں

اُس کا چہرہ عورتوں کے چہرے کی طرح تھا — اُس نے اپنا مردانہ پن چھپا رکھا تھا

اُو بحمّامِ زناں دلّاک بُود — در دغا و حیلہ بس چالاک بُود

وہ عورتوں کے حمام میں مالش کرنے والا تھا — وہ بازی اور مکاری میں چالاک تھا

سالہا میکرد دلّاکی و کس — بُو نبُرد از حالتِ آں بُوالہوس

اُس نے سالوں مالش کا پیشہ کیا اور کوئی — اُس بُوالہوس کی حالت سے باخبر نہ ہوا

زانکہ آواز و رخش زن وار بُود — لیک شہوت کاملِ و بیدار بُود

کیونکہ اُس کی آواز اور چہرہ زنانہ تھا — لیکن شہوت پوری اور بیدار تھی

چادر و سربند پوشید و نقاب — مرد شہوانی و در غرّہ شباب

اُس نے چادر اور دوپٹہ اور نقاب پہن لیا تھا — شہوت والا مرد اور جوانی کے غرور میں تھا

دختران خسرواں رازیں طریق — خوش ہمی مالید و می شُست آں عشیق

اِس طریقہ پر بادشاہوں کی لڑکیوں کو — وہ عاشق عمدہ طریقہ برتتا اور نہلاتا

تو بہا می کرد و پا در می کشید — نفس کافر توبہ اش را می درید

وہ بہت توبہ کرتا اور پیچھے ہٹتا — کافر نفس اُس کی توبہ کو توڑ دیتا

رفت پیشِ عارفے آں زشت کار — گفت مارا در دعائے یاد دار

وہ بدکار ایک عارف کے پاس گیا — کہا ہمیں دعا میں یاد رکھیے

سرِّ اُو دانست آں آزاد مرد — لیک چوں حلمِ خدا پیدا نکرد

وہ آزاد مرد اُس کا راز جان گیا — لیکن اُس نے خدائی حلم کی طرح ظاہر نہ کیا

بر لبش قفل ست و در دل رازہا — لب خموش و دل پُر از آوازہا

اُس کے ہونٹ پر تالا ہے اور دل میں رازیں — ہونٹ خاموش اور دل آوازوں سے پُر ہے

عارفاں کہ جامِ حق نوشیدہ اند — رازہا دانستہ و پوشیدہ اند

وہ عارف جنھوں نے اللہ (تعالیٰ) کا جام پی لیا ہے — اُنھوں نے رازوں کو جانا اور چھپا لیا ہے

ہر کرا اسرارِ حق آموختند — مُہر کردند و دہانش دوختند

جن کو اللہ تعالیٰ کے راز بتائے گئے ہیں — اُن کے مُنھ پر مُہر لگا دی ہے اور لب سی دیئے ہیں

۱؎ دلّاک یعنی وہ نصوح شخص عورتوں کو نہلا کر روزی کماتا تھا۔ اُس نصوح کا چہرہ زنانہ تھا اور اُس نے اپنی مردانہ قوت کو چھپا رکھا تھا۔ اُف۔ اُس نصوح نے اپنے آپ کو عورت ظاہر کر کے زنانہ حمام میں نوکری کر لی تھی۔ بُوالہوس۔ وہ عورتوں کے بدن مل کر مردانہ لذت حاصل کرتا تھا۔ چادر۔ لباس زنانہ پہنتا تھا لیکن اُس کی مردانہ شہوت مکمل تھی۔

۲؎ دختران۔ اِس حمام میں شہزادیاں نہانے آتی تھیں۔ تو تنہا نصوح نے اِس کام سے کئی بار توبہ کی لیکن وہ توبہ پر قائم نہ رہا۔ قوت۔ نصوح نے اُس عارف سے دعا کی فرمائش کی وہ عارف اُس کے گناہ سے واقف تھا لیکن اُس نے ظاہر نہ کیا۔

۳؎ بر لبش۔ اولیاء لوگوں کی قلبی کیفیات سے واقف ہو جاتے ہیں لیکن ظاہر نہیں کرتے ہیں۔ ہر کرا۔ جو شخص اُس راز سے واقف ہو جاتا ہے اُس کے مُنھ پر قفل لگ جاتا ہے۔

سُست خندید و بگفت آبد نباد — زانکہ دانی ایزدت توبہ دہاد[1]

وہ تھوڑا مسکرایا اور کہا اے بد اصل — جو کچھ تجھے معلوم ہے خدا اس سے تجھے توبہ کی توفیق دے

دربیان آنکہ دُعائے عارفِ واصل و درخواستِ اُو از حق

اس کا بیان کہ عارف واصل (بحق) کی اللہ تعالیٰ سے دعا اور درخواست ایسی ہی ہے

ہمچو درخواستِ حقست از خویشتن کہ کُنتُ لَہٗ سَمعًا وَّ

جیسی کہ اللہ تعالیٰ کی خود اپنے آپ سے درخواست، کیونکہ "میں اس کے لئے کان اور

بَصَرًا وَّلِسَانًا وَّیَدًا[2] وقولہٗ تعالیٰ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ

آنکھ اور زبان اور ہاتھ ہو جاتا ہوں" (فرمایا ہے) اور اللہ تعالیٰ کا قول "تو نے نہیں پھینکا جبکہ تو

وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ وآیات و اخبار و آثار دریں بسیارست و شرح

نے پھینکا، لیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکا" اور آیتیں اور حدیثیں اور صحابہ کے اقوال اس بارے میں

سبب سازیِ حق تا نصوح را گوش گرفتہ بتوبہ آورد

بہت ہیں اور اللہ تعالیٰ کی سبب سازی کی شرح یہاں تک کہ نصوح کے اس نے کان پکڑ کر توبہ کرادی

آں[3] دُعا از ہفت گردوں در گذشت — کار آں مسکیں بآخر خوب گشت

وہ دعا ساتوں آسمانوں کو پار کر گئی — بالآخر اس مسکین کا کام بھلا ہو گیا

کاں دُعائے شیخ نے چوں ہر دعاست — فانی ست و گفتِ اُو گفتِ خداست

کیونکہ وہ شیخ کی دُعا، ہر دعا کی طرح نہیں ہے — وہ فانی ہے اور اس کی بات خدا کی بات ہے

چوں خدا از خود سوال و گد کند — پس دُعائے خویش را چوں رد کند

جب خدا اپنے آپ سے سوال کرے اور مانگے — تو وہ اپنی دُعا کو کیسے رد کرے گا؟

یک سبب انگیخت صُنعِ ذُوالجلال — کہ رہانیدش ز نفرین و وبال

اللہ تعالیٰ کی کاریگری نے ایک سبب پیدا کر دیا — جس نے اس کو نفرت اور وبال سے رہائی دیدی

اندراں حمام پُر میکرد طشت — گوہرے از دُختر شہ یاوہ گشت

وہ اس حمام میں طشت بھر رہا تھا — بادشاہ کی لڑکی کا ایک موتی گم ہو گیا

گوہرے از حلقہائے گوشِ اُو — یاوہ گشت و ہر زنے در جستجو

اس کے کان کے بالے کا موتی — گم ہو گیا اور ہر عورت تلاش کرنے لگی

پس درِ حمام را بستند سخت — تا بجویند آنش در بیخ رخت

پھر انھوں نے مضبوطی سے حمام کا دروازہ بند کیا — تاکہ پہلے اس کو سامان رکھنے کی جگہیں تلاش کریں

---

[1] زانکہ۔ جس عارف نے کہا نصوح جس کو وہ تو خود واقف ہے خدا تجھے اس سے توبہ کرنے کی توفیق دے۔ دربیان۔ اور یہ اللہ کو اللہ تعالیٰ سے پیدا قرب حاصل ہوتا ہے تو اس کا اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا ایسا ہی ہے جیسے خود خدا اپنے آپ سے دُعا کرے تو اس کے قبول نہ ہونے کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ کُنتُ۔ حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب ایک انسان نوافل کے ذریعہ مجھ سے قربت حاصل کر لیتا ہے تو میں اس انسان کے اعضاء بن جاتا ہوں۔ وَمَا رَمَیْتَ۔ حضورؐ کے مٹھی پھینکنے کو اللہ تعالیٰ نے اپنا پھینکنا قرار دیا۔

[2] آں دعا۔ نصوح کے لئے اس عارف کی دعا نے اپنا کام کر دیا۔ فانی ست۔ شیخ اگرچہ فانی ہے لیکن اس کی بات خدا کی بات ہے۔ گر گوئی۔ سوال کرنا یہ سبب یعنی موتی کا گم ہونا اس کی توبہ کا سبب بنا۔

[3] اندراں۔ نصوح حمام میں کام کر رہا تھا۔ اس دوران میں شہزادی کا ایک موتی گم ہو گیا۔ گوہرے۔ وہ موتی کان کے بالے کا تھا۔ بیخ رخت یعنی حمام میں جس جگہ کپڑے اُتار کر رکھتے ہیں۔

زحمتہا جستند وآں پیدا نشد — دُرِّ و گوہر نیز ہم رسوا نشد

سامانوں میں ڈھونڈا وہ نظر نہ آیا — موتی کا چور بھی رسوا نہ ہوا

پس بجدِ جستن گرفتند از گزاف — در دہان و گوش و اندر ہر شگاف[1]

انھوں نے حد سے زیادہ کوشش سے ڈھونڈنا شروع کیا — منھ میں اور کان میں اور ہر شگاف میں

در شگافِ تحت و فوق و ہر طرف — جستجو کردند دُر از ہر صدف

نیچے اور اوپر کے شگاف میں اور ہر جانب — ہر صدف سے موتی کی انھوں نے جستجو کی

مرد و زن جویاں شدند از ہر طرف — جملگاں از بہرِ دُرِّ خوش صدف

مرد اور عورت ہر جانب جویاں ہوئے — سب، اچھے سیپ کے موتی کے لئے

بانگ آمد کہ ہمہ عُریاں شوید — ہر کہ ہستید از عجوز و از نوید

اعلان ہوا کہ سب ننگے ہو جائیں — جو بھی بوڑھی اور جوان ہیں

یک بیک[2] احاجب جستن گرفت — تا بدید آید گہر دانہ شگفت

ایک ایک کر کے دربان عورت نے تلاش کرنا شروع کیا — تاکہ عجیب موتی کا دانہ نظر آ جائے

آں[3] نصوح از ترس شد در خلوتے — روی زرد و لب کبود از خشیتے

وہ نصوح خوف سے تنہائی میں چلا گیا — خوف سے چہرہ زرد اور ہونٹ نیلے تھے

پیشِ چشمِ خویشتن میدید مرگ — سخت می لرزید او مانندِ برگ

وہ اپنے سامنے موت کو دیکھ رہا تھا — وہ پتے کی طرح بہت لرز رہا تھا

گفت یارب بارہا برگشتہ ام — توبہا و عہدہا بشکستہ ام

اس نے کہا: اے خدا! میں نے بہت انحراف کیا ہے — توبہ اور عہد توڑے ہیں

کردہ ام آنہا کہ از من می سزید — تا چنیں سیلِ سیاہی در رسید

میں نے وہ کیا جو میرے لائق تھا — یہاں تک کہ سیاہی کا ایسا بہاؤ آ گیا

نوبتِ[4] جستن اگر در من رسد — وہ کہ جانِ من چہ سختیہا کشد

تلاشی کی نوبت اگر مجھ تک پہنچی — ہائے میری جان کیسی سختیاں برداشت کرے گی؟

در جگر افتاد استم صد شرر — در منا جاتم ببیں بوئے جگر

میرے جگر میں سینکڑوں چنگاریاں لگی ہیں — میری دعا میں میرے جگر کی بو سونگھ لے

ایں چنیں اندوہ کافر را مباد — دامنِ رحمت گرفتم داد داد

اس طرح کا غم کافر کو بھی نہ ہو — میں نے رحمت کا دامن تھاما ہے فریاد و فریاد!

[1] ہر شگاف۔ یعنی بدن کے ہر سوراخ میں تلاشی شروع کر دی۔ ہر صدف۔ یعنی بدن کے ہر سوراخ میں موتی ڈھونڈنا شروع کر دیا۔ صدف۔ سیپ حاجب۔ وہ عورت جو حمام کی دربان تھی۔

[2] آں نصوح۔ نصوح کو یہ ڈر تھا کہ اگر اس کو ننگا کیا گیا تو اس کا راز کھل جائیگا جس کے نتیجہ میں اس کی موت آ جائے گی۔ گفت۔ اب اس نے خدا سے گریہ و زاری شروع کر دی۔

[3] نوبت۔ نصوح کہہ رہا تھا کہ اگر میری جامہ تلاشی لی گئی تو سخت مصیبت آ جائیگی۔ در جگر۔ اس غم کی آگ جگر میں لگی ہے اس کے جلنے کی خوشبو آ رہی ہے۔ دامن۔ وہ خدا سے کہہ رہا تھا کہ میں نے تیری رحمت کا دامن تھاما ہے۔

کاشکے[1] مادر نزادے مر مرا — یا مرا شیرے بخوردے در چرا

کاش مجھے ماں نہ جنتی — یا جنگل میں مجھے شیر کھا جاتا

اے خدا آں کن کہ از تو می سزد — کہ ز ہر سوراخ مارم میگزد

اے خدا! وہ کر جو تیرے لائق ہے — کیونکہ ہر سوراخ سے مجھے سانپ ڈس رہا ہے

جانِ[2] سنگیں دارم و دل آہنیں — ورنہ خوں گشتے دریں رنج و حنیں

میں پتھر کی جان اور لوہے کا دل رکھتا ہوں — ورنہ اس رنج اور گریہ میں خون بن جاتے

وقت تنگ آمد مرا و یک نفس — بادشاہی کن مرا فریاد رس

میرا وقت تنگ ہوگیا، تھوڑی دیر کیلئے — شاہی برت، میری فریاد رسی کر

گر مرا ایں بار ستاری کنی — توبہ کردم من ز ہر ناکردنی

اگر اب کی دفعہ تو میری پردہ پوشی کرے — میں نے ہر نہ کرنے کے کام سے توبہ کی

توبہ ام بپذیر ایں بار دگر — تا بہ بندم بہر توبہ صد کمر

اس بار پھر میری توبہ قبول کرے — تاکہ میں توبہ کے لئے سو کمر کس لوں

من اگر ایں بار تقصیرے کنم — پس دگر مشنو دعا و گفتنم

میں اگر اس دفعہ کوتاہی کروں — پھر کبھی میری دعا اور بات نہ سننا

ایں ہمی زارید صد قطرہ رواں — کاندر افتادم بجلاد و عواں

وہ یہ زاری کر رہا تھا اور سیکڑوں آنسو جاری تھے — کہ میں جلاد اور سپاہی کے (ہاتھوں) پھنسا ہوں

تا نمیرد ہیچ افرنگی چنیں — ہیچ ملحد[3] را مبادا ایں چنیں

کوئی فرنگی بھی اس طرح نہ مرے — کسی بددین کا بھی ایسا نہ ہو

نوحہا میکرد او بر جانِ خویش — روئے عزرائیل دیدہ پیش پیش

وہ اپنی جان پر نوحے کرتا تھا — سامنے ملک الموت کا چہرہ دیکھ کر

اے خدا و اے خدا چنداں بگفت — کاں در و دیوار با او گشت جفت

اے خدا! اے خدا! اتنا کہا — کہ در و دیوار اس کے ساتھی ہو گئے

نوبتِ جستن رسیدن بنصوح و آواز آمدن کہ ہمہ را جستیم

نصوح کی تلاشی کی نوبت آنا اور آواز آنا کہ ہم نے سب کی تلاشی لے لی

نصوح را بجوئید و بیہوش شدن نصوح ازاں ہیبت

نصوح کی تلاشی لو اور اس خوف سے نصوح کا بیہوش ہوجانا اور انتہائی

[1] کاشکے۔ وہ نصوح تلاشی کے دوران کہہ رہا تھا کاش میں پیدا نہ ہوتا اور اگر پیدا ہوگیا تھا تو جنگل میں کوئی شیر کھا جاتا۔ چرا۔ چراگاہ۔ حنیں۔ یعنی میں چاروں طرف سے مصیبت میں ہوں۔

[2] جانِ سنگیں۔ میں پتھر کا ہوں ورنہ اس پریشانی سے مجھے مر جانا چاہیئے تھا۔ ستاری۔ پردہ پوشی۔ ناکردنی۔ یعنی گناہ۔ تقصیر۔ کوتاہی، قصور۔ جلاد۔ کوڑے مارنے والا، سزا دینے والا۔ افرنگی۔ نصرانی۔

[3] ملحد۔ بددین۔ عزرائیل۔ ملک الموت۔ اتنے خدا۔ اس نے خدا کو اس قدر پکارا کہ در و دیوار گونج اٹھے۔

وکشادہ شدنِ کار بعد از نہایتِ بستگی کَمَا کَانَ یَقُوْلُ

بندش کے بعد معاملہ کامل ہوجانا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت فرمایا کرتے

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَصَابَہٗ مَرَضٌ اَوْ ھَمٌّ اِشْتَدِّیْ

تھے جب اُن کو کوئی مرض یا غم ہوتا تھا "مصیبت تو سخت ہو جا

اَزْمَتُہٗ تَنْفَرِجِیْ

کھل جائے گی"

درمیانِ یارب و یارب بُد اُو — بانگ آمد از میانِ جُستجو

وہ یارب، یارب میں لگا تھا — تلاشی کے درمیان آواز آئی

جُملہ را جستیم پیشِ آ اے نصوح — گشت بیہوش آنزماں پرّید رُوح

ہم نے سب کی تلاشی لے لی، اے نصوح! آگے آ — اُس وقت وہ بے ہوش ہوگیا، روح پرواز کرگئی

ہمچو دیوارِ شکستہ در فتاد — ہوش و عقلش رفت و شد او چوں جماد

وہ شکستہ دیوار کی طرح ڈھے گیا — اُسکے ہوش و حواس چلے گئے اور وہ پتھر کی طرح ہوگیا

چونکہ ہوشش رفت از تن آنزماں — سرِّ او با حق بپیوست از نہاں

جب جسم سے اُس کا ہوش روانہ ہوگیا، اُس وقت — آہستگی سے اُس کا باطن حق (تعالیٰ) سے وابستہ ہوگیا

چوں تہی گشت و وجودِ او نماند — باز جانش را خدا در پیش خواند

جب وہ خالی ہوگیا اور اُس کا وجود نہ رہا — اُس کی جان کے باز کو خدا نے سامنے بُلا لیا

چوں شکست آں کشتیِ او بے مراد — در کنارِ رحمتِ دریا فتاد

جب بے مرادی میں اس کی کشتی ٹوٹ گئی — دریائے رحمت کے ساحل سے جا لگی

جانِ بحق پیوست چوں بیہوش شد — بحرِ رحمت آں زماں در جوش شد

جب وہ بیہوش ہوا، جان اللہ سے وابستہ ہوگئی — رحمت کا سمندر اس وقت جوش میں آگیا

چونکہ جانش وارہید از ننگِ تن — رفت شاداں پیشِ اصلِ خویشتن

جب اُس کی روح جسم کے عیب سے نجات پاگئی — اپنی اصل کی جانب خوشی خوشی روانہ ہوگئی

جاں چوں باز و تن مرا او را کُندہ — پائی بستہ پر شکستہ بندہ

روح باز کی طرح ہے جسم اُس کیلئے کاٹھ ہے — پاؤں بندھا ہوا، پَر ٹوٹے ہوئے ایک غلام ہے

چونکہ ہوشش رفت پایش بر گشاد — می پرد آں باز سُوئے کیقباد

جب اُس کے ہوش چلے گئے، پاؤں کھل گیا — وہ باز شاہ کی جانب اُڑ رہا ہے

لہ کَمَا کَانَ یَقُوْلُ: یعنی سرورِ نے فرمایا جب مصیبت انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو رحمتِ خداوندی متوجہ ہوجاتی ہے: یہ حدیث سنداً کمزور ہے۔ اَزْمَۃ: شدت، گرہ، قحط۔

لہ پرّید روح: روح جسم سے پرواز کرگئی۔ چونکہ اس بیہوشی میں اُس کو قربتِ حق میسر آگئی چوں شکست۔ اُس کی انتہائی مایوسی نے اُس کو دریائے رحمت کے ساحل پر پہنچا دیا۔ چونکہ روح جسم سے پاک ہوکر دربارِ خداوندی میں پہنچ گئی۔

لہ جان۔ روح جسم میں اسی طرح مقید ہے جس طرح انسان کا ہاتھ میں مقید کردیا جاتا ہے۔ چونکہ جب جسم بے ہوش ہوجاتا ہے روح پرواز کرکے شاہ کے پاس پہنچ جاتی ہے۔

چونکہ[1] دریاہائے رحمت جوش کرد — سنگہا ہم آب حیواں نوش کرد
جب رحمت کے سمندروں نے جوش مارا — پتھروں نے بھی آب حیات پی لیا

ذرہ لاغر شگرف و زفت شد — فرش خاکی اطلس و زربفت شد
کمزور ذرہ عجیب اور موٹا ہو گیا — خاکی فرش، اطلس اور زربفت بن گیا

مردۂ صد سالہ بیروں شد ز گور — دیو ملعوں شد بخوبی رشک حور
سو سال کا مردہ قبر سے باہر آگیا — ملعون شیطان، حسن میں حور بن گیا

این[2] ہمہ روئے زمیں سرسبز شد — شاخ خشک اشگوفہ کرد و نغز شد
یہ سب روئے زمین سرسبز ہو گئی — خشک شاخ نے کلی کھلائی، عمدہ ہو گئی

گرگ با برہ حریف مے شدہ — نا امید آں خوش رگ و خوش پے شدہ
بھیڑیا بکری کے بچہ کے ساتھ شراب نوش بنا — مایوس، اچھے رگ پٹھوں کے بن گئے

یافت شدن گوہر و حلالی خواستن حاجیاں کنیزکان شاہزادہ
موتی کا مل جانا اور شہزادی کے درباتوں اور لونڈیوں کا نصوح سے معافی چاہنا

از نصوح و بر سر و دست او بوسہ دادن و عذر خواستن
اور اس کے سر اور ہاتھ کو چومنا اور عذر خواہی کرنا

بانگ آمد ناگہاں کہ رفت بیم — شد پدید آں گم شدہ در یتیم
وہ ناگہاں آواز آئی، خوف ختم ہو گیا — وہ نایاب گم شدہ موتی، مل گیا

بعد[3] آں خوف و ہلاک جاں بدہ — مژدہا آمد کہ اینک گم شدہ
اس کے بعد کہ جان کا ڈر اور ہلاکت تھی — خوشخبری آئی کہ یہ گم شدہ (موتی) ہے

حزن شد و اندر فرح در تافتیم — مژدگانی دہ کہ گوہر یافتیم
غم ختم ہوا اور ہم خوشی میں چمک اٹھے — انعام دے، کیونکہ ہم نے موتی پا لیا ہے

از غریو و نعرہ و دستک زدن — پر شدہ حمام قد زال الحزن
شور اور نعرے اور ہتھیلیاں بجانے سے — حمام گونج گیا، رنج زائل ہو گیا

آں نصوح رفتہ باز آمد بخویش — دیدہ چشمش تابش صد روزہ بیش
وہ نصوح بیہوش پھر ہوش میں آگیا — اس کی آنکھ نے سو روزوں (کے نور) سے زیادہ نور پایا

می حلالی خواست از وے ہر کسے — بوسہ می دادند بر دستش بسے
ہر شخص اس سے معافی چاہ رہا تھا — اس کے ہاتھ بہت چومتے تھے

[1] چونکہ جب دریائے رحمت جوش میں آتا ہے تو جس پر بھی چھینٹا پڑ جاتا ہے اس میں زندگی پیدا ہو جاتی ہے۔ ذرہ۔ ابر رحمت سے ذرہ موتی بن جاتا ہے، وہ بے رونق بیلی سے پھول اور پتیاں اگا دیتا ہے۔ پرانے مردے زندہ ہو جاتے ہیں، برا بھلا بن جاتا ہے۔

[2] این ہمہ۔ خشک زمین سرسبز بن جاتی ہے۔ گرگ۔ بغض و کینہ ختم ہو جاتا ہے۔ بھیڑ اور بھیڑیا مل کر پانی پینے لگتے ہیں۔ حلالی۔ معافی۔ بانگ آمد۔ اب یہ اعلان ہو گیا کہ ڈر اور خوف کا وقت ختم ہو گیا موتی مل گیا ہے۔

[3] بعد آں۔ جب موتی مل گیا تو اس کے مل جانے کی خوشخبری دے دی گئی۔ مژدگانی۔ تمام متعلقین نے شہزادی سے انعام کی درخواست کی۔ آزغریو۔ حمام میں خوشی کے نعرے بجا رہے تھے کہ غم دور ہو چکا ہے۔ آں نصوح۔ اب وہ نصوح بیہوشی سے ہوش میں آیا تو اس پر نزع کی وہ کیفیت تھی جو سو روزوں کے چلہ کے بعد ہوتی ہے۔ می حلالی خواست۔ یعنی حلالی می خواست۔

بدگمان[1] بودیم ما را کن حلال — لحم تو خوردیم اندر قیل و قال

ہم بدظن ہو گئے تھے، ہمیں معاف کر دیجئے — بات چیت میں ہم نے آپ کا گوشت کھایا

زانکہ ظنِ جملہ بر وے بیش بود — زانکہ در قربت ز جملہ پیش بود

کیونکہ سب کا اُس پر زیادہ گمان تھا — کیونکہ وہ قرب میں سب سے آگے تھا

خاص دلّاکش بدو محرم نصوح — بلکہ ہمچوں دو تن و یک گشتہ روح

نصوح اُس کا خاص حمامی اور محرم تھا — بلکہ دو جسم اور ایک روح بنا ہوا تھا

گوہر ار بردست او بردست و بس — زو ملازم تر بخاتون نیست کس

اگر موتی چرایا ہے تو یہی اُس نے چرایا ہے — بیگم سے اُس سے زیادہ کوئی قریب نہیں ہے

اول او را خواست جستن در نبرد — بہر حرمت داشتش تاخیر کرد

مگر کہ پہلے اُس کی تلاشی لینی چاہی — (لیکن) اُس کی عزت رکھنے کے لئے تاخیر کی

تا بود کاں را بیندازد بجا — اندریں مہلت رہاند خویش را

تاکہ ہو سکے کہ وہ اُس کو کہیں ڈال دے — اِس فرصت میں وہ اپنے آپ کو بچا لے

بس[2] حلالیہا ازو میخواستند — وز برائی عذر بر میخاستند

وہ اُس سے بہت معافیاں چاہ رہے تھے — عذر خواہی کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے

گفت بد فضلِ خدائے دادگر — ورنہ زانچہ گفتہ شد ہستم بتر

اُس نے کہا منصف خدا کا کرم تھا — ورنہ جو کچھ کہا گیا میں اُس سے (بھی) بُرا ہوں

چہ حلالی خواست میباید ز من — کہ منم مجرم تر از اہلِ زمن

مجھ سے کیا معافی چاہی جائے؟ — میں زمانہ کے لوگوں سے زیادہ مجرم ہوں

آنچہ گفتندم ز بد از صد یکیست — بر من ایں کشف است اگر کس را شکیست

جو کچھ اُنھوں نے میری بُرائی میں کہا ہے ایک فیصد ہے — اگر کسی کو شک ہے، تو مجھ پر واضح ہے

کس چہ میداند ز من جز اندکے — وز ہزاراں جرم و بد فعلی یکے

تھوڑے سے کے علاوہ کوئی میرے بارے میں کیا جانتا ہے؟ — ہزاروں جرم اور بدکاریوں میں سے ایک

من[3] ہمی آں دانم و ستارِ من — جرمہا و زشتی کردارِ من

وہ میں جانتا ہوں اور میرا ستار — اپنی خطاؤں اور بدکاری کو

اول ابلیسے مرا اُستاد بود — بعد ازاں ابلیس پیشم باد بود

شروع میں شیطان میرا اُستاد تھا — اُس کے بعد شیطان میرے آگے ہوا تھا

---

[1] بدگماں سے نصوح نے کہا ہم نے آپ پر بدگمانی کی تھی ہمیں معاف کر دیجئے۔ لحم غیبت کو گوشت خوری سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ زانکہ نصوح پر زیادہ بدگمانی اسلئے تھی کہ اُسی کو شہزادی سے زیادہ قرب ملتا تھا۔ خاص۔ شہزادی کا جسم ملنے دینے کیلئے نصوح مخصوص تھا دونوں ایک روح دو جسم بنے ہوئے تھے۔ اول۔ اِس بدگمانی کا تقاضا تو یہ تھا کہ سب سے پہلے نصوح کی جامہ تلاشی لیں لیکن اُسکی عزت بچانے کیلئے اُس کو موقع دے رہے تھے کہ اگر موتی اُسکے پاس ہے تو اُسکو کسی جگہ رکھ دے اور الزام سے بچ جائے

[2] بس حلالیہا۔ خادم کے حلقیں کھڑے ہوئے نصوح سے معافیاں مانگ رہے تھے اور نصوح کہہ رہا تھا کہ یہ اللہ کا کرم تھا ورنہ جو کچھ تم لوگوں نے کہا میں اُس سے بدتر ہوں میں دنیا میں سب سے زیادہ گنہگار ہوں تم نے جو کچھ کہا وہ تو ایک فیصد ہے اِس بارے میں خواہ کسی کو شک ہو لیکن مجھے اپنی بُرائی کا یقین ہے میری بداعمالیوں کو میرے سوا اور کون جان سکتا ہے۔

[3] من ہمی۔ نصوح نے کہا اپنی بُرائیوں کو میں جانتا ہوں یا میرا خدا جانتا ہے ابتداءً شیطان میرا اُستاد تھا لیکن اب میں بُرائی کرنے میں شیطان کا بھی اُستاد بن گیا۔ یہ اللہ کا کرم ہے کہ وہ میری پردہ پوشی کر دیتا ہے اور میرے پھٹے ہوئے کو سی دیتا ہے۔

حق بدید آں جملہ ونادیدہ کرد — تا نگردم در فضیحت روئے زرد

اللہ تعالیٰ نے وہ سب کچھ دیکھا اور بن دیکھا بنا دیا — تاکہ میں رسوائی میں زرد رو نہ بنوں

تا ز رحمت پوستیں دوزیم کرد — توبۂ شیریں چو جاں روزیم کرد

یہاں تک کہ اس نے رحمت سے میری پردہ پوشی کی — جان جیسی شیریں توبہ مجھے عطا کر دی

ہر چہ[1] کردم جملہ ناکردہ گرفت — طاعتِ ناکردہ را کردہ گرفت

میں نے جو کچھ کیا اس کو نہ کیا ہوا ٹھہرایا — نہ کی ہوئی عبادت کو کیا ہوا ٹھہرایا

ہمچو سرو و سوسنم آزاد کرد — ہمچو بخت و دولتم دل شاد کرد

اس نے مجھے سرو اور سوسن کی طرح آزاد کر دیا — مجھے نصیبہ اور دولت کی طرح خوش دل کر دیا

نامِ من در نامۂ پاکاں نوشت — دوزخی بودم بخشیدم بہشت

میرا نام پاک لوگوں کی فہرست میں لکھ دیا — میں دوزخی تھا مجھے بہشت بخش دی

عفو کرد آں جملگی جرم و گناہ — شد سپید آں نامہ و روئے سیاہ

اس نے وہ سارے جرم اور گناہ معاف کر دیئے — وہ کالا اعمال نامہ اور چہرہ سفید ہو گیا

آہ[2] کردم چوں رسن شد آہِ من — گشت آویزاں رسن در چاہِ من

میں نے آہ کی، میری آہ رسی کی طرح ہو گئی — رسی میرے کنوئیں میں لٹک گئی

آں رسن بگرفتم و بیروں شدم — شاد و زفت و فربہ و گلگوں شدم

میں نے وہ رسی پکڑی اور باہر نکل آیا — خوش اور موٹا تازہ اور سرخ ہو گیا

در بنِ چاہے ہمی بودم اسیر — روز و شب اندر فغاں و در نفیر

میں کنوئیں کی تہ میں قیدی تھا — دن رات فریاد اور رونے میں تھا

از ہوس در تنگنا بودم زبوں — در ہمہ عالم نمی گنجم کنوں

ہوس کی وجہ سے میں تنگ کوچہ میں عاجز تھا — اب میں پورے عالم میں نہیں سماتا ہوں

آفرینہا بر تو بادا اے خدا — ناگہاں کردی مرا از غم جدا

اے خدا! تجھے آفریں پر آفریں ہے — تو نے مجھے اچانک غم سے جدا کر دیا

گر[3] سرِ ہر موئے من گردد زباں — شکرہائے تو نیاید در بیاں

اگر میرے ہر بال کا سر زبان بن جائے — تیرے شکریے بیان نہیں ہو سکتے ہیں

میزنم نعرہ دریں روضہ و عیوں — خلق را یا لیت قومی یعلمون

اس باغیچہ اور چشموں میں میں صدائیں دے رہا ہوں — لوگوں کو، کاش میری قوم جان لے

---

[1] ہر چہ۔ یہی نہیں کہ اس نے میرے گناہوں سے صرف نظر کی بلکہ میری برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دیا۔ میں تمام دنیاوی علائق سے سرو اور سوسن کی طرح آزاد ہوں۔ نامِ من۔ اب اس نے میرا نام نیکوں میں لکھ دیا ہے اور مجھ دوزخی کو بخش بنا دیا ہے۔

[2] آہ کردم۔ میں نے اپنی خطا کاری پر آہ کی اس آہ نے رسن کا کام دیا اور گناہوں کے کنوئیں سے باہر نکل آیا۔ از ہوس۔ دنیا کی حرص و ہوس کی تنگی میں تھا اب میں پورے عالم میں نہیں سما رہا ہوں۔

[3] گر۔ اگر میرا رُواں رُواں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہے تو ممکن نہیں ہے یا لیت۔ مغفرت کے بعد جنتی کہے گا یَالَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ یعنی کاش میری قوم اس بات کو جان لے کہ میرے خدا نے میری بخشش کر دی ہے اور مجھے باعزت لوگوں میں سے بنا دیا ہے۔

بازخواندنِ[1] شاہزادی نصوح را از بہرِ دلّا کی بعد از استحکام

شہزادی کا نصوح کو توبہ کے مستحکم ہوجانے کے بعد مائش کے لئے دوبارہ بلانا

توبہ بہانہ کردنِ او و دفع گفتنِ او و عذر آوردنِ او

اور اُس کا بہانہ کرنا اور دفع کرنا اور عذر کرنا

بعد ازاں آمد کسے کز مرحمت — دخترِ سلطانِ ما میخواندت

اُس کے بعد کوئی آیا، کہ مہربانی سے — ہمارے بادشاہ کی لڑکی تجھے بلا رہی ہے

دخترِ شاہت ہمی خواند بیا — تا سرش شوئی کنوں اے پارسا

بادشاہ کی لڑکی تجھے بلا رہی ہے، آجا — تاکہ اے نیک! تو اُس کا سر دھو دے

خیز تو دلّا کے نمی خواہد دلش — کہ بمالد یا بشوید با گلش

اُس کی دلی خواہش تیرے علاوہ کسی مالش کرنیوالے کے لئے نہیں — کہ جو مالش کرے یا مٹی سے اُس کو نہلائے

گفت رو رو دستِ من بیکار شد — دیں نصوحِ تو کنوں بیمار شد

اُس نے کہا جا جا میرا ہاتھ بیکار ہوگیا ہے — تیری یہ نصوح اب بیمار ہوگئی ہے

رو کسے دیگر بجو اشتاب و تفت — کہ مرا واللہ دست از کار رفت

جلد جلد تیزی سے دوسری کو ڈھونڈ لے — کیونکہ خدا کی قسم ہاتھ بیکار ہے

با دلِ[2] خود گفت کز حد رفت جرم — از دلِ من کے رود آں ترس و گرم

وہ اپنے دل میں کہتا تھا کہ جرم حد سے گذر گیا — میرے دل سے وہ ڈر اور گرمی کہاں جاسکتی ہے؟

من بمردم یکرہ و باز آمدم — من چشیدم تلخیِ مرگ و عدم

میں ایک بار مرچکا ہوں اور پھر واپس آیا ہوں — میں نے موت اور عدم کی تلخی چکھ لی ہے

توبہ کردم حقیقت با خدا — نشکنم تا جاں شود از تن جدا

میں نے اللہ سے حقیقی توبہ کی ہے — جب تک جان جسم سے جدا ہو میں نہ توڑوں گا

بعد ازیں محنت کرا بار دگر — پا رود سوئے خطر الّا کہ خر

اس مصیبت کے بعد کس کا دوبارہ — خچر کے علاوہ خطرے کی جانب پاؤں چلیگا؟

حکایت[3] در بیان آں کسے کہ توبہ کند و پشیمان شود و باز

اس بیان میں حکایت کہ کوئی شخص توبہ کرے اور شرمندہ ہو اور پھر اُن

آں پشیمانیہا را فراموش کند و آزمودہ را باز آزماید در

شرمندگیوں کو بھلادے اور آزمائے ہوئے کو دوبارہ آزمائے، اور مستقل

[1] بازخواندن۔ اُس توبہ کے بعد شہزادی نے پھر نصوح کو بلایا لیکن اُس نے معذرت کردی۔ بعد ازاں۔ اِن تمام واقعات کے بعد نصوح کے گھر پیغام آیا کہ شہزادی بلاتی ہے اُس کا دل تجھی سے بدن ملوانے کو چاہتا ہے۔ گلخن۔ یعنی تو ہی حمامی بنتی ہے سر دھوئے گفت۔ نصوح نے کہا اب میرے ہاتھ بیکار ہیں اور میں بیمار ہوں۔

[2] با دلِ خود۔ نصوح دل دل میں کہہ رہا تھا کہ تلافی کا ڈر میرے دل سے کب نکل سکتا ہے۔ توبہ اب میں نے اِس کام سے ایسی توبہ کرلی ہے جو مرتے دم تک ٹوٹیگی۔ بعد۔ ایک دفعہ کسی مصیبت سے نجات پاجانے کے بعد انہی ہی اُس مصیبت میں پھنسنے کو تیار ہوتا ہے

[3] حکایت۔ اِس حکایت سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ایک بار مصیبت سے نجات پاجانے کے بعد دوبارہ مصیبت میں پھنسنے کا بہت بُرا انجام ہوتا ہے۔

خسارتِ ابد در افتد کہ مَن جَرَّبَ المُجَرَّبَ حَلَّتْ بِهِ النَّدَامَةُ

ٹوٹے میں مبتلا ہو جائے کیونکہ جس شخص نے آزمائے ہوئے کو آزمایا اُس کو ندامت ہوئی

وچوں[1] توبہ اُو را ثباتے و قوتے وحلاوتے و قبولے و

اور جب اُس کی توبہ کا ٹکاؤ اور قوت اور شیرینی اور قبولیت اور مدد اُس کو

مددے بدو نرسد چوں درخت بے بیخ ہر روز زرد تر

حاصل نہ ہو تو وہ بغیر جڑ کے درخت کی طرح ہے جو روز بروز زیادہ زرد اور خشک ہوتا ہے

وخشک تر نعوذ باللہ من ذٰلک

ہم اس بات سے خدا کی پناہ چاہتے ہیں

گازرے[2] بود و مر اُو را یک خرے — پشت ریش و شکم تہی تن لاغرے

ایک دھوبی تھا جس کا ایک گدھا تھا — زخمی کمر، خالی پیٹ، کمزور جسم

در میانِ سنگلاخِ بے گیاہ — روز تا شب بینوا و بے پناہ

بغیر گھاس کی پتھریلی زمین میں — شب و روز بے سروسامان اور بے پناہ

بہرِ خوردن غیرِ آب آنجا نبود — روز و شب بُدے خر دراں کور و کبود

وہاں کھانے کیلئے پانی کے سوا نہ تھا — گدھا وہاں دن رات اندھا اور تاریک چشم تھا

آں حوالی نیستان و بیشہ بود — شیرے بود آنجا کہ صیدش پیشہ بود

اطراف میں نیستاں اور جنگل تھا — وہاں ایک شیر تھا جس کا پیشہ شکار کرنا تھا

شیر را با پیلِ نر جنگ اُو فتاد — خستہ شد آں شیر و ماند از اصطیاد

شیر کی نر ہاتھی سے لڑائی ہوئی — وہ شیر زخمی ہو گیا اور شکار کرنے سے عاجز ہو گیا

مدتے[3] وا ماندزاں ضعف از شکار — بینوا ماندند دد از چاشت خوار

ایک عرصہ تک کمزوری کی وجہ سے شکار سے عاجز رہا — درندے ناشتہ سے محروم ہو گئے

زانکہ باقی خوارِ شیرِ ایشاں بُدند — شیر چوں رنجور شد تنگ آمدند

کیونکہ وہ شیر کا بچا ہوا کھانے والے تھے — جب شیر بیمار ہو گیا، وہ پریشان ہو گئے

شیر یک روباہ را فرمود رو — مر خرے را بہرِ من صیاد شو

شیر نے ایک لومڑی سے کہا، جا — میرے لئے گدھے کی شکاری بن

گر خرے یابی بگردِ مرغزار — رو فسونش خواں فریبانش بیار

اگر تو جنگل کے اطراف میں گدھا پائے — جا اس پر منتر پڑھ اُس کو فریب لے آ

[1] چوں۔ اگر توبہ میں ٹکاؤ نہ ہو اور اُس کی خوبی اُس پر واضح نہ ہو تو توبہ کرنے والے شخص کی حالت بے جڑ کے درخت کی سی ہے جو روز بروز خشک ہوتا جاتا ہے اور اُس کے پتے جھڑتے رہتے ہیں۔

[2] گازرے۔ ایک دھوبی کا ایک گدھا تھا جس کی کمر زخمی تھی اور پیٹ خالی رہتا تھا جس کی وجہ سے وہ کمزور ہو گیا تھا۔ سنگلاخ۔ پتھریلی زمین۔ کبود۔ کبود۔ یعنی نیلا اور بدحال۔ حوالی۔ اطراف۔ نیستاں۔ جنگل کا جنگل۔ بیشہ۔ جھاڑی۔ شیر۔ وہ شیر جس ہاتھی سے لڑکر زخمی اور لاغر ہو گیا اور جنگلی جانوروں کا شکار کرنے کے قابل نہ رہا۔

[3] مدتے۔ ایک عرصہ سے وہ شکار کرنے کے قابل نہ تھا اور دوسرے درندے جو اس کا بچا کھچا کھاتے تھے وہ بھی بھوکے تھے۔ چاشتخوار۔ ناشتہ۔ شیر۔ شیر نے لومڑی سے کہا کسی گدھے کو پھسلا کر میرے پاس لے آ۔ مرغزار۔ سبزہ زار۔ فسون۔ منتر

یا خرے یا گاؤ بہر من بجو — زاں فسونہائے کہ میدانی بگو[1]

یا گدھا یا بیل میرے لئے تلاش کر — جو منتر تو جانتی ہے، وہ پڑھ

چوں بیابم قوتے از لحم خر — پس بگیرم بعد ازاں صید دگر

جب میں گدھے کے گوشت سے طاقت پکڑونگا — اُس کے بعد میں دوسرا شکار کرونگا

اندکے من میخورم باقی شما — من سبب باشم شمارا در نوا

میں تھوڑا سا کھالوں گا، باقی تم — میں توشہ میں تمہارے لئے سبب بنجاؤنگا

از فسون و از سخنہائے خوش — نرم گرداں زود ترا ینجا کشش

اُس کو منتر اور اچھی باتوں سے — نرم کر، جلد یہاں لے آ

تشبیہ کردنِ قطب کہ عارف واصل ست در اجرائے دادنِ خلق از قوت رحمت و مغفرت بر مراتبے کہ حقش الہام داد و تمثیل بشیر کہ اجرے خوار و باقی خوارِ وے اند بر مراتبِ قربِ ایشاں بشیر نہ قربِ مکانی بلکہ از قربِ صفتی و تفاصیلِ ایں بسیار ست واللہ الہادی

قطب، عارف واصل (بحق) کی مخلوق کو رحمت اور مغفرت کی اُن مراتب کے اعتبار سے روزی دینے کی تشبیہ بیان کرنا جو اللہ نے اُس کو الہام کیا ہے اور شیر سے مثال دینا کیونکہ وہ اس کے روزی خوار اور بچا کھچا کھانے والے ہیں شیر سے نزدیکی کے اعتبار سے مکانی قرب کے اعتبار سے نہیں بلکہ صفاتی قرب کے اعتبار سے اور اس کی بہت تفاصیل ہیں اور خدا ہدایت کرنے والا ہے

قطب[2] شیر و صید کردن کارِ اُو — باقیاں ایں خلق باقی خوارِ اُو

قطب شیر ہے اور شکار کرنا اُس کا کام ہے — باقی یہ مخلوق اُس کا بچا ہوا کھانے والی ہے

تا توانی در رضائے قطب کوش — تا قوی گردد کند صید و حوش

تجھ سے جب تک ہو سکے قطب کو راضی رکھنے کی کوشش کر — تاکہ وہ قوی ہو جائے اور وحشی جانوروں کا شکار کرے

چوں[3] بر نجد بینوا مانند خلق — کز کفِ عقلست جملہ رزقِ خلق

جب وہ رنجیدہ ہو جائیگا، مخلوق بے سرسامان رہجائیگی — کیونکہ تمام لوگوں کی روزی عقل کے ہاتھوں سے ہے

زانکہ وجدِ خلق باقی خوردِ اُوست — ایں نگہدار ار دلِ تو صید جوست

کیونکہ مخلوق کی روزی اُس کا پس خوردہ ہے — اگر تیرا دل شکاری ہے، تو اُس کا خیال رکھ

---

[1] فسونہا۔ لوٹری کی چالاکیاں مشہور ہیں۔ لحم۔ گوشت۔ قوّ۔ روزی۔ از فسون۔ یعنی گدھے کو بہکا کر میرے پاس لے آنا۔ تشبیہ۔ جس طرح شیر شکار کرتا ہے اور باقی درندے اُس کا بچا ہوا کھا کر پیٹ بھرتے ہیں اسی طرح قطب زمانہ اسرار و معارف الٰہی کا شکار کرتا ہے اور بقیہ اولیاء اُس کے ذریعہ اپنی خوراک حاصل کرتے ہیں۔

[2] قطب۔ جو شخص اپنے دور کا قطب ہوتا ہے وہ اسرار و معارف کا براہ راست استفادہ کرتا ہے اور وہ دیگر اولیاء، اوتاد و نجباء اور نقباء اُس کے واسطے سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ تا توانی۔ ہر ولی کا فرض ہے کہ وہ قطب زمانہ کی خوشنودی حاصل کرے اور اُس کو خوش رکھے۔

[3] چوں بر نجد۔ اگر قطب رنجیدہ ہو جاتا ہے تو بقیہ لوگ بے سروسامان رہ جاتے ہیں۔ وجدِ خلق۔ بقیہ لوگوں کی روزی اُس کا پس خوردہ ہے۔

اُو چو عقل و خلق چوں اعضائے تن — بستۂ عقل ست تدبیرِ بدن

(عقل کی طرح اور مخلوق جسم کے اعضا کی طرح ہے) نے — جسم کی تدبیر عقل سے وابستہ ہے

ضُعفِ قُطب از تن بُود از روح نے — ضُعف در کشتی بُود در نوح نے

قطب کی کمزوری جسم کی ہوتی ہے نہ کہ روح کی — کمزوری کشتی میں ہوتی ہے نہ کہ نوحؑ میں

قُطب آں باشد کہ گرد خود تند — گردشِ افلاک گردِ اُو بُود

قطب وہ ہوتا ہے جو اپنے گرد گھومتا ہے — آسمانوں کی گردش اُس کے گرد ہوتی ہے

یا رسے دہ در مرمت کشتیش — گر غلامِ خاص و بندہ گشتیش

اُس کی کشتی کی مرمت میں مدد کر — اگر تو اُس کا خاص غلام اور بندہ ہو گیا ہے

یا رسے[1] در تو فزاید نے درو — گفت حق اِن تَنصُرُوا اللہَ یَنصُرکُم

تیری مدد تجھ میں اضافہ کرے گی نہ کہ اُس میں — اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ہے اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا

ہمچو رُوبہ صید گیر و کن فدیش — تا عوض گیری ہزاراں صید بیش

لومڑی کی طرح شکار کر اور اُس پر قربان ہو جا — تاکہ تو ہزاروں سے زیادہ شکار بدلے میں حاصل کر لے

رو بہانہ باشد آں صیدِ مُرید — مُردہ گیرد صید گفتارِ مُرید

مُرید کا شکار لومڑی کی طرح کا ہوتا ہے — سرکش بجو مُردے کا شکار کرتا ہے

مُردہ پیشِ اُو کشی زندہ شود — چرک در پالیز رویندہ شود

تو اُس کے سامنے مُردہ لیجائے گا وہ زندہ ہو جائے گا — گھاس و خار پالیز میں اُگانے والا بن جاتا ہے

جواب گفتنِ رُوباہ شیر را

لومڑی کا شیر کو جواب دینا

گفت[2] رُوبہ شیر را خدمت کُنم — حیلہا سازم ز عقلش برکنم

لومڑی نے شیر سے کہا میں خدمت بجا لاؤں گی — تدبیریں کروں گی اُس کو عقل سے بیگانہ کر دوں گی

حیلہ و افسوں گری کارِ منست — کارِ من دستاں و از رہ بُردنست

حیلہ اور منتر پڑھنا میرا پیشہ ہے — میرا پیشہ مکر اور دھوکا دینا ہے

از سرِ کُہ جانبِ جُو میشتافت — یک خرِ مسکینِ لاغر را بیافت

پہاڑ پر سے، نہر کی جانب دوڑ رہی تھی — ایک کمزور مسکین گدھے کو پایا

---

[1] آں چو عقل۔ قطب اور بقیہ مخلوق کی وہی نسبت ہے جو عقل اور بقیہ اعضا کی، اعضا عقل کے ذریعہ خوراک حاصل کرتے ہیں لہٰذا قطب پر روحانی ضعف طاری نہیں ہو سکتا گذشتہ اشعار میں جس کے جس ضعف کا ذکر ہے وہ محض جسمانی ضعف ہے اس کی روح اور جسم کی وہی نسبت ہے جو حضرت نوحؑ اور کشتی کی تھی۔ یا رسے۔ قطب کو جس مدد کی ضرورت ہے وہ اس کی جسمانی مدد ہے۔

[2] یا رسے۔ تو جو کچھ قطب کی بدنی خدمت کریگا وہ تیرے لئے ہی مفید ہے گفت آنحضرتؐ کے ساتھ مل کر جہاد کرنے کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد قرار دیا ہے اور فرمایا کہ اُس مدد کا فائدہ تمہیں بصورت مدد خداوندی حاصل ہوگا۔ جو کچھ کہ جس طرح لومڑی شیر کے لئے شکار کرتی ہے اور اُس سے خود فائدہ اُٹھاتی ہے اسی طرح تم جو بھی قطب کی بدنی خدمت کرو گے خود فائدہ اُٹھاؤ گے۔ مزید۔ قطب کا ارادتمند جو کچھ قطب کو دے گا وہ لومڑی کے شکار کی طرح ہوگا کہ خود اسکو مفید پڑیگا مزید۔ قطب کا منکر بجو ہے جس کی کوئی قدر و قیمت ہوتی ہے لیکن قطب کے پاس پہنچ کر اس کو قدر و قیمت نہیں معلوم ہوتا ہے جس طرح کہ بجو کو کھانے دینے میں جانوروں کے نوچنے کی خصلت پائی جاتی ہے۔

[3] گفت رو بہ۔ لومڑی نے شیر سے کہا میں حکم کی تعمیل کروں گی اور اپنی تدبیر سے شکار کو بے وقوف بنا دوں گی۔ داستاں مکر۔ خرِ مسکین۔ یعنی وہی دھوبی کا گدھا لومڑی اُس کے پاس پہنچی۔ وہ اُس کو گرم جوشی سے سلام کیا۔

پس سلامے گرم کرد و پیش رفت — پیشِ آں سادہ دلے درویش رفت

گرم جوشی سے سلام کیا اور سامنے آ گئی — اُس سیدھے اور غریب کے سامنے آ گئی

گفت[1] چونی اندریں صحرائے خُشک — درمیانِ سنگلاخ و جائے خُشک

بولی، اس خشک میدان میں آپ کیسے ہیں؟ — پتھریلی زمین اور خشک جگہ میں

گفت خر گر در غم و ور در ارم — قسمتم حق کرد و من آں شاکرم

گدھے نے کہا میں خواہ غم میں ہوں یا جنت میں — اللہ نے میرا حصہ بنایا ہے میں اس پر شکر گذار ہوں

شکر گویم دوست را در خیر و شر — زانکہ ہست اندر قضا از بد بتر

اچھائی اور برائی میں دوست کا شکر ادا کرتا ہوں — کیونکہ حکم خدا وندی میں بُرے سے بھی زیادہ بُرا ہے

چونکہ قسّام اوست کفر آمد گلہ — صبر باید صبر مفتاحُ الصِّلہ

جبکہ وہ تقسیم کرنے والا ہے تو شکوہ کفر ہے — صبر کرنا چاہیئے، صبر صلہ کی کنجی ہے

باز گفت الصَّبرُ مفتاحُ الفرج — صابراں را کے رسد جور و حرج

پھر اس نے کہا صبر کشادگی کی کنجی ہے — صبر کرنے والوں کو سختی اور تنگی کب آتی ہے؟

راضیم[2] من قسمتِ قسّام را — کہ خداوند ست خاص و عام را

میں تقسیم کرنے والے کی تقسیم پر راضی ہوں — کیونکہ وہ خاص و عام کا آقا ہے

بہرہ ور از نعمتِ او خاص و عام — میرساند روزیِ وحش و ہوام

اُس کی نعمت سے خاص و عام فائدہ اٹھاتے ہیں — وہ وحشی جانوروں اور کیڑے مکوڑوں کو روزی پہنچاتا ہے

مُرغ و ماہی قسمتِ خود می خورند — مور و مار از نعمتِ او می چرند

پرند اور مچھلیاں اپنا حصہ کھاتے ہیں — چیونٹیاں اور سانپ اس کی نعمت کھاتے ہیں

خوانِ او سر تا سرِ عالم گرفت — بر سرِ خوانش خلائق در شگفت

اُس کے دسترخوان نے پورے عالم کو گھیر لیا ہے — مخلوق اس کے دسترخوان پر تعجب میں ہے

می[3] خورند و ہیچ کم ناید ازاں — کیست بے روزی بگو اندر جہاں

وہ کھا رہے ہیں اور اس میں کوئی کمی نہیں آتی ہے — بتا، دنیا میں بے روزی کون ہے؟

باش راضی گر توئی دل زندہ — کو رساند روزیِ ہر بندہ

اگر تو زندہ دل ہے، راضی رہ — وہ ہر بندہ کو روزی پہنچاتا ہے

غیرِ حق جملہ عدو اند اوست دوست — با عدو از دوست شکوہ کے نکوست

اللہ (تعالیٰ) کے علاوہ سب دشمن ہیں وہ دوست ہے — دشمن سے دوست کا شکوہ، کب بھلا ہے؟

---

[1] گفت۔ لومڑی نے گدھے سے کہا آپ اس خشک پتھریلے جنگل میں کیوں پڑے ہوئے ہیں۔ گفت۔ گدھے نے کہا یہ خدائی تقسیم ہے جو میرا حصہ ہے میں اس پر راضی ہوں۔ زانکہ۔ انسان کو ہر حالت میں شکر ادا کرنا چاہیئے اور سوچنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس سے بدتر حالت میں نہیں کیا۔ چونکہ۔ اللہ کی تقسیم پر شکوہ کفر ہے۔ الصبر۔ صبر کرنے سے کشادگی پیدا ہو جاتی ہے۔

[2] راضیم۔ رزق خدا کا تقسیم کردہ ہے جبکہ وہ سب کا مالک ہے تو اس کی تقسیم پر راضی رہنا ضروری ہے۔ ہوام۔ کیڑے مکوڑے۔ مرغ۔ جس قدر جاندار ہیں سب اس کی ہی نعمتوں سے رزق حاصل کر رہے ہیں دنیا کی ساری مخلوق اس کے ہی خوانِ نعمت سے روزی حاصل کر رہی ہے

[3] می خورند۔ ساری مخلوق کو روزی پہنچا رہا ہے کوئی جاندار روزی سے محروم نہیں ہے۔ غیر حق۔ اللہ کے علاوہ سب دشمن ہیں اللہ سب کا دوست ہے تو دوست کا شکوہ دشمن سے کرنا بیوقوفی ہے۔

شکر کن[1] تا نایدت از بد بتر — ورنہ مانی ناگہاں در گل چو خر

شکر ادا کرتا رہ، تاکہ تجھے بدسے بدتر نہ ملے — ورنہ تو کیچڑ کے گدھے کی طرح رہ جائے گا

تا دہد دو غم نخواہم انگبیں — زانکہ ہر نعمت غمے دارد قریں

جب تک دو مجھے چھاچھ پلائیگا میں شہد نہ مانگونگا — کیونکہ ہر نعمت اپنے ساتھ کوئی غم رکھتی ہے

گنج بے مار و گل بے خار نیست — شادی بے غم دریں بازار نیست

خزانہ بغیر سانپ کے اور پھول بغیر کانٹے کے نہیں ہے — بغیر غم کی خوشی اس بازار میں نہیں ہے

یک حکایت یاد دارم از پدر — در نصیحت گفت روزے کاے پسر

مجھے باپ کی ایک کہانی یاد ہے — اس نے ایک روز نصیحت میں کہا اے بیٹا!

حکایت[2] دیدن خر سقّائے با نوائے اسپان تازی را در

سقّے کے گدھے کا، خاص اصطبل میں سازوسامان کے ساتھ عربی گھوڑوں کو دیکھنے کی

آخرِ خاص و تمنا بردن آں دولت را در موعظہ آنکہ تمنا

حکایت اور اس دولت کی تمنا کرنا اس نصیحت کے بارے میں کہ

نباید بردن الّا بمغفرت و عنایت کہ اگرچہ صد گوں رنجے

سوائے مغفرت اور مہربانی کے تمنا نہ کرنی چاہیے خواہ سینکڑوں تکالیف ہوں

بود چوں لذّتِ مغفرت بود ہمہ شیریں شود باقی ہر دولتے

جب مغفرت کی لذت حاصل ہوجائیگی وہ (تکالیف) سب شیریں ہوجائینگی بقیہ ہر

کہ آں را نا آزمودہ تمنا میبری باں رنجے قرین ست

دولت کی بغیر آزمائے تو تمنا کرے تو اس کے ساتھ کوئی تکلیف ہوگی جس کو تو

کہ آں را نمی بینی چنانکہ[3] از ہر دامے دانہ پیدا شود و

نہیں دیکھ رہا ہے، جیسا کہ ہر جال کا دانہ کھلا ہوا ہوتا ہے اور جال پنہاں ہوتا ہے

فخ پنہاں تو دریں یک دام ماندہ و تمنا میبری

تو اس جال میں رہتے ہوئے تمنا کرتا ہے کاش کہ اس دانے

کہ کاشکے باآں دانہا رفتمے پنداری کہ آں دانہا

تک پہنچ جاتا، تو خیال کرتا ہے کہ وہ دانے

بے دام است

بغیر جال کے ہیں

[1] شکر کن۔ جس حالت میں بھی ہو ہے اس پر شکر گذار ہونا چاہیے۔ اس سے بدتر حالت میں نہیں ہے تاہم جب تک مجھے معمولی روزی حاصل ہے میں بڑھیا روزی کی خواہش نہ کروں گا کیونکہ ہر بڑھیا نعمت کے ساتھ کوئی نہ کوئی تکلیف دہ بات ضرور لگی ہوتی ہے خزانہ کے ساتھ سانپ ہے پھول کے ساتھ کانٹا ہے۔

[2] حکایت۔ اس حکایت سے یہ سمجھانا ہے کہ شاہی اصطبل کے گھوڑوں کو اچھی خوراک ملتی تھی تو اس کے ساتھ انھیں جنگ میں تیر بھی کھانے پڑے۔ در موعظہ۔ انسان کو چاہیے کہ یہ مغفرت اور اللہ کی عنایت کا طالب بنے اگر اس کو یہ چیز حاصل ہوجائیگی تو مصائب کی تلخی شیرینی سے بدل جائے گی اگر انسان نہ آزمائی ہوئی نعمت کی تمنا کرے گا تو اس کے ساتھ کی مصیبت سے پریشان ہوجائے گا۔

[3] چنانکہ۔ دنیا کی ہر لذت کے ساتھ کوئی مصیبت وابستہ ہے دانہ ہے تو اس کے ساتھ جال بھی ہے انسان دانہ کی تمنا کرتا ہے لیکن وہ جال سے غافل ہوتا ہے۔

بُود سقائے مرا اُو را یک خرے — گشتہ از محنت دو تا چوں چنبرے

ایک سقّہ کا ایک گدھا تھا — مشقت کی وجہ سے حلقہ کی طرح دُہرا ہو گیا تھا

پُشتش از بارِ گراں دہ جائے ریش — عاشق و جویائے روزِ مرگ خویش

بھاری بوجھ کی وجہ سے اُسکی کمر دس جگہ سے زخمی تھی — وہ اپنی موت کے دن کا جویاں اور عاشق تھا

جَو کجا از کاہِ خُشک اُو میرے نے — در عقب زخمے و سیخ آہنے

جَو کہاں؟ وہ خشک گھاس سے بھی پیٹ بھرا تھا — پیچھے زخم اور لوہے کی سیخ

میرِ آخر دید اُو را رحم کرد — کاشنائے صاحبِ خر بُود مرد

اصطبل کے داروغہ نے اسکو دیکھا۔ رحم کیا — کیونکہ وہ گدھے کے مالک کا شناسا تھا

پس سلامش کرد و پُرسیدش ز حال — کز چہ ایں خر گشت دو تا ہمچو دال

اُس کو سلام کیا اور اُس سے حال پوچھا — کہ یہ گدھا دال کی طرح کیوں دُہرا ہو گیا؟

گفت از درویشی و تقصیرِ مَن — کہ نمی یابد جوابیں بستہ دہن

اُس نے کہا میری مفلسی اور کوتاہی سے — کیونکہ اِس بے زبان کو جَو نہیں ملتے ہیں

گفت بسپارش بمن تو روزِ چند — تا شود در آخرِ شہ زورمند

اُس نے کہا اُس کو چند دن کیلئے میرے سپرد کر دے — تاکہ شاہی اصطبل میں طاقتور بن جائے

خر بدو بسپرد و از زحمت برست — در میانِ آخرِ سُلطانش بست

اُس گدھا اُس کے سپرد کر دیا اور زحمت سے چھوٹ گیا — اُس نے اُس کو شاہی اصطبل میں باندھ دیا

خر ز ہر سُو مرکبِ تازی بدید — با نوا و فربہ و خوب و جدید

گدھے نے ہر جانب عربی گھوڑے دیکھے — باسروسامان اور موٹے اور عمدہ اور نئے

زیرِ پاشاں رُوفتہ و آبے زدہ — کہ بوقت و جَو بہنگام آمدہ

اُنکے پاؤں کی زمین جھاڑو دی ہوئی اور پانی چھڑکی ہوئی — گھاس اور جَو بروقت حاضر

خارش و مالش مر اسپاں را بدید — پوز بالا کرد کاے ربِّ مجید

گھوڑوں کی مالش اور کھریرا دیکھا — اُس نے مُنہ اُوپر اُٹھایا کہ اے بزرگ پروردگار!

نہ کہ مخلوقِ توام گیرم خرم — از چہ زار و پُشت ریش و لاغرم

کیا میں تیری مخلوق نہیں ہوں؟ مانا کہ میں گدھا ہوں — میں کس وجہ سے عاجز اور زخمی کمر اور لاغر ہوں

شب ز دردِ پُشت و از جوعِ شکم — آرزومندم بمُردن دمبدم

رات کو کمر کے درد اور پیٹ کی بھوک سے — لمحہ بہ لمحہ میں مرنے کا آرزومند ہوں

لہ عاشق۔ اُس گدھے کو مصیبتوں کی وجہ سے موت کی تمنا تھی۔ جَو کجا۔ اُس گدھے کو جَو تو درکنار خشک گھاس بھی پیٹ بھر نہ ملتی تھی اور ہر وقت لوہے کی سیخ سے پٹتا تھا جس سے اُس کی پشت زخمی تھی۔ میرِ آخر۔ داروغہ اصطبل۔ دال۔ حرف دال مُڑی ہوئی شکل کا ہوتا ہے۔ بستہ دہن۔ بے زبان۔ آخرِ شہ۔ شاہی اصطبل۔

لہ خر۔ دھوبی کے گدھے نے شاہی اصطبل میں عربی گھوڑے دیکھے جو بہت عمدہ حالت میں تھے۔ زیرِ پا۔ اصطبل کی زمین پر جھاڑو دی ہوئی اور گھاس اور دانہ بروقت سب گھوڑوں کو ملتا۔ خارش۔ اُن کے بدن پر کھریرا پھیرنا اور مالش ہوتی۔ پوز۔ اُس گدھے نے آسمان کی طرف منہ کر کے دعا شروع کر دی کہ اللہ میاں میں بھی تیری مخلوق ہوں میں اِس قدر مصیبت میں کیوں ہوں۔

لہ شب۔ دن کی پٹائی سے رات بھر درد میں اور بھوک میں گذارتا ہوں اور ہر وقت موت کی تمنا کرتا ہوں یہ عربی گھوڑے کس قدر عیش و عشرت میں ہیں تو نے مجھے مصائب کیلئے کیوں مخصوص کر دیا ہے۔

حالِ ایں اسپاں چنیں خوش بانوا — من چہ مخصوصم بتعذیب و بلا

ان گھوڑوں کی ایسے سازوسامان کے ساتھ عمدہ حالت — میں عذاب اور مصیبت کے ساتھ مخصوص کیوں ہوں؟

ناگہاں[1] آوازۂ پیکار شد — تازیاں را وقتِ زین و کار شد

اچانک جنگ کا اعلان ہوگیا — عربی گھوڑوں کی زین اور کام کا وقت آگیا

زخمہائے تیر خوردند از عدو — رفت پیکانہا در ایشاں سُو بسُو

انھوں نے دشمنوں کے تیروں کے زخم کھائے — جگہ جگہ ان میں تیر گھس گئے

از غزا باز آمدند آں تازیاں — اندر آخر جملہ اُفتادہ ستاں

وہ عربی گھوڑے جنگ سے لوٹے — اصطبل میں سب چت پڑے ہوئے تھے

پایہا شاں بستہ محکم بانوا — نعلبنداں ایستادہ در قطار

نوارے اُن کے پاؤں مضبوط بندھے ہوئے تھے — نعلبند وہاں میں کھڑے تھے

می شگافیدند تنہا شاں بنیش — تا بروں آرند پیکانہا ز ریش

انھوں نے نشتر سے اُن کے جسموں میں چیرا دیا — تاکہ زخم سے تیر باہر نکالیں

چوں[2] خراں را دید میگفت اے خدا — من بفقر و عافیت دادم رضا

جب گدھے نے انھیں دیکھا کہہ رہا تھا اے خدا! — میں نے مفلسی اور آرام پر رضامندی دی

زاں نوا بیزارم و زیں زخم زشت — ہر کہ خواہد عافیت دنیا بہشت

میں اُس سروسامان اور اس بُرے زخم سے بیزار ہوں — جس نے عافیت چاہی اُس نے دنیا چھوڑ دی

جواب گفتن رُوباہ خرا

لومڑی کا گدھے کو جواب دینا

گفت رُوبہ جستن رزقِ حلال — فرض باشد از برائے امتثال

لومڑی نے کہا، حلال رزق کا تلاش کرنا — حکم بجا لانے کے لئے فرض ہوتا ہے

عالَمِ[3] اسباب و رزقے بے سبب — می نیاید پس مہم باشد طلب

یہ عالم اسباب ہے اور بغیر سبب کے رزق — حاصل نہیں ہوتا ہے، تو طلب کرنا ضروری ہے

وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰہ است امر — تا نیاید غصب کردن ہمچو نمر

"اور اللہ کا فضل طلب کرو" حکم ہے — تاکہ چیتے کی طرح چھیننا نہ پڑے

گفت پیغمبر کہ بر رزق اے فتیٰ — در فروبست ست و بر در قفلہا

پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ اے نوجوان! رزق کا — دروازہ بند ہے اور دروازے پر تالے ہیں

---

[1] ناگہاں کچھ ہی دن بعد جنگ کا اعلان ہوگیا اور اُن عربی گھوڑوں پر زین کسنے کا موقع آگیا۔ نزعت یہ گھوڑے لوٹ کے سب کے سب میدانِ جنگ میں گئے اور وہاں دشمنوں کے نیزوں اور تیروں سے زخمی ہوئے۔ جنگ سے واپس آکر یہ گھوڑے اصطبل میں چت گر گئے ... یا تمام ہی۔ نعلبندوں نے اُن کے پاؤں نوار سے کسے اور تیر نکالنے کے لئے اُن کے بدنوں میں شگاف کرنے شروع کر دیئے۔

[2] چوں خر۔ دھوبی کے گدھے نے جب عربی گھوڑوں کی یہ حالت دیکھی تو دعا کرنے لگا کہ میں فقر اور عافیت پر راضی ہوں سازوسامان کے ساتھ یہ زخم خوری مجھے منظور نہیں ہے۔ گفت۔ گدھے کی تقریر سن کر لومڑی نے کہا اللہ تو کا حکم ہے کہ رزق کی کوشش کرو لہٰذا حلال رزق کی طلب حق ہے۔

[3] عالَمِ اسباب۔ دنیا عالم اسباب ہے یہاں ہر چیز اور سبب اختیار کئے کوئی مقصد پورا نہیں ہوتا ہے۔ وَابْتَغُوا۔ قرآن میں حکم ہے کہ جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر اللہ کا فضل یعنی رزق طلب کرو۔ گفت۔ آنحضورؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رزق کے دروازے بند کر دیئے ہیں اور دروازوں کو مقفل کر دیا ہے انسان کی کوشش درکار ہے تالوں کی کنجی ہے۔

جُنبش و آمد شدِ ما و اکتساب — ہست مفتاحے براں قفل و حجاب
ہماری حرکت اور آنا جانا اور کسانا — اُس تالے اور پردے کی کنجی ہے

بے کلید ایں در کشادن راہ نیست[1] — بے طلب ناں سُنّتِ اللہ نیست
بغیر کنجی کے اِس دروازے کے کھلنے کی راہ نہیں ہے — بغیر جستجو کے روٹی اللہ کی سنت نہیں ہے

گر تو بنشینی بچاہے اندروں — رزق کے آید برت اے ذو فنوں
اگر تو کنویں میں جا بیٹھے — تیرے پاس رزق کب آئیگا؟ اے صاحب تدابیر!

جوابِ گفتنِ آں خر روباہ را
اُس گدھے کا لومڑی کو جواب دینا

گفت از ضعفِ توکّل باشد آں — ورنہ بدہد ناں کسے کو داد جاں
اُس نے کہا توکل کی کمزوری سے یہ ہوتا ہے — ورنہ وہ روٹی (بھی) دیتا ہے جس نے جان دی ہے

ہر کہ جوید بادشاہی و ظفر — کم نیاید لقمۂ ناں اے پسر
جو شخص شاہی اور کامیابی چاہتا ہے — اے بیٹا! (پہلے بھی) اُسکے لئے روٹی کا لقمہ کم نہیں

دام[2] و دد جملہ مُردہ اکّالِ رزق — نے پئے کسب اند و نے حمّالِ رزق
چرندے اور درندے سب رزق کھانیوالے ہیں — نہ وہ کمائی کے درپے ہیں نہ رزق کو لادنے والے

جملہ را رزّاق روزی می دہد — قسمتِ ہر یک بہ پیشش می نہد
سب کو رزق دینے والا روزی دیتا ہے — ہر ایک کا حصّہ اُس کے سامنے رکھ دیتا ہے

رزق آید پیشِ ہر کہ صبر جُست — رنج و کوششہا بے صبری تست
جس نے صبر اختیار کیا رزق اُسکے سامنے آجاتا ہے — محنت اور کوششیں تیری بے صبری کیوجہ سے ہیں

جوابِ گفتنِ روباہ خر را کہ من راضیم بہ قسمتِ خود
لومڑی کا گدھے کی اِس بات کا جواب دینا کہ میں اپنے حصّہ پر راضی ہوں

گفت[3] روبہ آں توکّل نادرست — کم کسے اندر توکّل ماہرست
لومڑی نے کہا، یہ توکل نایاب ہے — بہت کم ہیں، جو توکل میں ماہر ہیں

گردِ نادر گشتن از نادانی ست — ہر کسے را کے رہِ سُلطانی ست
نایاب کا چکر لگانا نادانی ہے — ہر شخص کو شاہی کے راستہ کب میسر ہے؟

چوں قناعت را پیمبر گنج گفت — ہر کسے را کے رسد گنجِ نہفت
جب کہ قناعت کو پیغمبرؐ نے خزانہ کہا ہے — ہر شخص کو چھپا ہوا خزانہ کب ملتا ہے؟

[1] بے کلید۔ چابی کے بغیر کوئی تالا نہیں کھلتا ہے لہٰذا رزق حاصل کرنے کے لئے کمانا ضروری ہے۔ گر تو۔۔۔ لومڑی نے گدھے سے کہا اگر تو کنویں کے اندر جا کر بیٹھ جائے تو تیرے پاس رزق خود چل کر نہ آئے گا۔ گفت۔ گدھے نے کہا کہ سب کے بغیر رزق کا نہ آنا توکل نہ ہونے کی وجہ سے ہے ورنہ اگر خدا پر پورا توکل کیا جائے تو رزق خود آتا ہے۔ ہر کہ۔ دنیا طلبی کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے ورنہ رزق تو خود پہنچتا ہے۔

[2] دام۔ چرنے والے جانور۔ اکّال۔ زیادہ کھانے والا۔ رنج۔ چونکہ انسان بے صبرے اِس لئے رزق کی تلاش میں مارا مارا پھرتا ہے۔

[3] گفت روبہ۔ لومڑی نے گدھے سے کہا اِس قدر توکل کہ رزق خود آئے بہت کمیاب ہے۔ ہر کے۔ توکل کا یہ مرتبہ صرف شاہوں کو حاصل ہے۔ قناعت۔ آنحضورؐ نے قناعت اور صبر کو خزانہ سے تعبیر کیا ہے خزانہ ہر شخص کے ہاتھ نہیں آتا۔

حدِّ خود بشناس و بر بالا مپر — تا نیفتی در نشیبِ شور و شر

اپنا رتبہ پہچان اور اونچا نہ اُڑ — تاکہ تو شور و شر کے گڑھے میں نہ گرے

جہد کن و اندر طلب سعیے نما — چوں نداری در توکّل صبر ہا

محنت کر اور طلب میں کوشش کر — جبکہ تو توکّل میں صبر نہیں کر سکتا ہے

باز جواب گفتنِ خر روباہ را

گدھے کا دوبارہ لومڑی کو جواب دینا

گفت خر معکوس میگوئی بداں — شور و شر از طمع آید سوئے جاں

گدھے نے کہا سمجھ لے تو نے اُلٹی بات کہہ دی ہے — جان کی جانب شور و شر لالچ سے آتا ہے

از قناعت ہیچ کس بے جاں نشد — از حریصی ہیچ کس سلطاں نشد

قناعت سے کوئی شخص نہیں مرا ہے — لالچ کرنے سے کوئی شخص بادشاہ نہیں بنا ہے

ناں ز خوکان و سگاں نبود دریغ — کسبِ مردم نیست این باران و میغ

رزق سوروں اور کتوں سے ابھی رُکا ہوا نہیں ہے — بارش اور ابر انسانوں کی کمائی نہیں ہے

آنچنانکہ عاشقی بر رزق زار — ہست عاشق رزق ہم بر رزق خوار

جس طرح تو رزق کا عاشقِ زار ہے — رزق بھی، رزق کھانے والے کا عاشق ہے

گر تو نشتابی بیاید بر درت — ور تو بشتابی دہد دردِ سرت

اگر تو نہ دوڑے گا وہ تیرے در پر آئے گا — اگر تو دوڑے گا وہ تیرے سر میں درد کر دے گا

در تقریرِ معنیِ توکّل و حکایتِ آن زاہد کہ توکّل را امتحان میکرد

توکّل کے معنی کی تقریر اور اس زاہد کا قصہ جو توکّل کا امتحان کرتا تھا اور

وز اسباب منقطع شد و از شہر بیرون آمد و از شوارع و

اسباب سے جدا ہو گیا تھا اور شہر سے باہر آ گیا تھا اور راستوں اور

رہگذرِ خلق دور شد و پس بُنِ کوہے مہجور در غایتِ گرسنگی

لوگوں کی رہگذر سے دور ہو گیا تھا اور بے آباد پہاڑ کی جڑ کے نیچے انتہائی بھوک کی

سر بر سنگے نہاد و با خود گفت توکّل کردم بر سبب سازی و

حالت میں ایک پتھر پر سر رکھے ہوئے تھا اور اپنے آپ سے کہتا تھا کہ (اے خدا) میں نے

رزّاقیِ تو و از اسباب منقطع شدم تا بہ بینم سببیّتِ توکّل را

تیری سبب سازی اور رزّاقی پر توکّل کیا ہے اور اسباب سے علیحدہ ہو گیا ہوں تاکہ میں توکّل کے سبب بنانے کو

دیکھوں

---

۱ حدِّ خود۔ انسانوں کو اپنے رُتبہ پر رہنا چاہیے ورنہ مصیبت میں مبتلا ہو جائے گا جبکہ توکّل کا مرتبہ حاصل نہیں ہے تو انسان کو رزق کی تلاش کرنی چاہیے۔ گفتِ خر۔ گدھے نے لومڑی سے کہا تو اُلٹی بات کرتی ہے توکّل سے نہیں بلکہ لالچ سے مدعا خود و شر میں مبتلا ہوتی ہے۔

۲ از قناعت۔ قناعت مُضر نہیں ہے اور حرص مفید نہیں ہے۔ ناں۔ رزق سوروں اور کتوں کو بغیر کمائے ملتا ہے بارش اور ابر انسانوں کی محنت کے بغیر ہوتی ہے۔ آنچنانکہ۔ جس طرح انسان رزق پر عاشق ہے رزق بھی انسان پر عاشق ہے انسان صبر کرے تو وہ خود دروازے پر آ جاتا ہے۔

۳ در تقریر۔ ایک زاہد نے توکّل کے سبب رزق ہونے کو آزمایا وہ شہر سے بہت دور ایک پہاڑ کے پیچھے جا بیٹھا۔ شوارع۔ شارع کی جمع ہے، راستہ۔ مہجور۔ یکہ و تنہا۔

آں یکے زاہد شنید از مصطفےٰ — کہ یقیں[1] آید بجاں رزق از خدا

ایک زاہد نے مصطفےٰ ؐ کی جانب سے سنا — کہ جان کو رزق یقیناً پہنچتا ہے

گر نخواہی ور نخواہی رزقِ تو — پیشِ تو آید دواں از عشقِ تو

خواہ تو چاہے، یا نہ چاہے، تیرا رزق — تیرے عشق میں دوڑتا ہوا تیرے سامنے آجاتا ہے

از برائے امتحاں آں مرد رفت — در بیاباں نزد کوہے خفت تفت

امتحان کے لئے وہ شخص روانہ ہوا — جنگل میں پہاڑ کے پاس، جلد جا سویا

کہ ببینم رزق مے آید بمن — تا قوی گردد مرا در رزق ظن

کہ میں دیکھتا ہوں رزق میرے پاس آتا ہے؟ — تاکہ رزق کے بارے میں میرا خیال مضبوط ہو جائے

کاروانے راہ گم کرد و کشید — سوئے کوہ آں ممتحن[2] را خفتہ دید

ایک قافلے نے راستہ گم کر دیا اور آ گیا — پہاڑ کی جانب اس آزمائش کرنیوالے کو سوتا دیکھا

گفت ایں مرد ایں طرف چونست عور — در بیاباں از رہ و از شہر دور

بولا یہ شخص اس طرف اکیلا کیوں ہے؟ — جنگل میں، راستہ اور شہر سے دور

اے عجب مردہ است یا زندہ کہ او — می نترسد ہیچ از گرگ و عدو

تعجب ہے، یہ مردہ ہے یا زندہ کہ وہ — بھیڑیئے اور دشمن سے بالکل نہیں ڈرتا ہے

آمدند[3] و دست بروے میزدند — قاصداً چیزے نگفت آں ارجمند

وہ آئے اور ہاتھ اس پر دھرا — اس نیک بخت نے جان کر کچھ نہ کہا

ہم نجنبید و نجنبانید سر — وانکرد از امتحاں ہیچ او بصر

ہلا بھی نہیں اور نہ سر ہلایا — آزمانے کیلئے اس نے بالکل آنکھ نہ کھولی

پس بگفتند ایں ضعیفِ بے مراد — از مجاعت سکتہ اندر او فتاد

پھر انھوں نے کہا، یہ بے مراد کمزور — بھوک کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا ہے

ناں بیاوردند و در دیگے طعام — تا بریزندش بحلقوم و بکام

وہ روٹی اور دیگچی میں کھانا لائے — تاکہ اس کے حلق اور تالو میں ڈالدیں

پس بقاصد مرد دنداں سخت کرد — تا ببیند صدقِ آں میعاد مرد

تو اس شخص نے جان بوجھ کر دانت بند کر لئے — تاکہ وہ شخص وعدہ کی سچائی دیکھ لے

رحم شاں آمد کہ ایں بس بینواست — وز مجاعت ہالکِ مرگ و فناست

ان کو رحم آیا کہ بہت بے سروسامان ہے — اور بھوک سے موت اور فنا میں تباہ ہے

[1] کہ۔ اس نے آنحضورؐ کی یہ بات سنی تھی کہ رزق لامحالہ پہنچتا ہے رزق بھی انسان کا عاشق ہے۔ آزمائش کے لئے یہ زاہد جنگل میں ایک پہاڑ کے پاس جا لیٹا۔

[2] ممتحن یعنی وہ زاہد جو توکل کی آزمائش کر رہا تھا۔

عور۔ ننگا۔ اکیلا۔

[3] آمدند۔ وہ قافلہ والے اس کے پاس آئے اور اس کو ہلایا لیکن اس نے جان بوجھ کر خاموشی اختیار کر لی۔ از مجاعت یعنی فاقہ کشی کی وجہ سے بیہوش ہو گیا ہے۔ قاصد قصداً۔

کارد آوردند و قوم اشتافتند — بستہ دندانہاش را بشگافتند

وہ چھری لائے اور لوگ دوڑ پڑے — انھوں نے اُس کے بند دانتوں کو کھولا

ریختند اندر دہانش شوربا — می فشردند اندرو نان پارہا

اُنھوں نے شوربا اُس کے منھ میں ڈالا — اُس کے اندر انھوں نے روٹی کے ٹکڑے کئے تھے

گفت اے دل گرچہ خود تن میزنی — راز میدانی و نازے می کنی

اُس نے کہا اے دل! اگرچہ تو خاموش ہے — تو راز جان گیا ہے اور ناز کر رہا ہے

گفت دل دانم بقاصد می کنم — رازق اللہ ست بر جان و تنم

دل نے کہا میں جانتا ہوں (قصداً) کر رہا ہوں — میری جان اور جسم کا رزق دینے والا اللہ ہے

امتحاں زیں بیشتر خود چوں بود — رزق سوئے صابراں خوش میرود

اس سے زیادہ کیا آزمائش ہوگی؟ — صابروں کی جانب رزق اچھی طرح آتا ہے

تا بدانی وز توکل نگذری — حرص آوردن چہ باشد از خری

تاکہ تو سمجھے اور توکل سے درگذر نہ کرے — حرص کرنا کیا ہوتا ہے؟ گدھے پن سے

بعد ازاں بگشاد آں مسکین دہن — گفت کردم امتحانِ رزق من

اُس کے بعد اُس مسکین نے منھ کھول دیا — کہا میں نے رزق کا امتحان کر لیا

ہر چہ گفتست آں رسولِ پاک جیب — ہست حق و نیست در وے ہیچ ریب

جو کچھ اُس پاک دل رسولؐ نے فرمایا — برحق ہے اور اُس میں کوئی شبہ نہیں ہے

بامِ جواب گفتنِ روباہ خر را و تحریض کردنِ اُو خر را بکسب

روڑی کا پھر گدھے کو جواب دینا اور اُس کو کمائی کی رغبت دلانا

گفت روبہ ایں حکایت را بہل — دستہا در کسب زن جہدِ المقل

لومڑی نے کہا اِس قصّہ کو چھوڑ — غریبانہ کوشش سے کمائی کے لئے ہاتھ چلا

دست دادستت خدا کارے بکن — کسبے کن یاری یارے بکن

خدا نے ہاتھ دیئے ہیں، کچھ کام کر — کما، کسی دوست کی مدد کر

ہر کسے در کسبے پا می نہد — یاری یارانِ دیگر میکند

جو شخص کمائی میں قدم رکھتا ہے — دوسرے دوستوں کی مدد کرتا ہے

زانکہ جملہ کسب ناید از یکے — ہم درو گر ہم سقا ہم حایکے

اسلئے کہ سارے پیشے ایک شخص سے نہیں ہوتے ہیں — بڑھئی بھی ہو، سقا بھی، بُننے والا بھی

لہ کارد۔ چونکہ زاہد نے دانت بھینچ لئے تھے انھوں نے چھری کے ذریعہ اُس کا منھ کھولا اور شوربے میں روٹی کے ٹکڑے بھگو کر اُسکو کھوئے گفت۔ اُس زاہد نے اپنے دل سے کہا کہ تو راز کو جانتا ہے اور یہ آزمایش بطور ناز کے کر رہا ہے۔ گفت دل۔ دل نے جواب دیا کہ ہاں مجھے اس کا علم ہے کہ جان و جسم کا رازق اللہ ہی ہے۔ امتحان۔ مولانا فرماتے ہیں اس سے بہتر امتحان اور کیا ہوگا اس سے معلوم ہو گیا کہ صابروں کے پاس رزق خود چل کر آتا ہے۔ تا بدانی۔ یقیناً توکل اختیار کرنا چاہیے حرص کرنا گدھا پن ہے۔

لہ بعد ازاں۔ جب قاصد والے جبراً اُس زاہد کو کھانا کھلا چکے تو اُس زاہد نے منھ کھولا اور کہا میں نے رزق کے معاملہ میں آنحضرتؐ کے فرمان کو آزمایا وہ بالکل سچ ہے۔ تحریض۔ برانگیختہ کرنا۔ جہدِ المقل۔ نادار کی کوشش۔ دست۔ خدا نے تجھے ہاتھ اسی لئے دیئے ہیں کہ ہاتھوں سے کام کر کما پیا بھی کھا کر اور کما کر دوسروں کی بھی مدد کر۔

لہ ہر کسے۔ معاشرے میں ہر شخص دوسرے کی کمائی کا محتاج ہے ہر پیشہ ہر شخص نہیں کر سکتا ہر پیشہ ور کما کر دوسرے کی مدد کرتا ہے۔ دَرو۔ بڑھئی۔ اپنے پیشہ سے اُن لوگوں کی مدد کرتا ہے جن سے یہ کام نہیں آتا۔

چوں[1] بانبازیست عالم برقرار — ہر کسے کارے گزیند زانفتار

دنیا شرکت سے قائم ہے — ضرورت کی وجہ سے ہر شخص ایک پیشہ کرتا ہے

طبلخواری درمیانہ شرطِ نیست — راہِ سنت کار و کسب کردنیست

لوگوں میں پیشہ بن مناسب نہیں ہے — سنت کا راستہ، کام اور کمائی کرنا ہے

جواب گفتن خر روباہ را کہ توکل بہترین کسبہاست کہ ہر کسے محتاج ست

گدھے کا لومڑی کو جواب دینا کہ توکل بہترین کمائی ہے کیونکہ ہر شخص توکل کا محتاج ہے

بتوکل کہ اے خدا این کار مرا راست دار و دعا متضمن توکل ست و

کہ اے خدا میرے اس کام کو سیدھا رکھ اور دعا توکل پر مشتمل ہے اور

توکل کسبے ست کہ بہیچ کسبے دیگر محتاج نیست

توکل وہ کمائی ہے جو کسی دوسری کمائی کی محتاج نہیں ہے

گفت من بہ از توکل بر ربے — می ندانم در دو عالم مکسبے[2]

اُس نے کہا میں خدا پر توکل سے بہتر — دونوں جہان میں کوئی کمائی بہتر نہیں جانتا ہوں

کسب شکرش را نمی دانم ندید — تا کشد شکرِ خدا رزقِ مزید

اسکا شکریہ ادا کرنے کی کمائی کی میں کوئی نظیر نہیں جانتا ہوں — حتیٰ کہ اللہ کا شکر مزید رزق کو کھینچ لاتا ہے

خود توکل بہترین کسبہاست — زانکہ در ہر کسب دستت بر خداست

خود توکل بہترین کمائیوں میں سے ہے — کیونکہ ہر کمائی میں تو خدا کی جانب ہاتھ اٹھائے ہوئے ہے

کاے خدا کارِ مرا تو راست آر — ویں دعاہست از توکل در سرار

کہ اے خدا! تو میرے کام کو درست کر دے — دراصل یہ دعا توکل ہی ہے، سمجھ لے

در توکل ہیچ نبود احتیاج — فارغی از نقص ریع[3] و از خراج

توکل میں کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی ہے — تو پیداوار اور آمدنی کے گھٹاؤ سے فارغ ہے

بحثِ شاں بسیار شد اندر خطاب — ماندہ گشتند از سوال و از جواب

بات چیت میں ان کی بہت بحث ہوئی — وہ سوال اور جواب سے تھک گئے

جواب گفتن روباہ خر را

لومڑی کا گدھے کو جواب دینا

بعد ازاں گفتش کہ اندر مہلکہ — نہی لا تلقوا بایدی تہلکہ

اسکے بعد اُس نے اُس سے کہا کہ ہلاکت میں ڈالنے کے بارے میں — "اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو" کی نہی وارد ہوئی ہے

---

[1] چوں۔ دنیا کا معاشرہ باہمی امداد سے قائم ہے۔ طبلخواری۔ پیٹوپن، شکم پروری۔ راہ۔ سنت طریقہ بھی ہے کہ انسانوں کو کسب کرنا چاہیئے۔ جواب گفتن۔ گدھے نے کہا توکل بھی ایک پیشہ ہے اور ایسا پیشہ ہے کہ دوسرے پیشے اس کے محتاج ہیں اس لئے کہ ہر پیشہ ور اپنے اسباب مہیا کرکے دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے اور یہ دعا توکل پر مبنی ہے اور توکل خود ایسی چیز ہے کہ اُس میں کسی دوسری چیز کی ضرورت نہیں ہے۔

[2] مکسب۔ پیشہ۔ نہ دیدہ۔ نظیر، مثال۔ تا کشد۔ قرآن میں فرمایا گیا ہے۔ اگر تم شکر کروگے تو ہم اور زیادہ دینگے۔ خود توکل۔ توکل بھی کمائی کا ایک طریقہ ہے اور ایسا طریقہ ہے کہ دوسرے طریقوں میں اُس کی ضرورت پڑتی ہے اور اُس میں کسی دوسرے پیشہ کی ضرورت نہیں انسان جو بھی طریقہ اختیار کرتا ہے اُس میں دعا کرتا ہے اور خدا پر بھروسہ کا اظہار کرتا ہے۔

[3] ریع۔ پیداوار۔ خراج۔ آمدنی۔ بحثاں۔ لومڑی نے کہا ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کی ممانعت ہے۔

صبر در صحرائے خشک و سنگلاخ — احمقی باشد جہانِ حق فراخ

خشک اور پتھریلے جنگل میں صبر کرنا — حماقت ہے ، اللہ کی دنیا وسیع ہے

نقل کن زیں جا بسوئے مرغزار — می چرا آنجا سبزہ گرد جوبار[1]

اس جگہ سے سبزہ زار میں منتقل ہو جا — وہاں چشمے کے کنارے پر سبزہ چر

مرغزارِ سبز مانندِ جناں — سبزہ رستہ اندر آنجا تا میاں

جنتیوں کی طرح کا سبزہ زار — وہاں کمر تک سبزہ اُگا ہوا ہے

خرم آں حیواں کہ اُو آنجا رود — اشتر اندر سبزہ ناپیدا شود

وہ جانور خوش نصیب ہے جو وہاں چلا جائے — (اُس) سبزہ میں اونٹ چھپ جاتا ہے

ہر طرف در وے یکے چشمہ رواں — اندر و حیوان مرفہ در اماں

اس میں ہر جانب ایک چشمہ جاری ہے — وہاں حیوان امن میں خوش عیش ہے

از خری اُو را نمیگفت اے لعیں — چوں از آنجائی چرا زاری چنیں

گدھے پن سے اُسکو نہیں کہتا تھا کہ اے ملعون! — جبکہ تو اُس جگہ کی ہے ، ایسی کمزور کیوں ہے؟

کو نشاطِ فربہی و فرِ تو — چیست ایں لاغر تنِ مضطرِ تو

تیری شان و شوکت اور موٹاپے کی خوشی کہاں ہے؟ — تیرا پریشان اور کمزور جسم کیوں ہے؟

شرح روضہ گر دروغ و زور نیست — پس چرا چشمت ازاں مخمور نیست

اگر باغیچہ کی تفصیل جھوٹ اور فریب نہیں ہے — تو تیری آنکھیں اُس سے مست کیوں نہیں ہیں؟

ایں گدا چشمی و ایں نادیدگی — از گدائی تست نز بگلربگی

یہ بھکاری پن اور ندیدہ پن — بھکاری ہونے کی وجہ سے ہے نہ کہ سرداری سے

چوں ز چشمہ آمدی چونی تو خشک — گر تو ناف آہوئی کو بوئے مشک

جبکہ تو چشمہ سے آئی ہے تو خشک کیوں ہے؟ — اگر تو ہرن کا نافہ ہے تو مشک کی خوشبو کہاں ہے؟

گر تو می آئی ز گلزارِ جناں[2] — دستۂ گل کو برائے ارمغاں

اگر تو جنتوں کے باغیچہ سے آ رہی ہے — تحفہ کے لئے گلدستہ کہاں ہے؟

زانچہ میگوئی و شرحش میکنی — چوں نشانے در تو نامد اے سنی

تو جو کچھ کہہ رہی ہے اور اُسکی تفصیل کر رہی ہے — اے سنی! تجھ میں اُس کی کوئی نشانی کیوں نہیں ہے؟

مثل آوردنِ اشتر در بیانِ آنکہ در مخبر دولتے فرو اثر آں چو

اونٹ کی مثال لانا ، اِس بارے میں کہ اقبالمندی کی بات کرنیوالے میں اُسکی شان و شوکت

[1] جوبار جیحون۔ جوئبار۔ دریا۔ وہاں ایسا سبزہ زار ہے جیسا جنت میں ہوگا۔ کمر کمر تک سبزہ اُگا ہوا ہے۔ اشتر۔ اتنا اونچا سبزہ ہے جس میں اونٹ غائب ہو جاتا ہے۔ مرفہ۔ خوش عیش۔ از خری۔ گدھا پن۔ حال گدھا تھا اُسکو لاغر اور کمزور ہے۔ یہ نہ ہوا کہ لومڑی سے کہتا کہ اگر تو بیان میں ہے تو تو کیوں بدحال ہے۔

[2] گر تو۔ گدھا لومڑی سے کہتا کہ اگر وہ جنگل ابن خوبیوں کا ہے جو تو بیان کر رہی ہے تو اس جنگل کے اچھے آثار تجھ پر کیوں نہیں ہیں اور تو کیوں لاغر اور کمزور ہے۔ پس چرا۔ اُس جنگل کی نعمتوں سے تیری نگاہیں مست ہونی چاہئیں۔ ایں۔ تیرا ندیدہ پن تو گداگری کی وجہ سے ہے سرداری کی وجہ سے نہیں ہے۔ جگربگی۔ امیرانہ امرائی۔

[3] گر تو۔ گدھا لومڑی سے کہتا کہ اگر تو جنت کے باغیچہ سے آ رہی ہے تو تیرے ہاتھ میں تحفہ کے لئے گلدستہ ہونا چاہیئے تھا۔ زانچہ۔ تو نے جو باتیں بتائیں اُن سے تیرے اندر نشانیاں کیوں نہیں ہے۔ مثل۔ اِس مثال کا خلاصہ یہ ہے کہ لمبا اوقات انسان کی حالت اُس کے قول کی تردید کر دیتی ہے۔

نہ بینی جائے متہم داشتن باشد کہ او مقلد ست دراں

اور اثر اگر خود نہ دیکھے تو تہمت لگانے کا موقع ہوگا کہ وہ اس بارے میں مقلد ہے

آں یکے میگفت اشتر را کہ ہے — از کجا می آئی اے اقبال پے

ایک نے اونٹ سے کہا کہ ہاں — اے مبارک قدم! تو کہاں سے آرہا ہے؟

گفت[1] از حمامِ گرم کوئے تو — گفت خود پیداست از زانوئے تو

اس نے کہا، تیری گلی کے گرم حمام میں سے — اس نے کہا، کہ تیری ران سے خود ظاہر ہے

مارِ موسیٰؑ دید فرعونِ عنود — مہلتے میخواست نرمی می نمود

سرکش فرعون نے حضرت موسیٰؑ کا سانپ دیکھا — مہلت چاہنے لگا اور نرمی برتتا تھا

زیرکاں گفتند بایستے کہ ایں — تند تر گشتی چو ہست او ربِّ ایں

عقلمندوں نے کہا، چاہیے تھا کہ یہ — زیادہ برہم ہوجاتا اگر ذب کا خدا ہے

معجزہ گر اژدہا گر مار بُد — نخوت و خشمِ خدائیش چہ شد

معجزہ خواہ اژدھا یا سانپ تھا — اس کا خدائی غصہ اور تکبر کہاں گیا؟

ربِّ اعلیٰ گر ویست اندر حلوس — بہرِ یک کرمے چہ ست ایں چاپلوس

اگر وہ تخت پر بلند خدا ہے — تو ایک کیڑے کی وجہ سے یہ خوشامد کیسی ہے؟

نفسِ[2] تو تا مستِ نقلست و نبید — دانکہ روحت خوشۂ غیبی ندید

تیرا نفس جب تک چینے اور شراب کا مست ہے — سمجھ لے کہ تیری روح نے غیبی خوشہ نہیں دیکھا ہے

کہ علامات ست زاں دیدارِ نور — التجا فی منک عن دارِ الغرور

کیونکہ اس نور کے دیدار کی علامتیں ہیں — دھوکے کے جہان سے تیرا بچاؤ

مرغ چوں بر آبِ شوری می تند — آبِ شیریں را ندیدست او مدد

پرند جب کھاری پانی کا چکر لگائے — اس نے میٹھے پانی کی مدد نہیں دیکھی ہے

بلکہ[3] تقلیدست آں ایمانِ او — روئے ایماں را ندیدہ جانِ او

بلکہ اس کا وہ ایمان نقلی ہے — اس کی جان نے ایمان کا چہرہ نہیں دیکھا ہے

پس خطر باشد مقلد را عظیم — از رہ و رہزن ز شیطانِ رجیم

لہٰذا مقلد کے لئے بڑا خطرہ ہے — راستہ اور ڈاکو کا ملعون شیطان کی جانب سے

چوں ببیند نورِ حق ایمن شود — از اضطراباتِ شک او ساکن شود

جب وہ اللہ تعالیٰ کا نور دیکھ لیتا ہے مطمئن — وہ شک کی پریشانیوں سے سکون پالیتا ہے

ہوجاتا ہے

---

[1] گفت: ایک شخص نے اونٹ سے دریافت کیا آپ کہاں سے آرہے ہیں اس نے کہا تیرے محلہ کے حمام میں سے غسل کرکے آرہا ہوں اس اونٹ کی رانیں سنی ہوئی تھیں وہ طنزاً بولا ہاں تمہاری رانیں تمہاری بات کی تصدیق کررہی ہیں۔ مارِ موسیٰ: حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی کے اژدھے کو دیکھ کر فرعون کی جو حالت ہوئی اس نے خود اپنے خدائی کے دعوے کی تردید کردی۔ جلوس: یعنی تخت شاہی پر جلوس کے وقت۔

[2] نفس: تو جب تک انسان دنیاوی لذتوں کی طرف مائل ہے تو اس نے اخروی نعمتوں کی لذت نہیں چکھی ہے اب اگر وہ اس حالت میں کمال کا دعویٰ ہو تو خود اس کو عمل اس کی تکذیب کرے گا، اور اس کا دعویٰ فرضی دعویٰ ہوگا۔ آخرت کے نور کے دیدار کی علامت یہی ہے کہ انسان دنیا سے بیزار ہوجاتا ہے۔ مرغ: جو پرند کھاری پانی کا چکر کاٹنے سے یقیناً اس نے میٹھا پانی نہیں دیکھا ہے۔

[3] بلکہ: دنیا دار کا ایمان محض تقلیدی ہے مشاہدہ پر مبنی نہیں ہے۔ پس خطرہ: تقلیدی ایمان والا بہت جلد شیطان کے بہکانے میں آجاتا ہے چوں: جب تحقیقی ایمان کے بعد شکوک و شبہات زائل ہوجاتے ہیں۔

تا کفِ[1] دریا نیاید سوئے خاک — کاصلِ اُو آمد بُود در اضطراک

جب تک دریا کا جھاگ زمین پر نہیں آجاتا، — جو اُس کی اصل ہے، وہ اضطراب میں رہتا ہے

خاکی ست آں کف غریب ست اندر آب — در غریبی چارہ نبود ز اضطراب

وہ جھاگ خاکی ہے، پانی میں بے وطن ہے — بے وطنی میں اضطراب سے چھٹکارا نہیں ہے

چونکہ چشمش باز شد آں نقش خواند — دیو را بر وے دگر دستے نماند

جب اُس کی آنکھ کھلی، اُس نے وہ نقش پڑھ لیا — شیطان کا پھر اُس پر قابو نہ رہا

گرچہ با روباہ خر اسرار گفت — سرسری گفت و مقلد وار گفت

اگرچہ گدھے نے لومڑی کو اسرار سنائے — سرسری (طور پر) کہے اور مقلدانہ کہے

آب[2] را بستود اُو تائق نبود — رُخ درید و جامۂ اُو عاشق نبود

اُس نے پانی کی تعریف کی، مشتاق نہ تھا — منھ نوچا اور کپڑے پھاڑے، عاشق نہ تھا

از منافق عُذر رد آمد نہ خوب — زانکہ در لب بود آں نے در قلوب

منافق کا عذر مردود ہے، بھلا نہیں ہے — کیونکہ وہ لبوں پر ہے، دلوں میں نہیں ہے

بوئے سیبش ہست و جزوے سیب نے — بود را و جز از پئے آسیب نے

اس میں سیب کی خوشبو ہے، اور سیب کا جزو نہیں ہے — اس میں خوشبو ستانے کے سوا نہیں ہے

حملۂ زن[3] در میانِ کارزار — نشکند صف بلکہ گردد کارزار

میدانِ جنگ میں عورت کا حملہ — صف شکن نہیں ہے، بلکہ کام بگڑ جاتا ہے

گرچہ می بینی چو شیر اندر صفش — تیغ بگرفتہ ہمی لرزد کفش

اگر تو اُس کو صف میں شیر کی طرح دیکھے — اُس نے تلوار پکڑی ہے (لیکن)، اُس کا ہاتھ لرز رہا ہے

وائے آنکہ عقلِ اُو مادہ بود — نفسِ زشتش نر و آمادہ بود

اُس پر افسوس ہے جس کی عقل، مادہ ہو — اُس کا بُرا نفس نر اور آمادہ ہو

لاجرم مغلوب باشد عقلِ اُو — جز سوئے خسراں نباشد نقلِ اُو

لامحالہ اُس کی عقل مغلوب ہو گی — ٹوٹے کے سوا اُس کی منتقلی نہ ہو گی

حملۂ مادہ بصورت ہم جریست — آفتِ اُو ہم چو آں خر از خریست

مادہ کا حملہ دیکھنے میں ہی بہادرانہ ہے — اُس کی مصیبت بھی اُس گدھے کی طرح گدھے پن کی ہے

---

[1] کف: دریا کی سطح پر جھاگ کی تہہ میں ہوتی ہیں جب تک دریا میں رہتی ہیں اُن پر اضطراب طاری رہتا ہے جب وہ ساحل سے لگ جاتی ہیں جو اُن کی اصل ہے تو ساکن ہو جاتی ہیں۔ چونکہ۔ جب مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے اور وہ اپنے حواس (دیکھ لیتا ہے) تو پھر اُس پر شیطان قابو نہیں پاتا ہے۔ گرچہ۔ گدھے نے لومڑی سے حقائق پر مبنی تقریریں کیں لیکن اُس کی ساری باتیں تقلیدی تھیں لہٰذا لومڑی کے جھانسے میں آگیا۔

[2] آب۔ گدھے کی باتیں ایسی ہی تھیں جیسے کوئی شخص پانی کی تعریفیں کرے لیکن خود پیاسا نہ ہو۔ عاشق کا حلیہ بنائے (حقیقتاً عاشق نہ ہو) از منافق۔ منافقین عذر پیش کرتے تھے لیکن وہ عذر حقیقت پر مبنی نہ ہوتے تھے لہٰذا مردود تھے۔ یعنی۔ منافقین سرسری کی خوبو سیدا کر لیتے تھے لیکن اُن میں ایمان نہ ہوتا تھا اور خود مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے اختیار کر لیتے تھے۔

[3] حملۂ زن۔ لومڑی اور گدھے کے معرکہ میں گدھے کے حملے ایسے ہی تھے جیسے میدانِ جنگ میں عورت کے حملہ۔ تیغ بگرفتہ۔ عورت ہاتھ میں تلوار تو لے لیتی ہے لیکن اُس کا دل لرزتا ہے۔ وائے۔ جس شخص کی عقل مادہ ہو اور نفس نر ہو اس کی تباہی لازمی ہے۔ لاجرم۔ زنانہ عقل لامحالہ مردانہ نفس سے مغلوب ہو جائے گی۔ حملۂ مادہ۔ عورت کے حملہ کا انجام وہی ہوتا ہے جو گدھے کے حملوں کا تھا کہ آخر میں لومڑی نے اُس کو پھنسا لیا۔

وصفِ حیوانی بُود بر زن فزوں — زانکہ سُوئے رنگ و بُو دارد رکوں

عورت پر حیوانی وصف غالب ہوتا ہے — کیونکہ اس کا میلان رنگ اور بُو کی طرف ہوتا ہے

اے خنک آنکس کہ عقلش نر بُود — نفسِ زشتش مادہ و مُضطر بُود

وہ شخص قابلِ مبارکباد ہے جس کی عقل نر ہو — اُس کا بُرا نفس مادہ اور بے چین ہو

عقلِ جزوِ ویش نر و غالب بُود — نفسِ اُنثیٰ را خرد سالب بُود

اُس کی جزوی عقل نر اور غالب — مادہ نفس کو عقل سلب کرنیوالی ہوتی ہے

رنگ و بُوئے سبزہ زار آں خر شنید — جملہ حجتہا ز طبعِ او رمید

اُس گدھے نے سبزہ زار کے رنگ و بو کو سونگھا — اُس کی طبیعت میں سے ساری دلیلیں بھاگ گئیں

تشنہ محتاجِ مطر شد و ابر نے — نفس را جوعُ البقر بُد صبر نے

پیاسا بارش کا محتاج ہو گیا اور ابر نہیں ہے — نفس کو انتہائی بھوک تھی، صبر نہ تھا

اسپرِ آہن بُود صبر اے پدر — حق نوشتہ بر سپر جاءَ الظفر

اے باوا! صبر لوہے کی ڈھال ہوتی ہے — اللہ تعالیٰ نے ڈھال پر لکھ دیا ہے فتح ہوئی

صد دلیل آرد مقلد در بیاں — از قیاسے گوید آں را نز عیاں

مقلد سَو دلیلیں بیان کرتا ہے — وہ قیاس سے بتاتا ہے، نہ کہ مشاہدہ سے

مُشک آلودست اما مُشک نیست — بوئے مُشکستش ولے جز پُشک نیست

مُشک آلودہ ہے، لیکن مشک نہیں ہے — اُس میں مُشک کی بُو ہے لیکن مینگنی کے سوا کچھ نہیں ہے

تا کہ پُشکے مُشک گردد اے مُرید — سالہا باید دراں روضہ چرید

اے مُرید! تاکہ مینگنی مُشک بنے — سالوں اِس باغیچہ میں چرنا چاہیئے

کہ نباید خورد جو ہمچو خراں — آہوانہ در ختن چرا رغواں

گدھوں کی طرح جَو نہ کھانے چاہئیں — ہرنوں کی طرح ختن میں گھِ ابرنہ چر

جز قرنفل یا سمن یا گل مجر — رو بصحرائے ختن با آں نفر

رنگ یا چنبیلی یا گلاب کے سوا نہ چر — اُن لوگوں کے ساتھ ختن کے جنگل میں چلا جا

معدہ را خو کن بداں ریحان و گل — تا بیابی حکمت و قوتِ رُسُل

اُس ریحان اور گلاب کا معدہ کو عادی بنالے — تاکہ تو رسولوں کی روزی اور حکمت حاصل کرلے

خوئے معدہ زیں کہ و جو باز کن — خوردنِ ریحان و گل آغاز کن

اِس گھاس اور جَو سے معدے کی عادت چھڑا — ریحان اور گلاب کھانا شروع کرلے

۱ وصفِ حیوانی۔ مادہ حیوانات رنگ و بو کا تو احساس کر لیتے ہیں لیکن اُن میں عقل کا مادہ نہیں ہے کہ حقیقت تک پہنچ سکیں عورت بھی ظاہر پر رجھ جاتی ہے عقل سے کام لیکر حقیقت تک نہیں پہنچتی ہے۔ مُقل۔ اگر انسان میں نر عقل ہوتی ہے تو وہ نفس پر غلبہ حاصل کر لیتی ہے۔

۲ رنگ و بُوئے۔ اُس گدھے نے رنگ و بو کو دیکھا عقل سے کام نہ لیا۔ تشنہ۔ وہ آرام راحت و آرام کا محتاج تھا جس کے اسباب وہاں مہیا نہ تھے یہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ کوئی پیاسا بارش کا منتظر بن بیٹھے اور ابر موجود نہ ہو۔ جوعُ البقر۔ ایک بیماری ہے جس میں انسان کھاتا رہتا ہے لیکن اُس کا پیٹ نہیں بھرتا۔ اسپر مشہور ہے اَلصَّبرُ مِفتَاحُ الفَرَجِ صبر کشادگی کی کنجی ہے۔ مقلد۔ مُقلد کے دلائل سنے سنائے ہوتے ہیں۔ مُشک۔ مقلد کے دلائل کا یہی حال ہوتا ہے جیسا کہ مینگنی پر مُشک مل دیا جائے۔

۳ تاکہ۔ مشاہدہ کیلئے سالوں مجاہدے کی ضرورت ہے..... کہ تا بیابی۔ تنگ حاصل کرنے کے لئے روحانی خوراک کی ضرورت ہے۔ جز قرنفل۔ عمدہ قسم کی روحانی غذائیں کھانے کے بعد مشاہدہ کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ معدہ۔ رسولوں کی روزی اور حکمت جب حاصل ہوتی ہے جبکہ انسان مجاہدوں کے ریحان و گل کا عادی بنے۔ خوئے معدہ۔ عادی

مِعدۂ تن سُوئِ کہداں میکشد — مِعدۂ دل سُوئِ ریحاں میکشد

جسم کا معدہ، خر کی طرف لے جاتا ہے — دل کا معدہ، ریحان کی طرف کھینچتا ہے

ہر کہ کاہ و جَو خورد قُرباں شود — ہر کہ نورِ حق خورد قرآں شود

جو گھاس اور جَو کھاتا ہے ذبح ہو جاتا ہے — جو اللہ کا نور کھاتا ہے، قرآن بن جاتا ہے

نیمِ تو مُشک ست نیمی پُشک ہیں — ہیں میفزا پُشک آفزا مُشک چیں

خبردار! تیرا آدھا مُشک (اور) آدھا میگنی ہے — خبردار! میگنی نہ بڑھا چین کا مُشک بڑھا

آں مقلّدِ صد دلیل و صد بیاں — در زباں آرد ندارد ہیچ جاں

وہ مقلّد، سَو دلیلیں اور سَو بیان — زبان پر لاتا ہے، کوئی جان نہیں رکھتا ہے

جانِ اُو خالی ازاں گفتارِ اُو — کلّہ اَش بے مغز زاں اَسرارِ اُو

اُس کی جان اُس کی گفتگو سے خالی ہے — اُس کے اَسرار سے اُس کا دماغ بے مغز ہے

چونکہ گوینده ندارد جان و فر — گفت اُو را کے بُوَد برگ و ثمر

چونکہ کہنے والا جان اور شان و شوکت نہیں رکھتا ہے — اُس کی گفتگو میں پھل اور پتے کب ہونگے؟

میکند گستاخ مردم را براہ — اُو بجاں لرزاں تر ست از برگِ کاہ

وہ انسانوں کو راستہ (چلنے) میں دلیر بناتا ہے — وہ گھاس کے پتے سے زیادہ جان سے لرزنے والا ہے

پس حدیثش گرچہ بس با فر بُوَد — در حدیثش لرزہ ہم مُضمر بُوَد

اُس کی بات اگرچہ بہت شان و شوکت والی ہو — (لیکن) اُس کی بات میں کپکپاہٹ پوشیدہ ہوگی

فرقِ میانِ دعوتِ شیخِ کامل و واصل و میانِ سخنِ ناقصانِ فاضل کہ فضلِ تحصیلی بر خود بستہ اند

کامل شیخ واصل (بحق) کی دعوت اور اُن ناقصوں کی بات کے درمیان فرق جو فضل کے حرص میں ہیں اور جنھوں نے دوسروں سے فضل یکجا اپنے آپ سے وابستہ کر لیا ہے

شیخ نورانی ز رہ آگہ کُند — با سخن ہم نور را ہمرہ کُند

نورانی شیخ راہِ (حق) سے آگاہ کرتا ہے — بات کے ساتھ نور ہمراہ کرتا ہے

جہد کُن تا مست و نورانی شوی — تا حدیثت را شود نورش رَوی

تو کوشش کر تاکہ مست اور صاحبِ نور بنجائے — تاکہ اس کا نور تیری بات کے ساتھ ہو

ہر چہ در دو شاب جوشیدہ شود — در عقیدہ طعمِ دوشابش شود

جو چیز انگور کے شیرے میں جوش دیدی جائے — عقیدہ میں اُس کا مزہ، انگور کے شیرے کا ہو جاتا ہے

لہ بھدہ جسمانی معدہ، جسمانی غذائیں کی طرف جذب کرتا ہے، روحانی معدہ اسرار کی غذا چاہتا ہے۔ جو شخص جسمانی غذاؤں کا عادی ہوتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ روحانی غذا سے انسان قرآن کی طرح متبرک بن جاتا ہے۔ نیمِ تو۔ انسان میں دو قوتیں ہیں حیوانی بھی اور ملکوتی بھی۔ آں مقلّد۔ وہ شخص جو سُنی سنائی باتیں بیان کرتا ہے اُس کی صرف زبانی تقریر ہوتی ہے اُس میں کوئی جان نہیں ہوتی ہے نہ اُس کے دماغ میں اُس کے اسرار ہوتے ہیں۔

لہ چونکہ۔ جب کہنے والے میں کوئی جان نہ ہو تو اُس کی بات بے نتیجہ ہوتی ہے۔ قی کند۔ دوسروں کو تو وہ بہادر بناتا ہے لیکن خود لرزتا ہے پس۔ اِس مقلّد کی تقریر اگرچہ پُرشوکت ہوتی ہے، لیکن اُس میں خوف بھی پوشیدہ ہوتا ہے۔ نورانی۔ شیخ کامل اور ناقص انسان کی رہنمائی میں بڑا فرق ہے۔ شیخ نورانی صاحبِ نور شیخ صحیح رہنمائی کرتا ہے اور اُس کی بات پُرتاثیر ہوتی ہے۔

لہ جہد کُن۔ انسان کو خود صاحبِ نور بنا چاہیئے تاکہ بات میں تاثیر ہو اور نور اُس کی بات کے لئے بمنزلہ حرفِ ردی کے ہو جو شعر کے آخر میں لازمی ہے اور اُسی حرف پر قافیہ کا مدار رہتا ہے۔ ہر چہ۔ بات میں نور اسی طرح پیوست ہو جاتا ہے جیسے انگور کے شیرے میں مزہ، انگور کے شیرے کا لفظ پیدا ہوتا ہے۔

از جزر و ز سیب و ز گردگاں — لذتِ دو شاب یابی تو ازاں

تو جزر اور سیب اور بہی اور اخروٹ — تو اُن میں انگور کے شیرے کا مزہ پائیگا

علم[1] اندر نور چوں فرغودہ شد — پس ز علمت نور یابد قوم لُد

علم جب نور سے گھل مل گیا — تو تیرے علم سے سرکش قوم نور حاصل کرتی ہے

ہر چہ گوئی باشد آں ہم نورناک — کاسماں ہرگز نبارد غیر پاک

تو جو کچھ کہے وہ بھی نورانی ہوگا — کیونکہ آسمان پاک کے علاوہ نہیں برساتا ہے

آسماں شو ابر شو باراں ببار — ناوداں بارش کند بنود بکار

آسمان بن جا، ابر بن جا، بارش برسا — پرنالہ بارش برساتا ہے، وہ کارآمد نہیں

آب اندر ناوداں عاریت ست — آب اندر ابر و دریا فطرت ست

پرنالہ میں پانی مانگا ہوا ہے — ابر اور دریا میں اصلی پانی ہے

فکر و اندیش[2] ست مثلِ ناوداں — وحی مکشوف ست ابر و آسماں

فکر اور خیال، پرنالہ جیسا ہے — کھلی ہوئی وحی، ابر اور آسمان ہے

آبِ باراں باغ صد رنگ آورد — ناوداں ہمسایہ در جنگ آورد

بارش کا پانی باغ کو سو رنگ کا بنا دیتا ہے — پرنالہ پڑوسی کو جنگ پر آمادہ کر دیتا ہے

باز[3] گردم سوئے آں روباہ و خر — تا چساں از راہ بُرد آں خر نگر

میں لومڑی اور گدھے کی طرف لوٹتا ہوں — دیکھ اُس گدھے کو کس طرح راستے سے بھٹکا دیا

زبوں شدنِ خر در دستِ روباہ از حرصِ علف

گھاس کی حرص کی وجہ سے گدھے کا لومڑی کے ہاتھوں مغلوب ہو جانا

خر دو سہ حملہ برو بہ سخت کرد — چوں مقلد بُد فریبِ او بخورد

گدھے نے لومڑی پر دو تین سخت حملے کیے — چونکہ مقلد تھا اُس کا فریب کھا گیا

ظنِ ظنا ادراک و بینائی نداشت — دمدمہ روبہ بر و سکتہ گماشت

وہ علم اور بصیرت کا کرّ و فر نہ رکھتا تھا — لومڑی کے مکر نے اُس پر سکتہ طاری کر دیا

حرصِ خوردن آنچناں کرد ش ذلیل — کز بوش کرد با پا نصد دلیل

کھانے کی حرص نے اُس کو ایسا ذلیل کیا — کہ ہاتھ سو دلیلیں ہوتے ہوئے اُسکو مغلوب کر دیا

حکایت آں مخنث و پرسیدنِ لوطی از و در حالت لواطت

ہیجڑے کا قصہ اور لوطی کا لواطت کی حالت میں اُس سے دریافت کرنا

[1] علم آمد نور چب علم کا نور میں مل جاتا ہے تو پھر اُس علم کی تیز سرکشی قوم پر ہوتی ہے۔ فرغودہ۔ گھل مل گیا۔ چرب۔ اب نورانی شخص جو بات بھی کہیگا اس میں نور اور پاکیزگی ہوگی۔ آسماں۔ آسمان اور ابر کا اپنا ذاتی پانی ہے۔ پرنالہ کا پانی اپنا نہیں ہے آسمان کا ہے۔

[2] فکر و اندیش۔ فکر اور خیال کی شان پرنالہ کے پانی کی سی ہے اور وحی کی مثال ابر کی سی ہے آبِ باراں۔ بارش کا پانی سینکڑوں فائدوں کا سبب ہے پرنالہ کا پانی محلہ پڑوسی سے جھگڑے کا سبب بنتا ہے۔

[3] باز گردم۔ اب گدھے کا قصہ میں لومڑی نے اُسکو کس طرح گمراہ کر دیا۔ تحیر۔ گدھے نے لومڑی پر جو اپنی حملے کئے لیکن چونکہ مقلد تھا آخر میں خود اُسی کا مقلد۔ چونکہ گدھے کو نور باطنی حاصل نہ تھا لومڑی کا مکر اُس پر غالب آگیا اور گدھے کی حرص نے دلیلوں کے ہوتے ہوئے اُس کو ذلیل کر دیا۔ حکایت۔ اس حکایت سے یہ بتایا ہے کہ مقلد کی دلیل ایسی ہی ہے جیسے ہیجڑے کی تصویر۔

کہ ایں خنجر از بہر چیست گفت از بہر آنکہ ہر کہ با من بد اندیشد

کہ یہ خنجر کس کام کے لیے ہے اُس نے کہا اس لئے کہ جو میرے ساتھ بُری بات

شکمش بشگافم لوطی بر سر او آمد و شد میگرد و میگفت

سوچے گا میں اُس کا پیٹ پھاڑ دوں گا لوطی اُس پر چڑھتا اور اُترتا تھا

الحمد للہ کہ من با تو بدی اندیشیم ۵

اور کہہ رہا تھا خدا کا شکر ہے کہ میں تجھ سے بُرے کام کی نیت نہیں رکھتا ہوں

بیت من بیت نیست اقلیم ست — ہزل من ہزل نیست تعلیم ست

میرا شعر اکوٹھری نہیں ہے ایک خطہ ہے میرا مذاق ، مذاق نہیں ہے ، تعلیم ہے

قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖٓ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَۃً فَمَا فَوْقَھَا

اللہ تعالیٰ کا قول ہے بیشک اللہ حیا نہیں کرتا اس بارے میں کہ وہ مچھر کی مثال بیان کرے

اے فما فوقھا فی تغییر النفوس بالانکارات ماذا اراد اللہ

پس اس سے بھی زیادہ (چھوٹی چیز کی) جو انکار کی وجہ سے نفوس میں تغیر پیدا کرنے کیلئے اس سے

ھٰذا مثلا وآنکہ جواب میفرماید کہ ایں خواستم یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا

بڑی ہوئی ہوں (انھوں نے کہا) اس مثال سے اللہ کا کیا ارادہ ہے اور یہ کہ جواب فرماتے ہیں کہ میں نے یہ چاہا

وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا کہ ہر فتنہ ہمچو میزانست کہ بسیار ازو سرخ رو

اس سے بہت گمراہ ہوں اور بہت سے ہدایت پائیں کیونکہ ہر آزمائش ایک ترازو ہے کہ بہت اُس سے

شوند و بسیاراں بے مراد شوند وَلَوْ تَاَمَّلْتَ فِیْہِ قَلِیْلًا

سُرخرو ہوجاتے ہیں اور بہت سے بے مراد ہوجاتے ہیں اور اگر تو اس میں تھوڑا سا بھی غور

لَوَجَدْتَ فِیْ نَتَائِجِہِ الشَّرِیْفَۃِ کَثِیْرًا

کرے تو اس میں بہت سے عمدہ فوائد پائے گا

کوں ۳ دہے را لوطیے در خانہ بُرد — سرنگوں افگندش و در وے فشرد

ایک غلام کو اپنے والے کو ایک غلام کرنیوالا گھر لے گیا اُس کو اوندھا گرایا اور اس میں گھسیڑ دیا

بر میانش خنجرے دید آں لعیں — پس بگفتش در میانت چیست ایں

اُس ملعون نے اُس کی کمر پر خنجر دیکھا تو اُس سے کہا تیری کمر میں یہ کیا ہے ؟

گفت آنکہ با من اریک بدمنش — بد بیندیشد بدرم اشکمش

اُس نے کہا یہ کہ اگر کوئی بدطینت میرے ساتھ بُرے کام کا ارادہ کرے تو میں اُس کا پیٹ پھاڑ دوں

۵ الحمد للہ۔ اُس لوطی نے طنز آمیز بیت پر پہلا بیت شعر کے معنی میں اور دوسرا بیت کوٹھری کے معنی میں ہے یعنی میرے اشعار میں بہت سے معانی ہیں۔ ہزل من۔ چونکہ مولانا نے یہاں بہت فحش قصہ نقل کیا ہے اس کی توجیہ کرتے ہیں۔

۶ اِنَّ اللّٰہ۔ قرآن نے بھی مثال کیلئے جب مچھر اور اُس کے پر کی مثالیں دیں تو کفار نے اعتراض کیا کہ قرآن میں ایسی چھوٹی چھوٹی مثالیں کیوں دی جاتی ہیں تو قرآن نے اس کے جواب میں کہا کہ نہایت اس چھوٹی سی مثالیں دینا کوئی بُری بات نہیں ہے اور ایک آزمائش بھی ہے کہ اس قسم کی ضعیف چیز کا اعتراض کرکے گمراہ ہوں اور کچھ صحیح مقصد سمجھ کر ہدایت پائیں۔

۳ کوں۔ کون ہے۔ اغلام کرانے والا اسی سے کنہ اور گندہ بنا ہے میان۔ کمر۔ بدمنش۔ بدطینت۔

گفت لُوطی حمدُ للّٰہ را کہ مَن — بدنیندیشیدہ اَم با تو بفن

اغلام کرنے والے نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ میں نے — کسی فریب سے تیرے ساتھ بُرا ارادہ نہیں کیا

چونکہ مَردی نیست خنجر ہا چہ سُود[1] — چوں نباشد دل ندارد سُود خود

جبکہ بہادری نہیں ہے، خنجروں سے کیا فائدہ؟ — جب دل نہ ہو، خود فائدہ نہیں دیتی

از علیؓ میراث داری ذُوالفقار — بازوِی شیرِ خداہستت بیار

(حضرت) علیؓ سے تجھے ذُوالفقار میراث میں ملی — تیرے پاس شیرِ خدا کا بازو ہے تو لا

گر فسونے یاد داری از مسیحؑ[2] — کوُلبِ دندانِ عیسیٰؑ اے وقیح

اگر تو (حضرت) عیسیٰؑ کی دُعا یاد رکھتا ہے — اے بے شرم! (حضرت) عیسیٰؑ کا ہونٹ اور دانت کہاں ہے؟

کشتی سازی ز توزیع و فتوح — کوُیکے ملّاحِ کشتی ہمچو نوحؑ

تو چندے اور نذرانوں سے کشتی بناتا ہے — (حضرت) نوحؑ جیسا کوئی ایک ملاح کہاں ہے؟

بُت شکستی گیرم ابراہیمؑ وار — کوُبُتِ تن را فدا کردن بنار

میں نے مانا تو نے (حضرت) ابراہیمؑ کی طرح بُت توڑ ڈالا — جسم کے بُت کو آگ میں فنا کرنا کہاں ہے؟

گر دلیلت ہست اندر فعل آر — تیغ چوبیں را بداں کُن ذوالفقار

اگر کام میں تیرے پاس دلیل ہے، لا — اس کے ذریعہ لکڑی کی تلوار کو ذوالفقار بنا لے

آں دلیلے کوُ ترا مانع شوَد — از عمل آں نقمتِ صانع شوَد

وہ دلیل جو تیرے لئے مانع ہے — عمل سے، وہ خدا کا عذاب ہے

خائفانِ راہ را کردی دلیر[3] — از ہمہ لرزاں تری تو زیرِ زیر

تو نے راستہ میں ڈرنے والوں کو بہادر بنا دیا — چھپکے چھپکے تو سب سے زیادہ لرزنے والا ہے

بر ہمہ درسِ توکّل می کنی — در ہوا تو پشّہ را رگ میزنی

تو سب کو توکّل کا درس دیتا ہے — تو ہوا میں پشّہ کی رگ پر (نشتر) مارتا ہے

اے مُخنّث پیش رفتہ از سپاہ — بر دروغ و ریشِ تو کیرت گواہ

اے ہیجڑے، تو لشکر سے آگے ہوا — تیرے جھوٹ اور داڑھی پر تیرا خایہ گواہ ہے

چوں زنا مَردی دل آگندہ بُوَد — ریش و سُبلت موجبِ خندہ بُوَد

جب نامردی سے دل پُر ہو — داڑھی اور مونچھیں ہنسی کا سبب ہوتی ہیں

توبہ کُن اشکباراں چوں مطر — ریش و سُبلت را ز خندہ باز خر

توبہ کر، بارش کی طرح آنسو بہا — داڑھی اور مونچھ کو مذاق سے بچا

[1] چونکہ۔ جب انسان میں بہادری نہ ہو تو اس کے لئے خنجر اور شرکی نوبے کی جنگ لوپی بیکار ہے۔... ذوالفقار: آنحضورؐ کی مشہور تلوار جو حضرت علیؓ کے پاس تھی۔ شیرِ خدا: حضرت علیؓ کا لقب اسد اللہ ہے۔

[2] گر فسونے۔ اگر کوئی حضرت مسیحؑ کی طرح دم کرنا سیکھ لے جس سے مُردے زندہ ہو جاتے تھے، تو وہ حضرت مسیحؑ کے ہونٹ اور دانت کہاں سے لائے گا۔ توزیع: چندہ۔ فتوح: نذرانہ۔ کوُ: حضرت ابراہیمؑ نے اپنے جسم کو آگ میں فنا دیا تھا۔ گر دلیل۔ دلیل دراصل عمل ہے۔ مانع۔ جو دلیل عمل سے مانع بنے وہ عذابِ الٰہی ہے۔

[3] خائفاں۔ بے عمل انسان دوسروں کو وعظ کہہ کر بہادر بنا تا ہے خود بُزدلی دکھاتا ہے۔ در ہوا۔ ایسا لالچی ہے کہ ہوا میں پتھر کے نشتر مار کر اُس کا خون پینا چاہتا ہے۔ کیر۔ آلۂ تناسل جس سے ہیجڑا محروم ہوتا ہے۔ ریش۔ ہیجڑے کی داڑھی ایک مذاق ہے توبہ کُن۔ راہِ سلوک کے ہیجڑے کا یہ علاج ہے کہ وہ اللہ کے دربار میں گریہ و زاری کرے۔

(۱۷)

داروی مردی بخور اندر عمل — تا شوی خورشید گرم اندر حمل[1]

عمل میں مردانگی کی دوا کھا — تاکہ تو برج حمل میں گرم سورج بن جائے

داروی مردی کن و عنین مشوی — تا بروں آیند صد گوں خوبروی

مردانگی کی دوا کر اور نامرد نہ بن — تاکہ سیکڑوں قسم کے خوبصورت پیدا ہوں

معدہ را بگذار و سوی دل خرام — تا کہ بے پردہ ز حق آید سلام

معدہ کو چھوڑ اور دل کی جانب چل — تاکہ اللہ (تعالیٰ) کی جانب سے بغیر حجاب کے سلام آئے

رستمی[2] گر بایدت خنجر بگیر — ور بخیزی مائلی چادر بگیر

اگر تجھے رستم بن چاہیے، خنجر پکڑ — اگر تو بیٹھے بن کی جانب مائل ہے چادر اوڑھ لے

رستمی گر بایدت جوشن بپوش — ور بخیزی مائلی رو کوں فروش

اگر تجھے رستم بن چاہیے، زرہ پہن لے — اگر تو بیٹھے بن کی جانب مائل ہے جا مقصد نیچے

یک دو گامے رو تکلف ساز خوش — تا ترا عشقش کشد اندر برش

ایک دو قدم چل، خوب تکلف کر — تاکہ تجھے عشق، اپنی آغوش میں کھینچ لے

بر سر میداں چو مرداں پائیدار — تا نگردی مبتلا در پائے دار

میدان میں مردوں کی طرح جم — تاکہ تو سولی کے نیچے مبتلا نہ ہو

تا کے از جامہ زناں ہمچو زناں — در صف مرداں درآ ہمچوں سناں

عورتوں کی طرح زنانہ لباس سے کب تک اتعلق رکھیگا — نیزے کی طرح مردوں کی صف میں آجا

غالب شدن حیلۂ روباہ بر استعصام و تعفف خر و کشیدن روباہ خر را بسوئے بیشۂ شیر

گدھے کے بچاؤ اور حفاظت پر لومڑی کے حیلہ کا غالب آجانا اور لومڑی کا گدھے کو شیر کی کچھار کی جانب کھینچ لے جانا

روبہ اندر حیلہ پائے[3] خود فشرد — ریش خر بگرفت و آں خر را ببرد

لومڑی نے مکاری میں قدم رکھا — گدھے کی داڑھی پکڑی اور اس گدھے کو لے گئی

مطرب آں خانقہ کو تا کہ تفت — دف زند کہ خر برفت و خر برفت

اس خانقاہ کا قوال کہاں ہے؟ کہ جلد — دف بجائے، کہ گدھا گیا، گدھا گیا

چونکہ خر گوشے برد شیرے بچاہ — چوں نیارد روبہے خر تا گیاہ

جب خرگوش شیر کو کنویں میں پہنچا دے — تو لومڑی گدھے کو گھاس کے پاس کیوں نہ لائیگی؟

[1] حمل۔ سورج جب برج حمل میں ہوتا ہے اس کی شعاعیں زمین پر بہت تیز گرم پڑتی ہیں۔ عنین۔ نامرد۔ تا بروں۔ مرد کے حسین اولاد پیدا ہوتی ہے۔ معدہ۔ معاہدے کرنے رکھے تو قرب خداوندی میسر آجائے گا۔

[2] رستمی۔ اگر تو راہ سلوک کا رستم بننا چاہتا ہے تو تجھے کے خنجر سے نفس کشی کر ورنہ طوقوں کی طرح چادر اوڑھ کر خانہ نشین بن جا۔ یکدو۔ راہ سلوک میں تکلف سے ہی آگے قدم رکھ پھر بے تکلف ہو گا۔ دار۔ سولی۔ جوشن۔ بھالا۔ استعصام۔ حفاظت چاہنا۔ تعفف۔ پاکدامنی۔ بیقہ۔ جھاڑی۔

[3] پائے خود فشرد یعنی لکڑی ہو گئی۔ ریش خر گرفت۔ یعنی غالب آگئی۔ مطرب پہلے قصہ گذر چکا ہے کہ "خر برفت" کی دھن میں دوسرے صوفیوں نے ایک صوفی کا گدھا ہی کھایا تھا۔ چونکہ پہلے قصہ گذر چکا ہے کہ خرگوش نے دھوکے سے شیر کو کنویں میں گرا دیا تھا

گوش[1] را بربند و افسونہا مخر — جز فسونِ آں ولیِ داد گر
کان بند کرلے اور منتر نہ سُن — اُس ذی یادرس ولی کے منتر کے سوا

آں فسونہا خوشتر از حلوائے اُو — آنکہ صد حلواست خاکِ پائے اُو
اُس (غیر ولی) کے حلوے سے یہ منتر بہتر ہیں — کیونکہ سینکڑوں حلوے اُس کے پاؤں کی خاک ہیں

خُمہائے خُسروانی پُر زمے — مایہ بُردہ از مے لبہائے وے
شراب سے پُر شاہی مٹکوں نے — اُس کے ہونٹوں سے سرمایہ حاصل کیا ہے

عاشقِ مے باشد آں جانِ بعید — کُو مئے لبہائے لعلش را ندید
وہ (اُس سے) دور جان شراب کی عاشق ہوگئی — جس نے اُس کے لعل جیسے ہونٹوں کی شراب دیکھی

آبِ[2] شیریں چوں نہ بیند مُرغِ کور — چوں نگردد گِرد چشمہ آبِ شور
اندھا پرند جب میٹھا پانی نہیں دیکھے گا — وہ کھاری پانی کا چکر کیوں نہ کاٹے گا؟

موسیِ جاں سینہ را سینا کُند — طُوطیانِ کُور را بینا کُند
روحانی موسیٰؑ، سینہ کو سینا بنا دیتا ہے — اندھی طوطیوں کو بینا بنا دیتا ہے

خسروِ شیرینِ جاں نوبت زدست — لاجرم در شہرِ قند ارزاں شدست
روح کے شیریں شاہ نے نوبت بجا دیا ہے — لامحالہ شہر میں شکر سستی ہوگئی ہے

یُوسفانِ غیب لشکر میکشند — تنگہائے قند مصری میرسند
یعنی یوسف لشکر کش کر رہے ہیں — مصری شکر کے بورے پہنچ رہے ہیں

اُشترانِ[3] مصر را رُو سوئے ما — بشنوید اے طوطیاں بانگِ درا
مصری اونٹوں کا رُخ ہماری جانب ہے — اے طوطیو! گھنٹے کی آواز سنو

شہرِ ما فردا پُر از شکر شود — شکر ارزاں ست ارزاں تر شود
کل کو ہمارا شہر شکر سے بھر جائے گا — شکر سستی ہے (اور) زیادہ سستی ہوجائیگی

در شکر غلطید اے حلوائیاں — ہمچو طوطی کوریِ صفرائیاں
اے حلوائیو! شکر میں لوٹو — طوطی کی طرح، صفرائی لوگوں کے اندھے پن (کیطرح)

نیشکر کو بید کار اینست و بس — جاں بر افشانید یار اینست و بس
گنا نہ کھوندو بس کام یہی ہے — جان چھڑک دو بس دوست یہی ہے

یک تُرش در شہرِ ما اکنوں نماند — چونکہ شیریں خسرواں را بر نشاند
ہمارے شہر میں اب کوئی کھٹا نہیں رہا — چونکہ شیریں نے بہت سے خسرو بٹھا دیئے ہیں

---

[1] گوش۔ مولانا سالک کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ شیخ کے قول پر عمل کرے۔ آں فسونہا۔ دوسرے لوگوں کی چکنی چپڑی باتوں سے شیخ کی بات بدرجہا بہتر ہے۔ خُمہای شاہی۔ شراب میں مستی شیخ کی باتوں کی مستی سے آتی ہے۔ عاشق۔ جو شخص شیخ سے دور ہوگا اور اُس نے شیخ کی باتوں کی مستی نہ حاصل کی ہوگی وہ شراب کی مستی سے محبت کرسکیگا۔

[2] آبِ شیریں۔ چونکہ یہ شیخ کی باتوں کی مستی سے محروم ہے اس لئے درس کی باتوں پر دھیان دیتا ہے۔ موسیِ جاں۔ شیخ کا فیض سینہ کو کوہ طور بنا دیتا ہے۔ خسرو۔ شیخ نے صلاء عام دے دی ہے اسی لئے اِس وقت شہر میں قند ارزاں ہے۔ یوسفانِ غیب۔ اِس سے مراد روحانی شیوخ ہیں، حضرت یوسفؑ کی مناسبت سے قند مصری کا ذکر کیا ہے جس سے روحانی اسرار مراد ہیں۔

[3] اُشترانِ مصر یعنی روحانی شیوخ۔ درا۔ جرس، گھنٹہ۔ حلوائیاں۔ وہ سالک جو اسرار کے طالب ہیں۔ صفرائیاں۔ جس شخص میں خلط صفرا کا غلبہ ہوتا ہے اُس کو شکر اچھی نہیں لگتی اِس سے مراد شکر یہی ہیں جنکہ اِس سے مراد روحانی اسرار ہیں۔ یار۔ یعنی شیخ کا دل۔ یک تُرش۔ اِس سے مراد شکر ہے شیریں۔

نقل بر نقل ست و مے بر مے ہلا — بر مناره[1] رو بزن بانگِ صلا

آگاہ! نقل پر نقل، شراب پر شراب ہے — منارہ پر چڑھ جا، بلاوے کا اعلان کر دے

سرکہ نہ سالہ[2] شیریں میشود — سنگِ مرمر لعل و زریں میشود

نوسال کا سرکہ میٹھا ہو جائے گا — سنگِ مرمر لعل اور سنہرا ہو جائے گا

آفتاب اندر فلک دستک زناں — ذرّہا چوں عاشقاں بازی کناں

سورج آسمان میں دستک دے رہا ہے — ذرّے عاشقوں کی طرح رقص کر رہے ہیں

چشمہا مخمور شد از سبزہ زار — گل شگوفہ میکند بر شاخسار

سبزہ زار سے آنکھیں نشیں ہو گئی ہیں — شاخوں پر پھول کھل رہے ہیں

چشمِ دولت سحرِ مطلق میکند — روح شد منصور انا الحق میزند

دولت کی آنکھ، پورا جادو کر رہی ہے — روح منصور بن گئی ہے انا الحق کا نعرہ لگا رہی ہے

شد زلیخا آں زلیخا نوجواں[3] — عشرت از سرگیر خوش خوش شاں دماں

یوسف کی وجہ سے زلیخا جوان ہو گئی — خوشی خوشی مسرت سے از سر نو عیش منا

آتشے اندر دلِ خود بر فروز — دفعِ چشمِ بد سپندانے بسوز

اپنے دل میں آگ روشن کر لے — نظرِ بد کے دفع کرنے کے لئے کالا دانہ جلا

تو بحالِ خویشتن میباش شاد — تا بیابی در جہانِ جاں مراد

تو اپنے حال پر خوش نہ رہ — تاکہ تو جان کے جہان میں مراد حاصل کر لے

گر خرے رامی بُرد رو بہ ز سر — گو بُر تو خر مباش و غم مخور

اگر لومڑی گدھے کا سر کاٹ دیتی ہے — کہہ دے کہ کاٹ دے، تو گدھا بن اور غم نہ کھا

حکایتِ[4] آں شخص کہ از ترسِ خویشتن را در خانہ انداخت

اُس شخص کی حکایت جس نے خوف سے اپنے آپ کو گھر میں جا ڈالا، رُخساروں

زہا زرد کردہ چوں زعفران و لبہا کبود چوں نیل و دست

کو زعفران کی طرح زرد کئے ہوئے، اور ہونٹوں کو نیل کی طرح نیلا کئے ہوئے، ہاتھ درخت

لرزاں چوں برگِ درخت، خداوندِ خانہ پرسید کہ خیر ست

کے پتوں کی طرح کپکپاتے ہوئے، گھر کے مالک نے دریافت کیا خیر ہے

وچہ واقعہ است گفت از بیروں خرمی گیرند بسخرہ گفت

اور کیا واقعہ ہے؟ اُس نے کہا، باہر بیگار میں گدھے پکڑ رہے ہیں اُس نے کہا

[1] منارہ۔ بلند جگہ پر چڑھ کر اعلان کیا جاتا ہے۔ ترکِ مینی پرانے نیکار۔ آفتاب یعنی شیخ کامل۔ ذرّہا یعنی معتقدین۔ چشمہا۔ سالکوں کی نگاہیں مخمور ہیں۔ منصور۔ حلاج نے فنا کے بعد بقا باللہ حاصل کر کے انا الحق کا نعرہ لگایا۔

[3] نوجوان۔ مشہور ہے کہ زلیخا حضرت یوسفؑ کی دُعا سے نوجوان بن گئی تھی مُراد یہ ہے کہ روح کی کمزوری کے بعد اُس کو نوجوانی حاصل ہو گئی۔ مشہور ہے کہ کالا دانہ کی دھونی سے نظرِ بد زائل ہو جاتی ہے۔ تو جاں۔ یہ احوال جو ذکر کئے گئے ہیں خود تیرے ہیں تو اُن سے خوش رہ تاکہ دنیا میں مُراد حاصل کر لے۔ گر خرے۔ اگر لومڑی گدھے کو ہلاک کر رہی ہے کرنے دے تو گدھا نہ بن اور بے فکر زندہ رہ۔

[4] حکایت۔ اس حکایت سے یہ بتانا ہے کہ اگر انسان انسان بن جائے تو پھر گدھا پکڑنے دینے سے کوئی خطرہ نہیں جب تک انسان گدھا ہے وہ فریب کھا جاتا ہے۔

تو خر نیستی چہ میترسی گفت بجدّ می گیرند و تمیز برخاستہ است

تو تو گدھا نہیں ہے کیوں ڈرتا ہے؟ اُس نے کہا کوشش کرکے پکڑ رہے ہیں اور تمیز اُٹھ گئی ہے

امروز ترسم کہ مرا خر گیرند

اب میں ڈرتا ہوں کہ مجھے گدھا سمجھ لیں

آں[1] یکے از ترس در خانہ گریخت — زرد رُو و لب کبود و رنگ ریخت

ایک شخص خوف سے گھر میں بھاگ آیا — چہرہ زرد، ہونٹ نیلے، رنگ فق

صاحبِ خانہ بگفتش خیر ہست — کہ ہمی لرزد ترا چوں بید دست

گھر کے مالک نے اُس سے کہا خیر ہے! — کہ تیرا ہاتھ بید کی طرح لرز رہا ہے

واقعہ چونست چوں بگریختی — رنگِ رُخسارہ چنیں چوں ریختی

کیا واقعہ ہے، تو کیوں بھاگا؟ — رُخسار کا رنگ کیوں فق ہو گیا؟

گفت بہرِ سُخرۂ شاہِ حُروں — خر ہمی گیرند امروز از بُروں

اُس نے کہا ظالم بادشاہ کی بیگار کے لئے — آج باہر سے گدھے پکڑ رہے ہیں

گفت[2] میگیرند خر اے جانِ عم — چوں نۂ خر رو ترا زیں چیست غم

اُس نے کہا اے چچا کی جان! وہ گدھے پکڑ رہے ہیں — جبکہ تو گدھا نہیں ہے، جا تجھے اس سے کیا غم ہے؟

گفت بس جدّند و گرم اندر گرفت — گر خرم گیرند ہم نبود شگفت

اُس نے کہا وہ پکڑنے میں بہت سخت اور سرگرم ہیں — اگر مجھے بھی گدھا سمجھ لیں تو تعجب نہیں ہے

بہرِ خر گیری برآوردند دست — جدِّ جد تمیز ہم برخاستہ است

گدھے پکڑنے میں اُنھوں نے ہاتھ نکالے ہیں — بہت کوشش میں تمیز بھی اُٹھ گئی ہے

چونکہ بے تمیزیاں ماں سرورند — صاحبِ خر را بجائے خر برند

چونکہ بے تمیز لوگ ہمارے سردار ہیں — گدھے کی بجائے گدھے والے کو پکڑ لے جائینگے

نیست[3] شاہِ شہرِ ما بیہودہ گیر — ہست تمییزش سمیع ست و بصیر

ہمارے شہر کا بادشاہ خواہ مخواہ پکڑنے والا نہیں ہے — اُسکو تمیز ہے، (وہ) سننے والا اور دیکھنے والا ہے

آدمی باش و ز خر گیراں مترس — خر نۂ اے عیسیِ دوراں مترس

تو آدمی بن جا، اور گدھا پکڑنے والوں سے نہ ڈر — تو گدھا نہیں ہے اے (اپنے) دور کے عیسیٰ تو نہ ڈر

چرخِ چارم ہم ز نورِ تو پُرست — حاش للہ کہ مقامت آخرست

چوتھا آسمان بھی تیرے نور سے پُر ہے — خدا بچائے کہ تیرا مقام اصطبل ہو

---

[1] آں یکے۔ شہر میں گدھے بیگار میں پکڑے جا رہے تھے ایک شخص ڈر کر ایک گھر میں گھس گیا۔ بید۔ بید کے درخت کی نرم شاخوں کی لچک مشہور ہے۔ سُخرہ۔ بیگار۔ حُروں۔ سرکش ظالم۔

[2] گفت۔ صاحبِ خانہ نے کہا تو گدھا نہیں ہے تو کیوں ڈرتا ہے۔ جدِّ جد۔۔۔ کوشش کی انتہا نے اُن کے لئے گدھا اور غیر گدھے کی تمیز ختم کر دی ہے چونکہ جب بے تمیز سردار بنجائیں تو گدھے کی بجائے یہ لوگ گدھے والے کو بھی پکڑ سکتے ہیں۔

[3] نیست۔ اِس شعر کا تعلق اِس حکایت کی شرح کے پہلے شعر یعنی چوں نۂ خر سے ہے۔ آدمی۔ انسان بن جا۔ عیسیٰ! انسان کو عیسیٰ صفت ہونا چاہیئے خر عیسیٰ نہ ہونا چاہیئے۔ چرخِ چارم۔ جبکہ انسان کو عیسیٰ صفت ہونا چاہیئے۔ تو جیسا کہ حضرت عیسیٰ چوتھے آسمان پر ہیں اسی طرح انسانِ کامل کا مقام بھی چوتھا آسمان ہے۔

تو ز چرخ و اختراں ہم برتری — گرچہ[1] بہر مصلحت در آخری

تو آسمان اور ستاروں سے بھی بالاتر ہے — اگرچہ مصلحتاً تو اصطبل میں ہے

میر آخر گرچہ در آخر بود — ہر کہ اورا خر بگوید خر بود

اصطبل کا داروغہ اگرچہ اصطبل میں ہوتا ہے — جو اُس کو گدھا کہے، وہ گدھا ہے

میر آخر دیگر و خر دیگرست — نے ہر آنکو اندر آخر شد خرست

داروغۂ اصطبل دوسری چیز ہے اور گدھا دوسری چیز ہے — یہ نہیں ہے کہ جو اصطبل میں ہے وہ گدھا ہے

چہ در افتادیم در دنبال خر — از گلستاں گوی و ز گلہائے تر[2]

ہم گدھے کے پیچھے کیسے پڑ گئے — چمن اور تر پھولوں کی بات کر

از انار و از ترنج و شاخ سیب — وز شراب و شاہدان بے حسیب

انار کی اور لیموں کی اور سیب کی ٹہنی کی — اور شراب کی اور بے حساب معشوقوں کی

یا ازاں دریا کہ موجش گوہرست — گوہرش گویندۂ و بینا ورست

یا اُس دریا کی، جس کی موج موتی ہے — اُس کا موتی گویا اور بینا ہے

یا ازاں مرغاں کہ گلچیں میکنند — بیضہا زریں و سیمیں می کنند

یا اُن پرندوں کی، جو پھول چنتے ہیں — سونے اور چاندی کے انڈے دیتے ہیں

یا ازاں بازاں کہ کبکاں پرورند — ہم نگوں اشکم ہم استاں میپرند

یا اُن بازوں کی جو چکوریں پالتے ہیں — پیٹ کے بل بھی اور چت بھی اُڑتے ہیں

فرد بانہائیست پنہاں در جہاں — پایہ پایہ تا عنانِ آسماں

دنیا میں مخفی سیڑھیاں ہیں — درجہ بدرجہ آسمان کی بلندی تک

ہر گروہ را نردبانے دیگرست — ہر روش را آسمانے دیگرست

ہر گروہ کی ایک دوسری سیڑھی ہے — ہر رفتار کے لئے ایک دوسرا آسمان ہے

ہر یکے[3] از حالِ دیگر بے خبر — ملک با پہنا و بے پایان و سر

ہر ایک دوسرے کی حالت سے بے خبر ہے — ملک وسیع ہے اور بے ابتدا اور بے انتہا ہے

ایں دراں حیراں کہ او از چیست خوش — واں دریں خیرہ کہ حیرت چیستش

یہ اُسکے بارے میں حیران کہ وہ کس چیز سے خوش ہے، — وہ اُسکے بارے میں حیران ہے کہ اُسکی حیرت کس وجہ سے ہے

صحن ارض اللہ واسع آمدہ — ہر درختے از زمینے سر زدہ

اللہ کی زمین کا صحن وسیع ہے — ہر درخت ایک زمین سے اُگا ہے

---

[1] گرچہ۔ ہدایت پانے اور پانے کے لئے اس کو دنیا میں بھیجدیا گیا ہے۔ میر آخر۔ اصطبل میر ہونے سے گدھا ہونا ضروری نہیں ہے داروغۂ اصطبل، اصطبل میں ہے لیکن گدھا نہیں ہے۔۔۔۔ اسی طرح اہل اللہ دنیا میں رہتے ہوئے دنیادار نہیں ہیں۔ چہ۔ مولانا کا اپنے آپ کو خطاب ہے کہ گدھے کے قصہ کو چھوڑ کر عالم آخرت کی بات کر۔

[2] از گلستاں۔ یہ سب جنت کی چیزیں ہیں۔ دریا۔ اس سے مراد ذات حق ہے۔ مرغاں۔ یعنی اولیاء اللہ۔۔۔ بازاں۔ یعنی ملائکہ۔ کبکاں۔ یعنی نفوس قدسیہ۔ نردبانہا۔ یعنی عروج کے مختلف راستے ہیں مشہور ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب جانیوالے راستے انسانوں کے سانسوں کی تعداد کی بقدر ہیں۔ عنان۔ فضا جو نظر آتی ہے۔ روش یعنی سلوک۔

[3] ہر یکے۔ ہر سالک پر جو تجلی ہے دوسرا اُس سے بیخبر ہے حتیٰ کہ بسا اوقات مرید پر جو تجلی ہوتی ہے شیخ اُس سے بے خبر ہوتا ہے۔ ایں۔ ہر سالک چونکہ دوسرے سالک کی تجلی سے بے خبر ہے اسلئے وہ دوسرے پر حیران ہوتا ہے۔ صحن۔ قرب الٰہی اسقدر وسیع ہے کہ اُسمیں طرح طرح کے معارف اُگے ہوئے ہیں۔

بر درختان[1] شکر گویاں برگ و شاخ — کہ زہے ملک و زہے عرصہ فراخ
درختوں پر پتے اور شاخیں شکر ادا کرتی ہیں — کہ عجب ملک ہے اور عجب وسیع میدان ہے

بلبلاں گرد شگوفہ پر گرہ — کہ ازاں چہ میخوری مارا بدہ
بلبلیں تہ بہ تہ شگوفے کے چاروں طرف کہتی ہیں — کہ اُس میں سے کیا کھا رہا ہے، ہمیں دے

ایں سخن پایاں ندارد کن رجوع — سوئے آں لوبا و شیر و سقمہ و جوع
یہ بات خاتمہ نہیں رکھتی ہے، واپس کر — اُس لومڑی اور شیر اور بیماری اور بھوک ملک جانب

بردن[2] روباہ آں خر را پیش شیر و جستن خر از شیر و عتاب کردن
لومڑی کا اُس گدھے کو شیر کے سامنے لے جانا اور گدھے کا شیر سے کود بھاگنا اور لومڑی

روباہ با شیر کہ ہنوز خر دور بود کہ تعجیل کردی و عذر گفتن شیر و
کا شیر پر غصہ کرنا کہ گدھا ابھی دور تھا، کہ تو نے جلدی کردی اور شیر کا معذرت کرنا

لابہ کردن شیر روباہ را کہ بر وبار دیگرش بفریب
اور شیر کا لومڑی کی خوشامد کرنا کہ جا دوبارہ اُس کو فریب دے

چونکہ روباہش بسوئے مرج برد — تا کند شیرش بحملہ خرد مرد
لومڑی جب اُس کو چراگاہ کی جانب لے گئی — تاکہ شیر حملے سے اُس کو خرد برد کر دے

دور بود از شیر و آں شیر از نبرد — تا بہ نزدیک آمدن صبرے نکرد
وہ شیر سے دور تھا اور شیر نے جنگ کی وجہ سے — اُس کے نزدیک آجانے تک صبر نہ کیا

گنبدی[3] کرد از بلندی شیر ہول — خود نبودش قوت و امکان حول
ہولناک شیر نے اونچائی سے چھلانگ لگائی — اُس میں خود قوت اور طاقت کا امکان نہ تھا

خر ز دورش دید و برگشت و گریخت — تا بزیر کوہ تازاں نعل ریخت
گدھے نے اُس کو دور سے دیکھا اور پلٹ گیا اور — پہاڑ کے نیچے تک بھاگا چلا گیا

گفت روبہ شیر را اے شاہ ما — چوں نکردی صبر در وقت وغا
لومڑی نے شیر سے کہا، اے ہمارے بادشاہ! — تو نے معرکے کے وقت صبر کیوں نہ کیا؟

تا بہ نزدیک تو آید آں غوی — تا بہ اندک حملۂ غالب شوی
تاکہ وہ گمراہ تیرے قریب آجاتا — تاکہ تو تھوڑے سے حملے سے غالب ہو جاتا

مکر شیطان ست تعجیل و شتاب — لطف رحمانست صبر و احتساب
عجلت اور جلد بازی شیطان کا مکر ہے — صبر اور اپنے آپ کو قابو میں رکھنا خدا کی مہربانی ہے

[1] درختان۔ ہر درخت کی شاخ و برگ خدا کی تسبیح میں مصروف ہے۔ بلبلاں۔ یعنی سچے عاشق۔ ایں سخن۔ یہ عالم غیب کا بیان نہ ختم ہونے والا ہے۔

[2] بردن۔ لومڑی گدھے کو بہکا کر شیر کے پاس لیگئی، گدھا قریب نہ پہنچا تھا کہ شیر نے ناکام حملہ کر دیا اور گدھا بھاگ گیا۔ شیر نے لومڑی کی خوشامد کی کہ دوبارہ گدھے کو لا۔ مرج۔ چراگاہ۔ دور۔ گدھا ابھی شیر سے دور تھا شیر نے حملہ کر دیا۔

[3] گنبدی کردن۔ چوکڑی بھرنا۔ حول۔ طاقت۔ نعل ریختن۔ تیز دوڑنا۔ وغا۔ جنگ۔ غوی۔ گمراہ یعنی گدھا۔ مکر شیطان۔ حدیث شریف ہے جلد بازی شیطانی ہے اور آہستگی خدا کی جانب سے ہے۔

دُور بُود و حملہ را دید و گریخت — ضُعفِ تو ظاہر شُد و آبت بریخت[1]
وہ دُور تھا اور حملہ دیکھ اور بھاگ گیا — تیری کمزوری ظاہر ہوگئی اور تیری آبرو ریزی ہوگئی

گفت من پنداشتم بر جاست زور — خود بُدم زیں ضُعفِ خود نادان و کور
اُس نے کہا، میں سمجھا طاقت بحال ہے — اپنی اِس کمزوری سے میں خود نادان اور اندھا تھا

لیک گفتم زورِ من بر جا بُوَد — نے کہ در من ضُعفِ دست و پا بُوَد
لیکن میں نے کہا، میری طاقت بحال ہوگی — نہ کہ مجھ میں ہاتھ اور پاؤں کی کمزوری ہوگی

نیز جوع و حاجتم از حد گذشت — صبر و عقلم از تجوّع یاوہ گشت
لیکن میری بھوک اور ضرورت حد سے گذر گئی — بھوک کی وجہ سے میرا صبر اور عقل بیکار ہوگئی

گر توانی بارِ دیگر از خرد — باز آوردن مر او را می سزد
اگر تو عقلمندی سے دوبارہ — اُس کو پھر لاسکے تو مناسب ہے

مِنّتِ بسیار دارم از تو مَن — جہد کُن باشد بیارِیش بفن
مجھ پر تیرا بہت احسان ہے — کوشش کر شاید کرے تو اُس کو دوبارہ لے آئے

گر خدا روزی کُند آں خر مرا[2] — بعد ازاں بس صید ہا بخشم ترا
اگر اللہ تعالےٰ اُس گدھے کو میری روزی بنا دیگا — اُس کے بعد تجھے بہت شکار بخشوں گا

گفت آرے گر خدا یاری دہد — بر دلِ اُو از عمی مُہرے نہد
اُس نے کہا، ہاں اگر خدا مدد کرے گا — اُس کے دل پر اندھے پن کی مُہر لگا دے گا

پس[3] فراموشش شود ہولے کہ دید — از خریِ اُو نباشد ایں بعید
تو وہ اُس خوف کو بھول جائیگا جو اُس نے دیکھا — اُس کے گدھے پن سے یہ بعید نہیں ہے

لیک چوں آرم من اُو را بر تمتاز — تا بباد ش ندہی از تعجیل باز
لیکن جب میں اُس کو لے آؤں دوڑ نہ پڑنا — تاکہ تو پھر جلدی کی وجہ سے اُسکو برباد نہ کرے

گفت آرے تجربہ کردم کہ مَن — سخت رنجورم مُخائل گشتہ تَن
اس نے کہا، ہاں میں نے تجربہ کر لیا ہے کہ میں — سخت بیمار ہوں، جسم ڈھیلا ہوگیا ہے

تا بہ نزدیکم نیاید خر تمام — مَن نہ جُنبم خفتہ باشم بر قوام
جب تک گدھا، بالکل میرے پاس نہ آجائیگا — میں حرکت نہ کرونگا، سوتا رہونگا طریقہ کے مطابق

رفت رُوبہ گفت اے شہ ہمتے — تا بپوشد عقلِ اُو را غفلتے
لومڑی روانہ ہوئی، بولی اے شاہ! — تاکہ غفلت اُس کی عقل کو چھپا دے

[1] آب ریختن۔ بے آبرو ہونا۔ گفت۔ شیر نے کہا میں سمجھا تھا کہ میری قوت بحال ہے اور میں اپنی کمزوری سے ناواقف تھا۔ لیک۔ شیر نے کہا میں سمجھا تھا کہ مجھ میں قوت ہے اور میرے ہاتھ پاؤں کمزور نہیں ہیں۔ نیز۔ دوسری وجہ حملہ کی یہ بھی ہوئی کہ بھوک بہت لگ رہی تھی اور بھوک میں عقل گم ہوگئی تھی۔ گر توانی۔ تیری عقلمندی کا تقاضہ ہے کہ تو اُس کو دوبارہ لے آ۔ منت۔ تیرا مجھ پر بہت احسان ہے، مزید کرم ہوگا کہ دوبارہ لے آئے۔

[2] گر خدا۔ اگر خدا نے مجھے گدھے کی روزی دے دی تو میں کھا کر قوی ہو جاؤں گا پھر بہت شکار کر کے تجھے کھلایا کروں گا۔ گفت۔ لومڑی نے کہا اگر خدا کی مدد شاملِ حال رہی تو پھر گدھے کے دل پر اندھے پن کی مُہر لگ جائے گی۔

[3] پس۔ پہلے حملہ کا خوف وہ بھول جائیگا۔ لیک۔ لیکن اگر اس بار میں اُس کو لے آؤں، تو جلدی کر کے اسکو برباد نہ کر دینا۔ مُخائل۔ ڈھیلا۔ تا بہ نزدیکم۔ شیر نے کہا اس بار جب وہ قریب آجائیگا تو حملہ کرونگا ورنہ قاعدہ کے مطابق سوتا رہوں گا۔ ہمت۔ باطنی توجہ۔

توبہا کردست خر با کردگار — کہ نگردم غرّۂ ہر نابکار[1]

گدھے نے خدا سے بہت توبہ کر لی ہوگی — کہ میں ہر نالائق کے دھوکے میں نہ آؤں

عقلِ خر بازیچۂ دستانِ ماست — فکرتش کبّادۂ طفلانِ ماست

گدھے کی عقل ہمارے مکر کا کھلونا ہے — اُس کی سمجھ ہمارے بچوں کی نرم کمان ہے

توبہایش را بفن برہم زنیم — ما عدوّے عقل و عہدِ روشنیم

ہم مکر سے اُس کی توبہ کو توڑ دیں گے — ہم عقل اور روشن عہد کے دشمن ہیں

گلّۂ خر گوئے فرزندانِ ماست — فکرتش بازیچۂ دستانِ ماست

گدھوں کا گلّہ ہماری اولاد کی گیند ہے — اُس کی سمجھ ہمارے مکر کا کھلونا ہے

عقل کاں باشد ز دورانِ زُحل — پیشِ عقلِ کُل ندارد آں محل

وہ عقل جو زحل کی رفتار سے (پیدا) ہو — عقلِ کُل کے سامنے وہ مرتبہ نہیں رکھتی ہے

از عُطارد و از زُحل دانا شدُ او — ما ز دادِ کردگارِ لُطفِ خُو

وہ عُطارد اور زُحل سے عقلمند بنا ہے — ہم مہربان خدا کی عنایت سے

عِلمُ الانسان[2] خمِ طغرائے ماست — علمِ عند اللہ مقصد ہائے ماست

"عِلمُ الانسان" ہمارے طغرا کا دائرہ ہے — اللہ کا علم ہمارے مقاصد ہیں

تربیہ آں آفتابِ روشنیم — ربّی الاعلیٰ ازاں رومیزنیم

ہم اُس روشن سورج کی تربیت ہیں — اسی لئے ہم ربّی الاعلیٰ کا نعرہ لگاتے ہیں

تجربہ گر دارد او با ایں ہمہ — بشکند صد تجربہ زیں دمدمہ

اگر وہ تجربہ رکھتا ہے تو اس سب کے ہوتے ہوئے — سینکڑوں تجربے اس مکر سے ٹوٹ جائیں گے

بُو کہ توبہ بشکند آں سُست خُو — در رسد شومیِ شکستن در دُو

ہو سکتا ہے کہ وہ کاہل توبہ توڑ دے — (توبہ) توڑنے کی بدبختی اُس میں اثر کرے

در بیانِ[3] آنکہ نقضِ عہد و توبہ مُوجبِ بلا بُود بلکہ مُوجبِ مسخ ست چنانکہ در حقِ اصحابِ سبت و اصحابِ مائدۂ عیسیٰ

اس کا بیان کہ توبہ اور عہد کو توڑنا مصیبت کا سبب ہوتا ہے بلکہ مسخ کا سبب ہے، چنانچہ سبت والوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دسترخوان والوں کے

---

[1] نابکار۔ نالائق۔ بازیچہ۔ کھلونا۔ دستاں۔ مکر۔ کبّادہ۔ بچوں کے کھیلنے کی نرم کمان۔ توہایش۔ لومڑی نے کہا ہم اُس کی توبہ کو توڑ دیں گے۔ گلّۂ خر۔ گدھے ہمارے بچوں کا کھلونا ہیں اور اُن کی عقل ہمارے مکر کا کھلونا ہے یہی حال شیطان اور عوام کا ہے۔ زُحل۔ زُحل ستارے کی تاثیر سے بچہ کی عقل میں ذہانت پیدا ہوتی ہے لیکن زُحل کی عطا کردہ عقل، عقلِ کُل کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ از عطارد۔ عوام کی عقول عُطارد اور زُحل ستاروں کی تاثیر سے ہیں شیطان کی عقل خداداد ہے۔

[2] عِلمُ الانسان۔ اِن اشعار میں مولانا نے لومڑی کی زبان سے عقلِ کامل کے صفات بیان فرمائے ہیں قرآن پاک میں ہے عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَا یَعْلَمُ انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔ دوسری جگہ قرآن پاک میں مذکور ہے قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰہِ آپ کہہ دیجئے علم اللہ ہی کے پاس ہے۔ تربیہ۔ عقلِ کامل کو اللہ کی تربیت حاصل ہوتی ہے اِس لئے وہ خداوند قدوس کی ربوبیت کا اقرار کرتا ہے۔ تجربہ۔ لومڑی نے کہا بُو کہ ہو سکتا ہے کہ وہ گدھا اپنی توبہ توڑ ڈالے اور بدبختی کی بدبختی میں مبتلا ہو جائے۔

[3] در بیان۔ اب مولانا سمجھاتے ہیں کہ اللہ کے عہد اور توبہ کو توڑنے سے بدبختی آتی ہے پہلی قومیں تو عہد شکنی کی وجہ سے سؤر اور بندر بنائی گئیں آنحضورؐ کی اُمت میں یہ صوری مسخ تو نہیں ہے لیکن باطنی مسخ ہوتا ہے یعنی دل سؤر اور بندر بن جاتا ہے اور قیامت میں یہ انسان اُس دل کی صورت اختیار کرے گا۔

علیہ السلام کہ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَاندریں

بارے میں ہے اور کردیا اُن میں سے بندر اور سؤر اور اس اُمت میں

اُمت مسخ دل باشد نعوذ باللہ مِن ذٰلِك و روزِ قیامت

دل مسخ ہوگا ہم اس سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں اور قیامت کے

تن را صورتِ دل دہند

دن بدن کو دل کی صورت دے دینگے

نقضِ[1] میثاق و شکستِ توبہا — موجبِ لعنت شود در انتہا

عہد کا توڑنا اور توبہ کا توڑنا — انجام کار لعنت کا سبب ہوتا ہے

نقضِ عہد و توبۂ اصحابِ سبت — موجبِ مسخ آمد و اہلاک و مقت

سبت والوں کا توبہ اور عہد کو توڑنا — مسخ اور ہلاکت اور عتاب کا سبب بنا

پس خدا آں قوم را بوزینہ کرد — چونکہ عہدِ حق شکستند از نبرد

تو خدا نے اُس قوم کو بندر بنا دیا — چونکہ اُنھوں نے ضد سے اللہ کا عہد توڑا

اندریں[2] اُمت نہ بُد مسخِ بدن — لیک مسخِ دل بُود اے ذو الفطن

اس اُمت میں جسمانی مسخ نہ تھا — لیکن اے سمجھدار! دل کا مسخ ہوتا ہے

چوں دلِ بوزینہ گردد آں دلش — از دلِ بوزینہ شد خواراں گلش

جب اُس کا دل، بندر کا دل ہو گیا — اُس کی مستی، بندر کے دل سے زیادہ ذلیل ہو گئی

گر ہُنر بودے دلش را زِ اختیار — خوار کے بُودے بصورت آں حمار

اگر اُس کے دل میں کوئی اختیاری ہنر ہوتا — تو صورت کے اعتبار سے وہ گدھا ذلیل کیوں ہوتا؟

آں سگِ اصحابِ خوش بد سیرتش — ہیچ بودش منقصت زاں صورتش

اصحاب (کہف) کے کتے کی سیرت اچھی تھی — اُس صورت سے اسکو کوئی نقصان نہ تھا؟

مسخِ[3] ظاہر بُود اہلِ سبت را — تا ببیند خلقِ ظاہر کبت را

سبت والوں کا مسخ ظاہر تھا — تاکہ کھلے ہوئے اندھے منہ ہونے کو مخلوق دیکھ لے

از رہِ سر صد ہزاران دگر — گشتہ از توبہ شکستن خوک و خر

باطنی طور پر دوسرے لاکھوں — توبہ توڑنے کی وجہ سے سؤر اور گدھے بنے ہیں

دوم بار آمدنِ روباہ براں خرِ گریختہ تا باز بفریبدش

بھاگے ہوئے گدھے کے پاس لومڑی کا دوبارہ آنا تاکہ اُس کو پھر فریب دے

---

[1] نقض: یہود نے عہد کیا تھا کہ وہ ہفتہ کے روز مچھلی کا شکار نہ کھیلا کریں گے لیکن انھوں نے اس عہد کو توڑا اور اس کے نتیجہ میں اُن کو مسخ کر کے بندر اور سؤر بنا دیا گیا۔ سبت: ہفتہ کا دن۔ مقت: غضب، عتاب۔ بوزینہ: بندر۔ شکستند: عہد کے باوجود ہفتہ کے روز مچھلی کا شکار کھیلنے لگے۔

[2] اندریں: اُمتِ محمدیہ میں صوری مسخ نہ ہوگا باطنی مسخ ہوگا۔ چوں دلِ بوزینہ: جب انسان کا دل بندر کا دل بن جائے تو اُس کا جسم بندر کے دل سے بھی بدتر ہے۔ گر ہُنر: حسن و خوبی میں صورت سے زیادہ دل معتبر ہے۔۔۔ اصحاب: اصحاب کہف کے کتے کا دل بھلا تھا صورت کی بُرائی سے اُس پر کوئی عیب نہ آیا۔

[3] مسخ ظاہر: جسمانی مسخ میں یہ حکمت ہے کہ لوگ عبرت حاصل کریں۔ آزرہ سر: باطنی طور پر لاکھوں ممسوخ ہیں جو عہد شکنی کی وجہ سے گدھے اور سؤر بنے ہوئے ہیں۔

پس[1] بیامد زود در وبہ سوئے خر — گفت خر از چوں تو یارے اُلحذر

پھر بہت جلد لومڑی گدھے کی جانب آئی — گدھے نے کہا، تجھ جیسے دوست سے پناہ ہے

ناجواں مرد اچہ کردم با تو من — کہ مرا با شیر کردی پنجہ زن

اے بزدل! میں نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ — کہ تو نے مجھے شیر سے بھڑا دیا

ناجواں مرد اچہ کردم من ترا — کہ بہ پیشِ اژدھا بردی مرا

اے نامرد! میں نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ — کہ تو مجھے اژدھے کے سامنے لے گئی

موجبِ[2] کینِ تو با جانم چہ بود — غیرِ خبثِ جوہرِ تو اے عنود

میری جان سے تیرے کینہ کی کیا وجہ تھی؟ — اے سرکش، سوائے تیری طبیعت کی خباثت کے

ہمچو کژدم کو گزد پائے فتے — نارسیدہ از وے اُورا آفتے

بچھو کی طرح جو جوان کے پاؤں میں کاٹتا ہے — بغیر اس کے کہ کوئی تکلیف اسکو اس سے پہنچے

یا چو دیوے کو عدوِ جانِ ماست — نارسیدہ زحمتش از ما و کاست

یا شیطان کی طرح جو ہماری جان کا دشمن ہے — ہماری جانب سے اس کو زحمت اور نقصان پہنچے بغیر

بلکہ طبعاً خصمِ جانِ آدمی ست — از ہلاکِ آدمی در خرمی ست

بلکہ وہ فطرت سے آدمی کی جان کا دشمن ہے — آدمی کی تباہی سے خوشی میں ہے

از پئے ہر آدمی اُو نگسلد — خو و طبعِ زشتِ خود را کے ہلد

وہ ہر آدمی کا پیچھا کرنے سے باز نہیں آتا ہے — وہ اپنی بری عادت کب چھوڑتا ہے؟

زانکہ[3] خبثِ ذاتِ اُو بے موجبے — ہست سوئے ظلم و عدوان جاذبے

کیونکہ اس کی ذاتی خباثت، بغیر کسی سبب کے — ظلم اور زیادتی کی جانب کھینچنے والی ہے

ہر زماں خواند ترا تا خر گہے — کہ در اندازد ترا اندر چہے

وہ تجھے ہر وقت خوشی کی جگہ بلاتا ہے — کہ تجھے کسی کنویں میں ڈال دے

کہ فلاں جا حوضِ آبست و عیوں — تا در اندازت بحوضت سرنگوں

کہ فلاں جگہ پانی کی حوض اور چشمے ہیں — تاکہ تجھے حوض میں اوندھا گرا دے

آدمی را با ہزاراں کر و فر — اندر افگند آں لعیں در شور و شر

آدمی کو باوجود ہزاروں شان و شوکت کے — اس ملعون نے شور و شر میں ڈال دیا ہے

آدمی را با ہمہ وحی و نذیر — اندر افگند آں لعیں بر دشتِ بیر

باوجود ہر طرح کی وحی اور ڈراوے کے آدمی کو — وہ ملعون کنویں پر لے گیا (اور) اندر گرا دیا

---

[1] پس بیامد۔ جب لومڑی دوبارہ گدھے کے پاس آئی تو اس نے اس سے پناہ مانگی۔ ناجواں۔ گدھے نے لومڑی سے کہا اے بزدل میں نے تیرا کیا بگاڑا تھا کہ تو نے مجھے شیر کے بالمقابل جا کھڑا کیا۔ اژدہا یعنی شیر۔

[2] موجب۔ گدھے نے لومڑی سے کہا تو میری جان کی دشمن محض باطنی خباثت کی وجہ سے بنی۔ کژدم۔ بچھو بغیر کسی وجہ کے محض بطینتی کی وجہ سے ڈنک مارتا ہے۔ یا چو دیوے۔ شیطان بھی انسان کو بغیر کسی وجہ کے ہلاک کرتا ہے بلکہ۔ شیطان کو انسان سے طبعی خصومت ہے اسی لئے وہ ہر آدمی کے درپے ہے۔

[3] زانکہ۔ شیطان کی ذاتی عداوت بغیر کسی وجہ کے اس کو انسان پر ظلم کرنے کو آمادہ کرتی ہے۔ ہر زماں۔ انسان کو خوش کن جگہ کی طرف بلا کر کنویں میں دھکا دیدیتا ہے۔ کہ فلاں۔ لالچ دلا کر تباہ کر دیتا ہے۔ آدمی۔ شاندار آدمی کو بھی شور و شر میں مبتلا کر دیتا ہے۔

بیگنہ[1] ہے بیگزندِ سابقے — کے رسید اُو را ز آدم ناحقے
بغیر کسی پہلی خطا اور تکلیف کے — کب اُس پر آدم سے ظلم ہوا ہے؟

کے رسید اُو را ز مردم زشتیے — کو دمادم آرد از غم پُشتیے
انسان سے اُس کو بُرائی کب پہنچی ہے؟ — کہ وہ ہر وقت غم کے پُشتے لگا رہا ہے

گفت رُوبہ آں طلسمِ سحر بُود — کہ تُرا در چشم چوں شیرے نمُود
لومڑی نے کہا، وہ جادو کا طلسم تھا — جو تجھے شیر جیسا دکھائی دیا

ورنہ[2] من از تو بتن مسکیں ترم — کہ شب و روز اندر آنجا میچرم
ورنہ میں تو جسم میں تجھ سے زیادہ کمزور ہوں — لیکن دن رات اُس جگہ چرتی ہوں

گر نہ زاں گونہ طلسمے ساختے — ہر شکم خوارے بدانجا تاختے
اگر اُس جگہ ایسا طلسم نہ بناتا — ہر پیٹو، وہاں دوڑ جاتا

یک جہانِ بینوا چوں پیل و ارج — بے طلسمے کے بماند سبز مرج
باقی اور گینڈے جیسے بھوکوں کا ایک عالم ہے، — بغیر طلسم کے چراگاہ سبز کہاں رہ سکتی ہے؟

من ترا خود خواستم گفتن بدرس — کہ چناں ہولے اگر بینی مترس
میں تجھے سکھانے میں خود کہنا چاہتی تھی — کہ اگر تو اس طرح ڈر دیکھے تو نہ ڈرنا

لیک رفت از یاد علم آموزیت — کہ بُدم مستغرقِ دل سوزیت
لیکن تجھے علم سکھانا بھول گئی — کیونکہ میں تیرے فکر میں ڈوبی ہوئی تھی

دیدمت در جوعِ[3] کلب و بینوا — می شتابیدم کہ آئی تا دوا
میں نے تجھے جوعِ الکلب میں اور بے سروسامانی کیا — میں دوڑ پڑی کہ تو دوا تک آجائے

ورنہ با تو گفتمے شرحِ طلسم — کاں خیالے می نمایدنیت جسم
ورنہ میں تجھ سے طلسم کی شرح کر دیتی — کہ وہ ایک خیال نظر آتا ہے، جسم نہیں ہے

شد فراموش آنکہ گویم مر ترا — حلِ آں مشکل مہیبِ دلربا
میں بھول گئی کہ تجھ سے کہوں — اُس خوفناک دل کو اُڑانے والی مشکل کا حل

جواب گفتن خر روباہ را
گدھے کا لومڑی کو جواب دینا

گفت رو رو ہیں ز پیشم اے عدو — تا نہ بینم روئے تو اے زشت رُو
اُس نے کہا اے دشمن میرے سامنے سے دُور ہو — اے بدصورت! تاکہ میں تیرا منہ نہ دیکھوں

---

[1] بیگناہ۔ انسان کی کوئی خطا نہیں، انسان نے شیطان کا کچھ بگاڑا ہے۔ گفت۔ لومڑی نے گدھے سے کہا تجھے جو شیر نظر آیا وہ کوئی حقیقتاً شیر نہ تھا بلکہ ایک طلسم تھا طلسم۔ وہ موہوم خیال جو عجیب شکل میں نظر آنے لگے وہ بھیانک تصویر جو کسی دفینہ وغیرہ پر بنا دی جاتی ہے۔

[2] ورنہ۔ اگر حقیقی شیر ہوتا تو میں جو تجھ سے بھی کمزور جسم کی ہوں وہاں کیسے بچ سکتی تھی۔ گر۔ طلسم بنانے کی وجہ یہ ہے کہ ہر پیٹو وہاں نہ پہنچ سکے یک جہاں۔ بیل اور گینڈے بھوکے پھرتے ہیں اگر طلسم نہ ہوتا تو وہ چراگاہ کو کھا جاتے۔ ارج۔ گینڈا۔ من ترا۔ میں تجھے پہلے ہی اس طلسم کی حقیقت بتانا چاہتی تھی لیکن میں بھول گئی۔ کہ بدم۔ چونکہ میں تیرے غم میں تھی اس لئے طلسم کی حقیقت بتانا بھول گئی۔

[3] جوع کلب۔ جوع البقر وہ بیماری جس میں ہر وقت بھوک لگی رہتی ہے۔ دوا یعنی غذا کا کام۔ میں بتا دیتی کہ وہ طلسم خیالی چیز ہے کوئی حقیقی شیر نہیں ہے مشکل۔ یعنی وہی شیر۔ گفت۔ گدھے نے لومڑی سے کہا میں تیری بُری صورت دیکھنا نہیں چاہتا میرے سامنے سے چل جا تجھے خدا نے بدبخت بنایا ہے اور تیرے چہرے کو بھی بے شرم اور سخت بنا دیا ہے۔

آں خدائے کہ ترا بدبخت کرد — رُوئے زشتت را و قبیح و سخت کرد
جس خدا نے تجھے بدبخت بنایا ہے — تیری بھدی صورت کو بے شرم اور سخت بنایا ہے

باکدامیں رُوی می آئی بمن — ایں چنیں سغری[1] ندارد کرگدن
تو کس مُنہ سے میرے سامنے آ رہی ہے — ایسی بے حیائی گینڈا بھی نہیں رکھتا ہے

رُفتۂ در خون و جانم آشکار — کہ ترا من رہبرم تا مرغزار
تو کھلم کھلا میرے خون اور جان کے درپے ہوئی — کہ میں تیری جنگل کے لئے رہبر ہوں

تا بدیدم رُوئے عزرائیل را — باز آوردی فن و تسویل را
یہاں تک کہ میں نے ملک الموت کا مُنہ دیکھ لیا — تو پھر مکاری اور حیلہ لائی ہے

گرچہ من ننگِ خرانم یا خرم — جانورم جاندارم ایں را کے خرم
اگرچہ میں گدھوں کے لئے موجب شرم ہوں یا گدھا ہوں — میں جانور ہوں میں جاندار ہوں اسکو میں کیسے گدھا کہتا ہوں

آنچہ من دیدم ز ہولے بے اماں — طفل دیدے پیر گشتے در زماں
جو میں نے بے پناہ ڈر دیکھا ہے — اگر بچہ دیکھ لے تو فوراً بڑھا ہو جائے

بیدلی[2] و جاں از نہیب آں شکوہ — سرنگوں خود را در افگندم ز کوہ
اُس خوف کے ڈر سے بے دل و بے جان ہو کر — میں نے اپنے آپ کو پہاڑ سے اوندھا گرا دیا

بستہ شد پایم در اندم از نہیب — چوں بدیدم آں عذابِ بے حجیب
اُس وقت ڈر سے میرے پاؤں بندھ گئے — جب میں نے کھلم کھلا وہ عذاب دیکھا

عہد کردم با خدا کائے ذوالمنن — برگشا زیں بستگی تو پایِ من
میں نے اللہ (تعالیٰ) سے عہد کیا کہ اے احسانوں والے! — اس قید سے میرے پاؤں کھول دے

تا نوشم وسوسہ کس بعد ازیں — عہد کردم نذر کردم اے مُعیں
اس کے بعد میں کسی کے بہکانے میں نہ آؤں گا — اے مددگار! میں نے عہد کر لیا میں نے نذر مان لی

حق[3] گشادہ کرد آندم پایِ من — زاں دعا و زاری و ہیہائے من
اللہ (تعالیٰ) نے اُس وقت میرے پاؤں کھول دیئے — میری دعا اور عاجزی اور ہائے ہائے سے

ورنہ اندر من رسیدے شیرِ نر — چوں بُدے در زیرِ پنجہ شُد خرے
ورنہ وہ نر شیر مجھ پر آ پڑا تھا — گدھے کا شیر کے پنجہ میں کیا حال ہوتا!

باز بفرستادت آں شیرِ عریں — سوئے من از مکر اے بئس القریں
اُس بھار کے شیر نے پھر تجھے بھیجا ہے — مکر سے میری جانب اے بُرے ساتھی!

[1] سغری۔ سخت روئی، بے حیائی۔ کرگدن۔ گینڈا۔
رفتہ۔ تو میرے خون اور جان کے درپے تھی۔ تا بدیدم۔ گدھے نے لومڑی سے کہا تو نے گلہ اللہ کے سامنے لے جا کھڑا کیا۔ تسویل۔ حیلہ سازی۔ کے خرم۔ اگرچہ میں جانور اور گدھا ہوں لیکن ہلاک ہونا کیسے پسند کر سکتا ہوں۔ طفل۔ مصائب سے بچہ بوڑھا بن جاتا ہے۔

[2] بیدل۔ اُس شیر کے خوف سے میں نے اپنے آپ کو پہاڑ پر سے اوندھا گرا دیا۔ بستہ۔ اُس خوف سے میرے پاؤں کام نہ دیتے تھے۔ عہد کردم۔ اُس وقت میں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ اگر میرے پاؤں کھول دے تو میں پھر کسی کے بہکانے میں نہ آؤں گا۔

[3] حق گشادہ۔ اُس عہد اور دعا کی برکت سے میرے پاؤں کھل گئے اور میں بھاگا ورنہ شیر دبوچ لیتا اور پھر ظاہر ہے شیر کے پنجہ میں میرا کیا حال ہوتا۔ باز۔ اب مکر کرنے کے لئے شیر نے تجھے دوبارہ بھیجا ہے۔ ہیہا۔ شیر کی بھاری بلند القریں۔ بُرا ساتھی۔

حقِّ ذاتِ پاک اللہُ الصَّمد — کہ بُود بہ مارِ بد از یارِ بد
اللہ پاک بے نیاز کی قسم — کہ بُرے ساتھی سے بُرا سانپ بہتر ہوتا ہے

مارِ بد جانے ستاند اے سلیم — یارِ بد آرد سُوی نارِ جحیم
اے بیوقوف! بُرا سانپ جان لے لیتا ہے — بُرا ساتھی دوزخ کی جانب لاتا ہے

از قریں بیقول و گفت و گوئے اُو — خُو بدزدد دل نہاں از خُوئے اُو
ساتھی سے اُس کی گفتگو اور بات کے بغیر — دل خفیہ طور پر عادت اُس کی عادت سے چُرا لیتا ہے

چونکہ اُو افگند بر تو سایہ را — دُزدد آں بے مایہ از تو مایہ را
جب وہ تجھ پر سایہ ڈالتا ہے — وہ بے مایہ تیرا سرمایہ چُرا لیتا ہے

عقلِ تو گر اژدہائے گشت مست — یارِ بد اُو را ز مردداں کہ ہست
تیری عقل اگر مست اژدہا ہے — بُرے دوست کو اُس کا زمرد سمجھ

دیدۂ عقلت بدُو بیروں جہد — طعنِ اُو اندر کفِ طاعوں نہد
اُس سے تیری عقل کی آنکھیں باہر نکل پڑینگی — اُس کا نیزہ مارنا تجھے طاعون کے ہاتھ میں دھر دیگا

در جہاں نبُود بتر از یارِ بد — دیں مرا عینُ الیقیں گشتست خود
دنیا میں بُرے دوست سے بدتر کوئی نہیں ہے — یہ میرے لئے خود آنکھوں دیکھی یقینی بات ہو گئی ہے

جواب گفتن روباہ خرّرا

لومڑی کا گدھے کو جواب دینا

گفت روبہ صاف مارا در دنیست — لیک تخییلاتِ وہمی خُرد نیست
لومڑی نے کہا ہمارے نیر میں کوئی بھٹ نہیں ہے — لیکن وہمی تخیلات بھی چھوٹی چیز نہیں ہیں

ایں ہمہ وہمِ تو است اے سادہ دل — ورنہ بر تو نے غشی دارم نہ غل
اے بھولے! یہ سب تیرا وہم ہے — ورنہ میں تجھ سے نہ کھوٹ رکھتی ہوں نہ کینہ

از خیالِ زشتِ خود منگر بمن — بر مُحبّاں از چہ داری سُوئے ظن
اپنے بُرے خیال سے مجھے نہ دیکھ — دوستوں پر تو کیوں بدظنی کرتا ہے؟

ظنِ نیکو بر برادرانِ صفا — گرچہ آید ظاہراً از ایشاں جفا
مخلصوں پر نیک گمان کر — اگرچہ بظاہر اُن سے ظلم ستم زد ہو

ایں خیال و وہمِ بد چوں شد پدید — صد ہزاراں یار را از ہم بُرید
جب یہ بُرے خیال اور وہم ظاہر ہوئے ہیں — لاکھوں دوستوں کو ایک دوسرے سے کاٹ دیا ہے

۱ کہ بود: مخرب ساتھی سے شریر سانپ بھلا۔ سانپ تو محض مار ڈالتا ہے لیکن بُرا ساتھی تو جہنم میں پہنچا دیتا ہے۔ آدمی ساتھی کی خوبو انسان میں خفیہ طور پر اثر کر جاتی ہے۔ چونکہ اگر جب بُرے ساتھی کا سایہ پڑتا ہے تو وہ تیرا سارا سرمایہ چُرا لیتا ہے۔ عقل بخواہ انسان کتنا ہی عقلمند ہو لیکن بُرے دوست کی صحبت اُس کو تباہ کر دیتی ہے۔

۲ در جہاں۔ دنیا میں بُرے یار سے بُری کوئی چیز نہیں ہے اب تو تیرے مقابلہ کی وجہ سے اس بارے میں بے عین الیقین کا مرتبہ حاصل ہو گیا ہے۔ گفت۔ لومڑی نے کہا میری خراب میں کوئی بھٹ نہیں یعنی میں صاف اور خطا سے بری ہوں لیکن وہم بھی کوئی معمولی چیز نہیں صحیح بات کو غلط دکھا دیتا ہے ورنہ مجھ میں کوئی کھوٹ نہیں ہے۔

۳ از خیال۔ وہم کی بنیاد بدظنیوں سے بدظنی سب نہیں ہے مخلصوں کے بارے میں بہتر خیال رکھنا چاہیئے خواہ اُنسے بظاہر کوئی غلطی بھی سرزد ہو جائے۔ اس خیال سے بدگمانی سے بہت سے دوستیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔

مُشفقے[1] کو کرد جور و امتحاں — عقل باید کہ نباشد بدگماں

جس مہربان نے زیادتی اور امتحان کیا ہو — عقل کو چاہیئے کہ بدگمان نہ ہو

خاصہ من بد رگ نبودم زشت قسم — آنکہ دیدی بد نہ بد بود آں طلسم

خصوصاً میں بُری قسم کی بدفطرت نہیں ہوں — جو تو نے دیکھا، وہ بُرا نہ تھا وہ طلسم تھا

ور بُدے بد آں سگالش قدرا — عفو فرمایند از یاراں خطا

اگر (بالفرض) والتقدیر وہ خیال بُرا تھا — (تو) دوستوں کی غلطی معاف کر دیتے ہیں

عالمِ[2] وہم و خیال و طبع و بیم — ہست رہرو را یکے سدِ عظیم

وہم اور خیال اور مزاج اور خوف کی دنیا — سالک کے لئے ایک بڑی رکاوٹ ہے

نقشہائے ایں خیالِ نقشبند — چوں خلیلے را کہ بُد شد گزند

اِس نقش بنانے والے خیال کے نقوش — (حضرت ابراہیم) خلیل (اللہ) جیسے کیلئے جو پیارے تھے

گفت ہذا ربی ابراہیمؑ راد — چونکہ اندر عالمِ وہم اُوفتاد

عقلمند (حضرت) ابراہیمؑ نے کہا یہ میرا رب ہے — چونکہ وہ وہم کے عالم میں مبتلا ہو گئے

ذکرِ کوکب را چنیں تاویل گفت — آنکسے کو گوہرِ تاویل سُفت

ستارے کے بارے میں ایسی تاویل کی — اُس ذات نے جس نے تفسیر کے موتی پروئے

عالمِ وہم و خیالِ چشم بند — آنچناں کُو راز جائے خویش کند

وہم کی دنیا اور آنکھوں کو بند کر دینے والے خیال نے — ایسے پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہلا دیا

تا[3] کہ ہذا ربی آمد قالِ اُو — خربط و خر را چہ باشد حالِ اُو

یہاں تک "یہ میرا خدا ہے" اُن کا قول ہوا — احمق اور گدھے کا کیا حال ہوگا؟

غرق گشتہ عقلہای چوں جبال — در بحارِ وہم و گردابِ خیال

پہاڑوں جیسی عقلیں ڈوب گئیں — وہم کے سمندروں اور خیال کے بھنور میں

عقلِ ثابت تر زکُہ را وہم بیں — کہ چہ فرمود ست گفتن اے امیں

دیکھ وہم نے بہت جمی ہوئی عقل کو — کیا کہہ دینے کو کہا۔ اے امین!

کوہہا را ہست زیں طوفاں فضوح — کُو امانے جُز کہ در کشتیِ نوحؑ

اِس طوفان سے پہاڑوں کی رسوائیاں ہیں — نوحؑ کی کشتی کے سوا امن کہاں ہے؟

کامل۔ حدیث شریف میں حضورؐ نے فرمایا میرے اہل بیت کی مثال حضرت نوحؑ کی کشتی کی سی ہے جو اُس سے وابستہ ہوا وہ نجات پا گیا۔ اور ایک حدیث میں اہل بیت کی بجائے لفظ سنت ہے۔

---

[1] مُشفقے۔ دوست آزمائش کیلئے کچھ زیادتی بھی کرتا ہے تو عقلمندی یہی ہے کہ اُس سے بدگمانی نہ کی جائے۔ تقدرا۔ ہم نے اس کا تعلق پہلے مصرع سے قرار دے کر بالفرض والتقدیر کے معنی کئے ہیں۔ بعض نسخوں میں "قدرا" ہے تو اُس کا تعلق دوسرے مصرع سے کیا جائے اور یہ معنی کئے جائیں کہ میرے مقدر کی اِس غلطی کو معاف کر دیا جائے۔

[2] عالمِ۔ وہم اور خیال راہرو کے لئے مانع بنتے ہیں ان وہمی خیالات سے حضرت ابراہیمؑ کو بھی تکلیف پہنچی اور انھوں نے وہم کی بنیاد پر ستارے کو کہہ دیا کہ یہ میرا خدا ہے اور پھر اِس غلطی کا احساس کر کے اُس سے رجوع کیا۔ ہذا ربی۔ "یہ میرا خدا ہے" مولانا نے حضرت ابراہیمؑ کے اِس قول کی بنیاد اُن کا وہم قرار دیا دوسرے مفسرین کے نزدیک اُن کا یہ قول قوم کو اُن کی غلطی کا احساس دلانے کے لئے تھا۔ وہم کی بنیاد پر عقیدہ کا اظہار نہ تھا۔ تاویل۔ دوسرے مصرع میں تاویل سے صحیفوں کی تفسیر مُراد ہے۔

[3] تا کہ۔ حضرت ابراہیمؑ حالانکہ نبی تھے وہم میں مبتلا ہو گئے اور چاند کو اپنا خدا کہہ دیا تو یہ وقوف اور گدھا وہم کی بنیاد پر کیا کچھ نہ کہہ دیگا۔ خربط۔ احمق۔ عقلِ ثابت۔ حضرت ابراہیمؑ کی عقل بھی جگہ قائم تھی لیکن وہم نے غلطی میں مبتلا کر دیا۔ کشتیِ نوح۔ یعنی مُرشد

زیں خیالِ رہزنِ راہِ یقیں — گشت ہفتاد[1] و دو ملت اہلِ دیں
یقین کے راستہ کو ڈاکو کے اس خیال کی وجہ سے — دینداروں بہتر فرقے بن گئے

مردِ ایقاں رست از وہم و خیال — موئے ابرو را نمی گوید ہلال
صاحب یقین وہم اور خیال سے نجات پاتا ہے — وہ ابرو کے بال کو چاند نہیں کہتا ہے

واں کہ را نورِ عمر نبود سند — موئے ابروئے کجے راہش زند
جس کا سہارا عمر کا نور نہ ہو — ابرو کا ٹیڑھا بال اُس کو بھٹکا دیتا ہے

صد ہزاراں کشتیِ باہول و سہم — تختہ تختہ گشتہ در دریائے وہم
لاکھوں کشتیاں خوف اور ڈر سے — وہم کے دریا میں تختہ تختہ ہو گئی ہیں

کمترین فرعون چُست فیلسوف — ماہِ اُو در برجِ وہمی در خسوف
کم از کم فرعون، چالاک اور فلسفی — اُس کا چاند وہم کے بُرج میں گرہن میں ہے

کس نداند رُوسپی زن کیست آں[2] — وانکہ داند نیستش بر خود گماں
کوئی نہیں جانتا وہ رشدی عورت کون ہے؟ — اور جو جانتا ہے اُس کو اپنے بارے میں گمان نہیں ہوتا

چوں ترا وہم تو دارد خیرہ سر — از چہ گردی گردِ وہمِ آں دِگر
جبکہ تیرا وہم تجھے حیران بنا دیتا ہے — تو دوسرے کے وہم کے کیوں چکر کاٹتا ہے؟

عاجزم من از منیِ خویشتن — چہ نشینی پُر منی تو پیشِ من
میں اپنی خودی سے عاجز ہوں — تو خودی سے بھرا ہوا میرے سامنے کیوں بیٹھتا ہے؟

از منِ[3] و ما ہر کہ ایں در میزند — عاشقِ خویش ست بر لامی تند
جو خودی اور انانیت کیساتھ اس دروازہ کو کھٹکھٹاتا ہے — وہ اپنا عاشق ہے، انا کا چکر کاٹتا ہے

بے من و مائی ہمی جوئیم بجاں — تا شوم من گوئیِ آں خوش صولجاں
میں دل و جان سے بے خودی اور بے انانیت والے کو ڈھونڈتا ہوں — تاکہ میں اُس اچھے بلے کی گیند بن جاؤں

ہر کہ بے من شد ہمہ منہا خود اوست — یار جملہ شد چو خود رانیست دوست
جو بے خود ہو گیا، تمام خودیاں وہ خود ہے — وہ سب کا دوست بن گیا جبکہ اپنا دوست نہیں ہے

آئینہ بے نقش شد یا بد بہا — زانکہ شد حاکیِ جملہ نقشہا
وہ بے نقش کا آئینہ بن گیا، قیمت پائے گا — کیونکہ وہ تمام نقشوں کا مظہر بن گیا

---

[1] ہفتاد و دو۔ امت کے بہتر فرقے اسی وہم کی بنیاد پر بنجائینگے حدیث شریف ہے کہ میری امت بہتر، فرقوں میں بٹ جائیگی جن میں سے ایک نجات پائیگا اور وہ دوزخ ہوگا جو میری اور اصحاب کی سنت پر عمل کریگا یعنی اکہتر فرقے جہنمی ہونگے۔ مرد ایقاں۔ پہلے ایک قصہ گزرا ہے جسمیں بیان کیا گیا تھا کہ ایک صاحب کی ابرو کا بال مڑا ہوا تھا اور وہ آئی آنکھ کے سامنے آگیا تھا وہ چاند دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے تو انھوں نے اُس ابرو کے بال کو چاند سمجھ لیا اور کہنے لگے کہ چاند نظر آرہا ہے جس کی تصحیح حضرت مولوی نے کی۔ اور جب وہ مڑا ہوا بال ہٹا دیا گیا تو وہ چاند غائب ہو گیا۔ کہ تمہیں دنیا کے دو واقعات سے قطع نظر فرعون ہی کو دیکھو اُسنے وہم کی بنیاد پر کیا دعوی کر دیا۔

[2] جس کی زن یعنی وہ عورت جسکی بیوی زانیہ ہے وہ بیوی کو زانیہ نہیں سمجھتا ہے اور اگر سمجھتا بھی ہے تو اپنے آپ کو ذمہ دار نہیں سمجھتا یہ بھی سب وہم کی کارفرمائی ہو جو کہ انسان کیلئے اپنے وہم کا علاج بھی مشکل ہے تو دوسرے کے وہم کا کیا علاج کر سکتا ہے۔ عاجز ہو جبکہ انسان خود خودی میں مبتلا ہو تو دوسرے کی خودی کا علاج نہیں کر سکتا۔

[3] از منِ۔ جو انسان خودی میں مبتلا ہے وہ تو خود اپنا عاشق ہے اُس کو مقام فنا خاص نہیں ہو سکتا۔ تجھے من۔ ایسے شیخ کی تلاش کرنی ضروری ہے جو انانیت اور خودی کو فنا کر چکا ہو پھر اُس کی اطاعت ضروری ہے

ہر کہ۔ جو شخص خودی فنا کر دے اب اُس میں اپنی خودی نہیں ہے اُس میں مخلوق خدا کی خودی ہے اور وہ جملہ خلق اللہ کا دوست ہے۔ آئینہ۔ جب انسان کے دل میں خود اپنا نقش نہیں ہے تو اُس دل کی قدر و قیمت ہے اُس میں دوسروں کی تصویریں نمایاں ہو سکتی ہیں۔

حکایت[1] شیخ محمد سرزی غزنوی قدس اللہ روحہ العزیز

شیخ محمد سرزی غزنوی کی حکایت خدا اُن کی معزز روح کو پاک کرے

زاہدے در غزنی از دانش مَزی — بُد محمد نام و کنیت سرزی

غزنی میں ایک زاہد عقل سے پرورده — نام محمد اور کنیت سرزی تھی

بُود افطارش سرِ رز ہر شبے — ہفت سال اُو دائم اندر مطلبے

ہر شام کو اُن کا افطار انگور کی کونپل تھی — سات سال وہ ہمیشہ (حصول) مقصد میں تھے

بس عجائب دید از شاہِ وجود — لیک مقصودش جمالِ شاہ بُود

موجود کے شاہ کے انھوں نے بہت سے عجائب دیکھے — لیکن اُن کا مقصد شاہ کا جمال تھا

بر سرِ کہ رفت آں از خویش سیر[2] — گفت بنما یا فتادم من بزیر

وہ اپنے آپ سے بیزار ہو کر پہاڑ کی چوٹی پر گئے — عرض کیا دکھا دے، ورنہ میں نیچے کود دوں گا

گفت نامد نوبتِ آں مکرمت — ور فرو افتی نمیری نکشمت

فرمایا اُس اعزاز کا موقع نہیں آیا ہے — اگر تم نیچے گر گئے، نہ مرو گے میں تمھیں مار دوں گا

اُو فرو افگند خود را از وِداد — در میانِ عُمقِ آبے اُو فتاد

اُنھوں نے عشق میں اپنے آپ کو نیچے پھینک دیا — ایک پانی کی گہرائی میں جا پڑے

چوں نمرد از نکس آنجاں سیر مرد — از فراقِ مرگ بر خود نوحہ کرد

جب اوندھا گرنے سے نہ مرے وہ جان سے بیزار ہو گئے — اپنی موت کے فراق پر رونے لگے

کائیں[3] حیات اُو را چو مرگے مینمود — کارِ پیشش باز گونہ گشتہ بُود

کیونکہ یہ زندگی اُن کو موت کی طرح نظر آتی تھی — معاملہ اُن کے لئے اُلٹا ہو گیا تھا

موت را از غیب می کرد اُو گدے — اِنَّ فِی مَوْتِی حَیَاتِی میزدے

موت کی وہ غیب سے بھیک مانگتے تھے — بیشک میری موت میں میری زندگی ہو کا نعرہ مارتے تھے

موت را چوں زندگی قابل شدہ — با ہلاکِ جانِ خود یک دل شدہ

موت کو زندگی کی طرح قبول کرنے والے بن گئے تھے — اپنی جان کی ہلاکت پر مطمئن ہو گئے تھے

سیف و خنجر چوں علیؓ ریحانِ اُو — نرگس و نسریں عدوِ جانِ اُو

(حضرت) علیؓ کی طرح تلوار اور خنجر اُن کا ریحان تھا — نرگس اور نسرین اُن کے جان کے دشمن تھے

---

[1] حکایت۔ چونکہ پہلے ایسے شیخ کی صورت کا اظہار کیا تھا جس میں خودی اور انانیت نہ ہو اس کے مناسب محمد سرزی غزنوی کا ذکر کیا ہے جو اس صفت کے ساتھ موصوف تھے۔ سرزی۔ سر رز انگور کی بیل کی کونپل چونکہ یہ روزہ اسی سے افطار کرتے تھے اسلئے اُن کا لقب سرزی پڑ گیا تھا۔ غزنی غزنی کا رہنے والا غزنی اور غزنین بھی شہر ہے جس میں سلطان محمود غزنوی پیدا ہوئے تھے۔ مطلبے۔ یعنی وصول الی اللہ شاہِ وجود اللہ تعالیٰ۔ جمال یعنی اُن کا مقصد عجائب دیکھنا نہ تھا بلکہ دیدار خداوندی تھا۔

[2] خویش سیر۔ یعنی اُن کا بغیر دیدار خداوندی کے زندگی سے دل بھر گیا تھا اور زندہ رہنا نہ چاہتے تھے۔ گفت۔ دیدار جمال کی درخواست پر اُن کو جواب دا ابھی تمھیں وہ مقام حاصل نہیں ہے جس میں دیدار ہو سکے۔ ور۔ اگر تم چاہا ہے گر اگر بھی اپنے آپ کو ہلاک کرنے کی کوشش کرو گے تو تمھیں مرنے نہ دیا جائے گا اور گرنے سے تمھارا بدن شکستہ نہ ہوگا۔ در میان۔ دو پہاڑ کے درمیان۔ نکس۔ اوندھا۔ از فراق۔ چونکہ ان کا زندگی سے دل بھر چکا تھا اور اوندھا گرنے سے بھی نہ مرے تو رونے لگے

[3] کائیں۔ لوگوں کو زندگی عزیز ہے اُن کے لئے اُلٹی بات ہو گئی اُن کو اپنی موت پیاری تھی۔ موت۔ وہ موت کی تمنا کرتے تھے اسلئے کہ اُن کو یقین تھا کہ موت کے بعد دیدار جمال ہو جائے گا یک دل شدہ۔ یعنی وہ مطمئن تھے۔ چوں علی رضہ پہلے مولانا بیان کر چکے ہیں کہ حضرت علیؓ کے لئے اسباب موت دنیا کی لذتوں سے زیادہ پیارے تھے۔

بانگ[1] آمد روز صحرا سوئے شہر — بانگِ طرفہ از ورائے سرّ و جہر

آواز آئی، جنگل سے شہر کی جانب جاؤ — عجیب آواز، آہستہ اور زور کی آواز کے علاوہ

گفت اے دانائے رازم مُو بمُو — چہ کنم در شہر از خدمت بگو

عرض کیا، اے میرے تمام رازوں کے جاننے والے! — شہر میں کیا خدمت کروں؟ فرمایئے

گفت خدمت آنکہ بہر ذُلِّ نفس — خویشتن سازی تو چوں عباسِ دبس

فرمایا خدمت یہ ہے کہ نفس کو ذلیل کرنے کیلئے — تو اپنے آپ کو عباس دبس کی طرح بنا لے

مُدّتے از اغنیا زر می ستاں — پس بدرویشانِ مسکیں می رساں

ایک مدت تک، مالداروں سے روپے لے — پھر مسکین درویشوں کو پہنچا

خدمتت اینست تا یکچند گاہ — گفت[2] سمعاً طاعۃً اے جاں پناہ

ایک وقت تک تیری یہی خدمت ہے — عرض کیا، اے جاں پناہ! میں نے سنا، قبول کیا

بس سوال و بس جواب و ماجرا — بد میانِ زاہد و ربّ الوریٰ

بہت سے سوال، بہت سے جواب اور قصہ — زاہد اور مخلوق کے رب کے درمیان ہوا

کہ زمین و آسماں پُر نور شد — در مقالات آں ہمہ مذکور شد

کہ زمین اور آسمان نور سے بھر گئے — مقالات میں وہ سب مذکور ہیں

لیک کوتہ کردم آں گفتار را — تا نشوند ہر خسے اسرار را

لیکن میں نے وہ گفتگو مختصر کر دی — تاکہ ہر کمینہ اسرار کو نہ سنے

آمدن شیخ بعد از چندیں سال از بیاباں بشہر غزنین

شیخ کا بہت سے سالوں کے بعد جنگل سے غزنی میں آنا اور غیبی اشارے سے

و زنبیل[3] گردانیدن باشارتِ غیبی و تفرقہ کردن آنچہ

جھولی گھمانا اور جو کچھ جمع ہوتا اُس کو فقراء میں

جمع آمدہ بر فقراء

تقسیم کر دینا

ہر کرا جاں ز عزرائیل[4] ست — نامہ بر نامہ پیک بر پیک ست

جس شخص کی جان عزرائیل کی ملکیت و ولایت ہے — نامہ کیلئے خط پر خط اور قاصد پر قاصد ہے

چالیس روز گداگری کرنی پڑتی ہے۔ تفرقہ تقسیم۔ ہر کرا، یہ شعر الٰہی نامہ کا ہے۔

[1] بانگ۔ چونکہ خدا نے ذکر اس مرتبہ پر پہنچا تھا جس میں دیدار جمال ہو تو غیبی آواز نے ان کو ہدایت کی کہ وہ شہر میں جائیں زنبیل گردانی کریں اور بھیک مانگیں۔ گفت۔ ان بزرگ نے سوال کیا کہ شہر میں جا کر کیا کروں تو جواب ملا اپنے آپ کو عباس دبس بنا لو۔۔۔ عباس دبس۔ یہ ایک بھکاری تھا جو طرح طرح کے حیلوں سے گداگری کرتا تھا کبھی جمع کر کر لا دیتا تھا کبھی سنا دیتا تھا اور مختلف طریقوں سے بھیک مانگتا تھا جامع الحکایات میں اس کے قصے مذکور ہیں بعض لوگوں نے اس گداگر کا نام عباس دوس لکھا ہے اور کہا ہے کہ یہ دوس قبیلہ کا تھا۔

[2] گفت۔ ان بزرگ نے عرض کیا کہ اس حکم کو بجا لاؤں گا کہ تین سال بزرگ و اللہ تعالیٰ کی وہ باتیں ہوئیں جن سے آسمان اور زمین منور ہو گئے۔ مقالات یہ کتاب کا نام ہے جس میں شیخ محمد سمرقندی کے قصے مذکور ہیں بعض لوگوں نے اس کو مولانا رومؒ کی تصنیف قرار دیا ہے۔

[3] زنبیل گردانیدن۔ مجھے قرینہ میں معلوم ہوا تھا کہ مولوی فرقہ میں یہ ریاضت اب بھی باقی ہے ان کا شیخ کسی کو اپنے حلقہ میں جب داخل کرتا ہے تو مختلف ریاضتیں کراتا ہے اور اس میں یہ ریاضت بھی داخل ہے کہ اس مرید کو

رُو بشہر آورد آں فرماں پذیر — شہر غزنیں گشت از رُویش مُنیر
اُس حکم ماننے والے نے شہر کا رُخ کیا — غزنی شہر اُن کے چہرے سے منور ہو گیا

از فرحِ خلقے باستقبال رفت — اُو در آمد از رہِ دُزدیدہ تفت
مخلوق خوشی سے استقبال کیلئے روانہ ہوئی — وہ جلدی چور راستہ سے اندر آ گئے

جملہ اعیان و مہاں برخاستند — قصرہا از بہرِ اُو آراستند
سب بڑے اور سردار کھڑے ہو گئے — اُن کی وجہ سے مکانات کو آراستہ کیا

گفت من از خودنمائی نامدم — جز بخواری و گدائی نامدم
اُنھوں نے کہا میں خودنمائی کے لئے نہیں آیا ہوں — ذلت اور بھکاری پن کے سوا کے لئے نہیں آیا ہوں

نیستم در عزمِ قال و قیلِ من — در بدر گردم بکف زنبیلِ من
میں بات چیت کے ارادہ میں نہیں ہوں — میں ہاتھ میں جھولی لے کر دربدر گھوموں گا

بندہ فرمانم کہ امرست از خدا — کہ گدا باشم گدا باشم گدا
میں حکم کا غلام ہوں، کیونکہ خدا کا حکم ہے — میں بھکاری بنوں، میں بھکاری بنوں، بھکاری

در گدائی لفظ نادر نا ورم — جز طریقِ خس گدایاں نسپرم
میں بھکاری پن میں نیا لفظ نہ لاؤں گا — کمینہ فقیروں کے سوا طریقہ نہ اختیار کروں گا

تا شوم غرقِ مذلت من تمام — تا سقطہا بشنوم از خاص و عام
تاکہ میں پوری طرح ذلت میں ڈوب جاؤں — تاکہ خاص و عام سے بُرا بھلا سُنوں

امرِ حق جانست من آں را تبع — اُو طمع فرمود و ذُل مَن قنع
خدا کا حکم جان ہے، میں اُس کے تابع ہوں — اُس نے لالچ کا حکم دیا اور جس نے قناعت کی ذلیل ہوا

چوں طمع خواہد ز من سلطانِ دیں — خاک بر فرقِ قناعت بعد ازیں
جبکہ دین کا شاہ مجھ سے طمع چاہتا ہے — اِس کے بعد قناعت کے سر پر خاک

اُو مذلت خواست کے عزت تنم — اُو گدائی خواست کے میری کنم
اُس نے ذلت چاہی میں کب عزت کے درپے ہونگا؟ — اُس نے بھکاری پن چاہا، میں کب امیری کروں گا؟

بعد ازیں گدیہ و مذلت جانِ من — بیست عُباس اندر انبانِ من
اِس کے بعد بھیک اور ذلت میری جان ہے — میری جھولی میں بیس عُباس ہیں

شیخ برمیگشت و زنبیلے بدست — شئ للہ خواجہ توفیقیت ہست
شیخ گھومتے تھے اور جھولی ہاتھ میں — اے خواجہ! اگر تجھے کچھ توفیق ہے تو کوئی چیز خدا کے لئے دے

لہ رُو بشہر۔ اس بیس اشعار کے بعد محمود غزنوی غزنی میں پہنچے لوگوں نے انکے استقبال کے لئے شہر کو سجایا لیکن وہ بغیر اطلاع خفیہ راستے سے شہر میں داخل ہو گئے اور اپنے لئے اس اعزاز کو پسند نہ کیا۔

لہ گفت۔ خفیہ طور پر غزنی میں پہنچنے کے بعد اُنھوں نے لوگوں سے کہا میں غزنی میں خودنمائی کے لئے نہیں آیا ہوں میں تو اپنے آپ کو ذلیل کرنے اور بھیک مانگنے کے لئے آیا ہوں۔ زنبیل۔ کاسۂ گدائی، کشکول، تہ گدائی۔ بھیک بھی عام فقیروں کی طرح مانگوں گا تاکہ اچھی طرح ذلیل ہوں اور لوگوں سے بُرا بھلا سُنوں۔

لہ امرِ حق۔ خدا جب لالچ اور طمع کا حکم دے تو پھر قناعت ذلت ہے اور ذلت میں عزت ہے۔ اور ذلت جب خدا کسی سے ذلت کا طالب ہو تو طالب خدا عزت کو پسند نہیں کرتا ہے بیت۔ یعنی میں عُباس دلیس بھی بیس گنا بھکاری بنوں گا شئ للہ فقیروں کی صدا ہوتی ہے اگر توفیق ہے تو کچھ خدا کے لئے دو۔

بر تر از کرسی و عرش اسرار او — شَیْئًا لِلّٰہِ شَیْئًا لِلّٰہِ کارِ او

ان کے باطنی احوال کرسی و عرش سے برتر تھے — کچھ خدا کیلئے کچھ اُن کا کام تھا

انبیا ہر یک ہمیں فن میزنند — خلق مُفلِس گدیہ ایشاں میکنند

ہر ایک نبی اسی طرح نعرہ لگاتا ہے — مخلوق مفلس ہے، اُن سے بھیک مانگتے ہیں

اَقْرِضُوا اللّٰہَ اَقْرِضُوا اللّٰہَ میزنند — باز گوں بر اُنْصُرُوا اللّٰہَ می تنند

اللہ کو قرض دو، اللہ کو قرض دو، کہتے ہیں — اُلٹا اللہ کی مدد کرو، پر عمل کرتے ہیں

در بدر ایں شیخ می آرد نیاز — بر فلک صد در برائے شیخ باز

یہ شیخ در بدر عاجزی کرتے ہیں — شیخ کیلئے آسمان پر سینکڑوں دروازے کھلے ہوئے ہیں

آں گدائی کہ بجد میکرد او — بہر یزداں بود نے بہر گلو

وہ بھکاری پن جو وہ کوشش سے کر رہے تھے — خدا کے لئے تھا نہ کہ حلق کے لئے

ور بکردے نیز از بہر گلو — آں گلو از نورِ حق دارد غلو

اگر وہ حلق کے لئے بھی کرتے — وہ حلق خدا کے لئے نور سے پُر تھا

در حق او خورد نان و شہد و شیر — بہ ز چلہ و ز سہ روزہ صد فقیر

اُن کیلئے روٹی اور شہد اور دودھ کی خوراک — سینکڑوں فقیروں کے چلّہ اور سہ روزہ سے بہتر تھی

نور مینوشد مگو ناں می خورد — لالہ میکارد بصورت می چرد

نور پی رہے ہیں، حلق روٹی کھا رہا ہے — لالہ بو رہے ہیں بظاہر چر رہے ہیں

چوں شرارے کو خورد روغن شمع — نور افزاید ز خوردش بہر جمع

جیسا کہ وہ آگ جو شمع کا روغن کھا رہی ہے — اُس کے کھانے سے لوگوں کیلئے نور بڑھتا ہے

نان خورے را گفت حق لَا تُسْرِفُوا — نور خوردن را نگفت ست اِکْتَفُوا

اللہ (تعالیٰ) نے روٹی کھانیوالے کیلئے فرمایا اسراف نہ کر — نور کھانے کے لئے "بس کرو" نہیں فرمایا

ایں گلوئے ابتلا بُد ویں گلو — فارغ از اسراف و ایمن از غلو

یہ حلق آزمائش تھا اور یہ حلق — اسراف سے بے نیاز ہے اور غلو سے محفوظ ہے

امر و فرماں بود نے حرص و طمع — آنچناں جان حرص را نبود تبع

حکم اور فرمان تھا نہ کہ لالچ اور طمع — ایسی جان حرص کے تابع نہیں ہوتی ہے

اور جس قدر چاہیں کھائیں۔ ایں گلو۔ عام انسان کا حلق جس کے لئے ابتلا کا سبب ہے۔ اور شیخ کا کھانا پینا امر خداوندی سے حرص اور لالچ پر مبنی نہیں ہے۔

---

۱ بر تر شیخ کا مقام عرش و کرسی سے بلند تھا لیکن انھوں نے بھکاری پن اختیار کر لیا۔ انبیاء کا بھی طریق کار یہی ہے کہ باوجود ہر قسم کے غنیٰ کے مفلس مخلوق سے بھیک مانگتے ہیں۔ اَقْرِضُوا۔ انبیاء کہتے ہیں کہ خدا کو قرض دو اور اللہ کی مدد کرو حالانکہ مخلوق خود قرض اور مدد کی محتاج ہے۔ وقتیہ شیخ در بدر پھرتے تھے حالانکہ آسمان کے سینکڑوں دروازے اُن کے لئے کھلے ہوئے تھے۔

۲ آں گدائی شیخ کا یہ بھکاری پن اپنے لئے نہ تھا خدا کے حکم کے مطابق تھا۔ اور اگر وہ اپنے لئے بھی کرتے تو وہ اُس مقام پر پہنچ چکے تھے کہ اُن کا کھانا پینا اُن کے لئے نور بنا تھا اور اُن کے لئے دنیا کی نعمتیں دوسرے سالکوں کے مجاہدوں سے بہتر تھیں۔ سہ روزہ تین دن کا صومِ وصال۔ اور ایسے بزرگ کھانا کھاتے ہیں تو وہ نور بن جاتا ہے۔

۳ چوں۔ بزرگ کے لئے دنیا کی نعمتیں بھی دوسروں کے لئے باعث افادہ بنتی ہیں جس طرح آگ شمع بنتی کو کھاتی ہے تو دوسروں کو نور حاصل ہوتا ہے۔ نان خورے۔ جن کی غذائیں محض بدنی ہیں ان کے لئے قرآن کا حکم ہے خُذُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا۔ کھاؤ اور پیو لیکن حد سے تجاوز نہ کرو لیکن جن کی غذا نور بنتی ہے اُنکو اِکْتَفُوا یعنی کفایت کرنے کا حکم نہیں ہے وہ جو چاہیں

گر[1] بگوید کیمیا مس را بده — تو بمن خود را طمع نبود فره

اگر کیمیا تانبے سے کہے کہ دے — تو اپنے آپ کو مجھے (تو یہ) زیادتی اور لالچ نہ ہوگا

آں گدائی کہ بجد میکرد او — بود از آثار حکمتہائے ہو

وہ بھکاری پن جو وہ کوشش سے کر رہے تھے — وہ اللہ کی حکمتوں کا نتیجہ تھا

گنجہائے خاک تا ہفتم طبق — عرضہ کردہ بود پیش شیخ حق

زمین کے خزانے ساتویں طبقہ تک — اللہ (تعالیٰ) نے شیخ کے سامنے پیش کر دیئے تھے

شیخ گفتا خالقا من عاشقم — ور بجویم غیر تو من فاسقم

شیخ نے کہا اے خالق! میں تو عاشق ہوں — اگر میں تیرے غیر کی جستجو کروں تو میں فاسق ہوں

ہشت جنت گر در آرم در نظر — ور کنم خدمت من از خوف سقر

اگر میں آٹھوں جنتوں کو نظر میں لاؤں — اگر میں دوزخ کے ڈر سے عبادت کروں

مومنے باشم سلامت جوئے من — زانکہ ایں ہر دو بود حظ بدن

میں سلامتی کا طالب ہوں ایک مومن بنوں گا — کیونکہ یہ دونوں چیزیں بدن کا حصہ ہیں

عاشقے[2] کز عشق یزداں خورد قوت — صد بدن پیشش نیرزد تره توت

وہ عاشق جس نے خدا کے عشق کی روزی کمائی — اس کے آگے سینکڑوں بدن شہتوت کے پتے کی قیمت نہیں رکھتے

دیں بدن کہ دارد آں شیخ فطن — چیز دیگر گشت کم خواہش بدن

وہ سمجھدار شیخ جو یہ بدن رکھتے ہیں — وہ دوسری چیز بن گیا اس کو بدن نہ کہہ

عاشق عشق خدا و آنگاہ مزد — جبرئیل مؤتمن آنگاہ دزد

عشق خدا کا عاشق اور پھر مزدوری — امانتدار جبرئیلؑ اور پھر چور

عاشق[3] آں لیلی کور و کبود — ملک عالم پیش او یک تره بود

اندھی، نیلی، لیلیٰ کا عاشق — دنیا کی سلطنت اس کے سامنے ایک پتہ تھی

پیش او یکساں شدہ بد خاک و زر — زرچہ باشد کہ نہ بد جاں را خطر

اس کے لئے مٹی اور سونا یکساں ہو گیا تھا — سونا کیا ہوتا ہے، اس کو جان کا خطرہ نہ تھا

شیر و گرگ و دد از و واقف شدہ — ہمچو خویشاں گرد او گرد آمدہ

شیر اور بھیڑیا اور درندہ اس سے واقف ہو گیا تھا — اپنوں کی طرح اس کے چاروں طرف جمع ہو گئے تھے

سونے اور مٹی میں فرق نہ تھا نہ اس کو جان کا خطرہ تھا۔ شیر، بھیڑیے جنگلوں میں پھرتا تھا اور اس کے چاروں طرف ہر قسم کے درندے ہوتے تھے۔

---

[1] گر بگوید کیمیا گر کیمیا تانبے کو کہے کہ تو اس میں تانبے ہی کا فائدہ ہے۔ آں گدائی۔ شیخ جو بھیک مانگ رہے تھے اس میں خدائی حکمتیں پنہاں تھیں۔ گنجہائے۔ خدا نے شیخ کے سامنے زمین کے سارے خزانے پیش کر دیئے تھے، لیکن شیخ نے عرض کر دیا تھا کہ اگر میں زر کا طالب ہوں تو عاشق نہیں بلکہ فاسق ہوں۔ ہشت۔ اگر کوئی جنت کے شوق یا دوزخ کے ڈر سے عبادت کرتا ہے تو وہ مومن تو ہے عاشق نہیں ہے کیونکہ دوزخ اور جنت کا تعلق بدن سے ہے۔

[2] عاشقے۔ جس عاشق نے خدا کے عشق کی روزی کمائی اس کے لئے بدن ہیچ ہو جاتا ہے اور جنت و دوزخ متعلق بدن سے ہے لہٰذا وہ نہ جنت کی تمنا کرتا ہے اور نہ اس سے دوزخ کا خوف عبادت کراتا ہے۔ دیں بدن۔ شیخ کا بدن بدن تو تھا لیکن اس میں جسمانی صفات نہ تھے۔ عاشق۔ عشق مزدوری نہیں چاہتا ہے جنت اور دوزخ عبادت کی مزدوری ہے جس طرح جبرئیلؑ امین سے چوری کا تصور نہیں ہو سکتا اسی طرح عاشق سے مزدوری کی خواہش کا تصور غلط ہے۔

[3] عاشق۔ عاشق خدا تو بڑی چیز ہے لیلیٰ کے عاشق کے لئے بھی دنیا کی سلطنت ہیچ تھی مجنوں کے نزدیک

کایں[1] شُست از خُوئے حیواں پاک پاک — پُر ز عشق و لحم و شحمش زہرناک

کہ یہ حیوان کی خصلت سے بہت پاک ہوگیا ہے — عشق اور زہریلے گوشت اور چربی سے پُر ہے

زہرِ دَد باشد شکر ریزِ خرد — زانکہ نیک نیک باشد ضدِ بد

عقل کا شکر کا بھاور، درندہ کا زہر ہوتا ہے — کیونکہ اچھا نیک، بد کی ضد ہوتا ہے

لحمِ عاشق را نیارد خورد دَد — عشق معروفست پیشِ نیک و بد

درندہ! عاشق کا گوشت نہیں کھا سکتا — ہر نیک و بد کے لئے عشق پہچانی ہوئی چیز ہے

وَر خورد فی المثل دام و دَدش — لحمِ عاشق زہر گردد یکشدش

بالفرض اگر اس کو جانور اور درندہ کھالے — عاشق کا گوشت زہر بن جائے، اسکو ہلاک کردے

ہر چہ جُز عشق ست شُد ماکولِ عشق — دو جہاں یکدانہ پیشِ نولِ عشق

جو عشق کے سوا ہے، وہ عشق کی غذا ہے — عشق کی چونچ کے لئے دونوں جہاں ایک دانہ ہیں

دانہ مر مُرغ را ہرگز خورد — کاہداں[2] مر اسپ را ہرگز خرد

دانہ مُرغ کو کبھی کھاتا ہے! — آخور کبھی گھوڑے کو کھاتا ہے!

بندگی کُن تا شوی عاشق لَعَل — بندگی کسب ست آید در عمل

عبادت کر تاکہ تو شاید عاشق بن جائے — عبادت کسب ہے، عمل میں آجاتی ہے

بندہ آزادی طمع دارد ز جَد — عاشق آزادی نخواہد تا اَبد

بندہ قسمت سے آزادی کا لالچ رکھتا ہے — عاشق کبھی آزادی نہیں چاہتا

بندہ دائم خلعت و اِدرار جُوست — خلعتِ عاشق ہمہ دیدارِ اُوست

بندہ ہمیشہ خلعت اور انعام کا جویاں ہے — عاشق کی سب خلعت اُس کا دیدار ہے

در نگنجد[3] عشق در گفت و شنید — عشق دریائیست قعرش ناپدید

عشق کہنے اور سننے میں نہیں سماتا — عشق وہ دریا ہے جس کی گہرائی معلوم نہیں ہے

قطرہ ہائے بحر را نتواں شمرد — ہفت دریا پیشِ آں بحر ست خُرد

سمندر کے قطروں کو شمار نہیں کیا جا سکتا — اُس سمندر کے سامنے ساتوں دریا چھوٹے ہیں

ایں سخن پایاں ندارد اے فلاں — باز رو در قصۂ شیخِ زماں

اے فلاں! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے — شیخِ زمانہ کے قصہ کی طرف واپس چل

در معنیِ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ

اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا کے معنی

[1] کایں۔ مجنوں میں حیوانی صفات ختم ہوگئی تھیں اور ملکوتیت پیدا ہوگئی تھی اس کا گوشت و پوست عشق سے زہرناک ہوگیا تھا۔ زہر عشق عقل کے لئے شکر کا بھاور ہے اور دردوں کے لئے زہر۔ شکر ریز۔ وہ شکر جو دوا میں پر پھاور کی جاتی تھی۔ لحم العاشق۔ عاشق کا گوشت عشق سے زہریلا ہوجاتا ہے اگر درندہ اس کو کھالے تو مرجاتا ہے۔ ہر چیز عشق کی خوراک ہے۔ دو جہان اس کے لئے ایک دانہ ہے دانہ پرند کو نہیں کھاتا پرند دانہ کو کھاتا ہے۔

[2] کاہداں۔ گھوڑا آخور کی گھاس کھاتا ہے آخور گھوڑے کو نہیں کھاتا۔ بندگی۔ عبادت کسبی چیز ہے عمل میں آسکتی ہے عشق محض عطائے خداوندی ہے۔ بندہ۔ عبادتگزار آزادی چاہتا ہے، عاشق گرفتاری چاہتا ہے، عبادت گذار انعام کا خواہاں ہے عاشق صرف دیدار کا طالب ہے۔

[3] در نگنجد۔ عشق کی حقیقت ناقابلِ بیان ہے وہ دریائے بے پایاں کنار ہے۔ قطرہ سمندر کے قطرے شمار کرنا ممکن ہے دریائے عشق تو وہ دریا ہے کہ اسکے بالمقابل دنیا کے ساتوں سمندر ایک چھوٹا سمندر ہیں قرآن کی باتیں کس طرح بیان ہوسکتی ہیں۔ شیخِ زماں۔ شیخ محمد سرزری۔

شُدحُنیں[1] شیخے گدائے کُو بکُو — عِشق آمد لا اُبالی اِتَّقُوا

ایسے شیخ، گلی گلی کے بھکاری بن گئے — عشق، لاپروا ہے، بچو

عشق جوشد بحر را مانندِ دیگ — عشق ساید کوہ را مانندِ ریگ

عشق سمندر کو دیگ کی طرح کھولا دیتا ہے — عشق پہاڑ کو ریت کی طرح پیس دیتا ہے

عشق بشگافد فلک را صد شگاف — عشق زمین کو آسانی سے لرزا دیتا ہے

عشق آسمان میں سو شگاف ڈال دیتا ہے

عشق زمین کو لرزا دیتا ہے

با محمدؐ[2] بُود عشقِ پاک جُفت — بہرِ عشقِ اُو را خدا لولاک گفت

پاک عشق محمدؐ کا ساتھی تھا — عشق کی وجہ سے خدا نے آپ کے بارے میں لولاک فرمایا

مُنتہی در عشق چوں اُو بُود فرد — پس مر اُو را از انبیا تخصیص کرد

عشق میں چونکہ وہ منتہی اور یکتا تھے — تو انبیاء میں سے اُن کو مخصوص کر لیا

گر نبُودے بہرِ عشقِ پاک را — کے وجودے دادمے افلاک را

اگر آپ پاک عشق کے لئے نہ ہوتے — تو میں آسمانوں کو وجود کب عطا کرتا؟

مَن بداں افراشتم چرخِ سَنی — تا عُلُوِ عشق را فہمی کُنی

میں نے اونچے آسمان کو اسی لئے بلند کیا — تاکہ آپ عشق کی بلندیوں کو سمجھ لیں

مَنفعتہائی دگر آید ز چرخ — آں چو بیضہ تابع آید ایں چو فرخ

آسمان کے دوسرے فوائد (بھی) ہیں — وہ انڈے کی طرح تابع ہیں یہ مرغی کے بچے کی طرح ہے

خاک[3] را مَن خار کردم یکسری — تا ز ذُلِّ عاشقاں بوئی بَری

میں نے مٹی کو بالکل مٹی بنایا — تاکہ آپ عاشقوں کی ذلت کا پتہ لگالیں

خاک را دادیم سبزی و نَوی — تا ز تبدیلِ فقیر آگہ شوی

مٹی کو ہم نے تازگی اور سبزی بخشی — تاکہ آپ فقیر کی تبدیلی سے آگاہ ہو جائیں!

با تو گویند ایں جبالِ راسیات — وصفِ حالِ عاشقاں اندر ثبات

یہ جمے ہوئے پہاڑ آپ کو بتاتے ہیں — عاشقوں کی حالت جماؤ میں

گرچہ آں معنیست ایں نقش اے پسر — تا بفہمِ تو کُند نزدیک تر

اے بیٹا! اگرچہ وہ معنی ہیں اور یہ صورت ہے — تاکہ (یہ تشبیہ) تیری سمجھ کے زیادہ قریب کر دے

---

[1] حُنیں۔ اس قدر بزرگ شیخ اور عشق اُس سے گداگری کرا رہا ہے عشق لاابالی جو چاہے کرا تا ہے اُس سے ڈرتے رہو۔ عشق عشق کے کارنامے یہ ہیں کہ وہ سمندر کو دیگ کی طرح اُبال دیتا ہے پہاڑ کو ریت کی طرح پیس دیتا ہے عشق آسمان میں شگاف کر دیتا ہے زمین کو لرزا دیتا ہے۔

[2] با محمدؐ۔ عشق کی عظمت یہ بھی ہے کہ وہ آنحضورؐ کو لگا تو خدا نے اُنکے بارے میں فرمایا کہ اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو نہ پیدا کرتا۔ منتہی۔ اور انبیاء میں بھی عشق تھا لیکن آنحضورؐ میں بدرجۂ اکمل تھا۔ مَن بداں۔ آسمان کی بلندی عشق کی بلندی سمجھانے کے لئے ہے۔۔ مَنفعتہائی۔ آسمان کی بلندی میں اصل منفعت یہی ہے منفعتوں کی مثال انڈے کی اور اس منفعت کی مثال چوزے کی سی ہے، چوزا اصل ہے۔

[3] خاک۔ زمین اور مٹی پیدا کرنے کی منفعت یہ ہے کہ عاشقوں کی ذلت کو اس سے سمجھ لو۔ خاک زمین خشک ہوتی ہے پھر اس میں سبزہ زار اُگ جاتا ہے اس سے عاشقوں کی تبدیلی کو سمجھ لو۔ باتو۔ پہاڑوں کا جماؤ عاشقوں کا جماؤ سمجھنے کے لئے ہے۔ گرچہ۔ عشق ایک معنوی چیز ہے اور اُس کی صفات کی ان چیزوں سے تشبیہ محض سمجھانے کے لئے ہے۔

غصّہ[1] را با خار تشبیہے کُنند — آں نباشد لیک تنبیہے کُنند

غصّہ کو کانٹے سے تشبیہ دیتے ہیں — وہ وہ نہیں ہوتا لیکن تنبیہ کرتے ہیں

آں دلِ قاسی کہ سنگیں خوانند — نامناسب بُد مثالے راندند

وہ سخت دل جس کو پتھر کا کہتے ہیں — مناسب نہیں ہے، ایک مثال دیتے ہیں

در تصوّر در نیاید عینِ آں — عیب بر تصویر نہ نقشش مداں

اگر وہ بعینہٖ تصور میں نہ آئے — اس مثال پر عیب نہ لگاؤ، اس کا انکار نہ کرو

رفتنِ[2] شیخ در خانۂ امیرے بہرِ گدیہ روزے چہار بار بزنبیل

شیخ کا ایک امیر کے گھر پر بھیک اشارے سے چار مرتبہ مع زنبیل کے بھیک

باشارتِ غیب و عتاب کردنِ امیر اُو را بداں وقاحت

مانگنے جانا اور امیر کا اُن پر اِس بے شرمی کے لئے ناراض ہونا اور

و عُذر گفتنِ اُو امیر را

اُن کا امیر سے معذرت کرنا

شیخ روزے چار کرّت چوں فقیر — بہرِ گدیہ رفت در قصرِ امیر

شیخ ایک دن میں فقیر کی طرح چار مرتبہ — بھیک لینے امیر کے محل میں گئے

در کفش زنبیل و شئی للہ زناں — خالقِ جاں می بجوید تا ئے ناں

انکے ہاتھ میں زنبیل اور کچھ اللہ کیلئے، کا نعرہ لگاتے ہوئے — جان کا پیدا کرنے والا، ایک روٹی مانگتا ہے

نعلہائے[3] باژگونہ است اے پسر — عقلِ کُلّی را کُند ہم خیرہ سر

اے بیٹا! اُلٹی نعل بندیاں ہیں — جو عقلِ عقل کو بھی حیران کر دیتی ہیں

چوں امیرش دید گفتش اے وقیح — گویمت چیزے مَنِہ نامم شحیح

جب امیر نے انکو دیکھا اُنسے کہا، اے بے شرم — میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں امیر نام بخیل نہ رکھ

اے خسِ بے شرم چندیں جست و جوئے — تا کے و تا چند بہر رزقِ دو توئے

اے کمینہ بے شرم! اتنی بھاگ دوڑ — کب تک اور کتنی دو گنے رزق کے لئے؟

ایں چہ سغری و چہ رُویست و چہ کار — کہ بروزے اندر آئی چار بار

یہ کیا ڈھٹائی اور کیا منہ اور کیا کام ہے؟ — کہ تو ایک دن میں چار بار آتا ہے

کیست اینجا شیخ اندر بندِ تو — مَن ندیدم نرگدا مانندِ تو

بڈھے! یہاں تیری قید میں کون ہے؟ — میں نے تجھ جیسا بُرا فقیر نہیں دیکھا

---

[1] غصّہ۔ انسان کا غصّہ ایک معنوی چیز ہے لیکن اس کو کانٹے سے تشبیہ دی جاتی ہے دلِ قاسی سخت دل کو پتھر سے تشبیہ دی جاتی ہے، اگر مشبہ سے مشبہ بہ اسمیں نہ آئے تو یہ تشبیہ کا نقصان ہے اس سے مشبہ کا انکار نہ کرنا چاہئے

[2] رفتنِ شیخ اشارہ ہے ایک امیر کے گھر پر چار مرتبہ بھیک مانگنے گئے جس پر اس امیر نے اُن کو بُرا بھلا کہا کرّت۔ مرتبہ۔ شئی۔ مال۔ در کفش۔ اُن کے ہاتھ میں زنبیل تھی اور وہ شیخ اللہ کی صلاحکار ہے تھے اللہ کہہ رہے تھے کہ اللہ تعالےٰ ایک عدد روٹی مانگتا ہے۔

[3] نعلہا۔ یہ عجب اُلٹے معاملے ہیں خدا خود غنی اور شیخ مستغنی اور مخلوق محتاج لیکن اللہ کا حکم ہوا کہ شیخ ان محتاجوں سے روٹی مانگیں۔ وقیح۔ بے شرم۔ منہ۔ میں نے کہا کہ مجھے نہیں کہتا مجھ کو یہ باتیں کہنی پڑ رہی ہیں۔۔۔ اے خس۔ اس امیر نے شیخ کو کہا کہ اپنے روٹی کیلئے بار بار اس قدر تگ و دو کیوں ہے۔۔ سغری۔ سخت رُوئی ہے یعنی بڑی قوی یہاں کوئی تیرا نوکر غلام ہے جو بار بار تیری خدمت کرے۔ نرگدا۔ بُرا بھکاری۔

حُرمت و آبِ گدایاں بُردہ — ایں چہ عَبّاسیِ زشت آوردہ
تُو نے فقیروں کی عزت اور آبرو برباد کر دی — یہ کیا بُری عباسیت تو نے اختیار کی

غاشیہ بردوشِ تو عَبّاس و بس — ہیچ مُلحِد را مبادا ایں نفسِ نحس
عباس و بس تو تیرا غلام ہے — یہ منحوس نفس کسی بے دین کا نہ ہو

گفت امیرا بندہ فرمانم خموش — زاتشم آگہ نہ چندیں مجوش
اُنھوں نے کہا اے امیر! میں حکم کا غلام ہوں چُپ رہ — تو میری آگ سے آگاہ نہیں ہے اِسقدر جوش میں نہ آ

بہرِ ناں در خویش حرص ار دیدمے — اشکمِ نانخوارہ را بدریدمے
اگر میں اپنے اندر روٹی کی حرص دیکھتا — روٹی کھانے والے پیٹ کو پھاڑ ڈالتا

ہفت سال از سوزِ عشقِ جسم پز — در بیاباں خوردہ ام من برگِ رز
جسم کو پکا دینے والی عشق کی گرمی سے سات سال — میں نے جنگل میں انگور کے پتے کھائے ہیں

تازہ برگِ خُشک و تازہ خوردنم — سبز گشتہ بُود ایں رنگِ تنم
یہاں تک کہ خشک اور تر پتے کھانے سے — میرے جسم کا یہ رنگ سبز ہو گیا

تا تو باشی در حجابِ بُوالبشر — سرسری در عاشقاں مکتر نگر
جب تک تو آدمیت کے پردے میں ہے — عاشقوں کو سرسری نظر سے نہ دیکھ

زیرکاں کہ مو بہا بشگافتند — علمِ ہیئت را بجاں دریافتند
ذہین لوگ جنھوں نے موشگافیاں کی ہیں — اُنھوں نے علمِ ہیئت کو (دل و) جان سے دریافت کر لیا

علمِ نیرنجات و سحر و فلسفہ — گرچہ نشناسند حق المعرفہ
شعبدوں اور جادو اور فلسفہ کا علم — اگرچہ پورے طور پر وہ نہ جان سکے

لیک کوشیدند تا امکانِ خود — برگذشتند از ہمہ اقرانِ خود
لیکن اپنے مقدور بھر اُنھوں نے کوشش کی — اپنے تمام ساتھیوں سے آگے بڑھ گئے

عشق غیرت کرد و زایشاں در کشید — شد چنیں خورشید زایشاں ناپدید
عشق نے غیرت کی اور اُن سے جُدا رہا — ایسا سورج اُن سے پوشیدہ ہو گیا

نورِ چشمے کہ بروز اِستارہ دید — آفتابے چوں ازو رُو در کشید
آنکھ کی وہ روشنی جس نے دن میں ستارہ دیکھ لیا — ایسا سورج اُس سے کیوں چُھپ گیا؟

زیں گذر کُن پندِ من بپذیر ایں — عاشقاں را تو بچشمِ عشق بیں
اِس کو چھوڑ، ہاں میری نصیحت مان لے — تو عاشقوں کو عشق کی نظر سے دیکھ

لہ عباسی۔ عباس و بس مشہور بھکاری تھے۔ اسلئے عباسی کے معنی بھکاری پن ہو گئے۔ غاشیہ گھوڑے کی زین کا نمدہ۔ غاشیہ بردوش یعنی خادم۔ ملحد۔ بددین۔ گفت شیخ نے فرمایا میں یہ بھیک اللہ کے حکم سے مانگتا ہوں میرے دل میں عشق کی آگ لگی ہے۔ بہرِ ناں۔ اگر میں اپنے اندر روٹی کی حرص دیکھوں تو اپنا پیٹ پھاڑ دوں۔ ہفت سال میں نے سات سال تک جنگل میں انگور کے پتوں پر گزارہ کیا ہے

لہ تازہ برگ۔ یعنی سبز پتے کھانے سے بدن کا رنگ سبز ہو گیا یا بدن میں خوشحالی ہو گئی۔ ابوالبشر۔ حضرت آدم یہاں مطلقاً انسان مراد ہے۔ زیرکاں۔ ذہین لوگ جو بال کی کھال نکالتے ہیں اُنھوں نے بہت سے دنیوی علم حاصل کئے لیکن اُنکو عشق کا علم حاصل نہ ہو سکا۔

لہ نیرنجات۔ شعبدے۔ اقران۔ ساتھی۔ عشق عشق کی غیرت کا تقاضہ ہوا اور اُن کی آنکھوں سے پوشیدہ رہا۔ تو پہلے حیرت یہ ہے کہ یہ لوگ بڑے باریک بین تھے لیکن اُنکو عشق نظر نہ آیا۔ زیں یعنی ملاست۔

وقتِ[1] نازک گشتہ جاں در صد — با تو نتواں گفت ایں دم عذرِ خود

وقت نازک ہو گیا اور جان اضطرار میں ہے — اس وقت تجھ سے اپنا عذر نہیں بیان کیا جا سکتا

فہم کن موقوف آں گفتن مباش — سینہائے عاشقاں را کم خراش

سمجھ، سمجھنے پر موقوف نہ رہ — عاشقوں کے سینے کو زخمی نہ کر

نے گمانے بردۂ تو زیں نشاط — حزم را مگذار و میکن احتیاط

نہیں، تو نے عیش و عشرت میں بدگمانی کی ہے — پختہ کاری کو نہ چھوڑ اور احتیاط کر

واجب[2] ست و جائز ست و مستحیل — ایں وسط را گیر در حزم اے دخیل

فرض ہے اور جائز ہے اور حرام ہے — اے دوست! احتیاط میں تو اس درمیانہ کو اختیار کر

گریاں شدنِ امیر از نصیحتِ شیخ و عکسِ صدق او و ایثار

شیخ کی نصیحت اور اُن کی سچائی کے پرتو سے امیر کا رو پڑنا اور جرأت

کردنِ مخزن بعد ازاں جرأت و گستاخی و استعصامِ شیخ

اور گستاخی کے بعد خزانہ پیش کر دینا اور شیخ کا بچنا اور شیخ کا

و قبول ناکردنِ شیخ و گفتن کہ من بے اشارت نیارم

قبول نہ کرنا اور فرمانا کہ میں بغیر اشارے خرچ نہیں کر سکتا ہوں

تصرّف کردن کہ بے امرِ غیب نستانم

کیونکہ میں بغیر غیبی حکم کے نہیں لے سکتا ہوں

ایں[3] بگفت و گریہ در شد ہائے ہائے — اشک غلطاں بر رخ او جائے جائے

یہ فرما کر اور ہائے ہائے کر کے رونے لگے — جگہ جگہ اُن کے چہرے پر آنسو بہہ رہے تھے

صدقِ او ہم بر ضمیرِ میر زد — عشق ہر دم طرفہ دیگے میپزد

اُن کی سچائی نے امیر کے دل پر بھی اثر کیا — عشق ہر وقت ایک عجیب دیگ پکاتا ہے

صدقِ عاشق بر جمادے می تند — چہ عجب گر بر دلِ دانا زند

عاشق کی سچائی، پتھر پر اثر کرتی ہے — کیا تعجب ہے اگر عقلمند کے دل پر اثر کرے

صدقِ موسیٰ بر عصا و کوہ زد — بلکہ بر دریائے پُر اشکوہ زد

حضرت موسیٰ کی سچائی نے لاٹھی اور پہاڑ پر اثر کیا — بلکہ ہیبتناک دریا پر اثر کیا

صدقِ احمدؐ بر جمالِ ماہ زد — بلکہ بر خورشید رخشاں راہ زد

حضرت احمدؐ کی سچائی نے چاند کے حسن کو متاثر کیا — بلکہ روشن سورج کا راستہ روک دیا

---

[1] وقتِ نازک: شیخ نے امیر سے کہا میں اپنے عشق کی پوری کیفیت بیان نہیں کر سکتا۔ تجھ کو کیا سمجھ لے یہ بھلا دیں یہ مجھ سے عشق کرام ہے لے گئے۔ تو نے اپنی عیش و عشرت کی زندگی کی وجہ سے مجھ پر بدگمانی کی ہے تجھے اس میں احتیاط برتنی چاہیئے۔

[2] واجب: حزم احتیاط کے مختلف رتبے ہیں ایک فرض ہے مثلاً اگر کوئی فاسق اور کاذب خبر دے تو احتیاط فرض ہے اگر کوئی نیک آدمی خبر دے تو احتیاط جائز ہے، اگر خدا اور رسول کوئی خبر دے تو اس میں احتیاط برتنا حرام ہے۔ مستحیل: ناممکن یعنی حرام۔ دخیل یعنی دوست۔ مخزن: خزانہ۔ تصرف: خرچ کرنا۔

[3] ایں بگفت: شیخ نے امیر کو نصیحت کی اور پھر زار زار رونے لگے صدق او: اُن کی سچائی نے امیر پر اثر کیا۔ صدقِ عاشق: عاشق کی سچائی غیر جاندار کو بھی متاثر کر دیتی ہے امیر تو پھر جاندار تھا۔ صدقِ موسیٰ: حضرت موسیٰ کی سچائی نے لاٹھی اور پہاڑ کو متاثر کر دیا لاٹھی اژدھا بنی کوہ طور میں زلزلہ آگیا۔ بلکہ سمندر دریا میں نے راستہ دے دیا۔ صدقِ احمدؐ: حضورؐ کی سچائی سے شق القمر ہوا اور سورج واپس ہو گیا۔

رُو بُرو آوردہ ہر دو در نفیر — گشتہ گریاں ہم امیر و ہم فقیر
آمنے سامنے دونوں رو لے (اور) فریاد کرنے لگے — امیر اور فقیر بھی رو پڑا

ساعتے بسیار چوں بگریستند — گفت میر اُو را کہ خیز اے ارجمند
جب بہت دیر تک روئے — امیر نے اُن سے کہا، اے اقبالمند! اٹھو

ہر چہ خواہی از خزانہ برگزیں — گرچہ استحقاق داری صد چنیں
جو چاہو خزانے سے لے لو — اگرچہ ایسے نثر گنے کے مستحق ہو

خانۂ آنِ تست ہر چت میل ہست — برگزیں خود ہر دو عالم اندکست
آپ کا گھر ہے، جو آپ کی خواہش ہے — خود پسند کر لیجئے، دونوں جہان تھوڑے ہیں

گفت دستوری ندادندم چنیں — کہ بدستِ خویش چیزے برگزیں
فرمایا، اُنھوں نے ایسی اجازت نہیں دی ہے — کہ اپنے ہاتھ سے کوئی چیز لے لینا

من ز خود نتوانم ایں کردن فضول — کہ کنم من ایں دخیلانہ دخول
میں یہ بیہودہ بات اپنی جانب سے نہیں کر سکتا — کہ میں دوستانہ دخل دوں

ایں بہانہ کرد و مُہرہ در ربود — مانعِ آں بدکاں عطا صادق نبود
یہ بہانہ کیا اور وہ بازی جیت گئے — مانع یہ تھا کہ وہ بخشش پُرخلوص نہ تھی

گرچہ صادق بود بے غل بود و خشم — شیخ را ہر صدق می ناید بچشم
اگرچہ وہ سچا، بے کھوٹ اور بغیر غصہ کے تھا — (لیکن) ہر سچ شیخ کی نظر میں نہیں آتا

گفت فرمانم چنیں داد ست آلہ — کہ گدایانہ برو نانے بخواہ
فرمایا، مجھے خدا نے یہی حکم دیا ہے — کہ فقیرانہ جا، روٹی مانگ

ما گدایانہ ازاں درخواستیم — ورنہ از اموال بے پروا ستیم
ہم نے اس وجہ سے فقیروں کی طرح درخواست کی — ورنہ ہم مالوں سے بے پروا ہیں

اشارت آمدن از غیب شیخ کہ ایں دو سال بفرمان مابستدی و بدادی بعد ازیں بدہ و مستاں دست در زیر حصیر میکن کہ آنرا چوں انبان ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

شیخ کو غیب سے اشارہ ہوتا کہ ہمارے حکم کے مطابق ان دو سال میں تم نے لیا اور دیا اس کے بعد دو اور لو نہیں، بوریے کے نیچے ہاتھ ڈالو کیونکہ ہم نے اس کو تمہارے لئے (حضرت) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے

ملہ رُو بُرو: اب شیخ بھی رو رہے تھے اور امیر بھی رو رہا تھا سامنے۔ جب بہت دیر تک رونے والے چپکے تو امیر نے شیخ سے کہا کہ اگرچہ آپ یہ سے خزانے سے بھی نثر گنے کے مستحق ہیں لیکن بہرحال یہ اختیار حاضر ہے انھیں سے جو چاہیں لے لیں۔ تکلف۔ امیر نے کہا امیر کے گھر کو اپنا گھر سمجھیں جو چاہے لیں آپ لیجئے تو دونوں جہان حقیر ہیں۔ گفت: شیخ نے فرمایا مجھے خدا کا یہ حکم نہیں ہے کہ میں اپنے ہاتھ سے خود لوں۔ دخیلانہ۔ دوستانہ۔

ملہ ایں بہانہ: شیخ نے یہ بہانہ کیا شیخ کو دراصل لینا ہی منظور نہ تھا اسلئے کہ اب امیر کی عطا لوٹ کے لئے تھی بلکہ شیخ کی عظمت کی وجہ سے شیخ کیلئے تھی مُہرہ: دراصل یعنی دو شطرنجی چال چلے جس سے مخالف مات کھا جائے۔ گرچہ: امیر اگرچہ اپنے خیال میں سچا تھا لیکن شیخ نے اس سچائی کو پسند نہیں کیا اسلئے کہ انھیں خیراتی کی بو آئی۔ ما گدایانہ: شیخ نے کہا ہم تو خدا کے حکم سے صرف بھیک مانگنے میں درہم مالوں سے بے نیاز ہیں۔

ملہ دہ بدادی: دو سال بھیک منگوانے کے بعد شیخ کو حکم ہوا کہ اب تو تم لینگے اور فقیروں کو دیا اب بغیر لئے فقیروں کو دو بوریے کے نیچے ہاتھ ڈال کر نکال لیا کرو اور بانٹ دیا کرو۔ انبان: تھیلا۔ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت نے حضرت ابو ہریرہ کو ایک تھیلا عنایت فرما دیا تھا وہ انھیں سے بے حساب کھاتے اور خرچ کرتے رہتے تھے وہ تھیلا انکے حضرت

کردیم درحقِ تو ہرچہ خواہی بیابی تا یقین شود عالمیاں را کہ

تمہیں کی طرح کر دیا ہے، تم جو چاہو گے لے لوگے تاکہ دنیا والوں کو یقین آجائے کہ ہیں

ورائے ایں عالم عالمے ست[1] کہ خاک بکف گیری زر شود و

عالم کے علاوہ کوئی عالم ہے جس میں تم مٹی ہاتھ میں لو تو سونا ہو جاتے اور

مُردہ درو آید زندہ شود و نحسِ اکبر درو آید سعدِ اکبر شود و کفر

مُردہ اُس میں آجائے تو زندہ ہو جائے نحسِ اکبر اُس میں آئے تو سعدِ اکبر بن جائے کفر

درو آید ایمان شود و زہر درو آید تریاق شود نہ داخلِ ایں

اُس میں آئے تو ایمان بن جائے زہر اُس میں آئے تو تریاق بن جائے وہ نہ ہیں عالم میں

عالم است نہ خارجِ ایں عالم نہ فوق نہ تحت نہ متصل

داخل ہے نہ ہیں عالم سے خارج نہ اوپر نہ نیچے نہ ملا ہوا نہ جُدا

نہ منفصل بیچوں و بیچگونہ — ہر دم ازو ہزار اثر و نمونہ

بے مثال اور بے کیف ہے ہر وقت اُس سے ہزاروں اثر اور نمونے

ظاہر میشود چنانکہ صنعتِ دست با صورتِ دست و غمزہ

ظاہر ہوتے رہتے ہیں جیسی کہ ہاتھ کی دستکاری، ہاتھ کی صورت کے ساتھ اور آنکھ

چشم با صورتِ چشم و فصاحتِ زبان با صورتِ زبان نہ

کی ادا، آنکھ کی صورت کے ساتھ اور زبان کی فصاحت، زبان کی صورت کے ساتھ نہ

داخل ست نہ خارج نہ متصل و نہ منفصل والعاقل تکفیہ الاشارۃ

داخل ہے نہ خارج ہے نہ متصل ہے نہ جُدا ہے اور عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے

تا دو سال[2] ایں کار کرد آں مردِ کار — بعد ازاں امر آمدش از کردگار

اُن کارگزار نے دو سال تک یہ کام کیا اُس کے بعد اُن کو خدا کا حکم پہنچا

بعد ازیں می دہ ولے از کس مخواہ — ما بدادیمت ز غیب ایں دستگاہ

اس کے بعد دے، لیکن کسی سے نہ مانگ ہم نے تجھے غیب سے یہ قدرت دیدی ہے

ہر کہ خواہد از تو از یک تا ہزار[3] — دست در زیرِ حصیرے کن برآر

جو تجھ سے ایک سے ہزار تک مانگے بوریئے کے نیچے ہاتھ ڈال، نکال لے

ہیں ز گنجِ رحمتِ بے مر بدہ — در کفِ تو خاک گردد زر بدہ

رحمت کے بے حساب خزانے سے دے تیرے ہاتھ میں مٹی سونا بن جائیگی، دے

---

[1] عالمے ست۔ عالمِ اسباب کے علاوہ ایک دوسرا عالم ہے جہاں اشیاء کا وجود بغیر کسی سببِ عادی کے ہو جاتا ہے اور اُس کا ظہور اِس عالم میں ہو جاتا ہے معجزوں کا تعلق اُس عالم سے ہے اور اِس عالم میں بھی اس کا ظہور ہو جاتا ہے۔ نحسِ اکبر، زحل ستارہ اس کے اثرات منحوس مانے گئے ہیں۔ سعدِ اکبر، مشتری ستارہ، اس کے اثرات اچھے مانے گئے ہیں۔

[2] تا دو سال۔ دو سال تک شیخ محمد سرزنی کا یہ طریقہ کار رہا کہ وہ بھیک مانگتے تھے اور اُس کو غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ بعد ازیں دو سال بعد اُن کو حکم ہوا کہ اب تم لوگوں سے نہ مانگو ہم تمہیں خود دیں گے تم ضرورتمندوں میں وہ تقسیم کر دیا کرو۔

[3] ہر کہ۔ اللہ تعالیٰ نے شیخ سے فرمایا کہ تم اپنے بوریے کے نیچے سے جو چاہو اور جس قدر چاہو نکال کر تقسیم کر دیا کرو۔ در کفِ تو۔ تم مٹی ہاتھ میں لوگے تو سونا بن جائیگی۔

هر چه خواهندت بده مندیش از آں — دادِ یزداں را تو بیش از بیش داں

جو تجھ سے مانگیں دے، اُس کی فکر نہ کر — تو خدا کی عطا کو بیش از بیش سمجھ

در عطائے ما نہ تخسیر[1] و نہ کم — نے پشیمانی نہ حسرت زیں کرم

ہماری عطا میں نہ ٹوٹا ہے اور نہ کمی — اِس عطا میں نہ شرمندگی ہے، نہ حسرت

دست زیرِ بوریا کن اے سند — از برائے رُوئے پوشِ چشمِ بد

اے معتمد! بوریے کے نیچے ہاتھ کر — بُری نظر سے پردے کے لئے

پس ز زیرِ بوریا پُر کن تو مُشت — دہ بدستِ سائلِ بشکستہ پُشت

پھر تو بوریے کے نیچے سے مٹھی بھر لے — کمر ٹوٹے ہوئے مانگنے والے کے ہاتھ میں دے دے

بعد ازیں از اجرِ نامنون بدہ — ہر کہ خواہد گو ھر مکنوں بدہ

اِس کے بعد ختم نہ ہونے والا اجر دے — جو چاہے اُس کو اچھوتا موتی دے

رو، یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ تو باش — ہمچو دستِ حق گزافہ رزق پاش

جا، اِن کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ بن — اللہ کے ہاتھ کی طرح مفت رزق بانٹ

وامِ[2] داراں را ز عہدہ وارہاں — ہمچو باراں سبز کُن فرشِ جہاں

قرض داروں کو ذمہ داری سے چھڑا — دنیا کی زمین کو بارش کی طرح سبز کر دے

بُود یک سالِ دگر کارش ہمیں — کہ بدادے زرِ زکیسہ ربِّ دیں

ایک سال اور اُن کا یہی کام رہا — دین کے رب کی تھیلی میں سے سونا بانٹتے

زرِ شدے خاکِ سیہ اندر کفش — حاتمِ طائی گدائے در صفش

کالی مٹی اُن کے ہاتھ میں سونا بن جاتی — حاتم طائی اُنہیں (جھک مانگنے والوں کی) صف میں تھا

دانستنِ[3] شیخ ضمیرِ سائل را بے گفتن و دانستن قدرِ وام و امداراں بے گفتنِ ایشان و گفتن کہ نشان ایں باشد کہ اُخْرُجْ بِصِفَاتِی اِلَی الْخَلْقِ فَمَنْ رَاٰکَ فَقَدْ رَاٰنِیْ

بغیر کہے شیخ کا سائل کے دل کی بات جان لینا اور اُنکے کہے بغیر قرض خواہوں اور قرض کی مقدار کو جان لینا اور کہنا کہ علامت یہ ہوتی ہے کہ میری مخلوق کی جانب سیری صفات کے ساتھ نکل جس نے تجھے دیکھا اُس نے مجھے دیکھا

حاجتِ خود گر نگفتے آں فقیر — اُو بدادے و بدانستے ضمیر

اگر فقیر اپنی ضرورت نہ بتاتا — وہ دے دیتے اور دل جان جاتا

[1] تخسیر: ٹوٹنا۔ دست بردے کے نیچے ہاتھ ڈالنے کا حکم محض نظرِ بد سے بچانے کے لئے ہے۔ نامنون: جو منقطع نہ ہو۔ مکنوں: چھپا ہوا۔ تو اب تیرا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے جو مفت عطایا کرتا ہے۔

[2] وام داراں: مقروضوں کا قرض ادا کر۔ بُود: ایک سال تک شیخ کا یہی کام تھا کہ بوریے کے نیچے سے نکال کر ضرورتمندوں کو دیتے رہتے تھے۔ حاتم حاتم طائی جیسا سخی بھی اُن کے بھکاریوں کی صف میں ہوتا تھا۔

[3] دانستن: شیخ نقیب کی ضرورت خود بخود جان جاتے تھے اور جب ضرورت اسکو دیدیتے تھے اور اُس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اللہ تعالےٰ کی صفات سے متصف ہو چکے تھے۔ حاجت خود سائل اپنی حاجت نہ بیان کرتا وہ اُس کے دل کی بات جان جاتے تھے جس قدر قرض ہوتا وہ ادا کر دیتے جتنی رقم میں کوئی قید ہوتا اسکو دیدیتے۔

پیشِ اُو روشن ضمیرِ ہر کسے — از فقیر و وام دار و محتسب[1]
اُن کے لئے ہر شخص کے دل کی بات روشن تھی — فقیر اور قرض خواہ اور تحصیلدار کی

آنچہ در دل داشتے آں پشت خم — قدرِ آں دادے بدونے بیش و کم
وہ کُبڑی کمر والا جو دل میں رکھتا — اُس کی بقدر اُس کو دیتے نہ زیادہ نہ کم

پس بگفتندے چہ دانستی کہ اُو — ایں قدر اندیشہ دارد اے عمو
تو لوگوں نے اُن سے کہا آپ کیسے جان لیتے ہیں — اے چچا! کہ وہ اس قدر سوچتا ہے؟

اُو بگفتے خانۂ دل خلوت ست — خالی از گدیہ مثالِ جنت ست
وہ فرماتے، کہ دل کا گھر خالی ہے — جو سوال سے خالی ہو وہ جنت کی طرح ہے

اندرو جز عشقِ یزداں کار نیست — جز خیالِ وصلِ اُو دیار نیست
اُس میں خدا کے عشق کے سوا معاملہ نہیں ہے — وصل کے خیال کے سوا اُس میں کوئی رہنے والا نہیں ہے

خانہ را من رفتم از نیک و بد — خانہ ام پُر ست از عشقِ احد
میں نے اچھے بُرے سے کل کر صاف کر دیا ہے — میرا گھر خدا کے عشق سے پُر ہے

ہر چہ[2] بینم اندرو غیرِ خدا — آنِ من نبود بود عکسِ گدا
میں اس میں خدا کے علاوہ جو کچھ دیکھتا ہوں — وہ میرا نہیں ہوتا، فقیر کا عکس ہوتا ہے۔

گر در آبے نخل یا عرجوں نمود — جز ز عکسِ نخلۂ بیروں نبود
اگر پانی میں کھجور کا درخت یا شاخ نظر آئی — باہر کے کھجور کے درخت کے عکس کے سوا نہ تھا

در تگِ آب ار ببینی صورتے — عکسِ بیروں باشد آں نقش اے فتے
پانی کی تہہ میں اگر تو کوئی صورت دیکھے — اے نوجوان! وہ نقش باہر کا عکس ہوگا

لیک تا آب از قذی خالی شدن — تنقیہ شرط ست در جوئے بدن
لیکن پانی کے کوڑے کرکٹ سے خالی ہونے تک — بدن کی نہر کی صفائی ضروری ہے

تا نماند[3] تیرگی و خس درو — تا ایں گردد نماید عکسِ رُو
تاکہ اس میں کدورت اور گھاس پھونس نہ رہے — حتیٰ کہ وہ ایسا بن جائے اور چہرے کا عکس دکھائے

جز گلابہ در تنت کو اے مُقل — آبِ صافی کن ز گِل اے خصمِ دل
اے مفلس! کیچڑ کے سوا تیرے بدن میں کیا ہے؟ — اے دل کے دشمن! پانی کو مٹی سے صاف کر لے

تو برآنی ہر دمی کز خواب و خور — خاک ریزی اندریں جو بیشتر
تیرا یہ حال ہے کہ سونے اور کھانے سے — اس نہر میں اور زیادہ مٹی ڈالتا ہے

---

[1] محتسب۔ مصدر بمعنی مفعول قرار دے کر ہم نے قیدی ترجمہ کیا ہے۔ پشت خم۔ یعنی بوجھ سے دبا ہوا۔ لیتی۔ بگفتند۔ لوگوں نے اُن سے معلوم کیا کہ آپ دل کی بات کیسے جان لیتے ہیں۔ اور گفتند۔ وہ شیخ جواب میں کہتے کہ ہم لوگوں کا دل جنت کی طرح احتیاج سے خالی ہے اُس میں سوائے عشقِ خداوندی کے کوئی چیز نہیں ہے ہم نے اپنے دل کو عشقِ خداوندی کے سوا سے بالکل خالی کر لیا ہے۔

[2] ہر چہ۔ اب ہمارے دل میں جو کچھ ہوتا ہے وہ فقیر کا عکس ہوتا ہے اس وجہ سے ہم اُس کی سب ضرورت جان جاتے ہیں۔ گر در آب۔ پانی صاف چیز ہے اُس میں اگر کھجور کا درخت نظر آئے گا تو وہ باہر کا عکس ہوگا اور پانی میں جو تصویر بھی دیکھو گے وہ باہر کا عکس ہوگی لیکن دل کو صاف کرنے کیلئے مجاہدات کے ذریعہ اس کا۔ تنقیہ ضروری ہے۔

[3] تا نماند۔ جب اُس میں خود گدلا پن نہ رہے گا تب اُس میں بیرونی عکس نظر آئے گا۔ جز گلابہ۔ انسان کا بدن کیچڑ سے بنا ہے اُس کی صفائی کے لئے بہت محنت درکار ہے۔ تو برآئی۔ تو ہر وقت خواب و خور میں لگا ہوا ہے جس سے اُس کی کدورت میں اور اضافہ ہوتا ہے۔

سببِ دانستنِ ضمیرہائے خلق

لوگوں کے دل کی بات جاننے کا سبب

چوں[1] دلِ آں آب ازینہا خالیست — عکسِ رُوہا از بُروں در آبِ جست

جب اس پانی کا دل ان سے خالی ہے — تو باہر سے چہروں کا عکس پانی میں جا پڑا

پس مُصفّا کُن درونِ خویش را — تا بدانی سرِّ ہر درویش را

تو اپنے باطن کو صاف کرے — تاکہ تو ہر فقیر کے دل کی بات جان لے

پس ترا باطن مُصفّا ناشُدہ — خانہ پُر از دیو و نَسناس و دَدہ

تیرا باطن مُصفّی نہیں ہوا — بھوت اور بن مانس اور درندوں سے بھرا گھر ہے

اے[2] خرے را ستیزہ ماندہ در خری — کے ز ارواحِ مسیحا بُو بَری

او گدھے! تو جھگڑے کی وجہ سے گدھے پن میں رہا — حضرت مسیحؑ کی روحوں سے تو کب واقف ہوگا؟

کے شناسی گر خیالے سر کُند — کز کدامیں مکمنے سر بر کُند

اگر کوئی خیال نمودار ہوا تو کب پہچانے گا — کہ کس نہاں خانہ سے وہ ابھرا؟

چوں خیالے میشود در زہد تن — تا خیالات از درونہ روفتن

زہد میں جسم خیال کی طرح ہو جاتا ہے — باطن سے خیالات کو صاف کرنے میں

ایں خیال کز بروں آید اندروں — تا نگرداند ترا زاہلِ بُروں

باطن میں سے یہ کیڑا خیال نکال دے — تاکہ وہ تجھے باہر والوں میں سے نہ بنا دے

غالب شُدنِ مکرِ روباہ بر استعصامِ خر

لومڑی کے مکر کا گدھے کے بچاؤ پر غالب آجانا

خر بسے کوشید و اُو را دفع گفت — لیک جوعُ الکلب با خر بود جفت

گدھے نے بہت کوشش کی اور اسکی مدافعت کی — لیکن گدھے میں جوعُ الکلب تھی

غالب[3] آمد حرص و صبرش شد ضعیف — پس گلو با کہ بُرد عشقِ رغیف

حرص غالب آگئی اور صبر کمزور ہوگیا — روٹی کے عشق نے بہت سے گلے کاٹے ہیں

زاں سُوے کش حقائق داد دست — کادَ فقرٌ اَن یَّکُونَ کُفراً مدست

اُس رسول سے جن کو حقائق حاصل تھے — "فقر قریب ہے کہ کفر بنجائے" منقول ہے

گشتہ بُود آں خر مجاعت را اسیر — گفت اگر مکرست یکرہ مُردہ گیر

وہ گدھا، بھوک کا قیدی بن گیا تھا — سوچا اگر مکر ہے، ایکدم سے مُردہ سمجھ لے

---

[1] چوں۔ جب آپ دل میں صفائی پیدا ہو جائیگی ہر خارجی چیز کا عکس اُس میں نظر آنے لگے گا۔ تا بدانی۔ جب تو اُس کو مُصفّی کرلے گا پھر ہر سائل کا عکس تیرے دل میں نمودار ہو جائے گا۔

[2] اے خرے۔ جب انسان گدھے پن میں مبتلا رہے گا تو وہ خر یعنی گھوڑا نہ ہوگا۔ مکمن۔ چھپنے کی جگہ۔ چوں جب انسان زہد اختیار کرتا ہے اور خیالات سے دل کو پاک کرتا ہے تو اُس کا جسم خیال کی طرح لطیف ہو جاتا ہے۔ زاہلِ بُروں۔ یعنی اہلِ بُروں۔ استعصام۔ بچاؤ۔ جوعُ الکلب۔ یعنی جوع البقر۔

[3] غالب۔ گدھے کی حرص صبر پر غالب آگئی روٹی کے عشق نے بہت سوں کو ہلاک کیا ہے۔ کادَ۔ حدیث شریف ہے کادَ الفقرُ اَن یَّکُونَ کُفراً "فقر قریب ہے کہ کفر بن جائے" یعنی انسان کا فقر اُس کو کافر بنا دیتا ہے۔ جماعت۔ بھوک۔ گفت۔ گدھے نے سوچا اگر یہ لومڑی کا مکر ہی ہے اور میرے مارنے کی ترکیب ہے تو بھوک کے ذریعہ بار بار کی موت سے ایک بار موت اچھی ہے۔

زیں عذابِ جُوع بارے وارہم — گر حیات این ست مَن مُردہ بہم

بھوک کے عذاب سے تو نجات پا جاؤں گا — اگر زندگی یہ ہے تو میں مُردہ بہتر ہوں

گر خرِ اوّل توبہ و سوگند خورد — عاقبت ہم از خری خبطے[1] بکرد

گدھے نے اگرچہ پہلے توبہ کی اور قسم کھائی — انجام کار گدھے پن سے اگر بڑ بھی کر دی

حرص کور و احمق و ناداں کُند — مرگ را بر احمقاں آساں کُند

لالچ اندھا اور احمق اور بیوقوف بنا دیتا ہے — احمقوں پر موت کو آسان کر دیتا ہے

ہست آساں مرگ بر جانِ خراں — کہ ندارند آب جانِ جاوداں

گدھوں کی جان پر مرنا آسان ہے — کیونکہ وہ ابدی جان کی رونق نہیں رکھتے ہیں

چونکہ دارد جانِ جاوید آں شقیست — جرأتِ اُو بر اَجل از احمقی ست

چونکہ وہ ابدی جان نہیں رکھتا، بدبخت ہے — موت پر اُس کی جرأت حماقت سے ہے

جہد کُن تا جاں مخلّد گردِدت — تا بروزِ مرگ برگے باشدت

کوشش کر تاکہ تیری جان ابدی بن جائے — تاکہ موت کے دن تیرا توشہ ہو

اعتمادش[2] نیز بر رازق نبُود — کہ بر افشاند بر و از غیب جُود

اُس کو رزق دینے والے پر بھروسہ نہ تھا — جو اُس پر غیب سے سخاوت کرتا تھا

تا کنونش فضل بیروزی نداشت — گرچہ گہ گہ بر تنش جُوعے گماشت

اُس کو اوسے کے فضل نے بیشک بے رزق کے نہیں رکھا — اگرچہ کبھی کبھی اُس پر بھوک کو مسلط کر دیا

در بیانِ فضیلت جُوع و احتمار

پرہیز اور بھوک کی فضیلت کے بیان میں

گر نباشد[3] جُوع صد رنجِ دگر — از پئے ہیضہ بر آرد از تو سر

اگر بھوک نہ ہو، دوسری سینکڑوں بیماریاں — ہیضہ کے بعد تجھ میں پیدا ہو جائیں گی

رنجِ جُوع اولیٰ بُود خود زاں علل — ہم بلُطف و ہم بخفت، ہم عمل

ان بیماریوں سے بھوک کی تکلیف زیادہ بہتر ہے — پاکیزگی کے اعتبار سے بھی ہلکے پن کے اعتبار سے بھی اور عمل کے اعتبار سے بھی

رنجِ جُوع از رنجہا پاکیزہ تر — خاصہ در جُوع ست صد نفع و ہُنر

بھوک کی تکلیف بیماریوں سے زیادہ پاکیزہ ہے — خصوصاً بھوک میں سینکڑوں فائدے اور ہنر ہیں

جوع خود سُلطاں دارو ہاست ہیں — جُوع در جاں نہ چنیں خوارش مبیں

آگاہ! بھوک خود دواؤں کی بادشاہ ہے — بھوک کو جان میں جگہ دے، اُسکو ذلیل نہ سمجھ

[1] خبطے: گدھے پن سے۔ یعنی انسان کو اندھا جو پن ہے اور موت کو آسان کر دیتا ہے جس طرح گدھے سے یعنی موت کو پسند کرے۔ کہ موت احمقوں اور گدھوں کی زندگی ابدی نہیں ہے اور اس کی حماقت اور حماقت کی وجہ سے مرنا پسند کرتے ہیں۔ جہد کن: انسان کو ہمیشہ کوشش کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

[2] اعتمادش: اس کو رزق کے رزاقی کا یقین نہ تھا۔ تا کنونش: جتنے ان زندہ رہے بغیر رزق کے زندہ نہیں رہ سکتے پھر بھی اس کو خدا کی رزاقی پر بھروسہ نہ تھا۔ جوع: بھوک۔ در بیان: خاص طور میں مبتلا کرتا ہے تو اس میں بھی بہت سی مصلحتیں ہیں۔

[3] گر نباشد: یعنی بھوک اگر آدمی کھانا کھا لے تو ہیضہ ہو جاتا ہے پھر اس کے بعد اور بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ ترجمہ: بھوک کی تکلیف اور بیماریوں کی تکلیف سے بہت بہتر ہے اس پر صبر کرنا پاکیزگی اور ہلکا پن اور کارکردگی رہتی ہے۔ بھوک بھی بہت منافع میں ہے جو شخص فاقہ سے بہت ہی ہوشیار خود دور ہو جاتی ہیں

جملہ[1] ناخوش از مجاعت خوش شدست — جملہ خوشہائے مجاعتہا ردست

سب بے مزا بھوک کیوجہ سے خوشنما لگنے ہوگئے ہیں — تمام خوش مزہ، بغیر بھوک کے مردود ہیں

آں یکے میخورد نانِ فخفرہ — گفت سائل چوں بدیں ستت شرہ

ایک شخص جَو کی روٹی کھا رہا تھا — سوال کرنیوالے نے پوچھا تجھے اس کا شوق کیوں ہوا؟

گفت جوع از صبر چوں نو تا شود — نانِ جَو در پیشِ من حلوا شود

اُس نے کہا جب بھوک صبر سے دُھری ہوجاتی ہے — میرے لئے جَو کی روٹی حلوا بن جاتی ہے

پس توانم کہ ہمہ حلوا خورم — چوں کنم صبرِ ضروری لاجرم

تو میں کر سکتا ہوں کہ سب حلوا کھاؤں — جب لاعلاج ضروری صبر کرلوں

خود نباشد جوع ہر کس را زبوں — کایں علف داریست اندازہ بروں

بھوک ہر شخص کے قابو میں نہیں آتی ہے — کیونکہ یہ گھاس کی چراگاہ، اندازے سے زیادہ ہے

جوع مر خاصانِ حق را دادہ اند — تا شوند از جوع شیر و زورمند

بھوک خاصانِ خدا کو دی ہے — تاکہ وہ بھوک سے شیر اور طاقتور بنیں

جوع ہر[2] جلفِ گدا را کے دہند — چوں علف کم نیست پیشِ او دہند

بھوک ہر کمینہ بھکاری کو کب دیتے ہیں؟ — چونکہ چارہ کم نہیں ہے اُس کے سامنے کم دیتے ہیں

کہ بخور تو ہم بدیں ارزانیے — تو نہ مرغِ آب مرغِ نانیے

کہ تو کھا تو اسی کے لائق ہے — تو پانی کا پرند نہیں ہے تو روٹی کا پرند ہے

نبود اندر دل ترا جز فکرِ ناں — ناید اندر خاطرت جز ذکرِ ناں

تیرے دل میں روٹی کے فکر کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا — تیرے دل میں روٹی کے ذکر کے سوا کچھ نہیں آتا ہے

بعد چندیں سال حاصل چیستت — جوع مُردن بہ بود زیں زیستت

اتنے سال کے بعد تجھے کیا ملا؟ — مرنے کی بھوک تیرے اس جینے سے بہتر ہے

حکایت[3] مریدے کہ شیخ از حرصِ ضمیرِ او واقف شد و او را

اُس مُرید کی حکایت جس کے دل کی حرص سے شیخ واقف ہوگیا اور اُس کو

نصیحت کرد بزبان و در ضمنِ نصیحت قوتِ توکل

زبان سے نصیحت کی اور نصیحت کے دوران اللہ تعالیٰ کے حکم سے

بخشیدش بامرِ حق عزّ و جل

اُس کو توکل کی قوت بخش دی

[1] جملہ۔ بھوک میں جَو کی روٹی بھی پلاؤ قورمے کا مزہ دیتی ہے بغیر بھوک کے لذیذ کھانے بھی بے مزہ معلوم ہوتے ہیں۔ فخفرہ۔ بوزن سخرہ، جو شرہ۔ حرص۔ شہوت۔ اس نے جواب دیا جب انسان کو بھوک لگتی ہے اور وہ صبر سے کام لیتا ہے تو جَو کی روٹی بھی حلوے کا مزہ دیتی ہے۔ پس۔ میں بھوک لگا کر اور صبر سے کام لے کر جَو کی روٹی کا حلوا بنا لیتا ہوں۔ خود نباشد۔ یہ بھوک وہ نعمت ہے جو ہر شخص کو میسر نہیں آتی کیونکہ یہ دنیا وسیع چراگاہ ہے جس میں انسان کچھ نہ کچھ کھا لیتا ہے۔ جوع۔ بھوک صرف خاصانِ خدا کا حصہ ہے جس سے وہ روحانی شیر بن جاتے ہیں۔

[2] ہر جلف۔ ہر کمینہ گداگر بھوک کی نعمت عطا نہیں ہوتی اُس کے لئے عام خوراک مہیا کردی جاتی ہے اور اُس کو کہہ دیا جاتا ہے کہ تو دریائے معرفت کا پرند نہیں ہے روٹی کھانے والا پرند ہے۔ بعد چندیں۔ چند سال پیٹ کی بھی کر مرجاتا ہے اور اُس کی لاحاصل زندگی ختم ہوجاتی ہے۔ اس زندگی سے بھوک کی موت بدرجہا بہتر ہے۔

[3] حکایت۔ ایک شیخ ایک مرید کے ساتھ اُس شہر کی طرف جارہے تھے جہاں قحط تھا مرید روٹی کی حرص کی وجہ سے پریشان تھا شیخ پر اُس کی کیفیت منکشف ہوئی تو شیخ نے اُس کو نصیحت کی اور اُس کے لئے توکل کی طاقت بیدار کردی۔

شیخ میشد با مریدے بیدرنگ — سوی شہرے نان را نجابود تنگ[1]

شیخ ایک مرید کے ساتھ بغیر توقف کے روانہ ہوئے — شہر کی جانب، وہاں روٹی کمیاب تھی

ترس جوع و قحط در فکر مرید — ہر دمے میگشت از غفلت مزید

مرید کے فکر میں قحط اور بھوک کا خوف تھا — جو غفلت کی وجہ سے، ہر لمحہ بڑھ رہا تھا

شیخ آگہ بود و واقف از ضمیر — گفت او را چند باشی در زجیر

شیخ باخبر تھے اور دل سے واقف تھے — انھوں نے اس سے کہا کب تک پریشانی میں رہیگا؟

از برائے غصۂ ناں سوختی — دیدۂ صبر و توکل دوختی

تو روٹی کی فکر میں جلا جاتا ہے — تو نے صبر اور توکل کی آنکھ بند کرلی ہے

تو نۂ زاں نازنینانِ عزیز — کہ ترا دارند بے جوز و مویز

تو اُن پیارے ناز پروردوں میں سے نہیں ہے — کہ تجھے بغیر اخروٹ اور منقی کے رکھیں

جوع رزقِ جانِ خاصانِ خداست — کے زبونِ ہمچو تو گیج گداست

بھوک، خاصانِ خدا کا رزق ہے — وہ تجھ جیسے احمق فقیر کے قابو میں کہاں ہے؟

باش فارغ تو ازانہا نیستی — کاندر ایں مطبخ تو بے ناں بایستی

تو مطمئن رہ، تو اُن میں سے نہیں ہے — کہ تو اس مطبخ میں بغیر روٹی کے ٹھہرے

کاسہ بر کاست[2] ناں بر ناں مدام — از برائے ایں شکم خوارانِ عام

ہمیشہ پیالہ پر پیالہ روٹی پر روٹی ہے — اِن عام پیٹوؤں کے لئے

چوں بمیرد میرود ناں پیش پیش — کز بیمِ بے نوائی کُشتۂ خویش

جب مرتا ہے، روٹی آگے آگے جاتی ہے — کہ بے سروسامانی کے ڈر سے اپنے آپ کو مارا ہے

تو برفتی ماند ناں برخیز و گیر — اے بکُشتۂ خویش را اندر زجیر

تو چلا، روٹی رہ گئی کھڑا ہو لے لے — اے وہ کہ جس نے اپنے آپ کو پریشانی میں ڈالا

ہیں[3] توکل کن ملرزاں پا و دست — رزقِ تو بر تو ز تو عاشق ترست

خبردار! توکل کر ہاتھ پاؤں نہ لرزا — تیرا رزق تجھ پر تجھ سے زیادہ عاشق ہے

عاشق ست و میزند او مول مول — کہ ز بے صبریت داند اے فضول

وہ عاشق ہے اور آواز دے رہا ہے، ٹھہر ٹھہر — کیونکہ اے بیہودہ! وہ تیری بے صبری کو جانتا ہے

گر ترا صبرے بُدے رزق آمدے — خویشتن چوں عاشقاں بر تو زدے

اگر تجھے صبر ہوتا تو رزق آ جاتا — عاشقوں کی طرح اپنے آپ کو تجھ پر لاڈالتا

[1] تنگ یعنی وہ شہر جو زود تھا روٹی گراں اور کمیاب تھی از غفلت یعنی خدا کی رزاقی کی غفلت سے۔ زجیر پیچش، پیچ و تاب۔ از برائے۔ تو روٹی کی فکر میں جل رہا ہے تجھے خدا پر بھروسہ نہیں ہے۔ تو نۂ۔ تو اُن خاصانِ خدا میں سے نہیں ہے جن کو جوع کا تحفہ دیا جاتا ہے تجھے ادھار دنیاوی غذا میسر آجائے گی۔ گیج۔ احمق۔

[2] کاسہ۔ دنیا داروں کے لئے بکثرت کھانا پینا موجود ہے۔ چوں بمیرد۔ جب مرجاتا ہے تو بھی روٹی آگے آگے جاتی ہے جو فرشتوں میں غریبوں کو تقسیم کردی جاتی ہے اور وہ روٹی مُردے سے کہتی ہے کہ تو روٹی کی فکر میں مرا ہے اٹھ اب روٹی لے لے۔

[3] ہیں۔ شیخ نے مُرید سے کہا انسان رزق کا اتنا عاشق نہیں ہے جتنا رزق انسان کا عاشق ہے۔ اللہ کا وعدہ ہے لہٰذا لامحالہ رزق انسان کو تلاش کرکے اس کے پاس پہنچتا ہے۔ عاشق ست۔ رزق انسان پر عاشق ہے اور وہ اُس کو کہتا ہے ٹھہر جا میں تیرے پاس پہنچتا ہوں کیونکہ وہ انسان کی بے صبری کو جانتا ہے۔

ایں تپ و لرزہ ز خوفِ جوع چیست — در تو کل سیری تا نید زیست
بھوک کے ڈر سے یہ جاڑا اور بخار کیوں ہے؟ — توکل میں پیٹ بھرا ہو کر زندہ رہ سکتے ہو

حکایتِ[1] آں گاؤ کہ تنہا در جزیرہ ایست بزرگ حق تعالیٰ

اُس بیل کی حکایت جو ایک بڑے جزیرہ میں اکیلا ہے اللہ تعالیٰ اُس بڑے جزیرے

آں جزیرۂ بزرگ را ہر روز پُر کند از نبات و ریاحین[2] کہ

کو روز گھاس اور خوشبودار پودوں سے بھر دیتا ہے تاکہ رات تک

تا علف آں گاؤ باشد تا بشب آں گاؤ ہمہ را بچرد و فربہ

اُس بیل کے لئے چارا رہے وہ بیل سب کو چر لیتا ہے اور پہاڑ کی

شود چوں کوہ پارۂ چوں شب شود خوابش نبرد از غصہ و

طرح موٹا ہو جاتا ہے جب رات ہو جاتی ہے اُس کو رنج اور ڈر سے نیند

خوف کہ ہمہ صحرا را چریدم فردا چہ خورم تا ازیں غصہ لاغر

نہیں آتی ہے کہ میں نے تمام جنگل چر لیا کل کو کیا چروں گا یہاں تک کہ وہ اس

شود ہمچوں خلال روز برخیزد ہمہ صحرا را سبز تر و انبوہ تر بیند

رنج سے تنکے کی طرح لاغر ہو جاتا ہے ہر روز اُٹھتا ہے تمام جنگل کو زیادہ سبز اور

از وے باز بخورد و فربہ شود باز شبش ہماں غم بگیرد سالہاست

زیادہ گھنا دیکھتا ہے اُس میں سے پھر کھاتا ہے اور موٹا ہو جاتا ہے پھر رات کو اُسے وہی غم

کہ او ہمچنیں مے بیند و اعتماد نمی کند

آ پکڑتا ہے سالوں گذر گئے ہیں کہ وہ یہی دیکھ رہا ہے اور بھروسہ نہیں کرتا ہے

یک جزیرہ سبز ہست اندر جہاں — اندر و گاویست تنہا خوش دہاں
دنیا میں ایک سبز جزیرہ ہے — اُس میں ایک اکیلا بیل عمدہ گھاس چرنے والا ہے

جملہ[3] صحرا را چرد او تا بشب — تا شود زفت و عظیم و مُنتجب
وہ رات تک تمام جنگل کو چر لیتا ہے — حتیٰ کہ موٹا اور بڑا اور بزرگ بن جاتا ہے

شب ز اندیشہ کہ فردا چہ خورم — گردد او چوں تارِ مو لاغر ز غم
رات میں اس ڈر سے کہ کل کو کیا کھاؤں گا — وہ غم سے بال کی طرح کمزور ہو جاتا ہے

چوں برآید صبح گردد سبز دشت — تا میاں رستہ قصیلِ سبز و کشت
جب صبح ہوتی ہے جنگل سبز ہو جاتا ہے — سبز چارا اور کھیتی کمر تک ہوتی

[1] حکایت۔ اس حکایت کا یہ بتانا مقصود ہے کہ جس طرح اس بیل کی بے صبری بھی اور رزق کے فکر میں گھلا جاتا تھا یہی حال انسان کا ہے۔
[2] ریاحین۔ خوشبودار نباتات۔ خلال۔ دانت کریدنے کا تنکا۔ خوش دہاں۔ عمدہ خوراک کھانے والا۔
[3] جملہ صحرا۔ پورا سبزہ زار جو بیل اکیلا ہے دن بھر خوب کھاتا اور موٹا تازہ بن جاتا۔ منتجب۔ نجیب، بزرگ۔ شب۔ رات بھر اس غم میں رہتا کہ میں نے سب چرا گاہ کھا لی اب کل کو کیا کھاؤں گا۔ قصیل۔ سبز جو، خوید۔

اندر اُفتد گاو با جُوعُ البَقَر — تا بشب آں را چرد اُو سر بسر
میں جوع البقر کے ساتھ اس میں مُبتلا ہوتا ہے — رات تک وہ اُس کو چر جاتا ہے

باز زفت و فربہ و لمتر شود — آں تنش از پیہ و قوت پُر شود
پھر موٹا اور تازہ اور بھاری بن جاتا ہے — اُس کا بدن چربی اور طاقت سے بھر جاتا ہے

باز شب اندر تپ افتد از فزع — تا شود لاغر ز خوفِ منتجع
وہ پھر رات کو گھبراہٹ کے بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے — چراگاہ کے ڈر سے لاغر ہو جاتا ہے

کہ چہ خواہم خورد فردا وقتِ خور — سالہا این ست کارِ آں بقر
کہ کھانے کے وقت میں کل کو کیا کھاؤں گا؟ — اُس بیل کی سالوں سے یہی حالت رہی

ہیچ نیندیشد کہ چندیں سالِ من — میخورم زیں سبزہ زار و زیں چمن
وہ کبھی نہ سوچتا کہ اتنے سال سے میں — اس سبزہ زار اور اس چمن کو چر رہا ہوں

ہیچ روزے کم نیاید روزیم — چیست ایں ترس و غم و دلسوزیم
کسی دن بھی میری روزی کم نہیں ہوتا ہے — پھر میرا یہ خوف اور غم اور دل سوزی کیوں ہے؟

باز چوں شب میشود آں گاو رفت — میشود لاغر کہ آوہ رزق رفت
پھر جب رات ہوتی وہ موٹا بیل — لاغر ہو جاتا کہ ہائے رزق ختم ہو گیا

نفس آں گاو ست و آں دشت ایں جہاں — کو ہمی لاغر شود از خوفِ ناں
نفس وہ بیل ہے اور یہ دنیا وہ جنگل ہے — جو روٹی کے ڈر سے لاغر ہوا جاتا ہے

کہ چہ خواہم خورد مستقبل عجب — لوتِ فردا از کجا سازم طلب
کہ حیرت ہے میں آئندہ کیا کھاؤں گا؟ — کل کی خوراک کہاں سے طلب کروں گا؟

سالہا خوردی و کم نامد ز خور — ترکِ مستقبل کُن و ماضی نگر
تو نے سالوں کھایا اور وہ کھانے سے کم نہ ہوا — آئندہ کو چھوڑ اور ماضی پر غور کر

لوتِ پُوتِ خوردہ را ہم یاد آر — منگر اندر غابر و کم باش زار
کھائے ہوئے مرغن کھانوں کو یاد کر — مستقبل کو نہ دیکھ اور بدحال نہ بن

قصۂ آں گاو را یکسوئے نہ — زاں خر و زاں شیر نر پیغام دہ
اُس بیل کا قصہ ایک طرف رکھ — اُس گدھے اور نر شیر کا پیغام دے

صید کردنِ شیر آں خر را و تشنہ شدنِ شیر از کوشش و رفتن

شیر کا اُس گدھے کو شکار کرنا اور محنت کی وجہ سے شیر کا پیاسا ہو جانا اور چشمہ پر جانا

۱؎ جوع البقر۔ وہ مرض ہے جس میں انسان کا کسی حالت میں پیٹ نہیں بھرتا ہے مگر نہ فزع۔ گھبراہٹ۔ منتجع۔ چراگاہ۔ ایک عرصہ دراز تک میں بیل کی یہی حالت رہی کہ دن کو کھا کر موٹا ہوتا اور رات کو بھوک کی فکر میں دُبلا ہو جاتا اور کبھی یہ نہ سوچا یہ خوف بیجا ہے اتنے سال گذر گئے اور مجھے ہر حال رزقِ خوراک حاصل ہو رہی ہے۔

۲؎ ہیچ۔ وہ کبھی یہ نہیں سوچتا کہ کسی روز بھی روزی کم نہیں مل رہی ہے تو میں غم کیوں کروں۔ نفس۔ انسان کے نفس کو یہ بیل سمجھو اور دنیا کو یہ جنگل۔ کہ چہ۔ انسان اسی فکر میں گھلتا ہے کہ کل کو کیا کھاؤں گا۔ ترک۔ انسان کو چاہیے کہ ماضی پر نظر رکھ کر مستقبل کی فکر چھوڑ دے۔

۳؎ لوت۔ یہ یاد رکھ کہ کس قدر لذیذ غذائیں کھاتا رہا ہے مگر اسی طرح دے گا آئندہ کی فکر میں نہ پڑ۔ صید کردن۔ شیر نے گدھے کو شکار کر لیا اس محنت میں شیر کو پیاس لگی تو وہ پانی پینے چلا گیا لومڑی نے اس وقت میں گدھے کا دل، جگر، گردہ کھا لیا شیر نے آکر دریافت کیا کہ دل گردہ کہاں ہے تو لومڑی نے جواب دیا اگر گدھے کے دل گردہ ہوتا تو وہ تیرے پیچھے دوڑ کے بعد دوبارہ بھاگنے سے تیرے پاس کیسے آجاتا۔

بہ چشمہ تا آب خورد تا باز آمدن شیر روباہ جگر بند و دل و گردہ خر را خوردہ بود کہ لطیف تر ست شیر طلب کرد دل و جگر نیافت، از روبہ پرسید کہ دل و جگر و گردہ کجاست روبہ گفت اگر او را دل و جگر بودے آنچناں بیاساتے کہ دیدہ بود آں روز بہزار حیلہ جان بردہ بود کے بر تو باز آمدے

لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ

لوٹری نے کہا، اگر اس کے دل و جگر ہوتا تو وہ سختی جو اس نے اُس دن دیکھی تھی جس سے ہزار حیلہ سے جان بچ گئی تھی تو تیرے پاس کب آتا؟

لوٹری گدھے کا جگر اور دل کھا گئی — شیر جب چشمہ سے خوراک کی جانب واپس آیا — لوٹری سے کہا جگر کہاں ہے، دل کیا ہوا — اس نے کہا اگر اس کے دل یا جگر ہوتا — اُس نے قیامت اور حشر دیکھا تھا

بُرد خر را روبہک تا پیش شیر — پارہ پارہ کردش آں شیر دلیر

لوٹری گدھے کو شیر کے سامنے لے گئی — اُس بہادر شیر نے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے

تشنہ شد از کوشش آں سلطانِ دد — رفت سوئے چشمہ تا آبے خورد

محنت کی وجہ سے وہ درندوں کا بادشاہ پیاسا ہو گیا — چشمہ کی جانب گیا تاکہ پانی پی لے

روبہک خورد آں جگر بند و دلش — آں زماں چوں فرصتے شد حاصلش

لوٹری اس کا جگر اور دل کھا گئی — اُس وقت چونکہ اس کو موقع ملا

شیر چوں واگشت از چشمہ بخور — جست در خر دل نہ دل بُد نے جگر

شیر جب چشمہ سے خوراک کی جانب واپس آیا — گدھے میں دل ڈھونڈا نہ دل تھا نہ جگر

گفت سو بہ را جگر کو دل چہ شد — کہ نباشد جانور را زیں دو بُد

لوٹری سے کہا جگر کہاں ہے، دل کیا ہوا — جانور میں یہ دونوں لازمی ہوتے ہیں

گفت اگر بودے ورا دل یا جگر — کے بدیں جا آمدے بار دگر

اس نے کہا اگر اس کے دل یا جگر ہوتا — وہ دوبارہ اس جگہ کب آتا؟

آں قیامت دیدہ بود و رستخیز — واں ز کوہ افتادن و ہول و گریز

اُس نے قیامت اور حشر دیکھا تھا — وہ پہاڑ سے گرنا اور خوف اور بھاگنا دوڑنا

---

۱ لَوْ كُنَّا — دوزخی دوزخ میں کہیں گے اگر ہم صحیح بات سن لیتے اور سمجھ جاتے تو آج دوزخ میں نہ ہوتے۔ روبہک۔ ذلیل لوٹری۔ سلطانِ دد۔ درندوں کا بادشاہ، شیر۔

۲ روبہک۔ جب شیر پانی پینے چلا گیا تو لوٹری کو موقع مل گیا وہ گدھے کا دل اور جگر کھا گئی۔ شیر نے واپس آکر دیکھا تو گدھے کا دل و جگر موجود نہ تھا۔

۳ گفت۔ شیر نے لوٹری سے کہا دل اور جگر تو ہر جانور میں ضرور ہوتے ہیں وہ اس گدھے کے کہاں ہیں۔ اگر ہوتے۔ لوٹری نے کہا اگر اس گدھے کے دل و جگر ہوتا تو یہ دوبارہ تیرے پاس کیسے آتا۔ آں قیامت۔ اُس گدھے نے تیرا قیامت خیز حشر دیکھا تھا اور پہاڑ پر سے گر کے مر گیا تھا۔

گر جگر بودے[1] و را یا دل بُدے — بارِ دیگر کے برِ تو آمدے

اگر اس کے جگر ہوتا یا دل ہوتا — دوبارہ تیرے پاس کیسے آتا؟

چوں نباشد نورِ دل دل نیست آں — چوں نباشد روح جز گِل نیست آں

جب دل میں نور نہ ہو تو وہ دل نہیں ہے — جب روح نہ ہو تو مٹی کے سوا کچھ نہیں ہے

آں زجاجے کو ندارد نورِ جاں — بول قارورہ است قندیلش مخواں

وہ شیشہ جو جان کا نور نہیں رکھتا — اس کو قندیل نہ کہہ وہ پیشاب کی شیشی ہے

نورِ مصباح ست دادِ ذوالجلال — صنعتِ خلقت آں شیشہ و سفال

چراغ کا نور خدا کی عطا ہے — شیشہ اور دیوٹا مخلوق کی کاریگری ہے

لاجرم[2] در ظرف باشد اعتداد — در لہب ہا نبود الا اتحاد

اس لئے ظرف میں تعدد ہے — روشنیوں میں اتحاد کے سوا کچھ نہیں ہے

نورِ شش قندیل چوں آمیختند — نیست اندر نورِ شاں اعداد و چند

جب چھ قندیلوں کا نور ملا دیا — اُن کے نور میں تعدد اور شمار نہیں ہے

آں جہود از ظرفہا مشرک شدست — نور دید آں مومن و مدرک شدست

یہودی ظرفوں کی وجہ سے مشرک بن گیا — مومن نے نور دیکھ کر دانشمند بن گیا

چوں نظر بر روح افتد مر ورا — پس یکے بیند خلیل و مصطفیٰ

جب اس کی نگاہ روح پر پڑتی ہے — اس لئے خلیلؑ اور مصطفیٰ کو ایک دیکھتا ہے

چوں نظر بر ظرف افتد روح را — پس دو بیند شیثؑ و نوحؑ را

جب روح کی نگاہ ظرف پر پڑتی ہے — وہ شیثؑ اور نوحؑ کو دو دیکھتا ہے

جو کہ آبش ہست جو خود آں بود[3] — آدمی آنست کو را جاں بود

جس نہر میں پانی ہے، نہر وہی ہے — آدمی وہی ہے، جس میں جان ہو

ایں نہ مردانند اینہا صورت اند — مردہ نانند و کشتہ شہوتند

یہ مرد نہیں ہیں، یہ صورتیں ہیں — روٹی پر جان دینے والے ہیں اور شہوت پر قربان ہیں

حکایتِ آں راہب کہ روز با چراغ میگشت در میانِ بازار از سرِ حالتے کہ او را بود

اس درویش کی حکایت جو دن میں چراغ لئے ہوئے بازار میں چکر لگاتا تھا اس حالت کی وجہ سے جو اس کو حاصل تھی

---

[1] گر جگر بودے۔ اگر اس کا جگر ہوتا تو یہ دوبارہ نہ آتا۔ چوں نباشد جس عضو کا جو وہ ہے اگر وہ عضو اپنا کام نہیں کرتا تو گویا وہ عضو ہی نہیں ہے دل میں جب نور نہ ہو تو وہ دل نہیں انسان میں روح نہ ہو تو وہ محض مٹی کا پتلا ہے۔ آں زجاج جس شیشہ میں نور نہیں وہ قندیل نہیں بلکہ پیشاب کی شیشی ہے شیشہ یعنی قندیل کا شیشہ۔ سفال یعنی مٹی کا چراغ۔

[2] لاجرم۔ چراغوں اور قندیلوں میں تعدد اور دوئی ہے ان کی روشنی جو پھیلتی ہے اس میں وحدت ہے۔ آں جہود۔ یہود نے انبیاء کے اجسام پر نظر کی تو ان میں تعدد سمجھا بعض پیغمبروں کو مانے اور بعض کا کفر کر دیا۔ مومن نے اجسام اور ظروف پر نظر نہ کی بلکہ روح اور نور کو دیکھا جس میں وحدت ہے تو اس کا عقیدہ ہوا کہ لا نفرق بین احد من رسلہ۔ ہم ان کے رسولوں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے ہیں۔

[3] جو۔ نہر تو وہی ہے جس میں پانی ہو آدمی وہی ہے جس میں روح ہو۔ ایں۔ یہ صورتیں نہیں ہیں مورتیں ہیں مُردہ۔ زندہ بھی نہ سمجھو۔ شہوت اور روٹی کے مقتول ہیں۔ حکایت۔ اس حکایت کا خلاصہ یہی ہے کہ بظاہر انسان بہت ہیں لیکن وہ انسان جن میں انسانیت ہو کیا ہیں۔

آں یکے با شمع بر میگشت روز — گرد بازار و دلش پُر عشق و سوز

ایک شخص دن میں چراغ لئے ہوئے گھومتا تھا — بازار میں، اور اُس کا دل عشق و سوز سے پُر تھا

بُوالفضولے گفت اُو را کاے فلاں — ہیں چہ میجوئی بسوئے ہر دُکاں

ایک یہودی نے اُس سے کہا کہ اے فلاں! — ہر دُکان کے پاس تو کیا ڈھونڈتا ہے؟

ہیں چہ میگردی تو جُویاں با چراغ — در میانِ روز روشن چیست لاغ

اے بُرا تو چراغ لئے ہوئے کیوں گھومتا ہے؟ — روشن دن میں (یہ) کیا مذاق ہے؟

گفت میجُویم بہر سُو آدمے — کہ بُودے از حیاتِ آں دمے

اُس نے کہا میں ہر جانب انسان تلاش کرتا ہوں — جو اُس سانس کی زندگی سے زندہ ہو

گفت من جُویائے انساں گشتہ ام — می نیابم ہیچ و حیراں گشتہ ام

اُس نے کہا میں انسان کا جویاں بنا ہوں — میں کسی کو نہیں پاتا ہوں اور حیران ہو گیا ہوں

گفت مردے ہست ایں بازار پُر — مُردمانند آخر اے دانائے حُر

(فضولی) مُرد نے کہا، یہ بازار بھرا ہوا ہے — اے عقلمند آزاد! بالآخر انسان ہی ہیں

گفت خواہم[2] مُرد بر جادہ دورہ — در رہِ خشم و بہنگامِ شرہ

اُس نے کہا میں دور راہے رات پر انسان چاہتا ہوں — غصہ کے راستہ میں اور حرص کے وقت

وقتِ خشم و وقتِ شہوت مُردکُو — طالبِ مردے دوانم کُو بکُو

غصہ کے وقت اور شہوت کے وقت انسان کہاں ہے؟ — میں ایسے انسان کی طلب میں کوچہ بکوچہ دوڑتا ہوں

کُو دریں دو حال مردے در جہاں — تا فدائے اُو کنم امروز جاں

دنیا میں اِن دو حالتوں میں انسان کہاں ہے؟ — تاکہ آج میں اُس پر جان قربان کر دوں

گفت[3] نادر چیز میجوئی ولیک — غافل از حکمِ قضائی نیک نیک

اُس نے کہا تو کمیاب چیز تلاش کرتا ہے لیکن — تو (اللہ کی) قضا کے حکم سے بالکل غافل ہے

ناظرِ فرعی ز اصلے بے خبر — فرع مائیم اصل احکامِ قدر

تو شاخ کو دیکھنے والا ہے اصل سے بے خبر ہے — ہم شاخ ہیں، تقدیر کے احکام اصل ہیں

چرخِ گرداں را قضا گمرہ کُند — صد عطارد را قضا ابلہ کُند

قضا گھومنے والے آسمان کو گمراہ کر دیتی ہے — قضا سینکڑوں عطارد کو بے وقوف بنا دیتی ہے

---

[2] خواہم مُرد۔ اُس عاشق خدا نے کہا میں ایسے انسان کی تلاش میں ہوں جو دو حالتوں یعنی غصہ اور حرص کے وقت سیدھے راستہ پر چلتا ہو۔ وقتِ خشم (شعر) تلخ آدمی اُسکو نہ جانیے گا — ہو وہ کیسا ہی صاحبِ فہم و ذکا۔ جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی — جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا۔ ترجمہ۔ اگر ایسا آدمی مجھے مل جائے تو میں اُس پر جان قربان کر دوں۔

[3] گفت۔ اُس شخص نے کہا ایسا انسان نادر و کمیاب ہے اُسکا ملنا دشوار ہے تو قضا، خداوندی کے حکم سے غافل ہے اور انسان کے افعال کو اُس کا اختیاری فعل سمجھتا ہے۔ ناظر۔ انسان کا اپنا اختیار کہاں ہے اصل تو تقدیرِ خداوندی ہے۔

پنجم۔ تقدیرِ خداوندی آسمان کو بھی راستہ سے بھٹکا دیتی ہے عطارد ستارہ جو آسمان کا منشی ہے اُس کو تقدیر احمق بنا دیتی ہے۔

تنگ[1] گرداند جہانِ چارہ را — آب گرداند حدید و خارہ را

وہ تدبیر کی دنیا کو تنگ کر دیتی ہے — وہ لوہے اور (سنگ) خارہ کو پانی بنا دیتی ہے

اے قرارے دادہ رہ را گام گام — خام خامی خام خامی خام خام

اے (وہ کہ تو نے) قدم بقدم راستہ طے کرنا قرار دیا ہے — تو کچا ہی کچا ہے، کچا، کچا

چوں بدیدی گردشِ سنگ آسیا — آبِ جو را ہم ببیں آخر بیا

جبکہ تو نے چکی کے پتھر کے چکر کو دیکھا ہے — آ، بالآخر نہر کے پانی کو بھی دیکھ لے

خاک را دیدی برآمد بر ہوا — در میانِ خاک بنگر با درا

تو نے ہوا پر گرد کو دیکھا ہے — گرد کے درمیان ہوا کو دیکھ لے

دیگہائے[2] فکر می بینی بجوش — اندر آتش ہم نظر می کن بہوش

تو نے فکر کی دیگوں کو جوش میں دیکھا ہے — ہوش سے آگ کو بھی دیکھ لے

گفت حق ایوب را در مکرمت — من بہر موئیت صبرے دادمت

(اعزاز میں اللہ تعالیٰ نے (حضرت) ایوب سے فرمایا — میں نے تجھے ہر بال کی برابر صبر دیدیا ہے

ہیں بصبرِ خود مکن چندیں نظر — صبر دیدی صبر دادن را نگر

خبردار! اپنے صبر پر زیادہ نظر نہ کر — تو نے صبر دیکھا ہے، صبر دینے کو دیکھ لے

چند بینی گردشِ دولاب را — سر برون کن ہم ببیں میزاب را

رہٹ کی گردش کو کب تک دیکھے گا؟ — سر باہر کو نکال، پانی دانے کو بھی دیکھ لے

تو ہمی گوئی کہ می بینم ولیک — دیدِ آنرا بس علامتہاست نیک

تو کہتا ہے میں دیکھ رہا ہوں، لیکن — اس کے دیکھنے کی بہت سی علامتیں ہیں

گردشِ[3] کف را چو دیدی مختصر — حیرتت باید بدریا در نگر

جب تو نے دریا کے مختصر جھاگ دیکھے — تجھے حیرت درکار ہے، دریا کو دیکھ

آنکہ کف را دید سرگرداں بود — وآنکہ دریا دید او حیراں بود

جس نے جھاگ کو دیکھا اس نے سر پیٹا — جس نے دریا دیکھا وہ حیران ہے

آنکہ کف را دید نیتہا کند — وآنکہ دریا دید دل دریا کند

جس نے جھاگ کو دیکھا وہ نیتیں کرتا ہے — اور جس نے دریا دیکھا وہ دل کو دریا بناتا ہے

آنکہ جو محض تعینات کو دیکھتا ہے اور اپنے آپ کو بالکل دریائے حقیقت سے جدا سمجھتا ہے اپنے عمل کو اپنی طرف منسوب سمجھ کر مختلف نیتیں اچھی بُری کرتا ہے۔ وآنکہ دریا جس نے بحرِ حقیقت کو دیکھ لیا ہے اس کا دل اس قدر وسیع ہے کہ وہ سب کچھ منجانب اللہ سمجھتا ہے۔

---

[1] تنگ۔ تقدیر کے سامنے تدبیر ہیچ ہے لوہے اور سنگ خارہ کو تقدیر پانی کر دیتی ہے۔ اے۔ تو نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ راستہ تیرے قدموں سے کرآئے ہیں یہ تیری خام کاری ہے سب کچھ تقدیر کرتی ہے۔ چوں بدیدی۔ تو ظاہری اسباب پر نگاہ رکھتا ہے اور حقیقی سبب سے غافل ہے۔ خاک۔ تو ظاہر پر نظر رکھتا ہے حقیقت اور باطن تجھ سے پوشیدہ ہے۔

[2] دیگہائی۔ جس طرح دیگ بغیر آگ کے جوش نہیں کھاتی اسی طرح اسباب ظاہری بغیر مؤثر حقیقی کے کچھ اثرات نہیں رکھتے ہیں۔ گفت۔ حضرت ایوبؑ کا صبر مشہور ہے خدا نے انکو بھی یہ حکم دیا تھا کہ اپنے صبر کو نہ دیکھ صبر دینے والے کو دیکھ۔ چند بینی۔ رہٹ کو نہ دیکھ رہٹ چلانے والے کو دیکھ۔ تو ہمی۔ تیرا دعویٰ تو یہ ہے کہ تو حقیقی سبب کو دیکھتا ہے لیکن حقیقی سبب کو دیکھنے والوں کی ایک علامت بھی تیرے اندر نہیں ہے۔

[3] گردش بینی۔ ان تعینات کی جو بہت تھوڑے ہیں تو نے یہ جس پہلو دیکھی ہے اگر مقام حیرت میں پہنچتا تو دریائے حقیقت ذاتِ باری تعالیٰ پر نظر کرتا آنکہ۔ جو صرف تعینات پر نظر رکھتا ہے اور انکو دریا سے جدا چیز سمجھتا ہے وہ لاحاصل سجدے کرتا ہے جو شخص دریائے وحدت پر نظر رکھتا ہے اس کو محمود حیرانی حاصل ہوتی ہے۔

آنکہ کفہا دیدہ باشد در شمار[1] — وآنکہ دریا دیدہ شد بے اختیار

جس نے جھاگوں کو دیکھا کہ گنتی میں ہے — اور جس نے دریا کو دیکھا وہ بے اختیار ہو گیا

آنکہ کف را دید در گردش بود — وآنکہ دریا دید او بیغش بود

جس نے جھاگ کو دیکھا وہ چکر میں ہے — اور جس نے دریا کو دیکھا وہ بے کھوٹ ہے

آنکہ کف را دید بیگارش کند — وآنکہ دریا دید بردارش کند

جس نے جھاگ کو دیکھا وہ اس سے بیگار لیتا ہے — اور جس نے دریا کو دیکھا وہ اسکو سولی پر چڑھا دیتا ہے

آنکہ کف را دید گردد مست او[2] — وآنکہ دریا دید باشد غرق ہو

جس نے جھاگ کو دیکھا وہ اس کا مست بنجاتا ہے — اور جس نے دریا کو دیکھا وہ خدا میں غرق ہو جاتا ہے

آنکہ کف را دید آید در سخن — وآنکہ دریا دید شد بے ما و من

جس نے جھاگ کو دیکھا وہ باتیں بناتا ہے — اور جس نے دریا کو دیکھا وہ بیخود اور بے انانیت ہو جاتا ہے

آنکہ کف را دید پالودہ شود — وآنکہ دریا دید آسودہ شود

جس نے جھاگ کو دیکھا وہ صاف کیا جاتا ہے — اور جس نے دریا کو دیکھا وہ آرام سے ہو جاتا ہے

دعوت کردن مسلمان مر مُغے را باسلام وجواب او

مسلمان کا ایک آتش پرست کو اسلام کی دعوت دینا اور اس کا جواب

مر مُغے را گفت مردے کاے فلاں — ہین مسلمان شو بباش از مؤمناں

ایک شخص نے ایک آتش پرست سے کہا اے فلاں — خبردار! مسلمان ہو جا، مومنوں میں سے بنجا

گفت[3] اگر خواہد خدا مومن شوم — ور فزاید فضل ہم مؤتمن شوم

اس نے کہا اگر خدا چاہے گا میں مومن بنجاؤنگا — اگر زیادہ مہربانی کرے گا صاحب یقین بنجاؤنگا

گفت میخواہد خدا ایمانِ تو — تا رہد از دستِ دوزخ جانِ تو

اس نے کہا خدا تیرے ایمان کا خواہشمند ہے — تاکہ تیری جان دوزخ کے ہاتھ سے نجات پا جائے

لیک نفسِ نحس و آں شیطانِ زشت — می کشندت سوئے کفران و کنشت

لیکن منحوس نفس اور بد شیطان — تجھے کفر اور بت خانہ کی طرف کھینچتے

گفت اے منصف چو ایشاں غالبند — یارِ او باشم کہ باشد زورمند

اس نے کہا اے منصف! جب وہ غالب ہیں — میں اس کا دوست بنوں گا جو طاقت ور ہو

---

[1] آنکہ کفہا۔ جو شخص دریائے حقیقت سے غافل ہے اور محض بلبلوں اور جھاگوں کو دیکھ رہا ہے، وہ اپنے افعال کو شمار کرتا ہے کہ کچھ اختیاری اور کچھ اضطراری ہیں اور وہ شخص جس کی دریا پر نظر ہے اپنے اختیاری افعال کو یہی سمجھتا ہے کہ یہ اختیار بھی خدا کا عطا کردہ ہے۔ گردش بُود یعنی ایسے شخص کو سکون حاصل نہیں ہوتا۔ بے غش بُود یعنی اس کو اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔ بیگارش۔ یعنی دنیا کے دھندوں سے لگتا ہے اور اُخروی اجر سے محروم رہتا ہے۔ بردارش کند۔ وہ مخلوق کو فنا کر کے خالق کی محبت میں لگ جاتا ہے۔

[2] مست او۔ مخلوق میں مست ہو کر خدا سے غافل ہو جاتا ہے۔ غرق ہو۔ یعنی فنا فی اللہ۔ در سخن مصرع آرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد پالودہ یعنی مجاہدوں کے ذریعہ صاف کیا جاتا ہے۔ کنشت آتش پرست۔

[3] گفت۔ اس آتش پرست نے کہا اگر خدا چاہے گا تو میں مومن بن جاؤں گا اور اگر مزید مہربانی ہوئی تو پھر موقن یعنی وہ مومن جس کو عین الیقین کا درجہ حاصل ہو بن جاؤنگا۔ میخواہد۔ مسلمان نے کہا خدا تجھے مومن بنانا چاہتا ہے تاکہ تجھے دوزخ سے نجات مل جائے لیکن تیرا نفس اور شیطان تجھے کفر اور بت خانے کی جانب کھینچ لیتے ہیں۔

یار آں تا نم بُدن کو غالب ست — آں طرف اُفتم کہ غالب جاذب ست

میں اُس کا یار بنوں گا جو غالب ہے — میں اُس طرف جھکوں گا جو زیادہ کھینچنے والا ہے

چوں خدا میخواست از من صدقِ دَفت — خواستش چہ سُود چوں پیشش نرفت

جب خدا مجھ سے پختہ سچائی چاہتا ہے — اُسکے چاہنے کا کیا فائدہ جبکہ اُس کی نہیں چلتی ہے؟

نفس و شیطاں خواہشِ خود پیش بُرد — واں عنایت قہر گشت و خرد و مُرد

نفس اور شیطان کی اپنی خواہش چل — وہ مہربانی مغلوب اور ریزہ ریزہ ہو گئی

تو یکے قصر و سرائے ساختی — اندر و صد نقشِ خوش افراختی

تو نے ایک محل اور سرائے بنائی — اُس میں تو نے اچھے نقش بنائے

خواستی مسجد شود آں جائے خیر — دیگرے آمد مر آنرا ساخت دیر

تو نے چاہا وہ اچھی جگہ مسجد بنے — دوسرا آیا اُس نے اُس کو بُت خانہ بنا لیا

یا تو بافیدی یکے کرباس تا — خوش بسازی بہرِ پوشیدن قبا

یا تو نے سُوت بُنا تاکہ — پہننے کے لئے اچھی قبا بنائے

تو قبا میخواستی خصم از نبرد — رغمِ تو کرباس را شلوار کرد

تو نے قبا (بنانی) چاہی دشمن نے مخالفت سے — تیرے برخلاف کپڑا کو شلوار کر دیا

چارۂ کرباس چہ بُود جانِ من — جُز زبونِ رائے آں غالب شدن

اے میری جان! کپڑے کے لئے کیا چارہ ہوگا؟ — غالب آنے والے کے تابع بن جانے کے سوا

اُو زبوں شد جُرمِ ایں کرباس چیست — آنکہ اُو مغلوبِ غالب نیست کیست

وہ مغلوب ہو گیا اُس کپڑے کی کیا خطا ہے؟ — جو غالب سے مغلوب نہیں ہے وہ کون ہے؟

چوں کسے ناخواہِ اُو بر وے براند — خار بُن در ملک و خانہ اُو نشاند

جب کسی نے اُس کے خلاف اُس پر حملہ کیا — اُس کی ملکیت اور گھر میں کانٹوں کی جھاڑی لگا دی

صاحبِ خانہ بدیں خواری بُود — کایں چنیں بر وے خلافت میرود

گھر والا اِس ذلت میں ہو — کہ اِس طرح کی اُس پر حکومت ہو

ہم خلق گردم من از تازہ و نوم — چونکہ یارے ایں چنیں خوارے شوم

میں بھی بوسیدہ بن جاؤں گا خواہ تازہ اور نیا — جبکہ میں ایسے کمزور کا دوست بن جاؤں

چونکہ خواہِ نفس آمد مُستعاں — تسخر آمد ایش شاء اللہ کاں

جبکہ نفس کی خواہش مددگار ہے — تو جو اللہ نے چاہا ہوا، مذاق ہے

---

۱ یا آتش پرست سے کہ جبکہ نفس اور شیطان کا جو ہو رہا ہے تو وہ انکے ہی میں ہو مجھے نوری کا ساتھ دینا چاہیے چونکہ خدا اگر خدا مجھ سے سچائی چاہتا ہے اور نفس و شیطان کے مقابلہ میں اُس کی کچھ نہیں چلتی ہے تو انکے چاہنے کا کیا فائدہ ہے خرد و مُرد۔ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اگر کوئی ایک محل بنا کر اُس کو مسجد بنانا چاہے اور کوئی دوسرا اُس پر غالب آ کر اُس کو بُت خانہ بنا دے تو مسجد بنانے والے کی خواہش کا کیا فائدہ ہوا۔

۲ یا تو۔ اگر تو نے کپڑا بُن لئے بنا کر تو اُس کی قبا بنائے اور تیرا مخالف آ کر اُسکو شلوار بنا دے تو کپڑے کیلئے اس کے سوا اور کیا چارہ ہے کہ غالب کے سامنے مغلوب ہو جائے۔ چارہ۔ کپڑے کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے کہ غالب کے سامنے مغلوب ہو جائے اور وہ جو کچھ اُسکو بنا دے بنا لے۔ چونکہ کسی پر غالب ہو جاتا ہے تو اُس کو سب کچھ کر دیتا ہے۔

۳ صاحب خانہ۔ غاصب کے مقابلہ میں گھر کا مالک ذلیل ہو جاتا ہے اور اُس پر وہ حکمرانی کرتا ہے جو خلق کرتا ہے وہ اُس کا ساتھی بھی ذلیل ہوتا ہے۔ چونکہ۔ جب نفس اور شیطان غالب ہو تو یہ کہنا کہ جو اللہ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے ایک مذاق کی بات ہے۔

من[1] اگر ننگِ مُغاں یا کافرم — آں نیم کہ بر خدا ایں ظن برم

میں اگر آتش پرستوں کے لئے ننگ یا کافر ہوں — میں وہ نہیں ہوں کہ خدا پر اس طرح کا گمان کروں

گر کسے ناخواہِ اُو ورغمِ اُو — گردد اندر مُلکتِ اُو حکم جُو

اگر کوئی اُسکی خواہش کے بغیر اور اُسکی دوست کے ساتھ — اُس کی ملک میں حاکم ہو

مُلکتِ اُورا فرو گیرد چنیں — کہ نیارد دَم زدن دَم آفریں

اُس کی مملکت پر اس طرح قبضہ جمالے — کہ دم کو پیدا کرنے والا، دم نہ مار سکے

دفعِ اُو میخواہد و می بایدش — دیو ہر دم غصّہ می افزایدش

وہ اُس کو دفع کرنا چاہے اور اُسکو کرنا چاہیے — شیطان ہر وقت اُس کا غصہ بڑھائے

بندۂ ایں دیو میباید شُدن — چونکہ غالب اُوست در ہر انجمن

اِس شیطان کا بندہ ہونا چاہیئے — جبکہ ہر مجلس میں وہ غالب ہے

تا مبادا[2] کیں کُند شیطان زمن — پس چہ دستم گیرد آنجا ذوالمنن

تاکہ ایسا نہ ہو کہ شیطان مجھ سے کینہ وری کرے — تو اُس جگہ خدا میری دستگیری کرے گا؟

آنکہ اُو خواہد مُرادِ اُو شوَد — از کہ کارِ من دگر نیکو شوَد

جو وہ (شیطان) چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے — پھر کس دوسرے سے میرا کام اچھا ہوگا

مَثَلِ شیطان بر درِ رحمٰن

رحمٰن کے دربر شیطان کی مثال

حاش لِلّٰہ ایں شار اللہ کاں — حاکم آمد در مکان ولامکاں

اللہ پاک ہے، جو اس نے چاہا ہوا — وہ مکان اور لامکان میں حاکم ہے

ہیچکس در ملک او بے امرِ اُو — در نیفزاید سرِ یک تارِ مُو

کوئی شخص اُس کے حکم کے بغیر اُسکی ملک میں — ایک بال برابر زیادتی نہیں کرسکتا ہے

مُلک[3] مُلکِ اُوست فرماں آنِ اُو — کمترین سگ بر درآں شیطانِ اُو

سلطنت کسی کی سلطنت ہے، حکم اُس کا ہے — اُس کا شیطان اُس کے دروازہ پر ادنیٰ کتا ہے

ترکماں را گر سگے باشد بدر — بر درش بنہادہ باشد رُوے و سر

اگر ترکمان کے دروازے پر کتا ہو — اُس کے دروازے پر منہ اور سر رکھے ہوتا ہے

حفاظت کے لئے یہ مونا کتے بھی پالتے تھے گھر کے پٹے اُن کتوں کی دُمیں کھینچتے تھے لیکن جنبی انسان پر وہی کتے نر شیر کی طرح حملہ کر دیتے تھے۔

---

[1] من اگر میں خواہ کافر ہوں آتش پرست ہوں تو میں یہ خیال نہیں کرسکتا کہ اللہ کا چاہا ہوا نہ ہو اور شیطان اور نفس کی خواہش پوری ہو۔ گر کسے آتش پرست کہتا ہے کہ میں عقیدہ نہیں رکھ سکتا کہ کوئی شخص خدا کی مملکت میں اُس کے برخلاف حکمرانی کرسکے۔ اور خدا اُس کے سامنے دم بھی نہ مار سکے اور خدا دشمن کو دفع کرنا چاہے اور دشمن دفع نہ ہو اور خدا کا غصہ اور بڑھتا رہے۔ بندہ۔ اگر خدا اور شیطان کی یہی حالت ہے تو پھر خدا کی بجائے شیطان کا بندہ بن جانا چاہیئے کیونکہ خدا مغلوب اور شیطان غالب ہے۔

[2] تا مبادا۔ اس حالت میں اگر شیطان کی بجائے خدا کی بندگی کی جائے گی تو شیطان دشمن بن جائے گا اور خدا کوئی مدد نہ کرسکے گا۔ آنکہ جب شیطان کا منشا پورا ہوتا ہے تو پھر شیطان کے علاوہ میرا بھلا اور کون کرسکتا ہے۔ حاش للہ۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اُس کا ارادہ پورا نہ ہو۔ ہیچکس۔ اُس کی خدائی میں ایک ذرہ اُس کے حکم کے خلاف نہیں ہوسکتا۔

[3] مُلک۔ دنیا اور آخرت اُس کا ملک ہے شیطان اُس کے در پر معمولی کتا ہے۔ ترکمان۔ یہ خانہ بدوش قوم تھی غارتگری اُس کا پیشہ تھا

کودکانِ خانہ دُمش میکشند — باشد اندر دستِ طفلاں خوار مند

گھر کے بچے اُس کی دُم کھینچتے ہیں — وہ بچوں کے ہاتھوں ذلیل ہوتا ہے

باز اگر بیگانہ معبر کُند — حملہ بروے ہمچو شیرِ نر کُند

پھر اگر کوئی اجنبی گذرتا ہے — نرشیر کی طرح اُس پر حملہ کرتا ہے

کہ[1] اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ شُد — با ولی گُل با عدو چوں خار شُد

کیونکہ "وہ کفار پر سخت ہیں" بن گیا — دوست کیساتھ پھول اور دشمن کیساتھ کانٹا جیسا

زآب تمساحے کہ دادش ترکماں — آنچناں وافی شدست و پاسباں

پتلے حریرے کی وجہ سے جو ترکمان نے اُسے دیا — ایسا وفادار اور محافظ بن گیا

پس سگِ شیطاں کہ حق مستش کُند — اندر و صد فکرت و حیلت تند

تو شیطان کتا جس کو اللہ (تعالیٰ) پیدا کرتا ہے — اُس میں سینکڑوں خیال اور حیلے ڈالتا ہے

آبروہا را غذائے اُو کُند — تا بُرد او آبروئے نیک و بد

آبروؤں کو اُس کی غذا بناتا ہے — تاکہ وہ بھلے اور بُرے کی آبرو اُڑا لے جائے

آبِ تمساح ست آبروئے عام — کہ سگِ شیطاں ازاں یابد طعام

عوام کی آبرو پتلا حریرہ ہے — کہ شیطان کتا اُس سے غذا حاصل کرتا ہے

بر درِ[2] خرگاہِ قدرت جانِ اُو — چوں نباشد حکم را قرباں بگو

اُس کی جان قدرت کے خیمہ کے دروازے پر — حکم پر قربان کیسے نہ ہوگی؟ بتا

گلہ گلہ از مُرید و از مَرید — چوں سگِ باسط ذراعے بالوصید

مُرید اور سرکش جماعت در جماعت — کتے کی طرح چوکھٹ پر بازو پھیلائے بیٹھے ہے

بر درِ کہفِ الوہیت چو سگ — ذرہ ذرہ امر جُو برجستہ رگ

الوہیت کے غار کے دروازے پر کتے کی طرح — ذرہ ذرہ بھڑکتی ہوئی رگ کیساتھ حکم کا طالب ہے

اے[3] سگِ دیوا متحاں میکُن کہ تا — چوں دریں رہ می نہند ایں خلق پا

اے شیطان کتے! امتحان کر کہ کب تک — اِس راستہ میں کس طرح یہ مخلوق پاؤں رکھتی ہے

حملہ میکُن منع میکُن می نگر — تا کہ باشد مادہ اندر صدق و نر

حملہ کر، روک دیکھ — کہ سچائی میں کون مادہ اور کون نر ہے؟

کا وجود انسان کے اختیار کے منافی نہ ہوا۔

---

[1] آ۔ کتوں کی یہ عادت تھی کہ مخالفوں اور اجنبیوں کے لئے سخت تھے دوستوں کے لئے پھول اور دشمنوں کے لئے کانٹا تھے۔ ترکمان اُس کتے کو پتلا دیا پلاتا تھا تو وہ اُس کے اِس قدر وفادار اور محافظ بن گیا۔ یعنی۔ جب معمولی غذا پانے پر کتا ترکمان کا ایسا فرمانبردار ہے تو شیطان جس کو خدا نے پیدا کیا اور طرح طرح کی غذائیں اُس کو عطا کرتا ہے۔ وہ شیطان لوگوں کی آبرو سے غذا حاصل کرتا ہے۔

[2] بر درِ خرگاہ۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں شیطان اُس کے حکم پر کیوں قربان نہ ہوگا۔ مُرید۔ خدا کے دربار میں ہر ارادتمند۔ مَرید۔ سرکش کتے کی طرح آگے ہاتھ بچھائے ہوئے بیٹھا ہے۔ وصید۔ چوکھٹ۔ عین مرید۔ سرکش۔ بر درِ کہف۔ اللہ کے دربار کے غار کے سامنے شیطان کتے کی طرح بیٹھا ہے جس کا ذرہ ذرہ اللہ کے حکم کا منتظر ہے۔

[3] اے سگ۔ اللہ نے شیطان کو اس لئے بٹھا رکھا ہے تاکہ وہ دربار میں پہنچنے والوں کا امتحان کرے اور سچائی کے فرمادہ کو پہچان لے اور جو سچائی میں مکمل نہیں ہیں اُن کو دربار تک نہ پہنچنے دے۔ لہٰذا شیطان

پس[1] اعوذ از بہر چہ باشد چو سگ — گشتہ باشد از ترفع تیز تگ

تو اعوذ کس لئے ہوتی ہے؟ جب کتا — بڑائی کی وجہ سے تیز دوڑتا ہے

ایں اعوذ آنست اے ترک خطا — بانگ برزن بر سگ و رہ برگشا

یہ اعوذ اس لئے ہے کہ اے خطا کے ترک! — کتے کو دھمکا اور راستہ کھولدے

تا بیایم بر در خرگاہ تو — حاجتے خواہم ز جود و جاہ تو

تاکہ میں تیرے خیمہ کے در پر آجاؤں — تیری سخاوت اور رتبہ سے حاجت کا سوال کرلوں

چونکہ ترک از سطوت سگ عاجز است — ایں اعوذ و ایں فغاں ناجائز است

جبکہ ترک (بھی) کتے کے حملہ سے عاجز ہے — یہ اعوذ اور یہ فریاد بیکار ہے

ترک ہم گوید اعوذ از سگ کہ من — ہم ز سگ درماندہ ام اندر وطن

ترک بھی کہے کہ میں کتے سے پناہ چاہتا ہوں کیونکہ میں — بھی گھر میں کتے سے عاجز ہوں

تو[2] نمی یاری بدیں در آمدن — من نمی یارم ز در بیروں شدن

تو اس دروازے تک نہیں آسکتا — میں دروازے سے باہر نہیں نکل سکتا

خاک اکنوں بر سر ترک و سنق — کہ یکے سگ ہر دو را بندد عنق

اب ترک اور مہمان کے سر پر خاک — کہ ایک کتا دونوں کی گردنیں پکڑ دے

حاش للہ ترک بانگے بر زند — سگ چہ باشد شیر نر خوں قے کند

خدا پاک ہے۔ ترک ایسی ڈانٹ پلائے گا — کتا کیا ہوتا ہے؟ نر شیر خون کی قے کردے

ایکہ خود را شیر یزداں خواندہ — سالہا شد با سگے درماندہ

اے وہ! کہ تو اپنے آپ کو خدا کا شیر کہتا ہے — سالوں گذر گئے تو کتے سے عاجز ہے

چوں[3] کند ایں سگ برائے تو شکار — چوں شکار سگ شدستی آشکار

یہ کتا تیرے لئے شکار کب کرے گا؟ — جبکہ تو کھلے بندوں کتے کا شکار بن گیا

جواب گفتن مومن سنی مر کافر جبری را در اثبات اختیار بندہ

بندہ کا اختیار کے اثبات کرنے میں سنی مومن کا جبری کافر کو جواب دینا

و دلیل گفتن کہ سنت راہے باشد کہ کوفتہ اقدام انبیا علیہم السلام

اور دلیل بیان کرنا کہ سنت وہی راستہ ہے جو انبیاء علیہم السلام کے پاؤں کا روندا

---

[1] پس اعوذ۔ تو اعوذ بالله کی تعلیم اسی لئے دی گئی ہے کہ دربار میں پیچھے والوں پر اگر شیطان کتے کو چھوڑ دے تو وہ اعوذ کے مالک کو پکار کر کہیں کہ وہ اپنے کتے کو راستہ سے ہٹا دے تاکہ وہ دربار تک پہنچ سکیں۔ چونکہ جب ترک خود کتے سے عاجز ہو تو پھر اعوذ پڑھنا بالکل بیکار ہے۔ ترک۔ وہ ترک خود کتے سے پناہ مانگتا ہے۔

[2] تو نمی۔ ترک یہ کہے کہ کتے کے ڈر سے تو اندر نہیں آسکتا اور میں باہر نہیں نکل سکتا۔ ایسے ترک اور مہمان کے سر پر خاک ہو۔۔۔ حاش للہ۔ ترک سے یہ بات بہت بعید ہے کہ وہ کتے سے ڈرے کتا تو درکنار اس کی ڈانٹ سے شیر خون کی قے کردے تاکہ۔ انسان جو خلیفۂ اللہ ہے وہ شیطان کے ڈر سے اور مغلوب ہو جائے یہ بری بات ہے۔

[3] چوں کند۔ جب مالک خود کتے سے ڈرے تو کتا اس کے لئے کیا شکار کریگا۔ سنت۔ جبر و قدر کے معاملہ میں جو صحیح مسلک ہے وہ یہی ہے اس کی ایک جانب جبر ہے اس عقیدہ کی رو سے انسان کا کوئی اختیار نہیں ہے جب انسان کو اختیار نہ ہو تو پھر اسکو اللہ سمجھ دینا اور منع کرنا درست نہ ہوگا لہذا اس عقیدہ کے مطابق انہیں تاویل کرنی ہوگی اور پھر ان

[4] دلیلات کے نتیجہ میں جنت اور دوزخ کا انکار لازم آئیگا اسلئے جنت و اختیاری طور پر جگہ بنانے کا انعام ہے اور دوزخ رہنے والوں کی سزا ہے اور اس مسلک کی بنا جانب قدر کا عقیدہ جس کی بنیاد پر انسان کو اپنے افعال کا خالق مانا جائے اور اللہ کی قدرت کو انسان کی قدرت کے مغلوب بنا دیا جائے اور انکے نتائج جبر کے عقیدے کے نتائج سے بھی

وبریمین آں راہ بیابانِ جبرست کہ خود را اختیار نہ بیند و

ہوا ہے اُس کے دائیں جانب جبر کے جنگل کا راستہ ہے جو کہ اپنا اختیار نہیں

امر و نہی را منکر شود و تاویل کند و از منکر شدن امر و نہی

سمجھتا ہے اور امر و نہی کا منکر ہو جاتا ہے اور تاویل کرتا ہے اور امر و نہی کے منکر ہونے سے بہشت

لازم آید انکار بہشت و دوزخ کہ بہشت جزائے مطیعانِ

اور دوزخ کا انکار لازم آتا ہے کیونکہ بہشت فرمانبرداروں کی جزا ہے

امرست و دوزخ جزائے مخالفانِ امر و دیگر نگویم کہ بچہ انجامد

اور دوزخ امر کے مخالفوں کی جزا ہے میں اور مزید نہیں کہتا کہ کیا نتیجہ

کہ العاقل تکفیہ الاشارۃ و بریسار آں راہ بیابانِ قدرست

نکلتا ہے، عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے اور اُسکے بائیں جانب قدر کا جنگل ہے

کہ قدرتِ خالق را مغلوب قدرتِ خلق داند و ازاں فسادہا

جو اللہ کی قدرت کو مخلوق کی قدرت سے مغلوب سمجھتے ہیں اور اس سے وہ

زاید کہ آں مُغ جبری بر شمرد

خرابیاں پیدا ہوتی ہیں جنکو وہ جبری آتش پرست گنتا ہے

گفت[1] مومن بشنو اے جبری خطاب — آنِ خود گفتی نک آوردم جواب

مومن نے کہا اے جبری! بات سُن — تونے اپنی بات کہی اب میں جواب دیتا ہوں

بازیِ خود دیدی اے شطرنج باز — بازیِ خصمت ببیں پہن و دراز

اے شطرنجی! تونے اپنی چال دیکھ لی — مخالف کی لمبی چوڑی چال بھی دیکھ لے

نامۂ عذرِ خودت برخواندی — نامۂ سُنّی بخواں چہ ماندی

تونے اپنے عذر کی کتاب پڑھ دی — سُنّی کی کتاب بھی پڑھ (کر) تیرا کیا حال ہے؟

نکتہ گفتی جبریانہ در قضا — سِرِّ آں بشنو ز من در ماجرا

قضا کے بارے میں تونے جبریوں کا نکتہ بیان کر دیا — معاملہ میں مجھ سے اِس کا راز سُن لے

اختیارے[2] ہست ما را بے گماں — حس را منکر نتانی شد عیاں

یقیناً ہمارے لئے (بھی) اختیار ہے — تو آنکھوں دیکھی حس کا انکار نہیں کر سکتا

اختیارِ خود ببیں جبری مشو — رہ رہا کردی براہ آکج مرو

اپنے اختیار کو دیکھ جبری نہ بن — تونے راستہ چھوڑ دیا، راستہ پر آجا، ٹیڑھا نہ چل

[1] گفت سُنّی مسلمان نے جبر کے عقیدے والے کو جواب دیا۔ جبری۔ وہ شخص جو جبر کا عقیدہ رکھتا ہو

[2] اختیارے۔ جبر کے عقیدے میں انسان کے اختیار کا بالکل انکار ہے مولانا انسان کے اختیار کو ثابت کرتے ہیں۔

سنگ[1] را ہرگز نگوید کس بیا — از کلوخے کس کجا جوید وفا
پتھر سے کوئی نہیں کہتا تو آجا — ڈھیلے سے وفاداری کون چاہتا ہے ؟

آدمی را کس نگوید ہیں بپر — یا بیا اے کور خوش در من نگر
انسان سے کوئی نہیں کہتا، ہاں اُڑ — یا اے اندھے ! آ مجھے غور سے دیکھ

گفت یزداں ما علی الاعمیٰ حرج — کے نہد بر کس حرج ربّ الفرج
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا اندھے پر تنگی نہیں ہے — کشادگی کا پروردگار کسی پر تنگی نہیں ڈالتا ہے

کس نگوید سنگ را دیر آمدی — یا کہ چوبا تو چرا بر من زدی
پتھر سے کوئی نہیں کہتا کہ تو تاخیر سے آیا — یا اے لکڑی ! تو نے مجھے کیوں مارا ؟

این[2] چنیں و اجتہا مجبور را — کس نگوید یا زند معذور را
مجبور سے ایسی جواب طلبیاں — کوئی نہیں کرتا ہے، یا مجبور کو مارے

امر و نہی و خشم و تشریف و عتیب — نیست جز مختار را اے پاک جیب
حکم دینا اور روکنا اور غصہ اور اعزاز اور عتاب — اے پاک دل ! مختار کے سوا کے لئے نہیں ہے

اختیارے ہست در ظلم و ستم — من ازیں شیطان و نفس این خواستم
ظلم اور ستم میں اختیار ہے — میری مراد نفس اور شیطان سے یہی تھی

اختیار اندر درونت ساکن ست — تا ندید او یوسفے کف را نخست
تیرے اندر اختیار باقی ہے — جبتک اُسنے یوسفؑ کو نہیں دیکھا ہاتھ کو زخمی نہیں کیا

اختیار و داعیہ در نفس بود — روش دید انگہ پر و بالے کشود
اختیار اور داعیہ نفس میں تھا — اُن کا چہرہ دیکھا پھر بال اور پر کھولے

سگ[3] بخفتہ اختیارش گشتہ گم — چوں شکنبہ دید جنبانید دُم
سوئے ہوئے کتے کا اختیار گم ہو گیا ہے — جب سدہ دیکھا اس نے دُم ہلائی

اسپ ہم جو جو کند چوں دید جو — چوں بجنبد گوشت گر بہ گفت مو
گھوڑا بھی جو جو کرنے لگتا ہے جب جو دیکھتا ہے — جب گوشت ہلتا ہے بلی میاؤں کہتی ہے

دیدن آمد جنبش آں اختیار — ہمچو نفخے ز آتش انگیزد شرار
دیکھنا اُس اختیار کی حرکت بنا — اُس پھونکنے کی طرح جو آگ سے چنگاریاں اُڑاتا ہے

---

[1] سنگ۔ انسان کو حکم دیا جاتا ہے پتھر کو کوئی حکم نہیں دیتا ہے معلوم ہوا کہ انسان میں قدرت اور اختیار ہے آدمی را جس چیز کی انسان میں قدرت اور اختیار نہیں ہے اُس کے بارے میں کوئی اُس کو حکم نہیں دیتا ہے انسان سے کوئی نہیں کہتا کہ تو اُڑ کس نگوید۔ پتھر سے کوئی کسی طرح مطالبہ نہیں کرتا ہے اس لئے کہ جانتا ہے اس میں کوئی قدرت اور اختیار نہیں ہے۔

[2] این چنیں جس قدر مطالبات ہیں وہ صاحب اختیار و قدرت سے ہیں، غصہ و غضب حکم اور ممانعت وغیرہ صاحب اختیار سے متعلق ہے۔ اختیار انسان ظلم اور ستم کرنے اور نہ کرنے میں ہے اختیار ہے جب ظلم کرتا ہے تو خود اپنے ارادہ اور اختیار سے کرتا ہے نفس اور شیطان خود انسان کا اپنا ارادہ ہے ساکن۔ جبتک کسی چیز کو داعیہ پیدا نہیں ہوتا ہے تو انسان کا اختیار خوابیدہ رہتا ہے تا ندید۔ اس سے حضرت یوسفؑ اور مصری عورتوں کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

[3] سگ بخفتہ۔ جب تک کتا قرنی نہیں دیکھتا تو سوتا رہتا ہے قرنی دیکھ کر دُم ہلانا شروع کر دیتا ہے یہی حال انسان کے اختیار اور قدرت کا ہے جب تک کوئی داعیہ نہیں ہے وہ خوابیدہ ہے جب کوئی داعیہ ہوگا تو بیدار ہو جائے گا۔ جو جو کند۔ یعنی گھوڑا ہنہناتا ہے۔ تو۔ یعنی بلی میاؤں کرتی ہے۔ دیدن۔ اس داعیہ کو دیکھنا اختیار کو بیدار اور متحرک بنا دیتا ہے۔

پس[1] بجنبد اختیارت چون بلیس — شد دلالہ آردت پیغام و پس

تو تیرا اختیار حرکت میں آجاتا ہے جب شیطان — دلالہ بنتا ہے تیرے پاس وہس کا پیغام لاتا ہے

چونکہ مطلوبے بریں کس عرضہ کرد — اختیار خفتہ بکشاید نبرد

جب اس شخص پر مطلوب پیش کیا — سویا ہوا اختیار جنگ شروع کر دیتا ہے

واں فرشتہ خیرہا بر رغم دیو — عرضہ دارد میکند در دل غریو

فرشتہ شیطان کے برعکس بھلائیاں — پیش کرتا ہے، دل میں شور برپا کر دیتا ہے

تا بجنبد اختیار خیر تو — زانکہ پیش از عرضہ خفتہ است ایں دو خو

تاکہ تیرا بھلائی کا اختیار حرکت میں آئے — کیونکہ پیش کرنے سے پہلے یہ دونوں خصلتیں سوئی ہوئی ہیں

پس فرشتہ و دیو گشتہ عرضہ دار — بہر تحریک عروق اختیار

تو فرشتہ اور شیطان پیش کرنیوالے بنے — اختیار کی رگوں کو حرکت میں لانے کے لئے

می[2] شود ز الہامہا و وسوسہ — اختیار خیر و شرت دہ کسہ

وسوسہ اور الہاموں کی وجہ سے بنتا ہے — تیرا خیر اور شر کا اختیار دس مردوں والا

وقت تحلیل نمازے بانگ — زاں سلام آورد باید بر ملک

اے ملیح! نماز ختم کرنے کے وقت — اس لئے فرشتوں کو سلام کرنا چاہیے

کز الہام و دعائے خوب تاں — اختیار ایں نماز م شد رواں

کہ تمہاری اچھی دعا اور الہام سے — اس نماز کا (بڑا) اختیار ختم ہو گیا

باز[3] از بعد گنہ لعنت کنی — بر بلیس ایرا کہ از وے منحنی

پھر گناہ کے بعد تو لعنت کرتا ہے — شیطان پر، کیونکہ تو اسی وجہ سے کبڑا بنا

ایں دو ضد عرضہ کنندہ در سرار — در حجاب غیب آمد عرضہ دار

ان دو متضاد پیش کرنے والے — غیب کے پردے میں پیش کرنیوالے ہیں

چونکہ پردہ غیب برخیزد ز پیش — تو ببینی روی دلالان خویش

جب غیب کا پردہ سامنے سے اٹھ جائیگا — تو اپنے دلالوں کا چہرہ دیکھ لے گا

ور سخن شاں واشناسی بے گزند — کاں سخن گو در حجاب اینہا بدند

اور بلا تکلف اُن کی گفتگو کو پہچان لے گا — کہ پردے میں گفتگو کرنے والے یہی تھے

اُن کے ذریعہ تو اُن کی شخصیتوں کو پہچان لے گا۔

---

[1] پس بجنبد۔ شیطان تیرے معشوق کا پیغام لاتا ہے تو دلالہ کا کام کرتا ہے اور تیرا خوابیدہ اختیار حرکت میں آتا ہے اور جنگ شروع کر دیتا ہے۔ واں فرشتہ۔ اللہ تعالیٰ کا فرشتہ شیطان کے برعکس خیریں پیش کر کے دل میں غلغلہ پیدا کرتا ہے تاکہ شر کی بجائے خیر کا اختیار بیدار ہو جائے۔ پیش۔ فرشتہ اور شیطان تو تیرے اندرونی اختیار کو متحرک کرتے ہیں اختیار تیرے اندر موجود ہوتا ہے

[2] می شود۔ جو اختیار خود انسان میں موجود ہوتا ہے وہ فرشتوں کے الہام اور شیطان کے وسوسوں کے ذریعہ قوی ہو جاتا ہے۔ وقت تحلیل۔ جس وقت نمازی سلام پھیرتا ہے تو فرشتوں کی بھی نیت کرتا ہے اس لئے کہ انہی کی ترغیب اور الہام سے اُس نے نماز ادا کی ہے۔

[3] باز۔ گناہ کے بعد اس شیطان پر اسی وجہ سے لعنت بھیجتا ہے کہ اُس کے وسوسہ کی وجہ سے وہ گناہ میں مبتلا ہوا اور اُس نے کجروی اختیار کی۔ ایں دو۔ یعنی فرشتہ اور شیطان۔ چونکہ حضور میں جسکی دنیوی زندگی کا حجاب ختم ہو جائے گا تو فرشتہ اور شیطان کو خود دیکھ لے گا اور جو پس پردہ اُن کی باتیں تھیں

دیو گوید اے اسیر طبع و تن — عرضہ میکردم نہ کردم زور من

شیطان کہے گا اے طبیعت اور جسم کے قیدی! — میں نے پیش کیا تھا، میں نے مجبور نہ کیا تھا

واں فرشتہ گویدت من گفتمت — کہ ازیں شادی فزوں گردد غمت

اور وہ فرشتہ تجھ سے کہے گا میں نے تجھ سے کہہ دیا تھا — کہ اس خوشی سے تیرے رنج میں اضافہ ہوگا

آں فلاں روزت نگفتم من چناں — کہ ازاں سویست رہ سوئے جناں

کیا میں نے فلاں روز تجھ سے ایسا نہ کہا تھا؟ — کہ جنتوں کا راستہ اس جانب ہے

ما محب جان و روح افزائے تو — ساجدان و مخلص بابائے تو

ہم جان کو پیار رکھنے والے اور تیری روح کو بڑھانے والے ہیں — تیرے باوا کے مخلص اور سجدہ کرنے والے ہیں

ایں زمانت خدمتے ہم میکنم — سوئے مخدومی صلایت میزنم

میں اس وقت بھی تیری خدمت کر رہا ہوں — مخدوم بننے کی جانب تجھے بلاتا ہوں

آں گروہ بابات را بودہ عدی — وز خطاب اسجدوا کردہ ابا

وہ گروہ تیرے باوا کا دشمن تھا — اور "سجدہ کرو" کے حکم سے اس نے انکار کیا تھا

آں گرفتی وانِ ما انداختی — حقِ خدمت ہائے ما نشناختی

تو نے وہ لے لیا اور ہماری بات کو نظر انداز کر دیا — تو ہماری خدمتوں کے حق کو نہ پہچانا

ایں زماں ما را و ایشاں را عیاں — در نگر بشناس از لحن و بیاں

اب ہمیں اور ان کو آنکھ سے — دیکھ لے، لہجے اور گفتگو سے پہچان لے

نیم شب چوں بشنوی زاری دوست — چوں سخن گوید سحر دانی کہ اوست

جب تو آدھی رات کو دوست کی آہ و زاری سنتا ہے — جب وہ صبح کو بات کرتا ہے تو جان لیتا ہے کہ وہ وہی ہے

ور دو کس در شب خبر آرد ترا — روز از گفتن شناسی ہر دو را

اگر رات میں دو شخص تیرے پاس خبر لائیں — دن میں بات کرنے سے تو دونوں کو پہچان لیتا ہے

بانگِ شیر و بانگِ سگ شب در رسید — صورتِ ہر دو ز تاریکی ندید

رات کو شیر کی آواز اور کتے کی آواز آئی — تو نے اندھیرے کی وجہ سے دونوں کی صورت نہ دیکھی

روز شد چوں باز در بانگ آمدند — پس شناسدشان ز بانگ آں ہوشمند

دن نکلا، پھر جب وہ بولے — تو وہ ہوشمند آواز سے ان کو پہچان لیتا ہے

---

۱ دیو۔ وہاں شیطان تجھ سے کہہ دے گا کہ میں نے دل میں وسوسہ ہی تو ڈالا تھا تجھے مجبور تو نہ کیا تھا۔ فرشتہ۔ فرشتہ تجھ سے کہے گا کہ میں نے تیرے دل میں یہ بات ڈال دی کہ اس گناہ کی لذت اور خوشی بہت سے غموں کا سبب بنے گی۔ آں فلاں۔ فرشتہ یہ بھی کہے گا کہ فلاں روز میں نے تجھے جنت کا راستہ بتایا تھا اور یہ بھی کہا تھا کہ ہم تمہارے خیر خواہ ہیں اور تمہارے باپ حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے والے ہیں۔ ایں زمانت۔ فرشتہ یہ بھی کہتا ہے کہ جس طرح ہم نے تمہارے باپ کی خدمت کی تمہاری خدمت کرتے ہیں اور نیک راستہ بتا کر تجھے مخدوم بننا چاہتے ہیں۔ آں گروہ۔ فرشتہ نے یہ بھی کہا کہ یہ شیاطین کی جماعت تمہارے باپ کی بھی دشمن تھی اور ان کو سجدہ کرنے سے اس نے انکار کیا تھا۔

۲ آں۔ فرشتہ کہہ رہے گا کہ تو نے ہمارا کہنا نہ مانا اور شیطان کا کہنا مانا۔ ایں زماں۔ پہلے تو نے ہمیں دیکھا نہ تھا آواز سنی تھی۔ اب آواز سے پہچان لے ہم وہی ہیں یا نہیں ہیں۔ نیم شب۔ اندھیرے میں اگر کوئی تجھ سے بات کرتا ہے تو دن میں اس کی آواز سے پہچان جاتے ہو کہ رات میں بات کرنے والا شخص یہی تھا۔

۳ ور دو کس۔ رات میں جو شخص باتیں کرتے ہیں دن میں انکی آواز پہچان کر ہم تعین کر لیتے ہو کہ ان دونوں میں سے فلاں بات فلاں شخص نے کہی اور فلاں بات فلاں شخص نے کہی تھی رات میں اگر کتے اور شیر کی آواز سنی تھی تو دن میں جب دونوں کی آوازوں کو سنتا ہے تو جان جاتا ہے کہ رات کی فلاں آواز شیر کی تھی اور فلاں کتے کی تھی۔

مخلص[1] اینکہ دیو و روح عرضہ دار — ہر دو ہستند از تتمہ اختیار
خلاصہ یہ ہے کہ شیطان اور فرشتہ پیش کرنیوالے — دونوں اختیار کا تکملہ ہیں

اختیارے ہست در ما ناپدید — چوں دو مطلب دید آید در مزید
ہم میں چھپا ہوا اختیار ہے — جب دو مطلب دیکھتا ہے جوش میں آتا ہے

اوستاداں کودکاں را میزنند — آں ادب سنگِ سیہ را کے کنند
استاد بچوں کو پیٹتے ہیں — یہ سزا کالے پتھر کو کب دیتے ہیں؟

ہیچ گوئی سنگ را فردا بیا — ور نیائی من دہم بد را سزا
تو کبھی پتھر کو کہتا ہے، کل آنا — اگر تو نہ آئے گا، تو میں بُرے کو سزا دوں گا

ہیچ عاقل مر کلوخے را زند — ہیچ با سنگے عتابے کس کند
عقلمند انسان کبھی ڈھیلے کو مارتا ہے — کوئی کبھی پتھر پر غصہ کرتا ہے

در خرد جبر از قدر رسواتر ست — زانکہ جبری حسِ خود را منکر ست
عقلاً جبر قدر سے زیادہ بُرا ہے — کیونکہ جبری اپنے حس کا منکر ہے

منکرِ حس نیست آں مردِ قدر[2] — فعلِ حق حسی نباشد اے پسر
قدری انسان حس کا منکر نہیں ہے — اے بیٹا! اللہ (تعالیٰ) کا کام حس میں نہیں آتا

منکرِ فعلِ خداوندِ جلیل — ہست در انکار مدلولِ دلیل
خداوندِ جلیل کے فعل کا منکر — دلیل کے نتیجہ کے انکار میں (مبتلا) ہے

آں بگوید دود ہست و نار نے — نورِ شمعے بے ز شمع روشنے
وہ کہتا ہے دھواں ہے اور آگ نہیں ہے — شمع کی روشنی بغیر شمع کے روشن ہے

ویں[3] ہمیں بیند معین نار را — نیست میگوید پئے انکار را
اور یہ (جبری) آگ کو موجود دیکھتا ہے — انکار کے لئے "نہیں ہے" کہتا ہے

جامہ اش سوزد بگوید نار نیست — جامہ اش دوزد بگوید نار نیست
اُس کا کپڑا جلتا ہے، کہتا ہے آگ نہیں ہے — اُس کا کپڑا سیتا ہے، کہتا ہے دھاگا نہیں ہے

پس تسفسط آمد ایں دعوی جبر — لاجرم بدتر بود زیں روزگبر
یہ جبر کا دعوے سوفسطائیت ہے — اس اعتبار سے وہ لامحالہ دہریہ سے بدتر ہے

کپڑا آگ سے جل رہا ہے اور آگ کا انکار کرتا ہے دھاگے سے کپڑا سل رہا ہے اور دھاگے کا انکار کرتا ہے۔ پس تسفسط۔ جبر کا عقیدہ تو سوفسطائی عقیدہ پر مبنی ہے جو اشیاء کو موجود نہیں مانتا بلکہ اشیاء کے وجود کو ذہنی خیال کہتا ہے اور یہ سوفسطائی عقیدہ دہریہ کے عقیدہ سے بھی بدتر ہے۔

[1] مخلص۔ بات کا خلاصہ یہ نکلا کہ انسان نیکی اور بدی کرنے میں بااختیار ہے مجبور نہیں ہے وہ اختیار پوشیدہ ہوتا ہے مقصد کے سامنے آجانے پر اس اختیار میں طاقت آجاتی ہے۔ اُستاد۔ اُستاد بچہ کو مختار سمجھ کر سختی پر اُترتا ہے پتھر چونکہ مجبور محض ہے اسکو کوئی نہیں مارتا ہے بیچ۔ پتھر کو مجبور مان کر نہ کوئی شخص اسکو حکم دیتا ہے نہ اُسکو سزا کا مستحق سمجھتا ہے۔ در خرد۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جبر کا عقیدہ تو قدر کے عقیدہ سے بھی بدتر ہے کیونکہ جبر کے عقیدہ کی بنیاد پر انسانی فعل کا انکار لازم آتا ہے جو محسوس چیز ہی ہے تو گویا جبری اپنے ایک محسوس کا منکر ہے۔

[2] مردِ قدر۔ قدری شخص جو اپنے آپ کو خود مختار مانتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا بندے کو اختیار عطا کرنے کا منکر ہے وہ اللہ کے ایک فعل کا منکر ہے جو حسی چیز نہیں ہے مگر قدری شخص جو اللہ تعالیٰ کے بندے کو اختیار عطا کرنے کا منکر ہے وہ صرف ایک نظری دلیل کے نتیجہ کا منکر ہے۔ آں بگوید۔ جبری عقیدے کا نتیجہ تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے دھواں موجود ہے مگر آگ کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ خود بخود پیدا ہو گیا ہے اور موم بتی کا نور ہے لیکن موم بتی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ خود بخود موجود ہو گیا ہے۔

[3] ویں۔ جبری محسوس کا انکار کرتا ہے تو گویا آگ کو دیکھتے ہوئے آگ کے وجود کا انکار کرتا ہے

گر گوید ہست عالم نیست رب — یا رب گوید کہ نبود مستجب

دہریہ کہتا ہے عالم موجود ہے خدا نہیں ہے — یا رب کہتا ہے جو قبول نہیں ہوتا ہے

این ہمی گوید جہاں خود نیست ہیچ — ہست سوفسطائی اندر پیچ پیچ

یہ کہتا ہے کہ دنیا خود کچھ نہیں ہے — سوفسطائی، پیچ و تاب میں ہے

جملۂ عالم مُقر در اختیار — امر و نہی این بیار و آں میار

اختیار کا سارا جہان مُقر ہے — حکم دینا اور منع کرنا یہ لا اور وہ نہ لا

او ہمی گوید کہ امر و نہی لاست — اختیارے نیست این جملہ خطاست

وہ کہتا ہے کہ حکم دینا اور منع کچھ نہیں ہے — کوئی اختیار نہیں ہے، یہ سب غلط ہے

حس را حیواں مُقر ست اے رفیق — لیک ادراکِ دلیل آمد دقیق

اے دوست! حس کا حیوان مُقر ہے — لیکن دلیل کا ادراک دقت طلب ہے

زانکہ محسوس ست مارا اختیار — خوب می آید برو تکلیفِ کار

کیونکہ ہمارا اختیار محسوس ہے — اسکی بنا پر ہمیں کام کا مکلف بنانا مناسب ہے

درکِ وجدانی چوں اختیار و اضطرار و خشم و اصطبار و

باطنی احساس جیسے کہ اختیار اور اضطرار اور غصہ اور صبر کرنا اور

سیری و ناہار بجائے حس ست کہ زرد از سرخ بداں فرق

پیٹ بھرنا اور بھوک، حس کے قائم مقام ہے جو کہ زرد کو سُرخ سے

کنند و خُرد از بزرگ و تلخ از شیریں و مُشک از سرگیں و درشت

اور چھوٹے کو بڑے سے اور کڑوے کو میٹھے سے اور مشک کو گوبر سے اور سخت

از نرم و سرد از گرم و سوزاں از شیر گرم و تر از خشک و لمس

کو نرم سے سرد کو گرم سے اور جلانے والے کو ٹھنڈے اور تر کو خشک سے اور دیوار

دیوار از لمس درخت پس منکرِ وجدانی منکرِ حس باشد و زیادہ

کے چھونے کو درخت کے چھونے سے فرق کرتی ہے تو باطنی احساس کا منکر حس کا منکر ہوگا

کہ وجدان از حس ظاہر تر ست زیرا کہ حس را تواں بستن و

اور اس سے بھی بڑھ کر کیونکہ باطنی احساس حس سے بڑھ کر ہے کیونکہ حس کو احساس کرنے سے باز رکھا

منع کردن از احساس و بستنِ راہ و مدخلِ وجدانیات

اور روکا جا سکتا ہے اور باطنی احساسات کے راستہ اور مدخل کو بند کرنا ممکن نہیں ہے

---

۱ گر گوید۔ دہریہ اختیاری حالت میں عالم کو موجود مانتا ہے خدا کا منکر ہے لیکن اضطراری حالت میں خدا کو بھی پکارنے لگتا ہے اور سوفسطائی عالم کے وجود ہی کا منکر ہے جملۂ عالم۔ دنیا کے سب انسان، انسان کے اختیار کے قائل ہیں اسی لئے ایک دوسرے کو حکم دیتا ہے اور منع کرتا ہے اگر مخاطب کو مختار نہ سمجھے تو نہ حکم دیتے نہ منع کرتے۔

۲ او۔ جبری یہ کہتا ہے کہ حکم دینا اور روکنا سب غلط ہے انسان کو کرنے نہ کرنے میں کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔ حس۔ حیوانات تک حس کے قائل ہیں لیکن جبری اس کا انکار کرتا ہے۔

۳ لیک۔ قدری جو بندہ کو مختار مطلق قرار دیتا ہے وہ دلیل جیسی دقیق چیز کا منکر ہے لہٰذا جبری، قدری سے بے عقلی میں بڑھا ہوا ہے۔ زانکہ۔ انسان کا مختار ہونا بالکل حسی چیز ہے اسی بنا پر اسے مکلف قرار دیا گیا ہے۔

رامکن نیست وَالعَاقِلُ تَکفِیہِ الاِشَارَۃُ

ممکن نہیں ہے اور عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے

درکِ[1] وجدانی بجائے حِس بُوَد — ہر دو در یک جدول اے عم میرود

باطنی احساس حِس کی جگہ ہے — اے چچا! دونوں ایک گول میں جاتے ہیں

نغز می آید بُرو کُن یا مکُن — امر و نہی و ماجرا ہا در سخن

اِسی پر بھلا بنتا ہے کر یا نہ کر — حکم دینا اور منع کرنا اور بات میں واقعات

ایں کہ فردا ایں کُنم یا آں کُنم — ایں دلیلِ اختیارست اے صَنم

یہ کہ کل یہ کروں گا، یا وہ کروں گا — اے پیارے! یہ اختیار کی دلیل ہے

واں پشیمانی کہ خوردی زاں بدی — زاختیارِ خویش گشتی مُہتدی

اور وہ شرمندگی جو تو نے بدی سے اُٹھائی — اپنے اختیار سے تو ہدایت یاب بنا

جملہ[2] قرآں امر و نہی ست و وعید — امر کردن سنگِ مرمر را کہ دید

سارا قرآن امر اور نہی اور ڈراوا ہے — سنگِ مرمر کو حکم کرنا، کس نے دیکھا ہے؟

ہیچ دانا ہیچ عاقل ایں کُند — با کلوخ و سنگ خشم و کیں کُند

کوئی سمجھدار کوئی عقلمند یہ کرتا ہے — ڈھیلے اور پتھر سے غصہ اور کینہ کرتا ہے؟

کہ بگفتم کہ چنیں کُن یا چناں — چوں نکردید اے موات و عاجزاں

کہ میں نے کہا تھا ایسا کر یا ویسا — اے مُردو اور عاجزو! تم نے کیوں نہ کیا؟

عقل[3] کے حکمے کُند بر چوب و سنگ — مردِ چنگی کے زند بر نقشِ چنگ

لکڑی اور پتھر کو عقل کب حکم دیتی ہے؟ — چنگ بجانے والا چنگ کی تصویر کو کب بجاتا ہے؟

کاے غلامِ بستہ دست و شکستہ پا — نیزہ برگیر و بیا سوئے وغا

کہ اے ہاتھ بندھے، پاؤں ٹوٹے ہوئے غلام! — نیزہ تھام اور جنگ کی جانب آ

خالقے کو اختر و گردوں کُند — امر و نہی جاہلانہ چوں کُند

وہ خالق جس نے ستارے اور آسمان بنایا — جاہلوں کا سا حکم دینا اور منع کرنا کب کرتا ہے؟

---

[1] درک۔ علم وجدانی۔ وہ علم جو وجدان کے ذریعہ حاصل ہو۔ وجدان نفس اور حس کی باطنی قوتوں کو کہا جاتا ہے۔ مولانا کے زمانے کا حکمہ یہ ہے کہ کچھ معلومات تو وہ ہیں جو بذریعہ وجدان انسان کو حاصل ہوتی ہیں جیسا کہ مجبور ہونا، مضطر ہونا یا غصہ اور صبر کرنا اور کچھ معلومات وہ ہیں جو بذریعہ حواس حاصل ہوتی ہیں جیسا کہ کسی چیز کا چھوٹا بڑا ہونا یا کڑوا میٹھا ہونا وغیرہ۔ تو وجدانی معلومات ایسی ہی ہیں جیسا کہ وہ معلومات جو حواس کے ذریعہ ہوتی ہیں بلکہ وجدانیات، محسوسات سے زیادہ قوی ہوتی ہیں کیونکہ محسوسات کا ذریعہ حواس ہیں اور حواس انسان معطل کر سکتا ہے لیکن وجدان کو معطل کرنا ممکن نہیں ہے تو جو شخص کسی وجدانی معلوم کا انکار کرے تو وہ محسوس کے منکر کی طرح ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ احمق ہے تو اس لحاظ سے جبریہ فرقہ جو انسان کے اختیار کا منکر ہے جو کہ ایک وجدانی چیز ہے قدریہ فرقہ سے زیادہ احمق ہے چنانچہ گول میں کہ۔ انسان کا یہ کہنا کہ کل یہ کروں گا اختیار کی دلیل ہے۔

[2] جملہ قرآن۔ قرآن میں جس قدر اوامر اور نواہی ہیں وہ سب انسان کے اختیار کی بنیاد پر ہیں پتھر ڈھیلا جن میں کوئی اختیار نہیں ہے اُن کو نہ کوئی حکم دیتا ہے نہ اُن کو کسی کام سے منع کرتا ہے۔

[3] عقل۔ جن چیزوں میں اختیار نہیں ہے اُن کو کوئی حکم نہیں دیا جاتا ہے چنگ کی تصویر میں جبکہ بجنے کا اختیار نہیں ہے اُس کو کوئی نہیں بجاتا ہے۔ کاے۔ جس غلام کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے ہیں اُس کو جنگ میں جا کر نیزہ بازی کا کوئی حکم نہیں دیتا ہے۔ خالقے۔ اللہ تعالیٰ جس کی حکمت سے ستارے اور آسمان بنائے اُس سے یہ حرکت کیسے صادر ہو سکتا ہے کہ وہ غیر مختار کو حکم دے یا منع کرے۔

احتمالِ عجز از حق راندی — جاہل و گیج و سفیہش خواندی

تو نے (اللہ تعالیٰ) سے عاجزی کا احتمال رفع کیا — (اور) اس کو جاہل اور احمق اور بیوقوف کہہ دیا

عجز نبود در قدر ور خود شود — جاہلی از عاجزی بدتر بود

قدر (کے عقیدہ) میں عجز (لازم) نہیں تاہم اور اگر آئے — جہالت، عجز سے بدتر ہے

ترک میگوید قنق را از کرم — بے سگ و بے دلق آ سوئے درم

مہربانی سے ترک مہمان سے کہتا ہے — میرے دروازے کی جانب بغیر کتے اور گدڑی کے

وز فلاں سو اندر آ ہیں با ادب — تا سگم بندد ز تو دندان و لب

خبردار! فلانے دروازے سے ادب کیساتھ اندر آجا — تاکہ میرا کتا تجھ سے ہونٹ اور دانت بند رکھے

تو بعکسِ آں کنی بر در روی — لاجرم از زخمِ سگ خستہ شوی

تو اس کا اُلٹا کرتا ہے، دروازے پر جاتا ہے — لامحالہ کتے کے زخم سے خستہ ہو جاتا ہے

آنچناں رو کہ غلاماں رفتہ اند — تا سگش گردد حلیم و مہ مند

وہ روش اختیار کر جو غلام اختیار کرتے ہیں — تاکہ اس کا کتا بردبار اور مہربان بن جائے

تو سگے با خود بری یا روبہے — سگ بشورد از بن ہر خرگہے

تو اپنے ساتھ کتا یا لومڑی لے جاتا ہے — ہر خیمہ میں سے کتا بھونک جاتا ہے

غیرِ حق گر نباشد اختیار — خشم چوں می آیدت بر جرم دار

(اگر) خدا کے علاوہ (کسی کو) اختیار نہ ہو — تو تجھے مجرم پر غصہ کیوں آتا ہے؟

چوں ہمی خائی تو دنداں بر عدو — چوں ہمی بینی گناہ و جرم از او

تو دشمن پر دانت کیوں پیستا ہے؟ — تو اس کی خطا کیوں سمجھتا ہے؟

گر ز سقف خانہ چوبے بشکند — بر تو افتد سخت مجروحت کند

اگر گھر کی چھت کی کوئی کڑی ٹوٹ جائے — تجھ پر گرے، تجھے بہت زخمی کر دے

ہیچ خشمے آیدت بر چوبِ سقف — ہیچ اندر کینِ او باشی تو وقف

تجھے چھت کی کڑی پر کوئی غصہ آتا ہے؟ — تو کبھی اس سے کینہ کرنے میں مبتلا ہوگا؟

تو شیطان اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا مہمان، غلاموں کی طرح ترک کے خیمہ میں آئے گا تو کتا اس کو نہ کاٹے گا۔ تو شکے۔ انسان غلط روی اختیار کر کے شیطان سے تکلیف اُٹھاتا ہے۔ غیر حق۔ جبریہ کے عقیدہ کے مطابق اگر انسان مجبورِ محض ہے تو پھر خطاوار پر غصہ کیوں کرتا ہے۔ گر ز سقف۔ اگر چھت کی کڑی سے تکلیف پہنچتی ہے تو انسان اس کو غیر مختار سمجھ کر کبھی اس پر غصہ نہیں کرتا ہے۔ ہیچ۔ جس چیز میں اختیار نہیں ہے اگر اس سے کوئی نقصان پہنچتا ہے تو انسان کو کبھی غصہ نہیں آتا ہے۔

---

۱ احتمال۔ جبری کا یہ خیال ہے کہ اگر نفس و شیطان کو مشیت خداوندی کے تابع نہ مانا جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کا عجز اور مغلوبیت تسلیم کرنی پڑتی لیکن انسان کو مجبور قرار دیکر اس نے اللہ تعالیٰ کو جاہل اور احمق ٹھہرایا کہ اختیار کے نہ ہوتے ہوئے وہ امر و نہی کرتا ہے۔ عجز بنود۔ اگر انسان کو مختار مانا جائے تو اللہ تعالیٰ کا عجز لازم نہیں آتا اس لئے کہ بندہ کا اختیار مشیت کے تابع ہے اگر بالفرض لازم بھی آئے تو بندہ کے غیر مختار ہونے کی صورت میں خدائی امر و نہی سے جو خدا کا حسن اور سنابت لازم آتی ہے وہ اس سے بھی بہتر ہے۔

۲ ترک۔ مولانا نے ترک اور کتے اور آنے والے مہمان کی تشبیہ دے کر سمجھایا ہے کہ حضرت حق تعالیٰ نے بندہ کو ایسے راستے بتا دیئے ہیں کہ شیطان کا ان میں کوئی دخل نہیں ہے بندہ اُن راستوں کو اپنے اختیار سے چھوڑتا ہے تو شیطان کی مداخلت شروع ہو جاتی ہے اس صورت میں انسان پر نہ اللہ کی جانب سے جبر ہے نہ شیطان کی جانب سے اور نہ شیطان پر جبر ہے شیطان اللہ کا ایک کتا ہے اور وہ انکو ستاتا ہے جو اللہ کے بتلائے ہوئے راستہ پر نہیں چلتے ہیں

۳ آنچناں۔ انسان اللہ کے بتائے ہوئے راستہ پر چلے گا

کہ چرا بر من زد و دستم شکست — یا چرا بر من فتاد و کرد پست

کہ وہ میرے کیوں لگی، اور میرا ہاتھ توڑ دیا؟ — یا وہ مجھ پر کیوں گری اور گرا دیا؟

او عدو و خصمِ جانِ من بُدست — قاصداً در بندِ خونِ من شُدست

وہ میری جان کی دشمن اور مخالف تھی — قصداً میرے خون کی درپے ہوئی ہے

کودکانِ خُرد را چوں میزنی — چوں بزرگاں را مُنزّہ میکُنی

تو چھوٹے بچوں کو کیوں پیٹتا ہے؟ — جبکہ تو بڑوں کو (اختیار سے) مبرا سمجھتا ہے

آنکہ دُزد مالِ تو گوئی بگیر — دست و پایش را ببر سازش اسیر

جو شخص تیرا مال چراتا ہے تو کہتا ہے پکڑ لے — اُسکے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈال اُسکو قید کر لے

وانکہ قصدِ عورتِ تو می کُند — صد ہزاراں خشم از تو میدمد

جو تیری بیوی کا قصد کرتا ہے — (اُسپر) تیرے لاکھوں غصے پھوٹ پڑتے ہیں

گر بیاید سیل و رختِ تو بُرد — ہیچ با سیل آوری کینے خرد

اگر سیلاب آئے اور تیرا سامان (بہا) لے جائے — کوئی عقل سیلاب سے کینہ وری کرتی ہے

ور بیاید باد و دستارت رُبود — کے تُرا با باد دل خشمے نمود

اگر ہوا آئے اور تیری پگڑی (اُڑا) لیجائے — تیرا دل، ہوا پر کب غصہ کرتا ہے

خشم در تو شد بیانِ اختیار — تا نگوئی جبریانہ اعتذار

تجھ (غصہ کرنا) اختیار کا بیان بنا — تاکہ تو جبریوں کی طرح بہانہ نہ کر سکے

گر شُتر بان اُشترے را میزند — آں شتر قصدِ زننده میکُند

اگر اونٹ والا اونٹ کو مارتا ہے — تو وہ اونٹ مارنے والے کا قصد کرتا ہے

خشمِ اُشتر نیست بآں چوبِ او — پس زمختاری شتر بر دست بُو

اونٹ کا غصہ اُس کی لاٹھی پر نہیں ہے — تو اونٹ نے بھی مختار ہونے کا پتہ لگا لیا ہے

ہمچنیں سگ گر بروئے زنی — بر تو آرد حملہ گردد منثنی

اسی طرح کُتا اگر تو اُس کے پتھر مارے — تیرے اوپر حملہ کرتا ہے، پلٹتا ہے

سنگ را گر گیرد از خشمِ تو است — کہ تو دوری و ندارد بر تو دست

وہ اگر تجھ کو پکڑتا ہے تو تیرے اوپر غصہ کیوجہ سے ہے — کیونکہ تو دُور ہے اور وہ تجھ پر قابو نہیں پاتا ہے

عقلِ حیوانی چو دانست اختیار — ایں مگو اے عقلِ انساں شرمدار

حیوانی عقل نے جب اختیار کو سمجھ لیا — اے انسانی عقل! شرم کر تو اس (جبر) کی قائل نہ ہو

۱ کودکاں۔ جبری انسان بچوں کو تعلیم و تربیت کے لئے پیٹتا ہے بزرگاں۔ وہی جبری انسان بڑوں کو اختیار سے منزہ سمجھتا ہے۔ آنکہ۔ جبری انسان کا جب مال چوری ہوتا ہے تو وہ چور کو پکڑوا کہتا ہے۔ چونکہ۔ جبری انسان کی بیوی پر اگر کوئی بدنظر ڈالتا ہے تو اُس کو غصہ آتا ہے اُس سے معلوم ہوا کہ وہ چور کو اور اُس بدنظر کو مختار سمجھتا ہے۔

۲ گر بیاید۔ پانی کے سیلاب اور ہوا پر جبری کو غصہ نہیں آتا ہے چونکہ سمجھتا ہے کہ یہ چیزیں اختیار سے خالی ہیں۔ خشم۔ جبری کا دوسروں پر غصہ کرنا اس کی دلیل ہے کہ وہ اُس کو مختار سمجھتا ہے۔

۳ گر شتر بان۔ اونٹ تک یہ سمجھتا ہے کہ لاٹھی میں اختیار اور ارادہ نہیں ہے مارنے والے میں ہے لہٰذا اُس پر حملہ کرتا ہے۔ سگ۔ کُتا بھی ڈھیلے پر غصہ نہیں کرتا ڈھیلا مارنے والے پر غصہ کرتا ہے اگر ڈھیلے پر اُس کا غصہ ہے تو دراصل وہ مارنے والے پر غصہ ہے جو اُس کی دوری کی وجہ سے ڈھیلے پر اُتارتا ہے۔ عقلِ حیوانی۔ جبکہ اونٹ اور کُتا بھی انسان کو مختار سمجھتا ہے تو جبری کو اس عقیدے سے شرم کرنی چاہیئے۔

روشن[1] ست ایں لیک از طمعِ سحور — آں خورندہ چشم می بندد ز نور
یہ بات واضح ہے لیکن سحری کے لالچ میں — وہ کھانے والا روشنی سے آنکھ بند کر لیتا ہے

چونکہ کُلّی میلِ اُو ناں خوردنیست — رُو بتاریکی کُند کہ روز نیست
چونکہ اُس کی پوری خواہش روٹی کھانے کی ہے — اندھیرے کی طرف مُنہ کر لیتا ہے کہ دن نہیں ہے

حرص چوں خورشید را پنہاں کُند — چہ عجب گر پشت بر بُرہاں کُند
لالچ جب سورج کو چھپا دیتا ہے — کیا تعجب ہے اگر دلیل کی طرف پُشت کر لے

ایں مُثَل بشنو مشو مُنکر بداں — اختیارِ خویش را در امتحاں
یہ مثل سنو اُس کے باوجود منکر نہ بن — امتحان کے وقت، اپنے اختیار کا

حکایت[2] دزد کہ با شحنہ گفت کہ آنچہ کردم تقدیرِ خدا بُود و
حکایت اُس چور کی جس نے کوتوال سے کہا کہ جو کچھ میں نے کیا خدائی تقدیر تھی اور

جوابِ شحنہ و ہم در بیانِ تقریرِ اختیارِ خلق و ہم بیانِ آنکہ
کوتوال کا جواب نیز مخلوق کے اختیار کو ثابت کرنے کے بیان میں نیز اُس کا بیان کہ

تقدیر و قضا سبب کُنندہ اختیار ست و سلب کُنندہ اختیار نیست
تقدیر اور قضا اختیار کو سبب بنانیوالے ہیں اور اختیار کو سلب کرنیوالے نہیں ہیں

گفت دُزدے شحنہ را کاے پادشاہ — آنچہ کردم بُود آں حُکمِ آلہ
ایک چور نے کوتوال سے کہا اے حاکم! — جو کچھ میں نے کیا، وہ خدا کا حکم تھا

گفت شحنہ آنچہ من ہم میکنم — حکمِ حق ست اے دو چشم روشنم
کوتوال نے کہا میں بھی جو کر رہا ہوں — اے میرے پیارے! خدا کا حکم ہے

از دُکانے گر کسے تُربے بَرَد — کایں ز حکمِ ایزد ست اے باخرد
کسی دُکان سے اگر کوئی شخص مولی لے جائے — کہ اے عقلمند! یہ خدا کے حکم سے ہے

بر سرش[3] کوبی دو سہ مُشت اے کرہ — حکمِ حق ست ایں کہ اینجا باز نہ
دو تین گھونسے اُس کے سر پر مار کر لے نادان! — خدا کا حکم ہے کہ اِس جگہ واپس رکھ

دَر یکے ترہ چوں ایں عذرے فضول — می نیاید پیشِ بقالے قبول
اے بیوقوف! ایک ترکاری کے بارے میں جبکہ یہ عذر — سبزی فروش کے لئے قابلِ قبول نہیں

تو بدیں عُذر اعتمادے می کنی — گردِ مار و اژدہائے مینتنی
تو اِس عُذر پر بھروسہ کرتا ہے — سانپ اور اژدہے کے گرد چکر لگاتا ہے

---

[1] روشن۔ جو بی کی مثال اُس شخص کی سی ہے جو سحری کھانے کے لالچ میں صبح صادق اور سورج سے مُنہ موڑ لے۔ حرص۔ انسان کی حرص سورج کو مخفی کر دیتی ہے تو دلیل کو مخفی کر دینا تو سہل ہے۔

[2] حکایت۔ اِس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ بندہ کو اپنے افعال کا اختیار حاصل ہے۔ شحنہ۔ کوتوال۔ تقدیر۔ تقدیر خداوندی انسانی اختیار کو فعل کا سبب بناتی ہے۔ اختیار کو سلب نہیں کرتی ہے۔ پادشاہ۔ یعنی کوتوال۔ حکمِ آلہ۔ یعنی تقدیر خداوندی۔ تیکنم۔ یعنی مجھے جو سزا دے رہا ہوں۔ تُربہ۔ مولی۔

[3] بر سرش۔ اُس چور کو مار اور کہہ دے کہ یہ بھی خدا کی تقدیر ہے مولی اسی جگہ لاکر رکھ دے۔ کن۔ مکروہ۔ دریکے۔ جب سبزی فروش کے یہاں بھی عذر مقبول نہیں ہے تو اِس بھروسہ پر گناہوں کا ارتکاب کس قدر حماقت ہے۔ بقال۔ سبزی فروش۔ مار۔ یعنی گناہ جس کے نتیجہ میں سانپ اور بچھو ڈسیں گے۔

از چنیں عذرائے سلیم نابیل[1] — خون و مال و زن ہمی کردی سبیل

اے بیوقوف، کمینے! ایسے عذر سے — تو نے جان اور مال اور بیوی کو قربان کر دیا

ہر کسے پس سبلتِ تو بر کند — عذر آرد خویش را مضطر کند

پھر تو ہر شخص تیری شوخیوں سے تنگ آ جائے گا — عذر کرے گا اپنے آپ کو مجبور ٹھہرائے گا

حکمِ حق گر عذر می شاید ترا — پس بیاموزد بدہ فتوی مرا

اگر اللہ (تعالیٰ) کے حکم کا عذر تیرے لئے مناسب ہے — تو مجھے سکھا دے اور فتویٰ دیدے

کہ مرا صد آرزو و شہوت ست — دستِ من بستہ زبیم و ہیبت ست

کیونکہ میری بھی سینکڑوں آرزوئیں اور خواہشیں ہیں — خوف اور ہیبت سے میرے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں

پس[2] کرم کن عذر را تعلیم دہ — بر کشا از دست و پائے من گرہ

تو مہربانی سے مجھے عذر کرنا سکھا دے — مجھ مجبور کے ہاتھ اور پاؤں کھول دے

اختیارے کردہ تو پیشۂ — کاختیارے دارم و اندیشۂ

تو نے ایک پیشہ اختیار کیا ہے — (اور تو سمجھتا ہے) کہ میں اختیار اور سمجھ رکھتا ہوں

ورنہ چوں بگزیدۂ آں پیشہ را — از میانِ پیشہا اے کدخدا

ورنہ تو نے وہ پیشہ کیوں اختیار کیا؟ — اے صاحب! سب پیشوں میں سے

چونکہ آید نوبتِ نفس و ہوا — بیست مردہ اختیار آید ترا

جب نفس اور خواہش کی نوبت آتی ہے — تجھ میں بیس مردوں کا اختیار آ جاتا ہے

چوں بر دیک حبہ از تو یار سود — اختیارِ جنگ در جانت کشود

جب دوست تجھ سے ایک تل کا فائدہ اٹھا لیجاتا ہے — تو تیری جان میں لڑائی کا اختیار کشادہ ہو جاتا ہے

چوں[3] بیاید نوبتِ شکر و نعم — اختیارت نیست از سنگے تو کم

جب شکر اور نعمتوں کی باری آتی ہے — تجھے اختیار نہیں ہے تو پتھر سے کم ہے

دوزخت را عذر ایں باشد یقیں — کاندریں سوزش مرا معذور بیں

تیرے لئے دوزخ کا بھی یہ عذر یقینی ہے — کہ اس جلانے میں مجھے معذور سمجھ

کس بدیں حجت چو معذورت نداشت — وز کفِ جلاد ایں دورت نداشت

اس دلیل سے تجھے کسی نے معذور نہ رکھا — اور جلاد کے ہاتھ سے تجھے اس نے دور نہ رکھا

کہ اس عذر کو دنیا میں کسی نے تسلیم نہیں کیا اور وہ سزا کے وقت جلاد کے ہاتھ سے اس عذر کی بنا پر نہ چھوٹ سکا اور دنیا کا نظام اسی انصاف سے قائم ہے کہ جبری کا عذر قبول نہ کیا جائے تو آخرت کو بھی اسی پر قیاس کر لینا چاہیے۔

---

[1] سلیم۔ احمق۔ نابیل۔ کمینہ۔ خون۔ یعنی جبر کے عقیدہ کے مطابق تیرا سب کچھ لیکر عذر کیا جا سکتا ہے اور لینے والا اپنے آپ کو مجبور ظاہر کر کے بری ہو سکتا ہے۔ حکم حق یعنی گناہ کے سلسلہ میں اگر حکم حق کہہ کر عذر کیا جا سکتا ہے تو مجھے بھی یہ عذر سکھا دے میرے دل میں بھی بہت سے گناہوں کی تمنا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ڈر اور خوف سے میں نہیں کر سکتا رہا ہوں۔

[2] پس۔ تیری بڑی مہربانی ہوگی اور مجھ مجبور کو آزادی حاصل ہو جائے گی۔ اختیار۔ انسان اپنے لئے کوئی پیشہ اختیار کرتا ہے یہ اس کے اختیار کی دلیل ہے۔ جو کہ جبری انسان خواہش نفسانی کا ارادہ کرتا ہے تو بیس انسانوں کا اختیار اس میں آ جاتا ہے اگر اس کا ایک رتی کا کوئی نقصان کر دیتا ہے تو لڑائی کا اختیار پورے بدن میں پھیل جاتا ہے۔

[3] چوں بیاید۔ جس وقت خدا کی اطاعت و عبادت کا معاملہ آتا ہے پھر جبری کہتا ہے کہ میں مجبور ہوں اور اپنے آپ کو پتھر سے بھی زیادہ غیر مختار ظاہر کرتا ہے۔ دوزخت۔ جب جہنم کی آگ میں جلے گا تو وہ بھی یہی کہے گی کہ میں جلانے میں مجبور ہوں۔ کسی۔ جبری

پس بدیں داور جہاں منظوم شد — حالِ آں عالم ہمت معلوم شد
تو اس منصف حاکم سے دنیا کا کام منتظم ہو گیا — اُس عالم کا حال بھی تجھے معلوم ہو گیا

حکایت ہم در جوابِ جبری و اثباتِ اختیار و صحتِ امر و نہی و در بیانِ آنکہ عذرِ جبری در ہیچ ملتے و دینے مقبول نیست و موجبِ خلاص نیست از سزائے آں کار کہ کردہ است چنانکہ خلاص نیافت ابلیس[1] بداں کہ گفت

نیز حکایت جبری کے جواب میں اور اختیار ثابت کرنے اور حکم دینے اور روکنے کی صحت کے بارے میں اور اس بیان میں کہ جبری کا عذر کسی ملت اور دین میں مقبول نہیں ہے اور اُس کام کی سزا سے جو اُس نے کیا ہے، چھٹکارے کا سبب نہیں ہے چنانچہ شیطان اِس قول کی وجہ سے کہ

رَبِّ بِمَا اَغْوَیْتَنِیْ وَالْقَلِیْلُ یَدُلُّ عَلَی الْکَثِیْرِ

"خدا تو نے مجھے گمراہ کیا" چھٹکارا نہ پا سکا اور تھوڑا بہت پر دلالت کرتا ہے

آں یکے میرفت بالائے درخت — می فشاند او میوہ را دزدانہ سخت
ایک شخص درخت پر چڑھا — چوروں کی طرح بہت پھل جھاڑنے لگا

صاحبِ باغ آمد و گفت اے دنی — از خدا شرمیت کو چہ میکنی
باغ والا آیا اور اُس نے کہا اے کمینے! — خدا سے تیری شرم کہاں گئی؟ تو کیا کر رہا ہے!

گفت[2] از باغِ خدا بندہ خدا — گر خورد خرما کہ حق کردش عطا
اُس نے کہا اللہ تعالیٰ کے باغ سے خدا کا بندہ — اگر کھجوریں کھا رہا ہے جو کہ اُسکو خدا نے دی ہیں

عامیانہ چہ ملامت میکنی — بخل بر خوانِ خداوندِ غنی
جاہلوں کی طرح تو کیا ملامت کر رہا ہے — بے نیاز خدا کے دسترخوان پر بخل (کر رہا ہے)

گفت[3] اے ایبک بیا و آں رسن — تا بگویم من جوابِ بوالحسن
اُس نے کہا اے غلام! رسی لے آ — تاکہ میں (اِس) بھلے کا جواب دوں

پس بستش سخت آندم بر درخت — میزد او بر پشت و ساقش چوبِ سخت
پھر اُسوقت اُس نے اُسکو درخت سے کس کر باندھ دیا — اُس کی کمر اور پنڈلی پر سخت لاٹھی مارنے لگا

گفت آخر از خدا شرمے بدار — می کشی ایں بیگنہ را زار زار
اُس نے کہا، آخر خدا سے شرم کر — تو اِس بے قصور کو بُری طرح سے مار رہا ہے

---

[1] ابلیس، شیطان نے بھی اپنی گمراہی پر اپنے جبر کا عذر پیش کیا تھا اور کہا تھا کہ میری گمراہی میری اختیاری نہیں ہے لیکن اُس کا عذر مقبول نہ ہوا، تو زدانہ چوروں کی طرح۔ دزدی۔ کمینہ۔

[2] گفت۔ پھل جھاڑنے والے نے کہا کہ باغ خدا کا ہے اور میں خدا کا بندہ ہوں اللہ نے مجھے چھوارے عطا کئے ہیں تو جاہلوں کی طرح مجھے کیوں ملامت کرتا ہے تو خدائی دسترخوان پر بخل کرتا ہے۔

[3] گفت۔ باغ والے نے اپنے نوکر کو بلایا کہ رسی لے آ، میں اس کا جواب اس کو دے دوں گا اور رسی سے اُس نے اُس کو درخت سے باندھ کر مارنا شروع کر دیا۔ گفت۔ پھل چرانے والے نے کہا کہ تو خدا سے شرم کر مجھ بے گناہ کو کیوں مارے ڈالتا ہے۔

گفت[1] کز چوب خدا ایں بندہ اش — میزند بر پشتِ دیگر بندہ خوش

اُس نے کہا خدا کی لاٹھی سے یہ اُس کا بندہ — دوسرے بندے کی کمر پر خوب مار رہا ہے

چوب حق و پشت و پہلوانِ اُو — من غلامِ آلت و فرمانِ اُو

لاٹھی اللہ (تعالیٰ) کی، کمر اور پہلو اللہ (تعالیٰ) کا — میں اُس کے آلے اور حکم کا غلام ہوں

گفت توبہ کردم از جبرِ اے عیار — اختیارست اختیارست اختیار

اُس نے کہا اے خالص! میں نے جبر سے توبہ کی — اختیار ہے، اختیار ہے، اختیار

اختیارت اختیارش ہست کرد — اختیارش چوں سوارے زیر گرد

تیرے اختیار کو اُس کے اختیار نے پیدا کیا — اُس کا اختیار گرد کے نیچے کے سوار کی طرح ہے

اختیارش اختیارِ ما کند — امر[2] شد بر اختیارے مستند

اُس کا اختیار ہمارے اختیار کو پیدا کرتا ہے — حکم کا مدار اختیار پر ہے

حاکمی بر صورتِ بے اختیار — ہست ہر مخلوق را در اقتدار

بے اختیار صورت پر حکومت کرنا — قادر ہونے میں ہر مخلوق کو حاصل ہے

ناکشد بے اختیارے صیدرا — نابرد بگرفتہ گوش اُو زید را

حبشی کو وہ بے اختیار شکار کو کھینچ لیجاتا ہے — حبشی کو زید کا کان پکڑ کر لے جاتا ہے

لیک بے ہیچ آلتے صُنعِ صمد — اختیارش را کمندِ او کند

لیکن اللہ (تعالیٰ) کی کاریگری بغیر کسی آلہ کے — اُسکے اختیار کو اُس کا پھانسہ بنا دیتی ہے

اختیارش[3] زید را قیدش کند — بے سگ و بے دام چوں صیدش بود

زید کا اختیار اُس کو قید کر دیتا ہے — وہ بغیر کتے اور جال کے شکار جیسا بنجاتا ہے

آں درو گر حاکمِ چوبے بُود — واں مُصوّر حاکمِ خوبے بُود

بڑھئی، لکڑی پر حاکم بن جاتا ہے — مصور، حسین کا حاکم بن جاتا ہے

ہست آہنگر بر آہن قیمے — ہست بنّا ہم بر آلت حاکمے

لوہار، لوہے پر حاکم ہے — معمار بھی اوزار پر حاکم ہے

نادرا باشد کہ چندیں اختیار — ساجد آید ز اختیارش بندہ وار

عجب بات ہے کہ اِس قدر اختیار — اُس (اللہ تعالیٰ) کے اختیار سے غلام کیطرح سجدہ کرنے والے ہیں

کسی حسین کی تصویر۔ نجار۔ معمار۔ نادرا۔ اگر غیر مختار بندوں پر اللہ کی حکومت ہو تو اس میں کوئی ندرت نہیں ہے ندرت تو یہی ہے کہ بندہ مختار ہوتے ہوئے اُس کے اختیار کا غلام ہے۔

---

[1] گفت۔ باغ والے نے کہا کہ لاٹھی بھی خدا کی ہے میں بھی خدا کا بندہ ہوں تیری کمر اور پہلو بھی خدا کا ہے میں تجھے اللہ کے حکم سے مار رہا ہوں تو میں میں کیا بُرائی ہے۔ گفت۔ اس پر وہ جبری چور توبہ کرنے لگا اور بندے کے اختیار کا قائل ہوگیا۔ اختیارت۔ قدریہ کے عقیدہ کے خلاف مولانا فرماتے ہیں کہ بندہ کا اختیار بھی اختیار خداوندی کا عطا کردہ ہے بندہ کا اختیار ظاہر ہے اور حضرت حق تعالیٰ کا اختیار پوشیدہ ہے۔

[2] امر شد۔ جبریہ کے عقیدے کے خلاف مولانا فرماتے ہیں کہ تمام احکام اور نواہی کا مدار اختیار پر ہے جو بندہ کو حاصل ہے اسی لئے امام جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے "لا جبر ولا قدر ولکن امر بین امرین" یعنی نہ تو انسان مجبور ہے نہ مختار محض بلکہ معاملہ بین بین ہے۔ حاکمی۔ بے اختیار پر تو ہر مخلوق حکمرانی کرتی ہے لہٰذا اللہ کی صفت خاص نہیں ہے۔ لیک۔ اللہ تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے کہ وہ مختار بغیر کسی آلہ کے خود اُس کے اختیار کو اُس کی کمند بنا دیتا ہے اور اُس کو پھانس دیتا ہے۔

[3] اختیارش۔ اللہ تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے۔ وہ انسان کو خود اُس کے اختیار سے بغیر کسی آلہ کے شکار کر لیتا ہے۔ درو گر۔ بڑھئی۔ خوبے۔ یعنی

قدرتِ[1] تو بر جمادات از نبرد — کے جمادی را از آنہا نفی کرد

خصوصیت کی وجہ سے بے جان چیزوں پر تیری قدرت — اُن کے بے جان ہونے کی کب نفی کرتی ہے؟

قدرتش بر اختیارات آنچناں — نفی نکند اختیارے را ازاں

اُس (اللہ تعالیٰ) کی قدرت اختیارات پر اسی طرح — اُس سے اختیار کی نفی نہیں کرتی ہے

خواستش میگوئی بر وجہ کمال — کہ نباشد نسبتِ جبر و ضلال

اُس (اللہ تعالیٰ) کے ارادہ کا اہلِ کمال کے طریقہ پر تقاضا — تاکہ (اللہ تعالیٰ کی جانب) جبر اور گمراہی کی نسبت نہو

چونکہ گفتی کفرِ من خواہِ ویست — خواہِ خود را نیز ہم میدانکہ ہست

جب تو نے یہ کہا کہ میرا کفر اُس کی منشاء ہے — تو اپنی منشاء کو بھی سمجھ لے کہ وہ ہے

زانکہ[2] بیخواہِ تو خود کفرِ تو نیست — کفر بیخواہش تناقض گفتنی ست

کیونکہ تیری منشاء کے بغیر خود تیرا کفر ہی نہیں ہے — "بغیر منشاء کے کفر کرنا" متضاد بات کہنا ہے

امر عاجز را قبیح ست و ذمیم — خشم بدتر خاصہ از ربِّ رحیم

عاجز کو حکم دینا بُرا اور ناپسند ہے — غصہ کرنا زیادہ بُرا ہے خصوصاً رحیم پروردگار کی نسبت سے

گاو گر یوغے نگیرد میزنند — ہیچ گاوے کو نبرّد مُشد نژند

بیل اگر جُوا نہیں لیتا ہے مارتے ہیں — بیل نہ اُڑے تو وہ عاجز ہے

گاو چوں معذور نبود در فضول — صاحبِ گاو از چہ معذور ست و دول

بیکار (معاملہ) میں جب بیل معذور نہ ہوا — (تو) بیل والا کس وجہ سے معذور اور احمق ہے؟

چوں[3] نہ رنجور سر را بر مبند — اختیارت ہست بر سبلت مخند

جبکہ تو بیمار نہیں ہے سر کو نہ کس — تجھے اختیار ہے مذاق نہ اُڑا

جہد کن کز جامِ حق یابی نوی — بیخود و بے اختیار آنگہ شوی

کوشش کر تاکہ خدائی جام سے تو تازگی حاصل کرے — پھر تو بے خود اور بے اختیار ہو جائیگا

آنگہ آں مے را بود کُل اختیار — تو شوی معذورِ مطلق مست وار

تب اُس شراب کو پورا اختیار ہوگا — تو مدہوش کی طرح بالکل معذور ہو جائے گا

---

[1] قدرت۔ جو چیز ماہیت کے لوازم میں سے ہے وہ ماہیت سے جدا نہیں ہوتی ہے جماد کا بے اختیار ہونا اُسکی ماہیت کے لئے لازم ہے کہ طرح انسان کا بااختیار ہونا اُسکی ماہیت کے لئے لازم ہے اللہ تعالیٰ کی جمادات پر قدرت جمادات کے بے اختیار ہونے کو سلب نہیں کرتی ہے اسی طرح اللہ کا اختیار اور قدرت انسان کے اختیار کو فنا نہیں کرتا ہے۔ خواستش۔ انسانی افعال میں انسان کی مشیت اور ارادہ کو بھی دخل ہے جو مشیت خداوندی کے تابع ہے وَمَا تَشَاؤُنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ اور تم نہیں چاہتے مگر وہ جو اللہ چاہے اگر تم ایسا ہوگے تو اللہ تعالیٰ کی طرف جبر اور گمراہ کرنے کی نسبت ہو جائے گی۔ چونکہ۔ جب جبری انسان یہ کہتا ہے کہ میرا کفر کرنا اللہ کی مشیت سے ہے تو کفر کرنے کا اُس نے اقرار کیا اور کفر وہ ہے جو انسان اپنے ارادہ اور اختیار سے کرے تو گویا اس جبری نے اپنے اختیار کا اقرار کر لیا۔

[2] زانکہ۔ اپنے ارادہ سے اللہ کا انکار کرنا کفر ہے بلا اختیار کے انکار کرنا کفر نہیں ہے تو انسان اپنے کفر کا اقرار کرے اور پھر اپنا اختیار نہ مانے یہ دو متضاد باتیں ہیں۔ امر عاجز کو حکم دینا بُری بات ہے خدا اس سے منزہ ہے۔ گاو۔ بیل کو جُوا کھینچنے کا اختیار حاصل ہو جُوا نہ کھینچے پر پیٹتا ہے، نہ اُڑنے پر اُس کو کوئی نہیں مارتا ہے۔ گاو۔ لغو کام میں جب بیل کو معذور نہیں سمجھا جاتا ہے تو اس کے مالک کو کیسے معذور سمجھا جا سکتا ہے۔

[3] چوں نہ۔ جبری معذور ہے وہ غلط طریقہ پر عذر کرتا ہے۔ جہد کن۔ ہاں انسان جب مجاہدوں کے ذریعہ فنا فی اللہ کا مقام حاصل کر لیتا ہے تو پھر بیشک وہ بے اختیار ہو جاتا ہے۔ تجھے جب "وحدت کی شراب پی کر مست ہو جاتا ہے تو معذور سمجھا جاتا ہے۔

هر چه گوئی گفتهٔ مے باشد آں — هر چه روبی رُفتهٔ وے باشد آں

تو جو کچھ کہے گا وہ شراب کا کہا ہوا ہوگا — تو جو کچھ جھاڑے گا اُس کا جھاڑا ہوا ہوگا

کے کُند آں مست جز عدل و صواب — کہ ز جامِ حق کشیدست اُو شراب

وہ مست انصاف اور صواب کے علاوہ کب کچھ کرتا ہے؟ — کیونکہ اُس نے خدائی جام سے شراب پی لی ہے

جادواں فرعون را گفتند بیت — مست را پروائے دست و پا نیست

جادوگروں نے فرعون سے کہہ دیا، ٹھہر جا — مست کو ہاتھ اور پاؤں کی پروا نہیں ہے

دست و پائے ما مئے آں واجدست — دستِ ظاہر سایہ است و کاسد ست

ہمارے ہاتھ اور پاؤں اُس خدا کی شراب پیتے ہیں — ظاہری ہاتھ سایہ ہے اور کھوٹا ہے

چوں بسر پُر شد ز جامِ اُو مُدام — خانهٔ دل را فرو گیرد تمام

جب اُس کے جام کی شراب سر میں بھر جاتی ہے — دل کے گھر کو پوری طرح گھیر لیتی ہے

معنیٔ ماشاء اللہ کان یعنی خواست اُوست و رضا

جو اللہ (تعالیٰ) نے چاہا ہوا کے معنی یعنی مشیت، اُس ہی کی مشیت ہے اور رضامندی،

رضائے اُو واز خشم و ردِ دیگراں دل تنگ نباشد کان

اُسی کی رضامندی ہے تم دوسروں کے غصہ اور رَدّ سے رنجیدہ نہ ہو (لفظ) کان

اگرچہ لفظِ ماضی ست لیکن در فعلِ خدا ماضی و مستقبل

اگرچہ ماضی کا صیغہ ہے لیکن اللہ کے فعل میں ماضی اور مستقبل نہیں ہوتا ہے

نباشد کہ لَیْسَ عِنْدَ رَبِّنَا صَبَاحٌ وَّلَا مَسَاء

کیونکہ ہمارے پروردگار کے یہاں صبح اور شام نہیں ہوتی ہے

قولِ بندہ ایش شاء اللہ کاں — بہرِ آں نبود کہ منبل شود راں

بندہ کا یہ کہنا، جو خدا نے چاہا وہ ہوا — اِس لئے نہیں ہے کہ تو اُس میں کاہل بنے

بلکہ تحریض ست بر اخلاص و جد — کاندراں خدمت فزوں شو مستعد

بلکہ اخلاص اور کوشش پر برانگیختہ کرتا ہے — کہ تو اُس دربار میں زیادہ مستعد بنے

گر بگویند آنچہ میخواہی نوراد — کارِ کارِ تست برحسبِ مُراد

اگر وہ کہہ دیں، اے جوانمرد! تو جو چاہے — کام تیرا ہی کام ہے منشاء کے مطابق

اگر انسان سے یہ کہہ دیا جاتا کہ ہر کام تیری منشاء کے مطابق ہو جائے گا تو اُس وقت انسان خدا کی اطاعت اور بندگی میں سستی کرتا۔

لہ کے کُند لیکن شراب معرفت کا مست غلط کام نہیں کرتا ہے۔ جادوگران۔ فرعون کے جادوگر شراب معرفت کے مست ہو گئے تھے اور کہنے لگے تھے کہ ہمیں ہاتھ پاؤں کاٹے جانے کی کوئی فکر نہیں ہے۔ دست۔ جادوگروں نے کہہ دیا تھا کہ ہمارے اصل ہاتھ پاؤں شراب معرفت ہے یہ جسمانی ہاتھ پاؤں بے حقیقت ہیں۔ چوں۔ جب شراب معرفت دماغ کو چڑھتی ہے تو دل میں اُتر جاتی ہے۔

لہ معنیٔ۔ جو اللہ نے چاہا ہوا کے معنی یہ ہیں کہ اصل مشیت خداوندی اور رضا دراصل رضائے خداوندی ہے دوسروں کی ناراضی سے انسان کو رنجیدہ نہ ہونا چاہیئے۔ کان۔ ہوا یہ ماضی کا صیغہ ہے جس میں گزرا ہوا زمانہ پایا جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے یہ لفظ بولا جائے تو اس میں پھر ماضی مضارع کی بحث نہیں ہے اس لئے کہ اللہ کی نسبت سے نہ کوئی زمانہ گذرا ہوا ہے نہ آنے والا ہے۔

لہ قولِ بندہ۔ پہلے یہ بتایا تھا کہ بندہ کے فعل میں اُس کی مشیت کا دخل ہے بظاہر مَاشَاءَ اللّٰہُ کَانَ جو اللہ نے چاہا ہوا اس کے مخالف ہوتا ہے لہٰذا مولانا اس کے معنی سمجھاتے ہیں۔ آنچش۔ ایسی شئی۔ وہ چیز۔ منبل۔ کاہل۔ تحریض۔ برانگیختہ کرنا۔ خدمت۔ یعنی بارگاہ خداوندی۔ گر بگویند۔

آنگہاں تنبل کُنی جائز بُوَد — کانچہ خواہی وانچہ گوئی آں شوَد

اُس وقت تو کاہل بنرتے ، جائز ہوگا — کیونکہ جو تو چاہے گا اور جو تو کہے گا ، وہ ہوگا

چوں بگویند ایش شاء اللہ کان — حکم حکمِ اُوست مُطلق جاودان

جب وہ کہیں ، جو اللہ نے چاہا ہوا — ہمیشہ اور مطلقاً اُسی کا حکم ، حکم ہے

پس[1] چرا صد مَرده اندر وِردِ اُو — برنگردی بندگانہ گردِ اُو

تو پھر کیوں سو انسانوں کی برابر اُسکے گھاٹ میں — غلاموں کی طرح اُس کے گرد چکر نہ کاٹے گا

گر بگویند آنچہ می خواہد وزیر — خواست آنِ اُوست اندر دار و گیر

اگر کہہ دیں کہ وزیر جو چاہے — پکڑ دھکڑ میں وہ مختار کا مالک ہے

گِرد اُو گرداں شوی صد مَرده زُود — تا بریزد بر سَرت احسان وجُود

تو سو انسانوں کی طاقت سے اُسکے گرد چکر کاٹے گا — تاکہ وہ تیرے سر پر احسان اور سخاوت بہادے

یا گریزی از وزیر و قصرِ اُو — این نباشد جُستجوی و نصرِ اُو

یا تو وزیر اور اُس کے محل سے بھاگے گا — یہ اُس کی مدد اور جستجو نہ ہوگی

باز[2] گونہ زیں سخن کاہل شُدی — مُنعکِس اِدراک و خاطر آمدی

تو اِس بات سے اُلٹا کاہل بنا — تو اُلٹی سمجھ اور رائے والا ثابت ہوا

اَمرِ اَمرِ آں فلاں خواجہ است ہیں — چیست یعنی با جُز اُو کمتر نشیں

خبردار ! حکم فلاں خواجہ کا حکم ہے — کیا ہے ؟ یعنی اُس کے سوا کے ساتھ نہ بیٹھ

گرد خواجہ گرد چوں اَمرِ آنِ اُوست — کو کُشد دشمن رہاند جانِ دُوست

خواجہ کے گرد چکر کاٹ جبکہ حکم اُسکی ملکیت ہے — کیونکہ وہ دشمن کو مارے گا دوست کی جان چھڑا دیگا

ہر چہ اُو خواہد ہُماں یابی یقیں — یا وہ کم رو خدمتِ اُو بر گزیں

جو وہ چاہے گا وہ یقیناً تو حاصل کرے گا — یا وہ کم رو نہ کر اُس کا دربار منتخب کرے

نے[3] چو حاکم اُوست گردِ اُو مگرد — تا شوی نامہ سیاہ و رُوی زرد

تاکہ چونکہ وہ حاکم ہے اُس کے گرد چکر نہ کاٹ — تاکہ تو سیاہ اعمالنامہ والا ، زرد چہرے والا بنے

چونکہ حاکم اُوست اُو را گیر و بس — غیر اُو را نیست حکم و دسترس

چونکہ حاکم وہی ہے اُس کو پکڑ اور بس — اُس کے غیر کے لئے حکم اور قدرت نہیں ہے

حق بُوَد تاویل کاں گرمت کُند — پُر اُمید و چُست و باشرمت کُند

وہ تاویل صحیح ہے جو تجھے سرگرم کر دے — تجھے پُر امید اور چُست اور باحیا بنا دے

---

[1] پس ۔ جب یہ کہا گیا کہ جو خدا چاہتا ہے وہ ہوتا ہے تو انسان اُس کے دربار کے چکر کاٹتا ہے ۔ قدر در گھاٹ ۔ گر بگویند ۔ اگر شاہی یہ اعلان ہو جائے کہ ہر معاملہ میں وزیر خود مختار ہے تو تمام انسان اُس کے گھر کا چکر کاٹیں گے اُس کے محل سے گریز کرنا اُس کی مدد کی طلب نہ ہوگی ۔

[2] باز گونہ ۔ جبری نے اِس کا اُلٹا مطلب سمجھا اور جہالت میں سست پڑ گیا ۔ امرِ امرِ آں ۔ اگر یہ اعلان ہو کہ فلاں سردار کا حکم چلے گا تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ صرف اُس کی صحبت اختیار کر اُس کا چکر کاٹ کہ وہ تجھے دشمن سے بچائے گا جو وہ چاہیگا تجھے دے گا ۔

[3] نے ۔ اِس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ چونکہ وہ حاکم ہے لہٰذا اُس کے قریب نہ جا ۔ حق بُود ۔ قرآن و حدیث کے وہ معنی معتبر ہیں جو بندہ کو سرگرم عمل بنائیں اگر وہ معنی سست اور کاہل بناتے ہیں تو وہ تحریف ہے ۔

وَر کُند سُست حقیقت ایں بداں — ہست تبدیل و نہ تاویلت آں

اور اگر تجھے سُست بنائے، یہ حقیقت سمجھ لے — وہ تحریف ہے تاویل نہیں ہے

ایں[1] برائے گرم کردن آمدست — تا بگیرد نا امیداں را دو دست

یہ سرگرم کرنے کے لئے آیا ہے — تاکہ وہ مایوسوں کی دستگیری کرے

معنیِ قرآں ز قرآں پُرس و بس — وز کسے کاتش زدست اندر ہوس

قرآن کے معانی قرآن سے دریافت کر اور بس — اور اُس شخص سے جس نے ہوس کو پھونک دیا ہے

پیشِ قرآں گشت قربانے و بست — تا کہ عینِ روحِ اُو قرآں شدہ ست

جو قرآن کے سامنے قربان اور فرمانبردار بن گیا ہو — حتیٰ کہ اُس کی روح بعینہٖ قرآن بن گئی ہو

روغنے کو شد فدائے گُل بگُل — خواہ روغن بوئے کُن خواہی نوگُل

(اب) جو تیل پھول پر بالکل فدا ہو گیا ہے — (اب) تو خواہ تیل کو سونگھ لے یا پھول کو

گر نمیدانی بجو تاویلِ آں — تا بتابد بر دلت آں را عیاں

اگر تو نہیں سمجھتا ہے تو اُس کا مصداق تلاش کر لے — تاکہ تیرے دل پر اُس کا ظاہر چمک اُٹھے

وہمچنیں[2] قَدْ جَفَّ الْقَلَمُ وَكَتَبَ اَنْ لَّا يَسْتَوِي

اور اسی طرح اس کی تاویل ہے، کہ قلم (تقدیر) خشک ہو چکا ہے اور اُس نے لکھ دیا ہے کہ

الطَّاعَةُ وَالْمَعْصِيَةُ وَلَا يَسْتَوِي الْاَمَانَةُ وَالسَّرِقَةُ جَفَّ الْقَلَمُ اَنْ لَّا

اطاعت اور نافرمانی برابر نہیں ہے اور نہ امانت اور چوری یکساں ہے قلم خشک ہو گیا ہے کہ شکر

يَسْتَوِي الشُّكْرُ وَالْكُفْرُ جَفَّ الْقَلَمُ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ

اور کفر برابر نہیں ہے، قلم خشک ہو گیا ہے، بیشک اللہ نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتا ہے

ہمچنیں تاویلِ قد جَفَّ القلم — بہرِ تحریض ست بر شغلِ اہم

اسی طرح بیشک قلم خشک ہو گیا ہے کی تاویل — اہم کام کی مشغولیت پر برانگیختہ کرنے کیلئے ہے

پس[3] قلم بنوشت کہ ہر کار را — لائقِ آں ہست تاثیر و جزا

قلم نے لکھ دیا، کہ ہر کام کی — تاثیر اور جزا اُس کے مناسب ہے

کژ روی جَفَّ القلم کژ آیدت — راستی آری سعادت زایدت

ترچھا چلے گا تجھ میں بھی آئے گی (لکھ کر قلم خشک ہو گیا) — تو سیدھا پن اختیار کر لے تیرے لئے نیک بختی پیدا ہو گی

---

[1] یعنی (انشاء اللہ کان) سرگرم عمل کرنے کیلئے ہے مستی قرآن۔ قرآن کا بعض بعض کی تفسیر کرنا ہے قرآت کی تفسیر دوسری آیت کی روشنی میں ہونی چاہیئے یا اُس عالم سے کرا جائے جس نے ہوا و ہوس کو جلا ڈالا ہو۔ پیشِ قرآں۔ وہ عالم قرآن پر قربان ہو گیا ہو اور اُس کی رُوح مجسم قرآن بن گئی ہو۔ روغنے۔ اب اُس عالم اور قرآن میں وہی نسبت ہو گی جو پھول کے روغن اور پھول میں ہے کہ دونوں کو سونگھنا یکساں ہے۔ گر نمیدانی۔ اگر سرگرم عمل کرنے والے معنی تجھ پر ظاہر نہیں ہوئے ہیں تو اُن کی تلاش کر۔

[2] وہمچنیں۔ یہ حدیث شریف ہے اور حدیث میں ہے جَفَّ الْقَلَمُ یہ ہابیہ ہے قلم (لکھنا) خشک ہو گیا ہے ہر اُس چیز کو جو ہونے والی ہے اُس پر صادق ہے فرمایا کیا پھر عمل کس بات کے لئے آنحضرتؐ نے فرمایا ہر انسان کو اُس چیز کی سہولت دے دی گئی ہے جس کے لئے وہ پیدا ہوا ہے اگر وہ سعادت اور جنت کیلئے پیدا کیا گیا ہے تو اُس سے سعادت اور جنت کے اعمال سرزد ہونگے اور اگر وہ شقاوت کیلئے پیدا کیا گیا ہے تو اُس سے شقاوت اور جہنم کے اعمال سرزد ہونگے خلاصہ یہ ہے کہ قلم نے سعید کو سعادت اور شقی کو شقاوت لکھ دی ہے پھر بعد ہر کہ یہ اعمال سعادت کے عمل ہیں اور یہ اعمال شقاوت کے اعمال ہیں۔

[3] پس قلم کے لکھنے کے معنی یہ ہیں کہ ہر کام کی تاثیر اُسکی مناسبت سے تحریر کر دی ہے کژ روی جسم نے یہ لکھ دیا ہے کہ اگر تو کجی اختیار کرے گا تو نتیجہ کجی ہو گا اور سچائی اختیار کرے گا تو اُس سے سعادت پیدا ہو گی تم نے لکھا ہے ظلم کا نتیجہ بدبختی ہے۔ عدل کا نتیجہ راحت ہے چوری کا نتیجہ ہاتھ کٹنا ہے شراب پینے کا اثر مستی ہے۔

ظلم آری مُدبری جَفَّ القلم — عدل آری برخوری جَفَّ القلم

تو ظلم کرے گا تو تو بدبخت ہے (لکھ کر) قلم خشک ہو گیا ہو — تو انصاف کریگا پھل کھائیگا قلم لکھکر خشک ہو گیا ہو

چوں بدزد دست شد جَفَّ القلم — خوردہ بادہ مست شد جَفَّ القلم

جب چوری کرے گا ہاتھ کٹا قلم لکھکر خشک ہو گیا ہو — شراب پی کر مست ہو گیا قلم لکھکر خشک ہو گیا ہے

تو روا داری[1] روا باشد کہ حق — ہمچو معزول آید از حکم سبق

تو جائز سمجھتا ہے، مناسب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ — ازلی حکم کی وجہ سے معزول کی طرح ہو جائے

کہ ز دستِ من بروں رفت ست کار — پیشِ من چندیں میا چندیں مزار

کہ میں (میرے قابو سے باہر ہو گیا — میرے سامنے اتنا نہ آ، اتنی عاجزی نہ کر

بلکہ[2] معنیٰ آں بُود جَفَّ القلم — نیست یکساں پیشِ من عدل و ستم

بلکہ معنی یہ ہیں کہ قلم (لکھ کر) خشک ہو گیا ہے — میرے سامنے انصاف اور ظلم یکساں نہیں ہیں

فرق بنہادم میانِ خیر و شر — فرق بنہادم ز بد ہم از بتر

میں نے خیر و شر میں فرق رکھا ہے — میں نے بُرے اور بدتر میں فرق رکھا ہے

ذرہ گر در تو افزاید ادب — باشد از یارت بداند فضلِ رب

اگر تجھ میں ادب کی ایک ذرہ بڑھ جائے — ہو، دوست سے خدا کا فضل جانتا ہے

قدرِ آں ذرہ ترا افزوں دہد — ذرہ چوں کوہے قدم بیروں نہد

اُس ذرے کی بقدر تجھے زیادہ دے گا — (وہ) ذرہ پہاڑ کی طرح رُونما ہوگا

پادشاہے[3] کہ بہ پیشِ تختِ او — فرق نبود از امین و ظلم جو

وہ بادشاہ کہ اُس کے تخت کے رُوبرو — امانت دار اور ظالم میں فرق نہ ہو

آنکہ می لرزد ز بیمِ ردِّ او — وانکہ طعنہ میزند بر جدِّ او

وہ شخص جو اُس کے جواب سے لرز رہا ہو — اور وہ شخص جو اُس کی بڑائی پر طعنہ زن ہو

فرق نبود ہر دو یک باشد برش — شاہ نبود خاکِ تیرہ بر سرش

وہ دونوں میں فرق نہ کرے اُنکے نزدیک دونوں یکساں — وہ بادشاہ نہ ہوگا اُس کے سر پر کالی مٹی ہو

ذرہ گر جہدِ تو افزوں شود — در ترازوئے خدا موزوں شود

اگر تیری کوشش میں ایک ذرہ بڑھے — وہ خدا کی ترازو میں تولا جائے گا

پیشِ ایں شاہاں ہمارہ جانکنی — بیخبر ایشاں ز غدر و روشنی

اِن بادشاہوں کے سامنے تو ہمیشہ مصیبت بھرتا ہے — وہ غداری اور نورِ (قلب) سے غافل ہیں

[1] تو روا داری۔ اگر جَفَّ القلم کے یہ معنی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے سب کچھ ازل میں لکھ دیا ہے اور اب اُس کی قدرت کے تحت کچھ نہیں ہے تو گویا اب خدا، خدائی سے معزول ہو گیا ہے۔ کہ درست۔ تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ اے بندے اب تو میرے پاس نہ آ اب کام میرے قابو سے باہر ہے۔

[2] بلکہ۔ جَفَّ القلم کے صحیح معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا لکھا ہوا ہے کہ انصاف اور ظلم یکساں نہیں ہیں۔ فرق۔ اور یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے خیر اور شر میں بد اور بدتر میں فرق کر دیا ہے۔ ذرہ۔ اگر تجھ میں تیرے دوست کے اعتبار سے ایک ذرہ بھی نیکی زیادہ ہے تو اُس کو خدا جانتا ہے اور وہ اُس ذرے کا بدلہ دے گا جو پہاڑ جیسا ہوگا۔

[3] بادشاہ ہے جس بادشاہ کے دربار میں امین اور ظالم میں فرق نہ ہو یا وہ شخص جو اُس کے خوف سے لرزتا ہے اور وہ شخص جو اُس کی بڑائی پر طعنہ زنی کرتا ہے اُنکے دربار میں یکساں ہوں تو ایسے بادشاہ کے سر پر خاک۔ ذرہ۔ حقیقی خدا تو وہی ہے جس کی ترازو میں ایک ایک ذرہ تولا جائے پیشِ۔ یہ تو دنیاوی بادشاہوں کا طور طریقہ ہے کہ تو تمام عمر اطاعت کرتا ہے اور ایک چغلخور تیری ساری بھلائی بسا دکر اور شاہ

گفتِ غمازے کہ بد گوید ترا — ضائع آرد خدمتت را سالہا

اُس چغلخور کی بات جو تجھے بُرا کہتا ہے — وہ تیری سالوں کی خدمت کو ضائع کر دیتا ہے

پیشِ[1] شاہے کو سمیع ست و بصیر — گفتِ غمازاں نباشد جائے گیر

اُس بادشاہ کے سامنے جو کہ سمیع و بصیر ہے — چغلخوروں کی بات نہیں ٹھہرتی ہے

جملہ غمازاں ازو آیس شوند — سوئے ما آیند و افزایند بند

سب چغلخور اُس سے مایوس ہو جاتے ہیں — ہمارے پاس آتے ہیں اور رکاوٹیں اضافہ کرتے ہیں

بس جفا گویند شہ را پیشِ ما — کہ برو جفّ القلم کم کُن وفا

اللہ (تعالیٰ) کا ہم سے بہت ظلم بیان کرتے ہیں — کہ جا قلم (لکھ) خشک ہو گیا ہے وفاداری نہ کر

معنیِ[2] جفّ القلم کے آں بُود — کہ جفا ہا با وفا یکساں بُود

قلم لکھ کر خشک ہو گیا کے یہ معنی کب ہو سکتے ہیں! — کہ ظلم و وفاداری کے برابر ہوتا ہے

بل جفا را ہم جفا جفّ القلم — واں وفا را ہم وفا جفّ القلم

بلکہ ظلم کے لئے (بدلہ) ظلم ہو قلم لکھ کر خشک ہو — اور وفا کیلئے (بدلہ) وفا ہے قلم (لکھ کر) خشک ہو گیا ہے

عفو باشد لیک کو فرّ امید — کہ بُود بندہ ز تقویٰ رُو سپید

معافی ہو گی لیکن امید کی وہ شانِ شوکت کہاں! — کہ بندہ پرہیزگاری کی وجہ سے سُرخرو ہو

دُزد را گر عفو باشد جاں بَرد — کے وزیر و خازنِ مخزن شود

چور کو اگر معاف کیا جاتا ہے تو جان بچا لیتا ہے — وزیر اور خزانہ کا خزانچی کب بنتا ہے؟

اے[3] امین الدینِ ربّانی بیا — کز امانت رُست ہر تاج و لوا

اے امین الدین اللہ والے! آ جا — کیونکہ امانت کی وجہ سے تاج اور جھنڈا اُگ رہا ہے

پورِ سُلطاں گر بُود خائن شود — آں سرش از تن بدان بائن شود

شہزادہ اگر بادشاہ کا خائن بن جائے — اُس کی وجہ سے اُس کا سر تن سے جدا ہو جائے

ور غلامے ہندوے آرد وفا — دولت اُو را میزند طالِ بقا

اگر ہندوستانی غلام وفا برتے — نصیبہ اُس کیلئے زندہ باد کا اعلان کر دے

چہ غلام ار بر درے سگ با وفاست — در دلِ سالار اُو را صد رضاست

غلام کیا، اگر دروازے پر کتا وفادار ہے — آقا کے دل میں اُس کی جانب سے سینکڑوں خوشنودیاں ہیں

---

[1] پیشِ شاہ۔ دانا و بینا خدا کے دربار میں یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی چغلخور چغلخوری کر سکے، وہاں سے چغلخور شیطان وغیرہ مایوس ہو کر ہمارے پاس آکر ہمیں بہکاتے اور شاہ کا ظلم بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اُس نے سب کچھ پہلے ہی لکھ دیا ہے اب اُس کے ساتھ وفاداری کیوں کرتے ہو۔

[2] معنیِ۔ یہ چغلخور شیطان کا جواب ہے کہ جفّ القلم کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جفا اور وفا یکساں ہے وفاداری سے کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ معنی یہ ہیں کہ جفا کا بدلہ جفا ہے اور وفا کا بدلہ وفا ہے۔ عفو باشد۔ شبہ ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ گنہگاروں کو بھی معاف کر دے گا تو پھر اطاعت اور نافرمانی یکساں ہو گئی مولانا نے جواب دیا ہے کہ معافی تو ہو جائے گی لیکن وہ انعامات حاصل نہ ہوں گے جو نیکوکاروں کو ملیں گے۔ دُزد۔ چور کی معافی کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ اُسکی جان بچ گئی لیکن اُس کو وزیر اور خزانچی کا رتبہ تو حاصل نہیں ہوتا۔

[3] اے امین الدین یعنی شیخ حسام الدین یا ہر وہ مجتہد جو شریعت کا امین ہے یا مولانا کے دور کا ایک وزیر۔ پورِ۔ اگر بادشاہ کا بیٹا بادشاہ کا خائن ہو

تو وہ گردن زدنی ہے اور اگر معمولی غلام وفاداری کرتا ہے تو اُس کا نصیب اُسکو مبارکباد دیتا ہے غلام تو درکنار کتا بھی وفاداری کرتا ہے تو آقا کے دل میں اُس کے لئے سینکڑوں خوشنودیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

زیں چو سگ را بوسہ بر پوزش دہد — گر بود شیرے چہ پیروزش کند

اس (وفا) کی وجہ سے جب کتے کی تھوڑی چوتا ہے — اگر وہ شیر ہو تو اس کو کسقدر کامیابی عنایت کرے گا؟

چہ مگر دزدے کہ خدمتہا کند — صدق او بیخ جفا را بر کند

سوائے اس چور کے جو خدمتیں کرے — اس کی سچائی ظلم کی جڑ اکھاڑ دے

چوں فضیلؒ رہزنے کو راست باخت — زاں کہ دہ مردہ بسوئے تو بتاخت

جیسا کہ ڈاکو (حضرت فضیلؒ جنھوں نے سچائی کی بازی) — کیونکہ دس انسانوں کی طاقت سے تیری جانب دوڑے

وانچناں کہ ساحراں فرعون را — روسیہ کردند از صبر و وفا

اور جس طرح کہ جادوگروں نے فرعون کا — منھ کالا کر دیا صبر اور وفاداری سے

دست و پا دادند در جرم و قود — آں بصد سالہ عبادت کے شود

قصور اور بدلے میں ہاتھ پاؤں دے دیئے — وہ سو سال کی عبادت سے کب ہوتا ہے؟

تو کہ پنجہ سال خدمت کردہ — کے چنیں صدقے بدست آوردہ

تو جس نے پچاس سال عبادت کی ہے — ایسی سچائی کب حاصل کی ہے؟

حکایت آں درویش کہ در ہرات غلامان عمید خراسانی را

اس فقیر کی حکایت جس نے عمید خراسانی کے غلاموں کو ہرات میں دیکھا

آراستہ دید بر اسپان تازی با قباہائے زربفت و کلاہ لمے

بنا ٹھنا، عربی گھوڑوں پر زربفت کی قبائیں پہنے ہوئے اور اکڑ تھائی سے ٹوپی

مغرق وغیرہ آں پرسید کہ اینہا کدام امیرانند و چہ

ہوئی ٹوپیاں اوڑھے ہوئے اس نے پوچھا یہ کونسے سردار ہیں؟ اور کیسے بادشاہ

شاہانند گفتند او را کہ اینہا امیراں نیستند اینہا غلامان

ہیں، لوگوں نے اس سے کہا کہ یہ سردار نہیں ہیں، یہ عمید خراسانی کے غلام

عمید خراسان اند رو بآسمان کرد کہ اے خداوند غلام

ہیں اس نے آسمان کی طرف منھ کیا کہ اے اللہ تعالیٰ غلاموں کو پرورش

پروردن از عمید بیاموز آنجا مستوفی را عمید گویند

کرنا عمید سے سیکھ لے۔ وہاں وزیر اعظم کو عمید کہتے ہیں۔

آں یکے گستاخ رو اندر ہرے — چوں بدیدے او غلام مہترے

ایک منھ پھٹ نے ہرات میں — جب اس نے ایک سردار کے غلام کو دیکھا

---

۱ زیں۔ وہ وفا ہی اگر کتا بھی کرتا ہے تو اس کا منھ چومتا ہے اور اگر شیر وفاداری کرے تو پھر اس کی کامیابی کا کیا ٹھکانا ہے۔ چور کے پہلے ذہن تھا کہ چور کو معاف تو کر دیا جائے گا لیکن اس کو اچھے مقامات حاصل نہ ہونگے اب اس سے استغفار کرتے ہیں اس لئے کہ بعض ڈاکو لوگوں کو بڑے مقامات حاصل ہوگئے ہیں۔ چوں فضیلؒ حضرت فضیلؒ بن عیاض ڈاکو تھے پھر تائب ہوئے اور اولیا اللہ میں ان کا شمار ہوا۔

۲ وانچناں۔ اسی طرح فرعون کے جادوگر توبہ کے بعد کالے ہے۔ روسیہ کردند یعنی فرعون کو روسیاہ کیا۔ دست و پا دادن کے محبت میں ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے یہ مقام قلیل عبادت سے بھی کیونکر حاصل ہوتا ہے۔ تو کہ۔ عام انسان پچاس سال عبادت کرتا ہے لیکن ان سالوں کی سی سچائی اس کو حاصل نہیں ہوتی ہے۔

۳ حکایت۔ اس سے یہ بتایا ہے کہ جس طرح بادشاہوں کے سب غلام یکساں نہیں ہیں اسی طرح سب غلام یکساں نہیں۔ اخلاص کے اعتبار سے بہت فرق ہے عمید کے غلام پورے مخلص تھے۔ عمید مستوفی خراسان ایک ملک ہے جس کو یہ حکومت ایک زمانہ میں ہرات تھا گستاخ۔ بے ادب

جامۂ اطلس کمر زرّیں رواں — رُوئے کردے سُوئے قبلہ آسماں

اطلس کا لباس سونے کی مٹی (پہنے ہوئے) جا رہا ہے — اُس نے آسمان کی جانب مُنہ کیا

کاے خدا! زیں خواجۂ صاحب مِنَن — چوں نیاموزی تو بندہ داشتن

کہ اے خدا! اِس احسانوں والے آقا سے — تو غلام رکھنا کیوں نہیں سیکھ لیتا

بندہ پروردن بیاموز اے خدا — زیں رئیس و اختیارِ شہرِ ما

اے خدا! بندہ پروری سیکھ لے — ہمارے شہر کے اِس رئیس اور برگزیدہ سے

بُود محتاج و برہنہ بینوا — در زمستاں لرزلرزاں از ہوا

وہ محتاج اور ننگا بے سروسامان تھا — جاڑے میں ہوا سے کانپ رہا تھا

اِنبساطے کرد آں از خود بری — جُرأتے بنمود اُو از لمترے

اُس بے خود نے بے تکلفی برتی — اور پھکڑپن سے اُس نے جرأت کی

اِعتمادش بر ہزاراں موہبت — کہ ندیمِ حق شُد اہلِ معرفت

ہزاروں بخششوں پر اُس کو بھروسہ (تھا) — کیونکہ معرفت والا اللہ (تعالیٰ) کا مصاحب ہوتا ہے

گر ندیمے شاہ گستاخی کُند — تو مکُن چوں تو نداری آں سَند

اگر بادشاہ کا مصاحب گستاخی کرے — تو نہ کرنا، کیونکہ تو وہ سہارا نہیں رکھتا ہے

حق میاں داد و میاں بہ از کمر — گر کسے تاجے دہد اُو داد سر

اللہ (تعالیٰ) نے کمر عطا کی اور کمر پیٹی سے بہتر ہے — اگر کوئی تاج دیتا ہے تو اُس نے سر دیا ہے

تا یکے روزے کہ شاہ آں خواجہ را — مُتّہم کرد و بہ بستش دست و پا

یہاں تک کہ ایک دن بادشاہ نے اُس سردار پر — تہمت لگا دی اور اُس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے

آں غلاماں را شکنجہ می نمُود — کہ دفینہ خواجہ بنمائید زُود

اُن غلاموں کو سزا دی — کہ آقا کا خزانہ جلد دکھاؤ

سِرِّ اُو با من بگوئید اے خساں — ورنہ بُرّم از شما حلق و لساں

اے کمینو! اُس کا راز مجھے بتا دو — ورنہ میں تمہارا حلق اور زبان کاٹ ڈالوں گا

مُدّتِ یک ماہ شاں تعذیب کرد — روز و شب اِشکنجہ و اِفشار و درد

ایک مہینہ تک اُن کو ستایا — دن، رات شکنجہ اور دباؤ اور تکلیف تھی

پارہ پارہ کرد شاں و یک غلام — راز خواجہ وا نگفت از اِہتمام

اُنکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور ایک غلام نے بھی، — ہمت کر کے، آقا کا راز نہ کھولا

۲۱

لہ کمر زرّیں۔ سونے کا بٹکا۔ خواجہ۔ یعنی عبید خراسانی متن۔ احسانات۔ اختیار۔ یعنی مختار، برگزیدہ۔ جود یعنی وہ درویش اگرچہ اہل اللہ میں سے تھا لیکن اُس کی حالت نے اُس کو مجبور کیا کہ وہ اللہ کے تقرب کے بعد پر یہ کہہ گذرا۔ لمتر۔ قوی، مراد اُس درویش کی حالت ہے۔

لہ اِعتمادش۔ بعض فقرے بارگاہ، خصوصی رحم و کرم کی بنیاد پر ایسی گستاخی کر بیٹھتے ہیں۔ عوام کے لئے اِس طرح کی بات مناسب نہیں ہے۔ تعلیم مصاحب حق۔ مولانا عبید کی عطا سے اللہ تعالیٰ کی عطا کی افضلیت بتاتے ہیں۔

لہ تا یکے۔ اللہ تعالیٰ نے اُس درویش کو اُس وقت جواب نہ دیا جب وہ عبید بادشاہ کا معتوب بنا تو باطنِ غیبی نے جواب دیا۔ آں غلاماں۔ عبید کے غلام عبید کے اِس قدر وفادار ثابت ہوئے کہ سزائیں برداشت کیں لیکن عبید کا راز نہ کھولا۔

گفتش[1] اندر خواب ہانف کے کیا — بندہ بُودن ہم بیاموز و بیا

غیبی آواز نے اُس سے خواب میں کہا کہ اے سردار! — غلام بننا بھی سیکھ لے اور آ جا

اے دریدہ پوستینِ یوسفاں — گر بدرّد گرگت آں از خویش داں

اے یوسفوں کی پوستین پھاڑنے والے! — اگر تجھے بھیڑیا پھاڑے، تو وہ اپنے سبب سے سمجھ

زانکہ می بافی ہمہ سالہ پوش — زانکہ می کاری ہمہ سالہ نبوش

کیونکہ جو تو سارے سال بُنتا ہے، وہ پہن — تو جو سارے سال بوتا ہے، وہ کھا

فعلِ تُست ایں غصّہہائے دمبدم — ایں بُود معنیِ قَدْ جَفَّ القلم

یہ ہر وقت کے رنج، تیرا کاروبار ہے — قلم الکھ کر خشک ہو گیا کے یہ معنی ہیں

کہ نگردد سُنّتِ ما از رشد — نیک را نیکی بُود بد را بد

کیونکہ ہماری سنت بھلائی سے منحرف نہیں ہوتی ہے — نیک کے لئے نیکی ہوتی ہے، بُرے کیلئے بُرائی ہے

کارکُن[2] ہیں کہ سلیماں زندہ است — تا تو دیوی تیغ اُو بُرندہ است

کام میں لگا رہ، کیوں کہ سلیمان زندہ ہے — جب تک تو دیو ہے اُس کی تلوار کاٹ کر نہ والی ہے

چوں فرشتہ گشت از تیغ ایمن ست — از سلیماں فارغ و از خوف رست

جب فرشتہ بن گیا، تلوار سے محفوظ ہے — سلیمان سے فارغ اور ڈر سے نجات پا گیا ہے

از سلیماں ہیچ اُو را خوف نیست — دشمنے دیوست و از وے ایمنے ست

سلیمان سے اُسے کوئی ڈر نہیں ہے — کیونکہ وہ دیو کا دشمن ہے اور اُس سے (فرشتہ کو) امن حاصل ہے

حکمِ اُو بر دیو باشد نے مَلَک — رنج در خاکست نے فوقِ فلک

(سزا کا) حکم دیو پر لگتا ہے، نہ کہ فرشتہ پر — تکلیف زمین پر ہے، نہ کہ آسمان پر۔

ترک[3] کُن ایں جبر را کہ بس تہیست — تا بدانی سرِّ سرِّ جبر چیست

اِس جبر کے عقیدے کو چھوڑ کیونکہ خالی (فضول) ہے — تاکہ تو سمجھ جائے کہ جبر کے راز کا راز کیا ہے؟

ترک کُن ایں جبرِ جمعِ مبتلاں — تا خبر یابی ازاں جبرِ چو جاں

کاہلوں کی جماعت کے جبر کو چھوڑ دے — تاکہ تجھے اُس جبر کا پتہ لگ جائے جو جان جیسا ہے

ترکِ معشوقی کُن و کُن عاشقی — اے گماں بُردہ کہ خوب و فائقی

معشوقی چھوڑ اور عاشقی کر — اے وہ شخص جس نے گمان کر لیا ہے کہ تو حسین اور بڑھا ہوا ہے

---

[1] گفتش۔ اب اللہ کی جانب سے اُس درویش کو جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ تو عبید سے غلام پروری کیا سیکھے گا تو عبید کے غلاموں سے بندگی سیکھ لے۔ اے دریدہ۔ انسان جیسا کریگا ویسا بھرے گا۔ زانکہ۔ انسان کے جیسے اعمال ہوتے ہیں ویسے ہی نتائج سامنے آتے ہیں۔ فعلِ تُست۔ قرآنِ پاک میں ہے۔ وَمَا اَصَابَکُمْ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ یعنی جو مصیبت تم پر آتی ہے وہ تمہاری لائی ہوئی ہے۔ کہ نگردد۔ سنتِ الٰہی میں تبدیلی نہیں ہو سکتی ہے۔ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا۔ نیک۔ قرآنِ پاک میں ہے ھَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ۔

[2] کارکُن۔ سلیمان سے مراد شاہِ حقیقی ہے اور دیو سے مراد نفسِ امارہ ہے۔ چوں فرشتہ۔ قرآنِ پاک میں ہے اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ جو اللہ کے دوست ہیں اُن پر نہ کوئی خوف ہے نہ وہ غمگین ہونگے۔ از سلیماں۔ نیکوں کو عذاب سے امن ہے بلکہ اُو۔ سزا کا حکم شیطان صفت کے لئے ہے۔ رنج۔ جب انسان ملکوتی بن جائے تو پھر راحت ہی راحت ہے۔

[3] ترک کُن۔ یہ جبرِ مذموم کا عقیدہ جو ترکِ اطاعت پیدا کرتا ہے اُس کو چھوڑ کر فنا کا درجہ اختیار کر جب تجھے جبرِ محمود کا پتہ چلے گا اور معلوم ہوگا کہ تجھے اختیارِ خداوندی حاصل ہے اور تیرا ہر عمل اختیارِ خداوندی سے صادر ہوتا ہے۔ مبتلاں۔ کاہل لوگ۔ چو جان۔ جبرِ محمود بڑی قیمتی چیز ہے۔ ترک کُن۔ معشوقوں کا سا ناز ——— چھوڑ کر عاشقوں کا سا نیاز پیدا کر۔

اے[1] کہ در معنیٰ ز شب خاموش تری — گفتِ خود را چند جوئی مشتری

اے وہ کہ صفائی میں رات سے بھی زیادہ خاموش ہے — اپنی گفتگو کا خریدار کب تک تلاش کرے گا؟

سر بجنبانند پیشت بہرِ تو — رفت در سودائے ایشاں عمرِ تو

تیرے سامنے تیری خاطر سے وہ جھومتے ہیں — اُن کے شوق میں تیری عمر برباد ہو گئی

تو مرا گوئی حسد اندر مپیچ — چہ حسد آرد کسے بر فوتِ ہیچ

تو مجھ سے کہتا ہے کہ حسد کرنے میں نہ لگ — ناچیز کے فوت ہو جانے پر کوئی کیا حسد کرے؟

ہست تعلیمِ خساں اے بارسوخ — ہمچو نقشِ خوب کردن بر کلوخ

اے بارسوخ! کمینوں کو تعلیم دینا — ڈھیلے پر اچھے نقش بنانا ہے

خویش را تعلیم کن عشق و نظر — کاں بُود کالنقش فی حجر الحجر

اپنے آپ کو عشق اور نظر کی تعلیم دے — کیونکہ وہ پتھر کی لکیر کی طرح ہے

نفسِ تو با تست شاکر در وفا — غیرِ فانی شد کجا جوئی کجا

تیرا نفس وفاداری میں تیرا شکر گزار ہے — غیر فنا ہو گیا کہاں ڈھونڈتا ہے کہاں؟

تا[2] کنی مر غیر را جبر و سنی — خویش را بر خود خالی میکنی

جب تک تو دوسرے کو بڑا عالم اور اونچا بنا تا رہیگا — اپنے آپ کو بدعادت اور خالی کرتا رہے گا

متصل چوں شد دلت با آں عدن — ہیں بگو مہر اس از خالی شدن

جب تیرا دل عدن سے وابستہ ہو گیا — ہاں کہنا، خالی ہونے سے ہراساں نہ ہو

امرِ قل زیں آمدش کاے راستیں — کم نخواہد شد بگو دریا ایں

قل کا حکم اُن کو اسی لئے آیا کہ اے راستبازو! — کہیے، کم نہ ہوگا، یہ دریا ہے

انصتوا[3] یعنی کہ آبت را بلاغ — ہیں تلف کم کن کہ آبِ خشک ست باغ

خبردار! خاموشی سے سنو یعنی کہ اپنے پانی کو لغو باتوں سے — خبردار! تباہ نہ کر، کیونکہ باغ پیاسا ہے

ایں سخن پایاں ندارد اے پدر — ایں سخن را ترک کن پایاں نگر

اے باوا! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے — اس بات کو چھوڑ، انجام پر نظر کر

آہ ہے جہاں مراد دریائے وحدت ہے سامر مگر۔ قرآن پاک میں ہے قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّيْ آپ کہہ دیجئے اگر خدا کے کلمات کے لئے اگر سمندر روشنائی بنیں تو وہ اس سے پہلے ختم ہو جائیں گے کہ خدا کے کلمات ختم ہوں ——— [3] اَنْصِتُوْا۔ قرآن پاک میں ہے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا "اور جب قرآن پڑھا جائے تو کان دھرو اور خاموش رہو" لاغ۔ بیہودہ گفتگو۔ ایں سخن یعنی اچھے دار تقریروں کی بُرائی۔ پایاں۔ یعنی اپنے انجام کی فکر کر۔

---

[1] اے کہ۔ تو اپنی اچھے دار تقریروں پر نازاں ہے جو معانی سے بالکل خالی ہیں اور تو اپنی ان تقریروں سے خریدار ڈھونڈتا ہے۔ سر بجنبانند۔ یہ تیری تقریریں سننے والے محض تیرے لحاظ میں جھوم رہے ہیں اور تو اُن کے عشق میں عمر برباد کرتا ہے۔ تو مرا۔ جب میں تجھے ان اچھے دار تقریروں سے روکتا ہوں تو تو مجھ پر حسد کا الزام [5] تلے ہے حالانکہ ان اچھے دار تقریروں کے حاصل نہونے پر کوئی کیا حسد کرے گا یہ خود بیکار ہیں۔ ہست۔ عوام میں تقریریں کرکے داد دلاتا ہے ڈھیلے کے ڈھیلے پر ایک نقش دھکا کرتا ہے جو قائم نہیں رہ سکتا۔ خویش۔ اپنی اصلاح کر اور اپنے آپ کو عشق کی تعلیم دے یہ باقی رہنے والی چیز ہے۔

[2] تا کنی۔ دوسروں کو وعظ و تلقین سے اپنی اصلاح بہتر ہے۔ جبر۔ بڑا عالم۔ سنی۔ بلند۔ متصل۔ یہ شعر ہوا کہ بہت سے حقیقی بزرگ مریدوں کی تعلیم و تربیت کرتے ہیں تو اس سے کیوں روکا جا رہا ہے مولانا نے فرمایا کہ جو بزرگ ایسے ہیں کہ اُن کا اتصال دریائے وحدت سے ہو گیا ہے وہ تعلیم دیں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ عدن۔ دال کے سکون سے، اقامت اسی سے جنت عدن یعنی اقامت کی جنتیں اور دال کے زبر سے شہر کا نام ہے جہاں سے عقیق

غیرِ تم[1] آید کہ پیشت بیستند — بر تو می خندند و عاشق نیستند

مجھے شرم آتی ہے کہ تیرے سامنے کھڑے ہوتے ہیں — تیری ہنسی اڑاتے ہیں اور وہ عاشق نہیں ہیں

عاشقانت در پسِ پردہ کرم — بہرِ تو نعرہ زناں بیں دمبدم

تیرے عاشق کرم کے پس پردہ — اُن کو تو لمحہ بلمحہ اپنے لئے نعرے لگاتے ہوئے دیکھ لے

عاشقِ آں عاشقانِ غیب باش — عاشقانِ پنج روزہ کم تراش

تو اُن غیب کے عاشقوں کا عاشق بن — چند روزہ عاشق نہ بنا

کہ بخوردندت[2] زخدعہ و جذبہ — سالہا زیشاں ندیدی حبّہ

دھوکے اور کشش سے اُنھوں نے تجھے کھایا — سالوں تو نے اُنکی جانب سے ایک رتی نہ دیکھی

چند ہنگامہ نہی بر راہِ عام — کام جُستی بر نیامد ہیچ کام

عام راستہ پر تو کب تک مجمع لگائے گا؟ — تو نے مقصد کی تلاش کی، کوئی مقصد پورا نہ ہوا

وقتِ صحت جملہ یارند و حریف — وقتِ درد و غم بجز حق کو الیف

تندرستی میں سب دوست اور ساتھی ہیں — درد و غم کے وقت سوائے خدا کے کون دوست ہے؟

وقتِ دردِ چشم و دنداں ہیچکس — دستِ تو گیرد بجز فریادرس[3]

دانتوں اور آنکھ کے درد کے وقت کوئی شخص — تیری دستگیری کرتا ہے؟ سوائے خدا کے

پس ہماں درد و مرض را یاد دار — چوں ایاز از پوستیں گیر اعتبار

تو اُسی درد اور مرض کو یاد رکھ — ایاز کی طرح پوستین سے عبرت حاصل کر

پوستیں آں حالتِ دردِ تو است — کہ گرفتہ است آں ایاز آنرا بدست

پوستین تیرے درد کی حالت ہے — جو اُس ایاز نے ہاتھ سے پکڑی ہے

باز جواب گفتنِ آں کافرِ جبری آں مومنِ سُنّی را کہ با اسلام و ترکِ اعتقادِ جبرش دعوت میکرد و درازشدنِ مناظرہ از طرفین

اُس جبری کافر کا دوبارہ اُس سُنّی مومن کو جواب دینا جو اُسکو اسلام اور جبر ترک کرنے کی دعوت دے رہا تھا اور دونوں طرف سے مناظرے کا دراز ہونا

کہ مادہ اشکال و جواب را نبرد الّا عشقِ حقیقی کہ او را پروائے

کیونکہ اعتراض اور جواب کے مادے کو سوائے حقیقی عشق کے کوئی چیز ختم نہیں کرتی ہے کیونکہ

آں نماند و ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ

اُس کو اُسکی پروا نہیں رہتی اور یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے وہ جسکو چاہے عطا کرتا ہے

---

[1] غیرِ تم۔ اے مجھے دار تقریر کرنے والے یہ سامعین تیرے حقیقی عاشق نہیں ہیں یہ تو تیرا مذاق اُڑاتے ہیں۔ عاشقانت تیرے عاشق تو وہ ہیں جو تیری اصلاح کی دعائیں کرتے ہیں تو اُن عاشقوں کا عاشق بن اور چند دنوں کی واہ واہ کرنے والوں سے گریز کر۔

[2] کہ بخوردندت۔ اِن چند روزہ عاشقوں نے تجھے ضائع کر رکھا ہے اُن سے تجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ چند ہنگامہ۔ عام کا مجمع لگانے سے تیرا کوئی صحیح مقصد پورا نہ ہوا۔ وقتِ صحت۔ یہ تیرے عاشق، راحت کے ساتھی ہیں مصیبت کے وقت کا ساتھی صرف خدا ہے۔ الیف۔ دوست۔

[3] فریادرس۔ اللہ تعالےٰ۔ وقتِ دردِ چشم۔ یعنی اِس درد کے وقت کو اسی طرح پیشِ نظر رکھ جس طرح ایاز اپنی پُرانی پوستین کو پیشِ نظر رکھتا اور اُس سے عبرت حاصل کرتا رہتا تھا۔ پوستیں۔ ایاز پوستین سے عبرت حاصل کرتا تھا تو مصیبت کے وقت سے عبرت حاصل کرے۔ کہ۔ جب تک عشقِ خداوندی حاصل نہیں ہوتا انسان کی زبان بہت چلتی ہے اور اشکال و جواب میں زبان درازی کرتا رہتا ہے۔

کافرِ جبری جواب آغاز کرد — کہ ازاں حیراں شد آں منطیق[1] مرد

جبری کافر نے جواب دینا شروع کیا — جس سے وہ زیادہ بولنے والا شخص حیران ہو گیا

لیک گر من آں جوابات و سوال — جملہ واگویم بمانم زیں مقال

لیکن اگر میں وہ جوابات اور سوال — سب بیان کروں، اس بات سے رہ جاؤں گا

زاں مہم تر گفتنیہا ہست ماں — کہ بداں فہم تو بہ یابد نشاں

ہمیں اس سے زیادہ اہم باتیں کہنی ہیں — جن سے تیری سمجھ بہتر نشانی حاصل کر لے گی

اندکے گفتیم زاں بحث اے عقل — زاندکے پیدا بود قانونِ کل

اے سنگدل! اس بحث میں سے میں نے تھوڑا سا کہہ دیا — تھوڑے سے سب قاعدہ کھل جاتا ہے

درمیانِ جبری و اہلِ قدر — ہمچنیں بحث ست تا حشر و نشر

جبری اور قدریوں کے درمیان — حشر و نشر تک ایسی ہی بحثیں ہیں

گر فرو ماندے ز دفعِ خصمِ خویش — مذہبِ ایشاں برافتادے ز پیش

اگر اپنے مخالف کی مدافعت سے عاجز آ جاتے — تو ان کا مذہب باطل ہو جاتا

چوں بروں شوشاں نبودے در جواب — پس رمیدندے ازاں راہِ تباب

اگر جواب میں ان کا مخلص نہ ہوتا — تو اس ہلاکت کے راستے سے بھاگ جاتے

چونکہ مقضی بد دوام آں روش — میدہدشاں از دلائل پرورش

چونکہ اس روش کی ہمیشگی کا فیصلہ ہو چکا تھا — تو ان کی دلائل سے (خدا) پرورش کرتا ہے

تا نگردد ملزم[2] از اشکالِ خصم — تا بود محجوب از اقبالِ خصم

تاکہ مخالف کے اعتراض سے ملزم نہ بنے — تاکہ مخالف کے اقبال سے محفوظ رہے

تا کہ ایں ہفتاد و دو ملت مدام — در جہاں ماندے الی یوم القیام

تاکہ یہ بہتر ملتیں، ہمیشہ — قیامت کے دن تک دنیا میں باقی رہیں

چوں جہانِ ظلمت ست و غیب ایں — از برائے سایہ می باید زمیں

چونکہ یہ تاریکی اور غیب کی دنیا ہے — سایہ کے لئے زمین درکار ہے

تا قیامت ماند ایں ہفتاد و دو — کم نیاید مبتدع[3] را گفتگو

تاکہ یہ بہتر فرقے قیامت تک رہیں — بدعتی کی گفتگو کم نہ پڑے

عزتِ مخزن بود اندر بہا — کہ بروں بسیار باشد قفلہا

قیمت کے اعتبار سے اس خزانہ کی عزت ہوتی ہے — جس پر بہت سے قفل ہوں

---

[1] منطیق۔ بہت بولنے والا۔ زیں استقال۔ یعنی نصیحت کی باتیں۔ کہ بداں۔ اِن نصیحت کی باتوں سے فہم میں روشنی پیدا ہوگی۔ محتل۔ سنگدل۔ زاندکے۔ تھوڑے سے۔ نشر۔ از خروج کے کافی ہوتا ہے۔ درمیاں مختلف فرقوں کی یہ بحثیں قیامت تک ختم نہ ہوں گی کیونکہ دنیا میں بہتر فرقے باقی رہنے ہیں۔ جزوں شو۔ نکلنے کا راستہ۔ مخرج۔ تباب۔ ہلاکت۔ تباہی۔ مقضی۔ یعنی قضا و قدر کا فیصلہ۔

[2] تا نگردد۔ ہر فرقہ والے اگر ایسے دلائل عطا کر دیئے گئے ہیں کہ مخالف سے عاجز نہ آ جائے۔ ملزم۔ یعنی لاجواب۔ از اقبال۔ یعنی مخالف اس پر غلبہ حاصل نہ کر سکے۔ زمین۔ جب سورج غروب کر جاتا ہے تو زمین کے جس مربع سے اس نے غروب کیا ہے اس کا سایہ فضائے آسمانی تک پھیل جاتا ہے، دنیا میں ظلمت اور تاریکی ہے یہاں حق اس قدر واضح نہیں ہے باطل دلائل سے حق پوشیدہ ہو جاتا ہے

[3] مبتدع۔ یعنی باطل فرقہ۔ عزت مخزن۔ جس قدر قیمتی خزانہ ہوتا ہے اتنے ہی اس پر قفل زیادہ ہوتے ہیں اسی لئے حق مذہب جو قیمتی چیز ہے اس پر باطل فرقوں کے قفل ہوتے ہیں۔

عزتِ[1] مقصد بود اے ممتحن — پیچ پیچ راہ عقبہ و راہزن

اے مصیبت زدہ! مقصد کی عزت ہے — گھاٹی کا خمدار راستہ اور ڈاکو

عزتِ کعبہ بود آں ناحیہ — دزدیِ اعراب و طولِ بادیہ

وہ گوشہ، کعبہ کی عزت ہے — (اور) بدوؤں کی چوری اور صحرا کا طول

ہر روش ہر رہ کہ آں محمود نیست — عقبہ و مانعے و رہزنے ست

جو روش (اور) راہ کہ اس ستائش نہیں ہے — وہ گھاٹی اور مانع اور ڈاکو ہے

ایں[2] روش خصم و حقودِ آں شدہ — تا مقلد در دورہ حیراں شدہ

یہ روش اس کی مخالف اور کینہ ور بنی — یہاں تک کہ مقلد دونوں راستوں میں حیران ہو گیا

صدق ہر دو ضد بہ بیند در روش — ہر فریقے در رہِ خود خوش منش

روش میں ہر دو ضدوں کی سچائی خیال کرتا ہے — ہر فریق اپنی راہ پر خوش طبع ہے

گر جوابش نیست می بند دستیز — بر ہماندم تا بروزِ رستخیز

اگر اس کے پاس جواب ہو تو جھگڑا ختم ہو جائے — اسی وقت سے قیامت کے دن تک کیلئے

کہ مہانِ ما بدانند ایں جواب — گرچہ از ما شد نہاں وجہِ صواب

کہ ہمارے بڑے اس جواب کو جانتے ہیں — اگرچہ درست بات ہم سے مخفی ہو گئی ہے

پوز بندِ وسوسہ عشق ست و بس — ورنہ کے وسواس را بست کس

وسوسہ کے لئے بجز عشق ہی ہے اور بس — ورنہ وسوسہ کو کس نے بند کیا ہے؟

عاشقے[3] شو شاہدِ خوبے بجو — صیدِ مرغابی ہمی کن جو بجو

عاشق بن، حسین معشوق تلاش کر — نہر در نہر مرغابی کا شکار کرتا رہ

کے بری زاں آب کاں آبت برد — کے کنی زاں فہم کہ فہمت خورد

تو اس پانی سے کیا فائدہ اٹھائیگا جو تیری آبرو برباد کرے؟ — تو اس سے کیا سمجھ سکتا ہے جو تیری سمجھ کو کھا لے؟

غیرِ ایں معقولہا معقولہا — یابی اندر عشق با فرولہا

ان عقلی باتوں کے علاوہ معقول باتیں — تو عشق میں شوکت والی اور قیمتی پائے گا

غیرِ ایں عقلِ تو حق را عقلہاست — کہ بداں تدبیرِ اسبابِ سماست

اس تیری عقل کے سوا اللہ کے پاس عقلیں ہیں — جن سے آسمان کے اسباب کی تدبیر ہوتی ہے

تا بدیں عقل آوری ارزاق را — زاں دگر مفرش کنی اطباق را

تو اس عقل کے ذریعہ رزقوں کو حاصل کرے گا — تو اس دوسری سے (آسمانی) طبقوں کو بستر بنائیگا

---

[1] عزتِ مقصد بمقصد ... جس قدر عزیز ہوگا اسی قدر راس تک پہنچنے کا راستہ پیچ در پیچ ہوگا اور راہزن کا خوف ہوگا۔ عقبہ۔ پہاڑ کی گھاٹی۔ عزتِ کعبہ۔ کعبہ کا دور دراز گوشہ میں ہونا اور پھر وہاں بدوؤں کی ڈاکہ زنی اور صحرا کا طول کعبہ کے باعزت ہونے کی دلیل ہے۔ ناحیہ۔ گوشہ۔ اعراب۔ بدو۔ بادیہ۔ صحرا۔ ہر روش۔ باطل فرقوں نے جو روش اور راہ اختیار کر رکھی ہے وہ سیدھے راستہ کے لئے گھاٹی اور مانع اور ڈاکو ہے۔

[2] ایں روش۔ باطل فرقوں کی روش صحیح راستہ کی روش کے مخالف ہے اس کی وجہ سے تقلید کرنیوالا حیران ہو جاتا ہے کہ کس راستہ کو اختیار کرے۔ صدق۔ وہ سمجھتا ہے کہ دونوں راستے درست ہیں۔ گر جوابش۔ اگر باطل فرقہ والا جواب ہو جائے تو جھگڑا ختم ہو جائے۔ کہ۔ وہ یہ کہے کہ اس سوال کا جواب مجھے نہیں آتا میرے بڑے جانتے ہوں گے۔ پوز بند۔ اس طرح کے وساوس صرف عشق خداوندی سے بٹ سکتے ہیں۔

[3] عاشقے۔ وساوس سے طریقہ پر ثبت رہیں گے کہ راہِ عشق اختیار کر اور اسکا راستہ تلاش کرنے کے تیری جن دلائل عقلیہ سے تو وساوس کو دور کرنا چاہتا ہے وہ بیکار ہیں۔ معقولہا۔ دلائل عقلیہ سے جو

عُشر[1] امثالت دہد تا ہفت صد — چوں ببازی عقل در عشقِ صمد

تجھے دس گنے سے سات سو گنے تک عطا کردے — جب تو اللہ (تعالیٰ) کے عشق میں عقل کی بازی لگائے

آں زناں چوں عقلہا در باختند — بر رُواقِ عشقِ یوسفؑ تاختند

ان عورتوں نے جب عقلیں ہار دیں — وہ یوسفؑ کے عشق کے چھجے پر چڑھ گئیں

عقلِ شاں یکدم ستد ساقیِ عُمر — سیر گشتند از خرد باقیِ عُمر

عمر کے ساقی نے ایکدم اُن کی عقل لے لی — باقی عمر کے لئے اُن کا عقل سے پیٹ بھر گیا

اصلِ صد یوسفؑ جمالِ ذوالجلال — اے کم از زن شو فدای آں جمال

سینکڑوں یوسفوں کی اصل اللہ (تعالیٰ) کا حسن ہے — اے عورت سے کم! اُس حُسن پر قربان ہو جا

عشق بُرّد بحث را اے جانِ بس — کو ز گفت و گو شود فریاد رس

اے جان! عشق بحث کو کاٹ دیتا ہے اور بس — کیونکہ وہ گفتگو کے معاملہ میں فریاد رس بنجاتا ہے

حیرتے آید ز عشق آں نطق را — زہرہ نبود کہ کند او ماجرا

عشق سے گویائی پر حیرت طاری ہو جاتی ہے — اُس کا پتہ نہیں رہتا کہ وہ گفتگو کرے

کہ[2] بتر سد گر جوابے وا دہد — گوہرے از لفج او بیروں جہد

کیونکہ وہ ڈرتی ہے کہ اگر جواب دے — موتی اُس کے ہونٹ سے باہر نکل پڑے گا

لب بہ بند و سخت او از خیر و شر — تا نباید کز دہاں افتد گہر

بھلے اور بُرے سے ہونٹ خوب بالکل بند کر لیتی ہے — تاکہ ایسا نہ ہو کہ منہ میں سے موتی گر جائے

ہمچناں کہ گفت آں یارِ رسولؐ — چوں نبیؐ بر خواندے بر ما فضول

جیسا کہ اُن صحابی نے فرمایا ہے — جب نبی ہم ناکاروں کو سُناتے

آں رسولِ مجتبیٰ وقتِ نثار — خواستے از ما حضور و صد وقار

سمجھا دو کرنے کے وقت وہ برگزیدہ رسولؐ — ہم سے سینکڑوں وقار اور حضورِ قلب چاہتے

آنچنانکہ بر سرت مُرغے بُود — کز فوائش جانِ تو لرزاں شود

جس طرح کہ تیرے سر پر پرندہ ہو — جس کے اڑ جانے سے تیری جان لرزتی ہو

پس نیاری ہیچ جنبیدن ز جا — تا نگیرد مُرغِ خوبِ تو ہوا

تو جگہ سے ہل نہ سکے گا — تاکہ تیرا حسین پرند، ہوا نہ پکڑے

دم نیاری زد بہ بندی سُر ذرا — تا نباید کہ بپرّد آں ہما

تو سانس نہ لے سکے گا، کہ اُس کو روک لیگا — تاکہ وہ ہما نہ اُڑ سکے

---

[1] عُشر: عقل سے سیں کراتی ہے جس کا ثواب دس گنے سے سات سو گنے تک ہے۔ صمد: اللہ تعالیٰ۔ آں زناں: یعنی مصری عورتیں۔ رُواق: محل، چھجہ۔ ساقیِ عمر: یعنی عشق۔ اصل: حضرت یوسفؑ کا جمال اللہ تعالیٰ کے جمال کا پرتو تھا۔ عشق بُرّد: مشہور مقولہ ہے مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ کَلَّ لِسَانُہٗ جس شخص نے اپنے خدا کو پہچان لیا اُس کی زبان گُنگ ہو گئی۔ حیرتے: عشق ایسی حیرت پیدا کر دیتا ہے جس سے گویائی عاجز آجاتی ہے۔

[2] کہ بتر سد: عشق ڈرتا ہے کہ اگر وہ زبان کھولے گا عشق کا راز ظاہر ہو جائے گا۔ لفج: لام کے زبر کے ساتھ ہونٹ کا ٹکڑا جس میں چربی نہ ہو۔ ہونٹ بعض نسخوں میں ملیح، لام کے پیش کے ساتھ ہے جس کے معنی بھی ہونٹ ہیں۔ بعض نسخوں میں لام ہے جس کے معنی تالو کے ہیں۔ ہمچناں: آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت کچھ بیان فرماتے تھے صحابہ کرامؓ کی حالت تھی کہ وہ خاموشی سے سنتے اور صحابہؓ خاموشی اور سکون سے اس طرح بیٹھے سنتے رہتے تھے گویا اُنکے سروں پر کوئی پرندہ ہے اور اُنکو ڈر ہے کہ اگر وہ ہلے یا چلے تو وہ پرندہ اُڑ جائے گا۔

[3] فضول: بعض محدثوں نے ہمزہ ما کا بیان قرار دیا ہے یعنی اعتبار سے ہم نے ناکارہ کیا ہے جس کے معنی نہ ہوں گے۔ ہم نے اس کے

درکست شیریں بگوید یا تُرش — بر لب[1] انگشتے نہی یعنی خموش

اگر تجھے کوئی شخص میٹھی بات کہے یا کڑوی — تو ہونٹ پر انگلی رکھے گا یعنی چُپ رہ

حیرت آں مُرغست خلموشت کُند — بر نہد سر دیگ و پُر جوشت کُند

حیرت وہ پرندہ ہے جو تجھے خاموش کر دیتا ہے — دیگ کا ڈھکنا ڈھک دیتا ہے اور تجھے جوش سے بند کر دیتا ہے

پرسیدنِ بادشاہ قاصداً ایاز را کہ چندیں غم و شادی ہا چارق

بادشاہ کا ایاز سے قصداً دریافت کرنا کہ رنج اور خوشی کی اس قدر باتیں تو چپل

و پوستین کہ جمادست بچہ میگوئی تا ایاز را در سخن در آرد و

اور پوستین سے جو کہ بے روح ہیں کیوں کرتا ہے؟ تاکہ ایاز سے بات کہلائے

سوالِ سلطان از و

اور بادشاہ کا اُس سے دریافت کرنا

اے[2] ایاز ایں مہرہا بر چارقے — چیست آخر ہمچو بر بُت عاشقے

اے ایاز! چپل سے اس قدر محبتیں — آخر کیوں ہیں؟ جیسا کہ بُت پر عاشق

ہمچو مجنوں از رُخِ لیلیٰ خویش — کردہ تو چارقے را دین و کیش

مجنوں کی طرح اپنی لیلیٰ کے رُخ کو — تُو نے چپل کو دین اور مذہب بنا لیا ہے

باد و کہنہ مہرِ جاں آمیختہ — ہر دو را در حجرہ آویختہ

دو بُرانی چیزوں سے جان کی محبت ملا دی ہے — دونوں کو حجرے میں ٹکا لیا ہے

چند گوئی با دو کہنہ تو سخن — در جمادے می دمی سرِ کہن

تو دو بُرانی چیزوں سے کتنی باتیں کرے گا؟ — تو بُرانا راز پتھر میں پھونکتا ہے

چوں[3] عرب با ربع و اطلال اے ایاز — میکنی از عشق گفتِ خود دراز

اے ایاز! عربوں کی طرح منزل اور ٹیلوں سے — عشق کی وجہ سے تو بات کو لمبا کرتا ہے

چارقت ربع کدامیں آصف ست — پوستیں گوئی قمیصِ یوسف ست

تیری چپل کونسے آصف کی منزل ہے؟ — گویا پوستین یوسفؑ کی قمیص ہے

ہمچو ترسا کو شمارد با کشش — جُرمِ یکسالہ زنا و غل و غش

عیسائی کی طرح جو پادری کے سامنے گنتا ہے — ایک سال کے زنا اور کھوٹ اور دھوکے کے جُرم

ہمچو ترسا۔ نصاریٰ اپنے پیشواؤں کے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں اور اُن کے معاف کر دینے کو خدا کا معاف کر دینا سمجھتے ہیں۔ کشش۔ شیش۔

---

[1] بر لب۔ اپنے ہونٹ پر انگلی رکھنا دوسرے کو چُپ رہنے کا اشارہ ہے۔ حیرت جس طرح سر پر کا پرندہ بات کرنے سے روکتا ہے مقام حیرت بھی روکتا ہے سالک جب اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو اس کی زبان بند ہو جاتی ہے اور دل میں جوش و خروش ہوتا ہے۔ پُر جوشید۔ یہاں سے مولانا نے محمود و ایاز کا تمام قصہ دربار مثنوی کیا ہے۔ ایاز۔ ایاز کوٹھری میں جا کر اپنے پُرانے چپلوں اور پوستین سے باتیں کرتا تھا۔

[2] اے ایاز۔ محمود نے ایاز سے کہا کہ تو اپنی چپل کا عاشق کیوں ہے؟ ہمچو۔ جس طرح مجنوں نے لیلیٰ کو اپنا دین و مذہب بنا لیا تھا تو نے چپل کو بنا لیا ہے۔ دو کہنہ۔ یعنی پُرانی چپل اور پوستین۔ چند گوئی۔ ایاز اپنی چپل اور پوستین سے اپنی غربت اور بے کسی کے سابق واقعات دہراتا تھا۔

[3] چوں عرب۔ عرب شعراء اپنے اشعار میں محبوبہ کی منزل اور اس کے پڑاؤ کے ٹیلوں کا بہت ذکر کرتے ہیں۔ ربع۔ موسم ربیع گذارنے کا مکان مطلقاً مکان۔ اطلال طلل کی جمع ہے، ٹیلہ۔ آصف۔ ابن برخیا حضرت سلیمانؑ کے وزیر تھے یہاں مطلقاً سردار مراد ہے۔ قمیص یوسفؑ۔ یوسفؑ کی قمیص سے حضرت یعقوبؑ بینا ہو گئے تھے۔

تا بیامرزد کشیشش[1] آں گناہ — عفوِ اُورا عفو داند از آلہ

تاکہ پادری اُس کا وہ گناہ بخش دے — اُسکے معاف کردینے کو خدا کا معاف کرنا سمجھتا ہے

نیست اگر آں کشیش از جرم و داد — لیک بس جادوست عشق و اعتقاد

وہ پادری جرم اور انصاف سے واقف نہیں — لیکن عشق اور اعتقاد بہت بڑا جادو ہے

دوستی در وہم صد یوسف تند — اَحمر از ہاروت ماروتست خود

عشق وہم میں سینکڑوں یوسف بنا لیتا ہے — وہ خود ہاروت اور ماروت سے زیادہ جادوگر ہے

صورتے پیدا کند بر یادِ اُو — جذبِ صورت آردت در گفتگو

وہ (عشق) اُسکی یاد پر ایک صورت پیدا کر دیتا ہے — صورت کی کشش تجھے گفتگو پر آمادہ کر دیتی ہے

راز گوئی[2] پیشِ صورت صد ہزار — آنچناں کہ یار گوید پیشِ یار

تو صورت کے سامنے ہزاروں راز بیان کرتا ہے — جس طرح دوست، دوست کے سامنے بیان کرتا ہے

نے بدانجا صورتے نے ہیکلے — زادہ از وے صد اَلَست و صد بلے

نہ وہاں کوئی تصویر ہے، نہ بُت — اُس (عشق) سے سینکڑوں سوال جواب پیدا ہو جاتے ہیں

آں چناں کہ مادرِ دل بُردۂ — پیشِ گورِ بچۂ نو مُردۂ

جیسا کہ غمگین ماں — نئے مرے ہوئے بچہ کی قبر کے سامنے

راز ہا گوید بجدّ و اجتہاد — می نماید زندہ اُورا آں جماد

کوشش اور محنت سے راز کہتی ہے — وہ بے روح اُس کو زندہ نظر آتا ہے

حیّ و قائم داند اُو آں خاک را — خوش نگر ایں عشق ساحر ناک را

وہ اُس مٹی کو زندہ اور قائم سمجھتی ہے — اِس جادوگر عشق پر غور کرلے

پیشِ[3] اُو ہر ذرۂ آں خاکِ گور — گوش دارد ہوش دارد وقتِ شور

اُس کے نزدیک قبر کی مٹی کا ہر ذرہ — شور کے وقت کان رکھتا ہے، ہوش رکھتا ہے

مُستمع داند بجد آں خاک را — چشم و گوشے داند اُو خاشاک را

وہ واقعی طور پر اُس مٹی کو سننے والا سمجھتی ہے — وہ مٹی کے کان اور آنکھ سمجھتی ہے

آں چناں بر خاکِ گورِ تازہ اُو — دمبدم خوش می نہد با اشک رُو

وہ نئی قبر کی مٹی پر اِس طرح — لمحہ بہ لمحہ اشک آلود چہرہ مستعدی سے رکھتی ہے

کہ بوقتِ زندگی ہرگز چناں — رُوئے ننہادہ است بر پورِ چو جاں

کہ زندگی کے وقت اِس طرح کبھی بھی — جان جیسے بیٹے پر چہرہ نہیں رکھا

---

[1] کشیش کسیس — قسیس نصرانی عالم ہے۔ نصرانی عالم ہے، گناہ کا تعلق نہ معاف کرنے کا ہے لیکن نصرانی کا عشق اور اعتقاد یہ سب کچھ اُس سے کراتا ہے۔ دوستی عشق، محبت و اُلفت کے ذریعہ معشوق میں حضرت یوسفؑ سے سو گنا حُسن دکھا دیتا ہے۔ اَحمر: زیادہ جادوگر۔ صورتے: عشق معشوق کی فرضی تصویر سامنے کرتا ہے اور اُس سے باتیں کرتا ہے۔

[2] راز۔ عاشق اپنے دل کے سینکڑوں راز اُس فرضی تصویر سے اِس طرح بیان کرتا ہے جیسا کوئی دوست دوست سے بیان کرے۔ نے بدانجا: نفس الامر میں کچھ بھی نہیں ہے اور یہ عاشق اپنی فرضی تصویر سے سینکڑوں سوال و جواب کرتا ہے۔ اَلَست: یعنی عہد۔ بلیٰ: یعنی اقرار۔ آنچناں: اگر کسی عورت کا بچہ مر جائے تو وہ اُس کی قبر سے باتیں کرتی ہے۔ حیّ: ماں کا عشق اُس بچہ کو زندہ اور تندرست دکھاتا ہے یہ بھی عشق کی جادوگری ہے۔

[3] پیشِ اُو۔ ماں جب بچہ کی قبر پر جا کر تلاوت شیون کرتی ہے تو وہ سمجھتی ہے کہ قبر کا ذرہ ذرہ سن رہا ہے۔ حقیقت یہ بھی سمجھتی ہے کہ قبر کی مٹی کے آنکھ اور کان بھی ہیں، ورنہ یہ اِس طرح چیختی ہے کہ بچہ سے زندگی میں بھی کبھی نہ بولی ہوگی۔

از عزا[1] چوں چند روزے بگذرد — آتشِ آں عشق اُو ساکن شود

جب سوگ کے چند روز گزر جائیں — اُس کی محبت کی آگ ٹھنڈی پڑ جاتی ہے

عشق بر مُردہ نباشد پائدار — عشق را برحیِّ جاں افزائے دار

مُردے سے عشق پائدار نہیں ہوتا ہے — زندہ، جان بڑھانے والے سے عشق کر

بعد ازاں آں گور خود خواب آیدش — از جمادے ہم جمادی زایدش

اُس کے بعد خود اُس کو اُس قبر سے نیند آنے لگتی ہے — اُس میں بے روح سے بے جسی پیدا ہو جاتی ہے

زانکہ عشق افسونِ خود بر بود و رفت — ماند خاکستر چو آتش رفت تفت

کیونکہ عشق اپنا منتر لے گیا اور چل دیا — جب آگ تیزی سے جل گئی، راکھ رہ گئی

آنچہ بیند آں جواں در آئینہ — پیر اندر خشت بیند آں ہمہ

جوان جو کچھ آئینہ میں دیکھتا ہے — پیر اینٹ میں وہ سب کچھ دیکھتا ہے

پیرِ عشقِ تست[2] نے ریشِ سپید — دستگیرِ صد ہزاراں نا اُمید

عشق تیرا پیر ہے، نہ سفید داڑھی — جو لاکھوں مایوسوں کا دستگیر ہے

عشق صُورتہا بسازد در فراق — تا مُصوّر سر کُند وقتِ تلاق

عشق، جُدائی میں تصویریں بناتا ہے — یہاں تک کہ ملاقات کے وقت تصویر رُدّ ہو جاتی ہے

کہ منم آں اصلِ اصلِ ہوش و دست — بر صُورہا عکسِ حُسنِ ما بدست

کہ ہوش اور دست کا اصلِ اصول میں ہوں — صورتوں پر ہمارے ہی حُسن کا عکس تھا

پردہا را ایں زماں بر داشتم — حُسن را بے واسطہ بفراشتم

اب میں نے پردے اُٹھا دیئے ہیں — میں نے حُسن کو بے واسطہ جلوہ گر کر دیا ہے

زانکہ[3] بس با عکسِ من دریافتی — قوّتِ تجریدِ ذاتم یافتی

کیونکہ تو نے مجھے عکس کے ساتھ بہت پایا ہے — (اب) تو نے میری ذات کو مجرّد کرنے کی قوّت حاصل کر لی ہے

چوں ازیں سُو جذبہ من شد رواں — اُو کشش را می نہ بیند در میاں

جب اِس جانب سے میرا جذبہ روانہ ہوا — وہ کشش کو درمیان میں نہیں دیکھتا ہے

---

[1] از عزا۔ سوگ، مصیبت، صبر۔ یعنی چند دن کے اندر وہ جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ عشق۔ مولانا فرماتے ہیں یہ اُس عشق کی کیفیت ہے جو مُردے سے ہو، خدا کے عشق کی آگ کبھی ٹھنڈی نہیں ہوتی ہے۔ بعد ازاں۔ کچھ دن بعد یہ حالت ہوتی ہے وہ اُس جگہ قبر کے پاس آکر آرام سے سو جاتی ہے۔ زانکہ۔ وہ اُس کی حالت عشق کی جادو گری تھی، عشق ختم ہوا تو آگ ختم ہو کر راکھ رہ گئی۔ آنچہ۔ جوان سے مراد وہ شخص ہے جو حقائق تک نہ پہنچا ہو اور پیر سے مراد وہ شخص ہے جس کو حقائق کا کشف حاصل ہو گیا ہو پہلے فرمایا تھا کہ عشق حی و قیوم سے کرو اب فرماتے ہیں کہ جس کو یہ عشق حاصل ہو جاتا ہے اُسکو کشفی علوم ہو جاتے ہیں اُس کے کشف کی حالت یہ ہوتی ہے کہ لوہے کے آئینہ بننے کے بعد عوام کو جو کچھ اس میں نظر آتا ہے اُس کو لوہے کی اینٹ میں ہی نظر آجاتا ہے۔

[2] پیر۔ پہلے شعر میں پیر کا لفظ آیا تھا اُس کی تشریح کرتے ہیں کہ پیر سے مراد عشق ہے سفید داڑھی والا مُراد نہیں ہے۔ عشق۔ یہ عشق کی کارفرمائیاں ہیں کہ یہ فراق کی حالت میں معشوق کی صورتیں دکھاتا ہے پھر ملاقات کے وقت صاحبِ تصور سامنے آتا ہے ابتدا سالک صورتوں سے حد چاہتا ہے پھر ذات کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہے۔ کہ منم۔ جب فنا کا مشاہدہ ہوتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ میں سب کی اصل ہوں اور صورتوں پر میرا عکس پڑ گیا تھا اب میں نے پردے اُٹھا دیئے ہیں اور بغیر کسی واسطے کے حسن کا مشاہدہ کرا دیا [3] زانکہ۔ عکس میں مشاہدہ کے بعد پھر رجوع فنا میں یہ طاقت ہو جاتی ہے کہ وہ مجرّد ذات کا مشاہدہ کر سکے حدیث شریف میں ہے اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ صوفیاء کے نزدیک اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ احسان یہ ہے کہ تو عبادت اس طریقہ پر کر گویا تو ذات کا مشاہدہ کر رہا ہے اگر تو اتنی درجہ بلند نہ بن سکے تو اس آیت کو دیکھ لے وہ بیشک تجھے دیکھتی ہے یہ درجہ اگر ہے تو تیری ذات کا ہے جو اس امر میں عبادت کے ابتدائی مراتب بھی جذب و کششِ خداوندی سے ہیں ہیں۔ جذب و کشش اُس عابد کی ہوتی ہے اور جس پر

مغفرت[1] میخواہد از جرم و خطا — از پسِ آں پردہ از لطفِ خدا
(وہ) جرم اور خطا کی معافی چاہتا ہے — خدا کی مہربانی سے اُس پردے کے بعد

چوں ز سنگے چشمہ جاری شود — سنگ اندر چشمہ متواری شود
جب کسی پتھر سے چشمہ بہہ پڑتا ہے — پتھر چشمہ میں چھپ جاتا ہے

کس نخواند بعد ازاں آں را حجر — زانکہ جاری شد ازاں سنگ آں گہر
اُس کے بعد اس کو کوئی پتھر نہیں کہتا — کیونکہ اِس پتھر سے وہ موتی بہہ پڑا ہے

کاسہا[2] داں ایں صُور را و اندرُو — آنچہ حق ریزد بداں گیرد عُلو
اِن عکسوں کو پیالے سمجھ اور اُن میں — حق (تعالیٰ) جو ڈالتا ہے اُس سے وہ سربلندی حاصل کر لیتے ہیں

گفتنِ خویشاوندانِ مجنوں را کہ حُسنِ لیلیٰ باندازہ ایست،
رشتہ داروں کا مجنوں سے کہنا کہ لیلیٰ کا معمولی حُسن ہے زیادہ نہیں ہے ہمارے

چنداں نیست از و نغز تر در شہرِ ما بسیار ست یکے و دو و دہ
شہر میں اُس سے بہتر بہت ہیں ہم ایک اور دو اور دس

بر تو عرضہ کنیم اختیار کُن و ما را و خود را وارہاں و جواب
تیرے سامنے پیش کرتے ہیں تو اُن میں سے پسند کرلے اور ہمیں اور اپنے آپ کو نجات دے

گفتنِ مجنوں ایشاں را
اور اُن کا مجنوں کو جواب دینا

ابلہاں گفتند مجنوں را ز جہل — حُسنِ لیلیٰ نیست چنداں ہست سہل
بیوقوفوں نے نادانی سے مجنوں سے کہا — لیلیٰ کا حسن زیادہ نہیں ہے، معمولی ہے

بہتر از وے صد ہزاراں دلربا — ہست ہمچوں ماہ اندر شہرِ ما
اُس سے زیادہ حسین لاکھوں معشوق — ہمارے شہر میں چاند جیسے ہیں

نازنیں[3] تر زو ہزاراں حور وش — ہست بگزیں زاں ہمہ یکبار خوش
ہزاروں عورتوں جیسے اُس سے زیادہ ناز و انداز والے — موجود ہیں، اُن سب میں سے ایک حسین یار منتخب کرلے

وارہاں خود را و ما را نیز ہم — از چنیں سودائے زشتِ متہم
اپنے آپ کو اور ہمیں بھی نجات دے — ایسے بُرے متہم عشق سے

گفت صورت کوزہ است و حُسن مے — مے خدا یم میدہد از ظرفِ وے
اُس نے کہا صورت پیالہ ہے اور حُسن شراب ہے — مجھے اُس کے پیالے سے خدا شراب پلاتا ہے

---

[1] مغفرت۔ مَغْفِرَت اور سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْن۔ نیک لوگوں کے حسنات، مقربین کے اعتبار سے سیئات ہیں۔ پہلے چونکہ عبادت میں اخلاص کا اعلیٰ درجہ نہ تھا اس لئے مشاہدہ کے بعد اس غلطی پر معافی کا خواستگار ہوتا ہے۔

[2] چوں ز سنگے۔ بذب کشف کے معنی ہونے کی یہ مثال ہے کہ جس پتھر سے چشمہ جاری ہوتا ہے اور وہ پتھر پانی میں ڈوب جاتا ہے تو نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے اور اب لوگ اُس کو پتھر نہیں کہتے بلکہ پانی کا چشمہ کہتے ہیں۔

[3] کاسہا۔ عبادت میں ابتدائی صُور کے مشاہدہ کو بہتر پیالوں کے سمجھوائی میں حضرت حق تعالیٰ کی جانب سے جذبہ کی بارش ہے گفتگو مجنوں کی اس گفتگو سے یہی سمجھا ہے کہ مظاہر ظاہر کے حُسن کے اعتبار سے ہم اور رنگ اختیار کرتے ہیں۔ انہاں کچھ بیوقوفوں نے جنہوں کو ملامت کرنی شروع کر دی اور کہا کہ لیلیٰ کا معمولی حُسن ہے تو اُس پر اس قدر فریفتہ کیوں ہے۔ سہل۔ معمولی۔

[3] نازنیں۔ دوسرے حقیقی ناز و انداز اور حُسن میں سینے سے بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ وانہاں۔ تو دوسرے شہر میں تمہیلہ کی لڑکی پر عاشق ہے جس کی وجہ سے تو اور سارا خاندان بدنام ہو رہا ہے۔ گفت۔ جس نے کہا کہ لیلیٰ کی صورت خوبصورت پیالہ ہے اور حُسن شراب ہے۔

مر شما را سر کہ داد از کوزہ اش — تا نباشد عشق اُو تاں گوش کش

اُس کے پیالے سے تمہیں سرکہ دیا ہے — تاکہ اُس کا عشق تمہارے کان نہ کھینچے

انیکے کوزہ دہد زہر و عسل — ہر یکے را دستِ حق عزّ و جل

ایک ہی پیالے سے زہر اور شہد — اللہ تعالےٰ کا ہاتھ ہر ایک کو عطا کرتا ہے

کوزہ می بینی ولیکن آں شراب — رُوی ننماید بچشمِ ناصواب

تو پیالہ دیکھتا ہے، لیکن وہ شراب — غلط آنکھ کو چہرہ نہیں دکھاتی ہے

قاصراتُ الطّرف باشد ذوقِ جاں — جز بخصمِ خویش ننماید نشاں

طبیعت کا ذوق نظر کو روکنے والیوں میں سے ہے — اپنے اہل کے سوا چہرہ نہیں دکھاتا ہے

قاصراتُ الطّرف باشد آں مُدام — دیں حجابِ ظرفہا ہمچوں خیام

وہ شراب نظر کو روکنے والیوں میں سے ہے — اور یہ پیالوں کا پردہ خیموں کی طرح ہے

ہست دریا خیمۂ در قُوے حیات — بطرا را لیکن کُلاغاں را ممات

دریا ایک خیمہ ہے، اُس میں زندگی ہے — بطخ کی، لیکن کوؤں کی موت ہے

زہر باشد مار را ہم قوت و برگ — غیر اُو را زہر اُو در دست و مرگ

زہر سانپ کی روزی بھی ہے اور ساز و سامان بھی — اُس کے غیر کے لئے اُس کا زہر درد اور موت ہو

صورتِ ہر نعمتے و محنتے — ہست ایں را دوزخ آنرا جنّتے

ہر نعمت اور محنت کی صورت — اِس کے لئے دوزخ ہے، اُسکے لئے جنت ہے

پس ہمہ اجسام اشیا تُبصِرُوْن — اندرو قوت ست و سم لا تُبصِرُوْن

پس تم تمام چیزوں کے جسم دیکھتے ہو — اُن کے اندر روزی ہے اور زہر، تم نہیں دیکھتے ہو

ہست ہر جسمے چو کاسہ و کوزہ — اندرو ہم قوت و ہم دل سوزہ

ہر جسم پیالے اور کٹورے کی طرح ہے — اُس میں روزی بھی ہے اور دل کا جلادا بھی

کاسہ پیدا اندرو پنہاں رغد — طاعمش داند کزاں چہ می خورد

پیالہ ظاہر ہے اُسمیں خوش عیشی پوشیدہ ہے — اُس کھانے والا جانتا ہے کہ اُسمیں سے کیا کھاتا ہے

صورتِ یوسفؑ چو جامے بود خوب — زاں پدر می خورد صد بادہ طرب

(حضرت) یوسفؑ کی صورت ایک عمدہ جام تھی — باپ اُس سے سینکڑوں مست کرنیوالی شرابیں پیتے تھے

۱؎ مر شما۔ اِسی پیالے سے تمہیں سرکہ دیتا ہے تاکہ تمہیں اُس کے عشق کی فضیلت حاصل نہ ہو۔ انیکے۔ یہ عجائب قدرت میں سے ہے کہ قدرت ایک ہی پیالے سے کسی کو زہر اور کسی کو شہد پلاتی ہے۔ کوزہ۔ تم لوگوں کو صرف صورت اور کوزہ نظر آرہا ہے چونکہ تمہاری نظریں صحیح نہیں ہیں تمہیں وہ شراب نظر نہیں آرہی ہے..... قاصراتُ الطّرف۔ بہشتی حُوریں کے بارے میں مذکور ہے... فِیْھِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اور مذکور ہے حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ یعنی وہ حُوریں بجائے شہروں کے کسی دوسرے کی طرف نگاہ بھر کر بھی نہیں دیکھتی ہیں یہی حال عشق کا ہے وہ اہل کیطرف متوجہ ہوتا ہے بخصم۔ یعنی صاحب اہل۔

۲؎ مُدام یعنی شرابِ عشق، حوریں خیموں کے اندر رہتی ہیں باہر نہیں نکلتی ہیں اِس شرابِ عشق کے لئے برتن بہتر حوروں کے خیموں کے ہیں، ہست دریا۔ اِن اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک ہی چیز کسی شخص کے اعتبار سے مُفید ہے کسی کے اعتبار سے مُضر ہے، دریا بطخ کے لئے ذریعۂ حیات ہے اور کوّے کی موت کا سبب ہے۔ زہر۔ سانپ کا زہر سانپ کے لئے زندگی کا اور دوسروں کی موت کا سبب ہے صورتِ ہر نعمتے۔ ہر نعمت اور محنت کا یہی استعمال جنت کا سبب اور غلط استعمال دوزخ کا سبب ہے۔

۳؎ پس۔ دنیا کا ہر جسم جس کو تم دیکھتے ہو اُسمیں روزی اور زہر چھپا ہوا ہے جس کو تم نہیں دیکھ پاتے ہو۔ ہر جسمے۔ ہر جسم کو اسی طرح سمجھ لو۔ کاسہ۔ ظاہر کھلا ہوا ہے اُس کے باطن میں نعمت ہے جسکی نعمتوں کو استعمال کرنیوالا سمجھے گا۔ رزقہ۔ وسعتِ عیش۔ صورتِ یوسفؑ کی صورت ایک

باز اخواں را ازاں زہر اب بُود — کاندر ایشاں زہر کینہ میفزُود

پھر بھائیوں کے لئے اُس میں زہریلا پانی تھا — جو اُن کے اندر کینے کا زہر بڑھا رہا تھا

باز[1] از وے مر زلیخا را شکر — می کشید از عشق افیونِ دگر

پھر اُس میں سے زلیخا کے لئے شکر — عشق کے ذریعہ دوسری افیون نکالتی تھی

غیر آں چہ بُود مر یعقوبؑ را — بُود از یوسفؑ غذا آں خوب را

اُس کے سوا جو (حضرت) یعقوبؑ کے لئے تھی — اُس حسینہ کے لئے یوسفؑ میں سے غذا تھی

گونہ گونہ شربت و کوزہ یکے — تا نماند در مے غیبت شکے

طرح طرح کی شرابیں ہیں اور پیالہ ایک ہے — تاکہ تجھے غیب کی شراب میں شک نہ رہے

بادہ از غیبست و کوزہ زین جہاں — کوزہ پیدا بادہ در وے بس نہاں

شراب غیب کی ہے اور پیالہ اس جہان کا ہے — پیالہ ظاہر ہے اُس میں شراب بہت مخفی ہے

بس[2] نہاں از دیدۂ نامحرماں — لیک بر محرم ہویدا و عیاں

نامحرموں کی آنکھ سے بہت پوشیدہ ہے — لیکن محرم پر ظاہر اور کھلی ہوئی ہے

یَا اِلٰہِی سُکِّرَتْ اَبْصَارُنَا — فَاعْفُ عَنَّا اَثْقَلَتْ اَوْزَارُنَا

اے میرے خدا ہماری بینائیاں مدہوش کر دی گئی ہیں — ہمیں معاف کر ہمارے (گناہوں کے) بوجھ بھاری ہو گئے ہیں

یَا خَفِیًّا قَدْ مَلَأَتِ الْخَافِقَیْنِ — قَدْ عَلَوْتَ فَوْقَ نُوْرِ الْمُشْرِقَیْنِ

اے پوشیدہ! تو نے مشرق و مغرب کو پُر کر دیا ہے — تو دونوں مشرقوں کے نور سے بڑھ گیا ہے

اَنْتَ[3] سِرٌّ کَاشِفٌ اَسْرَارَنَا — اَنْتَ فَجْرٌ مُفْجِرٌ اَنْہَارَنَا

تو راز ہے، ہمارے بھیدوں کو کھولنے والا ہے — تو صبح کا سفیدہ ہے، ہماری نہروں کو جاری کرنے والا ہے

یَا خَفِیَّ الذَّاتِ مَحْسُوسَ الْعَطَا — اَنْتَ کَالْمَاءِ وَنَحْنُ کَالرُّحَا

اے مخفی ذات والے، محسوس عطا والے — تو پانی کی طرح اور ہم پن چکی کی طرح ہیں

اَنْتَ کَالرِّیْحِ وَنَحْنُ کَالْغُبَار — یَخْتَفِی الرِّیْحُ وَغُبْرَاہُ جِہَار

تو ہوا کی طرح، اور ہم غبار کی طرح ہیں — ہوا پوشیدہ رہتی ہے اور اُس کا غبار ظاہر ہے

تو بہاری ما چو باغِ سبز و خوش — اُو نہاں و آشکارا بخششش

تو (موسم) بہار ہے ہم سبز اور خوش باغ کی طرح ہیں — وہ پوشیدہ اور اُس کی عطا کھلی ہوئی ہے

تو چو جانے ما مثالِ دست و پا — قبض و بسط دست از جاں شد روا

تو جان کی طرح ہے ہم ہاتھ اور پاؤں کی طرح ہیں — ہاتھ کا بند ہونا اور کھلنا، جان سے ممکن ہوا

[1] باز: پھر زلیخا کو جو یوسف سے شراب ملی وہ اُس شراب کے علاوہ تھی جو حضرت یعقوب نے پی۔ عرب: یعنی زلیخا۔ گونہ: ایک پیالے سے مختلف قسم کی شرابیں حاصل ہوتی ہیں تاکہ فیض شراب کے بارے میں کوئی شبہ نہ رہے۔

[2] بس نہاں: پیالہ کی شراب نامحرموں سے پوشیدہ ہے۔ سُکِّرَتْ: بند کر دی گئی ہیں یعنی ہماری نگاہیں صحیح کام نہیں کر رہی ہیں۔ اَبْصَار: بصر کی جمع ہے، بینائی۔ اَوْزَار: وِزر کی جمع ہے، بوجھ، گناہ۔ یَا خَفِیًّا: حضرت حق تعالیٰ کی ذات مخفی ہے لیکن کائنات کو محیط ہے۔ اَلْخَافِقَیْن: مشرق و مغرب۔ اَلْمُشْرِقَیْن: یعنی جاڑوں کے زمانے کی مشرق اور گرمیوں کے زمانے کی مشرق۔

[3] اَنْتَ: اے خدا تو مخفی اور راز ہے لیکن ہمارے راز تجھ سے چھپے ہوئے نہیں ہیں۔ اَنْتَ فَجْرٌ: فجر صبح کا سفیدہ، پانی کو جاری کرنا۔ رُحَا: پن چکی۔ غُبْرَی: غبار۔ تو بہاری: باغ کی بہار و بقا موسم بہار کی وجہ سے ہے۔ اُو نہاں: اسی لئے حدیث میں آیا ہے تَفَکَّرُوْا فِیْ آلَاءِ اللّٰہِ وَلَا تَتَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِہٖ: اللہ کی نعمتوں میں غور کیا کرو اُس کی ذات میں غور نہ کیا کرو۔ تو چو جانے: جس طرح جان اور روح مخفی ہو لیکن ہاتھ پاؤں کے لئے وہ محرک ہے یہی صورت حضرت حق تعالیٰ اور کائنات کی ہے۔

تو چو عقلی ما مثالِ این زبان — این زبان از عقل دارد این بیان

تو عقل کی طرح ہے، ہم اس زبان جیسے ہیں — اس زبان کو عقل سے بیان حاصل ہوتا ہے

تو مثالِ شادی و ما خندہ ایم — کہ نتیجہ شادیِ فرخندہ ایم

تو خوشی کی طرح ہے اور ہم ہنسی ہیں — کیونکہ ہم مبارک خوشی کا نتیجہ ہیں

جُنبشِ ما ہر دمے خود اشہدست — کو گواہِ ذوالجلالِ سرمدست

ہماری حرکت ہر وقت خود بڑا گواہ ہے — کیونکہ وہ ہمیشہ رہنے والے ذوالجلال کی گواہ ہے

گردشِ سنگ آسیا در اضطراب — اشہد آمد بر وجودِ جُوی آب

چکی کے پتھر کی گردش بے قراری میں — نہر کے پانی پر بڑا گواہ ہے

اے بروں از وہم و قال و قیلِ من — خاک بر فرقِ من و تمثیلِ من

اے وہ! جو کہ میرے وہم اور بات چیت سے باہر ہو — میری سر کی مانگ اور مثال دینے پر خاک

بندہ نشکیبد ز تصویرِ خوشت — ہر دمے گوید کہ جانم مفرشت

تیرے حسین تصور پر بندہ صبر نہیں کر سکتا ہے — ہر لمحہ کہتا ہے کہ میری جان تیرا فرش ہو

ہمچو آں چوپاں کہ میگفت اے خدا — پیشِ چوپانِ محبت خود بیا

اس گڈریے کی طرح جو کہہ رہا تھا اے خدا! — اپنے عاشق گڈریے کے سامنے آجا

تا شپش جویم من از پیراہنت — چارقت دوزم ببوسم دامنت

تاکہ میں تیرے کپڑوں میں سے جوئیں پاؤں — تیرا چپل سی دوں، تیرا دامن چوموں

کس نبودش در ہوا و عشق جفت — لیک قاصر بود از تسبیح و گفت

محبت اور عشق میں کوئی اس جیسا نہ تھا — لیکن تسبیح اور گفتگو میں کوتاہ تھا

عشقِ او خرگاہ بر گردوں زدہ — جاں سگِ خرگاہِ آں چوپاں شدہ

اس کے عشق نے آسمان پر خیمہ گاڑ دیا تھا — جان، اس گڈریے کے خیمہ کا کتا بن گئی تھی

چونکہ بحرِ عشقِ یزداں جوش زد — بر دلِ او زد ترا بر گوش زد

جب اللہ (تعالیٰ) کے عشق کے سمندر نے جوش مارا — اس کے دل سے ٹکرایا، تیرے کان سے ٹکرایا

حکایت جوحیِ کہ چادر پوشیدہ در وعظ میانِ زناں نشست و حرکتے کرد زنے او را بشناخت کہ مرد ست و نعرہ بزد

جوحی کا قصہ جو کہ چادر اوڑھ کر وعظ میں عورتوں کے درمیان بیٹھ گیا اور اس نے ایسی حرکت کی کہ ایک عورت نے اس کو پہچان لیا کہ مرد ہے اور اس نے نعرہ مارا

لہ تو چو عقلی۔ زبان کو عقل گویا بناتی ہے۔ تو مثال جس طرح مسکراہٹ خوشی کا نتیجہ ہے اسی طرح ہم سب حضرت حق تعالیٰ کی شئون کے مظاہر ہیں۔ جُنبش۔ ہماری حرکات حضرت حق تعالیٰ کے وجود کی گواہ ہیں۔ گردش۔ چکی کے پاٹ کی حرکت نہر کے پانی کے وجود کی گواہ ہے۔ اشہد۔ زیادہ گواہ۔

لہ اے بروں۔ حضرت حق تعالیٰ کی ذات وہم و قیاس سے بالاتر ہے لہٰذا اس کی کوئی مثال اس کے مطابق نہیں ہو۔ بندہ۔ مثالیں دینے کی مجبوری یہ ہے کہ بندہ محض تصور پر صبر نہیں کرتا ہے مزید وضاحت چاہتا ہے۔ ہمچو۔ حق تعالیٰ کے لئے مثالوں کی یہی حقیقت ہے جس طرح گڈریے نے اپنی ماں کی تصویر کی تھی۔ شپش۔ جوں۔ چارقت۔ چپل۔

لہ کس نبودش۔ اس گڈریے کی کیفیات اگرچہ فلاسفہ میں نہیں ملتی ہیں لیکن اس سے اس کا عشق بے مثال تھا۔ عشق اس کے عشق کا مقام عالم بالا تھا اور جان جیسی معزز چیز اس کے خیمہ کا کتا بنی ہوئی تھی چونکہ عشق کا نتائج اس کے دل پر تھا میرے صرف کان پہنچے۔ حکایت۔ اس حکایت سے یہ سمجھایا ہے کہ دل پر اور کسی دوسرے عضو پر اثر میں بہت بڑا فرق ہے۔ جوحی۔ ایک شخصیت ہے جس کی طرف بہت سے پُرمذاق قصے منسوب ہیں جیسے کہ اُردو ادب میں ملا دوپیازہ یا شیخ چلی۔

واعظے بُد بس گزیدہ[1] در بیاں — زیرِ منبر جمع مردان و زناں

ایک واعظ تقریر میں بہت منتخب تھا — (اُنکے) منبر کے پاس مرد اور عورتیں جمع تھیں

رفت جوحی چادر و رُوبند ساخت — در میانِ آں زناں شد ناشناخت

جوحی چلا، چادر اور نقاب پہنا — اُن عورتوں میں اَن جان ہوگیا

سائلے پُرسید واعظ را براز — مُوئِ عانہ ہست نقصانِ نماز

ایک سوال کرنیوالے نے آہستہ سے واعظ سے دریافت کیا — زیرِ ناف کے بال نماز کے نقصان (کا باعث) ہیں؟

گفت[2] واعظ چوں شود عانہ دراز — پس کراہت باشد ازوے در نماز

واعظ نے کہا جب زیرِ ناف کے بال بڑھ جائیں — تو اُس سے نماز میں کراہت پیدا ہوجاتی ہے

یا بنورہ یا بسترہ بسترش — تا نمازت کامل آید خوب و خوش

چونے سے یا اُسترے سے اُن کو مونڈ دے — تاکہ تیری نماز بھلی اچھی مکمل ہو

گفت سائل آں درازی تا چہ حد — شرط باشد تا نماز اکمل بُود

سوال کرنے والے نے کہا لمبائی کس حد تک — مناسب ہے تاکہ نماز مکمل ہوجائے؟

گفت چوں قدرِ جوے گردد بطول — پس ستردن فرض باشد اے سئول

اُس نے کہا، اگر جو کی بقدر لمبے ہوجائیں — اے بھکڑ! مونڈنا فرض ہوجائے گا

پیشِ جوحی یک زنے بنشستہ بُود — ہوش را بر وعظِ واعظ بستہ بُود

جوحی کے آگے ایک عورت بیٹھی تھی — جس نے ہوش کو واعظ کے وعظ سے وابستہ کر دیا تھا

گفت جوحی زُود اے خواہر ببیں — عانۂ من گشتہ باشد ایں چنیں

جوحی نے کہا اے بہن! جلد دیکھ لے — میرے زیرِ ناف بال ایسے ہوگئے ہونگے

بہرِ خوشنودیِ حق پیش آر دست — کاں بمقدارِ کراہت آمدست

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے ہاتھ بڑھا — کہ وہ کراہت کی بقدر ہوگئے ہیں؟

دست زن در کرد در شلوارِ مرد — کیرِ اُو بر دستِ زن آسیب[3] کرد

عورت نے مرد کے شلوار کے اندر ہاتھ ڈالدیا — اُس کے خایہ نے عورت کے ہاتھ پر اثر کیا

نعرہ زد سخت اندر حالِ زن — گفت واعظ بر دلش زد گفتِ من

عورت نے فوراً ایک نعرہ مارا — واعظ نے کہا میری بات نے اُسکے دل پر اثر کیا ہے

صدق رازیں زن بیاموزید ہیں — چونکہ بر دل زد وُرا گفتِ چنیں

ہاں، تم سچائی اِس عورت سے سیکھ لو — جبکہ ایسی گفتگو نے اُسکے دل پر اثر کیا ہے

---

[1] گزیدہ: منتخب۔ تو بند۔ نقاب۔ موئی عانہ: زیرِ ناف کے بال۔ عانہ: یعنی جب زیرِ ناف بال بڑھ جائیں تو نماز میں کراہت آجاتی ہے۔ لورہ: چونا۔ بسترہ: اُسترہ۔ تا چہ حد: درازی کی حد تک کر دیجئے کہ بال کس قدر بڑھ جانے سے نماز مکروہ ہوتی ہے۔

[2] گفت: واعظ نے کہا۔ سئول: بہت زیادہ سوال کرنے والا۔ ہوش: یعنی واعظ کے وعظ کی جانب پوری توجہ تھی۔ مقرر۔ یا خلوار کا صاف ایسا یا کُرد کا خاص ہے دونوں صورتوں میں ترجمہ جداگانہ ہے۔

[3] آسیب: اثر۔ گفت: واعظ نے کہا کہ میرے وعظ کا اُس کے دل پر اثر ہوا ہے اسی لئے اُس نے نعرہ مارا ہے۔۔۔ صدق: واعظ نے مردوں سے کہا تم لوگ اُس عورت سے نصیحت حاصل کرلو۔

گفت[1] نے بر دل نزد بر دست نیز
اُس (جومی نے) کہا دل پر نہیں، ہاتھ پر اثر کیا ہے

ولے گر بر دل زدے اے پُر خرد
اے عقلمند! کیا کہنا تھا اگر دل پر اثر کرتا

بر دلِ آں ساحراں زد اندکے
اُن جادوگروں کے دل پر تھوڑا سا اثر کیا

شد عصا و دست ایشاں را یکے
اُن کے لئے لکڑی اور ہاتھ یکساں بن گیا

گر ز پیرے در ربائی تو عصا
اگر تو کسی بڈھے کی لاٹھی اُڑا لے

بیش رنجد کاں گروہ از دست و پا
وہ اس سے زیادہ رنجیدہ ہوگا جتنا مگر وہ ہاتھ پاؤں سے

نعرہ[2] لا ضیر بر گردوں رسید
کوئی ہرج نہیں، کا نعرہ آسمان پر پہنچا

ہیں بُبر کہ جاں ز جان کندن رہید
ہاں کاٹ لے، جان جان کنی سے نجات پا گئی

چوں بدانستیم ما کیں تن نہ ایم
چونکہ ہم جان گئے، کہ ہم یہ جسم نہیں ہیں

از ورای تن بیزداں میزیم
جسم کے سوا ہم خدا کے ذریعہ جی رہے ہیں

اے خنک آں را کہ ذاتِ خود شناخت
قابلِ مبارکباد ہے وہ جس نے اپنی ذات کو پہچان لیا

اندر آں من سرمدی قصرے بساخت
ہمیشگی کے امن میں اُس نے محل بنا لیا

کودکے گر بد پئے جوز و مویز
بچہ جس اخروٹ اور منقیٰ کے لئے رو رہا ہو

پیشِ عاقل باشد آں بس سہل چیز
عقلمند کے لئے وہ آسان چیز ہے

پیشِ دل جوز و مویز آمد جسد
دل کے لئے، جسم، اخروٹ اور منقیٰ ہے

طفل کے در دانشِ مرداں رسد
بچہ، مردوں کی عقل کو کب پہنچتا ہے؟

ہر[3] کہ محجوبست او خود کودکیست
جو پردے میں ہے، وہ بچہ ہے

مرد آں باشد کہ بیروں از شکیست
مرد وہ ہے جو شک سے باہر ہے

گر بریش و خایہ مردستے کسے
اگر کوئی داڑھی اور خایہ کی وجہ سے مرد ہے

ہر بُز نر را ریش و خصیہ استے بسے
تو ہر بکرے کے داڑھی اور خصیہ ہے

پیشوائے بد بود آں بز شتاب
وہ بکرا بُرا پیشرو ہے، جلد

میبرد اغنام را پیشِ قصاب
بکریوں کو قصاب کے آگے لیجاتا ہے

ریش شانہ کردہ کہ من سالقم
داڑھی کو کنگھی کئے ہوئے، کہ میں راستہ بتاتا ہوں

سالقی لیکن بسوئے درد و غم
تو راہنما ہے، لیکن درد اور غم کی جانب

ہیں روش بگزیں و ترکِ ریش کن
خبردار! روش اختیار کر اور داڑھی کو چھوڑ

ترکِ ایں ماومن و تشویش کن
اس تکبر و غرور اور پریشانی کو ترک کر

[1] گفت۔ جومی نے کہا دل پر نہیں محض ہاتھ پر اثر ہوا ہے اسلئے کہ اُس کا ہاتھ جومی کی خرمگاہ پر لگا تھا۔ بر دل۔ فرعون کے جادوگروں کے دل پر اثر ہوا تھا تو عشقِ الٰہی میں اُن کے لئے ہاتھ پاؤں کا کٹنا ایسا ہی تھا جیسا کہ کسی لکڑی کا کٹنا۔ گر۔ اگر تو بوڑھے کی لاٹھی چھین لے تو اُس کو اس سے زیادہ رنج ہوگا جیسا کہ اُن کو ہاتھ پاؤں کٹنے پر ہوا تھا۔

[2] نعرہ۔ جس وقت فرعون نے جادوگروں سے کہا تھا کہ تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالوں گا تو انھوں نے جواب میں کہا تھا۔ لا ضیر۔ کوئی نقصان نہیں۔ چوں۔ جادوگروں نے کہا کہ ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ اصل زندگی جسم کی نہیں ہے بلکہ روح کی ہے۔ اسے خنک۔ حدیث شریف ہے جس نے اپنی حقیقت سمجھ لی اُس نے خدا کو پہچان لیا۔ کودکے۔ بچہ کے لئے اخروٹ اور منقیٰ عزیز ہیں عقلمند کے لئے وہ حقیر ہیں۔ چنانچہ دل۔ اہل دل کیلئے ہاتھ پاؤں اخروٹ اور منقیٰ کی جگہ ہیں۔

[3] ہر کہ۔ جو شخص اپنی حقیقت نہیں سمجھا وہ بچہ ہے۔ گر ریش۔ اگر مرد ہونا داڑھی اور خصیہ کی وجہ سے ہو تو یہ چیزیں بکرے کے بھی ہوتی ہیں پیشوا۔ بکرے میں عقل خام ہے اسی لئے ذبح جاتے وقت وہ بکریوں کا پیشرو بن جاتا ہے۔ ریش۔ بناوٹی پیر بھی داڑھی رکھ کر کہتا ہے کہ میں راہنما ہوں لیکن یہ کہ کا طرح پیشوا ہے۔ انسان کو چاہئے کہ گھمنڈ نہ کرے۔

ریش[1] خود را خندہ زارے کردۂ — نازکم کن چونکہ ریش آوردۂ

تو نے اپنی داڑھی کو مضحکہ بنا لیا ہے — جبکہ تیرے داڑھی نکل آئی ہے، نخرے نہ دکھا

تا شوی چوں بوئے گل بر عاشقاں — پیشوا و رہنمائے گلستاں

تاکہ تو پھول کی خوشبو کی طرح عاشقوں کیلئے بن جائے — باغ کا رہنما اور پیشوا

چیست بوئے گل دمِ عقل و خرد — خوش قلاوزِ رہِ باغِ ابد

پھول کی خوشبو کیا ہے؟ عقل اور سمجھ کی بات — جو ابدی باغ کے لئے بہترین راہنما ہے

فرمودن شاہ با ایاز بار دیگر کہ شرح چارق و پوستین را

بادشاہ کا ایاز کو دوبارہ حکم دینا کہ چپل اور پوستین کی تشریح کو واضح طور پر بتا

آشکارا بگو تا خواجہ تاشانت ازاں اشارت پند

بتلا تیرے آقا شریک اس اشارے سے نصیحت حاصل کریں

گیرند کہ الدِّینُ النَّصِیحَۃُ

چونکہ "دین نصیحت ہے"

سرِّ چارق را بیاں کن اے ایاز — پیشِ چارق چیستت چندیں نیاز

اے ایاز! چپل کا راز بتا — چپل کے سامنے تیری اسقدر نیازمندی کیوں ہے؟

تا نیوشد سُنقر[2] و بگیارُقت — سرِّ سرِّ پوستین و چارقت

تاکہ سنقر اور تیرے ساتھی سن لیں — تیرے پوستین اور چپل کے راز کا راز

اے ایاز از تو غلامی نور یافت — نورت از پستی سوئے گردوں شتافت

اے ایاز! تجھ سے غلامی نے نور حاصل کیا — تیرا نور پستی سے آسمان کی جانب دوڑ گیا

حسرتِ آزادگاں شد بندگی — بندگی را چوں تو دادی زندگی

غلامی آزادوں کے لئے باعثِ حسرت بنگئی — جبکہ تو نے غلامی کو زندگی بخشی

مؤمن[3] آں باشد کہ اندر جزر و مد — کافر از ایمانِ او حسرت خورد

مومن وہ ہوتا ہے، کہ جوار بھاٹے میں — کافر اُس کے ایمان پر حسرت کرے

حکایت گبرے کہ در عہدِ شیخ بایزید قدس سرہٗ گفتندش

اُس کافر کا قصہ کہ بایزید قدس سرہٗ کے زمانے میں لوگوں نے اُس سے کہا

کہ مسلمان شو و جواب اُو ایشان را

کہ مسلمان ہو جا اور اُس کا اُن کو جواب دینا

[1] ریش۔ تو نے تو اپنی داڑھی کا بھی مذاق اُڑا دیا ہے، تیرے داڑھی نکل آئی ہے اب ناز و انداز مناسب نہیں ہے، راہِ سلوک اختیار کر ورنہ داڑھی کی مذاق اُڑے گی۔ تا شوی۔ پھر تو خوشبو کی طرح عاشقوں کے لئے باغ کا رہنما بن جائیگا۔ چیست۔ خوشبو سے مراد عقلمندی کی باتیں کرنا ہے۔ قلاوز۔ رہنما۔ الدِّینُ النَّصِیحَۃُ۔ دین اخلاص ہی ہے۔ سرِّ چارق۔ محمود نے ایاز سے کہا جوتی کا راز بیان کر مجھ کے ساتھ تیری نیازمندی کیوں ہے۔

[2] سُنقر۔ نام کا ہے۔ بگیا رُقت۔ خواجہ تاش۔ اے ایاز۔ تیرے غلام ہونے نے غلامی کو منور کر دیا ہے۔ حسرت۔ تیرے وجود سے آزاد لوگ غلامی کی حسرت کرنے لگے ہیں چونکہ غلامی کو تو نے ایک زندگی عنایت کر دی ہے۔

[3] مؤمن۔ جس طرح ایاز کی غلامی آزادوں کے لئے باعثِ حسرت تھی اسی طرح مؤمن وہ ہے جس کے ایمان کو دیکھ کر کافر حسرت کرے جیسا کہ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان تھا نہ یہ کہ اُس کا ایسا ایمان ہو جو لوگوں کو ایمان لانے سے روکے جیسا کہ موذن تھا۔

بُود گبرے[1] در زمانِ بایزیدؒ
حضرت بایزیدؒ کے زمانے میں ایک کافر تھا

گفت اُو را یک مسلمانِ سعید
اُس سے ایک نیک بخت مسلمان نے کہا

کہ چہ باشد گر تو اسلام آوری
اگر تو اسلام لے آئے تو کیا اچھا ہو

تا بیابی صد نجات و سروری
تاکہ تو سینکڑوں نجاتیں اور سرداریاں حاصل کرے

گفت ایں ایماں اگر ہست اے مُرید
اُس نے کہا اے مُرید! اگر ایمان وہ ہے

آنکہ دارد شیخ عالم بایزیدؒ
جو کہ دنیا بھر کے شیخ بایزیدؒ رکھتے ہیں

من ندارم طاقتِ آں تاب آں
میں اُس کی طاقت اُس کی قوت نہیں رکھتا ہوں

کاں فزوں آمد ز کوشش‌ہائے جاں
کیونکہ وہ جان کی کوشش سے بالاتر ہے

گرچہ در ایمان و دیں نامؤمنم
اگرچہ میں اسلام اور دین میں اعتقاد نہیں

لیک در ایمانِ اُو بس مؤمنم
لیکن اُن کے ایمان کے بارے میں میرا ایمان ہے

دارم[2] ایماں کاں ز جملہ برترست
میرا ایمان ہے کہ وہ سب سے بڑھ کر ہیں

بس لطیف و با فروغ و با فرست
بہت پاکیزہ اور بارونق اور شان و شوکت والے

مؤمنِ ایمانِ اُویم در نہاں
میں پوشیدہ طور پر اُن کے ایمان کا مومن ہوں

گرچہ مُہرم ہست محکم بر دہاں
اگرچہ میرے مُنہ پر سخت مُہر ہے

باز ایماں خود گر ایمانِ شماست
پھر اگر ایمان تمہارا ایمان ہے

نے بداں میلتم و نے اشتہاست
نہ اُس طرف میرا جھکاؤ ہے نہ خواہش ہے

آنکہ صد میلش سوی ایماں بُود
جس کو ایمان کی جانب سینکڑوں میلان ہوں

چوں شما را دید آں فاتر شود
جب اُس نے تمہیں دیکھا وہ سست پڑ گیا

زانکہ[3] نامے بیند و معنیش نے
کیونکہ وہ (صرف) نام دیکھے گا اور اُس کی حقیقت کچھ نہیں ہے

چوں بیاباں را مفازہ گفتنے
جس طرح بیابان کو مفازہ کہہ دینا ہے

چوں بایمانِ شما اُو بنگرد
جب وہ تمہارے ایمان کو دیکھے گا

عشقِ اُو زآورد ایماں بفسرد
اُس کا عشق ایمان لانے میں ٹھٹھر جائے گا

ایں حکایت یاد گیر اے تیز ہوش
اے تیز ہوش! اس حکایت کو یاد کر لے

صورتش بگذار و معنی را نیوش
اُس کی صورت کو چھوڑ اور معنی کو سن لے

حکایت آں مؤذن زشت آواز کہ در کافرستان بانگ زد

اُس بدصورت مؤذن کی حکایت جس نے نماز کے لئے کفرستان میں اذان

---

[1] گبر۔ کافر۔ گرچہ باشد۔ مسلمان نے اُس کافر سے کہا اگر تو مسلمان ہو جائے تو تجھے نجات حاصل ہو جائے گی۔ گفت۔ اُس کافر نے کہا کہ اگر ایمان وہ ہوتا ہے جو بایزیدؒ رکھتے ہیں تو مجھ میں اُس کی طاقت نہیں ہے کیونکہ وہ انسان کی طاقت سے بالاتر ہے۔ ترجمہ۔ اگرچہ میں اسلام کے یقین اور دین کا قائل نہیں ہوں لیکن اُن کے ایمان پر میرا یقین ہے۔

[2] ترجمہ۔ اُس کافر نے مسلمان سے کہا کہ میرا یقین ہے کہ وہ بایزیدؒ سب سے بڑھ کر ہیں اور میرا اُن کے ایمان پر ایمان ہے لیکن زبان سے ظاہر نہیں کر سکتا ہوں۔ باز۔ اور اگر ایمان سے مراد تمہارا وہ ایمان ہے تو مجھے ایسے ایمان کی نہ خواہش ہے نہ اُس کی طرف میرا میلان ہے۔ آنکہ۔ یعنی تو ایسے سوسو ہو کر اگر کسی کو ایمان کی خواہش بھی ہو تو تمہیں دیکھ کر وہ سست پڑ جائے گا۔

[3] زانکہ۔ اسلئے کہ تمہارا یوں تو برائے نام ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور تو جس نام نہاد کی مفازہ کا مصداق ہو۔ بیابان جنگل ہے۔ ہلاکت کی جگہ ہے لیکن [illegible] مفازہ جس کا [illegible] نہ ہے ہیں۔ حکایت [illegible] ہے بتاتا ہے کہ [illegible] ایسے ہیں کہ کافر

برای نماز و مرد کافر اورا ہدیہ ہا داد

دی اور ایک کافر شخص نے اُس کی بہت سے تحفے دیئے

یک مؤذن داشت بس آوازِ بد — شب ہمہ شب میدرید حلق خود[1]

ایک مؤذن کی بُری آواز تھی — وہ پوری پوری رات اپنا حلق پھاڑتا تھا

خواب خوش بر مردماں کردہ حرام — در صداع افتاد از دے خاص و عام

اُس نے انسانوں پر میٹھی نیند حرام کر دی تھی — اُس کی وجہ سے عوام و خواص دردِ سر میں مبتلا تھے

کودکاں ترساں ازو در جامہ خواب — مرد و زن زآوازِ او اندر عذاب

بچے بستروں میں اُس سے ڈرتے تھے — مرد و عورت اُس کی آواز سے عذاب میں تھے

مجتمع گشتند مر تو زیع را — بہرِ دفعِ زحمت و تصدیع را

وہ لوگ چندہ جمع کرنے کیلئے اکٹھے ہوگئے — دردِ سر اور تکلیف کو رفع کرنے کیلئے

پس طلب کردند اورا در زماں — اُقچہا دادند و گفتند اے فلاں

انھوں نے اُس کو فوراً طلب کیا — نقدیاں دیں، اور انھوں نے کہا اے فلاں!

از اذانت جملہ آسودیم ما[2] — بس کرم کردی شب و روزے کیا

ہم سب نے تیری اذان سے راحت پائی — اے جناب! آپ نے دن اور رات بڑا کرم کیا

چوں رسید از تو بہر یک دولتے — خوابِ رفت از ما کنوں ہم مدتے

چونکہ آپ کی وجہ سے ہر ایک کو دولت میسر آگئی ہے — اب کچھ مدت کے لئے ہماری نیند اُڑ گئی ہے

بہرِ آسائش زباں کوتاہ کن — در عوض ما ہمتے ہمراہ کن

آرام کی خاطر آپ زبان بند کر لیجئے — اس کے بدلے میں باطنی توجہ فرمایئے

قافلہ می شد بکعبہ از ولہ[3] — اُقچہ بستد شد رواں با قافلہ

شدتِ شوق کی وجہ سے ایک قافلہ کعبہ کو روانہ ہوا — اُس نے نقدی لے لی، قافلہ کیساتھ روانہ ہوگیا

شبگہے کردند اہلِ کارواں — منزل اندر موضعِ کافرستاں

قافلہ والوں نے رات کے وقت کیا — کفرستان کے مقام پر پڑاؤ

واں مؤذن عاشقِ آوازِ خود — در میانِ کافرستان بانگ زد

اُس اپنی آواز کے عاشق مؤذن نے — کفرستان میں اذان دی

چند گفتندش مگو بانگِ نماز — کہ شود جنگ و عداوتہا دراز

بہت سے لوگوں نے اُس سے کہا نماز کی اذان نہ دے — ورنہ جنگ اور دشمنیاں ہو جائیں گی

---

[1] حلقِ خود۔ چونکہ اُس کا دینی خوش الحانی پر عقیدہ تھا رات میں مناجات اور ذکر آواز بلند کرتا ہوگا۔ صداع۔ دردِ سر۔ جامہ خواب۔ سونے کا بستر۔ تو زیع۔ چندہ۔ تصدیع۔ دردِ سر میں مبتلا کرنا، تکلیف دینا۔

[2] آسودیم۔ اُن لوگوں نے طنزاً کہا۔ دولت۔ یعنی شب بیداری کی دولت۔ خوابِ رفت۔ اب اس دولت کی خوشی میں ہم رات بھر نہیں سو سکتے ہیں۔ در عوض۔ جو نقدی ہم تجھے دے رہے ہیں اُس کے بدلے میں ہمارے لئے دل سے دعائیں کر دینا۔

[3] ولہ۔ شدتِ عشق۔ قافلہ۔ یعنی حاجیوں کا قافلہ۔ کافرستان۔ وہاں کے باشندے سب کافر تھے۔ بانگ زد۔ اذان دی۔ چند گفتندش۔ ساتھیوں نے اُس کو کافرستان میں اذان دینے سے روکا اور کہا کہ یہ کفر ڈائی دشمن کرینگے ایسا نہ کر لیکن وہ نہ مانا اور اُس نے اذان دیدی۔

اُو ستیزہ کرد و بس بے احتراز — گفت در کافرستاں بانگِ نماز

اُس نے جھگڑا کیا اور بہت لاپروائی سے — کفرستان میں اذان دے دی

خلق[1] خائف شد ز فتنہ عامہ — خود بیامد کافرے با جامہ

عام فتنے سے لوگ ڈر گئے — ایک کافر کپڑے لئے ہوئے خود آیا

شمع و حلوا و یکے جامہ لطیف — ہدیہ آورد و بیامد چوں اَلیف

شمع اور حلوا اور ایک عمدہ لباس — تحفہ لایا اور دوست کی طرح آیا

پُرس و پُرساں کایں موذن کو کجاست — کہ صلای و بانگِ اُو راحت فزاست

پوچھتے ہوئے، کہ یہ موذن کہاں ہے؟ — جس کی اذان کی آواز راحت بڑھانے والی ہے

ہیں چہ راحت بود زاں آوازِ زشت — کو فتاد از وے بناگہ در کنشت

ہائیں، اس بھدی آواز سے کیا راحت ملی؟ — جو اچانک اُس سے مندر میں پہنچی

دخترے دارم لطیف و بس سَنی — آرزو می بود اُو را مومنی

میرے ایک لڑکی ہے پاکیزہ اور بہت خوبصورت — اُس کو مومن بننے کی آرزو تھی

ہیچ[2] ایں سودا نمیرفت از سرش — پند ہا می داد چندیں کافرش

یہ جنون اس کے سر سے کبھی نکل نہیں ہوتا تھا — بہت سے کافر اُس کو نصیحتیں کرتے تھے

در دلِ اُو مہرِ ایماں رُستہ بُود — ہمچو مجمر بود ایں غم من چو عود

اُس کے دل میں ایمان کی محبت پیدا ہو گئی تھی — یہ فکر انگیٹھی کی طرح اور میں اگر کی لکڑی کی طرح تھا

در عذاب و درد و اشکنجہ بدم — کہ بجنبد سلسلہ اُو دمبدم

میں مصیبت اور شکنجہ اور درد میں تھا — کیونکہ اس کا یہ سلسلہ ہر وقت حرکت میں تھا

ہیچ[3] چارہ می ندانستم دراں — تا فرو خواند ایں مؤذن ایں اذاں

میں اس کا کوئی علاج نہ سمجھ پا رہا تھا — یہاں تک کہ اس موذن نے وہ اذان دی

گفت دختر چیست ایں مکروہ بانگ — کہ بگوشم آمد ایں دو چار دانگ

لڑکی نے دریافت کیا کہ یہ ڈراؤنی آواز کیسی ہے؟ — جس کے دو چار ٹکڑے میرے کان میں آئے ہیں

من ہمہ عمر ایں چنیں آوازِ زشت — ہیچ نشنیدم دریں دیر و کنشت

میں نے تمام عمر اس طرح کی بھدی آواز — اس مندر اور بت خانہ میں کبھی نہیں سنی

خواہرش گفتہ کہ ایں بانگِ اذاں — ہست اِعلام و شعارِ مومناں

اُس کی بہن نے کہا، کہ یہ اذان کی آواز — مومنوں کا اعلان اور علامت ہے

---

[1] خلق — یہ لوگ کافروں کے حملہ سے خائف تھے لیکن کیا دیکھتے ہیں کہ ایک کافر تحفہ میں کپڑے در حلوہ وغیرہ لئے آرہا ہے۔ کیف۔ راحت۔ پرسش۔ اس موذن کو پوچھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ موذن کی اذان نے بہت راحت پہنچائی ہے۔ میں جو۔ اس کافر سے کسی نے کہا کہ ہیں بھدی آواز سے جو مندر میں پہنچی کیا راحت ملی ہے.... دختر۔ اس کافر نے کہا کہ میرے ایک بہت خوبصورت لڑکی ہے وہ اسلام لانے پر آمادہ ہو رہی تھی۔

[2] ہیچ — ہم لوگوں نے اسکو بہت سمجھایا لیکن وہ اپنے ارادہ سے باز نہ آرہی تھی۔ مجمر۔ انگیٹھی۔ عود۔ اگر کی لکڑی جس کی دھونی دی جاتی ہے۔ در عذاب۔ اس لڑکی کے ارادہ سے میں مصیبت میں تھا اور وہ اس ارادہ میں پختہ ہوتی جا رہی تھی۔

[3] ہیچ — اس کو اس ارادہ سے روکنے کی کوئی تدبیر نہ تھی حتیٰ کہ اس موذن نے اذان دی تو لڑکی نے دریافت کیا کہ یہ بھیانک آواز کیسی ہے میں نے ایسی بھدی اور خوفناک آواز کبھی نہیں سنی۔ خواہرش۔ اس لڑکی کی بہن نے اسکو بتایا کہ یہ مسلمانوں کی اذان کی آواز تھی۔ اعلام۔ اعلان۔ شعار۔ وہ علامت جس سے کوئی چیز پہچانی جائے۔ اسکو بہن کی بات کا اذان پہنچانے کی آواز سے کوئی تعلق نہ تھا۔

باورش نامد بپرسید از دگر — آں دگر ہم گفت آرے اے قمر

اُس کو یقین نہیں آیا اُس نے دوسرے سے پوچھا — دوسرے نے بھی کہا ہاں اے چاند!

چوں[1] یقیں گشتش رخِ اُو زرد شد — از مسلمانی دلِ اُو سرد شد

جب اُس کو یقین ہو گیا تو اُس کا چہرہ زرد پڑ گیا — مسلمانی سے اُس کا دل افسردہ ہو گیا

باز رستم من ز تشویش و عذاب — دوش خوش خفتم دراں بیخوف خواب

میں پریشانی اور عذاب سے چھوٹ گیا — گذشتہ رات بغیر ڈر کے نیند خوب سویا

راستم ایں بود از آوازِ اُو — ہدیہ آوردم بشکر آں مردِ کُو

مجھے اُس کی آواز سے یہ راحت پہنچی — میں شکر میں تحفہ لایا ہوں وہ شخص کہاں ہے؟

چوں[2] بدیدش گفت ایں ہدیہ پذیر — کہ مرا گشتی مجیر و دستگیر

جب اُس نے اُسکو دیکھا کہا یہ ہدیہ قبول کر لیجئے — کیونکہ آپ میرے پناہ دینے والے اور دستگیر ہیں

آنچہ کردی با من از احسان و بر — بندۂ تو گشتہ ام من مُستمر

آپ نے جو احسان اور بھلائی مجھ سے کی — میں ہمیشہ کے لئے آپ کا غلام ہو گیا ہوں

گر بمال و مُلک و ثروت فربہے — من دہانت را پُر از زر کردمے

اگر میں مال اور سلطنت اور مالداری میں مُکتفی ہوتا — میں سونے سے آپ کا مُنہ بھر دیتا

ہست[3] ایمانِ شما زرق و مجاز — راہزن ہمچوں کہ آں بانگِ نماز

تمہارا ایمان مکر اور مجاز ہے — اسی طرح کا مکر ہے جس طرح کہ وہ اذان

رجوع بحکایت گبر با مسلمان در ایمان

ایمان کے بارے میں کافر کی مسلمان سے حکایت کی جانب رجوع

لیک[4] از ایمان و صدقِ بایزیدؒ — چند حسرت در دل و جانم رسید

لیکن بایزیدؒ کے ایمان اور سچائی سے — میرے دل اور جان میں بہت سی حسرتیں آ گئی ہیں

ہمچو آں زن کو جماعِ خر بدید — گفت آوہ چیست ایں فعلِ فرید

اُس عورت کی طرح جس نے گدھے کی جفتی دیکھی — بولی، آہ کیسا یکتا فعل ہے

گر جماعِ این ست کاید از خراں — بر کسِ ما میرِ بیند ایں شوہراں

اگر جفتی یہ ہے، جو گدھے کرتے ہیں — تو یہ شوہر ہماری شرمگاہ پر گھٹتے ہیں

داد جملہ دادِ ایماں بایزیدؒ — آفرینہا بر چنیں شیرِ فرید

بایزیدؒ نے ایمان کا پورا حق ادا کر دیا — ایسے یکتا شیر کو آفرین ہے

---

[1] چوں یقیں۔ جب اُسکو یقین آگیا تو مایوسی سے اُس کا چہرہ زرد پڑ گیا اور اسلام لانے کا ارادہ ٹھنڈا ہو گیا۔ آذر سمجھا جب اُس کا دل اسلام سے برگشتہ ہو گیا تو میری مصیبت ختم ہوئی اور مدت کو آرام سے سو رہا مؤذن کی آواز سے مجھے اس طرح راحت ملی لہٰذا میں اُس کے لئے تحفہ لایا ہوں۔

[2] چوں بدیدش۔ جب اُس کافر نے اُس مؤذن کو دیکھا تو کہا کہ یہ تحفہ لے لے تو میرا پناہ دہندہ اور دستگیر ہے۔ جز نیکی مستمر ہمیشہ۔ گر جاں۔ میں زیادہ مالدار نہیں ہوں ورنہ تیرا مُنہ سونے سے بھر دیتا۔ ہستت۔ اُس کافر نے اسلام کی دعوت دینے والے مسلمان سے کہا تمہارا ایمان بھی مؤذن کی طرح انسانوں کو ایمان سے روکنے والا ہے۔

[3] ہست۔ اُس کافر نے یہ بھی کہا کہ بایزیدؒ کے ایمان اور سچائی کو دیکھ کر مجھے بھی حسرت ہوتی ہے کہ ایسا ایمان مجھے کیوں میسر نہ آیا۔ ہمچو۔ اُس کافر کو بایزیدؒ کے ایمان پر ایسی ہی حسرت تھی جیسی کہ ایک عورت نے گدھے کو جفتی کرتے دیکھ کر حسرت کی تھی اور کہنے لگی تھی کہ اگر جفتی یہ ہے تو مرد ہمارے ساتھ جو کچھ کرتے ہیں وہ ایسا ہے۔ داد۔ حضرت بایزیدؒ نے ایمان کا حق ادا کر دیا۔ فرید۔ بے مثال۔

قطرۂ[1] زایمانش در بحر ار رود — بحر اندر قطرہ اش غرقہ شود

اُن کے ایمان کا ... اگر سمندر میں چلا جائے — اس کے قطرے میں سمندر ڈوب جائے

ہمچو آتش ذرۂ در بیشہا — کاندراں ذرہ شود بیشہ فنا

جیسا کہ آگ کا ایک ذرہ جنگلوں میں — کہ اُس ذرہ میں جنگل فنا ہو جائیں

چوں خیالے در دلِ شہ با سپاہ — میکند در جنگ خصماں را تباہ

جیسا کہ ایک خیال لشکر والے بادشاہ کے دل میں — جنگ میں دشمنوں کو تباہ کر دیتا ہے

یک[2] ستارہ در محمدؐ رُو نمود — تا فنا شد کفرِ ہر گبر و جہود

ایک ستارہ محمدؐ میں رونما ہوا — یہاں تک کہ ہر کافر اور منکر کا کفر فنا ہو گیا

یک ستارہ در محمدؐ شد سطرب — تا فنا شد کفرِ جملہ شرق و غرب

ایک ستارہ محمدؐ میں پھیلا — یہاں تک کہ مشرق و مغرب کا سارا کفر فنا ہو گیا

آنکہ ایماں یافت رفت اندر امان — کفرہائے باقیاں شد در گماں

جس نے ایمان حاصل کر لیا وہ امن میں آ گیا — بقیہ کا کفر مشکوک ہو گیا

کفرِ صرفِ اوّلیں بارے نماند — یا مسلمانی و یا بیمے نشاند

اب پہلوں کا سا خالص کفر نہ رہا — یا مسلمانی اور یا خوف بٹھا دیا

این بحیلہ آب و روغن کردنیست — این مثلہا کفو ذرہ نور نیست

تو بہیر سے پانی اور تیل ملاتا ہے — یہ مثالیں نور کے ذرے کی ہمسر نہیں ہیں

ذرہ[3] نبود جز ز چیزِ منجسم — ذرہ نبود شارقِ لا ینقسم

ذرہ جسم بن جانے والی چیز کے علاوہ کچھ نہیں ہے — ذرہ، روشن، تقسیم نہ ہونے والا نہیں ہوتا ہے

گفتنِ ذرہ مرادے داں خفی — محرمِ دریا نہ ایں دم کفی

ذرہ کہنے کا مقصد پوشیدہ سمجھ — تو اس وقت دربار کا رازداں نہیں ہے تو کھا گیا ہے

آفتابِ نیرِ ایمانِ شیخ — گر نماید رُخ ز شرقِ جانِ شیخ

شیخ کے ایمان کا روشن سورج — اگر شیخ کی جان کی مشرق سے رُونما ہو جائے

جملہ پستی گنج گیرد تا ثرے — جملہ بالا خلد گردد اخضرے

تمام پست حصہ تاثیر میں تحت الثریٰ خزانہ بنجائے — تمام بالائی حصہ سرسبز جنت بن جائے

اُو یکے جاں دارد از نورِ منیر — اُو یکے تن دارد از خاکِ حقیر

وہ روشن کرنے والے نور کی ایک جان رکھتا ہے — وہ حقیر مٹی کا ایک جسم رکھتا ہے

[1] قطرہ: اُن کے ایمان کی یہ وسعت تھی کہ اگر اُس کا ایک قطرہ سمندر میں گر جائے تو سمندر کو ڈبو دے۔ تجھ۔ اُن کے ایمان کا قطرہ سمندر پر اس طور پر حاوی ہو جائے جس طرح آگ کا ایک ذرہ جنگل پر حاوی ہو جاتا ہے اور اس کو جلا کر راکھ بنا دیتا ہے۔ یا جس طرح شاہ کا ایک معمولی خیال دشمنوں میں تباہی بپا کر دیتا ہے۔

[2] یک ستارہ: آنحضورؐ کی تائید کے لئے خدائی تائید کا ایک ستارہ نمودار ہوا جس سے سب کافروں کا کفر فنا ہو گیا۔ آنکہ۔ سب کافروں کا کفر اس طور پر فنا ہوا کہ کچھ تو مسلمان ہی ہو گئے باقی کفر کے معاملے میں مشکوک ہو گئے اور خالص کفر بالکل ہٹ گیا اگر مسلمان بھی نہ ہوئے تو ذمی بن کر مسلمان نما کافر رہ گئے۔ اس بحیلہ ہم نے بایزیدؒ کے ایمان کے ذرے کی مثالیں دی ہیں یہ محض تکلف ہے اور یہ اس ذرے کی صحیح مثالیں نہیں ہیں۔ آب روغن کر دی۔ بیکار کوشش کرنا۔

[3] ذرہ۔ شیخ کے نور کو ذرہ سے تشبیہ دی تھی اب فرماتے ہیں کہ یہ تشبیہ مناسب نہیں ہے منجسم۔ جسم اختیار کرنے والا۔ شارق۔ روشن۔ لا ینقسم۔ وہ چیز جو تقسیم نہ ہو سکے۔ گفتن۔ تو جھاگ ہے۔ نیر۔ روشن۔ پستی۔ زمین کا پست حصہ۔ خزانہ بنجائے۔ اور بالائی حصہ

اے[1] عجب اینست اُو یا آں بگو — کہ باندم در شکال و جُستجو
تعجب ہے! وہ یہ ہے یا وہ وہ ہے، بتا — کیونکہ میں اشکال اور جستجو میں پڑ گیا ہوں

گر وے اینست اے برادر چیست آں — پُر شدہ از نورِ اُو ہفت آسماں
اگر وہ یہ ہے اے بھائی! وہ کیا ہے؟ — کہ جس کے نور سے ساتوں آسمان لبریز ہیں

ور وے آنست این بدے آں دوست چیست — اے عجب زیں دو کدامیں ست و کیست
اور اگر وہ وہ ہے، تو اے دوست! یہ بدن کیا ہے؟ — ہائے تعجب! ان دونوں میں سے وہ کون ہے اور یہ کیا ہے؟

حکایت[2] آں زن کہ گفت شوہر را کہ گوشت را گربہ خورد
اُس بیوی کا قصہ جس نے شوہر سے کہا کہ گوشت بلی کھا گئی

شوہر گربہ را بترازو برکشید — گربہ نیم من برآمد گفت آے
شوہر نے بلی کو ترازو میں رکھا، بلی آدھا من نکلی، شوہر نے اُس سے

زن گوشت نیم من بود و افزوں اگر ایں گوشت ست
کہا اے بیوی! گوشت آدھا من تھا اور کچھ زیادہ اگر یہ گوشت ہے تو

گربہ کو و اگر ایں گربہ ست گوشت کو
بلی کہاں ہے اور اگر یہ بلی ہے تو گوشت کہاں ہے؟

بود مردے کدخدا[3] اُو را زنے — سخت طنّاز و پلید و رہزنے
ایک گھر والے مرد کی ایک بیوی تھی — سخت طعنے باز اور ناپاک اور لٹیری

ہر چہ آوردے تلف کردیش زن — مرد مُضطر بود اندر تن زدن
وہ جو کچھ لاتا بیوی اُسکو برباد کر دیتی — شوہر چپ رہنے سے عاجز آگیا تھا

بہرِ مہماں گوشت آورد آں مُغیل — سوئِ خانہ باد و صد جہدِ طویل
وہ بال بچوں والا، مہمان کے لئے گوشت لایا — گھر، آ رہا طویل مشقتوں کے ساتھ

زن بخوردش با شراب و با کباب — مرد آمد گفت دفعِ ناصواب
بیوی نے اُس کو شراب کباب کیساتھ کھا لیا — شوہر آیا، اُس نے اُس کو غلط جواب دیا

مرد گفتش گوشت کو مہماں رسید — پیشِ مہماں لوت می باید کشید
شوہر نے اُس سے کہا گوشت کہاں ہے؟ مہمان آگیا — مہمان کے سامنے لذیذ کھانا رکھنا چاہیے

گفت زن کیں گربہ خورد آں گوشت را — گوشتِ دیگر خر گرت باید ترا
بیوی نے کہا یہ بلی وہ گوشت کھا گئی — اگر تجھے چاہیے اور گوشت خرید لا

[1] اے عجب۔ اب ہم حیران ہیں کہ شیخ جسم کو کہیں یا روح کو۔ یعنی شیخ اگر جسم ہے چیست آں۔ تو روح کیا ہے۔ آنست۔ یعنی شیخ روح ہے۔

[2] حکایت۔ جس طرح شیخ کے بارے میں حیرانی ہے کہ اگر وہ جسم ہے تو روح کو کیا کہیں اگر روح ہے تو جسم کو کیا کہیں اسی طرح اُس شوہر کو حیرانی تھی کہ ترازو میں جو تولا ہے اگر وہ بلی ہے تو گوشت کہاں ہے اور اگر گوشت ہے تو بلی کہاں گئی۔

[3] کدخدا۔ صاحب خانہ۔ مُغیل۔ یعنی شوہر چپ رہتے رہتے عاجز آگیا تھا۔ مُغیل۔ بال بچوں والا۔ دفعِ ناصواب۔ غلط جواب۔ لوت۔ عمدہ کھانا۔ گفت زن۔ بیوی نے شوہر کو جواب دیا۔

گفت اے ایبک[1] ترازو را بیار — گربہ را من بر کشم اندر عیار

اُس نے کہا، او نوکر! ترازو لا — میں بلی کا وزن کروں گا

بر کشیدش بود گربہ نیم من — پس بگفت آں مرد کاے محتال زن

اُس نے اسکو تولا، بلی آدھا من تھی — تو اُس شوہر نے کہا اے حیلہ گر عورت!

گوشت بد شش اوقیہ افزوں ازاں — گربہ ہم شش اوقیہ ست اے حیلہ داں

گوشت چھ اوقیہ سے بڑھا ہوا تھا — اے حیلہ باز! بلی بھی چھ اوقیہ ہے

گوشت نیمن بود افزوں یک ستیر — ہست گربہ نیم من ہم اے ستیر

گوشت نصف من سے ایک استار بڑھا ہوا تھا — اے پردہ نشین! بلی بھی نصف من ہے

ایں[2] اگر گربہ است پس آں گوشت کو — ور بود ایں گوشت بنما گربہ تو

اگر یہ بلی ہے تو پھر گوشت کہاں ہے؟ — اور اگر یہ گوشت ہے، تو تو بلی دکھا

بایزیدؒ ار ایں بود آں روح چیست — ور وے آں روحست ایں تصویر کیست

بایزید اگر یہ ہے، وہ روح کیا ہے؟ — اگر وہ، وہ روح ہیں، یہ صورت کس کی ہے!

حیرت اندر حیرتست اے یار من — ایں نہ کار تست نے ہم کار من

اے میرے دوست! حیرت در حیرت ہے — یہ نہ تیرا کام ہے، نہ میرا کام ہے

ہر دو او باشد ولیک از ربع و زرع — دانہ باشد اصل و آں کہ ہست فرع

وہ دونوں ہیں، لیکن پیداوار اور کھیتی میں — دانہ اصل ہے، اور بھوسا فرع ہے

حکمت[3] ایں اضداد را باہم بہ بست — اے قصاب ایں گردراں با گردنست

حکمت خداوندی نے اِن دو ضدوں کو باہمی باندھ دیا ہے — اے قصائی! یہ ران کا گردہ گردن سے وابستہ ہے

روح بے قالب نتاند کار کرد — قالب بیجاں فسردہ بود و سرد

روح بغیر جسم کے کوئی کام نہیں کر سکتی ہے — بے روح جسم، ٹھٹھرا ہوا اور ٹھنڈا ہوتا ہے

قالب بے جاں کم از خاکست دوست — روح چوں مغزست و قالب ہمچو پوست

اے دوست! بے روح جسم مٹی سے بھی کم ہے — روح گری کی طرح ہے اور جسم چھلکے کی طرح ہے

قالب بے جاں نمی آید بکار — سعی کن جانے بدست آر اے عیار

بے روح جسم، کسی کام نہیں آتا ہے — اے عیار! کوشش سے جان حاصل کر لے

قالبت پیدا و آنجاں بس نہاں — راست شد زیں ہر دو اسباب جہاں

تیرا جسم ظاہر ہے اور وہ روح بہت پوشیدہ ہے — دنیا کے کام اِن دونوں سے درست ہوتے ہیں

---

[1] ایبک۔ خوجہ۔ سن۔ دو رطل کا ہوتا ہے، رطل آدھ سیر کا ہوتا ہے تو من ایک سیر ہوا اور نیم من آدھ سیر ہوا۔ محتال۔ حیلہ گر۔ اوقیہ۔ چالیس درہم کا ہوتا ہے اور ایک درہم ساڑھے تین ماشے کا ہوتا ہے۔ اُوقیہ۔ اُوقیہ۔ نیمن۔ آدھا من۔ ستیر۔ پہلے مصرع کے قافیہ میں استار ایک درہم وزن کو کہتے ہیں دوسرے مصرع میں پردہ نشین کے معنی میں ہے۔

[2] ایں۔ یہ جو کچھ قولا ہے اگر بلی ہے تو گوشت کہاں گیا اور اگر گوشت ہے تو بلی کہاں گئی اس لئے کہ یہ تو ایک چیز کا وزن ہے۔ بایزیدؒ اگر ہم بایزید جسم کو قرار دیں تو روح کو کیا کہیں اور اگر روح کو بایزید کہیں تو جسم کو کیا کہیں۔ ہر دو۔ جسم اور روح کے مجموعہ کو بایزید کہیں گے۔ ربع۔ پیداوار۔ فرع۔ روح بمنزلہ دانہ کے اور جسم بمنزلہ بھوسے کے ہے۔

[3] حکمت۔ اللہ تعالیٰ نے روح اور جسم کو باہمی حکمت کیلئے ملا دیا ہے۔ زرع۔ روح جسم کے بغیر بیکار ہے، جسم روح کے بغیر مردہ ہے۔ قالب۔ جسم روح کا قالب ہے روح مغز ہے اور جسم اس کا چھلکا ہے۔ سعی کن۔ انسان کو روح حاصل کرنی چاہیئے۔ قالبت۔ جسم ظاہر ہے روح مخفی ہے دونوں ہی سے دنیا کا نظام چل رہا ہے۔

خاک[1] را بر سر زنی سر نشکند — آب را بر بر زنی بر نشکند

خاک کو سر پر مارے گا وہ سر کو نہ توڑے گی — تو پانی کو جسم پر مارے گا وہ جسم کو نہ توڑے گا

گر تو میخواہی کہ سر را بشکنی — آب را و خاک را برہم زنی

اگر تو چاہتا ہے سر کو پھوڑ دے — پانی اور مٹی کو آپس میں ملا دے

چوں شکستی سر رود آبش باصل — خاک سوی خاک آید روز فصل

جب تو نے سر پھوڑ دیا اس کا پانی اصل کیطرف چلا جاتا ہے — جدائی کے دن مٹی مٹی کی جانب آجاتی ہے

حکمتے کہ بود حق را از ازدواج — گشت حاصل از نیاز و از لجاج

باہمی ملنے میں اللہ تعالیٰ کی جو حکمت تھی — وہ عاجزی اور سرکشی سے حاصل ہو گئی

باشد[2] آنگہ از دواجات دگر — لا یسمع اذن ولا عین تبصر

وہاں دوسرے ملاپ ہوں گے — جن کو نہ کان سے سنا نہ آنکھ نے دیکھا

گر شنیدے اذن کے ماندے اذن — یا کجا کردے دگر ضبط سخن

اگر کان سنتا، کان کب رہتا؟ — یا پھر دوسری بات کہاں محفوظ رکھتا؟

گر بدیدے برف و یخ خورشید را — از یخی برداشتے امید را

اگر برف اور یخ، سورج کو دیکھ لیتا — یخ پن سے امید ہٹا لیتا

آب گشتے بے عروق و بیگرہ — کز لطف از باد میگشتے زرہ

بغیر رگوں اور بغیر گرہ کا پانی بن جاتا — جو ہوا کی لطافت سے زرہ (کی طرح) بنجاتا ہے

پس[3] شدے درمان جان ہر درخت — ہر درختے از قدومش نیکبخت

پھر وہ ہر درخت کی جان کا علاج بن جاتا — اس کی آمد سے ہر درخت نیک بخت ہو جاتا

واں یخے بفسردہ در خود ماندہ — لامساسے با درختاں خواندہ

ٹھہرے ہوئے عاجز یخ نے — "نہ چھو" درختوں پر پڑھ دیا ہے

لیس یالف لیس یؤلف جسمہ — لیس الا شح نفس قسمہ

اس کا جسم نہ محبت کرتا ہے نہ محبت کیا جاتا ہے — اس کا حصہ سوائے نفس کے بخل کے کچھ نہیں ہے

نیست ضائع زو شود تازہ جگر — لیک نبود پیک سلطان خضر

وہ بیکار نہیں ہے اس سے جگر تازہ ہوتا ہے — لیکن وہ سبزی کے شہنشاہ کا قاصد نہیں ہے

---

[1] خاک۔ آمیزش سے مقصد بردباری ہوتی ہے ورنہ خاک سر نہ پھوڑے گی اس میں پانی کی آمیزش کر کے دھیلا بنا لو تو سر پھوڑ دیگی۔ جز بصبر سینہ اہل۔ روز فصل یعنی جب روح جسم سے جدا ہوگی۔ قرآن پاک میں ہے۔ ان یوم الفصل کان میقاتا۔ بیشک جدائی کا دن مقرر ہے۔ ازدواج یعنی روح اور جسم کا باہمی جوڑ جو دنیا میں لگا ہے اسکی حکمت یہ ہے کہ نیازمندوں اور سرکشوں کا امتیاز ہو جائے۔

[2] باشد آنگہ۔ عالم آخرت میں روح کا جو جوڑ لگے گا وہ نہ کان نے سنا ہے نہ آنکھ نے دیکھا ہے۔ گر شنیدے۔ اگر کان اس کی حقیقت سن لے تو فنا ہو جائے یا اسکی قوت سماعت جاتی رہے۔ گر بدیدے کان اسی طرح فنا ہو جائے جس طرح برف اور یخ سورج سے فنا ہو جاتا ہے۔ برف۔ برفانی ممالک میں جاڑے میں دو چیزیں آسمان سے گرتی ہیں ایک روئی کے گالوں کی طرح کی چیز ہے اس کو برف کہتے ہیں اور ایک گاڑھی چیز مار کی طرح کی ہے اسکو یخ کہتے ہیں۔ بے عروق یخ کی لڑیاں جمتی ہیں۔ زلطف باد۔ ہوا کی لہریں پانی کی سطح کو موجوں کے ذریعہ زرہ کی طرح بناتی ہیں۔

[3] پس شدے۔ برف اور یخ سے درخت جل جاتے ہیں پانی سے پرورش پاتے ہیں۔ یخ۔ یخ اسماری کی طرح درخت کو کہتا ہے مجھے نہ چھونا۔ لیس۔ نہ وہ نباتات کا جو دنیا ہے نہ نباتات کو وہ خوشگوار لگتا ہے۔ الشح۔ بخل یعنی برف اور یخ درختوں کو فائدہ نہیں پہنچاتا ہے۔ نیست ضائع۔ لیکن کوئی شخص برف اور یخ کو بیکار نہ سمجھے اس سے ٹھنڈا کر کے پانی پیا جائے تو جگر میں تازگی پیدا ہوتی ہے۔ خضر۔ سبزی۔

اے[1] ایاز استارۂ قوسِ بلند — نیست ہر برجے عبورش را پسند

اے ایاز! تیرا ستارہ بہت بلند ہے — ہر برج اس کے عبور کا پسندیدہ نہیں ہے

ہر وفا را کے پسند د ہمتت — ہر صفا را کے گزیند صفوتت

تیری ہمت ہر وفا کو کب پسند کرتی ہے؟ — تیری صفائی ہر صفائی کو کب منتخب کرتی ہے؟

حکایت آں امیر کہ غلام را گفت مے بیار غلام رفت و سبوئے

اس امیر کی حکایت جس نے غلام سے کہا شراب لے آ غلام گیا اور شراب

مے آورد در راہ زاہدے بود امر معروف کرد سنگے بزد و سبو

کی ٹھیلیا لا رہا تھا راستہ میں ایک زاہد تھا جس نے بھلائی کا حکم کیا پتھر مارا

را بشکست امیر بشنید قصد ہلاک و گوشمال زاہد کرد زاہد

اور ٹھیلیا کو توڑ دیا، امیر نے سنا زاہد کو ہلاک کرنے اور سزا دینے کا ارادہ کیا

گریخت ایں قضیہ در عہد عیسیٰ علیہ السلام بود کہ ہنوز

زاہد بھاگ گیا، یہ معاملہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا تھا کہ اس وقت تک

مے حرام نشدہ بود لیکن زاہد تقذرے[2] میکرد و از لذت

شراب حرام نہ ہوئی تھی، لیکن زاہد گھن کرتا تھا اور مزے اڑانے اور

و تنعم منع می کرد

عیش پرستی سے روکتا تھا

بود امیرے خوشدلے مے بارہ — کہف ہر مخمور و ہر بیچارہ

ایک امیر عیش دل، شراب دوست تھا — ہر شرابی اور ہر بے کس کا سہارا تھا

مشفقے مسکیں نوازے عادلے — مکرمے زر بخشے و دریا دلے

مہربان، غریب پرور، منصف تھا — سخی، سونا عطا کرنے والا اور دریا دل تھا

شاہِ مردان و امیر المؤمنیں — راہ[3]بان و رازدان و دور بیں

بہادروں کا شاہ، مؤمنوں کا امیر تھا — راستہ کا محافظ اور راز سے واقف اور دور

دورِ عیسیٰ بود و ایامِ مسیح — خلق دلدار و کم آزار و مل

حضرت عیسیٰ کا دور تھا اور حضرت مسیح کا زمانہ تھا — لوگ دلدار اور نہ ستانے والے اور عیش

آمدش مہماں بناگاہاں شبے — ہم امیر جنسِ او خوش مذہبے

ایک رات اچانک اس کے پاس مہمان آیا — جو اسی جیسا حاکم اور دیندار

[1] اے ایاز۔ یہاں سے پھر ایاز کے قصہ کی جانب رجوع کیا ہے۔ برج۔ ستارے کا محور۔ ہر وفا۔ ایاز میں خاص وفاداری اور خاص قسم کا خلوص تھا۔ حکایت جس طرح ایاز کا خلوص اور وفا عام خلوص اور وفا سے برتر تھا اس حکایت سے یہ بتانا ہے کہ مختلف پیر بھائیوں کی پیر پرستی میں بھی شان فرق ہے۔

[2] تقذر۔ گھناؤنا سمجھنا۔ تنعم۔ عیش پرستی۔ مے بارہ۔ شراب کو محبوب رکھنے والا۔ کہف۔ غار، ملجا و ماویٰ۔ مکرم۔ سخی۔ شاہ مردان۔ بہادر۔

[3] راہ بان۔ راستہ کا محافظ۔ دورِ عیسیٰ۔ حضرت عیسیٰ مسیح کا زمانہ پیار و محبت کا زمانہ تھا۔ ہم۔ یعنی وہ بھی اسی طرح کا امیر اور مذہبی تھا جیسا کہ میزبان تھا۔

بادہ[1] عیسیٰ بایست شاں در نظمِ حال — بادہ بُود آنوقت ماذون و حلال

اُن کو حالت کی باقاعدگی کے لئے شراب درکار تھی — اُس وقت شراب جائز اور حلال تھی

بادہ شاں کم بُود و گفتا اے غلام — رو سبو پُر کُن بما آور مُدام

اُن کی شراب کم تھی اور اُس نے کہا اے غلام! — جا ٹھلیا بھر، ہمارے پاس شراب لے آ

از فلاں راہب کہ دارد خمرِ خاص — تا ز خاص و عام یابد جاں خلاص

فلاں راہب کے پاس سے کیونکہ وہ مخصوص شراب رکھتا ہے — تاکہ عوام و خواص سے جان کو چھٹکارا حاصل ہو

جُرعہ زاں جامِ راہب آں کُند — کہ ہزاراں جُرّہ و خمداں کُند

اُس راہب کے جام کا ایک گھونٹ وہ کرتا ہے — جو ہزاروں ٹھلیاں اور مٹکے کرتے ہیں

اندراں مے مایۂ پنہانی ست — آنچناں کاندر عبا سلطانی ست

اُس شراب میں ایک سرمایہ پوشیدہ ہے — جس طرح چوغہ میں شہنشاہی ہے

تو بدلق[2] پارہ پارہ کم نگر — کہ سیہ کردند از بیرونِ زر

تو پھٹی پُرانی گدڑی کو نہ دیکھ — کیونکہ اوپر سے سونے کو کالا کر دیا ہے

از برائے چشمِ بد مردود شُد — وز بروں آں لعل دُود آلود شُد

بدنظری کی وجہ سے وہ ناپسند بنا ہے — اور باہر سے وہ لعل دھوئیں سے آلودہ ہے

گنج و گوہر کے میانِ خانہاست — گنجہا پیوستہ در ویرانہاست

خزانہ اور گوہر گھروں میں کہاں ہے! — خزانے، ویرانوں سے وابستہ ہیں

گنجِ آدمؑ چوں بویراں بُد دفیں — گشت طینش چشم بندِ آں لعیں

(حضرت) آدمؑ کا خزانہ چونکہ ویرانے میں دفن تھا — اُس کی مٹی اُس لعین کی آنکھ کا پردہ بن گئی

اُو[3] نظر میکرد در طین سُست سُست — جاں ہمی گفتش کہ طینم سدِّ تست

وہ مٹی کو حقارت سے دیکھتا تھا — روح اُس سے کہتی تھی کہ میری مٹی تیری روک ہے

دو سبو بستد غلام و خوش دوید — در زماں در دیرِ رہباناں رسید

غلام نے دو ٹھلیاں لیں اور تیز دوڑا — فوراً راہبوں کے گرجا گھر میں پہنچ گیا

زر بداد و بادہ چوں زر خرید — سنگ داد و در عوض گوہر خرید

سونا دیا اور سونے جیسی شراب خرید لی — پتھر دیا اور بدلے میں گوہر خرید لیا

بادہ کاں بر سرِ شاہاں جہد — تاج زر بر تارکِ ساقی نہد

وہ شراب جو بادشاہوں کے سر میں اثر کرتی ہے — ساقی کے سر پر سونے کا تاج رکھ دیتی ہے

---

[1] بادہ۔ وہ لوگ دیندار تھے اور شراب استعمال کرتے تھے چونکہ حضرت عیسیٰؑ کے دور میں شراب حلال تھی۔ ماذون۔ جس کو اجازت حاصل ہو۔ خاص۔ شراب۔ راہب۔ نصرانی عبادتگذار جس نے دنیا ترک کر کے گرجا گھر میں اقامت کر لی ہو۔ زبان اُس کی جمع ہے۔ خلاص۔ یعنی اور دوں سے خریدنے کی ضرورت نہ پڑے۔ جُرعہ۔ ایک گھونٹ۔ جُرّہ۔ ٹھلیا۔ خمداں۔ اُس ناپاک شراب میں ایک مخفی سرمایہ ہے جس طرح عبا میں سلطانی مخفی ہوتی ہے۔

[2] تو بدلق۔ فقراء کی گدڑی کو حقارت سے نہ دیکھنا چاہیئے فقراء کی گدڑی میں وہ سلطانی ہوتی ہے جو شاہوں کو بھی نصیب نہیں ہے۔ کہ سیہ۔ سونے کو اوپر سے کالا کر دیا جاتا ہے تاکہ اُسکو کوئی نہ چُرائے۔ مردود۔ نظر بد سے بچانے کے لئے سونے کو اوپر سے کالا کر دیا جاتا ہے تھا۔ لعل کو بھی دھوئیں سے آلودہ کر دیا جاتا ہے۔ گنج۔ حضرت آدمؑ کی روح چونکہ جسم کی مٹی میں تھی وہ مٹی شیطان کی آنکھ کا پردہ بن گئی۔

[3] اُو نظر۔ شیطان کی نظر صرف مٹی پر تھی۔ سُست۔ رکیک۔ دیر۔ یعنی گرجا گھر۔ زر بداد۔ اشرفیوں سے وہ قسم کی شراب خریدی۔ سنگ داد و سونا پتھر میں سے نکلتا ہے۔ بادہ۔ شاہ جہد۔ اس قسم کی شراب سے مست ہو جانے میں فرسا قابل ہو جاتا ہے۔

فتنہا[1] و شورہا انگیختہ — بندگان و خسرواں آمیختہ
فتنے اور شور برانگیختہ کر دیتی ہے — غلاموں اور شاہوں کو ملا دیتی ہے

استخوانہا رفتہ، جملہ جاں شدہ — تخت و تختہ آں زماں یکساں شدہ
ہڈیاں ختم ہو جاتی ہیں سب کچھ جان بنجاتا ہے — اُس وقت تخت اور تختہ یکساں ہو جاتا ہے

وقتِ ہُشیاری چو آب و روغن اند — وقتِ مستی ہمچو جاں اندر تن اند
(انسان) ہوش کے وقت پانی اور تیل کی طرح ہیں — مستی کے وقت جسم میں جان کی طرح ہیں

چوں ہریسہ لحم و گندم غرق ہم — ہیچ سبقے نے دریشاں فرق ہم
جیسا کہ ہریسہ، گوشت اور گیہوں باہمی غرق ہیں — انہیں کوئی دوڑ نہیں، نہ انہیں باہمی فرق ہے

چوں ہریسہ گشت آنجا فرق نیست — نیست فرقے کاندر آنجا غرق نیست
جب ہریسہ بن گیا وہاں کوئی فرق نہیں ہے — کوئی ایسا فرق نہیں ہے جو وہاں غرق نہ ہو گیا ہو

این[2] چنیں بادہ ہمی بُرد آں غلام — سُوئے قصرِ آں امیرِ نیک نام
وہ غلام اس طرح کی شراب لے جا رہا تھا — نیک نام امیر کے محل کی جانب

پیش آمد زاہدے غم دیدہ — خُشک مغزے در بلا پیچیدہ
ایک غموں کا مارا زاہد سامنے آ گیا — جس کا دماغ خشک ہو گیا تھا مصیبت میں پھنسا ہوا تھا

تن ز آتشہائے دل بگداختہ — خانہ از غیرِ خدا پرداختہ
جسم دل کی آگوں سے پگھل گیا تھا — اُس نے دل کو خدا کے سوا سے خالی کر لیا تھا

گوشمالِ[3] محنتِ بے زینہا — داغہا بر داغہا چندیں ہزار
بے پناہ مشقت کی گوشمالی کی وجہ سے — داغوں پر داغ کئی ہزار تھے

دیدہ ہر ساعت خلش در اجتہاد — روز و شب چفسید او بر اجتہاد
وہ ہر وقت مجاہدے میں تکلیف اٹھاتا تھا — وہ دن رات مجاہدے سے چمٹا ہوا تھا

سال و مہ در خاک و خوں آمیختہ — صبر و حلمش نیم شب بگریختہ
سالوں اور مہینوں خاک اور خون میں لتھڑا تھا — اُس کا صبر اور بردباری آدھی رات کو بھاگ چکی تھی

دید در شب یک غلامِ نیک پے — در شتابش او زمیں میکرد طے
اُس نے ایک نیک خصلت غلام کو رات میں دیکھا — وہ اپنی جلدی میں زمین طے کر رہا تھا

گفت زاہد در سبوہا چیست آں — گفت بادہ گفت آں کیست آں
زاہد نے کہا مٹکیوں میں کیا ہے؟ — اُس نے کہا شراب، اُس نے کہا کس کی ہے؟

---

[1] فتنہا۔ شراب شور و شر پیدا کرتی ہے اور آقا اور غلام کا امتیاز مٹا دیتی ہے۔ استخوانہا۔ شراب پی کر انسان مجسم جان بن جاتا ہے۔ تخت۔ یعنی شاہی تخت۔ تختہ۔ یعنی پھانسی کا تختہ۔ وقتِ ہشیاری۔ ہوش کے وقت آدمیوں میں ایسا بیر ہوتا ہے جیسا کہ تیل اور پانی میں اور مستی کے وقت سب ایک جان ہو جاتے ہیں۔ ہریسہ۔ حلیم کی طرح کا کھانا ہے جس میں گوشت اور گیہوں کا دلیہ ہوتا ہے جب ہریسہ تیار ہو جاتا ہے تو گوشت اور دلیہ میں امتیاز نہیں رہتا۔ فرق۔ اب دونوں کا فرق نہ رہا ہو جاتا ہے۔

[2] این چنیں۔ وہ غلام ان اوصاف کی شراب امیر کے محل کی طرف لے کر چلا۔ غم دیدہ۔ یعنی جس پر قبض کی کیفیت طاری تھی۔ خشک مغز۔ مجاہدہ کی کثرت سے اُس کا دماغ خشک ہو گیا تھا۔ تن۔ اُس زاہد کا جسم عشق کی آگ سے پگھل گیا تھا اور اُس کے دل میں صرف حق تعالیٰ کا خیال تھا۔

[3] گوشمال۔ مجاہدوں کی بے پناہ مشقت نے اُس کے دل پر ہزاروں داغ لگا دیئے تھے۔ کہ دیدہ۔ اُس کا شغل شب و روز مجاہدہ تھا۔ نیم شب یعنی اُس کو پتہ نہ چلا اور اُس میں صبر و حلم کی طاقت نہ رہی تھی۔ دید۔ اُس نے دیکھا غلام بھاگا

گفت زاہد۔ زاہد نے غلام سے پوچھا مٹکیوں میں کیا ہے؟ اُس نے کہا شراب ہے

گفت[1] ایں آنِ فلاں میرِ اجل — گفت طالب را چنیں باشد عمل
اُس نے کہا یہ فلاں بڑے سردار کی ملکیت ہے — اُس نے کہا طلبگار کا یہ کام ہوتا ہے!

طالبِ یزداں وآنگہ عیش ونوش — بادۂ شیطان وآنگہ تیز ہوش
خدا کا طلبگار، اور پھر عیش اور پینا — شیطانی شراب اور پھر ہوش کی تیزی!

ہوشِ تو بے مے چنیں پژمردہ است — ہوشہا باید بداں ہوش تو بست
تیرا ہوش بغیر شراب کے ایسا مرجھایا ہوا ہے — تیرے ہوش سے بہت سے ہوش وابستہ کرنے چاہئیں

تا چہ باشد ہوش تو ہنگامِ سُکر — اے چو مرغے گشتہ صیدِ دامِ سُکر
پھر نشہ کے وقت تجھے ہوش کہاں ہوگا؟ — اے وہ! چرندہ کی طرح نشہ کے جال میں ہے

حکایت[2] ضیائے بلخ کہ دراز بالا بود وبرادرش شیخ الاسلام
ضیاء بلخ کا قصہ جو دراز قد تھے اور اُن کے بھائی شیخ الاسلام

تاجِ بلخ بغایت کوتاہ بالا بود وایں شیخ الاسلام از
تاج بلخ بہت چھوٹے قد کے تھے اور یہ شیخ الاسلام اپنے

برادرش ننگ داشت روزے ضیا درآمد بدرسِ اُو وہمہ
بھائی سے ذلت محسوس کرتے تھے ایک روز ضیا اُن کے درس میں پہنچ گئے

صدورِ بلخ حاضر بودند بدرسِ اُو ضیا خدمتے کرد وبگذشت
اور بلخ کے تمام صدر اُن کے درس میں حاضر تھے، ضیا نے حاضری دی اور چلدیئے

شیخ الاسلام نیم قیام کرد سرسری ضیا گفت آرے
شیخ الاسلام معمولی طور پر آدھے کھڑے ہوگئے ضیا نے کہا بیشک آپ

سخت درازی پارۂ در دزد از خود
بہت لمبے ہیں کہ اپنے میں سے ایک حصہ چرا لیا

آں ضیائے بلخ خوش[3] الہام بود — دادرآں تاجِ شیخ اسلام بود
ضیا بلخی خوش طبع تھے — تاج شیخ الاسلام کے بھائی تھے

از برائے علم خلقے پیشِ اُو — گشتہ دائم در ملازم درس جو
علم کی وجہ سے لوگ اُن کے سامنے — ہمیشہ رہتے تھے، صحبت میں درس کتاب

تاجِ شیخ اسلام دارالملک بلخ — بود کوتہ قد وکوچک ہمچو فرخ
دارالخلافہ بلخ کے شیخ الاسلام تاج — پست قد اور چوزے کی طرح چھوٹے تھے

[1] گفت ایں۔ خدا نے زاہد کے جواب میں کہا کہ یہ شراب اسمِ اعظم کی ہے، زاہد نے کہا کہ طالب حق کے یہ کام ہوتے ہیں، اس کو تو ناؤنوش سے بچنا چاہیئے شیطانی فرحت پی کر ہوش کہاں رہتا ہے۔ ہوش۔ انسان بغیر شراب کے بھی عاقل ہے جبکہ تیرے سیکڑوں ہوش درکار ہیں تو پھر نشہ میں کیا ہوش رہ سکتا ہے نشہ میں تو ایسا ہی پھنستا ہے جس طرح پرند جال میں۔

[2] حکایت۔ یہ بتایا تھا کہ انسان خود ہی بدہوش ہے، شراب پی کر تو اور بدحال ہوگا اس حکایت سے بھی یہی بتایا ہے کہ شیخ الاسلام کا خود قد چھوٹا تھا نیم قد کھڑے ہونے پر اور چھوٹا ہوگیا۔

[3] خوش الہام۔ ظرافت مزاج۔ دادر۔ برادر۔ ملازم۔ ملازمت۔ دارالملک۔ دارالخلافہ فرخ۔ پرند کا بچہ۔

گرچہ[1] فاضل بود و فحل و ذو فنون — این ضیا اندر ظرافت بد فزون

اگرچہ فاضل تھے اور یکتا اور فنون والے — یہ ضیاء مذاق میں بڑھے ہوئے تھے

او بسے کوتہ ضیا بے حد دراز — بود شیخ اسلام را صد کبر و ناز

وہ بہت ٹھنگنے ضیاء بہت لمبے — شیخ الاسلام میں سینکڑوں تکبر اور ناز تھے

زیں برادر عار و ننگش آمدے — آں ضیا ہم واعظے بد با ہدے

اِن بھائی سے، اُن کو عار اور ذلت آتی — وہ ضیاء بھی با ہدایت واعظ تھے

روزِ محفل اندر آمد آں ضیا — بارگہ پُر قاضیان و اصفیا

مجلس کے دن ضیاء اندر آئے — دربار قاضیوں اور منتخب لوگوں سے بھرا ہوا تھا

کرد شیخ اسلام از کبرِ تمام — این برادر را چنیں نصف[2] القیام

شیخ الاسلام نے پورے غرور سے کیا — اس بھائی کے لئے، ایسے ہی آدھا قیام

پس ضیا چوں دید کبر اندر سرش — انفعالے داد حالے در خورش

جب ضیا نے اُن کے سر میں غرور دیکھا — اُن کے مناسب فوراً اُن کو شرمندہ کیا

گفت آرے بس درازی بہر مزد — اندکے زاں قدِ سروت ہم بدزد

انھوں نے کہا، جی ہاں آپ بہت لمبے ہیں مزدکی کیلئے — اپنے سرو جیسے قد سے بھی تھوڑا سا چرا لیا۔

رجوع بحکایتِ زاہد با غلامِ امیر

امیر کے خوم کے ساتھ زاہد کی حکایت کی طرف واپسی

پس[3] ترا خود ہوش کو و عقل کو — تا خوری مے اے تو دانش را عدو

پھر تجھے عود ہوش کہاں اور عقل کہاں ہے؟ — تاکہ تو شراب پیئے، اے عقل کے دشمن!

رُوت بس زیباست نیلی ہم بکش — ضحکہ باشد نیل بر روئے حبش

تیرا چہرہ بہت حسین ہے، نیل بھی لگالے — حبشی کے چہرے پر نیل مذاق ہوتا ہے

در تو نورے کے در آمد اے غوی — تا تو مے نوشی و ظلمت جو شوی

اے گمراہ! تیرے اندر نور ہی کب آیا ہے؟ — کہ تو شراب پیئے اور ظلمت کو طالب بھی جائے

سایہ در روزست جستن قاعدہ — در شبِ ابرے تو سایہ جو شدہ

سایہ تلاش کرنے کا قاعدہ، دن میں ہے — تو ابر والی رات میں سایہ کا طالب بنا ہے

گر حلال آمد پئے قوتِ عوام — طالبانِ دوست را آمد حرام

اگر وہ (شراب) عوام کی خوراک کیلئے حلال ہے — دوست کے طلبگاروں کے لئے حرام ہے

---

[1] گرچہ۔ تاج شیخ الاسلام اگرچہ بڑے صاحب علم تھے لیکن ضیاء خوش طبعی میں اُن سے بڑھے ہوئے تھے۔ آں ضیا۔ ضیا ہدایت یافتہ واعظ تھے، شیخ الاسلام کا اُن کی بھائی بندی سے ذلت محسوس کرنا غیر مناسب تھا۔ اَصفیاء۔ برگزیدہ۔

[2] نصف القیام۔ یعنی تعظیم کے لئے آدھے کھڑے ہوئے۔ پس ضیا۔ چونکہ ضیا کو محسوس ہوا کہ دماغ میں تکبر ہے اس لئے فوراً اُن کو شرمندہ کرنا چاہا، جبر مزد یعنی لوگوں کو معتقد بنا کر نذرانہ وصول کرنے کے لئے۔ قدِ سروت۔ طنزاً کہا۔

[3] پس ترا۔ زاہد کے تعلق کی طرف رجوع کیا ہے۔ رُوت۔ حسین چہرے پر نظر بد سے بچانے کے لئے اتھے پر نیل لگا دیا جاتا ہے، اب اگر کوئی بدصورت نیل لگائے تو اُس کا مزید مذاق بنے گا۔ ضحکہ۔ ہنسی کی چیز۔ گر حلال۔ شراب اگرچہ عوام کی تقویت کیلئے حلال ہے لیکن نفس کی لذت کے لئے حلال چیز بھی پرہیزگاروں کے لئے ممنوع ہوتی ہے

عاشقاں[1] را بادہ خونِ دل بُوَد — چشمِ شاں بر راہ و بر منزل بُوَد
عاشقوں کی شراب، خونِ دل ہوتا ہے — اُن کی نگاہ، راہ اور منزل پر رہتی ہے

در چنیں راہ و بیابانِ مخوف — اے قلاوزِ خرد با صد کسوف
ایسے راستے اور خوفناک جنگل میں — (اور) اے عقل کے رہنما سینکڑوں گہنوں میں

خاک در چشمِ قلاوزاں زنی — کارواں را ہالک و گمرہ کنی
تو راہنماؤں کی آنکھ میں دھول جھونکتا ہے — قافلہ کو تباہ اور گمراہ کرتا ہے

نانِ جو حقّا حرام ست و فسوس — نفس را در پیش نہ نانِ سبوس
جَو کی روٹی (بھی) حرام اور باعث افسوس ہے — نفس کے سامنے بھوسی کی روٹی رکھ

دشمنِ[2] راہِ خدا را خوار دار — دُزد را منبر منہ بردار دار
(اللہ تعالیٰ) کے راستہ کے دشمن کو ذلیل کر — چور کے لئے منبر نہ بچھا، سولی پر چڑھا

دُزد را تو دست ببریدن پسند — از بُریدن عاجزی دستش بہ بند
تو چور کے ہاتھ کاٹ ڈالنے کو پسند کرے — (اگر) تو کاٹنے سے عاجز ہے اسکے ہاتھ باندھ دے

گر نہ بندی دستِ اُو دستِ تو بست — گر تو پایش نشکنی پایت شکست
اگر تو اسکے ہاتھ نہ باندھے گا تو تیرے ہاتھ باندھ دیگا — اگر تو اس کا پاؤں نہ توڑے گا وہ تیرا پاؤں توڑ دیگا

تو عدو را مے دہی و نیشکر — بہرِ چہ گوزہر نوش و خاک خور
تو دشمن کو شراب اور گنا دیتا ہے — کس لئے؟ کہہ دے زہر پیئے اور خاک پھانکے

زد[3] ز غیرت بر سبو سنگ و شکست — اُو سبو انداخت از زاہد بجست
اُسنے غیرت سے ٹھلیا پر پتھر مارا اور توڑ دیا — اُس (غلام) نے (دوسری) ٹھلیا پھینکدی (اور) زاہد سے بھاگ گیا

رفتنِ امیر خشم آلودہ برای گوشمالِ زاہد
امیر کا غصہ میں بھر کر، زاہد کو سزا دینے کے لئے جانا

رفت پیشِ میر و گفتش بادہ کو — ماجرا را گفت یک یک پیشِ اُو
وہ (غلام) امیر کے سامنے پہنچا امیر نے کہا شراب کہاں ہے؟ — اُس نے ایک ایک کرکے اسکے سامنے قصہ کہہ دیا

میر چوں آتش شد و برجست راست — گفت بنما خانۂ زاہد کجاست
امیر آگ جیسا ہوگیا اور سیدھا اُٹھا — بولا دکھا، زاہد کا گھر کہاں ہے؟

تا بدیں گرزِ گراں کوبم سرش — آں سرِ بے دانشِ مادر غرش
تاکہ میں اِس بھاری گرز سے اُس کا سر توڑ دوں — وہ سر جو بے عقل، مادر کھا کا ہے

---

[1] عاشقاں۔ عاشق شراب کی بجائے خونِ دل پیتے ہیں اور وہ راہ و منزل کی فکر میں لگے رہتے ہیں اُن کو عیش پرستی کی فرصت کہاں ہے۔ در چنیں۔ راہِ طریقت، خوفناک راستہ ہے اس میں تو بہت سے حواس کی ضرورت ہے عقل جب شراب کے گہن میں ہو تو کیا راہنمائی کرسکتی ہے۔ .... عاقل۔ مدہوش کی عقل کیا راہنمائی کریگی وہ تو قافلہ کو گمراہ کردے گی۔ نانِ جو۔ اگر جَو کی روٹی سے بھی حظِ نفس حاصل ہو تو بھوسی کی روٹی کھانی چاہیئے۔

[2] دشمنِ۔ نفس راہِ خدا کا دشمن ہے اس کو ہر وقت ذلیل رکھو اس کی عزت نہ کرو بھانسی پر چڑھا دے۔ دُزد۔ چور کا ہاتھ کاٹنا چاہیئے یہ ممکن نہ ہو تو ہاتھ باندھ دیئے جائیں۔ گر نہ بندی۔ اگر تو نے چور کو آزاد چھوڑا تو وہ تجھے تباہ کردے گا۔ بہرِ چہ۔ اس کو راحت سے کیوں رکھتا ہے؟

[3] تو۔ زاہد کو غیرت آئی اور اس نے شراب کی ٹھلیا پر پتھر مارا۔ رفت۔ غلام بھاگا بھاگا امیر کے پاس پہنچا اور اس نے اس کو سارا قصہ سُنا دیا۔ ماتو فر۔ زانیہ ماں۔

اُوچہ[1] داند امرِ معروف از سگی — طالبِ معروفی ست و شہرگی

وہ بھلائی کا حکم کرنا کیا جانے؟ کتے پن سے — نام آوری اور شہرت کا طالب ہے

تا بدیں سا کوس خود را جا کند — تا بچیزے خویشتن پیدا کند

تاکہ اس طرح اپنی جگہ بنائے — تاکہ کسی ڈھب سے اپنے آپ کو نمایاں کرے

کو ندارد خود ہنر الا اتہماں — کہ تسلسل میکند با این و آں

وہ خود ہنر نہیں رکھتا ہے، بجز اس کے — کہ ہما شما سے مکاری کرتا ہے

اُو اگر دیوانہ است و فتنہ کاؤ — دارُوی دیوانہ باشد کیرِ گاؤ

وہ اگر دیوانہ ہے اور فتنہ انگیز — دیوانہ کی دوا، بیل کا آرہ تناسل ہے

تا کہ شیطاں از سرش بیروں رود — بے لتِ خربندگاں خرچوں رود

تاکہ اس کے سر سے شیطان باہر نکل جائے — گدھا کہاروں کی مار کے بغیر کب چلتا ہے!

میر[2] بیروں جست و دبّوسے بدست — نیم شب آمد بزاہدیم مست

امیر باہر نکلا، اور گرز ہاتھ میں تھا — زاہد کے پاس آدھی رات کو دھوری کھلی میں پہنچا

خواست کشتن مردِ زاہد را ز خشم — مردِ زاہد گشتہ پنہاں زیرِ پشم

غصہ سے زاہد کو مار ڈالنا چاہا — زاہد انسان، اُون کے نیچے چھپ گیا

مردِ زاہد می شنود از میر آں — زیرِ پشم آں رسن تاباں نہاں

زاہد انسان، امیر سے وہ سن رہا تھا — رسی بٹنے والوں کی اُون کے نیچے چھپا ہوا

گفت در رُو گفتنِ زشتی مرد — آئینہ تا ندکہ رُو را سخت کرد

بولا انسان کی برائی منہ در منہ — آئینہ کر سکتا ہے جس نے منہ کو سخت کر لیا ہے

رُوی باید آئینہ وار آہنیں — تات گوید رُوی زشت خود ببیں

آئینہ جیسا لوہے کا منہ چاہیئے — تاکہ تجھ سے کہے کہ اپنا بھدا چہرہ دیکھ

حکایت[3] مات کردنِ دلقک سید شاہِ ترند را

ایک مسخرے کی سید شاہِ ترند کو مات دینے کی حکایت

شاہ با دلقک ہمی شطرنج باخت — مات کردش زُود خشم شہ بتاخت

بادشاہ نے مسخرے کیساتھ شطرنج کی بازی لگائی — اُسنے اس (شاہ) کو مات دی بادشاہ کا غصہ جلد دوڑ پڑا

گفت شہ شہ واں شہِ کبر آورش — یک یک آں شطرنج میزد بر سرش

اس نے شہ شہ کہا اور وہ متکبر بادشاہ — شطرنج کا ایک ایک مہرہ اس کے سر پر مارتا تھا

[1] اُوچہ: اس نے غصہ سے کہاں از زہد خود گشتہ ہے اس کو امر بالمعروف سے کیا واسطہ وہ محض شہرت کا طالب ہے۔ جا کند: جگہ بنائے۔ تو اس کا ہنر صرف لوگوں سے مکر کرنا ہے۔ فتنہ کاؤ: فتنہ برپا کرنے والا۔ کیر: چوپایوں کا تناسل کا آرہ بنا لیا جاتا تھا۔ لت: گدھا۔ ناؤں کے بغیر کب چلتا ہے۔

[2] میر: امیر فتنہ میں پاؤں ہو رہا تھا۔ دبّوس: گرز یا لاٹھی۔ زیرِ پشم: زاہد بھاگ کر اُون کی رسی بٹنے والوں کی اُون میں چھپ گیا۔ صوفیاں میر کی بُری چال باتیں سنتا رہا۔ گشت: لاہے۔ اپنے دل میں کہا کہ کسی کے منہ پر برائی کرنے کے لئے آئینہ کا سا ہے چہرہ ہونا چاہیئے۔ تاکہ مار کھا سکے آئینہ لوہے سے بنتا تھا۔

[3] حکایت: اس حکایت میں یہ بتایا ہے کہ مسخرے نے سوروں میں بیٹھ کر بادشاہ کو شہ شہ کہا تاکہ چوٹ سے بچ سکے۔ دلقک: مسخرہ.... مات کردش: مسخرے کے بادشاہ کو ہرا دیا۔ گفت شہ شہ: ہارنے والے کی تحقیر کے لئے لفظ شہ شہ کہہ دیا جاتا ہے۔ اس شطرنج: یعنی شطرنج کے مہرے۔

کہ بگیر اینک شہت اے فلتباں — صبر کرد آں دلقک و گفت اللہاں

کہ اے دقیشؔ! لے یہ تیری شہ ہے — اس مسخرے نے صبر کیا اور پناہ چاہی

دستِ دیگر باختن فرمود میر — اُو چناں لرزاں کہ عور از زمہریر

امیر نے دوسری بازی لگانے کو کہا — وہ اس طرح کانپ جیسے کہ ننگا جاڑے سے

باخت دستِ دیگر و شہ مات شد — وقتِ شہ شہ گفتن و میقات شد

اس نے دوسری بازی کھیلی اور بادشاہ کو مات ہوگئی — شہ شہ کہنے کا وقت اور جگہ آگئی

بر جہید آں دلقک و در کنج رفت — شش نمد بر خود فگند از بیم تفت

وہ مسخرا کودا اور گوشہ میں چلا گیا — فوراً خوف سے چھ نمدے اپنے اوپر ڈال لئے

زیرِ پالشہا و زیرِ شش نمد — خفت پنہاں تا ز زخمِ شہ رہد

تکیوں کے نیچے اور چھ نمدوں کے نیچے — چھپ کر لیٹ گیا تاکہ بادشاہ کی مار سے نجات پائے

گفت شہ ہے چہ کردی چیست این — گفت شہ شہ شہ اے شاہِ گزیں

بادشاہ نے کہا ارے یہ تو نے کیا کیا؟ یہ کیا ہے؟ — بولا اے منتخب شاہ! شہ شہ شہ شہ

کے تواں حق گفت جز زیرِ لحاف — با چو تو خشم آورِ آتش سجاف

حق بات لحاف کے نیچے کے علاوہ کب کہی جاسکتی ہے؟ — آپ جیسے غصیلے آگ کے اکثر دامن کے سامنے

اے تو مات و من ز زخمِ شاہ مات — میزنم شہ شہ ز زیرِ رختہات

آپ مارے اور میں شاہ کی مار سے مارا — میں کپڑوں کے نیچے سے آپکو شہ شہ سناتا ہوں

آمدنِ امیر بدر خانۂ زاہد و بہ لگد کوفتن در

امیر کا زاہد کے دروازے پر آنا اور لاتوں سے دروازے کو پیٹنا

چوں محلہ پر شد از ہیہای میر — وز لگد بر در زدن وز دار و گیر

جب امیر کی ہا ہو سے محلہ بھر گیا — دروازے پر لاتیں مارنے سے اور پکڑ دھکڑ سے

خلق بیروں جست زود از چپ و راست — کاے مقدم وقتِ عفوست و رضاست

دائیں اور بائیں سے لوگ باہر نکل آئے — کہ اے پیشرو! معافی اور راضی ہو جانے کا وقت ہے

مغزِ او خشک ست و عقلش ایں زماں — کمترست از عقل و فہمِ کودکاں

اس کا دماغ خشک ہوگیا ہے اور اب اس کی عقل — بچوں کی عقل اور سمجھ سے کم تر ہے

زہد و پیری ضعف بر ضعف آمدہ — واندراں زہدش کشادے ناشدہ

زہد اور بڑھاپا کمزوری پر کمزوری آگئی — اور اس زہد میں اس کو بسط حاصل نہ ہوا

لہ گیر بادشاہ مسخرے کے سر پر شطرنج کے مہرے مارتا تھا۔ درکنا تھا کہ لے یہ تیری شہ ہے۔ فلتہاں۔ دقیش۔ دستِ دیگر۔ دوسری بازی۔ عور۔ ننگا۔ وقت شہ۔ اب مسخرے کے لئے شہ کہنے کا وقت آگیا۔ برجہید۔ مسخرہ بھاگ کر ایک گوشہ میں چھ نمدے اپنے اوپر ڈال کر لیٹ گیا۔

لہ گفت شہ۔ بادشاہ نے دریافت کیا یہ کیا حرکت ہے۔ گفت۔ مسخرے نے کہا شہ شہ کہنے کے لئے نمدوں میں چھپ گیا ہوں۔ کے تواں۔ غصہ ور آدمی سے حق بات لحافوں میں گھس کر ہی کہی جاسکتی ہے اور زخم برداشت کرنے پڑتے ہیں۔

لہ چوں محلہ۔ امیر کے شور و غوغا اور زاہد کے کواڑوں پر لاتیں مارنے سے محلہ کے آدمی جمع ہوگئے.... مقدم۔ پیشرو۔ مغز۔ دماغ۔ زاہد کا دماغ خشک ہوگیا ہے ایک تو بڑھاپا پھر زہد جس نے اسکو مزید کمزور کر دیا اور پھر اس پر کشادگی یعنی بسط کی کیفیت طاری نہیں ہوئی ہے۔

رنج دیدہ گنج نادیدہ زیار — کارہا کردہ ندیدہ مزدِ کار

اُس نے تکلیف برداشت کی، یار کا خزانہ نہ دیکھا — کام کئے، کام کی مزدوری نہ دیکھی

یا نبود آں کارِ او را خود گہر — یا نیامد وقتِ پاداش از قدر

یا تو اُس کے کام میں خود جوہر نہ تھا — یا تقدیر (خداوندی) سے بدلے کا وقت نہیں آیا ہے

یا کہ بود آں سعی چوں سعیِ جہود — یا جزا وابستۂ میقات بود

یا اُس کی کوشش، یہود کی کوشش کی طرح تھی — یا بدلہ، وقتِ مقرر سے وابستہ تھا

مر ورا درد و مصیبت ایں بس ست — کاندریں وادیِ پُرخوں بیکس ست

اُس کے لئے یہ درد اور مصیبت کافی ہے — کہ وہ اس خونناک وادی میں بیکس ہے

چشم پُر درد و نشستہ او بہ کنج — رو ترش کردہ فروافگندہ لنج

آنکھ درد سے پُر ہے اور وہ گوشہ نشین ہے — منہ بنائے ہوئے ہے ہونٹ لٹکائے ہوئے ہے

نے یکے کحّال کو را غم خورد — نیش عقلے کو بکحلے پے برد

نہ کوئی آنکھوں کا معالج ہے کہ اُس کی فکر کرے — نہ اُس کو عقل ہے، کہ وہ سُرمہ کی تلاش کرے

اجتہادے میکند با وہم و ظن — کار در بوک ست تا نیکو شدن

وہم اور گمان کے ساتھ کوشش کر رہا ہے — معاملہ ٹھیک ہونے تک وہ وہم میں ہے

زاں رہش دور ست تا دیدارِ دوست — کہ نماندش مغز سر از عشق پوست

اسی لئے دوست کے دیدار تک کا راستہ اُنکے لئے دور ہے — کیونکہ چھلکے کے عشق سے اُنکے سر میں گودا نہیں رہا

ساعتے او با خدا اندر عتاب — کہ نصیبم رنج آمد زیں جناب

کسی وقت وہ خدا سے غصہ میں ہے — کہ اِس درگاہ سے مجھے غم کا حصہ ملا ہے

ساعتے با بختِ خود اندر جدال — کہ ہمہ پرّاں و ما بریدہ بال

کسی وقت اپنے مقدر سے لڑائی میں ہے — کہ سب پرواز میں ہیں اور ہم بال کٹے ہیں

ہر کہ محبوس ست اندر بو و رنگ — گرچہ در زہد ست باشد خوش تنگ

جو شخص بُو اور رنگ میں معتقد ہے — اگرچہ وہ زہد میں ہے، بہت تنگ ہوگا

تا بروں ناید ازیں تنگیں مناخ — کے شود خویش خوش و صدرش فراخ

جب تک وہ اِس تنگ پڑاؤ سے باہر نہ نکلے — اُس کی عادت بھلی اور اُس کا سینہ فراخ کب ہوگا؟

زاہداں را در خلا پیش از کشاد — تیغ و استرہ نشاید ہیچ داد

اسی لئے، زاہدوں کو بسط سے پہلے تنہائی میں — تلوار اور اُسترہ کبھی نہ دینا چاہئے

---

۱ رنج: جسنے تکلیفیں اُٹھائیں اور ابھی تک کچھ فیض نہ پایا ہے محنت کی ہے اور ابھی تک کوئی مزدوری نہیں ملی ہے۔ خود گہر یعنی اُس کی عبادت میں خلوص نہ تھا... یا نیامد: عبادت تو مقبول ہوئی ہے۔ وہ اجر کا وقت نہیں آیا ہے۔ سعیِ جہود: یہود کی عبادت بیکار ہے۔ مر ورا: اُس زاہد کو تو اپنی ہی مصیبتیں کافی ہیں آپ اور کیوں مصیبت میں ڈالتے ہیں۔ وادیِ پُرخوں: راہِ عشق۔

۲ چشم: وہ مایوسی کی حالت میں گوشہ نشین ہے۔ لنج: ہونٹ۔ کحّال: معالج چشم۔ بوک: بُوذکہ "ہوسکتا ہے کہ" یہ کسی معاملہ میں شک کی صورت میں کہا جاتا ہے۔ زاں رہ: جو کہ ابھی اُس کا اپنی ہستی سے تعلق ہے اسی لئے مشاہدہ کی منزل اُس سے دُور ہے۔ ساعتے: وہ کسی وقت تو خدا سے بھی لڑنے لگتا ہے۔

۳ ساعتے: کسی وقت خود اپنے آپ کو بُرا بھلا کہنے لگتا ہے۔ ہر کہ: جیسے خودی باقی ہے خواہ وہ زاہد ہی کیوں نہ ہو وہ تنگی میں رہتا ہے۔ تا بروں: جب تک خودی کے تنگ راستے کو نہ نکالے گا اُسکو بسط کی کیفیت حاصل نہ ہوگی۔ زاہداں: بسط کی کیفیت طاری ہونے سے پہلے قبض کی حالت میں بسا اوقات سالک خود کو ہلاک کر ڈالتا ہے لہٰذا اُسکو تنہائی میں کبھی تلوار اور اُسترہ نہ دینا چاہئے۔

کز ضجر[1] خود را بدرراند شکم — غصۂ آں بے مرادیہا و غم

کیونکہ تنگدلی کی وجہ سے وہ اپنا پیٹ پھاڑ دیگا — اُن ناکامیوں کے غصہ اور غم (سے)

بے مرادی ہای ایں دنیا خوش ست — با مرادی تند خوی و سرکش ست

اِس دنیا کی ناامیدیاں بھلی ہیں — مرادمندی، بدمزاج اور سرکش ہے

اندا ختن مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام خود را از کوہ حرا از

آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار میں تاخیر ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو حرا پہاڑ پر

وحشت و دیر نمودن دیدار و نمودن جبرئیل علیہ السلام

سے گرا دینے کا ارادہ کرنا اور جبرئیل علیہ السلام کا اپنے آپ کو اُن پر ظاہر

خود را بوے کہ میندازکہ ترا دولتہا و سعادتہا در پیش ست

کرنا کہ نہ گرائیے کیونکہ آپ کو دولتیں اور سعادتیں درپیش ہیں۔

مصطفیٰ را ہجر[2] چوں بفراختے — خویش را از کوہ می انداختے

حضرت مصطفیٰؐ پر جب فراق غلبہ پاتا — اپنے آپ کو پہاڑ سے گرانے کا ارادہ کرتے

تا بگفتے جبرئیلش ہیں مکن — کہ ترا بس دولت ست از امر کن

حتیٰ کہ اُن کو جبرئیلؑ کہتے خبردار! یہ نہ کیجئے — کیونکہ امر کن کی وجہ سے آپکے لئے بہت دولتیں ہیں

مصطفیٰ ساکن شدے زاندا ختن — باز ہجراں آوریدے تاختن

حضرت مصطفیٰؐ گرانے سے رک جاتے — پھر فراق حملہ کرتا

باز خود را سرنگوں از کوہ او — میفگندے از غم و اندوہ او

پھر خود کو وہ پہاڑ سے اوندھا — غم اور رنج کی وجہ سے گرانے کا ارادہ کرتے

باز خود پیدا شدے آں جبرئیل — کہ مکن ایں اے تو شاہے بے بدیل

پھر وہ جبرئیلؑ خود رونما ہوتے — کہ اے بے مثال شاہ! یہ نہ کیجئے

ہمچنیں[3] می بود تا کشف حجیب — تا بیابید آں گہر را او ز جیب

پردہ کھلنے تک یہی ہوتا رہتا — یہاں تک کہ انھوں نے جیب میں سے وہ موتی پایا

بہر ہر محنت چو خود را می کشند — اصل محنتہاست ایں چونش کشند

جبکہ ہر مصیبت کی وجہ سے اپنے آپکو مار ڈالتے ہیں — یہ مصیبتوں کی جڑ ہے اسکو کیسے برداشت کریں

از فدائی مردماں را حیرتیست — ہر یکے از ما فدائے سیرتیست

قربان ہونے پر لوگوں کو حیرت ہے — (حالانکہ) ہم میں سے ہر ایک ایک خصلت پر قربان ہے

[1] کز ضجر۔ قبض کی حالت میں اس قدر دل تنگ ہوتا ہے کہ اپنی نامرادی کے رنج میں سالک اپنے آپ کو ہلاک کر دیتا ہے۔ مُرادی۔ دنیا کی ناکامی انسان کے لئے بہتر ہے۔ بامراد، بدمزاج اور سرکش ہو جاتا ہے۔ اندا ختن آنحضورؐ سے جب وحی کا انقطاع ہوا تو قبض کی ایک کیفیت ہوئی آنحضورؐ نے کئی بار اپنے آپ کو پہاڑ پر سے گرا دینے کا ارادہ کیا حضرت جبرئیلؑ آکر تسلی دیتے تھے تب آپ کو سکون ہوتا تھا۔

[2] ہجر۔ یعنی قبض کی کیفیت جو مزید مشاہدہ نہ ہونے سے پیدا ہوئی تھی ورنہ ذاتِ اقدس کو ایک گونہ مشاہدہ ہر وقت حاصل تھا۔ امر کن۔ یعنی اللہ کے حکم سے۔ بے بدیل۔ بے نظیر

[3] ہمچنیں۔ آنحضورؐ پر جب تک مزید مشاہدہ کا پردہ نہ ہٹ جاتا اور گوہرِ مقصود جیب میں سے نہ پا لیتے یہی کیفیت رہتی۔ بہر ہر محنت۔ انسان دنیا کی مصیبت کی وجہ سے اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالتا ہے کہ قبض کی یہ کیفیت تو تمام مصائب کی جڑ ہے۔ از فدائی۔ انبیا اور بزرگ جو راہِ حق میں فدا ہوتے ہیں اُس پر لوگوں کو تعجب آتا ہے حالانکہ ہر انسان اُس سیرت پر جان دیتا ہے جو اُس کی ہے۔

اے[1] خنک آنکو فدا کرد ست تن — بہر آں کارَز د فدای آں شدن

وہ قابلِ مبارکباد ہے جس نے جسم کو قربان کر دیا — اس کام پر جو قربان ہو جانے کے لائق ہے

مردِ حق بارے فدای ایں فن ست — کاندرو صد زندگی در کشتن ست

بہرحال مردِ خدا اس فن پر قربان ہے — جس میں فنا ہو جانے میں سینکڑوں زندگیاں ہیں

عاشق و معشوق و عشقش بر دوام — در دو عالم بہرہ مند و نیکنام

عاشق اور معشوق اور اس کا عشق ہمیشہ — دونوں جہان میں نصیبہ ور اور نیکنام ہیں

در جہاں ہر کس فدای آں فنے ست — کاندراں رہ صرفِ عمر و کشتنے ست

دنیا میں ہر شخص اس فن پر قربان ہے — کہ اس راہ میں عمر کا خرچ ہونا اور جانا ہے

کشتنی اندر غروبی یا شروق — کہ نہ شائق ماند آنجا نے مشوق

غروبی یا شروق میں مر جانا (بجا ہے) — کیونکہ وہاں نہ عاشق رہتا ہے نہ معشوق

یا کرامی ارحموا اہل الہوی — شاہُمُ وردُ التوی بعد التوی

اے میرے مہربانو! اہلِ عشق پر رحم کرو — انکی حالت ہلاکت کے بعد ہلاکت کے گھاٹ پر اترنا ہے

عفو کن اے میر بر سختیِ او — در نگر در درد و بدبختیِ او

اے امیر! اس کی سختی کو معاف کر دے — اس کے درد اور بدبختی پر نظر کر

تا ز جرمت ہم خدا عفوے کند — زلتت را مغفرت در آگند

تاکہ خدا تیری خطا بھی معاف کر دے — تیری لغزش کو معافی سے بھر دے

تو ز غفلت[3] بس سبو بشکستۂ — بر امیدِ عفو دل در بستۂ

تو نے غفلت سے بہت سی ٹھلیاں توڑی ہیں — معافی کی امید سے دل وابستہ کیا ہے

عفو کن تا عفو یابی در جزا — می شگافد مو قدر اندر سزا

معاف کرتا کہ بدلے میں تو معافی حاصل کرے — تقدیر (خداوندی) سزا میں موشگافی کرتی ہے

موشگافانِ قدر را ہوش دار — قصۂ ما را تو نیکو گوش دار

قدرِ (خداوندی) کے نکتہ چینیوں کیلئے ہوش کر — تو ہمارے قصہ کو اچھی طرح سن لے

باز بشنو قصۂ میراں دگر — تا بیابی زیں حکایت صد خبر

پھر دوسرے امیروں کا قصہ سن لے — تاکہ تجھے اس قصہ سے سینکڑوں خبریں حاصل ہوں

---

[1] اے خنک۔ راہِ حق میں فدا ہو جانا قابلِ مبارکباد ہے یہ راہِ حق اس کے سزاوار ہے کہ محمد پر قربان ہو جانا چاہیئے... مردِ حق۔ اس راستہ پر قربان ہونے سے سینکڑوں زندگیاں حاصل ہوتی ہیں۔ معشوق یعنی حق تعالیٰ۔ در جہاں۔ دنیا میں ہر شخص کسی نہ کسی مشغلہ پر ایسا فریفتہ ہوتا ہے جس میں عمر صرف کر دیتا ہے اور اپنے آپ کو فنا کر دیتا ہے سب سے بہتر یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو غروبی یعنی ہجرِ حق میں فنا کر دے یا وصل میں فنا کر دے وصل میں فنا کر دیگا تو نہ پھر عاشق باقی ہے نہ معشوق یعنی ذاتِ باری معشوق کی حیثیت سے باقی نہ رہیگی ہجر ذاتِ حق باقی رہیگی۔ غروبی یعنی ہجر۔ شروق۔ یعنی حالتِ مشاہدہ۔

[2] اہلِ الہوی۔ محبت کرنے والے عاشق۔ شاہُمُ۔ عاشق پر محبت طاری رہتی ہے اور وہ ہر آن فنا ہوتا رہتا ہے... عفو کن۔ محلہ والوں نے زاہد پر غضبناک امیر سے کہا۔ در نگر۔ وہ خود بدبختی میں مبتلا ہے تو اگر اور کیا سزا دیتا ہے تا ز جرمت۔ حدیث شریف ہے اِرحَمُوا مَن فِی الاَرضِ یَرحَمکُم مَن فِی السَّمَاءِ۔ تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

[3] تو ز غفلت۔ یعنی تو نے بھی غفلت سے بہت سے قصور کئے ہیں۔ حتیٰ نگاہ فَمَن یَعمَل مِثقَالَ ذَرَّۃٍ خَیرًا یَرَہٗ

وَمَن یَعمَل مِثقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَرَہٗ یعنی جو ایک ذرہ خیر کرے گا اس کو دیکھے گا اور جو ایک ذرہ شر کریگا اس کو دیکھے گا۔ باز بشنو۔ دوسرے ظالم امیروں کے انجام کے قصے سن کر عبرت حاصل کرے۔

جواب گفتنِ امیر مر آں شفیعانِ زاہد را کہ گستاخی چرا کردو

میر کا اُن زاہد کے سفارشیوں کو جواب دینا کہ اُس نے گستاخی کیوں کی؟

سُبوی ما را چرا بشکست من دریں باب شفاعت قبول

اور ہماری ٹھلیا کیوں توڑی؟ میں اِس سلسلے میں سفارش قبول

نخواہم کرد کہ سوگند خوردہ ام کہ سزای اُو بدہم

نہ کروں گا کیوں کہ میں نے قسم کھائی ہے، کہ اُس کو سزا دوں گا

میر[1] گفت آں کیست تا سنگے زند — بر سُبوی ما سُبو را بشکند

میر نے کہا وہ کون ہوتا ہے، کہ پتھر مارے — ہماری ٹھلیا پر ٹھلیا کو پھوڑ دے؟

چوں گذر سازد ز کویم شیر نر — ترس ترساں بگذرد با صد حذر

جب میرے کوچہ سے نر شیر گذرتا ہے — سینکڑوں بچاؤ کے ساتھ ڈرتا ڈرتا گذرتا ہے

بلکہ بگذارد ز ہیبت پنجہ را — مور گردد پیشِ قہرم اژدہا

بلکہ خوف سے پنجہ کو چھوڑ بھاگتا ہے — اژدھا میرے غصہ کے سامنے چیونٹی بنجاتا ہے

بندۂ ما را چرا آزُرد دل — کرد ما را پیشِ مہماناں خجل

اُس نے ہمارے غلام کا دل کیوں دکھایا؟ — اُس نے ہمیں مہمانوں کے سامنے شرمندہ کیا

شربتِ[2] کاں بہ ز خونِ اُو ست ریخت — ایں زناں ہمچوں زناں از ما گریخت

وہ شراب جو اُس کے خون سے بہتر تھی اُس نے بہادی — اب عورتوں کی طرح ہم سے بھاگ گیا

لیک جاں از دستِ من اُو کے برد — گرچہ ہمچوں مُرغ بر بالا پرد

لیکن وہ میرے ہاتھ سے جان کب بچا سکے گا؟ — اگرچہ پرندے کی طرح اوپر کو اُڑ جائے

تیرِ قہرِ خویش بر پرّش زنم — پرّ و بالِ مُردہ ریگش بر کنم

میں اپنے قہر کا تیر اُس کے پروں پر ماروں گا — اُس کے ورثہ کے بال اور پر نوچ دوں گا

ور شود چوں ماہی اندر آب در — از نہیبِ من شود زیر و زبر

اگر وہ مچھلی کی طرح پانی میں گھس جائے — میرے خوف سے تہ و بالا ہو جائے گا

جاں[3] نخواہد بُرد از شمشیرِ من — ور کند صد حیلہ و تدبیر و فن

وہ میری تلوار سے جان نہ بچا سکے گا — خواہ سینکڑوں حیلے اور تدبیر اور فن کرلے

گر رود در سنگِ سخت از کوششم — از دلِ سنگش کنوں بیروں کشم

اگر وہ میری کوشش سے بچ کر سخت پتھر میں گھس جائے گا — اُس کو پتھر کے اندر سے باہر نکال لوں گا

---

[1] میر گفت۔ سفارشیوں کے جواب میں امیر نے کہا کہ اُس زاہد کی کیسے ہمت ہوئی کہ میری مشکی پھوڑی میری گلی سے نر شیر بھی گذرتا ہے تو ڈرتا ہوا گذرتا ہے بلکہ خوف سے اپنے پنجے چھوڑ بھاگتا ہے، میرے سامنے اژدھا بھی چیونٹی بن جاتا ہے۔ بندہ۔ اُس نے میرے غلام کو ستا یا مجھے مہمانوں کے سامنے شرمندہ کیا۔

[2] شربت۔ یہی قیمتی شراب بہادی جو اُسکے خون سے بھی زیادہ قیمت کی تھی اور اب ڈر کر عورتوں کی طرح گھر میں گھس گیا۔ لیک۔ لیکن یہ میرے ہاتھ سے بچ نہ سکیگا اگر یہ پرند بن کر اُڑ جائے گا تو بھی تیر چلا کر ہلاک کر دونگا۔ ور شود۔ اگر مچھلی بن کر پانی میں گھسے گا میرا قہر وہاں بھی اُس کو تہ و بالا کر دے گا۔

[3] جاں نخواہد۔ وہ خواہ کوئی تدبیر کرے مجھ سے جان نہ بچا سکے گا۔ گر رود۔ اگر وہ پتھر کے دل میں گھسے گا میں اُس کو وہاں سے بھی نکال لاؤں گا۔

مَن بَرانم بَر تنِ اُو ضَربتے — کہ بُود مَر دیگراں را عبرتے

میں اُس کے جسم پر ایسی ضرب لگاؤں گا — جو دوسروں کے لئے باعث عبرت ہوگی

کارِ اُو سالوس و زَرق و حیلت ست — لیک مقصودش بیانِ شہرت ست

اُس کا کام مکر اور فریب اور حیلہ ہے — لیکن اُس کا مقصد شہرت ظاہر کرنا ہے

با ہمہ سالوس و با ما نیز ہم — رادِ اُو و صد چو اُو ایں دَم دہم

سب کے ساتھ مکر اور ہمارے ساتھ بھی — میں اُس کا اور اُس جیسے سینکڑوں کا ابھی انصاف کرونگا

بر سَرش چنداں زنم گُرزِ گراں — کز تنش بیروں رَود جان و رَواں

بھاری گرز اُس کے سر پر اتنے ماروں گا — کہ اُس کے جسم سے روح اور جان باہر نکل پڑے

خشمِ خونخوارش شدہ بُد سَرکشے — از دہانش می بَرآمد آتشے

اُس (امیر) کا خونخوار غصہ بے قابو ہو گیا تھا — اُس کے مُنہ سے آگ نکل رہی تھی

دوم بار دست و پائے امیر را بوسہ دادن و لابہ کردنِ شفیعان و ہمسایگانِ زاہد

اُس زاہد کے پڑوسیوں اور سفارشیوں کا امیر کے ہاتھ پاؤں کو دوبارہ بوسہ دینا اور خوشامد کرنا

آں شفیعان از دَم و ہیہای اُو — چند بُوسیدند دست و پایِ اُو

اُن سفارشیوں نے اُسکے شور و غوغا اور دھمکے کی وجہ سے — اُس کے ہاتھ پاؤں بہت چومے

کاے امیر از تو نشاید کیں کشی — گر بُد بادہ تو بے بادہ خوشی

کہ اے امیر بدلہ لینا آپ کے مناسب نہیں ہے — اگر شراب باقی رہی تو آپ بغیر شراب کے اچھے ہیں

بادہ سرمایہ ز لُطفِ تو بَرد — لُطفِ آب از لُطفِ تو حسرت خورد

شراب آپکے سرور سے سرمایہ حاصل کرتی ہے — پانی کا لُطف آپ کے لُطف پر حسرت کرتا ہے

بادشاہی کُن بہ بخشش اے رحیم — اے کریم ابنُ الکریم ابنُ الکریم

اے رحم کرنیوالے! بادشاہی کر اُسکو بخش دے — اے داتا! داتا کے بیٹے، داتا کے پوتے

ہر شرابے بندۂ ایں قد و خد — جُملہ مستاں را بُود بر تو حسد

ہر شراب اِس قد اور رُخسار کی غلام ہے — تمام مستوں کو آپ پر حسد ہے

ہیچ محتاجِ مے گلگوں نہ — ترک کُن گلگونہ تو گلگونہ

تو کس گلگوں شراب کا محتاج نہیں ہے — تو گلگوں کو چھوڑ، تو خود گلگوں ہے

---

۱ ضربت۔ ضرب کا تو بُود۔ اُس کا پٹنا دیکھ کر دوسرے عبرت حاصل کریں گے اور اُن کو ایسی گستاخی کی جرأت نہ ہوگی۔ کارِ اُو۔ اُس زاہد کا کام مکاری اور حیلہ بازی ہے اور یہ طریقہ اُس نے بغرض شہرت کا تلاش کیا ہے۔ سب سے تو مکر کرتا تھا مجھ سے بھی اُس نے مکاری برتی اب اُس کو اور اُس جیسے سینکڑوں کو سزا دونگا۔ خشم۔ اُس امیر کو اِس قدر غصہ آ رہا تھا کہ اُس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔

۲ آں شفیعاں۔ سفارشیوں نے دوبارہ اُس امیر کے ہاتھ پاؤں خوب چومے۔ کیں کشی۔ بدلہ لینا۔ گر بُد۔ جب سے کہ اگر آپ کی شراب ضائع ہوگئی ہے تو کیا مضائقہ ہے، آپ بغیر شراب کے بھی خوب بھلے ہیں۔ بادہ۔ شراب تو آپ کے سرور سے نیضیاب ہے، اور پانی کی پاکیزگی آپ کی پاکیزگی کے سامنے ہیچ ہے۔

۳ ہر شرابے۔ آپ کا قد اور رُخسار بغیر شراب کے حسین اور خوبصورت ہے اور آپ میں بغیر شراب کے وہ مستی ہے کہ مست اُس پر حسد کرتے ہیں۔

۴ ہیچ۔ آپ کا رنگ خود گلگوں ہے آپ کو گلگوں شراب کی رنگ کی کیا ضرورت ہے۔

اے رُخِ چوں زُہرہ ات شمسُ الضحا — اے گدائے رنگِ تو گلگونہا

تیرا رُخ چاند جیسا رُخ دن چڑھے کا سورج ہے — گال تیرے رنگ کے بھکاری ہیں

بادہ کاندر خُم ہمی جوشد نہاں — ز اشتیاقِ رُوی تو جوشد چناں

چھپی ہوئی شراب جو مٹکے میں جوش مار رہی ہے — تیرے چہرے کے شوق میں اس طرح جوش مار رہی ہے

اے ہمہ دریا چہ خواہی کرد نم — وے ہمہ ہستی چہ می جوئی عدم

اے مجسم دریا! تو شبنم کا کیا کرے گا؟ — اے مجسم ہستی! تو عدم کا جویاں کیوں ہے؟

اے مہِ تاباں چہ خواہی گرد کرد — اے کہ خورد پیشِ رُویت رُوی زرد

اے چمکدار چاند! تو گرد کا کیا کرے گا؟ — اے وہ کہ تیرے چہرے کے سامنے سورج کا چہرہ زرد ہے

تو خوشی و خوب و کانِ ہر خوشی — تو چرا خود منّتِ بادہ کشی

تو بھلا ہے اور خوبصورت اور تو ہر بھلائی کی کان ہے — تو کیوں شراب کا احسان لیتا ہے؟

تاجِ کرّمنا ست بر فرقِ سرت — طوقِ اُعطینا ک آویزِ برت

تیرے سر پر "ہم نے مکرم بنایا" کا تاج ہے — ہم نے آپ کو دیا" کا ہار تیرے سینے کا آویزہ ہے

جوہرست انساں و چرخ اُو را عرض — جملہ فرع و سایہ اند و او غرض

انسان جوہر ہے اور آسمان اُس کا عرض ہے — سب سایہ اور فرع ہیں اور وہ مقصود ہے

اے غلامت عقل و تدبیرات و ہوش — چوں چنینی خویش را ارزاں فروش

اے وہ کہ عقل اور تدبیریں اور ہوش تیرے غلام ہیں — تو اپنے آپ کو اتنا سستا بیچنے والا کیوں ہے؟

خدمتت بر جملہ ہستی مُفترض — جوہرے چوں مُزد خواہد از عرض

تمام موجودات پر تیری خدمت فرض ہے — جوہر، عرض سے کیسے مزدوری چاہے گا؟

علم جوئی از کتبہا اے فسوس — ذوق جوئی تو ز حلوائے سبوس

ہائے افسوس تو کتابوں سے علم حاصل کرتا ہے — تو بھوسی کے حلوے سے لطف حاصل کرتا ہے

بحرِ علمی در نمے پنہاں شدہ — در سہ گز تن عالمے حیراں شدہ

تو قطرے میں چھپا ہوا علم کا سمندر ہے — تین گز کے جسم میں عالم حیران ہو گیا ہے

مے چہ باشد یا جماع و یا سماع — تا بجوئی زُو نشاط و انتفاع

شراب، یا جماع، یا سماع کیا ہوتا ہے؟ — کہ تو اُس سے نشاط اور نفع اندوزی چاہتا ہے

انسان کو علم لذتی حاصل کرنا چاہیے۔ حلوائے سبوس۔ یعنی گھٹیا چیز۔ بحرِ علمی۔ انسان علم کا سمندر ہے اُس کو معنی علوم میں غوطہ زن ہونا چاہیے۔ تن۔ نطفہ۔ در سہ۔ صوفیاء کے نزدیک انسان عالمِ کبیر ہے۔ مے چہ باشد۔ دنیا کی تین چیزیں ہیں۔ انتفاع۔ نفع حاصل کرنا۔

---

۱ اے۔ جبکہ آپ کا رُخ خود منور ہے اور گال آپ کے رنگ کا محتاج ہے تو آپ کو شراب درکار ہے۔ گال۔ بادہ۔ شراب میں جو جوش ہے وہ آپ کے چہرے کے شوق کی وجہ سے ہے۔ اے ہمہ۔ سمندر کو قطرے کی کیا ضرورت ہے۔ تو اے آپ مجسم وجود ہیں زاہد کو سدرم کر کے کیا کریں گے۔ تو خوشی۔ آپ خود مجسم خوشی ہیں شراب سے خوشی حاصل کر کے کیا کریں گے۔

۲ تاجِ کرّمنا۔ کائنات پر انسانی فضیلت کے بیان میں قرآن پاک میں ہے وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ "اور البتہ ہم نے آدم کی اولاد کو عزت بخشی ہے"۔ قرآن پاک میں ہے اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ "بیشک ہم نے آپ کو کوثر عطا کی ہے" اگرچہ یہ آنحضورؐ کی خصوصیت ہے لیکن یہ فضیلت آنحضورؐ کو انسان کامل ہونے کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے۔ برّ۔ سینہ، بغل۔ جوہرست۔ انسان بمنزلہ جوہر کے ہے اور تمام کائنات بمنزلہ عرض کے ہے قرآن پاک میں ہے خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا "جو کچھ زمین میں ہے وہ تمہارے لئے پیدا کیا گیا ہے"۔ چوں چنینی۔ جبکہ تو کے یہ فضا کا تو تو اس کو اپنے آپ کو رائیگاں نہ کرنا چاہیے۔

۳ خدمتت۔ کائنات انسان کی خدمتگار ہے۔ قلم۔

آفتاب[1] از ذرّہ کے شُد وام خواہ — زُہرہ از جمرہ کے شُد کام خواہ

سورج ذرّے سے قرض، کُتنے دن کب بنا ہے؟ — زُہرہ، انگارے سے کب مقصد کا خواہاں ہوا ہے؟

جان بے کیفے شُدہ محبوسِ کیف — آفتابے حبسِ عُقدہ اینت حیف

بے کیف جان، کیف میں مقید ہوگئی — سورج عُقدہ میں پھنس گیا، یہ افسوس ہے

باز جواب گفتنِ امیر مر شفیعاں را

امیر کا سفارشیوں کو پھر جواب دینا

گفت نے نے من حریفِ آں مَیم — من بذوقِ ایں خوشی قانع نیم

اُس نے کہا نہیں نہیں میں اُس کا دوست ہوں — میں اِس خوشی کے ذوق پر قانع نہیں ہوں

وارہیدہ از ہمہ خوف و اُمید — کژ ہمی گردم بہر سُو ہمچو بید

میں سب خوفوں اور امیدوں سے نجات پائے ہوئے ہوں — بید کی طرح ہر جانب کو جھومتا ہوں

من[2] چُناں خواہم کہ ہمچوں یاسمیں — کژ شوم گاہے چُناں گاہے چُنیں

میں ایسا چاہتا ہوں، کہ یاسمین کی طرح — جھومتا ہوں، کبھی یوں کبھی یوں

ہمچو شاخِ بید گرداں چپ و راست — کہ زبادش گونہ گونہ رقصہاست

بائیں اور دائیں جانب کو بید کی شاخ کی طرح جھومتا ہوں — جس کے ہوا کی وجہ سے طرح طرح کے رقص ہیں

آنکہ خُو کردست با شادیِ مے — ایں خوشی را کے پسند خواجہ کے

جس نے شراب (معرفت) کی خوشی کی عادت ڈال لی ہو — اِس خوشی کو کب پسند کرتا ہے، اے صاحب!

انبیا زاں زیں خوشی بیروں شُدند — کہ سرشتہ در خوشیِ حق بُدند

انبیاء اِس خوشی سے اسی لئے علیحدہ ہو گئے — کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی خوشی میں گندھے ہوئے تھے

زانکہ جاں شاں آں[3] خوشی را دیدہ بُود — ایں خوشیہا پیشِ شاں بازی نمُود

کیونکہ اُن کی جان نے اُس خوشی کو دیکھا ہے — یہ خوشیاں اُن کے لئے کھیل نظر آتی ہیں

ہر کہ را نورِ حقیقی رُو نمُود — کے شود قانع بتاریکی و دُود

جس کے لئے حقیقی نور نمودار ہو گیا ہو — وہ اندھیرے اور دھوئیں پر کب قناعت کرتا ہے؟

وانکہ در جوع اُو طعامِ اللہ خورد — کے زنان و شوربا حسرت بَرد

اور جو شخص بھوک میں خدا کا کھانا کھائے — وہ روٹی اور شوربے کی تمنا کب کرتا ہے؟

وانکہ باشد خفتہ اندر گُلستاں — میلِ گلخن کے کند چوں ابلہاں

اور جو شخص گلستاں میں سویا ہوا ہو — وہ بیوقوفوں کی طرح بھٹی کی خواہش کب کرتا ہے؟

---

[1] آفتاب۔ انسان آفتاب ہے اور کائنات ذرات ہے۔ زُہرہ۔ یہ ستارہ خود چمک دار ہے۔ جاں۔ روح مجرد وہ کم اور کیف سے نشہ ہے۔ عُقدہ۔ وہ بیج جس میں بیج کر سورج گہن میں آجاتا ہے۔ گفت۔ امیر نے کہا میں اُس شراب کا دوست نہیں ہوں بلکہ میں شرابِ معرفت کا دوست ہوں۔ بید۔ بید کا درخت پابند نہیں ہے ہر طرف کو جھومتا ہے

[2] من چناں۔ میں ہر طرح سے آزاد ہوں۔ آنکہ۔ جس کو معنوی شراب حاصل ہو گئی وہ اس شراب سے مستی کیوں حاصل کریگا۔ انبیا۔ انبیاء کو معنوی شراب حاصل ہے اُن کی فطرت میں اللہ سے محبت کرنا ہے۔

[3] آں خوشی۔ اللہ کی خوشی۔ ایں خوشیہا۔ ظاہری خوشیاں۔ ہر کہ۔ حقیقی نور کے بالمقابل ہر چیز تاریک ہے۔ وانکہ۔ حدیث شریف ہے۔ جُوعُ طَعَامُ اللّٰہِ یُرزَقُ بِہِ الصَّادِقِیْن "بھوک اللہ کا کھانا ہے جس کے ذریعہ سچوں کو رزق دیا جاتا ہے"۔ گلستان۔ اللہ کی خوشی۔ گلخن۔ یعنی یعنی ظاہری خوشی۔

چوں[1] کند مستسقی از آب اجتناب — چوں کند مخمور دوری از شراب

استسقا کا مریض پانی سے کیسے پرہیز کرے؟ — شرابی، شراب سے کیسے دور ہو؟

سیر نبود ہیچ عاشق از حبیب — صبر نکند ہیچ رنجور از طبیب

عاشق، معشوق سے کبھی سیر نہیں ہوتا ہے — کوئی بیمار، طبیب سے صبر نہیں کرتا ہے

بابت[2] زندہ کسے چوں گشت یار — مردہ را چوں در کشد اندر کنار

جو شخص زندہ معشوق کا دوست ہو گیا ہو — وہ مردے سے بغل گیر کب ہوگا؟

مردہ را کس در کنار آرد مگر — کو ندارد در جہاں از دل خبر

ہاں مردے کو وہ بغل میں لے گا — جس کو دنیا میں دل کا پتہ نہ چلے

تفسیر اس آیہ کہ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ

اس آیت کی تفسیر کر۔ اور بیشک آخرت کا گھر ہی زندہ ہے کاش وہ جان لیتے۔

کہ در و دیوار و عرصۂ آں عالم و آب و کوزہ و میوہ و درخت

کیونکہ اُس عالم کے در اور دیوار اور صحن اور پانی اور پیالہ اور پھل اور درخت

ہمہ زندہ اند و سخن گو و سخن شنو جہت آں فرمودہ مصطفیٰ

سب زندہ ہیں اور بات کرنے والے اور بات سننے والے، اسی لئے حضرت مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم کہ اَلدُّنْيَا جِيْفَةٌ وَطَالِبُهَا كِلَابٌ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا مردار ہے اور اس کے طلبگار کتے ہیں

اگر آخرت را حیات نبودے آخرت ہم جیفہ بودے جیفہ

اگر آخرت کے لئے زندگی نہ ہوتی آخرت بھی مردار ہوتی، مردار کو

را از برائے مردگیش[3] جیفہ گویند نہ برائے بوی زشت

اس کے مردہ ہونے کی وجہ سے مردار کہتے ہیں، نہ کہ بدبو کی وجہ سے

آں جہاں چوں ذرہ ذرہ زندہ اند — نکتہ دانند و سخن گویندہ اند

جبکہ اُس جہان کا ذرہ ذرہ زندہ ہے — وہ نکتہ کو سمجھنے والے اور بات کرنے والے ہیں

در جہان مردہ شاں آرام نیست — کایں علف جز لائق انعام نیست

مردہ جہاں میں اُن کو راحت نہیں ہے — کیونکہ یہ چارہ چوپایوں ہی کے لائق ہے

ہر کرا گلشن بود بزم و وطن — کے خورد او بادہ اندر گولخن

جس شخص کی مجلس اور وطن چمن ہو — وہ بھلا میں شراب کب پیئے گا؟

[1] چوں کند جس طرح استسقا کا مریض پانی سے سیر نہیں ہوتا اور شرابی شراب سے کنارہ کش نہیں ہوتا یہی حال فرطِ عشق کے عاشق کا ہے۔

[2] بابت زندہ یعنی عالمِ آخرت کا عاشق۔ کرہ یعنی یہ دنیا۔ کنار۔ بغل۔ تفسیر۔ اس آیت میں عالمِ آخرت کی زندگی اور دنیا کی مردگی بتائی ہے۔

[3] جیفہ۔ مردار۔ شاں۔ یعنی اہلِ آخرت۔ علف۔ حیوانات۔ چارہ۔ انعام۔ چوپائے۔ گولخن۔ بھٹی۔

جایِ رُوحِ پاک علیّین[1] بُوَد — جایِ رُوحِ ہر نجس سجّین بُوَد
پاک روح کا مقام علیّین ہے — ہر ناپاک روح کا مقام سجّین ہے

جایِ بُلبل گلبن و نسریں بُوَد — کِرم باشد کش وطن سرگیں بُوَد
بلبل کا مقام، بوٹا اور نسرین ہے — کیڑا ہوتا ہے، جس کا وطن گوبر ہوتا ہے

بہرِ مخمورِ خدا جامِ طہور — بہرِ ایں مُرغانِ کور ایں آبِ شور
خدا کے مست کے لئے (شراب) طہور کا جام ہے — ان اندھے پرندوں کے لئے کھاری پانی ہے

ہر کرا عدلِ عمرؓ ننمود دست — پیشِ اُو حجّاجِ خونی عادل ست
جس کے لئے عمرؓ کا انصاف نمودار نہ ہوا — اُس کے لئے خونی حجاج منصف ہے

دُختراں را لُعبتِ مُردہ دہند — کہ زلعبِ زندگاں بے آگہند
لڑکیوں کو مُردہ گڑیاں دیتے ہیں — کیونکہ وہ زندوں کے کھیل سے واقف نہیں ہیں

چوں ندارند از فتوّت زور دست — کودکاں را تیغ چوبیں بہتر ست
جبکہ جوانی کی قوت، بازو نہیں رکھتے ہیں — بچوں کے لئے لکڑی کی تلوار بہتر ہے

کافراں قانع بہ نقشِ انبیا — کہ نگاریدہ ست اندر دیرہا
کافر انبیاء کی تصویروں پر قانع ہیں — جو کہ انھوں نے گرجاگھروں میں جا رکھی ہیں

واں[2] جہاں ما را چو روز روشنے ست — ہیچ ماں پروایِ نقش و سایہ نیست
وہ جہان ہمارے لئے روشن دن کی طرح ہے — ہمیں تصویر اور سایہ کی کچھ پروا نہیں ہے

واں یکے نقش نشستہ در جہاں — واں دگر نقش چو مہ بر آسماں
اُن کا ایک نقش دنیا میں بیٹھا ہوا ہے — اور اُن کا دوسرا نقش چاند کی طرح آسمان پر ہے

ایں دہانش نکتہ گویاں با جلیس — واں دگر با حق بگفتار و انیس
اُن کا یہ منہ، ہم نشین سے نکتے کہتا ہے — اور وہ دوسرا اللہ (تعالیٰ) کا ہمکلام اور دوست ہے

گوشِ[3] ظاہر ضبطِ ایں افسانہ کُن — گوشِ جانش جاذبِ اسرار کُن
ظاہری کان اس افسانے کو سننے والا ہے — اُنکی جان کا کان اُن کے رازوں کو جذب کرنے والا ہے

چشمِ ظاہر ضابطِ حلیہ بشر — چشمِ سرِّ حیران مازاغ البصر
ظاہری آنکھ انسان کے حلیے کو محفوظ رکھنے والی ہے — باطنی آنکھ "مازاغ البصر" میں حیران ہے

دستِ ظاہر میکند داد و ستد — دستِ باطن بر درِ فردِ صمد
ظاہری ہاتھ لین دین کرتا رہتا ہے — باطنی ہاتھ یکتا بے نیاز کے در پر ہے

[1] علیّین: جنت کا اعلیٰ مقام ہے، سجّین: جہنم کا بُرا مقام ہے۔ کرم: کیڑا۔ سرگین: گوبر۔ طہور: جو خدا کے مست ہیں وہ شراب طہور پیتے ہیں۔ مُرغانِ کور: دنیا دار۔ حجّاج: یعنی یوسف ثقفی کا بیٹا۔ لُعبت: کھلونا گڑیا۔ لعبِ زندگاں: یعنی شادی بیاہ۔ فتوّت: جوانی۔ نقش: یعنی بُت، تصویر

[2] واں جہاں: یعنی کہ ہمارے لئے عالمِ آخرت روزِ روشن کی طرح ہے لہٰذا ہمیں تصاویر کی کوئی پروا نہیں ہے۔ نقش و سایہ: تصویر نقش سے درمکس سے بنتی ہے۔ یکے نقش: انبیا کا ایک نقش دنیا میں ہوتا ہے اور ایک نقش عالمِ بالا پر ہوتا ہے۔ ایں دہاں: ظاہری نقش کے اعضا دنیا کے کاموں میں ہوتے ہیں اور دوسرے اعضا حقِ حق کے ساتھ مصروف رہتے ہیں۔

[3] گوشِ ظاہر: ظاہری کان انسانوں کی باتیں سنتا ہے، باطنی کان اللہ تعالیٰ کے اسرار سنتا ہے۔ چشمِ ظاہر: ظاہری آنکھوں سے انسانوں کے حلیے دیکھتے ہیں۔ مازاغ البصر: حضور کے بارے میں ہے کہ انکی آنکھ نے کبھی برقی درخشش کی طرح دیکھا یعنی دیدارِ شاہد میں حیران رہتے ہیں۔

پایِ ظاہر در صفِ مسجد صواف[1] — پایِ معنیٰ فوقِ گردوں در طواف

ظاہری پاؤں مسجد کی صف میں صف باندھنے والوں میں ہے — باطنی پاؤں آسمان پر طواف میں ہے

جزو جزوش را تو بشمر ہمچنیں — ایں درونِ وقت و آں بیرونِ حیں

تو اُس کے جزو جزو کو اسی طرح گن لے — یہ زمانہ کے اندر ہے اور وہ وقت سے باہر ہے

اینکہ در وقتست باشد تا اجل — واں دگر یارِ ابد قرنِ ازل

یہ جو وقت میں ہے موت تک ہے — اور وہ دوسرا ابد کا یار، ازل کا ساتھی ہے

ہست[2] یک نامش ولی الدولتین — واں دگر نامش امامُ القبلتین

اُس کا ایک نام "دونوں دولتوں کا والی" ہے — اور اُس کا دوسرا نام "دونوں قبلوں کا امام" ہے

خلوت و چلّہ برو لازم نماند — ہیچ غیمے مر ورا غائم نماند

تنہائی اور چلّہ کشی، اُس کے لئے ضروری نہ رہی — کوئی ابر اُس پر چھانے والا نہ رہا

قرصِ خورشیدست خلوت خانہ اش — کے حجاب آرد شبِ بیگانہ اش

اُس کا تنہائی کا گھر، سورج کی ٹکیا ہے — اجنبی رات اس کے لئے کب پردہ ڈال سکتی ہے!

عِلّت[3] و پرہیز شد بحراں نماند — کفر او ایماں شد و کفراں نماند

بیماری اور پرہیز ختم ہو گیا، بحرانی نہ رہا — اُس کا کفر، ایمان بن گیا، ناشکری نہ رہی

چوں الف از استقامت شد بہ پیش — اُو ندارد ہیچ از اوصافِ خویش

الف کی طرح راستی سے وہ پیشی میں پہنچ گیا — اُس کا اب کوئی اپنا وصف نہ رہا

گشت فرد از کسوتِ خوہائے خویش — شد برہنہ جاں بجاں افزائے خویش

وہ اپنی عادتوں کے لباس سے برہنہ ہو گیا — ننگی جان کیسا تھا اپنی جان بڑھانے کیلئے روانہ ہو گیا

چوں برہنہ رفت پیشِ شاہ فرد — شاہش از اوصافِ قدسی جامہ کرد

جب یکتا شاہ کے پاس، وہ ننگا پہنچا — شاہ نے اُس کو قدسی اوصاف کا لباس پہنا دیا

خلعتے پوشید از اوصافِ شاہ — بر پرید از چاہ تا ایوانِ جاہ

اُس نے شاہ کے اوصاف کا لباس پہن لیا — کنوئیں سے رُتبہ کے محل پر اُڑ کر چلا گیا

اینچنیں باشد چو در دے صاف گشت — از بُنِ طشت آمد او بالائے طشت

یہی ہوتا ہے، جب تلچھٹ صاف ہو جاتی ہے — طشت کی تلی سے طشت کے اوپر آ جاتی ہے

لہٰذا اُس کے مراتب بہت بلند ہو گئے۔ ایں چنیں۔ جب تلچھٹ صاف ہو جاتی ہے طشت کے بالائی حصہ میں آ جاتی ہے۔

---

[1] صواف۔ صف بندی کرنیوالے۔ ایں۔ یعنی جسم ظاہری زمان و مکان کا پابند ہے۔ وآں۔ یعنی جسم ملکوتی زمان اور مکان سے پاک ہے۔ اجل۔ یعنی جسم عنصری۔ ابد۔ موت۔ قرن۔ قرین ساتھی یعنی جسم ملکوتی ابدی اور ازلی ہے۔

[2] ہست۔ جس طرح اُس کے دو جسم ہیں اسی طرح نام بھی دو ہیں۔ ولی الدولتین۔ دنیا اور آخرت کے سلطنت کا والی۔ امام القبلتین۔ یعنی بیت اللہ اور بیت المقدس کا امام۔ خلوت۔ اب اُس کو نہ تنہائی کی ضرورت ہے نہ چلّہ کشی کی وہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے جو اُس کے لئے حجاب نہیں بن سکتی۔ شبِ بیگانہ۔ یعنی اُس کے لئے ہر وقت دن ہے رات کی تاریکی اُس کے لئے حجاب نہیں ہے۔

[3] علت۔ یعنی نہ اُس میں مرض ہے نہ پرہیز کی ضرورت ہے۔ بحرانی مرض کی شدت پیشی۔ درگاہ اُلوہیت۔ گشت۔ وہ اپنے اوصاف بشری سے برہنہ ہو کر بارگاہ خداوندی میں پہنچا تو حضرت حق تعالیٰ نے اپنے اوصاف کا جامہ اُس کو پہنا دیا۔ اب وہ خدائی اخلاق والا ہے۔ خلعتے۔ اب چونکہ وہ اوصاف خداوندی سے متصف ہے

[1] دُرِّ بن طشت ارچہ بُود اُو دردناک — شومیِ آمیزشِ اجزایِ خاک

طشت کی تلی میں وہ درد ہند کیوں تھی ؟ — خاک کے اجزا کی آمیزش کی بدبختی (کی وجہ) ہے

یارِ ناخوش پَر و بالش بستہ بُود — ورنہ اُو در اصل بس برجستہ بُود

بُرے دوست نے اس کے پَر و بال باندھ دیئے تھے — ورنہ وہ اصل میں بہت تیز تھی

چوں عتابِ اِهْبِطُوا انگیختند — ہمچو ہاروتش نگوں آویختند

جب انھوں نے "نیچے اُترو" کا عتاب برپا کیا — اُس کو ہاروت کی طرح اُلٹا لٹکا دیا

[2] بُود ہاروت از ملائک بیگماں — از عتابے شُد مُعلّق ہمچناں

ہاروت یقیناً فرشتوں میں سے تھا — وہ عتاب کی وجہ سے اس طرح لٹکا دیا گیا

سرنگوں زاں شُد کہ از سر دور ماند — خویش را سر ساخت تنہا پیش راند

وہ اوندھا اس لئے ہوا کیونکہ وہ اصل سے دور ہو گیا — اُس نے اپنے آپ کو سر بنایا، تنہا آگے چلدیا

آں سبد خود را چو پُر از آب دید — کرد استغنا و از دریا بُرید

ٹوکری نے جب اپنے آپ کو پانی سے بھرا دیکھا — اُس نے بے نیازی برتی اور دریا سے جُدا ہو گئی

در جگر چوں قطرۂ آبش نماند — بحرِ رحمت کرد اُورا باز خواند

جب اُس کے جگر میں پانی کا ایک قطرہ نہ رہا — سمندر نے رحم کیا، اُس کو واپس بُلا لیا

رحمتِ بے عِلّتے بے خدمتے — آید از دریا مبارک ساعتے

بغیر سبب، بغیر تکلیف کے رحمت — دریا سے مبارک وقت میں آتی ہے

[3] اللہ اللہ گرد دریا باز گرد — گرچہ باشند اہلِ دریا بار زرد

خدا کے لئے، دریا کی جانب واپس ہو — اگرچہ دریا والے زرد ہوں

تا کہ آید لُطفِ بخشایش گری — سُرخ گردد رُوی زرد از گوہری

حتیٰ کہ بخشش کی مہربانی آ پہنچے — جوہر پن سے زرد چہرہ سُرخ ہو جائے

زردیِ رُو بہترینِ رنگہاست — زانکہ اندر انتظارِ آں لقاست

چہرے کی زردی رنگوں میں سب سے بہتر ہے — کیونکہ وہ اُس ملاقات کے انتظار میں ہے

لیک سُرخی بر رُخے کاں لامعست — بہرِ آں آمد کہ جانش قانعست

لیکن اُس چہرے پر سرخی جو چمکدار ہے — اس لئے آئی ہے کہ اُس کی جان قانع ہے

---

[1] دُرِّ بن طشت: طشت کی تلی میں اُس وقت تک ہے جب تک کہ اُس میں خاک کی آمیزش ہے۔ روح جب جسمانی عوارض سے پاک ہو جاتی ہے عالمِ بالا میں پہنچ جاتی ہے یا آبِ حیات۔ جسمانی علائق نے اُس روح کو روک رکھا تھا ورنہ وہ پرواز میں چالاک ہے۔ چوں عتاب: حضرت آدمؑ کو نیچے اُترنے کا حکم شدہ کھا لینے کی وجہ سے وہ اسی نے روح کو جسم کے کنویں میں اوندھا کر دیا گیا۔

[2] بُود ہاروت: ہاروت دانگر میں سے تھا، اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کی وجہ سے وہ کنویں میں لٹکا دیا گیا۔ سرنگوں: وہ اس لئے سرنگوں ہوا کہ اُس نے سرکشی کی اور اصل سے دور ہوا۔ آں سبد: ٹوکری جو دریا میں ہے اپنے پانی پر گھمنڈ کر کے دریا سے دور ہوئی تو پانی سے خالی ہو گئی اُس پر سمندر نے رحم کیا اور اُس کو واپس بُلا لیا۔ روح کو جب وقتِ انتظار بدرجۂ اتم محسوس ہوئی، وہ فنا ہو کر ختم ہوا تو بغیر سبب اور بغیر محنت کے دریائے وحدت کی رحمت پہنچی، اور اُس کو واپس بُلا لیا۔

[3] اللہ اللہ: انسان کو قربِ الٰہی کی جستجو کرنی چاہیئے۔ اہلِ دریا: یعنی اہلِ اللہ۔ بار: کثرت کے لئے ہے جس طرح رنگِ بار رو بار۔ سُرخ: وہ چہرہ جو غم و اندوہ سے زرد ہے اُس میں جوہر پیدا ہو جائے گا، وہ سُرخ رو ہو جائے گا۔ زردی: اہلِ اللہ کا چہرہ زرد، اللہ کی ملاقات کے انتظار کی وجہ سے ہوتا ہے۔ لیک سُرخی: جو ایک مقام پر جا کر ٹھہر جاتا ہے اُس کا چہرہ سُرخ ہوتا ہے۔

کہ[1] طمع لاغر کند زرد و ذلیل — نے زرد و علت آید آں علیل

کیونکہ لالچ کمزور، زرد اور ذلیل کرتا ہے — وہ درد اور بیماری کا مریض نہیں ہوتا ہے

چوں بہ بیند روی زرد بے سقم — خیرہ گردد عقلِ جالینوس ہم

جب بغیر بیماری کا زرد چہرہ دیکھتی ہے — جالینوس کی عقل بھی حیران ہوجاتی ہے

چوں طمع بستی تو در انوارِ ہو — مصطفےٰ گوید کہ ذلت نفسہٗ

جب تو نے اللہ تعالےٰ کے انوار سے طمع وابستہ کردی — مصطفےٰ فرماتے ہیں کہ اُس کا نفس ذلیل ہوگیا

نورِ بے سایہ لطیف و عالیست — آں مشبک سایۂ غربالیست

بے سایہ نور، پاکیزہ اور بلند ہے — جالیدار سایہ، چھلنی والا ہے

عاشقاں[2] عریاں ہمی خواہند تن — پیشِ عنیناں چہ جامہ چہ بدن

عاشق ننگے بدن کے خواہاں ہیں — نامردوں کے لئے کیا کپڑا، کیا بدن؟

روزہ داراں را بود آں نان و خواں — خرمگس را چہ باچہ دیگ داں

روزہ داروں اور خوان، روزہ دار کے لئے ہے — بڑی مکھی کے لئے کیا شوربا، کیا چولھا؟

دیگر بار استدعای شاہ از ایاز کہ تاویلِ کارِ خود بگو و مشکلِ منکراں وطاعناں را حل کن کہ ایشاں را در التباس ہا کردن مروت نیست

شاہ کا ایاز سے دوبارہ کہنا کہ اپنے کام کا مطلب بتا اور منکروں اور معترضوں کی مشکل کو حل کردے، کیوں کہ ان کو شبہ میں مبتلا چھوڑ دینا مروت نہیں ہے

ایں سخن از حد و اندازست بیش — اے ایاز اکنوں بگو احوالِ خویش

یہ بات حد اور اندازہ سے زیادہ ہے — اے ایاز! اب تو اپنے احوال بتا

ہیں بگو احوالِ[3] خود را اے ایاز — گرچہ تصویرِ حکایت شد دراز

ہاں اے ایاز! اپنے احوال بتا — اگرچہ حکایت کا نقشہ دراز ہوگیا ہے

ہست احوالِ تو از کانِ نوی — تو بدیں احوال کے راضی شوی

تیرے احوال، نئی کان کے ہیں — تو ان احوال پر کب راضی ہوتا ہے؟

ہیں حکایت کن ازاں احوالِ خوش — خاک بر احوالِ درسِ پنج و شش

ہاں اپنے اچھے احوال بیان کر — پانچ چھ کے سبق کے احوال پر خاک پڑے

---

[1] طمع جو مزید دولت کے لالچ میں رہتے ہیں وہ لاغر اور زرد رُو رہتے ہیں۔ نے زرد رو۔ اہل اللہ کے چہرے کی زردی، درد اور بیماری کی وجہ سے نہیں ہوتی ہے چوں بہ بیند۔ اہل اللہ کے چہروں کی زردی جبکہ کسی بیماری کی وجہ سے نہیں ہے تو اطباء ظاہری اُس سے حیران ہوتے ہیں۔ چوں طمع۔ جب سالک اللہ تعالےٰ کے انوار سے اپنی طمع وابستہ کردیتا ہے تو اسکے نفس کو ذلت حاصل ہوتی ہے۔ نورِ بے سایہ جب بشری صفات بالکل فنا ہوجاتی ہیں تو سالک کو نورِ بے سایہ حاصل ہوجاتا ہے اور اگر صفاتِ بشری کچھ باقی رہتی ہیں تو نورِ بے سایہ حاصل نہیں ہوتا ہے بلکہ ایسا نور حاصل ہوتا ہے جیسے کہ چھلنی میں سے گذر کر نور آئے اُس میں کچھ نور ہوگا کچھ سایہ ہوگا۔

[2] عاشقاں۔ جو عاشق ہیں وہ بالکل بشری صفات سے عاری ہونا چاہتے ہیں نامرد کو اِس کی کوئی پروا نہیں ہوتی روزہ دار۔ جو مجاہدے کرتے ہیں وہ بشری صفات سے خالی ہوجاتے ہیں تو یہ خوانِ نعمت اُن روزہ داروں کیلئے ہے دنیادار جو بڑی مکھی جیسے ہیں اُنکے لئے شوربا اور چولہا یکساں ہے وہ انہی کو چاٹتے ہیں۔ تاویل۔ مصداق۔ ایں سخن۔ یعنی محبوب کی باتیں۔

[3] احوال۔ وہ کیفیات جو سالک پر طاری ہوتی ہیں۔ کانِ نوی۔ تیرے اوپر نئے نئے احوال طاری ہوتے ہیں۔ بدیں احوال۔ یعنی جو کیفیات سے حاصل ہوچکی ہیں۔ ہیں۔ اپنی اچھی کیفیات کی بات۔ خاک۔ شش جہات اور پنج حواس کی باتوں پر خاک ڈال۔

حالِ باطن[1] گر نمی آید بگفت — حالِ ظاہر گویمت در طاق و جُفت

باطن کا حال اگر کہنے میں نہیں آسکتا — میں تجھ سے طاق اور جفت میں ظاہر کا حال بیان کرتا ہوں

کہ ز لُطفِ یار تلخیہای مات — گشت بر جاں خوشتر از قند و نبات

کیونکہ شکست کی تلخیاں یار کی مہربانی سے — جان کیلئے قند و شکر سے زیادہ اچھی ہوگئی ہیں

زاں نبات ار گرد در دریا رود — تلخیِ دریا ہمہ شیریں شود

اگر اُس شکر کی گرد بھی سمندر میں پہنچ جائے — سمندر کا کھارا پن سب میٹھا ہو جائے

صد ہزار احوالِ عالم ایں چنیں — باز سُوی غیب رفتند اے امیں

اسی طرح، عالم کے لاکھوں احوال — اے امانتدار! پھر غیب کی جانب چلے گئے

حالِ[2] ہر روزے بہ دی مانند نے — ہمچو جو اندر رَوِش کش بند نے

ہر روز کا حال کل کی مانند نہیں ہے — جیسے کہ جاری ہونے میں وہ نہر جس پر کوئی بند نہیں ہے

شادیِ ہر روز از نوعِ دگر — فکرتِ ہر روز را دیگر اثر

ہر روز کی خوشی ایک دوسری قسم کی ہے — ہر روز کے فکر کا اثر دوسرا ہے

تمثیلِ تنِ آدمی بمہمانخانہ و اندیشہائے مختلف ہمچوں مہماناں و عارفِ صابر دراں اندیشہا چوں مردِ مہماں دوست غریب نوازِ از خلیل وار

آدمی کے جسم کی مثال مہمان خانہ سے ہے اور مختلف فکریں مہمانوں کی طرح ہیں اور عارف، صابر اُن فکروں کے معاملہ میں مہمان دوست غریب نواز ابراہیم خلیل اللہ کیطرح ہے

بست مہمانخانہ ایں تنِ ایجواں — ہر صباحے ضیفِ نو آید دواں

اے جوانی! یہ جسم مہمان خانہ ہے — ہر صبح کو نیا مہمان دوڑتا آتا ہے

نے غلط گفتم کہ آید دمبدم — ضیفِ تازہ فکرتِ شادی و غم

نہیں میں نے غلط کہا، لمحہ بہ لمحہ آتا ہے — خوشی اور رنج کے فکر کا نیا مہمان

میزبانِ تازہ رُو شوائے خلیل — در مبند و منتظر شو در سبیل

اے خلیل! خندہ پیشانی والا میزبان بن — دروازہ بند نہ کر اور راستہ میں منتظر رہ

ہر چہ آید از جہانِ غیب وش — در دلت ضیفست اُو را دار خوش

غیب جیسے جہان سے جو آئے — وہ تیرے دل میں مہمان ہے اُسکو خوش رکھ۔

[1] حالِ باطن۔ ایاز نے کہا اگر باطنی احوال ناقابلِ بیان ہیں تو ظاہری احوال خاص اور تشبیہات کیساتھ سنائے دیتا ہوں۔ طاق۔ یعنی خاص حال۔ جفت۔ یعنی تشبیہات کے ساتھ حال سنانا۔ کہ ز لطف۔ اگر یار کی مہربانی ہو تو امتحان کی تلخیاں خوشگوار ہو جاتی ہیں زاں۔ اُن تلخیوں میں اسقدر شیرینی ہوتی ہے کہ اگر اُسکا ایک قطرہ سمندر میں گر جائے تو سمندر کا کھارا پن ختم ہو جائے۔ صد ہزاراں۔ احوال کا بقا نہیں ہے وہ طاری ہوتے ہیں اور پھر عالمِ غیب کیطرف چلے جاتے ہیں۔

[2] حال۔ ہر روز کا حال کل کو معدوم ہو جاتا ہے اور دوسرا حال آجاتا ہے جسطرح نہر کا پانی گذرتا رہتا ہے اور اُس کی جگہ نیا پانی بہتا رہتا ہے۔ شادی۔ ہر روز ایک نئی خوشی حاصل ہوتی ہے اور ہر روز کے فکر کا نیا اثر ہوتا ہے۔ تمثیل۔ جو عارف صابر ہیں وہ اپنے احوال کو اسی طرح نوازتے ہیں جس طرح کوئی مسافر مہمان کو نوازتا ہے۔

[3] ہر صباحے۔ جب انسان صبح کو سو کر اٹھتا ہے تو اُس کے ذہن میں ایک نیا خیال آتا ہے نے غلط۔ میں نے یہ غلط کہا کہ صبح کو خیال مہمان بنکر آتا ہے صحیح بات یہ ہے کہ صبح ہی کو نہیں بلکہ ہر وقت خوشی و غم کا خیال انسان کے ذہن میں آتا رہتا ہے۔

[4] خلیل۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو مہمان نواز مشہور ہے۔ ترجمہ جو خیال بھی دل میں آئے اُس کو مہمان تصور کرکے اُس کی خاطر تواضع کرنی چاہئے۔

هین[1] مگو کیں ماند اندر گردنم — کو ہم اکنوں باز پرّد در عدم

خبردار! نہ کہہ کہ یہ میرے گلے کا ہار بن گیا — کیونکہ وہ کبھی اب عدم کی جانب پرواز کر جائیگا

حکایت آں مہمان و زن خداوند خانہ کہ آہ باراں گرفت و مہمان در گردن ما ماند

مہمان اور گھر کے مالک کی بیوی کی حکایت، کہ بارش جم گئی اور مہمان ہماری گردن میں پڑ گیا

آں یکے را بیگہاں آمد فتق — ساخت اُورا ہمچو طوق اندر عنق

ایک (میزبان) کے یہاں بے وقت مہمان آگیا — اُس نے اسکو گلے کے طوق کی طرح بنا لیا

خواں کشید اُورا کرامتہا نمود — آں شب اندر کوی ایشاں سُو بُود

اُسکے لیے دسترخوان بچھایا، تواضع کی — اُس رات میں اُن کی گلی میں شادی تھی

مرد[2] زن را گفت پنہانی سخن — کامشب اے خاتون دو جامہ خواب کُن

شوہر نے بیوی سے آہستہ سے کہا — اے خاتون! آج رات کو دو بستر بچھانا

بستر ما را بگستر سوی در — بہر مہماں گستراں سوی دگر

ہمارا بستر دروازے کی جانب بچھا — مہمان کے لئے دوسری جانب بچھا

گفت زن خدمت کنم شادی کنم — سمع و طاعت اے دو چشم روشنم

بیوی نے کہا خدمت بجالاؤنگی خوش ہونگی — اے میری دو روشن آنکھیں! سنا اور مانا

ہر دو بستر گستریدو رفت زن — سوی خانہ[3] سور کرد آنجا وطن

بیوی نے دونوں بستر بچھائے اور چلی گئی — شادی کے گھر کی جانب وہاں ٹھہر گئی

ماند مہمان عزیز و شوہرش — نُقل بنہادند از خشک و ترش

مہمان عزیز اور اس کا شوہر رہ گئے — خشک اور کھٹا چبینا اُنھوں نے (سامنے) رکھا

در سمر گفتند ہر دو منتخب — سرگذشت نیک و بد تا نیمشب

دونوں شریفوں نے کہانی میں ذکر کیا — آدھی رات تک، نیک اور بد کا قصہ

بعد ازاں مہمان ز خواب از سمر — شد دراں بستر کہ بد آنسوی در

اُسکے بعد مہمان اور کہانی کی وجہ سے مہمان — اُس بستر میں چلا گیا جو دروازے کی جانب تھا

شوہر از خجلت بدو چیزے نگفت — کہ ترا ایں سو ست اے جان جای خفت

شوہر نے شرمندگی کیوجہ سے اُس سے کچھ نہ کہا — کہ اے جان! تیرے سونے کی جگہ اس جانب ہے

---

[1] ہین۔ کسی مہمان خیال کو یہ نہ کہہ کہ یہ میری گردن کا ہار بن گیا۔ حکایت۔ بیوی نے مہمان کو گلے کا ہار سمجھا۔ خداوند خانہ۔ گھر والا۔ سیگہاں۔ بے وقت۔ فتق۔ مہمان۔ عنق۔ گردن۔ سور۔ شادی بیاہ۔

[2] مرد۔ شوہر نے بیوی سے کہا کہ آج چونکہ مہمان بھی ہے دو بستر بچھانا۔ جامہ خواب۔ سونے کا بستر۔ بستر ما را۔ میرا بستر دروازہ کے قریب بچھانا اور مہمان کا بستر اندر کو بچھانا۔ سمع و طاعت۔ سننا اور کرنا۔

[3] خانہ سور۔ شادی والا گھر۔ نُقل۔ چبینا۔ سمر۔ رات کی کہانی۔ منتخب۔ میزبان اور مہمان دونوں برگزیدہ شخص تھے۔ بعد ازاں۔ کھانے اور کہانیوں کے بعد مہمان میزبان کے بستر پر لیٹ گیا۔ شوہر نے مہمان سے یہ نہ کہا کہ آپ کے سونے کے لئے دوسرا بستر ہے۔

کہ برای خواب تو اے بُوالکرم[1] — بستر آں سوئے دگر افگندہ ام

کہ اے بزرگ! تیرے سونے کے لئے — میں نے بستر دوسری طرف بچھوایا ہے

آں قرارے کہ بزن اُو دادہ بُود — گشت مُبدل آں طرف مہماں غنود

وہ بات جو اُس نے بیوی سے طے کی تھی — بدل گئی، اور اُس جانب مہمان سو گیا

آنشب آنجا سخت باراں در گرفت — کز شکوہِ ابر شاں آمد شگفت

اُس رات کو وہاں سخت بارش ہونے لگی — کہ ابر کی ہیبت سے وہ حیران ہو گئے

زن بیامد بر گمانِ آنکہ شو — سُوی در خفتہ است و آنسو آں عمو

بیوی آئی، اِس گمان سے کہ شوہر — دروازے کی جانب سویا ہوا ہے اور اُس جانب دوسرا

رفت عُریاں در لحاف آندم عروس — داد مہماں را برغبت چند بوس

دلہن ننگی ہو کر فوراً لحاف میں گھس گئی — اور رغبت سے مہمان کے چند بوسے لئے

گفت می ترسیدم اے مردِ کلاں — خود ہماں آمد ہماں آمد ہماں

اس نے کہا اے بزرگ میاں! میں ڈرتی ہوں — وہی ہوا، وہی ہوا، وہی

مردِ[2] مہماں را گِل و باراں نشاند — بر تو چوں صابونِ سُلطانی بماند

مہمان شخص کو کیچڑ اور بارش نے بٹھا دیا — تم پر شاہی صابن کی طرح ہو گیا

اندریں باران و گِل اُو کے رود — بر سر و جانِ تو اُو تاواں شود

اِس بارش اور کیچڑ میں وہ کب جائے گا — آپ کے سر اور جان پر وہ تاوان بنے گا

زود مہماں جست و گفت اے زن بہل — موزہ دارم من ندارم غم ز گِل

جلدی سے مہمان اٹھا اور بولا اے عورت! جانے دے — میرے پاس موزہ ہے مجھے کیچڑ کا فکر نہیں ہے

من[3] رَواں گشتم شما را خیر باد — در سفر یکدم مبادا روح شاد

میں چل دیا، تم سلامت رہو — خدا کرے سفر میں تھوڑی دیر کیلئے بھی روح خوش نہ ہو

تا کہ زُو تر جانبِ مَعدن رَود — کایں خوشی اندر سفر رہزن شود

تاکہ بہت جلد کان کی جانب چلی جائے — کیونکہ یہ خوشی سفر میں رہزن بنجاتی ہے

زن پشیماں شد ازاں گفتارِ سرد — چوں رمید و رفت آں مہمان فرد

عورت اُس سرد مہری کی بات سے شرمندہ ہو گئی — جبکہ وہ یکتا مہمان بھڑک گیا اور چلا گیا

زن بسے گفتش کہ آخر اے امیر — کہ مزاحے کردم از طیبت مگیر

عورت نے اُس سے بہت کہا کہ اے سردار! آخر — میں نے مذاق کیا ہے، مذاق سے رنجیدہ نہ ہو

---

[1] بُوالکرم۔ مہربان۔ آں قرارے۔ جو بات بیوی سے طے ہوئی تھی وہ الٹی ہو گئی۔ آنشب۔ اُس رات ایسی بارش ہوئی کہ اُسکے ابر کو دیکھکر ڈر لگتا تھا۔ عُریاں۔ ننگا۔ مہماں۔ مہمان کو شوہر سمجھکر اُسکے بوسے لینے لگی۔ گفت۔ پھر مہمان کو شوہر سمجھکر کہنے لگی کہ جس چیز کا مجھے ڈر تھا وہی ہوئی۔

[2] مردِ مہماں۔ اب کیچڑ اور بارش کیوجہ سے مہمان روانہ نہ ہوگا۔ صابونِ سلطانی۔ کسی شخص کے لئے ایک جمع پر کوئی چیز بادشاہ کیجانب سے مقرر ہونا۔ گِل۔ کیچڑ۔ موزہ دارم۔ میرے پاس چمڑے کے موزے ہیں مجھے کیچڑ کی فکر نہیں ہے۔

[3] من رواں گشتم۔ چلتے وقت مہمان نے میزبانوں کو دعا دی۔ در سفر۔ دنیا کی زندگی سفر کی حالت ہے اور منزلِ آخرت ہے سفر میں خوشی اور آرام رہزن بنتا ہے۔ گفتارِ سرد۔ یعنی مہمان کا شکوہ۔ فرد۔ وہ بے مثال بزرگ تھا۔ مزاح۔ مذاق۔ طیبت۔ خوش طبعی کی بات۔

سجده و زاری زن سودے نداشت — رفت و ایشاں را دراں حسرت گذاشت

عورت کے سجدے اور عاجزی نے کوئی فائدہ نہ دیا — وہ چلا گیا اور ان کو اس حسرت میں چھوڑ گیا

جامہ[1] ازرق کرد زاں پس مرد زن — صورتش دیدند شمع بے لگن

(۲۴)

عورت نے اس کے بعد کپڑے نیلے کر لئے — انھوں نے اس کی صورت بے شمعدان کی شمع دیکھی

میشد و صحرا از نور شمع مرد — چوں بہشت از ظلمت شب گشت فرد

وہ جا رہا تھا اور جنگل مرد کی شمع کے نور سے — بہشت کی طرح رات کی تاریکی سے جدا ہو گیا

کرد مہمانخانہ خانہ خویش را — از غم و از خجلت ایں ماجرا

اس نے اپنے گھر کو مہمان خانہ بنا دیا — اس قصہ کے رنج اور شرمندگی کی وجہ سے

در درون ہر دو از راہ نہاں — ہر زماں گفتے خیال میہماں

مخفی راہ سے دونوں کے باطن میں — ہر وقت مہمان کا خیال کہتا

کہ[2] بدم یار خضر صد گنج جود — می فشاندم لیک روزی تاں نبود

کہ میں خضر کا یار تھا، بخشش کے سیکڑوں خزانے — میں نے بکھیرے لیکن تمہارا حصہ نہ تھے

تمثیل فکر ہر روز بینہ کہ اندر دل آید مہمان نو کہ از اول روز

ہر روز جو خیال دل میں آتا ہے اس کی مثال دیکھ کہ مہمان کیسا تھا جو پہلے ہی دن

در خانہ فرود آید و تحکم و بدخوی کند و فضیلت مہمانداری

گھر میں آیا ہے اور حکم چلاتا ہے اور بدمزاجی کرتا ہے اور مہمانداری کی فضیلت

و ناز مہمان کشیدن

اور مہمان کی ناز برداری کرنا

ہر دمے فکرے چو مہمان عزیز — آید اندر سینۂ ہر روز نیز

ہر وقت عزیز مہمان کی طرح ایک فکر — ہر روز سینہ میں بھی آتا ہے

فکر را اے جاں بجای شخص داں — زانکہ[3] شخص از فکر دارد قدر جاں

اے جان! فکر کو انسان کی طرح سمجھ — کیونکہ انسان فکر ہی سے جان کی قدر کرتا ہے

فکر غم گر راہ شادی میزند — کارسازیہائے شادی میکند

غم کا فکر اگر خوشی کی رہزنی کرتا ہے — وہ خوشی کے سامان مہیا کرتا ہے

خانہ می روبد بہ تندی او ز غیر — تا در آید شادی نو ز اصل خیر

وہ سختی سے غیر سے گھر کو صاف کر دیتا ہے — تاکہ اصل خیر سے، نئی خوشی آئے

[1] جامۂ ازرق۔ رنگ میں نیلے کپڑے پہنے جاتے ہیں۔ صورت۔ اس مہمان سے بھی روشن ہو رہا تھا، وہ حقیقت کا نور بن گیا۔ کردہ۔ اس مرد جان نے اس شرمندگی میں اپنے گھر کو مہمان خانہ بنا دیا۔

[2] کہ جرم۔ دونوں میاں بیوی کے دل میں مہمان کا تصور یہ کہتا تھا کہ میں تمہیں فائدہ پہنچانے آیا تھا لیکن تمہارے مقدر میں نہ تھا۔ یا خضر۔ ہم نے ترجمہ خضر یار کیا ہے یعنی وہ خیال کہتا تھا کہ میں تمہارا دوست خضر تھا یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ میں خضر کا ایک دوست تھا۔ اگر خضر کو زیر اور ضاد کے زبر سے پڑھا جائے تو سبزی رشادابی کے معنی میں ہے۔ تمثیل۔ فکر خود ناخوشگوار ہو جس کو یہ مزاج مہمان سمجھ جس کی للحاظ خدمت کرنی ہے۔ تحکم۔ حکم چلانا۔

[3] زانکہ۔ جان کی قدر اسی لئے ہے کہ اس میں قوت فکریہ ہے۔ فکر کہ۔ غم کا فکر سیکڑوں خوشیوں کا پیش خیمہ ہے۔ تاند۔ غمگین فکر میں انسان دوسرے افکار بھول جاتا ہے۔ اصل خیر۔ اللہ تعالیٰ۔

میفشاند[1] برگِ زرد از شاخِ دل — تا بروید برگِ سبزِ متصل
دل کی شاخ سے زرد پتے جھاڑ دیتا ہے — تاکہ مسلسل سبز پتے اُگیں

می کند او بیخ سروِ کہنہ را — تا خرامد سروِ نو از ما ورا
وہ پرانے سرو کی جڑ اُکھاڑ دیتا ہے — تاکہ عالمِ غیب سے نیا سرو جھومے

غم کند بیخِ کژِ بوسیدہ را — تا نماید بیخِ رُو پوشیدہ را
غم ٹیڑھی سڑی ہوئی جڑ کو اُکھاڑتا ہے — تاکہ جڑ چھپے رُخ کو رونما کردے

غم ز دل ہر چہ بریزد یا برد — در عوض حقّا کہ بہتر آورد
غم، دل سے نکالتا یا اُڑاتا ہے — یقیناً بدلے میں بہتر لاتا ہے

خاصہ آں را کہ یقینش باشد ایں — کہ بُود غم بندۂ اہلِ یقیں
خصوصاً اُس کے لئے جس کو یہ یقین ہو — کہ غم اہلِ یقین کا غلام ہوتا ہے

گر[2] تُرش رُوئی نیارد ابر و برق — رز بسوزد از تبسمہای شرق
اگر ابر اور بجلی بدمزاجی نہ کرے — مشرق کی مسکراہٹوں سے انگور کی بیل جل جائے

سعد و نحس اندر دلت مہماں شود — چوں ستارہ خانہ خانہ میرود
تیرے دل میں اچھا اور بُرا مہمان ہوتا ہے — ستارے کی طرح خانہ بخانہ چلتا ہے

آں زماں کہ او مقیمِ برجِ تست — باش ہمچوں طالعش شیریں و چُست
جس زمانے میں وہ تیرے برج میں مقیم ہے — تو اس کے عروج کی طرح شیریں اور چست بن

تا کہ بامہ چوں شود او متصل — شکر گوید از تو با سُلطانِ دل
تاکہ جب وہ سورج سے ملے — دل کے شاہ خدا سے تیرا شکریہ ادا کرے

ہفت[3] سال ایوبؑ با صبر و رضا — در بلا خوش بُود با ضیفِ خدا
(حضرت) ایوبؑ صبر اور خوشی کیساتھ سات سال — خدا کے مہمان یعنی مصیبت میں خوش تھے

تا چو واگردد بلایِ سخت زُد — پیشِ حق گوید بصد گوں شکرِ او
تاکہ جب سخت مصیبت واپس ہو — اللہ (تعالیٰ) کے سامنے سیکڑوں طرح اُنکا شکریہ ادا کرے

کز محبت با منِ محبوب کُش — رُو نکرد ایوبؑ یک لحظہ ترُش
کہ مجھ دوست کُش کے ساتھ محبت سے — (حضرت) ایوبؑ نے ایک لمحہ کیلئے بھی مُنھ نہ بنایا

از وفا و خجلتِ حکمِ خدا — بُود چوں شیر و عسل او با بلا
وفاداری اور اللہ (تعالیٰ) کے حکم کے لحاظ سے — وہ مصیبت میں دودھ اور شہد کی طرح تھے

---

[1] می فشاند۔ غم انگیز فکر تمام افکار کو ختم کر دیتا ہے تاکہ دل میں خوشی اُگے۔ تا روید۔ ما وراء غیب۔ غم۔ پرانے افکار کی جیسے جڑیں اُکھاڑ پھینکتا ہے تاکہ چھپی ہوئی نئی جڑ برگ بار لائے۔ بہتر آورد۔ یعنی روح کی صفائی اور یقین کا خیال اور یقین۔ غم ان کی رضا سے ان کے پاس آتا ہے۔

[2] گر ترشروئی۔ بجلی اور ابر کی ترشروئی انگور کی بیل کی حیات ہے محض سورج کی مسکراہٹیں اس کو جلا ڈالتی ہیں۔ شرق۔ مشرق۔ تبسم۔ یعنی خوشی اسی طرح دل کے خانوں کو طے کرتے ہیں جس طرح سعد و نحس ستارے آسمان میں اپنے منازل کو طے کرتے ہیں۔ او۔ یعنی خیال۔ زر۔ یعنی دل۔ تا کہ۔ وہ فکر بارگاہِ خداوندی میں تمہاری شکر گذاری کا ذکر کرے۔

[3] ایوبؑ۔ حضرت ایوبؑ کا صبر مشہور ہے۔ ضیفِ خدا۔ خدائی مہمان یعنی مصیبت۔۔ محبوب کُش۔ فکر و غم جس سے تعلق پیدا کرتے ہیں اُس کو مار ڈالتے ہیں۔ خجلت۔ یعنی حضرت ایوبؑ اس کا لحاظ رکھتے تھے کہ یہ مصیبت اللہ کے حکم سے آئی ہے۔

فکر[1] در سینہ در آید نو بنو — خند خنداں پیش او تو باز رو

فکر سینہ میں تازہ بتازہ آتا ہے — تو ہنستا ہنساتا پھر اُس کے سامنے جا

کہ اَعِذْنِی خَالِقِی مِنْ شَرِّہٖ — لَا تُحَرِّمْنِی اَنِلْ مِنْ بِرِّہٖ

کہ اے میرے پیدا کرنے والے مجھے اسکے شر سے پناہ — مجھے محروم نہ کر مجھے اُس کی بھلائی عطا کر

رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ مَا اَرٰی — لَا تُعَقِّبْ حَسْرَۃً لِّیْ اِنْ مَضٰی

اے رب! میرے دل میں ڈال کہ میں جو دیکھتا ہوں اسکا شکر ادا کروں — اگر چلا جائے، اُس کے بعد تو حسرت پیدا نہ فرما

آں ترش را چوں شکر شیریں شمار — تو اُس ترش کو شکر شمار کر

ترشرو خیال کا تو لحاظ کر

ابر را گر ہست ظاہر روترش — گلشن آرندہ ست ابر و شورہ کش

ابر اگرچہ بظاہر ترش رو ہے — وہ چمن پیدا کرنے والا ہے اور شور کو شانے والا ہے

فکرت[2] غم را مثال ابر داں — با ترش تو روترش کم کن چناں

تو غم کے فکر کو ابر کی طرح سمجھ — اس طرح تو ترشرو کے ساتھ ترشروئی نہ کر

بو کہ آں گوہر بدست او بود — جہد کن تا از تو او راضی رود

ہو سکتا ہے کہ کوئی گوہر اُس کے ہاتھ میں ہو — کوشش کر تاکہ وہ تجھ سے خوش جائے

ور نباشد گوہر و نبود غنی — عادت شیرین خود افزوں کنی

اگر گوہر بھی نہ ہو اور وہ مال دار بھی نہ ہو — تو اپنی شیریں عادت بڑھائے گا

جای دیگر سود دارد عادتت — ناگہاں روزے برآید حاجتت

تیری عادت دوسری جگہ مفید ہوگی — اچانک کسی روز تیری مراد برآئے گی

فکر[3] تے کز شادیت مانع شود — آں بامر و حکمت صانع شود

وہ فکر جو تیرے لئے خوشی سے مانع ہو — وہ خدا کے حکم اور حکمت کی بنا پر ہوتا ہے

تو مخواں دو چار دانگش اے جواں — بو کہ نحسے باشد و صاحبقراں

اے جوان! تو اُس کو حقیر نہ سمجھ — ہو سکتا ہے کہ وہ ستارہ اور سعادت مند ہو

تو مگو فرعے ست او را اصل گیر — تا شوی پیوستہ بر مقصود چیر

تو اُس کو شاخ نہ کہہ اُس کو جڑ سمجھ — تاکہ ہمیشہ مقصود پر غالب رہے

ور تو آں را فرع گیری و مضر — چشم تو در اصل باشد منتظر

اگر تو اُس کو شاخ اور مضر سمجھے گا — تیری آنکھ جڑ کے لئے منتظر رہے گی

[1] فکر۔ جو نئے نئے افکار دل میں آئیں انکو ہنسی خوشی قبول کر۔ تو۔ خوشی سے قبول کرنا یہ ہے کہ تو یہ دعا کر کہ اللہ تعالےٰ اس فکر کے شر سے مجھے محفوظ رکھ اور مجھے اُس کی بھلائی سے محروم نہ کر جو میں تیری جانب سے دیکھوں اُس پر شکر کروں اور اسکے چلے جانے کے بعد مجھے یہ حسرت نہ ہو کہ میں نے اُس پر صبر کیوں نہ کیا۔ آبر۔ زمین کے لئے ابر ترشرو ہے لیکن وہی چمن پیدا کر دیتا ہے، وہ اُس کے شورہ پن کو زائل کر دیتا ہے۔

[2] فکرت۔ اپنے غم کو ابر کی طرح سمجھ اور اسکے فوائد پر غور کر۔ تو۔ ہو سکتا ہے کہ اُس فکر میں تیری خیر مضمر ہو۔ دریں باشد۔ اگر خیر بھی مضمر نہیں ہے تو تیرے صبر میں لاکھا اضافہ کا سبب ہے۔ جای دیگر۔ یہ صبر کی عادت دوسری جگہ بھی مفید ہوگی۔

[3] فکر تے۔ جو غم شادی سے مانع ہوتا ہے وہ بھی اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔ اور اُس میں کوئی حکمت پوشیدہ ہوتی ہے۔ دو چار دانگ۔ دو چار دانگ یعنی حقیر۔ صاحبقراں۔ وہ خوش نصیب جس کی ولادت یا لحظہ کے استقرار کے وقت زحل اور مشتری ایک برج میں ہوں۔ تو مگو۔ اُس فکر کو اصل سمجھ اور اُس کو مقصود بنا تاکہ مقصد سے بعد نہ تو مقصود سے محروم اور اسکا منتظر رہیگا۔

زہر آمد انتظار اندر چشش — دائما در مرگ باشی زاں رَوِش

انتظار زائد میں زہر ہے — اس روش سے تو ہمیشہ موت میں رہیگا

اصل داں آنرا بگیرش در کنار — باز رہ دائم ز مرگِ انتظار

اس کو جڑ سمجھ، اس کو بغل میں لے لے — موت کے انتظار سے ہمیشہ نجات حاصل کر

نواختنِ سلطان محمود ایاز را

سلطان محمود کا ایاز کو نوازنا

اے ایاز پُر نیازِ صدق کیش — صدقِ تو از بحر و ز کوہ ست بیش

اے نیازمند، سچائی کے طریقہ والے ایاز! — تیری سچائی سمندر اور پہاڑ سے زیادہ ہے

نے بوقتِ شہوتت باشد عثار — کہ رود عقلِ چو کوہت کاہ وار

نہ شہوت کے وقت تیرے لئے لغزش ہے — کہ تیری پہاڑ جیسی عقل تنکے کی طرح ہو جائے

نے بوقتِ خشم و کینہ صبرہات — سست گردد در قرار و در ثباتت

نہ غصے اور کینے کے وقت تیرے صبر — نکاؤ اور جماؤ میں سست ہوتے ہیں

ہست مردی این نہ آں ریش و ذکر — ورنہ بودے میرِ میراں کیرِ خر

مردانگی یہی ہے، نہ وہ داڑھی اور شرمگاہ — ورنہ گدھے کی شرمگاہ سرداروں کی سردار ہوتی

حق کرا خواندست در قرآں رجال — کے بود ایں جسم را آں جا مجال

جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مرد کہا ہے — وہاں اس جسم کی کہاں گنجائش ہے؟

روحِ حیواں را چہ قدرست اے پسر — آخر از بازارِ قصاباں گذر

اے بیٹا! حیوانی روح کی کیا قدر ہے؟ — آخر قصائیوں کے بازار سے گذر

صد ہزاراں سر نہادہ بر شکم — ارزِ شاں از دُنبہ و از دُم کم

لاکھوں سر پیٹ پر رکھی ہوئی ہیں — جن کی قیمت چکدی اور دُمبی سے سستی ہے

تا توانی بندۂ شہوت مشو — در پے شہوت مکُن دل را گرو

جب تک تجھ سے ہو سکے شہوت کا غلام نہ بن — شہوت کے پیچھے دل کو گروی نہ کر

ورنہ شہوت خان و مانت بر کند — زندہ ات در گورِ تاریک افگند

ورنہ شہوت تیرا گھر بار اکھاڑ دے گی — تجھے زندہ اندھیری قبر میں پھینک دے گی

ردسپی باشد کہ از جولانِ کیر — عقلِ او موشے شود شہوت چو شیر

ردی ہوگی کہ (مردکی) شرمگاہ کی حرکت سے — اُسکی عقل چوہے جیسی اور شہوت شیر جیسی ہو جاتی ہے

لہ زہر آمد۔ صوفی ابن الوقت ہوتا ہے جو کچھ وقت سے آ آ کر بھی کر لے کے اسمار میں سے کسی ہم کو منظور سمجھتا ہے یہی اصل وصفت کے عشق کا اثر ہے۔ صدق کیش۔ وہ جس نے سچائی کو مذہب بنا لیا ہو۔ عثار۔ لغزش۔ کہ زرود۔ یعنی پہاڑ جیسی عقل تنکے کی طرح ہو جائے۔

لہ ۲ نے۔ عام طور پر انسان غصہ میں ہر چیز کو چھوڑ دیتا ہے۔ ہست۔ اصل مردگی یہی ہے کہ غصہ کے وقت انسان اپنے آپ پر قابو رکھے۔ داڑھی اور کانٹ بال پر مردانگی کا اطلاق نہیں ہے ورنہ گدھا سب سے بڑا مرد ہوتا۔ حق۔ اللہ تعالیٰ نے رجال ان لوگوں کو کہا ہے جن کی مدح مستقل ہو چکی ہے اور روح سے مراد روح حیوانی نہیں ہے۔

لہ ۳ صد ہزاراں۔ روح حیوانی کی ذلت کا منظر دیکھنا ہو تو قصائیوں کے بازار میں جا کر دیکھ لے۔ ارز۔ قیمت شہوت۔ شہوت پرستی انسان کی بربادی کا باعث ہے اور انسان کو زندہ در گور کر دیتی ہے۔ ریسپی۔ خاصۃ عورت شہوت میں اندھی ہو جاتی ہے۔

وصیت[1] پدر دختر را کہ خود را نگاہ دار تا حاملہ نشوی ازین شوہر

باپ کی بیٹی کو نصیحت کہ اپنی حفاظت کر، تاکہ تو اس شوہر سے حاملہ نہ ہو جائے

خواجۂ بُود ست اُورا دختری — زُہرہ خدّے مہ رُخے سیمیں بَرے
ایک صاحب کے ایک لڑکی تھی — زُہرہ جیسے رخسار والی چاند جیسے چہرے والی چاندی کے جسم

گشت بالغ داد دختر را بشو — شو نبُود اندر کفایت کُفوا و
وہ بالغ ہو گئی اُس نے وہ شوہر کو دے دی — شوہر حیثیت میں اُس کا ہمسر نہ تھا

خربزہ چوں در رسد شد آبناک — گر نہ بشگافی تبہ گشت و ہلاک
خربزہ جب پک جاتا ہے ریلا ہو جاتا ہے — اگر تو اُس کو نہ چیرے گا، تباہ اور برباد ہو جائیگا

چوں ضرورت بود دختر را بداد — او بنا کُفوے ز تخویف فساد
چونکہ مجبوری تھی، لڑکی دے دی — اُس نے فساد کے ڈر سے غیر ہمسر کو

گفت[2] دختر را کزیں داماد تو — خویشتن پرہیز کُن حامل مشو
اُس نے لڑکی سے کہا کہ تو اس داماد سے — اپنے آپ کو بچا، حاملہ نہ ہو

کز ضرورت بُود عقدِ ایں گدا — ایں غریبِ خوار را نبُود وفا
اس لئے کہ اس فقیر سے شادی مجبوری سے تھی — اس ذلیل، فقیر میں وفاداری نہ ہوگی

ناگہاں بجہد کُند ترکِ ہمہ — بر تو طفلِ اُو بماند مظلمہ
اچانک بھاگ جائیگا، سب کو چھوڑ دے گا — اُس کا بچہ تیرے ذمہ پاداش بن جائے گا

گفت دختر اے پدر خدمت کُنم — ہست پندت دلپذیر و مغتنم
لڑکی نے کہا اے ابا! تعمیل کروں گی — آپ کی نصیحت دل کو لگنے والی اور غنیمت ہے

ہر دو روزے ہر سہ روزے آں پدر — دختر خود را بفرمودے حذر
ہر دوسرے اور تیسرے دن وہ باپ — لڑکی کو بچنے کا حکم دیتا

ایں[3] چنیں قومے بعالم ہم بُدند — کز چنیں نوعے نصیحت گر شدند
دنیا میں ایسے لوگ بھی تھے — کہ اس طرح کی نصیحت کرنیوالے ہوئے ہیں

حاملہ شُد ناگہاں دختر ازو — چونکہ بُد ہر دو جواں خاتون و شو
اچانک لڑکی اُس سے حاملہ ہو گئی — چونکہ شوہر اور بیوی دونوں جوان تھے

از پدر آں را نہاں میداشتش — پنج ماہہ گشت کودک کہ شش
اُس نے اُس کو باپ سے چھپائے رکھا — بچہ پانچ یا چھ مہینے کا ہو گیا

---

[1] وصیت پدر۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ لڑکی شہوت سے مغلوب ہو گئی تھی سیمیں بَر۔ چاندی جیسے جسم والی۔ کُفو۔ ہمسر۔ آبناک۔ پانی والا۔ تخویف فساد۔ یعنی جوان لڑکی سے کوئی خرابی نہ کر بیٹھے۔

[2] گفت۔ باپ نے اس لڑکی کو حاملہ نہ بننے کی ہدایت کی۔ عقد۔ یعنی نکاح۔ بجہد۔ یعنی چھوڑ کر بھاگ جائیگا۔ مظلمہ۔ ظلم کی پاداشت۔ حذر۔ بچاؤ۔

[3] ایں چنیں۔ مولانا کہتے ہیں کہ ایسے بیوقوف بھی دنیا میں ہیں جو اس طرح کی بظاہر نصیحتیں کرتے ہیں۔ کودک۔ یعنی پیٹ کا بچہ۔

گشت پیدا گفت بابا چیست ایں — من نہ گفتم کہ ازو دوری گزیں

وہ ظاہر ہو گیا، باوا نے کہا یہ کیا ہے؟ — میں نے تجھے نہیں کہا تھا اُس سے دوری اختیار کر

آں وصیتہای من خود باد بود[1] — کہ نکردت پند و وعظم ہیچ سود

وہ میری نصیحتیں خود باد ہوائی ہوئیں — کیونکہ میرے وعظ اور نصیحت نے کوئی فائدہ نہ دیا

گفت بابا چوں کنم پرہیز من — آتش و پنبہ است بیشک مرد و زن

اُس نے کہا ابا! میں کیسے بچتی؟ — مرد و عورت آگ اور روئی ہیں

پنبہ را پرہیز از آتش کجاست — یا در آتش کے حفاظت و تقاست

روئی کو آگ سے کہاں بچاؤ ہے؟ — یا آگ میں نگہداشت اور بچاؤ کہاں ہے؟

گفت کے گفتم کہ سوی او مرو — تو پذیرای منیِ او مشو

اُس نے کہا میں نے کب کہا تھا کہ تو اُسکے پاس جا! — (یہ کہا تھا) تو اُسکی منی کو قبول کرنے والی نہ بن

در زمانِ حال و انزال و خوشی — خویشتن باید کہ ازوے درکشی

کیفیت اور انزال اور لذت کے وقت — چاہیئے (تھا) کہ اُس سے اپنے آپ کو کھینچتی

گفت[2] کے دانم کہ انزالش کیست — ایں نہان است و بغایت دور دست

اُسنے کہا مجھے کب معلوم تھا کہ اُسکو انزال کب ہوگا؟ — یہ پوشیدہ اور انتہائی بعید ہے

گفت چوں چشمش کلابیہ شود — فہم کن کاں وقتِ انزالش بود

اُس نے کہا، جب اُس کی آنکھیں چڑھیں — سمجھ لیتی کہ اُس کے انزال کا وقت ہے

گفت تا چشمش کلابیہ شدن — کور میگردد ز شہوت چشم من

اُس نے کہا، اُس کی آنکھیں چڑھنے تک — شہوت سے میری آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں

نیست ہر عقلِ حقیرے پائدار — وقتِ حرص و وقتِ جنگ و کارزار

ہر حقیر عقل، مضبوط نہیں ہے — حرص کے وقت اور جنگ و کارزار کے وقت

وصفِ[3] ضعفِ دل و سستیِ صوفیِ سایہ پروردہ، مجاہدہ ناکردہ، درد و داغِ عشق ناچشیدہ، بسجدہ و دست بوسِ عام و بحرمتِ نظر کردن و بانگشت نمودنِ ایشاں کہ

اُس صوفی کے دل کی کمزوری اور سستی کا بیان جو سائے میں پلا تھا، مجاہدہ نہ کئے ہوئے تھا، عشق کا درد اور داغ نہ چکھے ہوئے تھا، سجدے اور عوام کی دست بوسی اور احترام سے دیکھنے، اور اُن کی انگلی اُٹھانے سے ——

---

[1] باد۔ یعنی میری نصیحت ہوا ہی ہو گئی۔ گفت۔ لڑکی نے باپ سے کہا پنبہ۔ اگر آگ اور روئی ایک جگہ ہو تو روئی کب بچ اور گر سکتی ہے۔ حفاظ۔ نگہداشت۔ تقا۔ بچاؤ۔

[2] گفت۔ لڑکی نے کہا مجھے کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ اُس کو انزال کس وقت ہو رہا ہے۔ دور دست۔ وہ مقام جہاں پہنچنا مشکل ہے۔ کلابیہ۔ آنکھوں کا چڑھ جانا کہ پتلی نظر نہ آئے۔ گفت۔ لڑکی نے کہا اُس وقت میں خود شہوت سے اندھی ہوتی تھی۔ وقتِ حرص۔ لالچ اور جنگ میں بہت کم عقلیں قائم رہتی ہیں۔

[3] وصف۔ ابن صوفی صاحب کے قصہ سے یہ بتایا ہے کہ جنگ کے وقت اُن کی عقل بیکار ہو گئی تھی یہ صوفی صاحب خانقاہ کے سایہ میں پلے تھے مجاہدے کی مشقتیں نہ اُٹھائی تھیں عوام کی دست بوسی سے اپنے آپ کو کامل انسان سمجھ بیٹھے تھے۔ انگشت۔ متوجہ آدمی کی طرف لوگ انگلیوں سے اشارے کرتے ہیں۔

امروز در زمانہ صوفی اُوست غرہ شدہ و بوہم بیمار شدہ چون

کہ آجکل دنیا میں وہی صوفی ہے، وہ دھوکے میں آگیا تھا اور وہم کی بیماری میں مبتلا ہوگیا تھا

آں معلم کہ کودکاں گفتند کہ رنجوری و بایں وہم کہ من مجاہدم

اُس اُستاد کی طرح جس کو بچوں نے کہا تھا کہ آپ بیمار ہیں اور اِس وہم سے کہ میں مجاہد ہوں

مرادریں راہ پہلوان میدانند با غازیاں بغزا رفتہ کہ بظاہر

لوگ مجھے اِس راہ کا پہلوان سمجھتے ہیں، غازیوں کے ساتھ جہاد میں چلا گیا ہوں ظاہری

نیز بنمایم جہاد کہ در جہادِ اکبر مستثنیٰ ام جہادِ اصغر خود پیش

جہاد بھی کروں گا، کیونکہ میں بڑے جہاد میں ممتاز ہوں، چھوٹا جہاد میرے سامنے کیا

من چہ محل دارد و خیالِ شیر در دیدہ و دلیر یہا کردہ و مست

وقعت رکھتا ہے؟ اور شیر ہونے اور بہادریوں کا نقشہ آنکھ میں جما کر اور ان

ایں دلیر یہا شدہ و روی بہ بیشہ نہادہ بقصدِ شیر و

بہادریوں میں مست ہوکر اور شیر کے ارادے سے جنگل کا رُخ کیا اور

شیر بزبانِ حال گفتہ کہ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ثُمَّ

شیر نے زبانِ حال سے کہا کہ ہرگز نہیں، تم عنقریب جان لوگے پھر

کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ

ہرگز نہیں، تم عنقریب جان لوگے

رفت یک صوفی بہ لشکر در غزا — ناگہاں آمد قطار یق و وغا

ایک صوفی جہاد میں لشکر کے ساتھ چلا گیا — اچانک جنگ کا شور و غوغا تھا اور جنگ شروع ہوگئی

ماند صوفی با بُنہ و خیمہ و ضعاف — فارساں راندند تا صفِ مصاف

صوفی سامان اور خیمہ اور کمزوروں کیساتھ رہ گیا — شہسواروں نے میدانِ جنگ کی صف کیطرف گھوڑے دوڑا دیئے

مُثقلانِ خاک بر جا ماندند — سابقُونَ السَّابِقُوْن در راندند

مٹی کے بوجھ، (اپنی) جگہ پر رہ گئے — سبقت کرنیوالے پیش قدمی آگے دوڑ گئے

جنگہا کردہ مُظفر آمدند — باز گشتہ با غنائم سُودمند

جنگ کر کے کامیاب واپس آگئے — مالدار ہوکر غنیمتوں کے ساتھ لوٹ آئے

ارمغاں دادند کاے صوفی تو نیز — اُو بروں انداخت نستد ہیچ چیز

اُنھوں نے تحفہ دیا کہ اے صوفی! تو بھی لے، — اُس نے باہر پھینک دیا، کوئی چیز نہ لی

۱ چوں مُعلم: پہلے مولانا نے قصہ سنایا تھا کہ مکتب کے بچوں نے اُستاد کو بلا وجہ بیمار بنا دیا تھا۔ جہادِ اکبر: یعنی نفس کے ساتھ جہاد۔ مُستثنیٰ: ممتاز۔ جہادِ اصغر: کافروں سے جہاد کرنا۔

۲ کَلَّا سَوْفَ: قرآن نے کافروں کے غلط خیالات کی تردید کی ہے: درکہا ہے کہ عنقریب حقیقتِ حال سامنے آجائے گی۔ غزا: جہاد، قطار یق: جنگ کا شور و غل، وغا: جنگ۔ بُنہ: سامان۔ مصاف: صفوں کی جگہ، میدانِ جنگ۔ مُثقلان: سست، بوجھل۔

۳ جنگہا: مجاہد جہاد میں کامیاب ہوکر غنیمت کے ساتھ واپس آئے۔ ارمغان: یعنی مالِ غنیمت میں سے تحفہ۔

پس بگفتندش کہ خشمینی چرا — گفت من محروم ماندم او غزا

اُن لوگوں نے کہا کہ تو غصہ میں کیوں ہے؟ — اُس نے کہا، میں جہاد سے محروم رہ گیا

زاں تلطف ہیچ صوفی خوش نشد — کو میانِ غزو خنجر کش نشد

اِس مہربانی سے صوفی کچھ بھی خوش نہ ہوا — کیونکہ وہ جہاد میں خنجر چلانے والا نہ بنا

پس بگفتندش کہ آوردیم اسیر — آں یکے را بہرِ کشتن تو بگیر

تو انھوں نے اُس سے کہا ہم قیدی لائے ہیں — اُس ایک کو تو قتل کرنے کے لئے لے لے

سر ببرش تا تو ہم غازی شوی — آمد کے خوش گشت صوفی دل قوی

اُس کا سر قلم کر دے تاکہ تو بھی غازی بن جائے — صوفی تھوڑا خوش ہوا اور مضبوط دل بن گیا

کاب را گر در وضو صد روشنی ست — چونکہ آں نبود تیمم کردنیست

کہ اگرچہ وضو میں پانی کے سیکڑوں نور ہیں — جب وہ نہ ہو تو تیمم کرنا ہی ہے

بُرد صوفی آں اسیر بستہ را — در پسِ خرگہ کہ آرد او غزا

اُس بندھے ہوئے قیدی کو صوفی لے گیا — خیمہ کے پیچھے، کہ وہ جہاد کرے

دیر ماند آں صوفی آنجا با اسیر — قوم گفتند اے عجب چوں شد فقیر

صوفی قیدی کے ساتھ وہاں بہت دیر رہا — لوگوں نے کہا تعجب ہے، صوفی کو کیا ہوا؟

کافرِ بستہ دو دست او کشتنی ست — بسملش را موجبِ تاخیر چیست

دونوں ہاتھ بندھا کافر قتل ہو جانے والا ہے — اُس کے ذبح کرنے میں تاخیر کا کیا سبب ہے؟

رفت آں یک در تفحص در پئیں — دید کافر را ببالائے ویش

جستجو میں، ایک اُس کے پیچھے چلا — اُس نے کافر کو اُس کے اوپر دیکھا

ہمچو نر بالائے مادہ آں اسیر — ہمچو شیرے خفتہ بالائے فقیر

وہ قیدی، مادہ پر نر کی طرح تھا — وہ فقیر پڑ شیر کی طرح پڑا تھا

دستہا بستہ ہمی خائید او — از سرِ استیزہ صوفی را گلو

ہاتھ بندھے ہوئے وہ چبا رہا تھا — صوفی کا گلا، کینہ وری کی وجہ سے

گبر میخائید با دنداں گلوش — صوفی افتادہ بزیر و رفتہ ہوش

کافر دانتوں سے اُس کا گلا چبا رہا تھا — صوفی نیچے پڑا تھا اور ہوش اُڑ گئے تھے

دست بستہ گبر ہمچوں گربۂ — خستہ کردہ حلقِ او بے حربۂ

ہاتھ بندھے ہوئے کافر نے، بلی کی طرح — بغیر نیزے کے اُس کے گلے کو زخمی کر دیا

---

۱ خشمینی۔ تو غصہ میں کیوں ہے۔ تلطف۔ مہربانی۔ اسیر۔ قیدی۔ غازی۔ یعنی اُس قیدی کا سر قلم کر کے غازی بن جا۔ کاب۔ صوفی نے کہا وضو ممکن نہ ہو تو تیمم سے کام چل جاتا ہے۔ اُس جہاد تو میدانِ جنگ میں تھا یہ بھی مجبوری کا جہاد ہے۔ خرگہ۔ خیمہ۔

۲ دیر ماند۔ صوفی کی واپسی میں دیر ہوئی تو لوگ حیران ہوئے۔ کافر۔ ہاتھ بندھے ہوئے قیدی کو قتل کرنے میں اِس قدر دیر کا کیا کام ہے۔ تفحص۔ جستجو۔

۳ دستہا بستہ۔ وہ دونوں ہاتھ بندھا ہوا کافر صوفی کے گلے کو دانتوں سے چبا رہا ہے۔ گبر۔ اُس کافر نے اُس صوفی کا گلا اِس قدر چبایا کہ صوفی بیہوش ہو گیا۔ حربہ۔ نیزہ۔

نیم کُشتش کرد با دنداں اسیر — ریشِ اُو پُر خوں ز حلقِ آں فقیر

قیدی نے دانتوں سے اُس کو آدھ موا کر دیا — اُس فقیر کے حلق کے خون سے اُسکی داڑھی بھری ہوئی

ہمچو تو کز دستِ نفسِ بستہ دست — ہمچو آں صوفی فتادستی بہ پست

تیری طرح، کہ ہاتھ بندھے نفس سے — اُس صوفی کی طرح نیچے گرا پڑا ہے

اے شدہ عاجز ز تلِ کیشِ تو — صد ہزاراں کوہ ہا در پیشِ تو

اے وہ کہ تو اپنے مذہب کے ٹیلے سے عاجز ہے — تیرے سامنے لاکھوں پہاڑ ہیں

زینقدر خر پشتہ مُردی از شکوہ — چوں رَوی بر عقبہائے ہمچو کوہ

تو ڈر سے اِس قدر ڈھلان ٹیلے سے مرگیا — تو پہاڑ جیسی گھاٹیوں پر کیسے گذرے گا؟

غازیاں کُشتند کافر را بہ تیغ — ہمدراں ساعت ز حمیت بیدریغ

غازیوں نے کافر کو تلوار سے مار ڈالا — بے دریغ اُسی وقت غصہ سے

بر رُخِ صُوفی زدند آبِ گلاب — تا بہوش آید ز بیہوشی و خواب

صوفی کے چہرے پر پانی اور گلاب چھڑکا — تاکہ وہ بیہوشی اور غفلت سے ہوش میں آجائے

چوں بخویش آمد بدید آں قوم را — پس بپرسیدند چوں بُد ماجرا

وہ جب ہوش میں آیا اُس نے قوم کو دیکھا — تو انھوں نے پوچھا کیا قصہ ہوا؟

اللہ اللہ اینچہ حال است اے عزیز — اینچنیں بیہوش گشتی از چہ چیز

اللہ اللہ اے پیارے! یہ کیا حال ہے؟ — تو کس چیز سے ایسا بے ہوش ہوگیا؟

از اسیرِ نیم کُشتہ بستہ دست — اینچنیں بیہوش اُفتادی و پست

آدھ موئے، ہاتھ بندھے، قیدی سے — اِس طرح بے ہوش اور پست ہو کر گر پڑا

گفت چوں قصدِ سرش کردم بخشم — طرفہ در من بنگرید آں شوخ چشم

اُسنے کہا جب میں نے غصہ سے اُسکے سر کا ارادہ کیا — اُس بے حیا نے مجھے عجب طرح پر گھورا

چشم را وا کرد یہن اُو سوی من — چشم گردانید و شد ہوشم ز تن

اُس نے میری جانب آنکھیں پھاڑیں — آنکھوں کو گھمایا اور میرے ہوش بدن سے اُڑ گئے

گردشِ چشمش مرا لشکر نمود — می ندانم گفت چوں پُر ہول بُود

اُس کی آنکھوں کا گھومنا مجھے لشکر نظر آیا — میں بتا نہیں سکتا کہ کس قدر خوفناک تھیں

قصہ کوتہ کن کزاں چشم اینچنیں — رفتم از خود اُوفتادم بر زمیں

قصہ مختصر کر، کہ اُن آنکھوں سے میں ایسا — بے ہوش ہوا، زمین پر گر پڑا

ع۱ نیم کُشتش۔ اُس کو دنیے صوفی کو نیم مُردہ بنا رہا تھا۔ نفس کی داڑھی اُس صوفی کے حلق میں بھر گئی۔ ہمچو تو۔ نفس صوفی کا ہاتھ بندھے کانے جو حال ہوا وہی نفس کے ہاتھوں تیرا حال ہے۔ خر پشتہ۔ وہ ٹیلہ جس کے کنارے ڈھلان ہوں۔ عقبہ۔ پہاڑ کی گھاٹی۔ حمیت۔ عار کی وجہ سے غصہ کرنا۔

ع۲ چوں۔ جب صوفی کو ہوش آیا تو اُس سے بیہوش ہونے کا قصہ پوچھا۔ تو بندھے ہوئے قیدی کے نیچے پڑے ہوئے بے ہوش کیوں ہوئے۔ طرفہ۔ اُس کو اُسنے عجب طرح پر گھور کر دیکھا بڑی بڑی آنکھیں کھولیں اُن کو گھمایا تو میں بے ہوش ہوگیا۔

ع۳ گردش۔ اُس نے آنکھیں چمکانے سے مجھے ایسا معلوم ہوا کہ کوئی لشکر ہے۔ میں اُس کی خوفناکی کا بیان نہیں کر سکتا ہوں۔

فتنہ کوتہ کن کزاں غمزہ[1] گراں — رفتم از خود اوفتادم من دراں

فتنہ کو مختصر کر، کہ اس کی نیکی نظروں سے — میں اپنے ہوش سے گیا، میں اس میں گر پڑا

نصیحت کردن مبارزاں اُورا کہ بایں دل و زہرہ کہ تو داری

اس کو جنگ جوؤں کا نصیحت کرنا کہ اس دل اور پتے کے ساتھ جو کہ تو رکھتا ہے

از کلاپیسہ شدن چشم کافر اسیر دست بستہ بیہوش و دشنہ

ہاتھ بندھے ہوئے قیدی کافر کی مٹھیاں چڑھنے سے بے ہوش ہو گیا اور تیشہ

از دست بیفگندی زینہار ہزار زینہار کہ ملازم مطبخ خانقاہ

ہاتھ سے گرا دیا، خبردار، خبردار، کہ خانقاہ کے مطبخ میں بیٹھا رہ

باش و سوی پیکار مرو تا رسوا نشوی

اور جنگ کی طرف نہ جا تاکہ رسوا نہ ہو

قوم گفتندش بہ پیکار و نبرد — با چنیں زہرہ کہ تو داری مگرد

لوگوں نے اس سے کہا لڑائی اور جنگ میں — اس پتے سے جو تو رکھتا ہے، نہ جا

گرد مطبخ گرد و اندر خانقاہ — تا دگر رسوا نگردی در سپاہ

مطبخ اور خانقاہ کے اندر چکر کاٹ — تاکہ لشکر میں دوبارہ رسوا نہ ہو

چوں ز چشم آں اسیر بستہ دست — غرقہ گشتی کشتی تو در شکست

جب اس ہاتھ بندھے ہوئے قیدی کی آنکھوں سے — تو ڈوب گیا، تیری کشتی ٹوٹ گئی

پس میان حملۂ شیران نر — کہ بود با تیغ شاں چوں گوی سر

تو نر شیروں کے حملہ کے دوران — جن کی تلواروں کے سامنے سر گیند کی طرح ہیں

کز طاقا[2] طاق گردنہا زدن — طاق طاق جامہ کوباں ممتحن

کہ ان کے گردن کاٹنے کی تڑاخ پڑاخ سے — دھڑیوں کی چھوا چھو کمتر ہے

کہ ز فشا فاش[3] تیر جانستاں — ابر آذاری خجل در امتحاں

کہ مار ڈالنے والے تیروں کے رتاٹے سے — موسم بہار کا ابر آزمائش میں شرمندہ ہے

کے توانی کرد در خوں آشنا — چوں نہ با جنگ مرداں آشنا[4]

تو خون میں کیسے تیراکی کر سکے گا؟ — جبکہ تو بہادروں کی جنگ سے آشنا نہیں ہے

بس تن بے سر کہ دارد اضطراب — بس سر بے تن بخوں بر چوں حباب

بہت سے بے سر کے دھڑ تڑپتے ہیں — بہت سے بے دھڑ کے سر خون پر بلبلوں کی طرح ہیں

[1] غمزہ۔ آنکھ کا اشارہ۔ زہرہ۔ پتہ۔ کلاپیسہ شدن چشم۔ آنکھوں کی پتلیاں چڑھنا۔ گرد مطبخ۔ خانقاہ کے مطبخ کے چکر لگایا کرنا کہ پھر شرمندہ نہ ہو۔ کز ابر۔ جو ایسے بہادر ہیں کہ ان کی تلوار کے سامنے بہاروں کے سر تتلی کی گیند کی طرح ہیں۔

[2] طاقا طاق۔ تلواروں کی آواز۔ طاق طاق۔ دھوبی کے کپڑوں کو پٹرے پر پٹخنے کی آواز۔ فشا فاش۔ تیروں کے چلنے کی آواز۔ خجل۔ شرمندہ۔

[3] آشنا۔ پہلے مصرع کے آخر میں بمعنی تیرنا اور دوسرے مصرع میں بمعنی واقف ہے۔ بعض۔ کچھ دھڑ بغیر جسم کے ہیں اور کچھ سر بغیر دھڑ کے ہیں۔ حباب۔ بلبلہ۔

زیر دست و پای اسپاں در غزا[۵۱] — صد فنا کُن غرقہ گشتہ در فنا

جہاد میں گھوڑوں کے ہاتھ پاؤں کے نیچے — سینکڑوں قاتل فنا میں غرق ہیں

اینچنیں ہوشے کہ از موشے پرید — اندراں صف تیغ چوں خواہد کشید

ایسا ہوش، جو چوہے سے اُڑا — اُس صف میں تو تلوار کیسے سونت سکے گا؟

چالش ست ایں، خمر خوردن نیست ایں — تا تو بر مالی بخوردن آستیں

یہ جنگی تگ و دو ہے، یہ شراب نوشی نہیں ہے — تاکہ تو پینے کے لئے آستین چڑھائے

نیست حمزہ خوردن اینجا تیغ ہیں — حمزہ باید دریں صف آہنیں

یہ جگہ تردد تیز کھانا نہیں ہے، تلوار دیکھ — اس صف میں لوہے جیسا (حضرت) حمزہؓ درکار ہے

نیست لوتِ چرب تیغ و خنجرست — جاں بباید باخت چہ جای سَرست

لذیذ کھانا نہیں ہے، تلوار اور خنجر ہے — سر کا کیا ہے؟ جان کی بازی لگانی چاہیئے

کارِ[۵۲] ہر نازک دلے نبود قتال — کہ گریزد از خیالے چوں خیال

ہر نازک دل کا کام جنگ کرنا نہیں ہے — جو ایک وہم سے خیال کی طرح بھاگ جائے

کارِ ترکان ست نے ترکاں برو — جای ترکاں ہست خانہ خانہ شو

بہادروں کا کام ہے، بزدلوں کا نہیں ہے، جا — بزدلوں کی جگہ گھر ہے، گھر میں جا بیٹھ

قصہ کوتہ کُن کزاں چشم اینچنیں — رفتی از دست و فتادی بر زمیں

قصہ مختصر کر، کہ اُن آنکھوں سے اس طرح — تو بے قابو ہو گیا، اور زمین پر گر پڑا

حکایت عیاضی[۵۳] رحمۃ اللہ علیہ کہ نو دبار بغزوہ رفتہ بود سینہ

حضرت عیاضی رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت کہ وہ نو بار جہاد میں گئے تھے کھلے

برہنہ و غزاہا کردہ بامید شہید شدن، و چوں نومید شد از

سینے، اور شہید ہو جانے کی امید پر جہاد میں گئے اور جب جہادِ اصغر

جہادِ اصغر روی بجہادِ اکبر آورد و خلوت گزید ناگہاں آوازِ

سے مایوس ہو گئے، تو جہادِ اکبر کا رُخ کیا اور خلوت اختیار کر لی، انھوں نے

طبلِ غازیاں شنید نفس از اندروں رنجہ می داشت سوی غزا

اچانک غازیوں کے نقارے کی آواز سنی نفس اندر سے جہاد کی جانب مجبور کرنے لگا

و متہم داشتن او نفس خود را دریں رغبت کہ کرد

اور اُن کا نفس کو اس رغبت کے بارے میں متہم بنانا جو اس نے کی

۵۱ غزا۔ جہاد۔ فنا کُن۔ فنا کر دینے والا۔ چالش۔ نقاد یعنی جنگی رفتار۔ برمالی آستیں۔ تو آستین چڑھائے۔ حمزہ۔ مصرع اوّل بمعنی تا امیرا کا پشتو مصرع مصرع میں آنحضورؐ کے عمّ کا نام ہے جن کی بہادری مشہور ہے۔

۵۲ کار۔ جنگجوئی، نازک دل کا کام نہیں ہے جو محض رنجش کے وہم پر خیال کی طرح بھاگ جائے۔ ترکان۔ ترک کی جمع ہے، بہادر۔ ترکان۔ عورت۔

۵۳ عیاضی مشہور بزرگ صوفی ہیں اُن کا نام ابوبکر محمد بن احمد ہے اپنے کسی دادا عیاض کی طرف منسوب ہیں۔ مولانا نے اُن کا قصہ سنا کر سمجھایا ہے کہ ہر صوفی کو اُن صوفی صاحب کی طرح نہ سمجھنا جو ہاتھ بندھے قیدی کی آنکھیں دیکھ کر بے ہوش ہو گئے تھے۔ جہادِ اصغر کافروں سے جہاد۔ جہادِ اکبر نفس سے جہاد۔

گفت عیاضی نوبار آمدم — تن برہنہ بُو کہ زخمے آیدم

(حضرت) عیاضی نے فرمایا کہ میں نوے بار پہنچا — ننگے بدن، شاید میرے جسم پر کوئی زخم لگے

تن برہنہ می شدم در پیش تیر — تا یکے تیرے خورم من جائی گیر

میں تیر کے سامنے ننگے بدن گیا — تاکہ کوئی گھس جانے والا تیر کھاؤں

تیر خوردن بر گلو یا مقتلے — در نیابد جز شہیدے مُقبلے

گلے یا مقتل پر تیر کھانا — سوائے نصیبہ ور شہید کے کوئی نہیں پاتا ہے

بر تنم یک جائگہ بے زخم نیست — ایں تنم از تیر چوں پرویز نیست

میرے جسم پر کوئی جگہ بغیر زخم کے نہیں ہے — میرا یہ جسم تیروں کی وجہ سے چھلنی کی طرح ہے

لیک بر مقتل نیامد تیرہا — کارِ بختست ایں نہ جلدی و دہا

لیکن تیر، مقتل پر نہ پہونچے — یہ مقدر کی بات ہے نہ کہ بہادری اور ہوشیاری کی

چوں شہیدی روزیِ جانم نبود — رفتم اندر خلوت و در چلہ زود

چونکہ شہادت، میری جان کی روزی نہ تھی — میں جلد خلوت اور چلہ میں چلا گیا

در جہادِ اکبر افکندم بدن — در ریاضت کردن و لاغر شدن

میں نے جہادِ اکبر میں جسم ڈال دیا — محنت کرنے اور لاغر ہونے میں

بانگِ طبلِ غازیاں آمد بگوش — کہ خرامیدند جیشِ غزو کوش

غازیوں کے نقارے کی آواز کان میں آئی — کہ جہاد کا کوشاں لشکر روانہ ہوگیا

نفسم از باطن مرا آواز داد — کہ بگوشِ حس شنیدم بامداد

میرے نفس نے مجھے اندر سے آواز دی — جو میں نے حس کے کان سے صبح کو سنی

خیز ہنگامِ غزا آمد برو — خویش را در غزو کردن کُن گرو

اٹھ جہاد کا وقت آگیا، جا — اپنے آپ کو جہاد میں مصروف کردے

گفتم اے نفسِ خبیثِ بے وفا — از کجا میلِ غزا تو از کجا

میں نے کہا، اے بے وفا خبیث نفس! — تجھے جہاد کی خواہش کہاں سے، کہاں ہے

راست گو اے نفس کایں حیلت گریست — ورنہ نفسِ شہوت از طاعت بریست

اے نفس! سچ بتا یہ تیری حیلہ بازی ہے — ورنہ شہوانی نفس عبادت سے بیگانہ ہے

گر نگوئی راست حملہ آرمت — در ریاضت سخت تر افشارمت

اگر تو سچ نہ کہے گا، میں تجھ پر حملہ کردوں گا — میں تجھے ریاضت میں سخت دباؤں گا

لہ جائگیر گھس جانے والا۔ مقتل۔ بدن کا وہ عضو جس پر چوٹ لگنے سے انسان مرجائے۔ مقبلے۔ بانصیب۔ تیرِ حس۔ چھلنی۔ جلدی۔ بہادری۔ (ہ) تدبیر۔

ٹہ چوں شہیدی۔ حضرت عیاضی فرماتے ہیں جب مجھے یقین ہوگیا کہ شہادت میرے مقدر میں نہیں ہے تو میں نے خلوت میں چلہ کشی شروع کردی۔ جیش۔ لشکر۔ گرو۔ گروی۔

ٹہ گفتم۔ میں نے نفس سے کہا، خبیث تجھے جہاد کی رغبت کیوں پیدا ہوتی ہے سچ بتادے ورنہ تجھے بہت پیسوں گا۔

نفس[1] بانگ آورد آندم از دروں — با فصاحت بے دہاں اندر فسوں

نفس نے اندر سے آواز دی — بغیر منہ کے، فصاحت کے ساتھ، جادوگری میں

کہ مرا ہر روز ایں جا می کشی — جانِ من چوں جانِ گبراں میکشی

کہ تو مجھے ہر روز اس جگہ کھینچ لاتا ہے — میری جان کو، کافروں کی جان کی طرح قتل کرتا ہے

ہیچ کس را نیست از حالم خبر — کہ مرا تو میکشی بے خواب و خور

کسی کو میری حالت کی خبر نہیں — کہ تو مجھے بغیر سوئے اور کھائے قتل کر رہا ہے

در غزا بجہم بیک زخم از بدن — خلق بیند مردی و ایثارِ من

میں جہاد میں ایک زخم سے بدن سے بھاگ نکلونگا — لوگ میری بہادری اور قربانی دیکھ لینگے

گفتم[2] اے نفسک منافق زیستی — ہم منافق میمری تو چیستی

میں نے کہا اے ذلیل نفس! تو منافق جیا — منافق ہی مر رہا ہے تو کیا ہے؟

خوار و خود رای و مرائی بودہ — در دو عالم تو چنیں بیہودہ

تو ذلیل، خودسر، اور ریاکار رہا ہے — دونوں جہاں میں تو اس قدر بیہودہ ہے

نذر کردم کہ ز خلوت ہیچ من — سر برون نارم چو زندہ است ایں بدن

میں نے منت مان لی ہے کہ میں خلوت سے کبھی — باہر نہیں نکلونگا، جب تک یہ بدن زندہ ہے

زانکہ در خلوت ہر آنچہ تن کند — نز برای روی مرد و زن کند

اسلئے کہ خلوت میں بدن جو کچھ کرتا ہے — وہ مرد و عورت کے دکھاوے کیلئے نہیں کرتا ہے

جنبش و آرامش اندر خلوتش — جز برای حق نباشد نیتش

خلوت میں اس کی حرکت اور سکون — اللہ (تعالیٰ) کے سوا کیلئے اسکی نیت نہیں ہوتی ہے

ایں جہادِ اکبر است آں اصغر است — ہر دو کارِ رستم است و حیدر است

یہ بڑا جہاد ہے، وہ چھوٹا جہاد ہے — دونوں کام، رستم اور حیدرؓ کے ہیں

کارِ آنکس نیست کو را عقل و ہوش — پر دازد تن چوں بجنبد دُمِ موش

اس شخص کا کام نہیں ہے کہ جسکی عقل اور ہوش — بدن سے پرواز کر جائے جب چوہے کی دُم ہلے

کارِ آنکس نیست ایں سودا و جوش — کو ز موش و جنبشش گم کرد ہوش

یہ جنون اور جوش اس کا کام نہیں ہے — جو چوہے اور اسکے ہلنے سے ہوش گنوا دے

آنچناں کس را بباید چوں زناں — دور بودن از مصاف و از سناں

ایسے شخص کو عورتوں کی طرح چاہئے — میدانِ جنگ اور نیزے سے دور رہنا

[1] نفس۔ نفس نے جواب دیا تو مجھے یہاں پہنچ کشی میں روز کافروں کی طرح قتل کرتا ہے۔ آہ کس۔ یہاں تنہائی میں میرے قتل سے کوئی واقف نہیں ہوتا ہے در غزا۔ جہاد میں مروں گا تو یکبارگی مر جاؤنگا اور لوگ بھی میری جان نثاری کو دیکھ لیں گے۔

[2] گفتم۔ میں نے نفس سے کہا تو نفاق کے ساتھ جیا اور اب لوگوں کے دکھاوے کے لئے جہاد کر کے منافق کی موت مرنا چاہتا ہے۔ خوار۔ تو دونوں جہانوں میں ذلیل ہوگا۔ مرائی۔ ریاکار۔ خلوت۔ تنہائی کی عبادت ریاکاری سے خالی ہوتی ہے۔ ایں جہادِ اکبر۔ خلوت میں چلہ کشی جہادِ اکبر ہے جو حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا کام ہے۔

[3] جہادِ اصغر۔ دشمن سے لڑنا، یہ بہادر اور رستم کا کام ہے۔ کارِ آنکس۔ جہادِ اکبر اور جہادِ اصغر اس بزدل کا کام نہیں ہے جو چوہے کی دُم سے ڈرے۔ آنچناں۔ اس شخص کو عورتوں کی طرح خانہ نشیں ہو جانا چاہئے

صوفیے آں صوفیِ ایں اینت حیف — آں ز سوزن کشتہ ایں را طعمہ سیف

ایک صوفی وہ ہے ایک صوفی یہ ہے عجب افسوس ہے — وہ سوئی کا مقتول اس کی خوراک تلوار ہے

نقشِ صوفی باشد او را نیست جاں — صوفیاں بدنام ہم زیں صوفیاں

وہ صوفی کی تصویر ہے اُسمیں جان نہیں ہے — اِن صوفیوں سے، صوفی بھی بدنام ہیں

بر در و دیوار جسمِ گِل سرشت — حق ز غیرت نقشِ صد صوفی نوشت

مٹی کے بنے ہوئے جسم کے در و دیوار پر — اللہ تعالیٰ نے غیرت سے سیکڑوں صوفیوں کی تصویریں بنائیں

تا ز سحر آں نقشہا جنباں شود — تا عصایِ موسوی پنہاں شود

تاکہ وہ تصویریں جادو سے متحرک رہیں — جب تک موسوی عصا مخفی رہے

نقشہا را می خورد صدقِ عصا — چشمِ فرعونی ست پُر گرد و حصا

ان تصویروں کو لاٹھی کی سچائی نگل جاتی ہے — فرعونی آنکھ ہے جو گرد اور کنکریوں سے پُر ہے

حکایتِ مجاہدِ دیگر و جانبازیِ او در غزا

دوسرے مجاہد، اور جہاد میں اُس کی جان بازی کی حکایت

صوفیِ دیگر میانِ صفِ حرب — اندر آمد بست بار از بہرِ ضرب

جنگ کی صف میں ایک دوسرا صوفی — تلوار بازی کے لئے بیچ بار آیا

با مسلماناں بکا فر وقتِ کر — وانگشت او با مسلماناں بفر

مسلمانوں کیساتھ (ہوتا تھا) کافر پر حملہ کیوقت — فرار کے وقت وہ مسلمانوں کیساتھ نہ پلٹتا تھا

زخم خوردو بست زخمے را کہ خود — بارِ دیگر حملہ آورد و نبرد

زخم کھاتا اور جو زخم کھاتا اُس کی بندش کرتا — دوسری بار حملہ اور جنگ شروع کرتا

تا نمیرد تن بیک زخم از گزاف — تا خود او بیست زخم اندر مصاف

تاکہ جسم ایک زخم سے خواہ مخواہ نہ مرجائے — یہانتک کہ وہ جنگ میں بیس زخم کھائے

حیفش آمد کہ بزخمے جاں دہد — جاں ز دستِ صدق او آساں رہد

اُسکو افسوس ہوتا کہ وہ ایک زخم سے جان دیدے — جان اسکی سچائی کے ہاتھ سے آسانی سے چھوٹ جائے

حکایتِ آں مجاہد کہ از ہمیانِ سیم ہر روز یک درم در خندق

اُس مجاہد کی حکایت جو چاندی کی تھیلی سے ہر روز ایک درہم خرچ کرکر خندق میں

انداختے بتفاریق از بہرِ ستیزۂ حرص و آرزوی نفس

پھینک دیتا نفس کی آرزو اور لالچ سے جنگ کے لئے

ا آں۔ یعنی وہ صوفی جو دست بستہ کافر سے مغلوب ہوگیا ہیں۔ یعنی حضرت عیسیٰ نقش۔ وہ بزرگ صوفی صوفیوں کو بدنام کرنے والا ہے۔ بر در۔ انسانی جسم کی دیوار پر اللہ تعالیٰ نے غیرت کیوجہ سے بہت سے صوفیوں کی تصویریں بنادی ہیں تاکہ اسکے محبوب صوفی ان تصویروں میں مخفی رہیں۔

۲ تا ز سحر۔ یہ تصویریں بعض جادوگری سے متحرک ہیں اور صوفیانہ حرکات کر رہی ہیں یہ اسی وقت تک ہے جب تک حقیقی صوفی جلوہ گر نہیں ہوتا ہے اُس کی جلوہ گری ان سب کو ہضم کر جائے گی۔

حکایت۔ اس میں بھی ایک صوفی کی بہادری کے کارنامے ذکر کئے ہیں۔ ضرب۔ تلوار بازی کر۔ اقدامی حملہ۔ فر۔ پسپائی۔

۳ زخم۔ اس کے ایک زخم لگتا تو فوراً مرہم پٹی کرکے حملہ آور ہوجاتا تاکہ ایک ہی زخم سے موت نہ آجائے۔ حکایت۔ جس طرح پہلے مجاہد یکبارگی مرنا نہ چاہتے تھے بلکہ بار بار زخم کھاکر جان دینا چاہتے تھے اسی طرح یہ مجاہد یکبارگی سرمایہ تلف نہ کرتے تھے بلکہ نفس کو بار بار تکلیف پہنچانے کے لئے روز مرہ ایک درہم تلف کرتے تھے۔

وسوسۂ نفس کہ چوں می اندازی بخندق بارے یک بار

اور نفس کی تمنا یہ کہ تو جب کہ خندق میں پھینکتا ہے، اب ایک بار

بیند از تا خلاص یابم کہ الیأس احدی الراحتین واو

پھینکے تاکہ میں چھٹکارا پا جاؤں، کیونکہ مایوسی بھی دو راحتوں میں سے ایک راحت ہے اور وہ

میگفت مر نفس را کہ ترا ایں راحت ہم ندہم

نفس سے کہتا تھا کہ میں تجھے یہ راحت بھی نہ دوں گا

آں یکے بودش بکف در چل درم — ہر شب افگندے یکے در آب یم

ایک (صوفی) کے ہاتھ میں چالیس درہم تھے — وہ ہر رات کو ایک دریا کے پانی میں پھینکدیتا

تا کہ گردد سخت بر نفس مجاز — در تانی در دجاں کندن دراز

تاکہ جھوٹے نفس پر سخت بن جائے — جان کنی کا دراز درد اسست روی میں

نفس او فریاد کردے ہر شبے — در فتادے زار در تاب و تبے

اس کا نفس ہر رات کو فریاد کرتا — تکلیف اور مصیبت میں لاغر ہوتا

کیں چرا می نفگنی یک بارگی — کشتیم در غصہ و بیچارگی

کہ تو ایک بار کیوں نہیں پھینک دیتا ہے؟ — تو نے مجھے رنج اور مجبوری میں مار ڈالا

بہر حق یکبارگی بگذار دین — نفس را کالیأس احدی الراحتین

خدا کے لئے ایک مرتبہ میں قرض اتار دے — نفس کا، کیونکہ مایوسی دو راحتوں میں ایک ہے

او نگشتے ملتفت مر نفس را — ہمچنیں کشتے مر او را در عنا

وہ نفس کی جانب متوجہ نہ ہوتا — اس کو اسی طرح مصیبت میں مارتا

ہمچنیں آں صوفی اندر صف جنگ — بہر حق بگرفتہ بد بر نفس تنگ

اسی طرح اس صوفی نے جنگ کی صف میں — اللہ تعالیٰ کیلئے نفس پر سخت گرفت کر رکھی تھی

با مسلماناں بکرا و پیش رفت — وقت فر او وانگشت از خصم لفت

حملہ کے وقت مسلمانوں کے ساتھ وہ آگے بڑھتا — پسپائی کے وقت دشمن سے جلد پیچھے نہ ہٹتا

زخم دیگر خورد آں را ہم بہ بست — بیست کرت رمح و تیر از وے شکست

دوسرا زخم کھایا اس کو بھی باندھا — بیس مرتبہ نیزے اور تیر اس پر ٹوٹے

بعد ازاں قوت نماند افتاد پیش — مقعد صدق او ز صدق عشق خویش

اسکے بعد طاقت نہ رہی، سامنے گر گیا — اپنی سچائی کی جگہ میں اپنے عشق کی سچائی کیوجہ سے

لہ الیأس۔ مقصد پورا ہونے سے بھی راحت ملتی ہے اور مقصد سے بالکل مایوس ہونے سے بھی نفس کو راحت ملتی ہے۔ یم۔ دریا مجاز۔ یعنی حقیقت سے غافل تانی۔ آہستہ روی۔ نفس۔ اس صوفی کا نفس درہم کو دریا میں پھینکنے کی وجہ سے ہر شب فریاد کرتا۔

ے کیں۔ اور یہ کہتا کہ درہموں کو پھینکنا ہے تو ایک دفعہ پھینک دے۔ کشتیم۔ تو اس کشتی کا لیا۔ عنا۔ اگر یکبارگی مایوسی ہو جائے تو سکون مل جاتا ہے۔ مشقت۔ متوجہ ہونا۔ مشقت۔ محنت۔ اسی طرح اس صوفی نے نفس کی گرفت کر رکھی تھی ایک زخم کھا کر شہید نہ ہونا چاہتا تھا۔

ھ با مسلماناں۔ مسلمانوں کے حملہ کے وقت آگے بڑھتا لیکن پسپائی کے وقت جلد پسپا نہ ہوتا۔ دشمن کے مقابلے میں جما رہتا۔ کرت۔ مرتبہ۔ رمح۔ نیزہ۔ مقعد صدق۔ قرآن پاک میں نیکوں کی روحوں کے بارے میں ہے وہ سچائی کی جگہ ہوں گی صاحب قدرت خدا کے پاس۔

صِدقِ[1] جاں دادن بود ہیں سابقُوا — انبیٰ بر خواں رجالٌ صَدَقُوا

سچائی، جان دیدینا ہوتی ہے، خبر دار! آگے بڑھو — قرآن میں ہے رِجَالٌ صَدَقُوا پڑھ لے

ایں ہمہ مُردن نہ مرگِ صورتست — ایں بدن مر روح را چوں آلتست

یہ کامل موت نہ صرف جسم کی موت ہے — یہ بدن، روح کے لئے آلہ کی طرح ہے

اے بسا خامے کہ ظاہر خویش ریخت — لیک نفسِ زندہ آں جانب گریخت

بہت سے ناقص ہیں کہ انھوں نے اپنا ظاہر (جسم) بہادیا — لیکن زندہ نفس اُس جانب بھاگ گیا

آلتش[2] بشکست و رہزن زندہ ماند — نفس زندہ است ارچہ مرکب خوں فشاند

اُس کا آلہ ٹوٹا اور ڈاکو زندہ رہا — نفس زندہ ہے اگرچہ سواری نے خون چھڑک دیا

اسپ کُشت و رہ نرفت آں خیرہ سر — ماند خام و زشت از حق بے خبر

گھوڑا مار ڈالا اور اس بیوقوف نے راستہ نہ کیا — اللہ تعالیٰ سے بے خبر کچا اور بھدا رہ گیا

گر بہر خونریزیِ گشتے شہید — کافرِ کُشتہ بُدے ہم بوسعید

اگر ہر خون بہانے سے شہید بنجایا کرتا — مقتول کافر بھی بوسعید ہوتا

اے بسا نفسِ شہیدِ معتمد — مُردہ در دنیا چو زندہ میرود

بہت سے بھروسے کے شہید نفس ہیں — مرے ہوئے، دنیا میں زندہ کیطرح چلتے پھرتے ہیں

رُوحِ رہزن مُرد و تن کہ تیغ اوست — ہست باقی در کفِ آں غزو دوست

ڈاکو نفس مرگیا اور جسم جو کہ اُس کی تلوار ہے — جہاد کے شائق کے ہاتھ میں باقی ہے

تیغ آں تیغست مرد آں مرد نیست — لیک ایں صورت ترا حیراں کنیست

تلوار وہی تلوار ہے، مرد وہ مرد نہیں ہے — لیکن یہ صورت تجھے حیران کرنیوالی ہے

نفس چوں مبدل شود ایں تیغِ تن — باشد اندر دستِ صُنعِ ذوالمنن

نفس جب بدل جاتا ہے، یہ جسم کی تلوار — اللہ (تعالیٰ) کی کاریگری کے ہاتھ میں ہوتی ہے

آں یکے مردیست کو تش جملہ رُد — ویں دگر مردے میاں تی ہمچو گرد

ایک وہ مرد ہے جسکی ساری خوراک درد ہے — اور یہ دوسرا مرد ہے جسکی کمر گرد کیطرح خالی ہے

صفتِ کردنِ مردِ عمّار و نمودنِ صورتِ کنیزکِ مصوّر

ایک چنفطور کا خوبی بیان کرنا اور کاغذ پر بنی ہوئی ایک لونڈی کی تصویر دکھانا

کو چلتا پھرتا دیکھنا چاہے وہ ابوبکرؓ کو دیکھ لے۔ مدقع جو نفس طاہر زن تھا وہ مرگیا ہے اُسکی جو تلوار تھی یعنی جسم وہ اس مجاہد کے ہاتھ میں باقی ہے۔ تیغ۔ یعنی جسم تو وہی ہے لیکن اب وہ شخص نہیں ہے وہ اپنے آپکو فنا کرکے بقا باللہ حاصل کرچکا ہے۔ نفس۔ اگرچہ وہ شخص نہیں رہا لیکن اب یہ تلوار اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت سے کام کرتی ہے۔

[1] صدق۔ پس آیت میں جو صدق آیا ہے اُسکا مطلب اللہ کے راستہ میں جان دیدینا ہے۔ صَدَقُوا۔ قرآن پاک میں ہے مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ یعنی بعض مومن وہ ہیں جنھوں نے اس عہد کو سچا کر دکھایا جو انھوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا یعنی راہِ خدا میں شہید ہوگئے۔ ایں ہمہ۔ راہِ خدا میں مرنا، جسم کا مرنا نہیں ہے کیونکہ یہ تو روح کا ایک آلہ ہے بلکہ اوصاف رزیلہ کا ازالہ اور نفس کو مارنا ہے۔ اے بسا۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو جہاد میں مرتے ہیں لیکن اُن کا نفس زندہ رہتا ہے تو وہ راہِ خدا میں نہیں مرے۔

[2] آلتش۔ نفس کا زندہ رہنا اور جسم کا مرجانا تو ایسا ہی ہے جیسے ڈاکو زندہ رہے اور اُس کا ہتھیار یا گھوڑا فنا ہوجائے۔ اسپ۔ اس شخص کی مثال تو اُس شخص کی سی ہے جو منزل پر پہنچنے سے پہلے گھوڑے کو مار ڈالے۔ گر بہر خونریزی۔ اگر محض خون بہادینا شہادت ہو تو ہر کافر جو جنگ میں مرے اُسکو شہید کہو۔ بوسعید نیک بخت یا حضرت ابوسعید ابوالخیرؒ

[3] اے بسا۔ جن لوگوں نے نفس کشی کرکے اپنا نفس مُردہ ہوچکا ہے لیکن وہ دنیا میں زندہ جیتے پھرتے ہیں حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ جو کسی مُردہ

ق نبی۔ عالی۔

در کاغذ و عاشق شدن خلیفۂ مصر بر نقش آں کاغذ و فرستادن

تصویر دکھانا اور اس کاغذ کی تصویر پر مصر کے خلیفہ کا عاشق ہو جانا اور خلیفہ کا ایک

خلیفہ امیرے با سپاہِ گراں بدرِ موصل و قتل و ویرانی

سردار کو بھاری لشکر کے ساتھ موصل کے دروازے پر بھیجنا اور اس مقصد کیلئے بہت

بسیار کردن بہر ایں غرض

قتل اور تباہی کرنا

مر خلیفۂ مصر را غماز[1] گفت — کہ شہِ موصل بحورے گشت جفت

چغلخور نے مصر کے خلیفہ سے کہا — کہ موصل کے بادشاہ کو ایک حور مل گئی ہے

یک کنیزک دارد اُو اندر کنار — کہ بعالم نیست مانندش نگار

وہ آغوش میں ایک کنیز رکھتا ہے — اس جیسی حسینہ دنیا میں نہیں ہے

در بیاں ناید کہ حُسنش بیحد ست — نقشِ اُو اینست کاندر کاغذ ست

بیان نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کا حسن بیحد ہے — اس کی تصویر یہ ہے جو کاغذ پر ہے

نقش در کاغذ چو دید آں کیقباد — خیرہ گشت و جام از دستش فتاد

اس بادشاہ نے کاغذ پر اس تصویر کو دیکھا — حیران ہو گیا اور اس کے ہاتھ سے جام گر گیا

پہلوانے[2] را فرستاد آں زماں — سُوئے موصل با سپاہِ بس گراں

فوراً ایک بہادر کو بھیج دیا — بہت بھاری لشکر کے ساتھ موصل کی جانب

گفت اگر ند ہد بتو آں ماہ را — بر کُن از بن آں در و درگاہ را

کہا اگر وہ اس چاند کو تیرے حوالے نہ کرے — اس در اور درگاہ کو جڑ سے اکھاڑ ڈال

ور دہد ترکش کُن و مہ را بیار — تا کشم[3] من بر زمیں مہ در کنار

اور اگر دے دے اس کو چھوڑ اور چاند کو لے آ — تاکہ میں چاند کو زمین پر بغل میں لوں

پہلواں شد سُوئے موصل با حشم — با ہزاراں رستم و طبل و علم

بہادر خادموں کے ساتھ موصل کی جانب روانہ ہوا — ہزاروں بہادروں، ڈنکوں اور جھنڈے کے ساتھ

چوں ملخہائے عدد بر گرد گشت — قاصدِ اہلاکِ اہلِ شہر گشت

گنتی کے پروں والی ٹڈیوں کی طرح — شہریوں کے ہلاک کرنے کا ارادہ کرنے والا بنگیا

ہر نواحے منجنیقے از نبرد — ہمچو کوہِ قاف اُو بر کار کرد

جنگ کے لئے ہر جانب ایک گوپھن — کوہ قاف جیسی اس نے کام پر لگا دی

[1] غماز: چغلخور۔ مخبر۔ یعنی موصل کے بادشاہ کے پاس ایک حور صفت لڑکی ہے۔ کیقباد: پہلوی نگار حسین۔ کیقباد کے معنی عادل قباد، بمعنی برحق۔ شاہ ایران کا نام ہے جو بڑا عیاش تھا اور ننوسال اس نے حکومت کی اب معلقۂ منصف بادشاہ کے معنی میں بولا جاتا ہے۔

[2] پہلوانے: شاہ مصر نے بہادر سردار کو بھاری لشکر دے کر موصل روانہ کر دیا۔ طبل: نقارہ۔ علم: جھنڈا۔

[3] تا کشم: وہ آسمان کا چاند ہے جس میں اس سے زمین پر منتقل ہوں گا۔ رستم: مطلقاً پہلوان۔ ہمچو کوہ: اس سردار نے موصل کے چاروں طرف گوپھنیں آویزاں کر دیں جو کوہ قاف کی طرح حلقہ تھیں۔

زخمِ تیر و سنگہای منجنیق — تیغہا در گرد چوں برق از بریق[1]
تیروں کے زخم اور گوپھن کے پتھر — غبار میں تلواریں چمک کر جیسے بجلی کی طرح

ہفتۂ کرد ایں چنیں خونریز گرم — برجِ سنگیں مست شد چوں موم نرم
ایک ہفتہ اُس نے اسی طرح خونریزی گرم رکھی — پتھریلا برج، نرم موم کی طرح کمزور پڑ گیا

شاہِ موصل دید پیکارِ مہول — پس فرستاد از دروں پیشِ رسول
موصل کے بادشاہ نے خوفناک جنگ دیکھی — تو اندر سے اُس کے پاس قاصد بھیجا

کہ چہ[2] میخواہی ز خونِ مؤمناں — کشتہ میگردند زیں حربِ گراں
کہ مومنوں کی خونریزی سے تو کیا چاہتا ہے؟ — جو اب بھاری جنگ سے مر رہے ہیں

گر مرادت مُلک و شہرِ موصل ست — بے چنیں خونریزیانت حاصل ست
اگر تیرا مقصود، ملک اور موصل شہر ہے — بغیر خونریزی کے یہ تجھے حاصل ہے

من ز روم بیرونِ شہر اینک درآ — تا نگیرد خونِ مظلوماں ترا
میں شہر سے باہر چلا جاتا ہوں تو اندر آجا — تاکہ مظلوموں کا خون تجھے نہ پکڑے

ور مرادت مال و زر و گوہر ست — ایں ز مُلک و شہر خود آساں تر ست
اگر تیرا مقصد مال اور سونا اور جواہر ہیں — یہ سلطنت اور شہر سے خود آسان ہیں

ہر چہ می باید ترا از سیم و زر — میفرستم چیست ایں آشوب[3] و شر
تجھے جو چاندی اور سونا چاہیئے — میں بھیجتا ہوں یہ فتنہ اور شر کیا ہے؟

ایثار کردنِ صاحبِ موصل آں کنیزکِ خود را بخلیفۂ مصر
موصل کے حاکم کا اپنی لونڈی کو خلیفۂ مصر کو دے دینا تاکہ مسلمانوں

تا خوں ریزیِ مسلماناں زیادہ نہ شود
کی خونریزی زیادہ نہ ہو

چوں رسول آمد بہ پیشِ پہلواں — گفت پیغامِ مَلِک اندر زماں
جب قاصد، پہلوان کے سامنے آیا — اُس نے فوراً بادشاہ کا پیغام پہنچا دیا

گفت من مُلک میخواہم نہ مال — لیک میجویم یکے صاحب جمال
اُس نے جواب دیا میں ملک چاہتا ہوں، نہ مال — لیکن ایک حسین کو جویاں ہوں

داد کاغذ اندرو نقش و نشاں — گفت پیشش بر بگو او را عیاں
اُس نے کاغذ دیا جس میں تصویر اور علامات تھی — کہا اُسکے سامنے اُسکو صاف بتا دے

[1] بریق: چمک۔ بجلی۔ سنگیں: یعنی اُس موصل کے بادشاہ کا قلعہ موم کی طرح بن گیا۔ مہول: خوفناک۔ رسول: قاصد

[2] کہ چہ: موصل کے بادشاہ نے قاصد کے ذریعہ پہلوان سے کہلایا کہ حملے سے تیرا کیا مقصد ہے۔ اینست: یہی ترا: ایں ز ملک: جب میں سلطنت چھوڑنے کو تیار ہوں تو روپیہ پیسہ دینا تو بہت آسان ہے۔

[3] آشوب: فتنہ، ہلکت۔ یعنی موصل کا بادشاہ گفت: پہلوان نے کہا۔ صاحب جمال: یعنی لونڈی۔

کاندریں[1] کاغذ نگر چہ صورتست — زود بفرستش کہ ملک و جانت رست

کہ اس کاغذ میں دیکھ کیا تصویر ہے — انکو جلد بھیجدے تاکہ تیری سلطنت اور جان بچ جائے

بنگر اندر کاغذ ایں را طالبم — ہیں بدہ ورنہ کنوں من غالبم

کاغذ میں دیکھ لے۔ میں اس کا طلبگار ہوں — خبردار! دیدے ورنہ اب میں غالب ہوں

چوں رسولش باز گشت و گفت حال — داد کاغذ را و بنمود آں مثال

جب اس کا قاصد واپس ہوا اور حالت بتائی — اس نے کاغذ دیا اور وہ تصویر دکھائی

گشت معلومش چہ گفت آں شاہِ نر — صورتے کم گیر و زود ایں را ببر

اس کو معلوم ہو گیا تو اس بہادر شاہ نے کیا کہا؟ — ان نے ایک (حسین) صورت نہ لی اور جلد اسکو لیجا

من[2] نیم در عہدِ ایماں بُت پرست — بُت برآں بُت پرست اولیٰ ترست

میں ایمان کے عہد میں، بُت پرست نہیں ہوں — بُت اس بُت پرست کی بغل میں زیادہ بہتر ہے

با تبرک داد دختر را و برد — سوئے لشکرگاہ و در ساعت سپرد

اس نے لونڈی مع تحفہ کے دی، اور وہ لیگیا — لشکرگاہ کی جانب، اور فوراً سپرد کر دی

چونکہ آوردش رسول آں پہلواں — گشت عاشق بر جمالش آں زماں

جب قاصد اس کو لایا، وہ سردار — فوراً اس کے حسن پر عاشق ہو گیا

عشق بحرے آسماں بر وے کفے — چوں زلیخا در ہوائے یوسفے

عشق ایک سمندر ہے آسمان اس پر ایک جھاگ ہے — جیسے کہ زلیخا، یوسفؑ کے عشق میں تھی

دور گردوں نہاز موجِ عشق داں — گر نبودے عشق بفسردے جہاں

آسمانوں کی گردش عشق کی موج سے ہے — اگر عشق نہ ہوتا تو جہان ٹھٹھر جاتا

کے جمادے[3] محو گشتے در نبات — کے فدائی روح گشتے نامیات

جماد، نبات میں کب فنا ہوتا؟ — نمو پانے والیاں، روح پر کب فدا ہوتیں؟

روح کے گشتے فدائی آں دمے — کز نسیمش حاملہ شد مریمے

روح اس دم پر کب فدا ہوتی؟ — جس کی نسیم سے مریم حاملہ ہوئیں

ہر یکے بر جا ترنجیدے چو یخ — کے پریدے پراں و جویاں چوں ملخ

ہر ایک اپنی جگہ برف کی طرح سکڑ جاتا — ٹڈی کی طرح کب پرواز اور جستجو میں ہوتا؟

ذرہ ذرہ عاشقانِ آں جمال — می شتابد در علو ہمچوں نہال

ذرہ ذرہ اس حسن کا عاشق ہے — پودے کی طرح بلندی کی جانب دوڑتا ہے

[1] کاندریں یعنی اپنے بادشاہ سے کہہ دے کہ اس کاغذ پر جس کی تصویر ہے اس کو ہمیں دیدے تب تیری نجات ہوگی۔ آں مثال یعنی لونڈی کی تصویر۔ گشت معلوم۔ جب شاہ موصل کو بہادری خواہش کا علم ہو گیا تو اس نے کہا شاہ نر یعنی شاہ موصل۔ صورت۔ یعنی اگر ایک لونڈی نہ رہی تو کیا ہوا۔

[2] من نیم۔ شاہ موصل نے کہا میں بُت پرست نہیں ہوں لہٰذا یہ بُت لونڈی شاہ مصر بُت پرست کے لئے مناسب ہے۔ چونکہ۔ جب قاصد لونڈی کو لے کر آیا تو یہ پہلوان اس پر عاشق ہو گیا۔ عشق۔ عشق الٰہی، صوفیاء ذات الٰہی مراد لیتے ہیں۔ زلیخا۔ آسمان کی تشبیہ ہے۔ یوسفؑ۔ حضرت حق کی تشبیہ ہے۔ دور گردوں۔ تمام کائنات کی حرکت کا سبب عشق ہے جو اس میں پنہاں ہے ورنہ کائنات درجۂ کمال کو نہ پہنچتی۔

[3] جمادے۔ جماد اپنے آپ کو نبات میں فنا کرتا ہے۔ یعنی پانی سے نباتات غذا حاصل کر کے بڑھتی ہیں۔ روح۔ اس نفس پر قربان ہوتی جس سے حضرت مسیحؑ کی پیدائش ہوئی۔ ہر یکے۔ اگر عشق کی تحریک نہ ہو تو ہر چیز ٹھٹھر کے رہ جائے۔ ذرہ کا اشارہ کا ہر ذرہ کمال کا خواہاں ہے۔

سَبَّحَ[1] اللّٰہ ہست آں اشتاب شاں
تنقیہ تن می کنند از بہرِ جاں

اُن (ذروں) کی تیز روی اللہ کی تسبیح ہے
جو جان کے لئے جسم کو صاف کرتے ہیں

پہلواں چہ را چورہ پنداشتہ
شورہ اش خوش آمد و حب کاشتہ

سردار نے جب کنویں کو راستہ سمجھ لیا
شوریلی زمین اس کو بھلی معلوم ہوئی اور دانہ بو دیا

چوں[2] خیالے دید آں خفتہ بخواب
جمع شد با آں واز وے رفت آب

جیسا کہ سونے والے نے نیند میں ایک خیال دیکھا
اس کے ساتھ جماع کیا اور اس کی منی بہہ نکلی

چوں بجست از خواب و شد بیدار زود
دیدکاں لعبت بہ بیداری نبود

وہ جب نیند سے اٹھا اور جلد بیدار ہو گیا
دیکھا کہ وہ گڑیا بیداری میں (موجود) نہ تھی

گفت بر ہیچ آب خود بردم دریغ
عشوۂ آں عشوہ دہ خوردم دریغ

اس نے کہا افسوس ہے میں نے معدوم پیداہی منی بہائی
افسوس ہے اس فریب دینے والے کا میں نے فریب کھایا

پہلوانِ تن بدآں مردی نداشت
تخم مردی در چناں ریگے بکاشت

جسم کا پہلوان تھا، انسانیت نہ رکھتا تھا
اس نے انسانیت کا بیج ایسے ریت میں بو دیا

مرکبِ عشقش دریدہ صد لگام
نعرہ میزد لا اُبالی کالحمام

اس کے عشق کی سواری نے سو لگام توڑ دیئے
وہ نعرہ مارتا تھا، موت کی پروا نہیں کرتا ہوں

ایش[3] اُبالی بالخلیفہ فی الھوی
استوی عندی وجودی والسوی

میں محبت کے معاملہ میں خلیفہ کی کیا پروا کرتا ہوں
میرے نزدیک میرا وجود اور ہلاکت یکساں ہو

ایں چنیں سوزاں و گرم آخر مکا
مشورت کن با یکے دانستہ کار

ایسی سوزش اور گرمی سے بیج نہ بو
کسی جانکار سے مشورہ کرلے

مشورت کو عقل کو سیلاب آز
در خرابی کرد ناخنہا دراز

مشورہ کہاں، عقل کہاں، حرص کے سیلاب نے
تباہی کے لئے ناخون دراز کرلئے ہیں

بین[4] ایدی سد و سوئے خلف سد
پیش و پس کے بیند آں مفتونِ خد

سامنے دیوار ہے اور پیچھے کی جانب دیوار ہے
وہ رخسار کا عاشق آگے پیچھے کب دیکھتا ہے!

آمدہ در قصدِ جاں سیلِ سیاہ
تا کہ روبہ افگند شیرے بچاہ

کالا سیلاب، جان کے ارادہ سے آچکا ہے
تاکہ لومڑی شیر کو کنویں میں گرادے

از چہے بنمود معدومے خیال
تا در اندازد اسود را بجال

ایک معدوم خیال کنویں سے نمودار ہوا
تاکہ پہاڑ جیسے شیروں کو اندر گرادے

---

[1] تسبیح اللہ۔ قرآن پاک میں ہے یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی آسمان اور زمین کا ذرہ ذرہ اللہ کی تسبیح خوانی ہے یہ اس کی تسبیح اُن کے عشق کی دین ہے اور اس کے ذریعہ وہ جان کے لئے جسم کو فنا کرتے ہیں۔ پہلوان۔ پہلوان حقیقی عشق کو نہ سمجھا اور لونڈی پر عاشق ہو گیا اس نے کنویں کو صاف راستہ سمجھ لیا۔

[2] چوں خیالے۔ وہ پہلوان غیر حقیقت کو حقیقت سمجھ بیٹھا جس طرح انسان خواب میں بے حقیقت چیزیں سے جماع کر ڈالتا ہے اور اپنا مادہ ضائع کرتا ہے اور بیدار ہو کر پھر افسوس کرتا ہے۔ تخم مردی۔ یعنی عشق۔ ریگے۔ یعنی لونڈی۔ نعرہ۔ یعنی اگرچہ لونڈی سے عشق کرنے میں اندیشہ ہے کہ شاہ مصر قتل کرا دیگا لیکن مجھے موت کی پروا نہیں ہے۔

[3] ایش۔ ای شئ۔ کیچیز۔ اُبالی۔ عشق۔ الخلیفہ۔ ہلاکت۔ سنگار۔ کیت کاری نہ کر۔ مشورت کو۔ پہلوان پر تو ایسا سوار تھا وہ کہاں مشورہ کر سکتا تھا۔ مفتون خد۔ رخسار کے عاشق کو آگے پیچھے نظر نہیں آتا۔ آمدہ۔ جب تباہی آتی ہے تو لومڑی شیر کو کنویں میں گرا دیتی ہے جیسا کہ پہلے دفتر میں بیان ہو چکا ہے۔ از چہے۔ جیسے دفتر میں لومڑی و رفیقہ کے قصہ میں گذرا ہے کہ شیر کو اپنا عکس کنویں میں شیر نظر آیا اور وہ اس سے لڑنے کیلئے

هیچ کس را با زناں محرم مدار — کہ مثال ایں دو پنبہ است و شرار

کسی کو عورتوں کا محرم نہ بنا — کہ ان دونوں کی مثال روئی اور چنگاری کی ہے

آتشے باید نشستہ زاب حق — ہمچو یوسف مُعتصم اندر رہق

خدا کے پانی سے آگ بجھی ہوئی ہونی چاہیے — جیسے کہ معصوم یوسفؑ جوانی میں

کز زلیخائے لطیف سرو قد — ہمچو شیراں خویشتن را وا کشد

کہ حسین سرو قد زلیخا سے — شیروں کی طرح اپنے آپ کو کھینچ لیا

نفس خود را کے تواں کردن زبوں — جز بامداد عقول ذو فنوں

اپنے نفس کو مغلوب کب کیا جا سکتا ہے — اہل کمال کی عقلوں کی امداد کے بغیر

جانب اتمام قصہ باز راں — کایں سخن پایاں ندارد پہلواں

قصہ کو پورا کرنے کی جانب چل — اے پہلوان اس بات کا خاتمہ نہیں ہے

مراجعت کردن پہلوان از موصل بجانب مصر و صحبت او در راہ با کنیزک

پہلوان کا موصل سے مصر کی جانب واپس ہونا اور راستہ میں اس کا لونڈی سے ہمبستر ہونا

بازگشت از موصل و میشد براہ — تا فرود آمد بہ بیشہ و مرجگاہ

وہ موصل سے لوٹا اور راستہ پر روانہ ہوا — یہاں تک کہ اس نے جنگل اور چراگاہ میں پڑاؤ کیا

آتش عشقش فروزاں آں چناں — کہ ندانست او زمیں از آسماں

اس کے عشق کی آگ اس طرح بھڑک رہی تھی — کہ وہ زمین اور آسمان میں فرق نہ کر سکتا تھا

قصد آں مہ کرد اندر خیمہ او — عقل کو و از خلیفہ خوف کو

اس نے خیمہ میں چاند کا قصد کیا — عقل کہاں تھی اور خلیفہ کا ڈر کہاں؟

چوں زند شہوت دریں وادی شرار — عقل را سوزد دراں شعلہ چو خار

جب شہوت اس میدان میں آگ لگا دیتی ہے — عقل کو کانٹے کی طرح اس شعلے میں جلا دیتی ہے

چوں زند شہوت دریں وادی دہل — چیست عقل تو مجل ابن الفجل

جب شہوت اس میدان میں ڈھول بجا دیتی ہے — تو اے ابن الفجل، ذلیل کے بیٹے! تیری عقل کیا ہے؟

صد خلیفہ گشتہ کمتر از مگس — پیش چشم آتشینش آں نفس

سیکڑوں خلیفہ مکھی سے کم بن گئے — اس وقت نفس کی شعلہ بار آنکھوں کے سامنے

لہ ہیچ کس۔ یہ خرابی اس لئے آئی کہ شاہ مصر نے پہلوان کو لونڈی کا محرم بنایا تھا۔ یہ آگ صرف اللہ تعالیٰ کا آب رحمت بجھا سکتا ہے۔ یوسف۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کو بچایا۔ معتصم۔ معصوم۔ رہق۔ طرح طرح کا۔ شیر آں۔ حضرت یوسفؑ شیر مردوں کی طرح زلیخا سے بچ گئے۔

لہ نفس کو کسی شیخ کے مشورے سے ضبط کیا جا سکتا ہے۔ بازگشت۔ پہلوان لونڈی کو لے کر مصر سے چلا تو ایک جنگل اور چراگاہ میں اس کا پڑاؤ ہوا۔ آتش۔ اس کے عشق کی آگ اس قدر بھڑکی ہوئی تھی کہ وہ اندھا ہو رہا تھا۔ قصد آں۔ وہ عشق سے مجبور ہو کر لونڈی کے خیمہ میں گھس گیا۔ اب نہ اس میں عقل تھی نہ خلیفہ کا ڈر۔

لہ چوں زند۔ جب شہوت آگ لگاتی ہے تو عقل خس و خاشاک کی طرح جل جاتی ہے۔ ذہل۔ صد خلیفہ۔ خلیفہ مصر کے سیکڑوں شاہ اس کی نظر میں مکھی سے کم تھے۔

چوں بروں انداخت شلوار و نشست — درمیانِ پائے زن، آں زن[1] پرست

جب پاجامہ اُتار دیا اور بیٹھ گیا — وہ عورت پرست، عورت کی ٹانگوں کے درمیان

چوں ذکر سوئے مقرِ میرفت راست — رستخیز و غلغل از لشکر بخاست

جب ذکر سیدھا ٹھکانے کی طرف گیا — قیامت اور شور و غل لشکر سے اُٹھا

بر جہید او کون برہنہ سوئے صف — ذوالفقارِ ہمچو آتش اُو بکف

وہ ننگا صف کی جانب دوڑا — آگ جیسی تلوار ہاتھ میں لئے

دید شیرِ نر سیہ از نیستاں — بر زدہ بر قلبِ لشکر ناگہاں

اُس نے دیکھا کالے نرشیر نے جنگل سے — اچانک وسطِ لشکر پر حملہ کر دیا ہے

تازیاں چوں دیو در جوش آمدہ — صد طویلہ و خیمہ اندر ہمزدہ

عربی گھوڑے دیو کی طرح جوش میں آگئے ہیں — سیکڑوں کھاٹیاں اور خیمے درہم برہم کر دیئے

شیرِ نر گنبد ہمیکرد از لغز — در ہوا چوں موجِ دریا بیت گز

نرشیر گھسنے کے لئے جست لگا رہا تھا — فضا میں بیس گز دریا کی موج کی طرح

پہلواں مردانہ بُود و بے حذر — پیشِ شیر آمد چو شیرِ مست نر

پہلوان بہادر تھا اور بغیر خوف — مست نرشیر کی طرح شیر کے سامنے آگیا

زد بشمشیر و سرش را بر شگافت — زود سوئے خیمہ مہرو شتافت

تلوار ماری اور اُس کا سر پھاڑ دیا — حسینہ کے خیمہ کی طرف جلد دوڑ گیا

چونکہ خود را اُو بداں حور انمود — مردیِ اُو ہمچناں بر پائے بُود

جب اُس نے اپنے آپ کو اُس حور کو دکھایا — اُس کی مردی اسی طرح قائم تھی

با چناں شیرے بچالش گشتہ جفت — مردیِ اُو ماند بر پای و نخفت

ایسے شیر کے ساتھ مقابلہ میں شریک ہوا — اُس کی مردی قائم رہی اور نہ سوئی

آں بُتِ شیریں لقائے ماہرو — در عجب در ماند از مردیِ اُو

وہ بُتِ شیریں دیدار چاند سے کھڑے والی — اُس کی مردی سے تعجب میں پڑ گئی

جفت شد با اُو بشہوت آں زماں — متحد گشتند حالی آں دو جاں

وہ فوراً شہوت سے اُس سے جڑ گیا — فوراً وہ دو جانیں ایک ہو گئیں

زاتصالِ ایں دو جاں با ہمدگر — میرسد از غیب شاں جانِ دگر

اِن دونوں جانوں کے باہمی پیوست ہونے سے — غیب سے ایک دوسری جان پہنچ جاتی ہے

---

[1] زن پرست یعنی پہلوان۔ مقر یعنی لونڈی کی شرمگاہ۔ کون برہنہ یعنی ننگی حالت میں جس میں وہ لونڈی سے مصروف تھا۔ ذوالفقار یعنی تلوار۔ قید۔ اُس پہلوان نے دیکھا کہ ایک کالا نرشیر لشکر کے درمیانی حصہ پر حملہ آور ہے۔ تازیاں۔ عربی گھوڑے۔ طویلہ۔ کھاٹ۔ اصطبل۔ گنبد۔ قبہ کرو۔ چھلانگ لگا رہا تھا۔ لغز۔ لغزیدن بمعنی خزیدن۔

[2] زد۔ پہلوان نے شیر پر تلوار کا وار کیا اور اُس کا سر پھاڑ دیا اور بہت جلد اُس لونڈی کے خیمہ میں چلا گیا چونکہ جب اُس لونڈی کے پاس پہنچا تو اُس کی شہوت میں کمی کمی نہ آئی تھی۔

[3] جفت۔ جنگی رفتار۔ مردی۔ اُس کی شہوت سرد نہ پڑی تھی وہ لونڈی اُس کی مردانگی کی اِس طاقت سے حیرت میں پڑ گئی۔ جفت شد۔ ہم نے اِس کا خاص پہلوان کو قرار دیکر ترجمہ کیا ہے اگر خاص لونڈی کو قرار دیا جائے تو ترجمہ دوسرا ہوگا۔ جانِ دگر۔ یعنی ہونے والا بچہ

رُو نماید از طریقِ زادنے — گر نباشد[1] از علوقش رہزنے
جننے کے طریق پر رونما ہوتی ہے — اگر حمل کے لئے کوئی رہزن نہ ہو

ہر کجا دو کس بمہرے یا بکیں — جمع آید ثالثے زاید یقیں
جب دو انسان محبت یا کینہ سے — جماع کرتے ہیں، یقیناً تیسرا پیدا ہوتا ہے

لیک اندر غیب زاید آں صُوَر — چوں رَوی آں سُو ببینی در نظر
لیکن (عالمِ) غیب میں وہ صورتیں جنتی ہیں — جب تو اُس جانب جائیگا، آنکھ سے دیکھ لیگا

آں نتائج کز قرانات تو زاد — ہیں مگر دار ہر قرینے زود شاد
اُن نتیجوں کو جو تیرے ملاپ سے پیدا ہوئے ہیں — خبردار! ہر ساتھی سے جلد خوش نہ ہو

مُنتظر میباش آں میقات[2] را — صِدق داں اِلحاقِ ذُرّیات را
تو اُس وعدہ گاہ کا منتظر نہ رہ — ذُرّیات کے مِلا دینے کو سچا سمجھ

کز عمل زاینده اند و از عِلل — ہر یکے را صورتِ نطق و کُلل
کہ وہ عمل اور علتوں سے پیدا ہوئے ہیں — ہر ایک کو گویائی اور گونگے پن کی صورت میں سمجھ

بانگِ شاں در میرسد از خوبِ شمال — کاے زما غافل ہلا زُو تر تعال
اُن حسینوں سے اُنھیں آواز آرہی ہے — کہ اے ہم سے غافل! خبردار! جلد آجا

مُنتظر[3] در غیب جانِ مرد و زن — مُول مُولت چیست تر گام زن
مرد و عورت کی جان (عالمِ) غیب میں منتظر ہے — تیرا آہستہ آہستہ چلنا کیوں ہے، جلد قدم اُٹھا

راہ گم کرد اُو ازاں صبحِ دروغ — چوں مگس افتاد اندر دیگِ دوغ
اُس نے صبحِ کاذب کی وجہ سے راستہ گم کر دیا — مکھی کی طرح چھاچھ کی دیگ میں گر گیا

پشیماں شُد نِ آں سَرِ لشکر از خیانتے کہ کردہ بُود و سوگند
اُس لشکر کے سردار کا اُس خیانت سے شرمندہ ہونا جو اُس نے کی تھی اور اُس کا

دادن اُو آں کنیزک را کہ بخلیفہ باز نگوید آنچہ رفت
اُس لونڈی کو قسم دینا کہ جو کچھ ہوا ہے وہ خلیفہ سے نہ کہے

چند روزے ہم بر آں بُد بعد ازاں — شُد پشیماں اُو ازاں جُرمِ گراں
وہ چند روز اُسی حالت پر رہا اُس کے بعد — وہ اُس بھاری جُرم سے شرمندہ ہوا

داد سوگندش کہ اے بدرِ منیر — کُن حذر تا شہ نگردد زیں خبیر
اُس نے اُس کو قسم دی کہ اے روشن چاند — احتیاط برت تاکہ بادشاہ اس سے خبردار نہ ہو

[1] گر نباشد۔ اگر نطفہ کے استقرار سے کوئی مرض وغیرہ مانع نہ ہو ہو سکا۔ جب مرد و عورت جُفتی کرتے ہیں خواہ محبت سے خواہ کینہ سے تو حمل ٹھہر جاتا ہے اسی طرح دو شخص کوئی اور معاملہ کرتے ہیں یا کوئی شخص کسی حمل کے ساتھ جفت بنتا ہے تو اُس کے نتائج صُوَرِ معنویہ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ لیکن ہوا یہ صورتیں تو نظر آجاتے ہیں لیکن یہ صورتیں معنوی عالمِ آخرت میں نظر آئیں گے۔ ہیں۔ تو اب انسان کا فرض ہے کہ اپنے تئیں تو خوب دیکھ لے جس کے لئے جو سے نتیجہ برآمد ہوگا کہ وہ کس قسم کا ہے۔

[2] میقات۔ عالمِ آخرت۔ الحاقِ ذُرّیات۔ قرآن پاک میں ہے ہم قیامت میں مومنین کی مومن ذُرّیت یعنی اولاد کو اُس کے ساتھ کر دیں گے مولانا نے یہاں ذُرّیت سے اعمال کے نتائج مراد لئے ہیں۔ عمل یعنی نیک عمل بھلا۔ یعنی بُرے کاموں کے اسباب جو کہ آخرت میں ہر عمل گویا بنے گا۔ نطق یعنی عمل کہ نیک ہے۔ خوش جمال۔ یعنی اعمال کے نتائج۔

[3] مُنتظر۔ عالمِ غیب میں ہر شخص کے اعمال اُس کے منتظر ہیں جان یعنی جنتِ عمل آمد کرو۔ یہ خضر پیلوان سے متعلق ہے کہ اُس نے فضل کی اور نقصان اُٹھایا صبحِ دروغ۔ صبحِ کاذب جس سے دھوکہ کھا کر مسافر بھٹک جاتا ہے دوغ۔ لسی۔ چھاچھ۔

داد سوگندش کہ اے خورشید رُو — با خلیفہ زانچہ شُد رمزے مگو[1]
اُس نے اُس کو قسم دی کہ اے سورج جیسے چہرے والی — جو کچھ ہوا خلیفہ سے اُس کا اشارہ نہ کرنا

مختصر گویم ببُرد آں پہلواں — مر کنیزک را سوئے شاہِ جہاں
میں مختصراً بتاتا ہوں، وہ پہلوان لے گیا — شاہِ جہاں کی جانب لونڈی کو

چوں بدید اُو را خلیفہ مست گشت — پس زبام افتاد اُو را میز و طشت
جب خلیفہ نے اُس کو دیکھا مست ہو گیا — تو اُس کا طشت بھی بالاخانے سے گر گیا

دید صد چندانکہ وصفِ شنیدہ بُود — کے بُود خود دیدہ مانندِ شنُود
جو تعریف اس نے سنی تھی اس کو سو گنا دیکھا — دیکھا ہوا، سنے ہوئے کی برابر کب ہوتا ہے

وصفِ تصویر ست بہرِ چشمِ ہوش — صورتِ آں چشم داں نے آں گوش
تعریف ہوش کی آنکھ کے لئے تصویر کھینچنا ہے — صورت آنکھ کی طاقت سمجھ، نہ کہ کان کی

یک[2] مثالے گویم اکنوں گوش دار — فہم کُن امثالِ معنیٰ ہوش دار
میں ایک مثال کہتا ہوں، اب سُن — مثالوں کا مطلب سمجھ، ہوش کر

حکایت

حکایت

کرد مردے از سخندانے سوال — حق و باطل چیست اے نیکو مقال
ایک شخص نے ایک سخندان سے دریافت کیا — اے خوش بیان! حق اور باطل کیا ہے؟

گوش را بگرفت و گفت ایں باطل ست — چشمِ حقت و یقینش حاصل ست
اُس نے (اپنا) کان پکڑا اور کہا یہ باطل ہے — آنکھ حق ہے اور اُس کو یقین حاصل ہے

آں[3] بہ نسبت باطل آمد پیشِ ایں — نسبت ست اغلب سخنہا اے امیں
(کان) اس (آنکھ) کے مقابلہ میں نسبت کے (قابل) ہے — اے امین! اکثر باتوں میں نسبت ہے

زآفتاب ار کرد خفاش احتجاب — نیست محجوب از خیالے آفتاب
اگر چمگادڑ نے سورج سے پردہ کر لیا ہے — سورج خیال سے پردے میں نہیں ہے

خوف اُو را خود خیالش میدہد — آں خیالش سوئے ظلمت میکشد
(روشنی کا) ڈر اُس کو خود اس (سورج) کا خیال دیتا ہے — وہ خیال اُس کو تاریکی کی جانب کھینچ رہا ہے

آں خیالِ نور می ترساندش — بر شبِ ظلمات می چفساندش
روشنی کا خیال اُس کو ڈرا رہا ہے — تاریکیوں کی رات سے اُس کو چمٹا رہا ہے

---

[1] رمزے۔ کوئی اشارہ۔ پس زبام۔ یعنی لڑکی کے عشق میں بدنام ہو گیا۔ کے بود خفیہ کے بود مانند دیدہ۔ وصف۔ کسی چیز کے اوصاف سننے کو اُس کی تصویر ذہن میں پیدا ہوتی ہے اور اُس کی صورت آنکھ سے نظر آتی ہے۔

[2] یک مثالے۔ اس مثال اور حکایت سے یہی سمجھایا ہے کہ اہلِ شنید کا رتبہ اہلِ دید سے کمتر ہے۔ گوش۔ ایک صاحب نے ایک صاحب سے حق اور باطل کی حقیقت کے بارے میں سوال کیا۔ گوش۔ اُس نے اپنا کان پکڑ کر بتایا کہ اس کے ذریعہ جو علم حاصل ہوا وہ باطل ہے آنکھ کے ذریعہ جو علم ہوتا ہے وہ صحیح اور یقینی ہوتا ہے۔

[3] آں بہ نسبت۔ ہم نے سنی ہوئی بات کو دیکھی ہوئی کے مقابلہ میں جو باطل کہا ہے وہ کثرت کے اعتبار سے ہے یعنی اکثر یہی صورت ہوتی ہے۔ زآفتاب۔ ور نہ چمگادڑ کو سورج کا عدم مشاہدہ سے اگرچہ حاصل نہیں ہے لیکن وہ پھر بھی درست اور صحیح ہے۔ خوف۔ روشنی کا خوف اُس کو سورج کا خیال دلاتا ہے اور وہ خیال اُس کو تاریکی میں لے جاتا ہے۔

از خیالِ دشمن و تصویرِ اُوست — کہ تو بر چفیدۂ بر یار و دوست

دشمن کے خیال اور اُس کی تصویر کی وجہ سے ہے — کہ تو یار اور دوست سے چمٹا ہوا ہے

موسیٰ کشفِ لمعِ برگہ فراشت — آں مُخیّل تابِ تحقیقت نداشت

اے موسیٰ! تجلی کا کشف پہاڑ پر پڑا — وہ خیال کرنے والا آپکی تحقیق کی طاقت نہیں رکھتا

ہیں مشو غرہ بداں کہ قابلی — مر خیالش را وزیں رہ واصلی

خبردار! تو اس میں دھوکا نہ کھا کہ تو قبول کرنیوالا ہے — اس کے خیال کو، اور تو اس راہ سے واصل (حق) ہے

از خیالِ حرب نہراسید کس — لاشجاعۃ قبلَ حربٍ ایں دال و بس

جنگ کے خیال سے کوئی خوفزدہ نہیں ہوتا — جنگ سے پہلے شجاعت نہیں ہے اسکو سمجھ لے اور بس

بر خیالِ حرب، خیز اندر فکر — میکنند چوں رستماں صد کر و فر

نامرد، لڑائی کے خیال سے فکر میں — رستموں کی طرح سیکڑوں کر و فر کرتا ہے

نقشِ رستم کاں بحمامے بُود — قرنِ حملۂ فکرِ ہر خامے بُود

رستم کی تصویر جو کسی حمام میں ہوتی ہے — ہر ناکس کے فکر کے حملہ کی حریف ہو سکتی ہے

ایں خیالِ سمع چوں مُبصر شود — خیز چہ بُود رستمے مُضطر شود

جب کان کا یہ خیال دیکھنے ہوئے کی طرح ہو جائے — نامرد کیا ہوتا ہے، ایک رستم بھی بھسم ہو جاتا ہے

جہد کن کز گوش در چشمت رود — آنچہ آں باطل بُدست آں حق شود

تو کوشش کر کہ وہ کان تیری آنکھ میں آجائے — جو باطل (نظر آتا) تھا وہ حق ہو جائے

زاں سپس گوشت شود ہم طبعِ چشم — گوہرے گردد دو گوشت ہمچو شِیم

اُسکے بعد تیرا کان بھی آنکھ کا ہم مزاج بن جائیگا — تیرے لیتھم جیسے دونوں کان گوہر بن جائیں گے

بلکہ جملہ تن چو آئینہ شود — جملہ چشم و گوہرِ سینہ شود

بلکہ پورا جسم آئینہ کی طرح ہو جائے گا — سب آنکھ اور سینہ کا جوہر ہو جائے گا

گوش انگیزد خیال و آں خیال — ہست دلّالہ وصالِ آں جمال

کان ایک خیال پیدا کرتا ہے اور وہ خیال — اُس حسن کے وصال کی مشاطہ بن جاتا ہے

جہد کن تا ایں خیال افزوں شود — تا دلالہ رہبرِ مجنوں شود

کوشش کر تاکہ یہ خیال بڑھے — تاکہ مجنوں کے لئے مشاطہ، رہبر بنجائے

لہ از خیال۔ دشمن کا خیال اور تصور انسان کو دوست پیدا کرنے اور اُن سے ملنے پر مجبور کرتا ہے تو یہاں حضرت موسیٰ کو مشاہدہ کے درجہ کا علم تھا کوہ طور کو اُس درجہ کا علم نہ تھا لیکن پھر بھی وہ پہاڑ پر نور تجلی ہوا۔ لمع۔ چمک، تجلی۔ برگہ۔ جبل۔ یعنی پہاڑ جس کو مشاہدہ حاصل نہ تھا صرف خیال حاصل تھا جبکہ لیکن انسان کو حق تعالیٰ کے خیال پر اکتفا نہ کرنا چاہئے وہ محض خیال سے واصل بحق نہ ہوگا۔

لہ از خیال۔ لڑائی کا محض خیال اور تصور کوئی چیز نہیں ہے بلکہ مشاہدہ اصل ہے۔ خیز۔ اٹھ اور مردوں کی خیالی لڑائی میں بہت کر و فر دکھاتا ہے۔ نقش رستم کی خیالی تصویر سے تو بڑا حریف بنتا ہے۔ ایں خیال۔ خیال یہ کا ہے لیکن اگر خیال، مشاہدہ کے درجے میں آجائے تو پھر مفید ہو جاتا ہے۔

لہ جہد کن۔ انسان کو کوشش کرنی چاہئے کہ اُس کو مشہود بن جائے اور اُس میں کسی باطل کا احتمال نہ رہے۔ زاں سپس۔ اس کے بعد کان آنکھ کا رتبہ حاصل کر لیگا۔ بلکہ۔ معمولی پتھر ہے یعنی کان جو کم قیمت چیز ہے اب وہ گوہر بیش قیمت بن جائیگا۔ جہد۔ کوشش سے صرف کان ہی نہیں تمام جسم آنکھ کا رتبہ حاصل کر لے گا۔ گوہر سینہ۔ یعنی دل۔ خوش۔ حسن کی بات سن کر انسان وصالِ محبوب تک پہنچ جاتا ہے۔ ایں خیال۔ سننے سے جو خیال پیدا ہوا ہے اُس کو وصال کا راہبر بنالے۔

آں خلیفہ گول ہم یک چند نیز — ریش گاوی کرد خوش با آں کنیز
اُس احمق خلیفہ نے بھی کچھ دن — اُس لڑکی کے ساتھ حماقت برتی

ملک را تو ملکِ غرب و شرق گیر — چوں نمی ماند تو آں را برق گیر
تو سلطنت کو مغرب اور مشرق کی سلطنت میں گرلے — جبکہ وہ باقی نہیں رہتی تو اسکو بجلی (کی کوند) سمجھ

مملکت کاں می نماند جاوداں — اے دلت خفتہ تو آں را خواب دا
وہ سلطنت جو ہمیشہ نہ رہے — اے کہ تیرا دل سویا ہوا ہے تو اسکو خواب سمجھ

تاجہ خواہی کرد آں بادِ بروت — کہ بگیرد ہم چو جلادے گلوت
تو اُس غرور کا کیا کرے گا؟ — جو جلاد کی طرح تیرا گلا پکڑے

ہم دریں عالم بداں کہ ما مستست — از منافق کم شنو کہ گفت نیست
اسی دنیا میں جان لے کہ امن کی جگہ ہے — منافق سے نہ سن جس نے کہا کہ نہیں ہے

حجت منکران آخرت و بیان ضعف آں حجت
آخرت کے منکروں کی دلیل اور اُس دلیل کی کمزوری کا بیان

حجتش این ست و گوید ہر دمے — گر بدے چیزے دگر من دیدمے
اُس کی یہ دلیل ہے اور ہر وقت کہتا ہے — اگر کوئی اور چیز ہوتی تو مجھے نظر آتی

گر نہ بیند کودکے احوالِ عقل — عاقلے ہرگز کند از عقل نقل
اگر کوئی بچہ عقل کے احوال نہیں دیکھتا ہے — (تو) عقلمند کبھی عقل کو ترک کرے گا

ور نہ بیند عاقلے احوالِ عشق — کم نگردد ماہِ نیکو فالِ عشق
اگر کوئی عقلمند عشق کے احوال نہیں دیکھتا ہو — (تو) عشق کا نیک فال چاند نہیں گھٹتا ہے

حسنِ یوسفؑ دیدۂ اخواں ندید — از دلِ یعقوبؑ کے شد ناپدید
یوسفؑ کے حسن کو بھائیوں کی آنکھ نے دیکھا — (حضرت) یعقوبؑ کے دل سے کب مٹا؟

مر عصا را چشمِ موسیٰؑ چوب دید — چشمِ قبطی افعیٔ و آشوب دید
(حضرت) موسیٰؑ کی آنکھ نے عصا کو لکڑی دیکھا — قبطی کی آنکھ نے اسکو اژدھا اور مصیبت دیکھا

چشمِ سر با چشمِ سر در جنگ بود — غالب آمد چشمِ سر حجت نمود
باطن کی آنکھ سر کی آنکھ سے جنگ میں تھی — باطن کی آنکھ غالب ہوگئی، حجت پیش کردیا

سکھ میں اختلاف تھا باطنی آنکھ نے دلیل پیش کردی اور حقیقت واضح ہوگئی۔

لہ آں خلیفہ: حضرت عمرؓ کا مصری اُس لڑکی سے حقہ پینے کرنے لگا۔ نکتہ: یہ اُس کی خوشی صحبت کی وجہ سے تھی سلطنت خواہ مشرق و مغرب کی ہو وہ بجلی کی کوند سے زیادہ نہیں ہے۔ مملکت: انسان جس کو سلطنت سمجھتا ہے اُس کی حقیقت خواب سے زیادہ نہیں ہے۔ تاجہ: یہ سلطنت کو گھمنڈ انسان کے لئے جلاد کا کام کرتا ہے۔

لہ ہم دریں عالم: اسی دنیا کو اور اُس کی سلطنت کو امن کی جگہ نہ سمجھ، امن کی جگہ عالمِ آخرت ہے۔ حجتش: عالمِ آخرت کے منکر کی دلیل یہ ہے کہ اگر عالمِ آخرت ہوتا تو میں اُس کو دیکھ سکتا۔ گر نہ بیند: لیکن کسی کے نہ دیکھ سکنے سے اس چیز کا انکار کیسے ہو سکتا ہے؟ بچہ عقل کے احوال کو نہیں دیکھ سکتا لیکن عقلمند تو اُس کا انکار نہ کرے گا۔

لہ ور نہ بیند: اگر کوئی صاحب عقل عشق کے احوال نہیں دیکھ سکتا ہے تو اُس کے نہ دیکھنے سے عشق میں کوئی نقصان نہیں آتا ہے۔ حسنِ یوسفؑ: حسن بھائیوں کو نظر نہ آیا تو اس سے اُس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مر عصا: حضرت موسیٰؑ باوجود عصا کی حقیقت نہ دیکھ سکے لیکن اُس کا وجود تھا تب ہی قبطی نے اُس کو دیکھ لیا۔ چشمِ سر: باطنی آنکھ اور ظاہری

چشمِ موسیٰ[1] دستِ خود را دست دید — پیشِ چشمِ غیب نورے بُد پدید

(حضرت) موسیٰ کی آنکھ نے اپنے ہاتھ کو ہاتھ دیکھا — غیب کی آنکھ کے سامنے ایک نور ظاہر تھا

ایں سخن پایاں ندارد ہر کمال — پیشِ ہر محروم باشد چوں خیال

اِس بات کا خاتمہ نہیں ہے، ہر کمال — ہر محروم کے سامنے خیال کی طرح ہوتا ہے

چوں حقیقت پیشِ اُو فرج و گلو — کم بیاں کُن پیشِ اُو اسرارِ دوست

جبکہ اُس کے سامنے حقیقت شرمگاہ اور حلق ہے — دوست کے راز اُس کے سامنے بیان نہ کر

پیشِ ما فرج و گلو باشد خیال — لاجرم ہر دم نماید جاں جمال

ہمارے سامنے شرمگاہ اور حلق خیال ہے — لاحار جان ہر وقت جمال دکھاتی ہے

ہر کرا فرج و گلو آئین و خوست — آں لکُم[2] دِینُ وَلِی دِین بہرِ اُوست

جس شخص کا طریقہ اور عادت شرمگاہ اور حلق ہے — تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین اُسکے لئے ہے

با چناں انکار کوتہ کُن سخن — احمدا کم گوے با گبرِ کہن

ایسے انکار کے ہوتے ہوئے بات مختصر کر — اے احمدؐ! پرانے کافر سے بات نہ کر

آمدن آں خلیفہ نزدِ آں خوبرُو از برائے جماع

ہمبستری کے لئے خلیفہ کا اُس حسینہ کے پاس آنا

آں خلیفہ کرد رائے اجتماع — سُوئے آں زن رفت از بہرِ جماع

خلیفہ نے اکٹھا ہونے کی سوچی — ہمبستری کے لئے اُس لونڈی کے پاس گیا

ذکرِ اُو کرد و ذکر بر پائے کرد — قصدِ خُفت و خیز مہر افزائے کرد

اُس کی یاد کی اور عضوِ تناسل کو کھڑا کیا — اُس محبت بڑھانیوالی کیساتھ سونے اور جاگنے کا ارادہ کیا

چوں[3] میانِ پائے آں خاتون نشست — پس قضا آمد رہِ عیشش ببست

جب اُس خاتون کے پیروں کے بیچ میں بیٹھا — تو تقدیر آپہنچی، اُس کے عیش کا دروازہ بند کر دیا

خشتِ خشتِ مُوش در گوشش رسید — خُفت کیرش شہوتش کُلّی رمید

اُس کے کان میں چوہے کی کھٹ کھٹ آئی — اُسکا آلۂ تناسل سو گیا، اُسکی شہوت بالکلیہ بھاگ گئی

وہم آں کزمار باشد ایں صریر — کہ ہمی جُنبد بہ تُندی از حصیر

یہ وہم ہوا کہ یہ آواز سانپ کی ہوگی — جو تیزی سے بٹائی میں سے حرکت کر رہا ہے

خندہ گرفتنِ آں کنیزک را از ضُعفِ شہوتِ خلیفہ و قوتِ

اُس سردار کی شہوت کی طاقت اور خلیفہ کی شہوت کی کمزوری پر لونڈی کا ہنس پڑنا

[1] چشمِ موسیٰ۔ ایک ہی چیز ایک کے لئے نیالی ہے دوسرے کے لئے یقینی۔ ایں سخن۔ ایک ہی چیز کی مختلف نگاہوں میں مختلف حیثیت کا بیان۔ فرج و گلو۔ جو شخص پیٹ اور شرمگاہ کی شہوت کو ہی حقیقت سمجھے اُس کو اسرار کی باتیں سنانا بیکار ہے۔ پیشِ ما۔ جو لوگ پیٹ اور شرمگاہ کی شہوت سے بری ہیں اُن کو قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے۔

[2] لکُم دِینُکُم۔ سورۂ الکافرون میں آنحضورؐ کو خطاب ہے کہ میں کافروں سے کہہ دیجئے تمہارے لئے تمہارا دین ہے میرے لئے میرا دین ہے۔ با چناں۔ آنحضورؐ سے کہہ دیا گیا کہ اُن سے بات نہ کیجئے۔

[3] چوں۔ جب بالکل تیار ہو گیا تو قضا نے راہ روک دی اور ایک چوہے کی کھٹ کھٹ کی آواز آئی جس سے وہ خوفزدہ ہو گیا اور اُس کی شہوت ختم ہو گئی۔ وہم۔ اُس چوہے کی کھٹ کھٹ کے بارے میں اُس کو یہ خیال آیا کہ یہ سانپ کے چلنے کی آواز ہے جو بستر کے نیچے ہے۔ خندہ۔ شاہ مصر کی نامردی اور بہلوان کی مردانگی کو یاد کر کے لونڈی ہنسنے لگی۔

شہوتِ آں امیر و فہم کردنِ آں خلیفہ خندۂ کنیزک را

اور لونڈی کے ہنسنے کو خلیفہ کا سمجھ جانا

زن بدید آں سستیِ اُو از شگفت — آمد اندر قہقہہ خندش گرفت

عورت نے حیرانی سے اُس کی سستی کو دیکھا — وہ قہقہہ مارنے لگی، اُس پر ہنسی طاری ہو گئی

یادش آمد مردیِ آں پہلواں — کہ بکشت اُو شیر و اندامش چناں

اُس کو اُس پہلوان کی مردانگی یاد آگئی — کہ اُس نے شیر کو مار ڈالا اور اُس کا عضو اس طرح کا!

غالب آمد خندۂ زن اَشُد دراز — جہد میکرد و نمی شُد لب فراز

عورت کی ہنسی غالب آگئی، لمبی ہو گئی — وہ کوشش کرتی تھی اور ہونٹ بند نہ ہوتا تھا

سخت[1] می خندید ہمچوں بنگیاں — غالب آمد خندہ بر سُود و زیاں

وہ بھنگڑوں کی طرح بہت ہنسی — نفع اور نقصان پر ہنسی غالب آگئی

ہر چہ اندیشید خندہ می فزود — ہمچو بندِ سیلِ ناگاہاں کشود

جتنا بھی سوچتی، ہنسی بڑھتی تھی — بہاؤ کے بند کی طرح جو اچانک کھل گیا ہو

گریہ و خندہ غم و شادیِ دل — ہر یکے را معدنے داں مستقل

رونا اور ہنسنا، دل کی خوشی اور غم — ہر ایک کو مستقل کان سمجھ

ہر یکے را مخزن و مفتاحِ آں — اے برادر در کفِ فتّاحِ داں

ہر ایک کا خزانہ ہے اور اس کی کنجی — اے بھائی! کھولنے والے (خدا) کے ہاتھ میں سمجھ

ہیچ ساکن می نشد آں خندہ زُو — پس خلیفہ تیرہ گشت و تُند خُو

اُس کی ہنسی کسی طرح نہ تھمتی تھی — تو خلیفہ ناراض اور غضبناک ہو گیا

زود[2] شمشیر از غلافش بر کشید — گفت ہِلّ خندہ و اگو اے پلید

اُس نے فوراً غلاف میں سے تلوار سونت لی — کہنے لگا اے ناپاک! ہنسی کا راز بتا

در دلم زیں خندہ ظنّی اوفتاد — راستی گو عشوہ نتوانیم داد

اِس ہنسی سے میرے دل میں بدگمانی پیدا ہو گئی ہے — سچ بتا دے، تو مجھے فریب نہیں دے سکتی ہے

در خلافِ راستی بفریبیم — یا بہانہ چرب آری تو بُرم

اگر تو سچائی کے خلاف مجھے فریب دے گی — یا میرے سامنے چکنا چپڑا بہانہ لائیگی

من بدانم در دلِ من روشنی ست — بایدت گفتن ہر آنچہ گفتنی ست

میں سمجھ جاؤں گا میرے دل میں روشنی ہے — تجھے کہنے کے لائق، بات کہہ دینی چاہیے

[1] سخت۔ اس کو ایسی ہنسی آئی جیسی بھنگڑوں کو آتی ہے اور اس ہنسی میں اس کو یہ خیال بھی نہ رہا کہ بادشاہ کی ناگواری اس کو نقصان پہنچائیگی۔ گریہ و خندہ۔ ہنسی اور رونے کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے کام میں ہیں۔ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى وہی ہنساتا ہے اور وہی رلاتا ہے۔

[2] زود۔ لونڈی کی بدحواسی ہنسی پر شاہ کو غصہ آگیا اور تلوار سونت لی اور کہنے لگا ہنسی کا راز صحیح بتا دے غلط بات سے تو مجھے مطمئن نہ کریگی میرے دل میں عقل کی روشنی ہے

در دلِ شاہاں تو ماہے دان سطبر — گرچہ گہ گہ شد ز غفلت زیرِ ابر
تو بادشاہوں کے دل میں ایک بڑا چاند سمجھ — اگرچہ وہ کبھی کبھی غفلت کی وجہ سے ابر کے نیچے چھپ جاتا ہے

یک چراغے ہست در دل وقتِ گشت — وقتِ خشم و حرص آید زیرِ طشت
چلنے پھرنے کے وقت دل میں ایک چراغ ہے — جو غصہ اور حرص کے وقت طشت کے نیچے چھپ جاتا ہے

آں[1] قراست ایں زماں یارِ من ست — گر نگوئی آنچہ حقِ گفتن ست
اس وقت وہ شناخت میری دوست ہے — اگر تو وہ نہ کہے گی جو بتانے کا حق ہے

من بدیں شمشیرِ برّم گردنت — سود نبود خود بہانہ کردنت
میں اس تلوار سے تیری گردن اڑا دوں گا — تیرا بہانہ کرنا کچھ مفید نہ ہوگا

ایں زماں بکشم ترا بے ہیچ شک — تیغ را کرد او حوالہ گفت نک
اب میں تجھے یقیناً قتل کر دوں گا — اس نے تلوار اس کے سامنے کی کہا ہے

ور بگوئی راست آزادت کنم — حقِ یزداں نشکنم شادت کنم
اگر تو سچ کہے گی میں تجھے آزاد کر دوں گا — خدا کی قسم نہ توڑوں گا، تجھے خوش کر دوں گا

ہفت مصحف آں زماں بر ہم نہاد — خورد سوگند و چنیں تقریر داد
اس نے سات قرآن اوپر نیچے رکھے — قسم کھائی، پھر یوں عہد کیا

فاش کردن آں کنیزک آں راز را با خلیفہ از بیمِ زخمِ شمشیر و
تلوار کے زخم سے ڈر کر اس لونڈی کا خلیفہ سے راز فاش کر دینا

اکراہِ خلیفہ کہ راست بگو سبب ایں خندہ را و گرنہ بکشمت
اور خلیفہ کا مجبور کرنا کہ اس ہنسی کا سبب سچ بتا ورنہ میں تجھے مار ڈالوں گا

زن[2] چو عاجز شد بگفت احوال را — مردیِ آں رستمِ صد زال را
عورت جب عاجز آگئی اس نے حالات بتا دیئے — سیکڑوں زال والے رستم کی مردانگی کے

شرحِ آں گردک کہ اندر راہ بود — یک بیک با آں خلیفہ وا نمود
اس خیمہ کی تفصیل جو راستہ میں تھا — وہ اس نے ایک ایک کر کے خلیفہ پر کھول دی

شیر کشتن سوئِ خیمہ آمدن — واں ذکر فائم چو شاخِ کرگدن
شیر کا قتل کرنا خیمہ میں آنا — اور اس کے ذکر کا گینڈے کے سینگ کی طرح کھڑا ہونا

او بداں قوت کہ از شیر شکار — ہیچ تغییرش نشد بد بر قرار
وہ اس طاقت کے ساتھ کہ شکاری شیر سے — اس میں کوئی تغیر نہ ہوا بد حال تھا

[1] آں قراست۔ وہ نور اور روشنی اس وقت میرے ساتھ ہے اگر تو صحیح بات نہ کہے گی میں فوراً سمجھ جاؤں گا اور تجھے مار ڈالوں گا اور یہ کہہ کر تلوار اس کے سامنے کر دی اور سات قرآن اوپر نیچے رکھ کر قسم کھائی کہ اگر تو سچ بتا دیگی تو تجھے آزاد کر دوں گا۔

[2] زن۔ لونڈی جب عاجز آگئی تو اس نے پہلوان کا سارا قصہ سنا دیا اور کہا کہ اس نے شیر کو بھی قتل کیا اور پھر خیمہ میں واپس آیا اور اس کی شہرت میں کوئی کمی نہ آئی تھی۔

تو بدیں مستی کہ چوں کردی بگوش — خشت خشتِ موشکے رفتی ز ہوش

تو اس مستی میں کہ جب تو نے سنی — چوہیا کی کھٹ کھٹ بے ہوش ہو گیا

مَن چو دیدم از تو ایں و از وے آں — زاں سبب خندیدم اے شاہِ جہاں

میں نے جب تجھے یہ دیکھا اور اُس سے وہ — اے شاہِ جہاں! میں اِس سبب سے ہنسی

رازہا را میکند حق آشکار — چوں بخواہد رُست تخمِ بدمکار

اللہ (تعالیٰ) بھیدوں کو ظاہر کر دیتا ہے — جبکہ آگ کر رہے گا، بُرا بیج نہ ہو

آب و ابر و آتش و ایں آفتاب — رازہا را می برارند از تُراب

پانی اور ابر اور گرمی اور یہ سورج — مٹی سے بھیدوں کو برآمد کر دیتے ہیں

ایں بہارِ نو ز بعدِ برگ ریز — ہست بُرہانِ وجودِ رستخیز

یہ نئی بہار، پت جھڑ کے بعد — قیامت کے وجود پر دلیل ہے

در بہاراں سرّہا پیدا شود — ہر چہ خوردست ایں زمیں رُسوا شود

بہاروں میں راز ظاہر ہو جاتے ہیں — اِس زمین نے جو کھایا ہے ظاہر ہو جاتا ہے

بر دمد آں از دہان و از لبش — تا پدید آید ضمیر و مذہبش

اُس کے ہونٹ اور مُنھ سے وہ اُگ پڑتا ہے — یہاں تک کہ اُس کا مذہب اور ضمیر کھل جاتا ہے

سرِّ بیخ ہر درختے و خورش — جملگی پیدا شود آں بر سرش

ہر درخت کی جڑ کا راز اور اُس کی خوراک — سب اُس کے سر پر پیدا ہو جاتا ہے

ہر غمے کز وے تو دل آزردہ — از خمارِ مے بُود کاں خوردہ

ہر وہ غم جس سے تو دل آزردہ ہے — اُس شراب کا خُمار ہوتا ہے جو تو نے پی ہے

لیک دانی کہ آں رنجِ خمار — از کدامیں مے برآمد آشکار

لیکن تو کب جان سکتا ہے کہ خمار کی تکلیف — کونسی شراب سے ظاہر ہوئی ہے؟

ایں خمار اشگوفۂ آں دانہ ست — آں شناسد کاگہ و فرزانہ است

یہ خمار اُس دانہ کا شگوفہ ہے — وہ جانتا ہے جو آگاہ اور زیرک ہے

شاخ و اشگوفہ نماند دانہ را — نُطفہ کے ماند تنِ مردانہ را

شاخ اور شگوفہ دانہ کے مشابہ نہیں ہوتے — نُطفہ انسانی جسم کے مشابہ کب ہے؟

نیست مانندِ ہیولا با اثر — دانہ کے مانند آید با شجر

مادہ، نتیجہ کے مشابہ نہیں ہے — دانہ، درخت کے مشابہ کب ہوا ہے؟

---

۱ تو بدیں مستی۔ لونڈی نے کہا لیکن تیری یہ حالت ہے کہ چوہے کی کھٹ کھٹ سے خشیت کا غور ہو گئی میرے ہنسنے کا یہ سبب ہے۔ راز آ۔ مولانا فرماتے ہیں کہ ہر راز ظاہر ہو کر رہتا ہے لہٰذا برے کا بیج نہ بونا چاہیئے اس لئے کہ وہ اُگے گا۔ آب۔ پانی، گرمی اور سورج زمین میں چھپے راز ظاہر کر دیتے ہیں اور زمین کی ہر پوشیدہ چیز اُگ آتی ہے۔ ایں بہار۔ موسم بہار میں اُجڑے ہوئے چمن پھر زندگی حاصل کر لیتے ہیں جو حشر و نشر کے لئے ایک دلیل ہے۔

۲ در بہاراں۔ موسم بہار میں زمین سے ہر وہ بیج اُگ پڑتا ہے جو زمین میں چھپا ہوا تھا اور اُس سے اُس بیج کی حقیقت کھل جاتی ہے۔ بر سرش۔ یعنی پھلوں کی صورت میں۔ ہنسنے۔ انسان پر جو مصیبت آتی ہے وہ اُس کے کسی عمل کا ثمر ہوتی ہے۔

۳ لیک۔ لیکن انسان یہ نہیں سمجھ سکتا ہے کہ یہ تکلیف اور رنج کس گناہ کا نتیجہ ہے۔ ایں خمار۔ اہلِ باطن یہ سمجھ لیتے ہیں۔ شاخ۔ جس طرح مادہ اُس کے شجر میں کوئی ظاہری مشابہت نہیں ہوتی ہے جس طرح بیج اور پھل میں۔ نطفہ۔ منی سے بچہ پیدا ہوتا ہے لیکن بچے اور منی میں مشابہت نہیں ہے۔ ہیولا۔ مادہ۔ اثر۔ جو چیز مادہ سے بنی ہے۔

نُطفہ[1] از نانست کے ماند بناں
نطفہ روٹی سے بنا ہے روٹی کے مشابہ کب ہے؟

مَردم از نُطفہ است کے باشد چناں
انسان نطفہ سے ہے ویسا کب ہوتا ہے؟

جنّی از نارست کے ماند بنار
جن آگ سے ہے، آگ سے مشابہ کب ہے

از بُخارست ابر و نبود چوں بُخار
ابر، بخار ہے اور بخار جیسا نہیں ہوتا ہے

از دَمِ جبریل عیسیٰ شد پدید
حضرت عیسیٰؑ جبرئیلؑ کی پھونک سے پیدا ہوئے

کے بصورت ہمچو اُو بُد ناپدید
صورت کے اعتبار سے انکی طرح ظاہر کب ہوئے؟

آدمؑ[2] از خاکست کے ماند بخاک
حضرت آدمؑ مٹی سے ہیں مٹی کے مشابہ کب ہیں؟

ہیچ انگورے نمی ماند بتاک
کوئی انگور، انگور کے درخت کے مشابہ نہیں ہے

کے بُود طاعت چو خُلدِ پائیدار
عبادت، مستقل جنت کی طرح کب ہے؟

کے بُود دُزدی بشکلِ پائیدار
چوری، سولی کے ستون کی شکل کی کب ہے؟

ہیچ اصلے نیست مانندِ اثر
کوئی اصل نتیجہ کے مشابہ نہیں ہے

پس ندانی اصلِ رنج و دردِ سَر
تو تو رنج اور دردِ سر کی اصل نہیں جان سکتا

لیک بے اصلے نباشد ایں جزا
لیکن یہ جزا بغیر اصل کے نہیں ہوتی ہے

بیگناہے کے برنجاند خُدا
خدا بے گناہ کو کب رنج دیتا ہے؟

آنچہ صلست و کُشندہ آں شَیَ ست
دوا جو اصل ہے اور اُس چیز کا سبب ہے

گر نمی ماند بوے ہم از وے ست
اگرچہ وہ اُس کے مشابہ نہیں ہوتا، تاہم وہ اسی کے سبب ہے

پس بداں رنجت نتیجہ زلتے ست
پس سمجھ لے کہ تیری تکلیف کسی لغزش کا نتیجہ ہے

آفتِ ایں ضربت از شہوتیست
تیری اس چوٹ کی آفت کسی شہوت کی وجہ سے ہے

گر ندانی[3] آں گنہ را زاعتبار
اگر عبرت کے لئے تو اُس گناہ کو نہ پہچان سکے

زود زاری کُن طلب کُن اغتفار
بہت جلد عاجزی کر اور معافی چاہ

سجدہ کُن صد بار میگو اے خدا
سو بار سجدہ کر اور کہہ اے خدا!

نیست ایں غم غیر درخوردِ سزا
یہ غم سزا کی پاداش کے سوا نہیں ہے

اے تو سُبحاں پاک از ظلم و ستم
اے سبحان تو ظلم و ستم سے پاک ہے

کے دہی بے جرم جانرا دردِ غم
تو جان کو دردِ غم بغیر جرم کے کب دیتا ہے؟

من معیّن می ندانم جُرم را
میں جرم کو معین کر کے نہیں جانتا ہوں

لیک ہم جُرمے بباید کرم را
لیکن بخشش کے لئے جرم بھی چاہئے

---

[1] نطفہ یعنی روٹی سے ہی لیکن آپس میں کوئی مشابہت نہیں ہے۔ جنّی۔ جن آگ سے پیدا ہوا اور نطفہ ذات سے پیدا ہوا لیکن آپس میں مشابہت نہیں ہے۔ دَمِ جبرئیلؑ۔ حضرت مسیح حضرت جبرئیلؑ کے دم سے پیدا ہوئے لیکن میں کوئی مشابہت نہیں ہے۔

[2] آدمؑ۔ آدم مٹی سے پیدا ہوئے، انگور بیل سے پیدا ہوا، ان میں بھی کوئی مشابہت نہیں ہے۔ طاعت۔ عبادت کا ثمرہ ہے چوری کا نتیجہ سولی ہے لیکن باہمی مشابہت نہیں ہے۔ اصل۔ اور نتیجہ میں گرچہ کوئی مشابہت نہیں ہوتی لیکن نتیجہ کو اصل سے ہی سمجھ۔ پس بداں۔ لہٰذا مصیبت کو گناہ کا اثر سمجھنا چاہئے۔

[3] گر ندانی۔ خواہ انسان عبرت حاصل کرنے کے لئے اس گناہ کو نہ سمجھے جس کے نتیجہ میں مصیبت میں گرفتار ہوا ہے لیکن اس گناہ کی معافی کی درخواست کرنی چاہئے۔ سجدہ کُن۔ سجدہ کر کے کہنا چاہئے کہ یہ میرے گناہ کی سزا ہے۔ اے میرے خدا قدانی سے عرض کرنا چاہئے کہ تیری ذات ظلم و ستم سے پاک ہے بغیر خطا کے کوئی سزا نہیں دیتا ہے۔ کرم۔ بخشش، عفو کی مقتضی ہے۔

چوں[1] پوشیدی سبب را زاعتبار — دائما آں جرم را پوشیدہ دار

جبکہ تو نے سبب کو عبرت قیاس کرنے سے چھپا دیا ہے — اس خطا کو بھی ہمیشہ پوشیدہ رکھ

کہ جزا اظہارِ جرمِ من بود — کز سیاست دزدیم ظاہر شود

کیونکہ جزا میری خطا کا اظہار بن جائے گا — کیونکہ سزا سے میری چوری کھل جائے گی

باز گردم سوئے توبہ شاہ باز — تا شود معلوم اسرارِ نیاز

میں بادشاہ کی توبہ کی طرف پھر لوٹتا ہوں — تاکہ عاجزی کے اسرار معلوم ہو جائیں

عزم[2] کردن شاہ چوں واقف شد بر آں خیانت کہ

جب بادشاہ اس خیانت سے واقف ہوا تو اس کا ارادہ کیا کہ وہ چشم پوشی کرے

بپوشاند و عفو کند و او را با او دہد و دانست کہ آں فتنہ

اور معاف کر دے اور اس کو اس ہی کو دیدے اور سمجھ گیا کہ یہ فتنہ

جزائے قصدِ او بود و ظلمِ او بر صاحبِ موصل کہ مَن

موصل کے بادشاہ پر اس کے ظلم اور ارادہ کی سزا ہے کیونکہ جس شخص نے

اَسَاءَ فَعَلَیْھَا وَاِنَّ رَبَّکَ لَبِالْمِرْصَادِ و ترسید کہ اگر

برائی کی تو وہ اس پر ہے اور بیشک تیرا رب گھات کی جگہ میں ہے اور وہ ڈرا کہ اگر

ایں انتقام کشد آں انتقام باز ہم بر سرِ او آید چنانکہ ایں

یہ بدلہ لے گا تو یہ بدلہ بھی اسی کے سر پر آئے گا جیسا کہ یہ ظلم اور حرص

ظلم و طمع بر سرش آمد

اس کے سر پر آیا

شاہ با خود آمد استغفار کرد — یادِ جرم و زلت و اصرار کرد

شاہ ہوش میں آیا اس نے توبہ کی — جرم اور لغزش اور اصرار کی یاد کی

گفت[3] با خود آنچہ کردم با کساں — شد جزائے آں بجائے من رساں

اپنے آپ سے بولا میں نے جو کچھ لوگوں کے ساتھ کیا — اس کی سزا مجھ پر پہنچنے والی بن گئی

قصدِ جفتِ دیگراں کردم ز جاہ — بر من آمد آں و افتادم بچاہ

میں نے مرتبہ کی وجہ سے دوسروں کی بیویوں کا قصد کیا — وہی مجھے پیش آیا اور میں کنویں میں گر گیا

من درِ خانہ کسِ دیگر زدم — او درِ خانہ مرا زد لاجرم

میں نے کسی دوسرے کے گھر کا دروازہ پیٹا — اس نے لامحالہ میرا دروازہ پیٹا

[1] چوں۔ اے صاحب تو نے میری خطا کو اس عبرت سے میں پوشیدہ کر دیا ہے کہ میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ مصیبت کس خطا کی وجہ سے آئی ہے تو اب ہمیشہ کے لئے میری اس خطا کو چھپا دے۔ کہ جزا۔ سزا جرم کے اظہار کا سبب بن جاتی ہے جب چور کی پٹائی ہوتی ہے تو لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ اس نے چوری کی ہے۔ تا شود۔ عاجزی اور نیازمندی بہت سے اسرار پر مشتمل ہے۔

[2] عزم کردن۔ بادشاہ سمجھ گیا کہ پہلوان کی خیانت میرے ظلم کی سزا ہے لہٰذا اس نے طے کیا کہ اب پہلوان پر ظلم نہ کرے ورنہ اور سزا ملے گی بلکہ یہ لونڈی اسی کو دیدے۔ زلت۔ لغزش۔ اصرار۔ یعنی گناہ پر جما رہنا۔

[3] گفت۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ سب کچھ میرے ظلم کی سزا ہے۔ قصد جفت میں نے شاہ موصل کی لونڈی پر نظر ڈالی تو اس کے بدلے میں میری لونڈی پر نظر پڑی جس وجہ سے میں نے دوسرے کی پردہ دری کی تو میری پردہ دری ہوئی۔

ہر کہ با اہلِ کساں شد فسق جُو — اہلِ خود را داں کہ قوّاد ست اُو

جو شخص دوسروں کے اہل کے ساتھ فسق کا طلبگار رہتا — سمجھ لے کہ وہ اپنے اہل کا دیوث ہے

زانکہ مثلِ آں جزائے آں شود — چوں جزائے سیّئہ مثلش بُود

کیونکہ اُس کی جزا اُس کی مثل ہوتی ہے — جبکہ بُرائی کا بدلہ اُس جیسا ہوتا ہے

چوں سبب گردی کشیدی سوئے خویش — مثلِ آں را پس تو دیوثی پیش

جب تو سبب بنا، تو نے اپنی جانب کھینچا — اُس جیسا پس تو پہلے سے دیوث ہے

غصب کردم از شہِ موصل کنیز — غصب کردند از من اُو را زُو نیز

میں نے شاہِ موصل کی لونڈی غصب کی — انھوں نے اس کو میرے پاس سے بھی فوراً غصب کر لیا

اُو امینِ من بُد و لالائے من — خائنش کرد آں خیانتہائے من

وہ میرا امین تھا اور میرا غلام — اُس کو میری خیانتوں نے خیانت کرنیوالا بنا دیا

نیست وقتِ کینہ گذاری و انتقام — من بدستِ خویش کردم کارِ خام

کینہ وری اور بدلہ کا وقت نہیں ہے — میں نے بُرا کام اپنے ہاتھ سے کیا

گر کشم کینہ ازاں میر و حرم — آں تعدّی ہم بیاید بر سرم

اگر میں اُس لونڈی اور سردار سے بدلہ لوں — وہ ظلم بھی میرے سر پر آئے گا

ہمچناں کیں یک بیامد در جزا — آزمودم باز نزمائم ورا

جیسا کہ یہ ایک بدلے میں آیا — میں نے آزما لیا پھر میں اُس کو نہ آزماؤں گا

دردِ صاحب موصلم گردن شکست — من نیارم ایں دگر را نیز خست

موصل کے بادشاہ کے درد نے میری گردن توڑ دی — میں اِس کو دوبارہ نہیں توڑ سکتا ہوں

داد حق ماں از مکافات آگہی — گفت اِنْ عُدْتُّمْ بِہٖ عُدْنَا بِہٖ

بدلے سے خدا نے ہمیں خبردار کر دیا — فرمایا اگر تم دوبارہ (یہ عمل) کرو گے ہم دوبارہ (یہ سزا) دیں گے

چوں فزونی کردن اینجا سُود نیست — غیر صبر و مرحمت محمود نیست

چونکہ اِس جگہ زیادتی کرنا مفید نہیں ہے — سوائے صبر اور رحم کے کچھ اچھا نہیں ہے

رَبَّنَا اِنَّا ظَلَمْنَا سہو رفت — رحمتے کُن اے رحیمیہا تُو تُفت

اے ہمارے رب بیشک ہم نے ظلم کیا بھول ہوئی — رحمت کر اے وہ کہ تیری رحمتیں بڑی ہیں!

عفو کردم تو ہم از من عفو کُن — از گناہانِ نو و جُرمِ کہن

میں نے معاف کیا تو بھی مجھے معاف کر دے — نئے گناہوں اور پرانی خطاؤں کو

۱ ہر کہ۔ جو شخص دوسروں کی بیویوں پہ فسق کرتا ہے وہ دیوث ہے دراصل وہ اپنی بیوی کے بارے میں چاہتا ہے کہ لوگ اُس سے فسق و فجور کریں۔ زانکہ۔ اسلئے کہ بُرائی کا بدلہ اُسی جیسی بُرائی ہوتی ہے۔ چوں سبب۔ جب تیرا فسق و فجور اپنی بیوی کے فسق و فجور کا سبب بنا تو معلوم ہوا کہ تو دیوث تھا۔ غصب۔ میں نے شاہِ موصل کی لونڈی غصب کی یہ سردار نے میری لونڈی غصب کر لی۔ لالائی۔ غلام۔

۲ نیست۔ تو میں دوسرے سے کیا بدلہ لوں یہ تو میرا خود کردہ ہے۔ گر کشم۔ اب اگر میں پہلوان کو سزا دوں گا تو اُس کا خمیازہ بھی مجھے بھگتنا پڑے گا۔ ہمچناں۔ ایک دفعہ میں آزما چکا کہ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے جاتا ہے اب میں ایسا نہ کروں گا۔ اِنْ عُدْتُّمْ۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کہ اگر تم پھر وہی اشرار تمہیں کرو گے تو ہم بھی پھر وہی کریں گے۔

۳ چوں۔ اب اس پہلوان پر کوئی ظلم و زیادتی مناسب نہیں ہے صبر اور رحم سے کام لینا ہی مناسب ہے۔ رَبَّنَا۔ اب تو بارگاہِ خداوندی میں یہی دعا کرنی چاہیئے کہ ہم سے غلط ہوا غلطی ہوئی تو معاف کر دے۔ عفو کردم۔ شاہ موصل نے دعا میں کہا اے خدا میں نے معاف کر دیا تو بھی مجھے معاف کر دے۔

گفت[1] اکنوں اے کنیزک وا مگو — این سخن را کہ شنیدم من ز تو
کہ اے لونڈی! اب نہ کہنا — یہ بات جو میں نے تجھ سے سنی

پاس دار و با کسے عرضہ مکن — آنچہ گفتی اے کنیزک زیں سخن
محفوظ رکھ اور کسی سے نہ کہہ — اے لونڈی! تو نے جو یہ بات کہی

با امیرت جفت خواہم کرد من — اللہ اللہ زیں حکایت دم مزن
میں امیر سے تیرا نکاح کر دوں گا — خدا کے لئے اس قصہ کو نہ کہہ

تا نگردد او ز رویم شرمسار — کو یکے بد کرد و نیکی صد ہزار
تاکہ وہ میرے سامنے شرمندہ نہ ہو — کیونکہ اس نے ایک برائی اور لاکھوں بھلائیاں

بارہا من امتحانش کردہ ام — خوب[2] تر از تو بدو بسپردہ ام
میں نے اس کو بارہا آزمایا ہے — تجھ سے زیادہ حسین اس کے سپرد کئے ہیں

گر امانت یافتم او را تمام — این قضائے بود ہم از کردہام
میں نے اس کو امانت میں مکمل پایا ہے — یہ بھی میرے کاموں کی سزا تھی

کنیزک بخشیدن شاہ بحیلت بہ پہلوان

بادشاہ کا پہلوان کو ایک تدبیر سے لونڈی بخش دینا

پس بخود خواند آں امیر خویش را — کشت در خود خشم قہر اندیش را
پھر اس نے اس اپنے امیر کو بلایا — قہر ڈھانے والے غصہ کو اپنے اندر دبا دیا

کرد با او یک بہانہ دلپذیر — کہ شدستم زیں کنیزک بس نفیر
اس نے دل کو لگنے والا ایک بہانہ کیا — کہ میں اس لونڈی سے بہت متنفر ہو گیا ہوں

زاں[3] سبب کز غیرت و رشک کنیز — مادر فرزند دارد صد ازیز
اس لئے کہ لونڈی کی غیرت اور رشک سے — لڑکے کی ماں بہت فریاد کر رہی ہے

زاں سبب کز غیرت او دائما — مادر فرزند ہست اندر عنا
اس لئے کہ اس کی غیرت سے مستقلاً — لڑکے کی ماں مصیبت میں ہے

مادر فرزند را بس حقہاست — او نہ در خور چنیں جور و جفاست
لڑکے کی ماں کے بہت حقوق ہیں — وہ اس طرح کی غلط زیادتی کے لائق نہیں ہے

رشک و غیرت میبرد خوں میخورد — زیں کنیزک سخت تلخی می برد
رشک اور غیرت کرتی ہے خون پیتی ہے — اس لونڈی سے سخت کڑواہٹ محسوس کرتی ہے

---

[1] گفت۔ شاہ نے لونڈی کو ہدایت دی کہ پہلوان کا قصہ اب کسی سے نہ کہنا۔ با امیرت۔ میں نے طے کر لیا ہے کہ پہلوان سے تیری شادی کر دوں گا تو اب پہلوان کا راز کا قصہ کسی سے نہ کہنا تاکہ رو۔ اس نے اگر ایک برائی کی ہے تو سینکڑوں بھلائیاں بھی کی ہیں میں اسکو شرمندہ کرنا نہیں چاہتا۔

[2] خوب تر۔ میں نے تجھ سے بھی زیادہ حسین لونڈیاں اس کے سپرد کی ہیں لیکن اس نے خیانت نہیں کی۔ این قضائے۔ یہ میری برائیوں کی سزا مجھے ملی ہے۔ پس۔ اس کے بعد شاہ نے اس پہلوان کو بلایا اور اس سے یہ بہانہ کیا کہ میں اس لونڈی سے متنفر ہوں۔

[3] زاں۔ اور میری نفرت کا سبب یہ ہے کہ میری بیوی بہت نالاں ہے۔ کنیز۔ لونڈی کے پکنے کی آواز۔ زاں سبب۔ میرا لونڈی سے متنفر ہونے کا سبب یہ ہے کہ میرے بچہ کی ماں کو اس سے تکلیف پہنچتی ہے۔ عنا۔ مشقت۔ در خور۔ لائق۔

چون کسے را داد خواہم ایں کنیز — پس ترا اولیٰ ترست ایں اے عزیز

چونکہ یہ لونڈی میں کسی کو دوں گا — اے پیارے! تجھے دینا زیادہ بہتر ہے

کہ تو جانبازی نمودی بہر او — خوش نباشد دادنِ آں جز بتو

کیونکہ تو نے اُس کے لئے جانبازی دکھائی ہے — تیرے سوا کسی کو اُسکا دینا اچھا نہ ہوگا

عقد کردش با امیر او را داد — خشم را و حرص را یکسو نہاد

اُس کا نکاح امیر سے کردیا اور اسکو دیدی — غصہ اور لالچ کو ایک طرف رکھ دیا

عقد کردش با امیر او را سپرد — کرد خشم و حرص را او خورد مرد

اُس کا نکاح امیر سے کردیا، اسکو سپرد کردی — اُس نے غصہ اور لالچ کو ریزہ ریزہ کردیا

بیان آنکہ نحن قسمنا کریکے را قوت و شہوت خراں دہد

اس کا بیان کہ ہم نے تقسیم کیا ہے کہ وہ اللہ کسی کو گدھوں کی سی قوت اور شہوت

ویکے را کیاست و قوت انبیا و فرشتگاں دہد

دیدیتا ہے اور کسی کو فرشتوں اور نبیوں کی سی قوت اور ذہانت دیدیتا ہے

سر[2] ہوا تافتن از سر دیت — ترک ہوا قوت پیغمبری ست

خواہش نفسانی سے سرتابی کرنا سرداری ہے — خواہش نفسانی کو چھوڑ دینا پیغمبری طاقت ہے

تخمہائے کہ شہوتی نبود — بر او جز قیامتی نبود

وہ بیج جو شہوت والے نہ ہوں — اُن کا پھل قیامت کے سوا ظاہر نہ ہوگا

گر بدش سستی ز نرئی خراں — بود او را مردیِ پیغمبراں

اگر اُس میں گدھوں کی سی شہوت سے سستی تھی — تو اُس میں پیغمبروں کی سی مردانگی تھی

ترک[3] خشم و شہوت و حرص آوری — ہست مردی و رگ پیغمبری

غصہ اور شہوت اور لالچ کرنے کو چھوڑنا — مردانگی اور پیغمبری رگ ہے

نرئی خر گو مباش اندر رگش — حق ہمی خواند الغ بگلر بگش

گو اُس کی رگ میں گدھے کا سا نر پنا نہ ہو — اللہ تعالیٰ اُسکی امیر الامرائی کو چاہتا ہے

مردہ باشم بمن حق بنگرد — بہ ازاں زندہ کہ باشم دور و رد

(اگر) میں مُردہ ہوں (اور) حق (تعالیٰ) کی نظر ہو — اس سے بہتر ہے کہ میں زندہ ہوں (اور) دور اور رد

مغز مردی ایں شناس و پوست آں — آں برد در دوزخ و ایں در جناں

اس کو مردانگی کا مغز سمجھ اور وہ چھلکا ہے — وہ دوزخ میں لے جائیگی اور یہ جنتوں میں

[1] چونکہ کسے ۔ اے جہاں کہ یہ لونڈی تجھے کسی کو دیتی ہے تو تو زیادہ مستحق ہے۔ کہ تو کیونکہ تو نے اُس کے لانے میں جانبازی کی ہے۔ عقد فی و مصر نے مُس لونڈی کا مُس پہلوان سے نکاح کر دیا اور اپنے عقد کو ختم کر دیا۔ بیان۔ حضرت حق تعالیٰ نے جسمانی طاقتوں کی تقسیم ہر ایک کے مناسب حال کی ہے کسی کو تو گدھوں کی سی قوت شہوانی دی ہے کسی کو فرشتوں اور نبیوں کی ذہانت اور ذکاوت عطا کی ہے۔

[2] سر ہوا ۔ خواہشات پر قابو پالینا سرداری کی دلیل ہے اور یہ پیغمبری صفت ہے یہ شعر مولانا کا نہیں ہے بلکہ حکیم سنائی کا ہے۔ تخمہائے ۔ جو شخص شہوت کی تخم ریزی کرے گا وہ قیامت میں اپنی تخم ریزی کا پھل پائیگا یہ شعر بھی مولانا کا نہیں ہے حکیم سنائی کا ہے۔ گر بدش ۔ شاید مصر میں گدھوں کی سی شہوت نہ تھی مُس میں معنوی مردی تھی۔

[3] ترک خشم ۔ نفس کی زندگی کو ترک کرنا پیغمبری مردی ہے۔ الغ ۔ نر رگ ۔ عجمی ۔ امیر الامراء ۔ مُردہ باشم ۔ وہ مُردہ جو حق کی نظر پڑنے سے بہتر ہے جو مردود بارگاہ ہو۔ مردی ۔ مردی اصل وہ ہے جو پیغمبروں میں ہے اسی جنت میں لے جانے والی شہوت پرست کی مردی جہنم لے جانے والی ہے۔

حُفَّتِ الْجَنَّۃُ مکارہ را رسید — حُفَّتِ النَّارُ از ہوا آمد پدید

جنت گھیر دی گئی ہے ناپسندیدہ چیزوں کو — دوزخ گھیر دی گئی ہے خواہش نفسانی سے ظاہر ہوا

دیگر بار خطاب پادشاہ با ایاز و امتحان کردنِ ارکان

بادشاہ کا ایاز کو دوبارہ خطاب کرنا اور ارکان دولت کا امتحان لینا

دولت را و نمودنِ فرمانبرداریِ ایاز بایشاں

دولت اور ایاز کی فرمانبرداری اُن کو دکھانا

اے ایازِ شیر نرِ دیو کُش — مَردیِ خَرکم فزوں مَردیِ مُش

اے ایاز، نر شیر دیو کو مار ڈالنے والے — گدھے کی مردانگی کم ہے موش کی مردانگی بڑھ چڑھ کر

آنچہ چندیں صدر را در آکش نکرد — لعبِ کودک بُود پیشِ تا یئت مرد

جس چیز کو اتنے صدروں نے نہ سمجھا — تیرے سامنے بچوں کا کھیل تھا، زہے مردانگی

اے بدیدہ لذتِ امرِ مرا — جاں سپردہ بہرِ امرم در وفا

اے وہ جس نے میرے حکم کا مزا چکھا ہے — وفاداری میں میرے حکم پر جان فدا کر دی

اے کہ از تعظیمِ امرش آگہی — ایں حکایت گوش کن تا واری

اے وہ کہ تو اس (شاہ) کے حکم کی تعظیم سے واقف ہے — یہ حکایت سن لے تاکہ تو نجات پا جائے

داستانِ ذوقِ امر و چاشنیش — بشنو اکنوں در بیانِ معنویش

حکم کے ذوق اور اس کی چاشنی کی داستان — اب اس حکایت معنوی بیان کو سن لے

دادنِ شاہ گوہر را در میانِ دیوان و مجمع بدستِ وزیر

کچہری اور مجمع میں بادشاہ کا ایک وزیر کو موتی دینا کہ یہ کس

ایں بچند ارزد و مبالغہ کردنِ وزیر در قیمت و فرمودنِ شاہ کہ اکنوں ایں را بشکن و گفتنِ وزیر کہ ایں گوہر نفیس را چگونہ بشکنم

قیمت کا ہے؟ اور قیمت میں وزیر کا مبالغہ کرنا اور بادشاہ کا حکم دینا کہ اب اس کو توڑ دے اور وزیر کا کہنا کہ اس عمدہ موتی کو کیسے توڑ دوں؟

گفت روزے شاہ محمودِ غنی — آں شہِ غزنی و سلطانِ سنی

کہا ہے کہ ایک دن شاہ محمود نے — جو غزنی کا بادشاہ، بزرگ شاہ تھا

ف تشریح: اس کا ترجمہ بعض شارحین نے یہ کیا ہے کہ یہ بات سچی ہے کہ جنت مکروہات سے گھیر دی گئی ہے اور دوزخ خواہش کا ترجمہ بھی یہ کیا ہے کہ یہ آگ خواہش نفس سے گھیر دی گئی ہے ظاہر ہوا، جیسی یہ بات حدیث کی ہمیں سچی ہے اور یہ بات حدیث سے ظاہر ہوئی ہے۔ دیگر بار: سلطان محمود نے ایاز کو دوبارہ خطاب کیا اور ان کو ایاز کی فرمانبرداری دکھائی۔ مردی موش: جیسی بیغمبروں کی مردی۔ آنچہ: یہ دوسرے سمجھ نہ سکے جو تو بآسانی سمجھ گیا۔

ف اے بدیدہ۔ اے ایاز تو میرے حکم کی لذت سے واقف ہے اسی لئے تو میرے حکم پر جان چھڑکتا ہے۔ اے یہ ہوا: کا کلمہ ہے امرش میں شین کی ضمیر شاہ کی جانب ہے چاشنیش کی ضمیر امر کی جانب اور معنویش کی ضمیر حکایت کی جانب لوٹتی ہے

ف دیوان: دفتر، دربار۔ چند ارزد کس قیمت کا ہے۔ گفت: یعنی بیان کرنے والے نے کہا ہے۔ سنی: بلند۔

شاہ روزے جانبِ دیواں شتافت — جملہ ارکاں را دراں دیواں بیافت

ایک دن، بادشاہ کچہری کی جانب گیا — اُس کچہری میں سب ارکان کو (موجود) پایا

گوہرے بیروں کشید او مستنیر[1] — پس نہادش زود در کفِ وزیر

اُس نے ایک روشن موتی باہر نکالا — پھر اُس کو جلد وزیر کی ہتھیلی پر رکھا

گفت چون ست و چہ ارزد ایں گہر — گفت بیش از زر صد خروارِ زر

کہا کیا ہے، اور یہ موتی کس قیمت کا ہے؟ — اُس نے کہا سونے کے سیکڑوں بوروں سے زیادہ قیمت کا ہے

گفت بشکن گفت چونش بشکنم — نیک خواہِ مخزن و مالت منم

کہا توڑ دے اُس نے کہا اسکو کیسے توڑوں؟ — میں آپ کے مال اور خزانہ کا خیر خواہ ہوں

چوں روا دارم کہ مثلِ ایں گہر — کہ نیاید در بہا گردد ہدر

میں کیسے روا رکھوں کہ اس جیسا موتی — جس کی قیمت کا اندازہ نہیں ہو سکتا رائگاں ہو جائے

گفت شاباش و بدادش خلقتے[2] — گوہر از وے بستد آں شاہِ فتے

کہا شاباش ہے اور خلعت عطا کی — اُس جوانمرد شاہ نے موتی اُس سے لے لیا

کرد ایثارِ وزیر آں شاہِ جود — ہر لباس و حلہ[2] کو پوشیدہ بود

اُس شاہِ سخی نے وزیر کو عطا کر دیا — جو لباس اور جوڑا وہ پہنے ہوئے تھا۔

ساعتے شاں کرد مشغولِ سخن — از قضیہ تازہ و رازِ کہن

اُن کو تھوڑی دیر باتوں میں لگایا — نئے معاملہ اور پرانے راز میں

بعد ازاں دادش بدستِ حاجبے — کہ چہ ارزد ایں بہ پیشِ طالبے

اسکے بعد اُس کو حاجب کے ہاتھ میں دیا — کہ خریدار کے لئے یہ کس قیمت کا ہے؟

گفت[3] ارزد ایں بہ نیمہ مملکت — کش نگہدارد خدا از مہلکت

اُس نے کہا یہ آدھی سلطنت کی قیمت کا ہے — خدا اُس کو بربادی سے بچائے

گفت بشکن گفت اے خورشیدِ تیغ — بس دریغ ست ایں شکستن بس دریغ

کہا توڑ اسکو توڑ دے اُس نے کہا اے سورج کی تلوار والے! — اسکا توڑنا بہت قابلِ افسوس ہے بہت قابلِ افسوس

قیمتش بگذار بیں تاب و لمع — کہ شدست ایں نورِ روز او را تبع

اسکی قیمت کو رہنے دیجئے چمک اور روشنی کو دیکھئے — کہ دن کی روشنی اسکے تابع بن گئی ہے

دست کے جنبد مرا در کسرِ او — کہ خزینہ شاہ را باشم عدو

اسکے توڑنے میں میرا ہاتھ کب ہلے گا؟ — میں بادشاہ کے خزانہ کا دشمن کب ہوں؟

---

[1] مستنیر: روشن۔ خروار: گدھے پر لادنے کا بوجھ۔ خزانہ۔ نیاید در بہا: جس کی قیمت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ ہدر: رائگاں۔ خلعتے: شاہی لباس تھے۔ فتی: کامل، نوجوان۔

[2] حلہ: کپڑوں کا جوڑا۔ مشغولِ سخن: چونکہ بادشاہ کو سب کا امتحان لینا تھا، تو بات کاٹ دی تاکہ اس نور دوسروں سے سوال و جواب کرے۔ حاجب: چوبدار جو پیشی کا وزیر ہوتا تھا۔

[3] گفت: حاجب نے کہا یہ آدھی سلطنت کی قیمت کا ہے۔ خورشیدِ تیغ: یعنی وہ جس کی تلوار سورج جیسی چمکدار ہے۔ لمع: چمک۔ کہ شدست: دن کی روشنی اس کے سامنے ماند ہے۔

شاہ خلعت داد و ادرارش فزود — پس دہاں در مدحِ عقلِ او کشود

شاہ نے اُسکو خلعت دی اُسکی تنخواہ بڑھادی — پھر اُس کی عقل کی تعریف میں مُنہ کھولا

بعد یک ساعت بدستِ میر داد — دُرّ را آں امتحاں کُن باز داد

تھوڑی دیر کے بعد ایک امیر کے ہاتھ میں دیا — اُس امتحان کرنے والے نے موتی پھر دیا

اُو ہمی گفت و ہمہ میراں ہمیں — ہر یکے را خلعتے داد اُو تمیں

اُس نے وہی کہا اور سب امیروں نے وہی — اُس نے ہر یک کو قیمتی خلعت عطا کی

جاگیہا شاں ہمی افزود شاہ — آں خسیساں را بُرد از رہ چاہ

بادشاہ اُنکے اکھڑوں کے جوڑے بڑھا رہا تھا — اُن کینوں کو راستہ سے کنوئیں میں لے گیا

پنجپنیں گفتند پنجہ شصت امیر — جملہ یک یک ہم بتقلیدِ وزیر

پچاس ساٹھ امیروں نے یہی کہا — وزیر کی تقلید میں ایک ایک کرکے سب نے

گرچہ تقلید ست ستونِ جہاں — ہست رُسوا ہر مقلّد زامتحاں

اگرچہ تقلید دنیا کا ستون ہے — آزمائش سے ہر مقلّد رسوا ہوتا ہے

شاہ چوں کرد امتحانِ جملگاں — مال و خلعت بُرد ہر یک بیکراں

شاہ نے جب سب کا امتحان لیا — ہر ایک نے لاتعداد مال اور خلعت حاصل کیا

ہمچنیں دُرّ دور گرداں شد گہر — تا بدستِ آں ایازِ دیدہ وَر

موتی اسی طرح گردش کے چکر میں رہا — یہانتک دیدہ ور ایاز کے ہاتھ میں آیا

آخریں بنہاد در کفِ ایاز — گفت اُو را کاے حریفِ دیدہ باز

بالآخر اُس کو ایاز کی ہتھیلی پر رکھا — اُس سے کہا اے صاحب نظر دوست!

یک بیک دیدند ایں گوہر تو ہم — در شعاعش در نگر اے محترم

اُنھوں نے ایک ایک کرکے اس موتی کو دیکھا تو بھی — اے محترم! اِس کی چمک کو دیکھ لے

رسیدنِ گوہر از دست بدست آخرِ دور بایاز و کیاستِ

موتی کا دست بدست آخری دور میں ایاز کے ہاتھ میں پہنچنا اور ایاز کی

ایاز و مقلّد ناشدنِ او ایشاں را و مغرور ناشدنِ او

ذہانت اور اس کا ان کا مقلّد نہ ہونا اور اسکا دھوکے میں نہ پڑنا

بمال دادنِ شاہ و خلعتہا و جاگیہا افزوں کردن و

بادشاہ کے مال اور خلعت دینے سے اور کپڑے بڑھانے سے اور

---

۱ ادرار۔ ماہوار تنخواہ۔ کشود۔ اُسکی تعریف اسلئے کی تاکہ دوسروں کا امتحان کرسکے

بعد تھوڑی دیر کے بعد شاہ نے وہ موتی ایک دوسرے امیر کے ہاتھ میں دیا۔ تمیں۔ قیمتی۔ جاگیہا۔ وہ لباس جو ملازمین کو سالانہ ملتے ہیں۔ خسیساں۔ یہ داد و دہش اُن سب کیلئے گمراہی کا سبب تھی چونکہ وہ سمجھ رہے تھے کہ شاہ کو جواب پسند آرہا ہے اسلئے وہ انعام دے رہا ہے۔

۲ پنجپنیں۔ جو جواب پہلے امیر نے دیا اُس کی تقلید میں سب امیروں نے وہی جواب دیا۔ گرچہ۔ دنیا کا کام تقلید سے ہی چل رہا ہے۔ دُرّ دور۔ وہ موتی یکے بعد دیگرے اسی طرح امیروں کے ہاتھ میں جاتا رہا اخیر میں شاہ نے ایاز کے ہاتھ میں دیدیا۔

۳ یک بیک۔ شاہ نے ایاز سے کہا اس موتی کو سب سردار دیکھ چکے اب تو بھی دیکھ لے۔ رسیدن۔ موتی ایاز کے ہاتھ میں جب پہنچا تو اُس نے پہلے سوداگر کی تقلید میں جواب نہ دیا اور بادشاہ کے انکو خلعت وغیرہ دینے سے دھوکے میں نہ آیا۔

مدحِ عقلِ ایشاں کردن لکن کہ نشاید مقلد را مسلمان دانستن

اُن کی عقل کی تعریف کرنے سے، بقدر امکان مقلد کو مسلمان نہ سمجھنا چاہیے

مسلمان باشد اما نادر باشد کہ مقلد ثبات کند بر اعتقاد و

مسلمان ہوتا ہے لیکن بہت کم ہوتا ہے کہ اُس اعتقاد پر وہ جما رہے اور

مقلد ازیں امتحانہا بسلامت بیروں آید کہ ثبات بینایاں ندارد

مقلد ان امتحانات سے سلامتی کیساتھ عہدہ برآ ہو کیونکہ وہ دور اندیشوں کی سی ثابت قدمی نہیں رکھتا ہے

لے ایاز اکنوں بگوئی کایں گہر — چند می ارزد بدیں تاب و ہنر

اے ایاز! اب تو بتا کہ یہ موتی اس چمک اور خوبی کے ساتھ کس قیمت کا ہے؟

گفت افزوں زانچہ نامم گفت من — گفت اکنوں زود خردش در شکن

اُس نے کہا جتنا میں کہہ سکتا ہوں اُس سے بڑھا ہوا ہے — اُس نے کہا اب اُسکو فوراً ریزہ ریزہ کردے

سنگہا در آستیں بودش شتاب — خرد کردش پیش اُو آں بد صواب

پتھر اُس کی آستین میں تھے، جلد — اُس کو توڑ دیا اُسکے نزدیک یہ درست تھا

زاتفاقِ طالعِ بادولتش — دست داد آں لحظہ نادر حکمتش

اُس کے با اقبال نصیبہ کے اتفاق سے — اُس وقت نادر حکمت اُسکے ہاتھ آگئی

یا بخواب ایں دیدہ بود آں پر صفا — کردہ بود اندر بغل دو سنگ را

یا اُس روشن دل نے خواب میں تو دیکھا تھا — اُس نے دو پتھر بغل میں دبا لئے تھے

ہمچو یوسفؑ کاندرونِ قعرِ چاہ — کشف شد پایانِ کارش را ز آلہ

یوسفؑ کی طرح کہ کنوئیں کی گہرائی میں — اُنکے لئے انجام کار اللہ تعالیٰ نے کیا سب کھل گیا تھا

ہر کرا فتح و ظفر پیغام داد — پیشِ اُو یک شد مراد و بے مراد

جس کو فتح اور کامیابی نے پیغام دیا — اُسکے لئے مراد اور نامراد یکساں ہے

ہر کہ پایندانِ وے شد وصلِ یار — اُو چہ ترسد از شکستِ کارزار

یار کا وصل جس کا ضامن ہوگیا — وہ جنگ کی شکست سے کیا ڈرے گا؟

چوں یقیں گشتش کہ خواہد کرد مات — فوتِ اسپ و فیل پیشش تر ہات

جب اُسکو یقین ہوگیا کہ وہ مات دے گا — اسپ اور فیل کا مارا جانا اُسکے لئے بکواس ہے

گر بُرد اسپش ہر آنکہ اسپ جُست — اسپ اُو گوئی کہ پیشِ آہنگِ اُوست

جو شخص اسپ کا طالب ہے اگر اُسکا اسپ مار لیا جائے — تو گویا اسپ اُس کا پیشرو ہے

لے یقیں۔ تقلیدی ایمان معتبر نہیں ہے ایمان کا تعلق یقین سے ہے اور مقلد کو عموماً یقین حاصل نہیں ہوتا ہے معمولی شکوک سے اُس کا علم زائل ہوجاتا ہے۔ بینایاں۔ وہ لوگ جن کو عینِ یقین کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ اے ایاز۔ بادشاہ نے موتی کی قیمت ایاز سے لگوائی اُس نے جواب دیا کہ یہ اسقدر بیش قیمت ہے کہ اُسکی قیمت کا بیان کرنا ممکن نہیں ہے، بادشاہ نے کہا اُسکو توڑ ڈال اُسکی آستین میں پتھر تھا اُس نے اُس کے ذریعہ فوراً اُسکو توڑ ڈالا اُسکا نصیبہ تھا کہ دانائی نے اُسکا ساتھ دیا۔ ممکن ہے کہ اُس نے خواب میں یہ قصہ دیکھا ہو اور اسی لئے وہ آستین میں پتھر لیکر مجلس میں آیا ہو۔

لے ہمچو۔ حضرت یوسفؑ نے قید ہی میں خواب میں آنے والے واقعات دیکھ لئے تھے۔ ہر کرا۔ جس شخص کو فتح اور کامیابی کی خوشخبری مل چکی ہو اُسکے لئے فتح و شکست کے اسباب یکساں ہوجاتے ہیں۔

لے پایندان۔ ضامن۔ چون جب بازی کی کامیابی پر یقین ہوجاتا ہے تو اُس کو اپنے اسپ اور فیل کے پٹ جانے کی کوئی پروا نہیں ہوتی گر بُرد۔ اُسکا حریف اگر اُسکے اسپ کو مارے تو اسپ کا پٹنا اُسکی کامیابی کا پیش خیمہ ہوگا۔

مُرْدَہ[1] را با اسپ کے خویشی بُود — عشقِ اسپش از پئے پیشی بُود
انسان کی گھوڑے سے رشتہ داری کب ہوتی ہے؛ — گھوڑے سے اُسکا عشق آگے بڑھنے کیلئے ہوتا ہے

بہرِ صُورتہا مکش چندیں زحیر — بے صُداعِ صُورتے معنیٰ بگیر
صورتوں کے لئے اسقدر پیچ و تاب نہ اٹھا — صورت کا دردِ سر اٹھائے بغیر معنی حاصل کر

ہست زاہد را غمِ پایانِ کار — تا چہ باشد حالِ اُو روزِ شمار
زاہد کو انجام کا غم ہے — کہ قیامت کے دن اُسکا کیا حال ہوگا؟

عارفاں زآغاز گشتہ ہوشمند — از غم و احوالِ آخر فارغ اند
عارف شروع ہی سے ہوشمند ہیں — آخرت کے احوال اور غم سے بے نیاز ہیں

بُود عارف را ہمیں خوف و رجا — سابقہ دانش خورد آں ہر دو را
عارف کو یہی خوف اور امید تھی — اُسکی پیشگی دانش نے اُن دونوں کو ختم کردیا ہے

دید[2] کو سابق زراعت کرد ماش — اُو ہمی داند چہ خواہد بُود چاش
وہ جانتا ہے جس نے پہلے سے اڑد کی کاشت کی ہے — وہ جانتا ہے کہ اُس کی پیداوار کیا ہوگی

عارف ست اُو باز رست از خوف و بیم — ہائے و ہُو را کرد تیغ حق دو نیم
وہ عارف ہے وہ خوف اور ڈر سے چھوٹ گیا ہے — اللہ تعالیٰ کی تلوار نے شور و فغاں کے دو ٹکڑے کردیئے ہیں

بُود اُو را بیم و اُمید از خدا — خوف فانی شد عیاں گشت آں رجا
اُس کو خدا سے خوف اور امید تھی — خوف فنا ہوگیا وہ امید ظاہر ہوگئی

خوف[3] طے شد جملگی اُمید شد — نور گشت و تابعِ خورشید شد
خوف لپٹ گیا، وہ مجسم امید ہوگیا — نور بنگیا اور سورج کے تابع ہوگیا

زامتحانِ شاہ بُود آگہ ایاز — وز فریبِ شہ نشد گمرہ ایاز
ایاز، بادشاہ کے امتحان سے آگاہ تھا — شاہ کے فریب سے ایاز گمراہ نہ ہوا

خلعت و اِدرار از راہش نبُرد — کرد اُو گوہر زامرِ شاہ خُرد
خلعت اور وظیفہ نے اُسکو گمراہ نہ کیا — اُس نے بادشاہ کے حکم سے موتی توڑ ڈالا

چوں شکست اُو گوہرِ خاص آں زماں — زاں امیراں خاست صد بانگ و فغاں
جب اُس نے خاص موتی توڑا، اُس وقت — امیروں سے بہت شور اور فریاد بلند ہوئی

کاینچہ بیباکیست واللہ کافرست — ہر کہ ایں پُر نور گوہر را شکست
کہ یہ کیا بے باکی ہے خدا کی قسم کافر ہے — جس نے اِس منوّر موتی کو توڑا

---

[1] مُرْدَہ را۔ شطرنجی کو اسپ سے کوئی محبت نہیں ہوتی وہ تو جیتنے کا خواہاں ہوتا ہے۔ زحیر۔ پیچش پیچ و تاب۔ صُداع۔ دردِ سر۔ صورت یعنی اسپ معنیٰ یعنی کامیابی۔ ہست معنی کے ادراک کے بھی مراتب مختلف ہیں زاہد کو انجام کا غم رہتا ہے کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے عارفاں جو لوگ کامل ہیں انکو ابتدا سے ہی انجام کا علم ہوجاتا ہے اور اُنکا علم خوف اور امید کو ختم کردیتا ہے۔

[2] دید۔ عارف جان لیتا ہے جو بویا ہے اُسکی پیداوار کیا ہوگی چونکہ اُسکو پیشگی ہی علم حاصل ہوگیا ہے لہٰذا انجام کے فکر کا شور و غل ختم ہوگیا ہے۔ بُود۔ اُسکو بھی انجام کے بارے میں خوف اور امید کی کشمکش تھی لیکن اس پر حقیقت واضح ہوجانے کی وجہ سے اب خوف ختم ہوگیا ہے اور امید باقی رہ گئی ہے۔

[3] خوف۔ اُس کے لئے اب خوف ختم ہوگیا اور وہ نور بنکر نورِ مطلق کے تابع ہوگیا۔ زامتحان۔ ایاز بھی انہی میں سے تھا جن کو انجام کی خبر ہوجاتی ہے لہٰذا وہ بادشاہ کے احکام وغیرہ سے دھوکے میں نہ پڑا۔ گوہر۔ اُس نے موتی کو شاہ کے حکم کے مطابق فوراً توڑ ڈالا۔ کاینچہ۔ امیروں نے شور کیا اور ایاز سے کہا کہ یہ کیسے بے باکی ہے کہ ایسے عمدہ موتی کو تو نے توڑ ڈالا۔

وآں[1] جماعت جملہ از جہل و عمیٰ — در شکستہ دُرِّ امرِ شاہ را

اور اس جماعت نے نادانی اور اندھے پن سے — بادشاہ کے حکم کے موتی کو توڑا تھا

قیمت گوہر نتیجہ مہر و دُد — بر چناں خاطر چرا پوشیدہ شُد

دوستی اور محبت کے نتیجہ کے موتی کی قیمت — ایسی طبیعت پر کیوں پوشیدہ ہوئی؟

تشنیع زدن امرا بر ایاز کہ چرا شکستی و جواب دادن ایاز ایشاں را

امیروں کا ایاز کو ملامت کرنا کہ تو نے کیوں توڑا اور ان کو ایاز کا جواب دینا

گفت ایاز اے مہتران نامور — امرِ شہ بہتر بقیمت یا گہر

ایاز نے کہا اے نامور سردارو! — قیمت میں بادشاہ کا حکم بہتر ہے یا موتی

امرِ سُلطاں بہ بُود پیشِ شُما — یا کہ ایں نیکو گہر بہرِ خدا

تمہارے نزدیک بادشاہ کا حکم بہتر ہے — یا یہ اچھا موتی! خدا کے لئے بتاؤ

اے[2] نظرتاں بر گہر بر شاہ نے — قبلہ تاں عولست جادہ راہ نے

ارے تمہاری نظر موتی پر ہے شاہ پر نہیں ہے — تمہارا قبلہ چھلاوا ہے سیدھا راستہ نہیں ہے

من زشہ بر می نگردانم بصر — من چو مشرک روئے نارم در حجر

میں شاہ سے نظر نہیں پھیرتا ہوں — میں مشرک کی طرح پتھر کی جانب رُخ نہیں کرتا ہوں

بے گہر جانے کہ رنگیں سنگ راہ — برگزیند پس نہد او امرِ شاہ

وہ بے گوہر جان جو راستہ کے رنگین پتھر — پسند کرے، وہ شاہ کا حکم پیچھے ڈال دے گی

پُشت[3] سوی لعبتِ گلرنگ کُن — عقل در رنگ آورندہ دنگ کُن

پھول جیسے رنگ کی گڑیا کی جانب پُشت کرے — عقل، رنگ دینے والے میں حیران کردے

اندر آ در جو سبو بر سنگ زن — آتش اندر بُو و اندر رنگ زن

نہر میں آجا، ٹھیکیا کو پتھر پر ماردے — بُو اور رنگ میں آگ لگا دے

گر نہ در راہِ دیں از رہزناں — رنگ و بُو مپرست مانند زناں

اگر تو دین کی راہ میں راہزنوں میں سے نہیں ہو — عورتوں کی طرح رنگ و بُو کی پرستش نہ کر

گوہر امرِ شہ بُود اے ناکساں — جملہ بشکستید گوہر را عیاں

اے نالائقو! موتی بادشاہ کا حکم ہوتا ہے — تم سب نے علانیہ موتی کو توڑا

چوں ایاز ایں راز بر صحرا فگند — جملہ ارکاں خوار گشتند و نژند

جب ایاز نے اس راز کو میدان میں ڈال دیا — سب ارکان خوار اور ذلیل ہوگئے

---

[1] وآں جماعت سرداروں کی جماعت اپنے جہل سے یہ نہ سمجھی کہ ایاز نے تو موتی توڑا اور اُن لوگوں نے بادشاہ کا حکم توڑا۔ قیمت۔ محبت اور دوستی کے موتی کو انھوں نے اُس موتی سے زیادہ قیمتی نہ سمجھا۔ امرِ شہ۔ ایاز نے اُن امیروں سے کہا یہ بتاؤ کہ موتی زیادہ قیمتی تھا یا بادشاہ کا حکم!

[2] اے نظر۔ تم لوگوں کا منظورِ نظر موتی تھا بادشاہ کا حکم نہ تھا۔ تم نے اپنا قبلہ سیدھا راستہ چھوڑ کر چھلاوے کو بنالیا۔ من زشہ۔ بادشاہ کو چھوڑ کر موتی کی طرف توجہ کرنا محبت کا شرک ہے بے گہر۔ جو شخص راستہ کے رنگین پتھر کو بہتر سمجھے اور شاہ کے حکم کو پس پشت ڈال دے وہ خود بے جوہر ہے۔

[3] پشت۔ مضوعات سے روگردانی کرکے صانع کی جانب توجہ کرنی چاہئے۔ اللہ ظاہر کی طرف رُخ کرکے مظاہر پر اکتفا نہ کر۔ رنگ و بُو۔ دنیا کی خوشنمائی راہ کی رکاوٹ ہے۔ گوہر۔ اصل موتی شاہ کا حکم تھا نافرمانی کرکے تم نے اُس کو توڑ ڈالا۔ چوں۔ ایاز کی یہ تقریر سن کر سب امیر شرمندہ اور حیران ہوگئے۔

سر فرو انداختند آں سروراں — عذر[1] گویاں گشتہ زاں نسیاں بجاں
اُن سرداروں نے سر نیچے جھکا لئے — (دل و جان سے اس بھول پر عذر خواہ بن گئے

از دلِ ہر یک دو صد آہ آں زماں — ہمچو دودے میشدند تا آسماں
اس وقت سیکڑوں آہیں ہر ایک کے دل سے — دھوئیں کی طرح آسمان تک جاتی تھیں

قصد کردن شاہ بقتلِ اُمرا و شفاعت کردنِ ایاز پیش تخت کہ اَلعفو اَولےٰ

بادشاہ کا امیروں کو قتل کرنے کا ارادہ کرنا اور تخت کے سامنے ایاز کا سفارش کرنا معاف کر دینا زیادہ بہتر ہے

کرد[2] اشارت شہ بجلادِ کہن — کہ ز صدرم ایں خساں را پاک کُن
شاہ نے پرانے جلاد کو اشارہ کیا — کہ ان کمینوں کو میرے دربار سے صاف کر دے

ایں خساں چہ لائقِ صدرِ منند — کز پئے سنگ امرِ ما را بشکنند
یہ کمینے کیا میرے دربار کے لائق ہیں؟ — جو پتھر کی خاطر ہمارے حکم کو توڑتے ہیں

امرا پیشِ چنیں اہلِ فساد — بہرِ رنگیں سنگ شد خوار و کساد
ایسے مفسدوں کے نزدیک ہمارا حکم — رنگین پتھر کی وجہ سے ذلیل اور کھوٹا ہو گیا

پس ایازِ مہر افزا بر جہید — پیشِ تختِ آں اُلغ سلطانِ دید
پھر محبت بڑھانے والا ایاز اُٹھا — سلطانِ اعظم کے تخت کے سامنے دوڑ کر گیا

سجدہ کرد و گلوی خود گرفت — کاے قبادے کز تو چرخ آرد شگفت
سجدہ کیا اور اپنا گلا پکڑا — کہ اے شاہ! کہ تجھ سے آسمان تعجب میں ہے

اے[3] ہمایِ کہ ہمایاں فرخی — از تو دارند و سخاوت ہر سخی
اے ہما! کہ سب ہما برکت — اور تمام سخی سخاوت تجھ سے حاصل کرتے ہیں

اے کریمے کہ کرمہائے جہاں — محو گردد پیشِ ایثارت نہاں
اے وہ کریم! کہ جہان کے کرم — تیرے مخفی ایثار کے آگے محو ہو جاتے ہیں

اے لطیفے کہ گلِ سُرخت چو دید — از خجالت پیرہن را بر درید
اے وہ صاحب لطف کہ جب گلِ سُرخ نے تجھے — شرمندگی سے لباس چاک کر ڈالا

از غفوریِ تو غفراں چشم سیر — رُو بہاں بر شیر از عفوِ تو چیر
تیری مغفرت سے، مغفرت سیر چشم ہے — تیری معافی سے لومڑیاں شیر پر غالب ہیں

[1] عذر۔ معذرت کرنے لگے کہ ہم سے بھول ہو گئی اور ایک آہیں بھرنے لگا۔

[2] کرد۔ شاہ نے ان سرداروں کی نافرمانی پر اُن کے قتل کا حکم دے دیا اور کہا کہ یہ کیسے میری مجلس کے لائق نہیں میں ان سے مجلس کو پاک کرنا چاہیئے اُنھوں نے ایک پتھر کی خاطر حکم عدولی کی اسی پر ایاز شاہی تخت کی طرف دوڑا اور اُس کے سامنے سجدہ کر کے سفارش کرنے لگا۔

قباد۔ نوشیرواں کے باپ کا نام ہے پھر ہر بڑے بادشاہ کو کہہ دیا جاتا ہے۔

[3] اے ہمای۔ ایاز نے بادشاہ سے کہا آپ ہما ہیں دنیا کے جس قدر ہما ہیں اُن میں آپ کی وجہ سے برکت آئی ہے آپ ایسے کریم ہیں کہ دنیا کے کریموں نے آپ سے کرم حاصل کیا ہے آپ اس قدر حسین ہیں کہ گلِ سُرخ نے شرمندگی سے اپنا لباس چاک کر لیا ہے آپ کا عفو اسقدر بڑھا ہوا ہے کہ مغفرت آپ سے سیر چشم ہو رہی ہے اور لومڑیاں آپ کے عفو کی بنا پر شیروں پر غالب ہیں۔

جز[1] کہ عفوِ تو کرا دارد سند — ہر کہ با امرِ تو بیباکی کُند

تیری معافی کے سوا کس پر سہارا رکھتا ہے؟ — جو شخص تیرے حکم پر بیباکی کرے

غفلت و گستاخیِ ایں مجرماں — از وفورِ عفوِ تُست اے عفوراں

ان خطاواروں کی غفلت اور گستاخی — اے معافی دینے والے (تیری معافی کی کثرت کی وجہ سے ہے)

دائماً غفلت ز گستاخی دَمد — کہ بَرد تعظیم از دیدہ رَمد

غفلت ہمیشہ گستاخی سے پیدا ہوتی ہے — کیونکہ آنکھوں سے تعظیم کو ختم کر دیتا ہے

غفلت و نسیانِ بد آموختہ — زآتشِ تعظیم گردد سوختہ

سیکھی ہوئی بُری غفلت اور بھول — تعظیم کی آگ سے جل جاتی ہے

ہیبتش بیداری و فطنت دہد — سہو و نسیاں از دلش بیرُوں جہد

اُس کی ہیبت بیداری اور سمجھ عطا کرتی ہے — بھول اور نسیان اُس کے دل سے نکل جاتا ہے

وقتِ[2] غارت خواب ناید خلق را — تا نبر باید کسے زُو دَلق را

لوٹ کے وقت لوگوں کو نیند نہیں آتی ہے — تاکہ کوئی اُس کی گدڑی نہ لے اُڑے

خواب چوں در میرمد از بیمِ دَلق — خواب و نسیاں کے بود با بیمِ حَلق

جب گدڑی کے ڈر سے نیند بھاگ جاتی ہے — گلے کے ڈر سے نیند اور بھول کب ہوتی ہے؟

لَا تُؤَاخِذْنَا اِن نَّسِینَا شُد گواہ — کہ بُوَد نسیاں بوجہے ہم گناہ

اگر ہم بھول گئے تو تو پکڑ نہ کر، گواہ ہے — کہ بھول بھی ایک طرح سے گناہ ہے

زانکہ استکمالِ تعظیم اُو نہ کرد — وَرنہ نسیاں در نیاوردے نبرد

کیونکہ اس نے تعظیم کی تکمیل نہ کی — ورنہ بھول، مصیبت نہ لاتی

گرچہ نسیاں لابُد و ناچار بُود — در سبب ورزیدن اُو مختار بُود

اگرچہ بھول ضروری اور ناعلاج ہے — (لیکن) سبب اختیار کرنے میں وہ صاحبِ اختیار ہے

چوں[3] تہاون کرد در تعظیمہا — تا کہ نسیاں زاد با سہو و خطا

جب اُس نے عظمتوں میں سستی برتی — یہاں تک کہ سہو اور غلطی سے نسیان پیدا ہوا

ہمچو مستے کو جنایتہا کُند — گوید اُو معذور بُودم من ز خُود

اُس مست کی طرح جو ظلم کرے — اور کہے، میں اپنے بارے میں معذور تھا

---

[1] جز: جو شخص آپ کی حکم عدولی کرتا ہے وہ آپ کے عفو کا سہارا لے کر کرتا ہے۔ غفلت: آپ کی بھول اور عفو کی صفت خاموں کو گستاخ اور غافل بنا دیتی ہے، جب انسان کی آنکھیں ڈھکی رہتی ہوں تو وہ تعظیم سے غافل ہو جاتا ہے۔ ہیبتش: آپ کی ہیبت اور خوف غفلت میں بیداری پیدا کر دیتا ہے اور بھول کو ختم کر دیتا ہے۔

[2] وقتِ غارت: جب نصیر ٹوٹ رہا ہو تو کوئی نہیں سوتا اس لئے ہر شخص اپنی گدڑی بچانے کی فکر کرنے لگتا ہے یہ تو گدڑی کا ڈر تھا جب اگر جان کا ڈر ہو تو پھر نیند کیسے آسکتی ہے۔ لَا تُؤَاخِذْ۔ قرآن پاک میں ہے "اللہ ہماری بھول پر ہماری گرفت نہ کرے" اس سے معلوم ہوا کہ بھول بھی گناہ ہے ورنہ گرفت نہ کرنے کی دعا کیوں سکھائی جاتی۔ زانکہ: وہ بھول جو بے پروائی سے ہو مواخذہ کے قابل ہے البتہ اگر بلکنے کی ساری تدبیریں کر لی ہوں اور پھر بھول ہو گئی تو اس پر گرفت نہیں ہے اس لئے کہ پہلی صورت میں اُس نے وہ اسباب نہ اختیار کئے جو وہ کر سکتا تھا۔

[3] چوں تہاون: جب یاد رکھنے کے ذرائع اور اسباب کو ترک کرتا ہے اور اس سے بھول سرزد ہوتی ہے تو یہ وہ ہمچو مستے ——— ہمچو: جو شخص بھول کے اسباب اختیار کرے اور پھر بھول کو عذر بنائے اُس کی مثال تو اس شخص کی سی ہے جو شراب میں مست ہو کر جرم کرے اور پھر کہے کہ میں مجبور تھا لہٰذا معذور ہوں حاکم اُس سے یہی کہے گا کہ یہ حالت مجبوری کا سبب تو نے خود اختیار کیا تھا نہ تو نے خود پینا اختیار کیا تھا لہٰذا تو معذور نہیں ہے۔

گویدش لیکن سبب آزشت کار — از تو بُد در رفتن آں اختیار

اُس کو (حاکم) کہے گا۔ اے بدکار! لیکن سبب — تیری جانب سے تھا اُس اختیار کے چلے جانے میں

بیخودی نامد بخود تشش خواندی — اختیارت خود نشد تشش راندی

تیرا اختیار خود ختم نہ ہوا تو نے اُس کو بھگایا — تو خود ہی خود نہیں آئی تو نے خود اُس کو بلایا

گر رسیدے مستیِ بے جہدِ تو — حفظ کردے ساقیِ جاں عہدِ تو

اگر تیری کوشش کے بغیر مستی پیدا ہو جاتی — تو روح کا ساقی تیرے عہد کی حفاظت کرتا

پشت دارت اُو بُدے عُذر خواہ — من غلامِ زلتِ مستِ آں

وہ تیرا عذر خواہ ہوتا (اور) مددگار ہوتا — میں عطائی مست کی لغزش کا غلام ہوں

عفوہائے جملہ عالم ذرّہ — عکسِ عفوت اے ز تو ہر بہرہ

تمام جہان کی معافیاں ایک ذرّہ ہیں — اے وہ ذات! کہ ہر حصہ تیری معافی کا عکس ہے

عفوہا گفتہ ثنایِ عفوِ تو — نیست کفوش اَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوا

تمام معافیوں نے تیری معافی کی تعریف کی ہے — اُس کا کوئی ہمسر نہیں ہے اے لوگو! ڈرو

جانِ شاں بخش ز خود شاں ہم مرا — کامِ شیرینِ تو اندے کامراں

اُنکی جان بخشدے اور اپنے آپ سے اُنکو شعور نہ کر — اے مُرادِ دل! وہ تیرے شیریں مقاصد ہیں

رحم کُن بر وے کہ روئے تو بدید — فُرقتِ تلخِ تو چوں خواہد چشید

اُس پر رحم کر جس نے تیرا دیدار کر لیا ہے — وہ تیری جدائی کی تلخی کیسے چکھے گا؟

از فراق و ہجر میگوئی سخن — ہر چہ خواہی کُن ولیکن ایں مکُن

تو فراق اور جدائی کی بات کرتا ہے — جو چاہے کر، لیکن یہ نہ کر

در جہاں نبود بتر از ہجرِ یار — ایں سخن از عاشقِ خود گو شدار

دنیا میں دوست کی جدائی سے بدتر کوئی چیز نہیں ہے — اپنے عاشق کی یہ بات یاد رکھ

صد ہزاراں مرگ تلخِ شصتِ تو — نیست مانندِ فراقِ شستِ تو

ساٹھ درجے کی لاکھوں کڑوی موتیں — تیرے حلقۂ زلف سے فراق کے مانند نہیں ہیں

تلخیِ ہجر از ذکور و از اناث — دور دار اے مجرماں را مُستغاث

مردوں اور عورتوں سے جدائی کی تلخی کو — اے خطاکاروں کے فریاد رس! دور رکھ

بر اُمیدِ وصلِ تو مُردن خوش ست — تلخیِ ہجر تو فوقِ آتش ست

تیرے وصل کی اُمید پر مرنا بھلا ہے — تیری جدائی کی تلخی آگ سے زیادہ ہے

لہ گزر سے۔ اگر تو نے عمدہ مست نہ ہوا ہوتا تو اللہ تعالیٰ تیری پشت پناہی کرتا اور تیرا عذر خواہ ہوتا۔ یعنی مست کی لغزش کے تو ہم غلام ہیں عفو فرمائیں۔ ایاز نے کہا اے شاہ آپ کے عفو کے مقابلے میں تمام جہان کی معافیاں ذرہ ہیں اور دنیا کی سب معافیاں تیرے عفو کی تنگ ہیں۔ اے انسانوں اُس کا کوئی ہمسر نہیں ہے اُس کو ہمسر قرار دینے سے بچتے رہو۔ جانِ شاں۔ ایاز نے بادشاہ سے کہا ان کی جان بخشی کر دیجئے اور ان کو اپنے سے جدا نہ کیجئے آپ کے مقاصد بڑے شیریں ہیں۔

۲ رحم کُن۔ جس نے ایک بار بھی تیرا چہرہ دیکھ لیا ہے وہ جدائی کی تلخی کیسے برداشت کرے گا اُس پر رحم کر دیجئے آپ ہجر و فراق کی بات کر رہے ہیں ان کے ساتھ یہ نہ کیجئے اور جو چاہے کر دیجئے عاشق کے لئے یار کی جدائی سے بدتر کوئی سزا نہیں ہے۔

۳ شصت۔ ہم نے صد کے معنی میں لیا ہے اس صورت میں اس کا مزشصت ہونا چاہیئے مصرع اوّل میں تو معنی درجہ ہے دوسرے مصرع میں شست سے مراد زلف کا حلقہ لیا جائے۔ تلخی۔ آپ خطاکاروں کے فریاد رس ہیں کسی شخص کو عمرِ فراق کی سزا نہ دیں۔ ایاز کا شعر کہتے ہیں بہتر ہے وصل کی اُمید میں جان دیدینا

گبر میگوید میانِ آں سقر — چہ غم بُودے گرم کردے نظر

دوزخ کے درمیان کافر کہہ رہا ہے — اگر وہ مجھ پر نظر کر دیتا مجھے کیا غم ہوتا

کاں نظر شیریں کُنندہ رنجہاست — ساحراں را خونبہائے دست و پاست

کیونکہ وہ نظر تلخوں کو شیریں بنا دینے والی ہے — جادوگروں کے ہاتھ پاؤں کا خونبہا ہے

تفسیر گفتنِ ساحراں فرعون را در وقتِ سیاست کہ

سزا کے وقت فرعون سے ساحروں کے "کوئی نقصان نہیں بیشک ہم اپنے

لَا ضَيْرَ إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ

رب کی طرف لوٹنے والے ہیں" کہنے کی تفسیر

نعرۂ لَا ضَیْر بشنید آسماں — چرخ گوئے شد پئے آں صولجاں

آسمان نے "کوئی ضرر نہیں" کا نعرہ سنا — اس نیچے کے لئے آسمان گیند بن گیا

ضربتِ فرعون مارا نیست ضیر — لُطفِ حق غالب بُود بر قہرِ غیر

فرعون کی سزا ہمارے لئے نقصان نہیں ہے — دوسرے کے قہر پر اللہ تعالیٰ کا کرم غالب ہے

گر بدانی سرِ مارا اے مُضِل — میرہانی ماں ز رنجِ اے کور دل

اے گمراہ کرنے والے! اگر تو ہمارا راز جان لے — اے دل کے اندھے! ہمیں تکلیف سے نجات دیدیتا

ہیں بیا ایں سو ببیں کایں ارغنوں — میزند یا لَیْتَ قَوْمِی یَعْلَمُوْن

خبردار! ادھر آ دیکھ یہ باجا — "کاش میری قوم جان لیتی" بجا رہا ہے

داد مارا فضلِ حق فرعونیے — نے چنیں فرعونیے بے عونیے

اللہ (تعالیٰ) کے فضل نے ہمیں فرعونی عطا کر دی — وہ فرعونی نہیں جو بغیر مدد (خداوندی) کے ہو

سر برآور ملک بیں زندہ و جلیل — اے شدہ غرّہ بمصر و رودِ نیل

سر اٹھا، زندہ اور عالیشان سلطنت کو دیکھ — اے، مصر اور دریائے نیل پر مغرور

گر تو ترکِ ایں نجس خرقہ کُنی — نیل را در نیلِ جاں غرقہ کُنی

اگر تو اس ناپاک چیتھڑے کو چھوڑ دے — تو نیل کو، جان کے نیل میں ڈبو دے

ہیں بدار از مصر اے فرعون دست — در میانِ مصرِ جاں صد مصر ہست

خبردار! اے فرعون! مصر سے ہاتھ اٹھا لے — جان کے مصر میں سیکڑوں مصر ہیں

کو دیکھ لے مصر و نیل کی سلطنت پر غرور نہ کر، تو تو۔ اگر تو اس حقیر سلطنت کو چھوڑ دے گا تو تیری روح میں اس قدر وسعت پیدا ہو جائے گی کہ یہ دریائے نیل تیری جان میں غرق ہو جائے گا۔ تیس بدر ساحروں نے فرعون سے کہا کہ ہم مصر کی حکومت سے دست کش ہو جو ہم روحانی دنیا کے سیکڑوں مصر پا لیں گے۔

۱ گبر۔ یہ وہ بھی جہنم میں یہ کہے گا کہ آپ کی نظر کرم ہو تو جہنم بھی گوارا ہے... ساحراں۔ آپ کی نظر کرم نے ذلیوں کے جادوگروں کے لئے ہاتھ پاؤں کٹوا دیا آسان کر دیا۔ اور انھوں نے آپ کی منشیہ میں نظر کر اپنے ہاتھ پاؤں کے خون کا بدلہ کر دیا۔ تفسیر۔ جب فرعون نے ساحروں کو قتل کرنے کی دھمکی دی تو انھوں نے کہا ہاتھ پاؤں کٹنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہم اپنے رب کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ چرخ میں نعرہ سے آسمان بھی رقص کرنے لگا۔

۲ ضربت۔ مار۔ گر تو بدانی اگر تو ہمارے اس جذبہ کو سمجھ جاتا تو ہمیں تکلیف نہ دیتا۔ حقیقت۔ لطائف کہ دل سے جب جب بخار حضرت عیسیٰ کے حواری کو شہید کیا تو انھوں نے فرمایا کاش میری قوم اس بات کو جان لیتی کہ میرے رب نے میری مغفرت فرما دی اور مجھے معزز بنا دیا۔ ارغنوں مشہور باجا ہے جس کو فلاطون نے ایجاد کیا تھا۔

۳ فرعونے یعنی شہنشاہ کی نے چنیں۔ وہ شہنشاہی... فرعون کی سی شاہی نہیں ہے تو بر آور — ان جادوگروں نے کہا تھا کہ خواب غفلت سے سر اٹھا اور ہماری بندگی اور غلبہ سلطنت

تو[1] اَنَا رَبُّ راہمی گوئی بعام — غافل از ماہیت ایں ہر دو نام

تو عوام سے "میں خدا ہوں" کہتا ہے — (حالانکہ) تو ان دونوں ناموں کی ماہیت سے غافل ہے

رَبّ بر مربوب کے لرزاں بُوَد — کے اَنَا داں بندِ جسم و جاں بُوَد

پروردگار زیرِ پرورش سے کب لرزتا ہے؟ — "انا" کو جاننے والا جسم اور جان کا پابند کب ہوتا ہے؟

نِک انا مائیم رستہ از اَنَا — از اَنَائے پُر بلائے پُر عنا

دیکھ! "انا" ہم ہیں "انا" سے چھوٹے ہوئے — اس "انا" سے جو نعمت (اور) مشقت سے پُر ہے

آں[2] اَنَائے بر نوائے سگ شوم بُوَد — در حقِ ما دولتِ محتوم بُوَد

اے کتے! وہ "انا" تیرے لئے منحوس تھی — ہمارے حق میں یقینی دولت تھی

گر نبودَت ایں انائے کینہ کش — کے زدے بر ما چنیں اقبال خوش

اگر یہ کینہ نکالنے والا "انا" تیرے اندر نہ ہوتا — تو ایسا اچھا نصیبہ ہمیں کب حاصل ہوتا؟

شکر آں کز دارِ فانی میرہیم — بر سرِ ایں دار پندت میدہیم

اس کا شکر ہے کہ ہم دارِ فانی سے چھوٹ رہے ہیں — اس سولی پر ہم تجھے نصیحت کر رہے ہیں

دارِ قتلِ ما براقِ رحلت ست — دارِ مُلکِ تو غرور و غفلت ست

ہمارے قتل کی سولی سفر کا براق ہے — تیرا دارالسلطنت، غرور اور غفلت ہے

ایں[3] حیاتِ خفیہ در نقشِ ممات — واں ممات خفیہ در قشرِ حیات

یہ خفیہ زندگی ہے جو موت کی صورت میں ہے — وہ خفیہ موت ہے جو زندگی کے چھلکے میں ہے

می نماید نور نار و نار نور — ورنہ دنیا کے بُدے دار الغرور

نور، آگ اور آگ نور نظر آتی ہے — ورنہ دنیا دارالغرور کب ہوتی؟

ہیں مکن تعجیل اول نیست شو — چوں غروب آری برآر از شرق ضو

خبردار! جلدی نہ کر پہلے نیست بن — جب تو غروب کر گیا مشرق سے روشنی لا

آں[4] اَنَائے در ازل دل تنگ شد — زیں اَنَا جاں بیخود و دل دنگ شد

وہ "انا" ازل میں دل تنگ ہے — اس "انا" سے جان بیخود اور دل حیران ہو گیا

آں اَنَائے سرد گشت و تنگ شد — ایں اَنَا خم دادہ ہمچو چنگ شد

وہ "انا" سرد اور تنگ ہے — یہ مست "انا" چنگ کی طرح ہے

اوصافِ بشری فنا کرنے سے پہلے انا کہنا ازل سے مردود ہے۔ زیں انا۔ فنا کے بعد انا کہنا محمود ہے۔ چنگ ایک باجا ہے جس کی آواز خوش کن ہے۔

---

[1] تو آں۔ فرعون نے ہے کہتا تھا کہ میں تمہارا رب ہوں عوام نے کہا تو انا اور رب دونوں کی حقیقت سے بے بہرہ ہے انا وہ ہے جو فنا کے بعد حاصل ہو تو اس سے ناواقف ہے۔ رَبّ۔ رب کی حقیقت سے بھی ناواقف ہے جو ابھی رعایا کے بگڑ جانے سے خوفزدہ ہو وہ رب کیسے ہو سکتا ہے۔ اَنَا مائیم۔ اصل انانیت تو جب حاصل ہوتی ہے جب انسان اپنی انانیت اور خودی کو چھوڑ چکے جو نعمت اور مشقت سے پُر ہے۔

[2] آں انا۔ تیری انانیت خودی سے ہوئے ہے تو منحوس ہے ہمارے کا درجہ حاصل کر چکے ہیں لہذا ہماری انانیت ایک دولت ہے۔ مگر تو دولت۔ تیری انانیت ہماری خوش بختی کا سبب بن گئی ہے۔ شکر۔ تیری انانیت نے ہمیں اس فانی دنیا سے نجات دیدی جو ہم سولی پر چڑھ کر تجھے نصیحت کر رہے ہیں۔ قار۔ یہ سولی ہمارے لئے قربِ خداوندی کا براق بن گئی ہے۔

[3] ایں۔ یعنی برائے رحلت حیات بصورتِ ممات ہے۔ واں۔ تیرا دارالملک موت بصورتِ حیات ہے۔ دارالغرور۔ دھوکے کا گھر دنیا کو اسی لئے کہا جاتا ہے کہ یہ حقائق پلٹ نظر آتے ہیں۔ ہیں۔ پہلے فنا حاصل کر پھر غروب کے بعد سورج طلوع ہوگا۔ آں انائے۔

زانا انائے بے انا خوش گشت جان — شد جہان او از انائے ایں جہان

اس نے انا کے "انا" کہنے سے جان خوش ہوگئی — وہ اس جہان سے کود جانے والی ہوگئی

از انا چوں رست اکنوں شد انا — آفرینہا بر انائے بے عنا

جب "انا" سے چھوٹ گئی اب "انا" ہوگئی — بے مشقت کی "انا" کو شاباش ہے

او گریزان و انائے در پیش — می دود چوں دید وے را بے وش

وہ بھاگ رہا ہے اور "انا" اسکے درپے ہے — وہ "انا" دوڑتی ہے جب وہ اسکو اپنے بغیر دیکھتی ہے

طالب او نی نگردد طالبت — چوں بمردی طالبت شد مطلبت

تو اسکا طلبگار ہے وہ تیری طلبگار نہ بنے گی — جب تو مرگیا تیرا مطلوب تیرا طالب بن گیا

زندہ کے مردہ شوشوید ترا — طالبی کے مطلبت جوید ترا

تو زندہ ہے مردے کو نہلانیوالا تجھے کب نہلائیگا — تو طلبگار ہے، مطلوب تجھے کب ڈھونڈے گا؟

اندریں بحث آر خرد رہ بیں بدے — فخر رازی راز دار دیں بدے

اس بحث میں اگر عقل راستہ دیکھنے والی ہوتی — (تو) فخر الدین رازی دین کے رازدار ہوتے

لیک چوں من لم یذق لم یدر بود — عقل و تخییلات او حیرت فزود

لیکن چونکہ "جس نے نہ چکھا اس نے نہ جانا" ہے — انکی عقل اور تخییلات نے حیرت میں اضافہ کردیا

کے شود کشف از تفکر ایں انا — ایں انا مکشوف شد بعد الفنا

غور کرنے سے یہ "انا" کب کھلتی ہے — یہ "انا" فنا کے بعد کھلی ہے

می فتد ایں عقلہا در افتقاد — در مغاکے و حلول و اتحاد

جستجو میں یہ عقلیں جاگرتی ہیں — گڑھے اور حلول و اتحاد میں

اے ایاز گشتہ فانی ز اقتراب — ہمچو اختر در شعاع آفتاب

اے ایاز! تو قرب میں فانی بنگیا ہے — جیسا کہ ستارہ سورج کی شعاع میں

بلکہ چوں نطفہ مبدل تو بتن — نز حلول و اتحاد مفتتن

بلکہ جیسا کہ تیرا نطفہ جسم میں تبدیل ہوا — نہ کہ حلول اور پُر فتنہ اتحاد سے

---

۱ انا جس میں بشری نیت و ہوس نہ ہو روح خوش ہوتی ہے اور انسان اس انا کے ذریعہ اس دنیا کی انا سے نجات پاجاتا ہے پہلے مصرع کے شروع میں جہان جہندہ کے معنی میں ہے دوسرا جہان دنیا کے معنی میں ہے۔ از انا۔ جب انسان بشری انانیت سے چھوٹ جاتا ہے تو حقیقی انا اس کو حاصل ہوجاتی ہے اور گریزاں۔ انائے حقیقی کیلئے گریزاں ہے اور بقا اسکے درپے ہے اور اس مظہر میں صفات الٰہی اپنا ظہور چاہتے ہیں اور جب تک انسان اپنی انا کا طالب ہے فنائے حقیقی اسکو حاصل نہ ہوگی جب اپنی صفات بشری سے مُردہ ہوجائیگا تو فنا خود اس کی طالب بنجائے گی۔

۲ زندہ۔ جب تک انسان اپنی انا سے زندہ ہے تو اس مُردے کو نہلانے والا یعنی فنا اس کیساتھ معروف عمل نہ ہوگی۔ اندریں۔ اس بحث میں کہ فنا اپنی انا ختم کرنے کے بعد حاصل ہوتی ہے عقل رہنمائی نہیں کرتی ہے ورنہ ... امام فخر الدین رازی جو دلائل عقلی پر ہر چیز کا مدار رکھتے ہیں دین کے اسرار کے سب سے بڑے عالم ہوتے۔ لیک۔ یہ مسائل ذوقی ہیں جس نے انکا مزا نہ چکھا وہ انکی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا ان مسائل میں دلائل عقلیہ حیرت میں اور اضافہ کردیتے ہیں۔ ایں انا۔ حقیقی انا کا علم فنا کے بعد واضح ہوتا ہے۔

۳ افتقاد۔ اگر محض عقل کے ذریعہ ان مسائل کو حل کیا جائیگا تو انسان حلول اور اتحاد جیسے عقیدوں میں مبتلا ہوجائیگا یعنی یہ سمجھ جائیگا کہ بقا بعد فنا جس میں ایک انسان وجود عبد کے بغیر صفات رب کیساتھ متصف ہوتا ہے حلول کی صورت میں ہے یعنی حضرت حق تعالیٰ وجود عبد کو اپنا محل بنا لیتے ہیں یا عبد اور رب میں اتحاد ہوجانے کی صورت سے ہے۔ اے ایاز۔ بقا اور فنا کی صحیح مثال اگر ہے تو یہ ہے کہ جسطرح ستارہ شعاع شمس میں گم ہوجاتا ہے اسی طرح عبد حادث اپنے آپ کو رب قدیم میں گم کردیتا ہے یہ تو صفات کی تبدیلی کی مثال ہے یا یہ سمجھو کہ نطفہ مٹی جسم انسانی میں تبدیل ہوجاتا ہے یہ تبدیل ذاتی کی مثال ہے۔

عفو کن اے عفو در صندوق تو — سابق لطفی ہمہ مسبوق تو

معاف کردے اے وہ کہ معافی تیرے صندوق میں ہے — تو مہربانی میں سابق ہے سب تیرے پیچھے ہیں

مجرم داشتن ایاز خود را درین شفاعت گری و عذر این جرم

میں سفارش کرنے میں ایاز کا اپنے آپ کو مجرم سمجھنا اور اس خطا کی معافی

خواستن و دراں عذر گوئی ہم خود را مجرم داشتن و این شکستگی

چاہنا اور اس عذر گوئی میں بھی اپنے آپ کو مجرم قرار دینا اور یہ کسر نفسی

از شناخت و عظمت شاہ خیزد و اَنَا اَعْلَمُکُمْ بِاللّٰہِ

شاہ کی عظمت اور پہچان سے پیدا ہوتی ہے "اور میں تم سے زیادہ اللہ کو جاننے والا ہوں اور

وَاَخْشَاکُمْ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا

تم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں" اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ سے اسکو جاننے والے ڈرتے ہیں

مَن کہ باشم کہ بگویم عفو کن — اے تو سلطان و خلاصہ امر کن

میں کون ہوتا ہوں جو کہوں کہ معاف کردیجئے؟ — اے وہ کہ آپ بادشاہ اور کن کے امر کے خلاصہ ہیں

مَن کہ باشم کہ بُوَم من بامنت — اے گرفتہ جملہ مَنہا دامنت

میں کون ہوتا ہوں کہ میں تیری منتی کے سامنے موجود رہوں؟ — اے وہ کہ تمام ہستیوں نے تیرا دامن تھاما ہے

مَن کے آرم رحم خلم آلود را — رہ نمایم علم حلم اندود را

میں غضب آلود رحم کب کرسکتا ہوں؟ — میں تو علم سے بھرے ہوئے حلم کی رہنمائی کرتا ہوں

صد ہزاراں صفع را ارزانیم — گر زبون صفعہا گردانیم

میں لاکھوں طمانچوں کے لائق ہوں — اگر آپ مجھے طمانچوں کا مغلوب بنالیں

مَن کیم تا پیشت اعلامے کنم — یا کہ وا یادت دہم شرط کرم

میں کون ہوں کہ آپ کے سامنے اعلان کروں؟ — یا کہ آپ کو کرم کی شرط یاد دلاؤں

آنچہ معلوم تو نبود چیست آں — وآنچہ یادت نیست کو اندر جہاں

جو تجھے معلوم نہیں وہ کیا ہے؟ — جو تجھے یاد نہیں وہ جہاں میں کہاں ہے؟

اے تو پاک از جہل و علمت پاک ازاں — کہ فراموشی کند ویرا نہاں

اے وہ کہ نادانی سے پاک ہے اور تیرا علم اس سے پاک ہے — کہ بھول اس کو چھپا دے

ہیچکس را تو کسے انگاشتی — ہمچو خورشیدش بنور افراشتی

تو نے ناچیز کو چیز ٹھہرایا — تو نے اس کو سورج کی طرح نور سے بلند کردیا

ایاز نے اس سفارش کے بارے میں بھی اپنے آپ کو قصوروار سمجھا اور عذر خواہی کرنے لگا اور یہ صورت جب پیدا ہوتی ہے جبکہ انسان شاہ کی عظمت کو سمجھ چکا ہو چنانچہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں خدا کو تم سے زیادہ جانتا ہوں اور خدا سے تم سے زیادہ ڈرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اللہ کے جاننے والے ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔ یہ کہ باشم۔ میرا تیرے سامنے سفارش کرنا اپنی ہستی کا اقرار کرنا ہے جو غیر مناسب ہے۔ مَن کے آرم۔ میرے رحم میں تو خلوص نہیں ہے میں تو صرف آپکے علم کی راہنمائی کرسکتا ہوں۔ اگر تو مجھے سزا دینا پسند کرے تو میں لاکھوں طمانچوں کا مستحق ہوں۔ سفارش کرنا میری گستاخی ہے۔ مَن کیم میں کون ہوتا ہوں کہ آپ کو بتاؤں۔ اور کرم کی شرط یاد دلاؤں جب کہ آپ کو ہر چیز معلوم ہے اور ہر بات یاد ہے۔ اے تو پاک۔ آپ خود جہل سے پاک ہیں اور کوئی بھول کسی چیز کو آپ سے پوشیدہ نہیں کرسکتی ہے۔ ہیچکس۔ آپ نے معافی کا اختیار مجھے دیکر مجھے کسی قابل بنادیا اب جب کہ آپ نے مجھے کسی قابل بنادیا ہے تو کرم کرکے میری خوشامد کو بھی سن لیجئے۔

چوں کسم کردی اگر لابہ کنم — مُستمع شو لابہ ام را از کرم

جب تو نے مجھے کچھ بتلایا اگر میں عاجزی کروں — تو کرم کرکے میری خوشامد کو سُن لے

زانکہ[1] از نقشم چو بیروں بُردۂ — آں شفاعت ہم تو خود را کردۂ

اسلئے کہ جب تو نے مجھے ہستی سے باہر نکال دیا ہے — تو وہ سفارش بھی تو نے خود ہی سے کی ہے

چوں ز رختِ من تہی گشت ایں وطن — تر و خشکِ خانہ نبود آنِ من

جب یہ وطن میرے سامان سے خالی ہوگیا — تو گھر کا تر اور خشک میرا نہیں ہے

ہم دُعا از من رواں کردی چو آب — ہم ثباتش بخش و گرداں مستجاب

تو نے ہی دعا مجھ میں سے پانی کی طرح جاری کردی — تو ہی اسکو جماؤ عطا کر اور قبول فرما

ہم تو بودی اوّل آرندہ دُعا — ہم تو باش آخر اجابت را رجا

تو ہی ابتداءً مجھ سے دعا کرانے والا ہے — تو ہی اخیر میں قبولیت کی امید بن

تا زنم من لاف کاں شاہِ جہاں — بہرِ بندہ عفو کرد از مُجرماں

تاکہ میں شیخی بگھار سکوں کہ اُس شاہجہاں نے — ان خطاکاروں کو غلام کی خاطر معاف کردیا

دردؔ بودم سر بسر من خود پسند — کرد شاہم داروی ہر دردمند

میں متکبر سراسر درد تھا — شاہ نے مجھے ہر دردمند کی دوا بنا دیا

دوزخے بودم پُر از شور و شرے — کرد دستِ فضلِ اُو یم کوثرے

میں شور و شر سے پُر ایک دوزخ تھا — اُسکی مہربانی کے ہاتھ نے مجھے کوثر بنا دیا

ہر کہ را سوزید دوزخ در قود — من بروبانم دگر بار از جسد

جس شخص کو دوزخ نے سزا میں جلا دیا ہے — میں اُسکے جسم کو دوبارہ اُگا دیتا ہوں

کارِ کوثر چیست کہ ہر سوختہ — گردد از وے نابت و اندوختہ

کوثر کا کام کیا ہے؟ یعنی ہر جلا ہوا — اُس سے اُگ جانے والا اور مجتمع ہوجائے

قطرہ[3] قطرہ اُو منادیِ کرم — کانچہ دوزخ سوخت من باز آورم

اُس کا قطرہ قطرہ کرم کا منادی ہے — کہ جو دوزخ نے جلایا ہے میں لوٹا دوں گا

ہمچو مرہم بر سرِ زخمِ عفن — یُنبتُ لحماً جدیداً خالصاً

جس طرح سڑے ہوئے زخم پر مرہم — خالص نیا گوشت اُگا دیتا ہے

ہست دوزخ ہمچو سرمائے خزاں — ہست کوثر چوں بہار و گلستاں

دوزخ جاڑوں کی خزاں کی طرح ہے — کوثر بہار اور چمن کی طرح ہے

---

[1] زانکہ۔ اب میں میں نہیں ہوں لہذا میری یہ سفارش میری نہیں ہے آپ کی ہے۔ چوں۔ جبکہ میرے پاس اپنا کچھ نہیں ہے تو کچھ بھی جو کچھ ہے میری ملکیت نہیں ہے تو نے ہی مجھے سفارش کی توفیق دی ہے اب تو ہی اسکو قبول فرمالے ہم تو۔ دعا کرنے والا تو ہی ہے تو تجھی سے قبول کرلینے کی امید وابستہ ہے۔ تا زنم جبکہ میرا کوئی حصہ نہیں تو مجھے تو خواہ مخواہ کا فخر ہوگا کہ بادشاہ نے میری سفارش پر خطاکاروں کو معاف کیا ہے۔

[2] درد۔ میں تو خود مرض تھا شاہ نے مجھے دوا بتلا دیا۔ میں دوزخ تھا جو دوسروں کو جلاتا ہے اُس شاہ کے فضل نے مجھے کوثر بنا دیا جو مجھے ہوؤں کو زندگی بخش دیتی ہے۔ ہر کہ۔ اب چونکہ میں کوثر ہوں دوزخ نے سزا میں جسکا جسم جلا کر خاکستر کردیا ہے اُن کو دوبارہ جسم دے دیتا ہوں۔ نابت۔ اُگنے والا۔ اندوختہ۔ جمع شدہ۔

[3] قطرہ۔ کوثر کا ایک ایک قطرہ پکار کر کہتا ہے کہ میرے قریب آؤ میں جلے ہوئے کو دوبارہ جسم عطا کردونگا میری مثال مرہم کی سی ہے جو سڑے ہوئے زخم پر دوبارہ عمدہ گوشت پیدا کردیتا ہے۔ دوزخ۔ دوزخ موسم خزاں کی طرح اور کوثر موسم بہار کی طرح ہے دوزخ موت ہے کوثر زندگی صورت ہے۔ دے زندہ

هست دوزخ همچو مرگ و چون فنا
دوزخ، موت اور فنا کی طرح ہے

هست دوزخ همچو مرگ و خاکِ گور
دوزخ، موت اور قبر کی مٹی کی طرح ہے

اے[1] ز دوزخ سوخته اجسامِ تاں
اے وہ کہ تمہارے جسم دوزخ سے جل چکے ہیں

چوں خلقتُ الخلقَ کے یربحَ علیٰ
جبکہ میں نے مخلوق پیدا کی تاکہ مجھ سے نفع اٹھائے

لا لِاَن اَربحَ علیہم جود تست
"نہ یہ کہ میں اُن سے نفع کماؤں" تیری عطا ہے

عفو کُن زیں ناقصانِ تن پرست
ان ناقص تن پرستوں کو معاف فرما دے

عفوِ[2] خلقاں همچو جوی و همچو سیل
مخلوق کی معافی، نہر کی طرح اور سیلاب کی طرح

عفوها هر شب ازیں دل پالها
معافیاں، ہر شب کو ان دل کے ٹکڑوں سے

باز شاں وقتِ سحر پراں کنی
تو اُن کو پھر صبح کے وقت اڑا دیتا ہے

پر زناں بارِ دگر در وقتِ شام
ڈو بارہ، شام کے وقت پر پھڑپھڑاتے ہوئے

تا[3] ازتن تارِ وصلت بگسلند
یہاں تک کہ وہ جسم سے جوڑ کا تار توڑ دیتی ہیں

پر زناں ایمن ز رجعِ سرنگوں
سرنگوں (جماعت کی) واپسی سے مطمئن ہو کر اڑتی ہیں

بانگ می آید تعالوا زاں کرم
اُس کرم کی جانب سے "آجاؤ" کی آواز آتی ہے

هست کوثر نفخِ صور از کبریا
کوثر، اللہ (تعالیٰ) کی جانب سے صور کا پھونکنا ہے

هست کوثر بر مثالِ نفخِ صور
کوثر، صور پھونکنے کی طرح ہے

سوئے کوثر میکشد اکرامِ تاں
(اللہ کا) کرم تمہیں کوثر کی جانب کھینچتا ہے

لطف تو فرمود اے قیّوم و حیّ
اے حیّ قیوم تو نے مہربانی فرمائی ہے

کہ شود زو جملہ ناقصہا درست
تاکہ اُس سے سب ناقص مکمل بن جائیں

عفو از دریائے عفو اولیٰ ترست
معافی کے سمندر کی جانب سے معاف کرنا ہی بہتر ہے

هم بداں دریائے خود تازند خیل
اُس ہی اپنے دریا کی جانب گھوڑا دوڑاتی ہے

چوں کبوتر سوئے تو آید شہا
اے شاہ! آپ کی جانب کبوتر کی طرح آتی ہیں

تا بشب محبوس ایں ابداں کنی
رات تک کیلئے ان جسموں میں قید کر دیتا ہے

می پرند از عشق آں ایوان و بام
عشق کی وجہ سے اُس محل اور بالاخانے سے پرواز کرتی ہیں

پیشِ تو آیند کز تو مقبلند
آپ کے پاس آجاتی ہیں کیونکہ وہ آپ کے پاس آنیوالی ہیں

در هوا کانا الیہ راجعون
ہوا میں کہ ہم اُسی طرف لوٹنے والی ہیں

بعد ازاں رجعت نماند درد و غم
اُس واپسی کے بعد رنج اور غم باقی نہیں رہے گا

---

[1] اے۔ جو لوگ دوزخ کی آگ سے جل گئے ہیں اُن کو اللہ کا کرم کوثر کی جانب بلاتا ہے جیسا۔ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے مخلوق اس لئے پیدا کی ہے تاکہ وہ مجھ سے فائدہ اٹھائے نہ کہ اس لئے کہ میں اُس سے فائدہ اٹھاؤں۔ کمّ شود۔ یہ فرمان خداوندی اپنی لئے ہے کہ اُس کی ذات سے ناقص درست ہو جائیں۔

[2] عفوِ خلقاں۔ مخلوق کا معاف کرنا بھی اُسی دریائے عفو کا ایک حصہ ہے۔ عفوہا۔ مخلوق کی معافیاں اپنی اصل کیطرف پرواز کرتی ہیں۔ کُلُّ شیٔ یرجعُ الیٰ اَصلہٖ ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے۔ باز شاں۔ پھر اللہ تعالیٰ انکو دن بھر کے لئے انسانی بدنوں میں محبوس کر دیتا ہے اور پھر شام کے وقت اُسی محل کیطرف پرواز کر جاتی ہیں۔

[3] تا۔ یہ اُن کی آمد و رفت اُس وقت تک ہے جب تک کہ زندگی مقدر ہے۔ پر زناں۔ انکی پرواز فساق اور کفار کی پرواز کی طرح ہوندے مُنہ نہیں ہے۔ بانگ۔ اُن کی واپسی پر اللہ کا کرم آواز دیتا ہے کہ آجاؤ اب اس واپسی کے بعد دنیا کا درد اور رنج ختم ہو جائے گا۔

بس[1] غریبیہا کشیدید از جہاں — قدر من دانستہ باشید اے مہاں

تم نے دنیا میں بہت سے پردیسی پن برداشت کئے — اے شریفو! تم نے میری قدر جان لی ہے

زیر سایہ ایں درختم مست ناز — ہیں بیندازید پاہا را دراز

میرے اس درخت کے سایہ میں ناز سے مست ہو کر — آگاہ! پاؤں کو لمبا پھیلا دو

پایہائے پر عناں از راہ دیں — بر کنار و دست حوراں خالدیں

وہ پاؤں جو دین کے راستہ میں تھکے ہوئے ہیں — ہمیشہ رہنے والی حوروں کی گود اور ہاتھوں میں

حوریاں گشتہ مغمز مہرباں — کز سفر باز آمدند ایں صوفیاں

غمزہ کرنے والی حوریں، مہربان ہو گئیں — کہ یہ صوفی سفر سے واپس آئے ہیں

صوفیانِ صافیاں چوں نور خور — مدتے افتادہ بر خاک و قذر

ایسے صاف صوفی جیسا کہ سورج کا نور — جو ایک مدت تک مٹی اور پلیدی میں پڑے رہے

بے اثر پاک از قذر باز آمدند — ہمچو نور خور سوئے قرص بلند

بغیر کسی نشان کے پلیدی سے پاک واپس آئے ہیں — جس طرح کہ سورج کا نور بلند ٹکیہ کی جانب

ایں[2] گروہِ مجرماں ہم اے مجید — جملہ سر ہا شاں بدیوارے رسید

اے بزرگ! خطا کاروں کا یہ گروہ بھی — ان سب کا منہ دیوار کی جانب میں پہنچ گیا

بر خطا و جرم خود واقف شدند — گرچہ ماتِ کعبتینِ شہ بدند

اپنے جرم اور خطا سے واقف ہو گئے ہیں — اگرچہ وہ شاہ کی کعبتین سے مات کھائے ہوئے تھے

رو بتو کردند اکنوں آہ کناں — اے کہ لطفت مجرماں را رہ کناں

اب آہیں بھرتے ہوئے انھوں نے تیری جانب رخ کیا ہے — اے وہ کہ تیری مہربانی خطا کاروں کو راستہ دکھانے والی ہے

راہ دہ آلودگاں را العجل — در فراتِ عفو و عینِ[3] مغتسل

آلودہ ہو جانیوالوں کو بہت جلد راستہ عطا کر — معافی کی نہر اور نہانے کے چشمہ کا

تا کہ غسل آرند زاں جرمِ دراز — در صفِ پاکاں روند اندر نماز

تا کہ اس لمبی خطا سے غسل کریں — نماز میں پاکوں کی صف میں شامل ہو جائیں

اندراں صفہا ز اندازہ بروں — غرقہ گانِ نور نحن الصافون

اُن صفوں میں اندازے سے زیادہ — "ہم صف باندھنے والے ہیں" کے نور میں غرق ہیں

شریک ہو سکیں۔ اندراں۔ اُن صفوں میں اندازے سے زیادہ نمازی ہیں۔ وَاِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّوْنَ (ترجمہ) کا مقولہ ہے اور بیشک ہم صفیں باندھنے والے ہیں۔

---

[1] بس غریبیہا۔ اُن سے کرم خداوندی کہتا ہے تم نے سفر کی تکلیفیں اٹھائی ہیں اب کرم کے سایہ میں پاؤں پھیلا کر سو جاؤ۔ پاپہای۔ اب اُن پاؤں کو جنھوں نے اللہ کی عبادتوں میں بڑی مشقتیں اٹھائی ہیں حوروں کے ہاتھوں اور پہلوؤں میں پھیلا دو۔ مغمز۔ غمزہ کرنے والا۔ صوفیاں۔ اِن لوگوں کی حالت سورج کی روشنی کی سی ہے جو مٹی اور نجاستوں پر سے بھی گذرتی ہے لیکن پاک و صاف سورج کی طرف لوٹ آتی ہے یہ صوفی بھی دنیا کی نجاستوں پر سے پاک و صاف گذر کر واپس آتے ہیں۔

[2] ایں گروہ۔ خطا وار بھی اب شرمندہ ہیں۔ سر بدیوار شدن۔ شرمندہ ہونا۔ بر خطا۔ اگرچہ وہ قدرت سے مغلوب تھے لیکن اپنے جرم و خطا سے واقف ہیں۔

شعر

گناہ اگرچہ نبود روا نخست ولیکن
تو در طریق ادب کوش و رہ گناہ مرو

کعبتین۔ دو نردیں ہوتی ہیں جنمیں سے ہر ایک کی چھ سطحیں ہوتی ہیں اور ہر سطح پر عدد کندہ ہوتا ہے اُن سے بازی کھیلی جاتی ہے۔

[3] عینِ مغتسل۔ وہ چشمہ جس میں حضرت ایوبؑ کو غسل کرایا گیا تھا۔ تا کہ پاک ہو کر نماز میں

چوں سخن در وصفِ ایں حالت رسید — ہم قلم بشکست و ہم کاغذ درید

جب بات اِس حالت کے بیان میں پہنچی — قلم بھی ٹوٹ گیا اور کاغذ بھی پھٹ گیا

بحر را پیمودہ ہیچ اُسکرہ — شیر را برداشت ہرگز برّہ

کسی سکورے نے سمندر کو ناپا ہے؟ — کسی بکری کے بچّے نے شیر کو اُٹھایا ہے؟

گر حجابستت بروں رو زاحتجاب — تا بہ بینی بادشاہیِ عجاب

اگر تیرے لئے پردہ ہے، پردہ پوشی سے باہر نکل — تاکہ تو عجب بادشاہی دیکھے

گرچہ بشکستند جامت قومِ مست — آنکہ مست از تو بود عذرش ہست

اگرچہ مست قوم نے تیرے جام کو توڑا ہے — جو تیرا مست ہو اُس کے لئے ایک عذر ہے

مستیِ ایشاں باقبال و بمال — نے زبادہ تست اے شیریں فعال

اُن کی اقبال اور مال کی مستی — (کیا) اے شیریں کارناموں والے تیری شراب نہیں ہے؟

اے شہنشہ مست تخصیصِ تو اند — عفو کُن از مستِ خود اے عفومند

اے شہنشاہ! وہ تیرے خاص کرنے کی وجہ سے مست ہیں — اے معافی دینے والے! اپنے مست کو معاف کر دے

لذتِ تخصیصِ تو وقتِ خطاب — آں کُند کہ ناید از صد خُم شراب

خطاب کے وقت، تیرے خاص کرنے کی لذت — وہ کرتی ہے جو شراب کے سیکڑوں مٹکوں سے نہیں ہوتا

چونکہ مستم کردہ حدم مزن — شرعِ مستاں را نیارد حد زدن

جب تو نے مجھے مست کر دیا، مجھ پر حد جاری نہ کر — شریعت مستوں پر حد جاری نہیں کرتی ہے

چوں شوم ہشیار آنگاہم بزن — کز خواہم گشت خود ہشیار من

جب میں ہوشیار ہو جاؤں اُس وقت مارنا — کیونکہ میں ہوشیار ہی نہ ہوں گا

ہر کہ از جامِ تو خورد اے ذوالمنن — تا ابد رست از مُشِ و از حد زدن

اے احسانوں والے! جس نے تیرے جام سے پی — وہ ہمیشہ کیلئے ہوش سے اور حد جاری کرنے سے بچ گیا

خالدین فی فنا سُکرِہم — مَن یُفانی فی ہواکم لم یقم

وہ اپنے نشہ کی فنا میں ہمیشہ رہنے والے ہیں — جو تمہاری محبت میں فنا ہوا وہ کھڑا نہیں ہوا

فضلِ تو گوید دلِ ما را کہ رو — اے شدہ در دوغِ عشق ما گرو

تیری مہربانی، ہمارے دل سے کہتی ہے، کہ جا — اے وہ جو ہمارے عشق کی چھاچھ میں گرو ہو گیا ہے

---

۱ سخن یعنی اسرارِ شریعت کا بیان۔ بحر اسرار کا ایک بے پایاں سمندر ہے اور سکوری مثال اُس پر تیرنے والے سکورے کی سی ہے سکورہ سمندر کو نہیں ناپ سکتا۔ بکری کا بچہ شیر کو اُٹھا سکتا ہے۔ گر حجابستت۔ اگر اسرار تجھے نظر نہیں آتے تو حجاب سے باہر نکلنے کی کوشش کر۔ پھر عجیب بادشاہی دیکھے گا۔ گرچہ ایاز کا مقولہ ہے کہ اگرچہ یہ اُس مست قوم نے آپ کے حکم کا جام توڑا ہے لیکن چونکہ یہ آپ کے مست ہیں لہٰذا معذور ہیں۔

۲ مستی۔ اِن کی مستی اُس زیادہ اور مال کی وجہ سے ہے جو آپ نے اُن کو دیا ہے۔ تخصیص یعنی چونکہ تو اُن سے خصوصیت برتتا ہے اِس لئے یہ مست ہو گئے ہیں۔ وقتِ خطاب۔ جب تو اُن سے خاص طور پر خطاب کرتا ہے تو اُن پر شراب کے سیکڑوں مٹکوں کی مستی طاری ہو جاتی ہے چونکہ شرعی حکم ہے کہ مست پر نشہ کی حالت میں شراب پینے کی حد یعنی کوڑے نہیں لگائے جاتے ہیں۔ جو جب مست کا نشہ دور ہوتا ہے تب اُس کے کوڑے لگائے جاتے ہیں۔

۳ کہ تخواہم۔ لیکن میں ایسا مست ہوں کہ اِس کی مستی تیرے جام کی مستی ہے جو قیامت تک زائل نہیں ہو سکتی۔ خالدین۔ جو تیرے عشق میں فنا ہو گیا وہ پھر کبھی نہیں سنبھلتا۔ فضلِ تو۔ تیری مہربانی ہماری مستی کے عذر پر کہتی ہے کہ تو اگرچہ ہمارے جام کا مست نہیں ہے بلکہ چھاچھ پی کر مستی کا اظہار کر رہا ہے لیکن پھر بھی تیرا عذر قبول کرتے ہیں۔

چوں مگس در دوغ ما افتادہ — تو نہ مست اے مگس تو بادہ[1]

تو مگھی کی طرح ہماری چھاچھ میں پڑا ہے — اے مگھی! تو مست نہیں ہے تو ایسی شراب ہے

گر گسان مست از تو گردند اے مگس — چونکہ بر بحرِ عسل رانی فرس

اے مگھی! گدھ تجھ سے مست ہو جائیں گے — جب تو شہد کے سمندر پر گھوڑا دوڑائے گی

کوہہا چوں ذرّہا سر مست تو — نقطہ و پرکار و خط در دستِ تو

ذروں کی طرح پہاڑ، تیرے مست ہیں — نقطہ اور پرکار اور خط تیرے ہاتھ میں ہیں

فتنہ کہ لرزند زو لرزانِ تست — ہر گراں قیمت گہر ارزانِ تست

وہ فتنہ جس سے لرزتے ہیں تجھ سے لرزاں ہے — ہر گراں قیمت موتی، تیرے لئے سستا ہے

گر خدا دادے مرا پانصد دہاں[2] — گفتمے شرحِ تو اے جانِ جہاں

اگر خدا مجھے پانچ سو منہ دیتا — تو اے جانِ جہاں! میں تیری شرح کرتا

یک زباں دارم من آنہم منکسر — در خجالت از تو اے دانائے سر

میں ایک زبان رکھتا ہوں وہ بھی ٹوٹی ہوئی — اے راز کو جاننے والے! تجھ سے شرمندگی میں

منکسر تر خود نباشم از عدم — کز دہانش آمدستند ایں امم

میں خود عدم سے زیادہ ٹوٹا ہوا نہیں ہوں — جس کے منہ سے یہ امتیں آئی ہیں

صد ہزار آثارِ غیبی منتظر — کز عدم بیروں جہد بالطف و بر

لاکھوں غیبی آثار منتظر ہیں — کہ پاکیزگی اور بھلائی کیساتھ عدم سے باہر نکل آئیں

از تقاضائے تو[3] میگردد سرم — اے بمردہ من بہ پیشِ آں کرم

تیرے ہی تقاضے سے میرا سر گردش کرتا ہے — اے وہ کہ میں اس کرم کے سامنے جان دے چکا ہوں

رغبتِ ما از تقاضائے تو است — جذبہ حق ست ہر جا ہر دو ست

ہمارا راغب ہونا تیرے تقاضے سے ہے — جہاں کہیں رہو دونوں (تقاضے) کا جذبہ ہے

خاک بے بادے بالا کے جہد — کشتیِ بے بحر پا در رہ نہد

غبار بغیر ہوا کے اوپر کب جاتا ہے؟ — بغیر دریا کی کشتی راہ میں پاؤں رکھتی ہے؟

پیشِ آبِ زندگانی کس نمرد — پیشِ آبِ حیوانست درد

آبِ حیات کے سامنے کوئی نہیں مرا — تیرے پانی کے سامنے آبِ حیات تلچھٹ ہے

سے ہے۔ خاک۔ غبار ہوا کے سہارے اڑتا ہے کشتی دریا کے سہارے چلتی ہے، اسی طرح ہمارا ہر کام تیرے جذبہ سے ہے۔ پیشِ۔ آبِ حیات ہر چیز کی زندگی کا سبب ہے لیکن تیرے آبِ رحمت کے مقابلہ میں وہ کدر پانی ہے۔

---

[1] تو بادہ۔ اس کا تعلق تا کہ شعر سے ہے یعنی باایں ہمہ تو ایسی شراب ہے کہ اگر مگس یعنی اہلِ دل تجھ سے مستی حاصل کرتے ہیں۔ بحرِ عسل۔ یعنی اسرارِ حقیقت۔ کوہہا۔ اب تیری مستی کا یہ حال ہے کہ جملہ کائنات تیرے تصرف میں ہے۔ فتنہ۔ دنیا کے مصائب تجھ سے لرزہ بر اندام ہیں اور دنیا کی ہر قیمتی چیز تیرے لئے بے قیمت ہے۔

[2] گر خدا۔ یہ بھی ایاز کا مقولہ ہے اور جانِ جہاں سے مراد سلطان ہے یا یہ مولانا کا مقولہ ہے اور جانِ جہاں سے سلطانِ حقیقی مراد ہے۔ یک۔ ایک زبان ہے اور وہ بھی شرمندگی سے شکستہ ہے تو میں کیسے تیری تعریف کا حق ادا کر سکتا ہوں۔ از عدم۔ لیکن باایں ہمہ کچھ نہ کچھ مجھے تعریف کرنی ہے اس لئے کہ میں عدم سے تو گیا گذرا نہیں ہوں اس سے بھی غیبی آثار ظاہر ہو رہے ہیں جو تجھ سے فیض حاصل کر رہے ہیں۔

[3] از تقاضائے۔ تیری ہی ذات کا تقاضہ ہے کہ میں اس کے اوصاف بیان کروں اس کرم پر میں قربان ہوں۔ رغبت۔ تعریف کی طرف ہماری رغبت تیرے تقاضے اور جذبے کی وجہ

آبِ حیواں[1] قبلۂ جاں دوستاں — زاب باشد سبز و خنداں بوستاں

آب حیات جان سے دوستی رکھنے والوں کا قبلہ ہے — پانی سے باغ سبز و خنداں ہوتا ہے

مرگ آشاماں ز عشقش زندہ اند — دل ز جاں و آب جاں برکندہ اند

موت کو پی جانے والے اس کے عشق سے زندہ ہوتے ہیں — جان اور آب حیات سے دل برداشتہ ہیں

آبِ عشقِ تو چو ما را دست داد — آبِ حیواں شد بپیشِ ما کساد

جب تیرے عشق کا پانی ہمارے ہاتھ آگیا — ہمارے سامنے آبِ حیات بیکار ہوگیا

زابِ حیواں ہست ہر جاں را نوی — لیک آبِ آب حیوانی توئی

آبِ حیات سے ہر جان کو تازگی ہے — لیکن آبِ حیات کی زندگی تو ہے

ہر دمے مرگے و حشرے دادیم — تا بدیدم دستبرد آن کرم

ہر لمحے ہر لمحہ موت اور زندہ ہوجانا عطا کیا ہے — یہاں تک کہ میں نے اس کرم کا نظارہ دیکھ لیا ہے

ہمچو خفتن گشت ایں مُردن مرا — زاعتمادِ بعث کردن اے خدا

یہ مرنا میرے لئے سونے کی طرح بن گیا ہے — اے خدا! حشر کے بھروسہ پر

ہفت دریا ہر دم ار گردد سراب — گوش گیری آوریش اے آبِ آب

ساتوں سمندر اگر ہر وقت ریت بنیں — تو اے کاں پکڑ کے آئیگا اے پانی کی جان!

عقل لرزاں از اجل واں عشق شوخ — سنگ کے ترسد ز باراں چوں کلوخ

عقل موت سے لرزتی ہے اور وہ عشق جیاک ہے — پتھر ڈھیلے کی طرح بارش سے کب ڈرتا ہے؟

از صحاف[2] مثنوی ایں پنجم ست — در بروجِ چرخِ جاں چوں انجم ست

مثنوی کے دفتروں میں سے یہ پانچواں ہے — جان کے آسمان کے برجوں میں ستاروں کی طرح ہے

رہ نیابد از ستارہ ہر حواس — جز کہ کشتیبانِ اَستارہ شناس

ہر حواس ستارے سے راستہ نہیں پاسکتا ہے — ملاح ستارے کو پہچاننے والے کے سوا

جز نظارہ نیست قسمِ دیگراں — از سعودش غافل اند و از قراں

دوسروں کا حصہ سوائے نظارہ کے نہیں ہے — وہ اس کی نیک بختی، اور میل سے غافل ہیں

آشنائی گیر شبہا تا بروز — با چنیں استارہائے دیو سوز

راتوں اور دنوں سے دوستی رکھ — اس طرح کے شیطان کو جلانے والے ستاروں سے

نیک اثرات۔ اقتراں۔ دو ستاروں کا باہم ملنا۔ آشنائی۔ مثنوی سے شغل رکھو، شیطان سے نجات حاصل کرلوگے۔

---

[1] آبِ حیوان۔ آبِ حیات کا ہمیشہ ہونے کی یہ دلیل ہے کہ اسکو وہ پسند کرتے ہیں جو اپنی جان کو بچانا چاہتے ہیں مرگ۔ لیکن جو لوگ فنا کو پسند کرتے ہیں وہ تیرے آبِ عشق سے زندہ ہیں ان کیلئے آبِ حیات ہیچ ہے۔ زآبِ حیوان۔ آبِ حیات سے ہر جان کو تازگی حاصل ہوتی ہے لیکن اس آبِ حیات کی زندگی تو ہے۔ ہر دمے۔ شعر

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں زیبے جلالے دیگرست

[2] ہمچو خفتن چونکہ مجھے موت کے بعد کی زندگی کا یقین ہے لہٰذا میرے لئے موت کی حقیقت نیند سے زیادہ نہیں ہے۔ ہفت۔ تیرے دوبارہ زندگی عطا کرنے کا یہ حال ہے کہ اگر ساتوں سمندر خشک ہوکر ریت بنجائیں تو اس کا کاں پکڑ کر کہدیگا پانی بنجاؤ تو وہ پانی بن جائیں گے۔ عقل۔ عقل موت سے ڈرتی ہے اور عشق اس کے معاملہ میں لاپروا ہے کیا ڈھیلا بارش سے ڈرتا ہے پتھر کبھی نہیں ڈرتا۔

[3] صحاف۔ صحف کی جمع ہے بمعنی پیالہ بعض نسخوں میں صحائف ہے جو صحیفہ بمعنی کتاب کی جمع ہے مراد مثنوی کے دفتر ہیں۔ رہ نیابد۔ جس طرح ستارہ سے ہر شخص رہنمائی حاصل نہیں کرسکتا اسی طرح مثنوی سے ہر شخص مستفید نہیں ہوسکتا سعودش۔ یعنی ستاروں کے

ہر یکے در دفعِ دیو بدگماں — ہست نفط اندازِ قلعہ آسماں

بدگمان، شیطان کے دفع کرنے میں ہر ایک — آسمان کے قلعے پر نفط پھینکنے والا ہے

اختر ار با دیو ہمچوں عقرب ست — مشتری را او ولیِ الاقرب ست

ستارہ اگرچہ شیطان کے لئے بچھو کی طرح ہے — خریدار کے لئے وہ قریبی دوست ہے

قوس اگر از تیر دوزد دیو را — دلو پُر آب ست زرعِ میوہ را

کمان اگر شیطان کے تیر چھید دینے والی ہے — ڈول، کھیتی اور میوے کے لئے پانی سے بھرا ہے

حوت اگرچہ کشتیِ غی بشکند — دوست را چوں ثور کشتے میکند

مچھلی اگرچہ گمراہی کی کشتی کو شکستہ کرتی ہے — دوست کے لئے بیل کی طرح کھیتی بوتا ہے

شمس اگر شب را بدرد چوں اسد — لعل را زو خلعتِ اطلس رسد

سورج اگر رات کو شیر کی طرح پھاڑ دیتا ہے — نگ کو اس سے اطلس خلعت ملتی ہے

صورتِ خرچنگ اگرچہ کجرو ست — ہیئتِ میزاں از و بیروں شو ست

کیکڑے کی صورت اگرچہ ٹیڑھی چال کی ہے — ترازو کی ہیئت اس سے الگ ہے

پیشہ مریخ[2] اگر خونریزی ست — اوز بونِ شمسیِ تبریزی ست

مریخ کا پیشہ اگرچہ خونریزی ہے — وہ تبریزی سورج سے منسوب ہے

گرچہ در تاثیر نحس آمد زحل — دقتِ فکر آید ازوے در عمل

زحل اگرچہ تاثیر میں منحوس ثابت ہوا ہے — عمل میں اس سے فکر کی باریکی پیدا ہوتی ہے

ماہم از مہر ار دو کف بر ہم زند — زہرہ نبود زہرہ را تا دم زند

میرا چاند سورج کی وجہ سے اگر دونوں ہتھیلیاں بجاتا ہے — زہرہ کا پتہ نہیں ہے کہ دم مارے

بل عطارد خانۂ خود گم کند — وز جنوں او جوز جوز ا بشکند

بلکہ عطارد اپنا گھر گم کر دیتا ہے — اور دیوانہ پن سے جوزا کا اخروٹ توڑ دیتا ہے

مشتری را دست لرزد دل طپد — بر سرِ آب او فتد مہ چوں سپد

مشتری کا ہاتھ لرزتا ہے، دل تڑپتا ہے — چاند ٹوکری کی طرح پانی پر پڑتا ہے

نسرِ طائر را بریزد پر ز شرم — وز طمع تنیں شود چوں موم نرم

نسرِ طائر کے شرم سے پر جھڑتے ہیں — اژدھا لالچ سے موم کی طرح نرم ہو جاتا ہے

زحل ہوتا ہے نحس قوت فکر بہت ہوتی ہے۔ تاہم یعنی اگر میری مثنوی سرور بخشی کرے تو زہرہ جو ستارۂ فلک ہے وہ دم بخود رہے گا۔ [3] مقدر۔ ستارہ جس کو دبیر فلک بھی کہا جاتا ہے۔ جوزا۔ ایک برج کا نام ہے مشتری ستارے کا نام ہے۔ نسرِ طائر۔ اڑنے والا گدھ ستاروں کا ایک مجموعہ ہے جو اڑنے والے گدھ کی طرح ہے۔

---

[1] ہر یکے۔ ستارے شیطان کو بھگا دیتے ہیں۔ نفط۔ ایک آتشگیر ادویہ ہے۔ آخر مولانا نے مثنوی کے دفاتر کو سرور متقدمین کے قرار دیا ہے اور وہ ان کیلئے وہ بروج ثابت کئے ہیں جو آسمان میں بروج ہیں بلکہ ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں جنکے معنی معنی بھی مراد لئے جا سکیں اور وہ ستاروں اور برجوں کے نام بھی ہیں جو شیطان کے لئے بچھو کا کام کرتے ہیں اور ستارہ شناس ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں یہی حال مثنوی کا ہے۔ عقرب۔ بچھو، ایک برج کا نام بھی ہے۔ مشتری۔ خریدار، ایک ستارہ کا نام بھی ہے۔ قوس۔ کمان، ایک برج کا نام بھی ہے۔ دلو۔ ڈول، ایک برج کا نام بھی ہے۔ حوت۔ مچھلی، ایک برج کا نام بھی ہے۔ قوس۔ ایک برج کا نام بھی ہے۔ خیر ایک برج کا نام بھی ہے۔ اطلس۔ خیر منقش ریشمی کپڑا، نور آسمان پر بھی اطلاق کرتے ہیں۔ خرچنگ۔ کیکڑا، برج سرطان کو بھی کہتے ہیں۔ میزان۔ ترازو، ایک برج کا نام بھی ہے۔

[2] مریخ۔ مشہور ہے اس کو آسمان کا جلاد بھی کہا ہے مولانا نے شکر مراد مراد لیا ہے۔ شمس تبریزی۔ مریخ کو تبریزی اس لئے کہا ہے کہ تبریز آذربائیجان کا ایک شہر ہے جو جانب مشرق واقع ہے اور اسی سے شمس تبریزی بھی مراد ہیں جو سورج کے پیر ہیں۔ جس مشہور ستارہ ہو جس نحس ستارہ

دخترانِ نعش[1] آبستن شوند — مجتمع گردند و دستک زن شوند

بنات النعش حامل ہو جاتی ہیں — اکٹھی ہو جاتی ہیں اور تالیاں بجاتی ہیں

در گذر زیں رمزہا بے گاہ شد — کہکشاں از سنبلہ پُر کاہ شد

ان اشاروں سے درگذر کر، بے وقت ہو گیا — کہکشاں سنبلہ کی وجہ سے تنکوں بھری ہو گئی

آفتاب[2] از کوہ سر زد اتقوا — لیک تلخ آمد ترا ایں گفتگو

سورج پہاڑ سے طلوع ہو گیا، بچو — لیکن تجھے یہ گفتگو کڑوی لگی

تو عدوی وز عدو شہد و لبن — بے تکلف زہر گردد در بدن

تو دشمن ہے اور مخالف سے شہد اور دودھ — بے تکلف بدن میں زہر بن جاتا ہے

ہر وجودے کز عدم بنمود سر — بر یکے زہرست و بر دیگر شکر

جس وجود نے عدم سے سر ابھارا — ایک پر وہ زہر ہے اور دوسرے پر شکر ہے

دوست شو وز خوی ناخوش شو بری — تا ز خمرہ زہر ہم شکر خوری

دوست بنجا اور بری عادت سے خالی ہو جا — تاکہ زہر کے تنکے سے بھی تو شکر کھائے

زاں نشد فاروق را زہرے گزند — کہ بداں تریاقِ فاروقیش قند

اسی لئے دعمر، فاروق کے لئے زہر مضر نہ ہوا — کیونکہ اُن کا فاروقی تریاق شکر تھا

ہیں بجو تریاقِ فاروق اے غلام — تا شوی فاروقِ دوراں والسلام

اے لڑکے: فاروقی تریاق تلاش کر لے — تاکہ تو فاروقِ دوراں بن جائے، والسلام

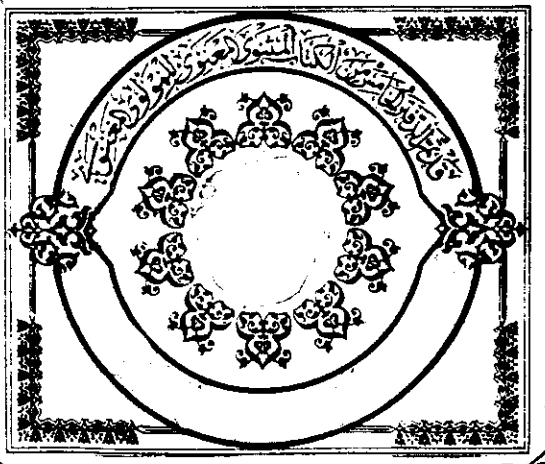

[1] دخترانِ نعش۔ بنات نعش ستارے ہیں اور نعش چار ستاروں کا مجموعہ ہے بنات النعش اُن سات ستاروں کے مجموعہ کو کہا جاتا ہے جو چارپائی کی صورت میں نظر آتے ہیں۔ کہکشاں۔ ایک لمبی سفیدی جو جراثیم کی صورت میں نظر آتی ہے موسم برسات میں ہر شام نظر آنے لگتی ہے اُس کا ایک سرا جنوب کی جانب اور دوسرا شمال کی جانب ہوتا ہے... سنبلہ۔ گیہوں کی بال، ایک برج کا نام بھی ہے۔ بے گاہ شد۔ اب ہمیں مثنوی کے رمز کے بیان کو ختم کر دینا کے طول کی وجہ سے اس کے صاف مضامین بھی سمجھنا مشکل ہو رہے ہیں۔

[2] آفتاب۔ مثنوی کا سورج طلوع کر آیا ہے جس کی روشنی پھیل گئی ہے لیکن شکر کر یہی تا گوار ہے۔ تو عدوی۔ عداوت کی وجہ سے دشمن شہد اور دودھ کو بھی زہر سمجھتا ہے۔ ہر دو حرفے۔ یہ شہد اور زہر ہونا مثنوی کی خصوصیت نہیں ہے بلکہ ہر چیز کا یہی حال ہے تو تو۔ مشکی زاں نشد۔ خلافت عمرؓ کے لئے اُن لئے فاروقی تریاق کی وجہ سے خواص کا زہر قند بن گیا تھا اسلئے اُن کیلئے وہ زہر مضر نہ رہا ہیں بجو۔ وہی تریاق فاروقی اگر تو حاصل کرے گا تو بھی اپنے زمانہ کا فاروق بن جائے گا۔